ردِّ قادیانیّت

رسائل

- حضرت مولانا محمد حسن فیضیؒ
- حضرت مولانا اصغر علی روحیؒ
- حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
- حضرت مولانا حکیم غنیمت حسینؒ
- حضرت مولانا قاضی ظفر الدینؒ
- حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
- حضرت مولانا میر محمد ربانیؒ

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۵۹

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد اُنسٹھ (۵۹)

مصنفین : حضرت مولانا محمد حسن فیضیؒ

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

حضرت مولانا قاضی ظفرالدینؒ

حضرت مولانا اصغر علی روحیؒ

حضرت مولانا حکیم غنیمت حسینؒ

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

حضرت مولانا میر محمد ربانیؒ

صفحات : ۵۹۲

قیمت : ۴۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : نومبر۲۰۱۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ و کفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰے • امابعد!

مرزا قادیانی نے ''قصیدہ اعجازیہ'' لکھا جس کا دوسرا نام ''اعجاز احمدی'' اور تیسرا نام ''ضمیمہ نزول المسیح'' بھی ہے۔ گویا ایک میں تین اور تین میں ایک یعنی تثلیث نصاریٰ کا مصداق ہے۔ مرزا قادیانی کو اس کی زندگی میں چار حضرات نے چیلنج دیا کہ آئیں میدان میں اور قصیدہ کا جواب لیں۔ ان میں: (۱) مولانا محمد حسن فیضیؒ (۲) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (۳) مولانا اصغر علی روحیؒ (۴) مولانا حاجی محمد یونسؒ وتاولی شامل تھے۔ مرزا قادیانی نے سامنے کیا آنا تھا، اس لئے کہ چمگادڑ کبھی سورج کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ کر پایا ہے نہ کر پائے گا۔ اسی طرح چار حضرات نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کا جواب لکھا۔ (۱) مولانا قاضی ظفر الدینؒ (۲) مولانا اصغر علی روحیؒ (۳) مولانا حکیم غنیمت حسین اشرفیؒ (۴) مولانا میر محمد ربانیؒ۔ باقی جن حضرات نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کی اغلاط جمع کیں وہ تو بہت سارے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

۱...... مولانا فیضی کا قصیدہ مہملہ:

مولانا محمد حسن فیضیؒ چکوال کے معروف قدیمی قصبہ ''بھیں'' میں ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد حسن فیضیؒ نے اپنے چچازاد بھائی مولانا کرم الدینؒ کے ساتھ مل کر تعلیم دین حاصل کی۔ مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ، مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ اور مولانا قاضی حمید الدین لاہوریؒ ایسے حضرات کے آپ شاگرد تھے۔ مولانا محمد حسن صاحبؒ عربی زبان پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ بے نقط عربی نظم ونثر لکھنے پر قادر تھے۔ اس لئے ''فیضی'' کے نام سے موسوم ہوئے۔ مولانا فیضی مدرسہ نعمانیہ لاہور میں علوم عربیہ کے اعلیٰ درجہ کے عرصہ تک مدرس رہے۔ مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۰۱ء جمعہ کے روز وصال فرمایا۔ مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ (اعجاز احمدی) لکھنے سے چار سال قبل مولانا فیضی مسجد حسام الدین سیالکوٹ میں ۱۳؍فروری ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد قادیانی سے ملے اور یہ قصیدہ پیش کیا۔ جسے دیکھ کر مرزا قادیانی کے حواس کی ٹی گم ہوگئی۔ ایسے مخبوط العقل ہوا کہ ''یتخبطہ الشیطان من المسّ'' کا مصداق ہوگیا۔ اس کی تفصیل قصیدہ کے شروع میں مصنف کے ہاتھ سے لکھی ہوئی موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۲...... رسالہ ''الہامات مرزا'' سے ''چھٹی پیش گوئی متعلقہ نشان آسمانی میعادی سہ سالہ'':

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا رسالہ ''الہامات مرزا'' احتساب قادیانیت جلد ہشتم کے ص۹ سے ۱۴۵ تک شائع ہوا تھا۔ یہ فروری ۲۰۰۳ء کی بات ہے۔ ''الہامات مرزا'' تین بار خود مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوا۔ پہلی بار ۱۹۰۱ء میں یہ رسالہ شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں اس پیشین گوئی پر ص۷۲ سے ص۸۱ تک تبصرہ موجود تھا۔ احتساب میں جو ہم نے شائع کیا یہ جولائی ۱۹۲۸ء کی طبع ششم تھی۔ الہامات مرزا میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ''چھٹی پیشین گوئی متعلقہ نشان آسمانی میعادی سہ سالہ'' ہے جس میں مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی کے قصیدہ پر بحث کی گئی ہے۔ اس پیشین گوئی والے حصہ کو ''الہامات مرزا'' سے ملخص کر کے ہم دوبارہ یہاں شائع کر رہے ہیں تاکہ مرزا قادیانی کے قصیدہ ''اعجاز احمدی'' کے رد میں جو لکھا گیا وہ یکجا ہو جائے۔ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ یہ بات قابل توجہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحبؒ نے خود مرزا قادیانی کو چیلنج کیا تھا کہ مجھے موقعہ دیا جائے کہ میں خود مرزا قادیانی کے روبرو، دوبدو، زانو بہ زانو، شانہ بشانہ بیٹھ کر مرزا قادیانی کے قصیدہ کے اغلاط پیش کروں۔ مرزا ان کی تصحیح کرے، پھر میں اسی جگہ مرزا کے قصیدہ کا جواب بھی قصیدہ عربی لکھ کر پیش کروں گا۔ لیکن مرزا قادیانی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مولانا امرتسری مرحوم کے چیلنج کو قبول کرتا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جون ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد خضر تھا۔ کشمیری پنڈتوں کی شاخ منٹو سے تعلق تھا۔ یہ اسلام آباد کشمیر سے امرتسر آ گئے تھے۔ امرتسر میں جناب خضر صاحب پشمینہ کے تاجر تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بچپن میں والد صاحب کا وصال ہو گیا تو بڑے بھائی کے ساتھ رفوگری پر لگ گئے۔ اچھے خاصے کاریگر تھے۔ اسی زمانہ میں مولانا احمد اللہ امرتسریؒ سے پڑھنا شروع کیا۔ پھر مولانا عبدالمنانؒ وزیر آباد کے پاس چلے گئے۔ مولانا نذیر حسین دہلویؒ کو مولانا عبدالمنانؒ کی سند دکھا کر ان سے اعزازی سند لی، سہارنپور بھی گئے۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ دورہ حدیث شریف کی بھی یہاں تعلیم پائی۔ پھر کانپور مدرسہ فیض عام میں مولانا احمد حسنؒ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ پھر اپنے استاذ اوّل مولانا احمد اللہ امرتسریؒ کی زیر نگرانی امرتسر میں پڑھانا شروع کیا۔ یہاں سے ملک بھر میں وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ بہت ذہین مناظر اسلام تھے۔ آپ نے رد قادیانیت کے لئے وہ خدمات

سرانجام دیں جو قابل رشک ہیں۔ قادیانیت ہی نہیں بلکہ اس کا بانی مرزا قادیانی بھی آپ کے نام سے اس طرح کانپتا تھا جس طرح شیطان، سیدنا فاروق اعظمؓ کے نام سے لرزاں ترساں ہوکر بھاگ جاتا تھا۔ آپ نے مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے جو لتے لئے وہ حصہ ''الہامات مرزا'' سے اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔ مولانا کا وصال ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں ہوا۔ فقیر کو مجاہد ملت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے ہمراہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے مرقد پر ایصال ثواب کی غرض سے حاضری کی سعادت نصیب بھی ہوئی ہے اور بس۔

۳...... قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ:

اس قصیدہ کے مؤلف مولانا قاضی ظفرالدین احمدؒ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ قاضی ظفرالدین بن قاضی محمد امام الدین بن قاضی نور محمد بن قاضی فیض رحیم۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے اباء واجداد جموں کشمیر سے آ کر گوجرانوالہ میں آباد ہوئے۔ گوجرانوالہ سے شمال مغرب میں ایک قصبہ کوٹ قاضی کے نام سے موسوم ہے۔ قاضی ظفرالدین کے اجداد ''قاضی'' کے منصب پر فائز رہے۔ اس لئے ان کے رہائشی گاؤں کا نام ''کوٹ قاضی'' قرار پایا۔ اسی ''کوٹ قاضی'' میں ۱۲۷۵ھ میں قاضی ظفرالدین پیدا ہوئے۔ پھر ''کوٹ قاضی سے جنڈیالہ باغ والا'' میں منتقل ہو گئے۔ مغلیہ عہد میں گوجرانوالہ ''ایمن آباد'' کے تحت ''کوٹ قاضی'' میں منصب قضاء پر یہ خاندان فائز تھا۔ قاضی ظفرالدین کے والد گرامی عالم، فاضل تھے۔ آپ نے انہیں سے عربی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے حدیث، تفسیر، طب، ادب، معقولات، فقہ اور اصول کی تعلیم حاصل کی۔

پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے فاضل عربی، مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ پھر اورینٹل عربی کالج لاہور میں ۱۸۸۱ء سے آخری دور حیات تک تعلیم دیتے رہے۔ اس طرح حکومتی دوسرے تعلیمی اداروں میں بھی آپ کے لیکچرز ہوتے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں مدرسہ حمیدیہ لاہور میں پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ جامعہ حمیدیہ، انجمن حمایت اسلام لاہور کے زیر اہتمام تھا۔ جامعہ حمیدیہ کو قاضی حمیدالدین رئیس حمایت اسلام لاہور کے نام پر قائم کیا گیا تھا۔

جب مدرسہ حمیدیہ کے ناظم قاضی ظفرالدینؒ مقرر ہوئے تو آپ نے ندوۃ العلماء، پنجاب یونیورسٹی اور جامعہ ازہر کے نصاب ہائے تعلیم سے مدرسہ حمیدیہ کا نصاب ترتیب دے کر رائج کیا جو دینی ودنیوی تعلیمی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ قاضی ظفرالدین صاحبؒ کی حصول تعلیم اور

تدریسی سرگرمیوں کا تمام وقت لاہور میں گزرا۔اس لئے وہ ’’قاضی ظفرالدین لاہوری‘‘ کے نام سے معروف ہوئے۔۱۹۰۴ء میں آپ کی صحت گرنے لگی تو آپ رہائشی قصبہ جنڈیالہ باغ گوجرانوالہ میں منتقل ہو گئے۔حتیٰ کہ ۱۳۲۲ھ ۲۹ ماہ رمضان المبارک، مطابق یکم ردسمبر ۱۹۰۴ء کو آپ کا یہاں وصال ہوا۔یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی پیدائش جمعہ کے روز ہوئی اور وصال جمعرات کو ہوا۔آپ نے سینتالیس سال عمر پائی۔قاضی ظفرالدین مرحوم نے جبال العلم اساتذہ سے کسب علم کا شرف حاصل کیا۔ان میں:

۱...... علامہ فیض الحسن سہارنپوری (وفات:۱۳۰۴ھ)
۲...... مولانا غلام قادر بھیروی بگوی (وفات:۱۳۲۶ھ)
۳...... مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکوی (وفات:۱۹۲۴ء)
۴...... مولانا محمد الدین لاہوری (وفات:۱۸۹۸ء، مطابق ۱۲ر رجب ۱۳۱۶ھ) بہت معروف ہیں۔ان اساتذہ کرام کے حالات جاننے والوں پر یہ مخفی نہیں کہ یہ تمام حضرات اپنے اپنے دور میں یگانہ روزگار شخصیات تھیں۔ان سے مولانا قاضی ظفرالدینؒ نے کسب فیض کیا اور پھر ان کے علوم کے ناشر وشارح قرار پائے۔مولانا قاضی ظفرالدینؒ کے شاگردوں میں مولانا اصغر علی روحیؒ (وفات: مئی ۱۹۵۴ء) ایسے نامور علماء ومشائخ شامل تھے۔مولانا قاضی ظفرالدینؒ کے حلقہ احباب میں:

۱...... مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ (وفات: مارچ ۱۹۴۸ء)
۲...... حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ (وفات: ۱۱ر مئی ۱۹۳۷ء)
۳...... مولانا سید نذیر حسین دہلویؒ (وفات:۱۳۲۰ھ)
۴...... مولانا محمد حسین بٹالوی
۵...... مولانا عبدالجبار غزنوی (وفات: جمعۃ الوداع رمضان ۱۳۳۱ھ)
۶...... استاذ ٹی ڈبلیو آرنلڈ (وفات: ۹ر جون ۱۹۳۰ء)

ایسے اہل علم حضرات، نامور شخصیات، علماء ومشائخ شامل تھے۔آپ کے اساتذہ اور دوستوں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مولانا قاضی ظفرالدینؒ کتنے بڑے فاضل شخص تھے۔حسن المعاشرت، منکسر المزاج، شریف الطبع، علامہ، فہامہ تھے۔انہیں خوبیوں کے باعث بڑے بڑے ہمعصر علماء اور اکابر آپ کو مخدوم کے خطاب سے یاد فرماتے تھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

انجمن اسلامیہ پنجاب، انجمن حمایت اسلام لاہور، محمدیہ ایسوسی ایشن، جامعہ حمیدیہ، اورینٹل کالج، انجمن ہمدردان اسلام، انجمن مستشار العلماء، انجمن معاونین محمدی برادران، ندوۃ العلماء ایسی تنظیمات واداروں میں آپ نے خدمات سرانجام دیں۔ آپ اپنے دور میں انسانیت کے خادم اور مسلمانوں کے بہت بڑے خیر خواہ شمار ہوتے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں:

۱...... سبیل النجات فی ترجمہ کتاب الصلوٰۃ لابن القیم۔

۲...... سواء السبیل الی معرفۃ المعرب والدخیل۔ (لغت)

۳...... الوشاح۔ (شعر، عروض)

۴...... سلک جواہر (انٹرمیڈیٹ کورس عربی کے نصاب میں شامل تھی)

۵...... علق نفیس قصائد سبعہ معلقہ کی شرح اور شعراء قصائد کا تعارف مشہور ومعروف ہیں۔ ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت فاضل شخص تھے۔ تمام علوم پر کامل دسترس تھی۔ لیکن عربی لغت وعربی ادب میں آپ کو مثالی درک حاصل تھا۔ بجاطور پر آپ عربی کے ماہر وممتاز شاعر سمجھے جاتے تھے۔

مولانا قاضی ظفر الدینؒ اور رد قادیانیت

مولانا قاضی ظفر الدینؒ صاحب دفاع عن الاسلام، تردید فرق باطلہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ رد قادیانیت میں آپ کو تحریک ختم نبوت کے نامور جرنیل کا مقام حاصل تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب جھوٹے مدعی نبوت، کذاب قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو جامع بادشاہی مسجد لاہور میں مناظرہ وتفسیر نویسی کا چیلنج دیا جسے پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے قبول فرمایا اور لاہور مقررہ تاریخ ۲۵؍اگست ۱۹۰۰ء کو تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ۸۶ جید علماء کرام کی جماعت تھی جس میں سینتالیسویں نمبر پر مولانا قاضی ظفر الدینؒ کا اسم گرامی تھا اور جب مرزا قادیانی نے قصیدہ اعجازیہ یعنی ''اعجاز احمدی'' لکھا جہاں اس میں اور حضرات کو مخاطب کیا۔ وہاں مرزا قادیانی نے مولانا قاضی ظفر الدین صاحبؒ کو مخاطب کیا۔ (اعجاز احمدی ص۴۹،۸۶، خزائن ج۱۹ ص۱۶۰،۱۹۹) پر مرزا قادیانی نے جل بھن کر مولانا قاضی ظفر الدینؒ کے نام کو اپنے مقابلہ کے لئے پکارا ہے۔ کذاب قادیان نے اعجاز احمدی میں شامل عربی قصیدہ لکھ کر شائع کیا اور مخالفین کو کہا کہ بیس دن میں جواب لکھ کر شائع کر کے مجھے پہنچاؤ۔ اس ملعون سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ اعجاز ہے تو جواب کے لئے بیس دن کی قید کیوں؟ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اس قصیدہ سے قبل مرزا قادیانی کے مولانا پیر

مہرعلی شاہؒ کے مقابلہ میں نہ آنے کے باعث اگست ۱۹۰۰ء میں علماء نے قرارداد منظور کی تھی کہ اب مرزا قادیانی کو قابل تخاطب نہ سمجھا جائے۔ اسے معلوم تھا کہ علماء اس کے جواب کے لئے حسب قرارداد جو اس قصیدہ سے دوسال قبل منظور ہو چکی تھی علماء اسے تخاطب کے لائق نہیں سمجھتے۔

۲...... پھر مزید مرزا نے دجل یہ کیا کہ قصیدہ لکھ کر ان تخاطب علماء کو نہ بھجوایا۔

۳...... جب ادھر ادھر سے ان کو معلوم ہوا یا مدت گزرنے کے بعد ظاہر کیا گیا جب کہ مرزا قادیانی ڈینگ دہینگ کا بازار گرم کر چکا تھا۔ تب علماء پر منکشف ہوا کہ اس ملعون نے اسے قصیدہ اعجازیہ بھی قرار دیا اور بیس دن جواب کی قید بھی لگادی۔ کیا بیس دن کے بعد اس قصیدہ کا اعجاز عنقاء ہو جائے گا؟ لیجئے! جن جن حضرات کو خطاب کیا۔ ان سب نے مرزا قادیانی کے گلے میں پٹہ، گھنٹی سمیت باندھ دیا تا کہ اس کذاب کا ''باؤلا پن'' دنیا پر واضح ہو جائے۔

ان حضرات میں سے ایک حضرت مولانا قاضی ظفرالدینؒ تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کے مقابلہ میں ''قصیدہ رائیہ جوابیہ'' تحریر کیا۔

مرزا قادیانی کے چیلنج کو صرف قبول ہی نہ کیا بلکہ جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر پہنچا دیا۔ تا کہ جھوٹے کو گھر پہنچانا اور جھوٹے کو ہی نہیں اس کی ماں کو مارنا، دونوں مثالوں کا مشارالیہ قوم کے سامنے آ جائے۔ مرزا قادیانی کے قرض کو اتار چکے۔ لیکن ابھی اس قصیدہ کو شائع نہ کیا تھا کہ لاہور سے اپنے آبائی قصبہ جنڈیالہ باغ گوجرانوالہ آ گئے۔ وفات کے بعد آپ کے مسودات اور کتب کو جمع کیا گیا تو یہ قصیدہ بھی ملا۔ مولانا قاضی ظفرالدینؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد داؤدؒ نے اپنے دوسرے استاذ اور مولانا قاضی ظفرالدینؒ کے دوست مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو قصیدہ رائیہ دیا کہ اسے آپ شائع کردیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنے ہفتہ وار اخبار اہل حدیث امرتسر کی اشاعت ۱۱، ۱۸، ۲۵ رجنوری، یکم، ۱۵، ۲۲ رفروری اور ۸ رمارچ ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ گویا سات اقساط میں یہ قصیدہ مکمل طور پر شائع ہو گیا۔

رب کریم جل جلالہ کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس ذات کی ہر وقت شان نرالی ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مصنف قصیدہ رائیہ جوابیہ نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں قصیدہ تحریر کیا۔ مصنف اپنی زندگی میں شائع نہ کر پائے۔ لیکن رب کریم نے مصنف کے وصال کے عرصہ بعد ایسے وقت میں مکمل شائع کرا دیا۔ جب مرزا قادیانی ابھی زندہ تھا۔ مرزا قادیانی کے مرنے سے قبل جواب کا چھپ جانا اور اس قصیدہ کے چھپنے کے بعد مرزا قادیانی کا سال بھر زندہ

رہنا اور اپنے رد میں قصیدہ کا جواب الجواب نہ لکھنا۔ ’’مرزا کی بولتی بند ہوگئی۔‘‘ بولو رام ہوگیا۔ ’’جیتے جی نمونہ عبرت بن گیا‘‘ کہ ایسا دم بخود ہوا کہ یہ قصیدہ ’’درّہ عمرؓ کا منظر‘‘، ’’قاضی ظفر کا خنجر برگلوئے مرزا......‘‘ ثابت ہوا۔ اسے کہتے ہیں کہ ’’جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔‘‘

عرصہ ہوتا ہے کہ فقیر نے احتساب قادیانیت کے نام پر ردقادیانیت پر اکابر کے رشحات قلم کو یکجا کرنا شروع کیا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں تمام قصائد کو جمع کرنے کا خیال ہوا کہ ان سب کو ایک جلد میں جمع کر دیا جائے۔

اب حضرت مولانا قاضی ظفر الدینؒ کے قصیدہ رائیہ جوابیہ کی تلاش شروع ہوئی۔ اوائل ۱۹۰۷ء کے پرچہ کی تلاش ایک سو سال بعد شروع ہوئی۔ اخبار جو پڑھنے کے بعد ٹھکانے لگ جاتے ہیں۔ سو سال بعد ان کی تلاش، جوئے شیر لانے کے مترادف تھی۔ فقیر نے سالہا سال اس کی تلاش میں در، در کی ہوا کھائی۔ احتساب جلد اوّل سے شروع ہوکر جلد ۵۸ تک شائع ہوگئیں۔ ایک عرصہ بیت گیا۔ چہار جانب تلاش کے باوجود قصیدہ نہ ملا اور قریباً ملنے سے مایوسی ہوچلی۔ اب اس خیال نے جڑ پکڑنا شروع کی کہ احتساب قادیانیت کے کام کو قصائد کی جلد کے بغیر سمیٹ اور لپیٹ دیا جائے۔ اس دوران میں ایک دن بورے والا سے جناب محمد سہیل صاحب کا فون آیا کہ قصیدہ رائیہ جوابیہ مکمل مل گیا ہے۔ فرمائیں تو ای میل سے بھجوادوں۔ فقیر نے عرض کیا کہ چند دنوں تک خود لینے کے لئے حاضر ہوں گا۔ وہاڑی میں جمعہ پڑھانا تھا۔ جمعہ کے بعد بورے والا گیا۔ اس قصیدہ کی فوٹو لایا۔ قصیدہ کا کیا ملا؟ سالہا سال کی گم شدہ متاع عزیز حاصل ہوگئی۔ فقیر کو جناب ڈاکٹر بہاء الدین صاحب مؤلف تحریک ختم نبوت کی طرف سے اس قصیدہ کی کمپوزنگ کا پرنٹ بھی مل گیا۔

شعبان ۱۴۳۵ھ میں سالانہ ختم نبوت کورس کے موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت قائم مدرسہ عربیہ ختم نبوتؐ مسلم کالونی چناب نگر کے صدر مدرس حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری دامت برکاتہم نے فقیر کی درخواست پر اس قصیدہ کا ترجمہ کر دیا۔ بعد میں جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف پروفیسر پنجاب یونیورسٹی اور مولانا محمد عبداللہ معتصم نے بھی اس پر نظر ثانی اور اعراب لگادیئے۔ رمضان المبارک میں حجاز مقدس اور شوال میں یو۔کے کا سفر درپیش تھا۔ اس دوران میں برادر عدنان سنپال نے کمپوزنگ کا کام مکمل کر دیا۔ یوں سالہا سال بعد کی جدوجہد سے اس قصیدہ کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ فقیر کے جسم کا رواں رواں رب کریم بے نیاز کے دروازہ پر سراپا عجز و نیاز ہے۔ بڑھاپے میں سیدنا زکریا علیہ السلام کو

سیدنا یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا دیا۔ فقیر کو یہ قصیدہ کیا ملا کہ حی و قیوم نے بڑھاپے میں اس نعمت سے سراپا شکر بنا دیا۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

۴...... وقال بعض المتتبنین:

مولانا اصغر علی روحیؒ راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی شمس الدین تھا۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ مولانا اصغر علی روحی بن قاضی شمس الدین بن پیر بخش بن رکن الدین بن حامد بن عیسیٰ۔ سیالکوٹ کے موضع کانیانوالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد قاضی شمس الدین کانیانوالہ ضلع سیالکوٹ سے ترک وطن کر کے دریائے چناب کے کنارے جی.ٹی روڈ کے قریب قصبہ کٹھالہ چناب میں تشریف لائے۔ یہاں کٹھالہ کے نام سے ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ وزیر آباد سے چھ سات میل پر ضلع گجرات میں یہ قصبہ واقع ہے۔ اسی کٹھالہ کو مولانا اصغر علی روحیؒ کے مولد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ۱۸۷۱ء کے اوائل میں مولانا کی پیدائش ہوئی۔ مولانا اصغر علیؒ کے والد گرامی کا انتقال ۱۸۷۹ء میں ہوا۔ والد صاحب کی وفات کے وقت مولانا اصغر علیؒ کی عمر آٹھ سال تھی۔ آپ چار بھائی تھے۔ سب سے چھوٹے آپ تھے۔ اس چھوٹی عمر میں والد گرامی نے ابتدائی کتب آپ کو نہ صرف پڑھا دی تھیں بلکہ بعض کتابیں از بر بھی کرا دی تھیں۔ والد صاحب مرحوم کے وصال کے بعد گجرات کے بعض مدارس میں سلسلہ تعلیم کو جاری رکھا۔ اس زمانہ میں دہلی و لاہور علم کے مراکز سمجھے جاتے تھے۔ مولانا اصغر علی اس چھوٹی عمر میں ہی لاہور تعلیم کے حصول کے لئے جانا چاہتے تھے۔ مگر والدہ سے اجازت نہ ملتی تھی۔ بار بار کے اصرار پر والدہ سے اجازت ملی تو ٹرین کے ذریعہ لاہور آئے۔ لوہاری منڈی مسجد پٹولیاں میں پہلی نماز ادا کی۔ جہاں مولانا عبدالوہاب نام کے نابینا بزرگ امام تھے۔ علیحدگی میں مولانا اصغر علی روحی ان سے ملے۔ اپنی بپتا سنائی اور یہ بھی بتایا کہ میں نے صرف ونحو کی چند کتب والد مرحوم سے پڑھی ہیں۔ امتحان دیا جواب درست تھے تو مولانا عبدالوہاب نے صرف ونحو پڑھنے کے لئے زمرہ طلباء میں داخل کر لیا۔ ۱۸۸۱ء میں منشی کا اورینٹل کالج میں داخلہ بھی لے لیا۔ پھر ۱۸۸۲ء سے ۱۸۹۲ء تک دس سال میں منشی، منشی فاضل، مولوی فاضل، بی.او.ایل، ایم.او.ایل تک دس سال میں گیارہ ڈگریاں حاصل کر لیں۔ ہمیشہ یونیورسٹی بھر میں اوّل یا دوم آتے رہے۔

مولانا عبدالحکیم کلانوری، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے یگانہ روزگار حضرات سے مولانا

روحی نے اکتساب علم کیا۔ آپ یونیورسٹی میں اوّل آتے رہے تو آپ کو وظیفہ ملنا شروع ہوا۔ پھر ملازمت بھی مل گئی۔ ۱۸۹۲ء میں ہی اورینٹل کالج کے پروفیسر لگ گئے۔ آپ نے یتیمی کے دور میں بڑی مشقت سے تعلیم حاصل کی۔ جب ان واقعات کا اولاد کے سامنے تذکرہ کرتے تو آنسو بھر لاتے۔ تمام بھائیوں اور والدہ کی خدمت کی۔ سالانہ رخصت کا عرصہ ہمیشہ والدہ کے پاس کٹھالہ گاؤں میں گزارتے۔

آپ نے فارسی وعربی ادب میں اتنا رسوخ حاصل کرلیا کہ ان زبانوں میں شعر گوئی شروع کردی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں مولانا محمد حسین آزاد، مولانا حالی، مولانا شبلی، نواب بہاول پور، علامہ اقبال، نواب محسن الملک سے رابطہ ہوا تو آپ کے علم کے جوہر کھلنے لگے اور شعر گوئی نے شہرت حاصل کرلی۔

جناب محمد ذوالفقار رانا نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۸۴ء میں پی ایچ ڈی کے لئے ''مولانا اصغر علی الروحی احوال وآثار اور ان کے عربی دیوان شعر کی جمع وترتیب'' کے عنوان پر چار جلدوں میں مقالہ لکھا۔ جس میں مولانا روحی کا عربی کلام سارا جمع ہوگیا۔ فارسی دیوان بھی مولانا روحی کے بیٹے ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی صدر شعبہ عربی واسلامیات گورنمنٹ کالج لاہور کے پاس موجود تھا۔ مولانا روحی ۱۸۹۲ء سے پروفیسر لگے۔ ۱۹۳۱ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ اسلامیہ کالج کی تعمیر میں چھ بلاک بنے تو ایک بلاک کو ''روحی بلاک'' کا نام دیا گیا۔ میاں امیر الدین، جناب حمید نظامی، چوہدری رحمت علی، خلیفہ شجاع الدین، مولانا غلام رسول مہر، شفاء الملک، حکیم محمد حسن قریشی، چوہدری محمد علی (سابق وزیر اعظم پاکستان) ایسے سینکڑوں نامور شخصیات کو آپ کے شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ انجمن حمایت اسلام کے اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مدرسہ حمیدیہ کے سربراہ بنے۔ انجمن نعمانیہ ۱۳۰۴ھ میں قائم ہوئی۔ اس میں بھی آپ نے خدمات سرانجام دیں۔ غرض سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں آپ مختلف ممتاز عہدوں پر سرفراز رہ کر تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی شہرت کے باعث ملک بھر کی دینی، تعلیمی، اصلاحی، قومی کانفرنسوں میں بھی آپ شریک ہوتے رہے۔

سر میاں محمد شفیع، سر فضل حسین، سر عبدالقادر، سر شہاب الدین، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر علامہ اقبال، مولانا احمد علی لاہوری ایسے حضرات سے آپ کا دوستانہ تھا اور یہ بھی حضرات آپ کو دل وجان سے احترام دیتے تھے۔ حضرت لاہوریؒ کے بہت

سارے رسائل پر مولانا اصغر علی روحی کی تقریظات ہیں۔ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ باغ لاہور کی جب افتتاحی تقریب منعقد ہوئی تو مولانا احمد علی لاہوری نے مولانا اصغر علی روحی کو مدعو کیا۔ اس موقع پر مولانا اصغر علی روحی نے "بنائے قاسم العلوم" پر عربی میں ارتجالاً نظم بھی لکھ کر سنائی جو آپ کے عربی دیوان میں موجود ہے۔ مولانا اصغر علی روحی نے مولانا احمد علی لاہوری شیرانوالہ اور مولانا ابوالرشید عبدالعزیز خلیب مزنگ ان دو حضرات کے متعلق وصیت بھی کی تھی کہ ان دو میں سے کوئی سیرا جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ مولانا احمد علی لاہوری نے جنازہ پر اپنے نمائندہ کے طور پر مولانا مہر محمد مدرس جامعہ فتحیہ اچھرہ والوں کو آگے کر دیا۔ ۳۰ رمئی ۱۹۵۴ء مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ میں آپ کا لاہور میں وصال ہوا اور وصیت کے مطابق اپنے گاؤں کٹھالہ گجرات میں مدفون ہوئے۔ تراسی سال آپ نے عمر پائی۔ آپ کی وفات پر آپ کے شاگرد مولانا غلام دستگیر نامی نے آپ کی تاریخ وفات کہی۔ اس کے آخری مصرعہ سے ۱۹۵۴ء کا سال نکلتا ہے۔

بمرگ عالم دیں مثل روحی فوت عالم شد	ہمی گفتند چوں ناگاہ شد اصغر علی روحی
بطاعات خدا و مصطفیٰ عمرے بسر کردہ	سوئے جنت بعز و جاہ شد اصغر علی روحی
بسال انتقال آں یگانہ عالم و فاضل	بگو نامی جدا اے آہ شد اصغر علی روحی

(۱۹۵۴ء)

آپ کے فرزند ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی نے ان کی متعدد تاریخ ہائے وفات نکالی ہیں۔ لیکن ایک تاریخ جو رباعی کی شکل میں حسب ذیل ہے اس میں خوبی یہ ہے کہ سال ہجری کے ساتھ یوم وفات یعنی ۲۷ ر رمضان کا ذکر بھی موجود ہے؟

بیدار چو شد فتنہ و چوں امن بخفت	روحی زجہاں زیر زمیں روئے نہفت
تاریخ و فاتش چو زہاتف جستم	سہ یوم چو ماندہ زمہ رمضان گفت

(۱۳۷۳ھ)

وفات کے وقت اتفاقاً آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ مولوی فضل حق مرحوم کراچی سے سرحد کی طرف دورہ کے لئے جا رہے تھے کہ ایک رات کے لئے لاہور آئے اور والد صاحب کی خیریت معلوم کرنے کے لئے ٹھہرے۔ اسی روز جب آپ کو عصر کی نماز کے لئے جائے نماز پر بٹھایا گیا تو آپ دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد جائے نماز پر ہی لیٹ گئے۔ ان کے صاحبزادہ نے عرض کیا کہ عصر کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئے تھیں لیکن آپ نے دو رکعتیں پڑھ کر ہی سلام پھیر

دیا ہے۔اس پر مولانا نے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ خاموش رہو۔جائے نماز پر لیٹتے ہی جان رحمت حق کے سپرد کردی۔سفری نماز دو رکعت پڑھ کر سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔خوب! مولانا اصغر علی روحی ایک ماہوار رسالہ شائع کرتے تھے۔جس کا نام ''الہدیٰ'' تھا۔اس میں مرزا قادیانی کے سابق مرید جو بعد میں مرزا قادیانی کے اعلیٰ درجہ کے مخالفین میں شامل ہوگئے تھے۔انہوں نے مرزا قادیانی کے رد میں ''الذکر الحکیم نمبر۶'' شائع کیا۔اس پر مولانا روحی نے تقریظ لکھی جو یہ ہے۔

تقریظ ...... ''الذکر الحکیم''

''ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب ایم.بی.اسسٹنٹ سرجن فرسٹ گریڈ ریاست پٹیالہ نے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ''الذکر الحکیم'' کے نام سے ایک رسالہ نمبر۶ شائع کیا ہے۔اس رسالہ میں انہوں نے نہایت صحت کے ساتھ مرزا قادیانی کی عیاریوں کا تار و پود کھول کر دکھایا ہے۔ چونکہ واقعات مندرجہ بربنائے عینی شہادت کے قلمبند ہوئے ہیں۔اس لئے ان میں عدم صحت کا گمان نہیں چل سکتا۔یہ رسالہ بالخصوص ان کم استعداد لوگوں کے لئے جو اس شخص کے دعاوی پر پھسل جایا کرتے ہیں اور اس کے مریدوں کو جواب دینے پر معذور ہو جاتے ہیں۔ایک نہایت مفید آلہ ہے۔ہمیں یقین ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید یا تو سرے سے پڑھنے کی تکلیف ہی نہ اٹھائیں گے۔یا پڑھ کر دیوار پر دے ماریں گے اور دو چار صلواتیں سنا دیں گے۔جو ان لوگوں کا شیوۂ قدیم ہے۔مگر ہم کہتے ہیں کہ یہی امر اس رسالہ کی صداقت کی دلیل ہے۔ڈاکٹر صاحب کو چاہئے کہ اس کے جواب کی امید نہ رکھیں۔قل موتوا بغیظکم پر عمل کریں۔مرزا اور مرزائیوں نے آج تک نہ تو کسی کا جواب دیا ہے نہ دے سکتے ہیں۔مگر یقین سمجھ لیں کہ ایسے رسالہ کا اثر عام طبائع پر نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔فجزاہ اللہ خیر الجزاء! رسالہ مذکور بقیمت چار آنے علاوہ محصول ڈاک منیجر صاحب مطبع عزیزی تراوڑی ضلع کرنال سے مل سکتا ہے۔''

(الہدیٰ ج۵ نمبر۴ ص۴۵)

یہ رسالہ انشاء اللہ العزیز احتساب قادیانیت کی جلد۶۰ میں شائع ہو رہا ہے۔

نزول مسیح علیہ السلام کی احادیث اور مرزا قادیانی

اسی ماہوار رسالہ (الہدیٰ ج۴ نمبر۶ ص۳۷ تا ۳۹) پر مولانا روحی کا یہ فتویٰ شائع ہوا۔

سوال...... کیا نزول مسیح کی حدیث مرزا قادیانی کی مؤید ہے؟

جواب...... جو امر نص آیت یا نص حدیث یا اجماع علمائے امت مرحومہ سے پایۂ ثبوت تک پہنچ

جائے۔ اس میں ایماندار کو چون وچرا کرنے کا کوئی موقع نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں آیت وحدیث کا بروئے اصول عربیت موازنہ کر کے صحیح معنی کا استنباط کرنا ضروری ہے اور علیٰ ہذا اجماع کی صحت کا معیار جو علمائے اصول نے قرار دیا ہے، مدنظر رہنا چاہئے اور اگر مخالف کجروی کرنے لگے تو اسے مرکز اصول سے نہ ہلنے دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ یقیناً صحیح ہے کہ تمام اہل بدعت وہوا ہمیشہ اصول سے بھاگا کرتے ہیں اور اگر کہیں اصول ان کے موافق پڑتا ہے تو وہاں شیر کی طرح اہل حق کے مقابلہ کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ اصول کہ الفاظ ہمیشہ اپنے معانی حقیقت پر محمول ہوں گے۔ لا اس صورت میں کہ معنی حقیقی کے لینے سے کسی دیگر نص یا اجماع کی مخالفت لازم آئے یا صریح عقل کے رو سے کوئی محال لازم آتا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں ضرورتاً ہمیں لفظ کو مجازی معنی پر محمول کرنا پڑے گا اور وہ معنی مجازی منجملہ ان اقسام مجاز کے ہوں گے۔ جن کی تفصیل کتب اصول میں مندرج ہے۔ مثلاً نزول مسیح کی حدیث میں مسیح علیہ السلام کے متعلق ''یکسر الصلیب'' (یعنی مسیح علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے) وارد ہے۔ مگر قادیانی یہ معنی لیتا ہے۔ لفظ مسیح سے مسیح ابن مریم مراد نہیں۔ بلکہ مسیح بروزی مراد ہے۔ یعنی ایسا شخص جس میں مسیح علیہ السلام کے کمالات جلوہ گر ہوں گے۔ کسر صلیب سے مراد یہ ہے کہ وہ نصاریٰ کو دلائل کے رو سے مغلوب کرے گا۔ مگر جب یہ سوال کیا جائے کہ کسر صلیب کو حقیقی معنی پر محمول کرنے سے کون سا امر مانع ہے؟ دیکھو جب پیغمبر ﷺ نے مکہ فتح کیا تو بیت اللہ کے اندر جس قدر بت تھے سب کو پاش پاش کرا دیا اور شرک کے تمام آثار مٹا دیئے۔ اسی طرح اگر مسیح علیہ السلام نازل ہو کر کفر کے آثار کو مٹائیں گے تو اس میں کون سی خرابی لازم آتی ہے۔ اگر کسر صلیب سے دلائل کے ساتھ مغلوب کرنا مراد ہے تو یہ کون سی نئی بات ہے؟ کیونکہ شروع اسلام سے آج تک علمائے امت دلائل قاطعہ کے ساتھ نصاریٰ کا رد لکھتے رہے ہیں اور اس قدر لکھا ہے کہ اب نہ تو کوئی نیا اعتراض پیش ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی شخص نیا جواب دیتا ہے۔ نصاریٰ کے اعتراضات اسلام دہائی اسلام کے برخلاف مشہور ومعروف ہیں اور ان کے جوابات اظہر من الشمس ہیں۔ چنانچہ اہل علم خوب واقف ہیں کہ پادری لوگ ہمیشہ انہیں چند ایک چبائے ہوئے مضمون کو بار بار چھاپا کرتے ہیں۔ ہم نے آج تک کوئی نیا اعتراض نہیں سنا جس کو بزرگان سلف نے نہایت زور کے ساتھ رد نہ کر دیا ہو اور موجودہ صدی کے علماء میں کئی ایک بزرگواروں نے عیسائیوں کا ایسا ناک میں دم بند کیا ہے کہ بجز گریز کے عیسائیوں کو کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب ''الجواب الصحیح لمن بدل دین

المسیح "کیا اہل کتاب کے رد میں کچھ کم ہے؟ علامہ ابن حزم کی ملل ونحل نے جو خامہ فرسائی کی ہے اور جو جو الزامات نصاریٰ پر قائم کیئے کیا نصاریٰ کی شکست کے لئے کافی نہیں؟ موجودہ زمانہ میں علامہ آلوسی بغدادی اور مولوی رحمت اللہ مہاجر کرانوی مرحوم کے مباحثات ایسے نہیں کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ہمیں کوئی نئی تیاری کرنی پڑے؟ انہیں جوابات کو کانٹ چھانٹ کر کے موجودہ علماء نصاریٰ کی تردید بخوبی کر سکتے ہیں۔ اہل یورپ کا فتنہ وفساد جو مذہب اسلام میں رخنہ انداز ہو رہا ہے سوائے نصاریٰ سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ وہ علوم جدیدہ کے رو سے حملے کیا کرتے ہیں اور وہ حملے مقدس اسلام کی نسبت مسیحیت پر سب سے پہلے عائد ہوتے ہیں اور علوم فلسفیہ تو ہمیشہ مذہب کے پہلو بہ پہلو چلا کئے ہیں۔ مگر مذہب ہی ہمیشہ غالب رہا۔

سچ ہے آدمی جب جھوٹ بولتا ہے تو اسے جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے کئی ایک اور جھوٹ گانٹھنے پڑتے ہیں۔ قادیانی نے جب اپنے تئیں بروزی مسیح قرار دیا تو یہ سوچا کہ مسیح کے کمالات میں مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھیوں، اندھوں کا تندرست کرنا بھی قرآن میں مذکور ہے۔ مخالفین معجزہ کی استدعا کریں گے تو نہایت بے باکی کے ساتھ الفاظ کو ان کے غیر مقصود معانی پر حمل کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس سے دل کے اندھوں اور کوڑھیوں کا تندرست کرنا مقصود ہے۔ ورنہ درحقیقت مسیح معجزہ نہیں دکھاتے تھے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مسمریزم کا عمل کیا کرتے تھے۔ اگر میں اس عمل کو حقیر نہ سمجھتا تو مسیح سے کم نہ تھا۔ (عجیب تناقض یہ کہ) ہم کہتے ہیں کہ علمائے امت نے بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ کاذب خرق عادات کا حامل نہیں ہے۔ "کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی" دیکھو کہ ہر ایک زمانہ کا فلسفہ اپنے اپنے وقت میں مذہب کا مقابلہ کرتا رہا۔ مگر مذہب بدستور اسی حالت پر قائم رہا۔ اس کے اصول میں سر مو فرق نہیں آیا۔ اس لئے مرزا کا یہ کہنا کہ وہ عیسائیت کو توڑ ڈالے گا۔ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ جو ہر گز قابل سماعت نہیں۔ کیونکہ مرزا کی اس قدر خامہ فرسائی سے عیسائیت میں کچھ فرق نہیں آیا۔ عیسائی بدستور اپنی کاروائی کیئے جا رہے ہیں اور اگر کہا جائے "فی حد ذاتہ "حق کو باطل سے علیحدہ کر کے دکھانا مقصود ہے۔ خواہ عیسائی مانیں یا نہ مانیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کام تو قرآن مجید نے بزمانہ حیات نبوی پورا کر دکھایا تھا اور بعد ازاں علماء اسلام ہمیشہ ایسا کرتے رہے۔ مرزا نے کون سی نئی بات کی جس سے وہ مستحق نبوت ہو گیا؟ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آنے والا مسیح تمام اختلاف کو دور کر کے مختلف فرقوں کو ایک بنا دے گا۔ مگر مرزا نے مسلمانوں میں ایسی تفریق پیدا کر دی کہ سلام، طعام، کلام وغیرہ سب کچھ مریدوں

سے چھڑوا دیا۔ چنانچہ اب انہیں مسلمانوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔" انا للہ وانا الیہ راجعون"

بہرصورت حدیث نزول مسیح علیہ السلام کو مرزا قادیانی سے کسی قسم کا تعلق نہیں اور جو تاویلات رکیکہ وہ پیش کرتا ہے محض بے جوڑ باتیں ہیں۔ جن کی تائید کسی طرح نہیں ہوسکتی۔

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات

مولانا اصغر علی روحی کے شاگرد مولانا غلام دستگیر نامی صاحب نے قادیانی کی تاریخ وفات کے عنوان سے مرزا غلام احمد کی تاریخ ہائے وفات جو مختلف اصحاب نے نکالی تھیں نقل کی ہیں۔ ان میں سب سے پہلے ان کی اپنی نکالی ہوئی تاریخ ہے۔ جو یہ ہے۔

کیوں نہ شیطان آج ہوں دلگیر ہوا فی النار ایک مرد شریر
پائے مفسد میں پڑ گئی زنجیر فتنے اور تفرقے مٹے سارے
کہ کنم سال فوت او تحریر بدلم گشت خواہشے پیدا

گفت نامی زروئے الہامے
مر گیا قادیان کا خنزیر

۱ + ۱۳۲۵ھ = ۱۳۲۶ھ

اس کے بعد پیر جماعت علی شاہ صاحب کی نکالی ہوئی تاریخ یہ لکھی ہے:

"لقد دخل فی قعر جھنم"

۱۳ ھ ۲۶

قاضی فضل حق (پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور) کی نکالی ہوئی تاریخ:

"مرزا بھیضہ بمرد"

۱۳ ھ ۲۶

غلام حیدر صاحب کی کہی ہوئی تاریخ:

"چشم ما روشن و دل ما شاد"

۱۳ ھ ۲۶

اور سب سے آخر مولانا اصغر علی روحی کی نکالی ہوئی دو تاریخیں لکھی گئی ہیں:

۱...... ’’دجال قادیانی کا اب خاتمہ ہوگیا۔‘‘ ۲...... ’’روح خبیث‘‘

۱۳۲۶ھ ۱۳۲۶ھ

ان سب سے ۱۳۲۶ھ کا سال برآمد ہوتا ہے۔

قادیانیت کا تعاقب

مولانا اصغر علی روحیؒ عمر بھر فرق باطلہ کے خلاف برسرپیکار رہے۔ قادیانیت کی تردید آپ کی زندگی کا عظیم مشن تھا۔ ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ اپنی گراں قدر کتاب ’’ائمہ تلبیس‘‘ ص ۴۸۳ (طبع عالمی مجلس ملتان مئی ۲۰۱۰ء) میں ابوالطیب احمد بن حسین متنبی کے حالات بعنوان ’’دعویٰ نبوت وامساک باران کا معجزہ‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’ہمارے مرزاغلام احمد قادیانی نے ازراہ نادانی اپنے رسالہ اعجاز احمدیہ کو معجزہ کی حیثیت سے پیش کر کے علمائے امت سے اس کا جواب لکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس چیلنج کے جواب میں قاضی ظفرالدین مرحوم جو ہمارے ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور مولانا اصغر علی روحی اور بعض دوسرے علماء نے اس سے کہیں بہتر عربی قصائد لکھ کر شائع کر دیئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے دوسرے علمائے حق کی طرح کوئی قصیدہ تو نہ لکھا البتہ ایک مہتم بالشان کارنامہ یہ انجام دیا کہ سیف چشتیائی میں ’’اعجاز المسیح‘‘ کے اغلاط اور مسروقات کا انبار لگا کر مرزائی عربی دانی کی دھجیاں بکھیر دیں۔‘‘

۲...... دلاوری صاحب اسی کتاب کے دوسرے مقام پر یوں رقمطراز ہیں: ’’اس نام نہاد قصیدہ کے مقابلہ میں قاضی ظفرالدین مرحوم سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور جو ہمارے ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ایک قصیدہ بنام ’’قصیدہ رائیہ‘‘ شائع کیا جس کے ۱۶۲ اشعار نمونتاً کتاب ’’الہامات مرزا ص ۱۰۳ تا ۱۰۵‘‘ میں نقل کئے گئے ہیں۔ اعجاز احمدی کے جواب میں مولانا غنیمت حسین مونگیری نے بھی ایک کتاب ’’ابطال اعجاز مرزا‘‘ دو حصوں میں لکھی۔ پہلے حصہ میں مرزائی نظم کے اغلاط ظاہر کئے اور دوسرے حصہ میں سواچھ سو اشعار کا نہایت فصیح وبلیغ عربی قصیدہ لکھا۔ یہ رسالہ چھپ چکا ہے اور پنجاب میں بعض حضرات کے پاس موجود ہے۔ مولانا اصغر علی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے بھی اعجاز احمدی کے جواب میں ایک قصیدہ شائع کیا۔ اس قصیدہ کا مطلع یہ تھا۔

تسمر الیٰ ربع الحبیب الزوامل فیالک شوقا ھیجتہ المنازل

(اونٹنیاں منزل حبیب کی طرف جارہی ہیں۔ اللہ رے وہ شوق جس کو منازل نے ابھارا ہے۔)‘‘ (ائمہ تلبیس ص ۶۶۷، ۶۶۸، طبع مئی ۲۰۱۰ء، عالمی مجلس ملتان بعنوان مسیح قادیان کی عربی دانی)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: ''ایک مرتبہ انہوں نے مرزا کی بعض عربی کتب میں سے شرمناک قسم کی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کو لکھ بھیجیں۔ مرزا قادیانی نے اخبار الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۵ قادیان میں یہ لکھ کر ان سے پیچھا چھڑایا کہ نہ میں عربی کا عالم ہوں اور نہ شاعر ہوں۔ ایک دفعہ انہوں نے مرزا کے رسالہ ''حمامتہ البشریٰ'' کی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کے حواری خواجہ کمال الدین کو خفا کر دیا تھا۔'' (ائمہ تلبیس ص ۲۶۸، طبع ملتان)

۳...... کتاب (رئیس قادیان ج ۲ ص ۵۵۵ تا ۵۵۸) مرتبہ ابوالقاسم رفیق دلاوری بعنوان باب ۵۸ میں ''حکیم نور الدین سے مولانا اصغر علی روحی کی ایک علمی جھڑپ'' حسب ذیل دلچسپ واقعہ درج ہے: ''قادیانی صاحب سخن سازی اور پروپیگنڈا بازی کے فن میں تو طاق تھے۔ لیکن علمی استعداد سے ایک بڑی حد تک بے نصیب تھے۔ البتہ مولوی حکیم نور الدین اور مولوی محمد احسن امروہی مرزائیوں میں ذی علم اور صاحب استعداد ہستیاں مانی جاتی تھیں اور یہی وہ دو شہپر تھے جن کے سہارے الہامی صاحب اتنا زمانہ فضائے تعلّی میں پرواز کرتے رہے۔ پھر ان دونوں میں حکیم نور الدین کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ وہی مرزائیت کی عمارت کے بانی و مؤسس تھے اور مرزا قادیانی تو محض آلۂ کار اور کٹھ پتلی کا حکم رکھتے تھے۔ جب حکیم صاحب پیچھے سے ڈوری کھینچتے تو یہ پتلی حرکت میں آ جاتی۔ ایک مرتبہ بانی سلسلہ حکیم نور الدین لاہور تشریف لائے اور کشمیری دروازہ میں محرم علی چشتی کے مکان پر ٹھہرے۔ مولوی محرم علی سے حکیم صاحب کی پرانی دوستی تھی۔ ایک نہایت معمر طبیب نے جو مہاراجہ جموں و کشمیر کی ملازمت میں حکیم نور الدین کے رفیق کار تھے۔ مجھے بتایا کہ حکیم نور الدین اور مولوی محرم علی ایک ساتھ جموں سے خارج کئے گئے تھے۔

جب حکیم صاحب لاہور آ کر مولوی محرم علی چشتی کے مکان میں ٹھہرے تو مولانا اصغر علی روحی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ان کے دیکھنے کے لئے گئے۔ اس وقت مولانا اصغر علی کا عنفوان شباب تھا۔ ان کے جانے سے پیشتر مولوی زین العابدین مدرس عربی اسلامیہ ہائی سکول دروازہ شیرانوالہ لاہور جو مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے اقرباء میں سے تھے۔ حکیم صاحب سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولوی زین العابدین اچھے لسان اور مقرر نہیں تھے۔ ایک سوال کے جواب میں مولوی زین العابدین نے کہا کہ اس سے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔ حکیم نور الدین نے کہا کہ ترجیح بلا مرجح تو محض منطقیوں کا ایک ڈھکوسلہ ہے۔ ترجیح بلا مرجح جائز ہے۔ مولوی زین العابدین نے پوچھا وہ کیسے؟ حکیم صاحب نے دو روپے جیب سے نکال کر ہاتھ پر رکھے

اور مولوی صاحب سے کہا ایک اٹھا لیجئے۔ انہوں نے ایک روپیہ اٹھایا۔ پوچھا اس دوسرے کو کیوں نہیں اٹھایا؟ مولوی زین العابدین سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ مولانا اصغر علی ایک طرف بیٹھے تھے۔ مولوی زین العابدین سے کہنے لگے مولوی صاحب کہہ دیجئے کہ ارادۂ ازلی اس کے اٹھانے سے متعلق تھا۔ دوسرے سے متعلق نہیں تھا۔ یہی وجہ ترجیح ہے۔ حکیم نورالدین نے کہا بس صاحب یہ ٹھیک نہیں۔ یا یہ بولیں یا آپ خود گفتگو کر لیں۔ مولوی زین العابدین، روحی صاحب سے کہنے لگے اچھا آپ آ کر گفتگو فرمایئے۔ اس مجلس میں فقیر جلال الدین مرحوم مجسٹریٹ بھی موجود تھے۔ وہ بولے ہاں مولوی صاحب آپ آیئے اور گفتگو فرمایئے۔ غرض مولانا روحی کو زبردستی ان کے مقابل کر دیا۔ اس سے پیشتر حکیم صاحب بہت لافیں مار چکے تھے کہ ہم نے مصر سے منطق کی ایک نئی کتاب منگوائی ہے۔ جس میں منطقیوں کی متعدد تھیوریاں غلط اور باطل ثابت کی گئی ہیں اور اس سلسلہ گفتگو میں وہ امام غزالیؒ اور امام رازیؒ پر بھی ہاتھ صاف کر گئے تھے۔ روحی صاحب نے سوال کیا کہ آپ نے منطق کو باطل کہا ہے۔ کیا ساری منطق باطل ہے یا اس کے کوئی خاص قواعد یا اس کا کوئی حصہ؟ حکیم نورالدین نے کہا یہ بتانا تو مشکل ہے کہ منطق کا کتنا حصہ باطل اور کتنا صحیح ہے۔ مولانا اصغر علی نے فرمایا کہ اگر یہ نہیں بتلا سکتے تو ممکن ہے کہ آپ اثنائے گفتگو میں کسی سوال کے جواب میں کہہ دیں کہ یہ غلط اصول پر مبنی ہے۔ میں اس کو نہیں مانتا۔ اس لئے جب تک یہ مسئلہ صاف نہ ہو جائے کہ آپ کون کون سے اصول مانتے ہیں اور کون کون سے نہیں مانتے۔ اس وقت تک گفتگو بیکار ہے۔ حکیم صاحب لاجواب ہو گئے اور سوچنے لگے۔ ان ایام میں مولانا روحی کی رگوں میں جوانی کا خون دوڑ رہا تھا۔ جب دیکھا کہ حکیم صاحب کے منہ پر بالکل مہر سکوت لگ گئی تو جوش میں آ کر کہنے لگے۔ اسی برتے پر آپ نے امام غزالیؒ اور امام رازیؒ پر حملہ کر دیا تھا۔ یہی آپ کی استعداد ہے؟ آپ کو تو مڈل والے لڑکوں کے برابر بھی لیاقت نہیں۔ یہ سن کر مولوی محرم علی چشتی اور فقیر جلال الدین کہنے لگے۔ نہیں مولوی صاحب جانے دیجئے ایسا نہیں ہے۔ چونکہ نماز عصر کا وقت قریب تھا۔ یہ لوگ کہنے لگے اچھا کسی دوسرے موقع پر گفتگو ہو گی۔ مولانا روحی چلے آئے اور یہ خبر بجلی کی رو کی طرح شہر میں پھیل گئی کہ روحی صاحب نے حکیم نورالدین کو پچھاڑ دیا۔ پھر دوسری مرتبہ حکیم نورالدین حویلی کابلی مل میں آ کر اقامت پذیر ہوئے۔ صوفی غلام محی الدین وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور اور مولوی زین العابدین مذکور روحی صاحب کے مکان پر گئے اور کہا کہ حکیم نورالدین آئے ہوئے ہیں۔ آپ چل کر مرزا کے دعاوی کے متعلق ان سے گفتگو کیجئے۔ روحی صاحب نے کہا: اغلب ہے کہ حکیم صاحب گفتگو پر راضی نہیں ہوں گے۔ مولانا روحی نے ان کے کہنے پر حکیم صاحب کو رقعہ لکھا کہ مرزا

کے دعاوی باطلہ کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حکیم صاحب نے جواب میں لکھا کہ چونکہ آپ میرے پیر کی توہین کرتے ہیں اس لئے میں آپ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے بعد شاید ۱۹۱۵ء میں حکیم صاحب لاہور آئے۔ روحی صاحب کے ایک شاگرد نے کہا کہ حکیم نورالدین آئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان سے گفتگو کرنا چاہیں تو میں جا کر دریافت کروں؟ مولوی صاحب نے کہا ہاں جا کر پوچھو۔ وہ گیا اور قاضی ظہورالدین اکمل مرزائی متوطن گولیکی سے جا کر اس خواہش کا اظہار کیا۔ قاضی ظہورالدین کہنے لگے واقعی مولوی اصغر علی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں؟ شاگرد نے کہا ہاں واقعی چاہتے ہیں۔ قاضی ظہورالدین نے حکیم صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا ہم کسی مولوی سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ اصغر علی ہو یا کوئی اور۔ اس وقت بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ نے جو کئی سال تک مرزائی بلکہ مرزا کے خاص حواری رہ کر تائب ہوئے تھے۔ مرزا قادیانی کے رد میں ایک رسالہ چھپوایا تھا اور وہ شہر بھر میں مفت تقسیم کرا رہے تھے۔"

۴...... اسی طرح مولانا محمد عالم آسی امرتسری اپنی کتاب (الکاویہ علی الغاویہ ج۱ ص۸۴،۸۵) بعنوان "بارھواں مقابلہ ۱۹۰۲ء جنگ غیب دانی" میں لکھتے ہیں۔

"جب مرزائیوں کو مدّ میں شکست فاش ہوئی تو مرزا قادیانی کو بڑا طیش آیا اور عربی نظم میں تک بندی لگانی شروع کر دی۔ فرط جوش غضب میں پانچ سو سے زیادہ شعر لکھ مارے۔ جن میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو دل کھول کر گالیاں دیں اور جب وہ بخار نکل گیا تو اپنے دعاوی کی رٹ لگانی شروع کر دی۔ اخیر میں جب اس سے فارغ ہوئے تو پیر صاحب اور سید علی حائری اور مولوی اصغر علی صاحب روحی وغیرہ کو کوسنا شروع کر دیا...... یہ قصیدہ نام کو تو الہامیہ اور اعجازیہ ہے۔ مگر اس قدر شاعرانہ انداز سے گرا ہوا ہے کہ اگر کسی غلط شعر کا حوالہ دینا ہو تو اس قصیدے سے بڑھ کر کوئی مصالحہ موزوں نہ ہوگا۔ بایں ہمہ مرزا قادیانی نے اپنی ہمہ دانی کا یوں غرور دکھلایا تھا کہ لوگوں کو بڑی عجلت کے ساتھ ویسا ہی جواب لکھنے پر دعوت دی جس کا جواب مولوی اصغر علی صاحب روحی اور دیگر بزرگوں نے لکھا اور اخبارات میں شائع کیا اور عموماً اہل علم نے اس کو اس لئے نظر انداز کر دیا کہ غلط اشعار کا جواب کیا دیا جائے۔"

پھر اسی کتاب میں آسی صاحب نے میرزا صاحب کے قصیدۂ اعجازیہ سے ۱۲۲ اشعار نقل کئے ہیں اور ان کی غلطیاں نکالی ہیں۔ ان اشعار میں شعر نمبر۹ میں تین بزرگوں کا نام آتا ہے۔ یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی، قاضی ظفرالدین مرحوم اور مولانا اصغر علی روحی مرحوم۔ وہ شعر یہ ہے۔

فـفـكـر بـجـهـدك خـمـس عـشـرة لـيـلـة　　　فـنـاد حـسـيـنـا او ظـفـرًا او اصـغـرا

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مخالفین کو اپنی مختلف تحریروں کے ذریعے خوب کوستے اور گالیاں تک بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب انجام آتھم میں لکھتے ہیں: ”اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب ہیں۔ وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں: مولوی نذیر حسین دہلوی، شیخ محمد حسین بٹالوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی عبدالحق حقانی مفسر دہلوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی عبدالجبار غزنوی، مولوی اصغر علی لاہوری، مولوی عبدالواحد غزنوی، مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی عبداللہ ٹونکی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولوی دلدار علی الوری۔ یہ کل ۵۸ نام ہیں جن میں مولانا روحی کا نام نمبر ۱۹ پر ہے۔ اس کے بعد سجادہ نشینوں کے ۴۸ نام ہیں جن میں ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ، صادق علی صاحب گدی نشین وتر چھتر، مہر علی شاہ سجادہ نشین گولڑہ بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد ایک خط شروع ہوتا ہے جو (انجام آتھم ص ۷۳ تا ۲۶۶) پر شائع ہوا۔ جو عربی میں ہے اور اس کے نیچے بین السطور فارسی ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس خط کا عنوان یہ ہے: ”المکتوب الیٰ علماء الهند ومشائخ هذه البلاد وغیرها من البلاد الاسلامیه“ اس کے بعد ایک ہمزیہ قصیدہ ہے۔ اس خط میں ’تسعة رهط من الاشرار‘‘ کے زیر عنوان بعض علماء کو برا بھلا کہا گیا ہے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱..... الرسل بابا امرتسری (مولوی غلام رسول)　۲..... مولوی اصغر علی لاہوری

۳..... مولوی محمد حسین بٹالوی　۴..... مولوی نذیر حسین

۵..... مولوی عبدالحق دہلوی　۶..... مولوی عبداللہ ٹونکی

۷..... مولوی احمد علی سہارنپوری　۸..... مولوی سلطان الدین جے پوری

۹..... مولوی محمد احسن امروہی　۱۰..... مولوی رشید احمد گنگوہی

۱۱..... شیخ اللہ بخش تونسوی　۱۲..... شیخ غلام نظام الدین تونسوی

مولوی رسل بابا پر دو صفحے (انجام آتھم ص ۲۳۶، ۲۳۷)، مولوی اصغر علی پر تین صفحے (انجام آتھم ص ۲۳۸ تا ۲۴۰)، مولوی محمد حسین پر ساڑھے دس صفحے (انجام آتھم ص ۲۴۱ تا ۲۵۱) اس کے بعد باقیوں پر ایک ایک یا دو دو سطریں دی گئی ہیں۔“　　(ملاحظہ ہو انجام آتھم ص ۲۴۱ تا ۲۵۲)

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے مولانا اصغر علی روحی کے متعلق جو بد کلامی کی وہ اس کی کتاب (انجام آتھم ص ۲۳۸ تا ۲۴۰) پر موجود ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور جن لوگ آدمیوں کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا ان میں سے ایک حقیر وذلیل وہ آدمی ہے جس کا نام اصغر علی ہے اور وہ اپنے آپ کو بڑا تصور کرتا ہے اور مجھ پر افتراء وترک حیاء کی بناء پر عیب لگاتا ہے اور بھری مجالس ومحافل میں مجھ پر گالم گلوچ کرتا ہے۔ سو عنقریب اسے پتہ چل جائے گا کہ (مجھے) کس طرح حقیر لوگوں میں شمار کر لیا گیا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہے۔ ایک قدم بھی تقویٰ کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ وہ چاہتا ہے کہ خواہشات کی مہروں کو توڑ دے۔ اگرچہ وہ گناہوں سے کیوں نہ ٹوٹیں اور لذتوں کے پھلوں کو چن لے۔ اگرچہ حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کر کے انہیں چنا جائے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے رفقاء اس کے پاس جمع رہتے ہیں اور منافقوں کی صحبت سے تو نفاق ہی بڑھتا ہے اور گھٹیا طبیعتوں میں اور مستحکم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ چغل خوری میں اپنے بھائیوں سے آگے نکل گیا ہے اور جس حربہ کے اختیار کرنے سے اس کا شیطان دور ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ اختیار کیا کہ اس کا امتحان لوں، سو میں اس کی طرف محاربہ کے متلاشی کی طرح متوجہ ہوا تا کہ جاہل اور فاضل (عالم) کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور لڑائی کے لئے مجھے وہ خود بلا رہا ہے۔ لہٰذا آج اس کی آرزو کو پورا کرنے کے لئے ہم اسے خوش کرتے ہیں۔ جب کہ چند سال قبل بھی میں نے اسے اپنا مخاطب بنایا تھا۔ تا کہ اس کے دل پر آئے ہوئے بادل کو ہٹا دوں۔ سو میں نے اسے کہا کہ میرے پاس ایسے آ، جیسے پانی اور گھاس کا متلاشی (جانور) ہوتا ہے اور ہمارے دسترخوان سے نفع اٹھا، پھر ہم نے اگر تجھے تھوڑے سے برسنے والے بادل کی طرح پایا، یا تجھ سے قوت لا یموت جتنی بھی بلاغت ثابت ہوئی تو ہم تجھ پر اور تیرے حسن بیان پر یقین کر لیں گے اور ایمان لے آئیں گے اور تیری عالی شان صفات ہم شائع کر کے پھیلا دیں گے۔ اس (تمام تر تقریر) کے بعد اب تیرے لئے جائز ہے کہ تو ہماری اور ہماری تحریر کی غلطیوں پر گرفت کرے۔ جیسا کہ آپ ہمیں جاہل اور غافل سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم تجھے فصیح زبان کا مالک، اور عربی گفتگو میں یکتا سمجھتے ہیں۔ تبھی آپ کے لئے نکتہ چینی کی اجازت ہے۔ آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے اجازت نہیں۔ لہٰذا تو ہی مجھ پر اور میری تحریر پر عیب جوئی اور طعنہ زنی کر سکتا ہے۔ اگر تو نے ایسا کیا (یعنی میرے عیوب اور میری تحریر کی غلطیاں نکالے گا) تو تجھے لوگوں کے مابین فاضل اور ادیب سمجھ کر تیری تعریف کی جائے گی۔ لیکن آپ یہ عیب جوئی تب کر سکتے ہیں کہ پہلے اپنا علم اور اپنی برتری تو ثابت کریں۔ لہٰذا یہ کمینے آدمی کا لباس ہو سکتا ہے جو حیاء سے نکل جاتا ہے اور نابینا کی عادت ہے کہ روشنی کو بھی

نہیں دیکھ سکتا۔ وہ روشن دن کو بھی تاریک سمجھتا ہے اور بہت بڑی بارش کو بے پانی کا بادل شمار کرتا ہے۔ اگر تو اس میدان کے لوگوں میں سے ہے اور اس گھر کے خاص لوگوں میں سے ہے تو ہم پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنی انشاء پردازی کا کمال دکھا اور اس جیسی کتاب لے آ۔ پھر میرے اور اپنے درمیان کوئی بہت بڑا عقل مند آدمی منصف مقرر کر، پھر اگر وہ منصف تیرے کمال اور تیرے حسن بیان پر گواہی دے دے اور یقین کرائے کہ واقعی تیرا کلام میرے کلام سے عمدہ ہے اور تو اپنا نظام میرے نظام سے اچھا ثابت کر دکھائے تو پھر اس کے بعد تجھے اختیار ہوگا کہ تو میرے کلام کی حقیقت کو ایک بے کار فعل سمجھے اور بتلائے اور میرے خالص سونے کو کھوٹا سمجھے اور تجھے اختیار ہوگا کہ میرے چمکدار موتی کو رات کی تاریکی کی طرح تصور کرے اور میرے واضح بیان کو مٹے ہوئے راستے کی طرح خیال کرے اور میری لغزشوں کو کائنات عالم میں پھیلا دے اور اگر اس طرح نہ کر سکا اور ہرگز نہیں کر سکے گا تو پھر لعنت کرنے والوں کی لعنت سے ڈر۔

خبردار رہ! مجھ پر کمینے جنگجو کی طرح عیب مت لگا...... اگر تو میرے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہے تو میدان جنگ میں نکل آ۔

اور بے شک تو مجھے تحقیر کرنے والے کی طرح یاد کرتا رہتا ہے...... اور ہر وقت ستانے والے کی طرح تو میری عیب گیری کرتا رہتا ہے۔

اور ہم تمام وہ باتیں سن لیتے ہیں جو تو از راہ تکبر بیان کرتا ہے...... کیا تو میرے سبزہ کو خشک گھاس کی طرح گمان کرتا ہے۔

اور میں نہیں چاہتا کہ تو مجھ پر حملہ کرے لیکن تو نے مجھے خود دعوت دی...... اور پتہ چلا کہ تو تو مجھ پر گرم سوئی چبھونے والے کی طرح عیب گیری کرتا ہے۔

اور اے تکبر کے بیٹے اس معاملہ میں جو تو حد سے گذر گیا کوئی نیکی نہیں...... اور میرا خدا کمینے جنگ کرنے والے کو اندھا کر دیتا ہے۔

بس ہلاک کرنے والے نفس کو مضبوط پکڑ...... اور ان اندھاپن کی راہوں سے بچ جو ایک چیز کے جدا ہونے کی طرح اچانک تجھے پکڑے گی۔

بس گمراہی کے راستے کو اختیار مت کر...... اور اس مصیبت سے جو تجھ پر آنے والی ہے غمگین ہو اور پختہ دل سے توبہ کر۔"

(ترجمہ عربی عبارت از قلم مرزا قادیانی مندرجہ انجام آتھم ص ۲۳۸ تا ۲۴۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کتاب (انجام آتھم ص ۱۶۳، ۱۶۴) پر یہ عبارت پائی جاتی ہے: "فان یبق احدمنکم

سالما الیٰ سنة فاقر بانی کاذب واجیئکم بعجز وتوبة واحرق کتبی واشیع هذا الأمر بخلوص نیة واحسب الکم من الصادقین"

"پھر اگر تم میں سے کوئی ایک بھی ایک سال تک زندہ رہ گیا تو میں اقرار کرلوں گا کہ میں جھوٹا ہوں اور میں عاجزی وتوبہ لے کر تمہارے سامنے آجاؤں گا اور اپنی تمام کتابیں جلا ڈالوں گا اور اس فیصلہ کو خلوص نیت کے ساتھ میں شائع کردوں گا اور میں یقیناً سمجھوں گا کہ تم سچے ہو۔"

مولانا اصغر علی روحی ایسے بزرگ رہنما، عالم ربانی اور فاضل اجل علامہ کے خلاف جو بدزبانی وبدکلامی مرزا قادیانی نے کی اس کا آپ مطالعہ کرچکے۔ مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ (اعجاز احمدی ص۲۹، ۸۶، خزائن ج۱۹ ص۱۶۰، ص۱۹۹) پر بھی مولانا اصغر علی کو بھی اپنے قصیدہ کے مقابلہ قصیدہ لکھنے کا چیلنج دیا۔ مولانا اصغر علی روحی نے قلم اٹھایا اور ارتجالاً ایک سوسات اشعار پر مشتمل قصیدہ بعنوان "وقال فی بعض المتنبئین" لکھ دیا۔

جناب رانا محمد ذوالفقار صاحب نے اپنے پی ڈی کے مقالہ کی ج۲ ص۳۵۷ تا ۳۶۱ تک اس قصیدہ کو جمع کردیا ہے۔ یہاں پر پہنچ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما ونائب امیر اور حضرت قطب الارشاد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ اجل، حضرت سید نفیس الحسینی بہت ہی اور بے تحاشا یاد آرہے ہیں۔ آپ نے اس مقالہ کی مکمل فوٹو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری کے لئے عنایت فرمائی اور پھر فقیر کی درخواست پر اس قصیدہ کا ترجمہ حضرت ڈاکٹر محمود الحسن عارف سے کرا کر ارسال فرمایا۔ سالہا سال سے یہ قصیدہ اور اس کے ترجمہ کے کاغذات رکھے رہے۔ "قصیدہ رائیہ" مولانا ظفر الدینؒ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کی تلاش تھی۔ وہ ملا تو، اب استاذ (حضرت مولانا قاضی ظفر الدینؒ) اور شاگرد (حضرت مولانا اصغر علی روحیؒ) کے قصیدوں کو اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت سے سرفراز ہورہے ہیں۔ فللحمدلله تعالیٰ اوّلاً وآخراً!

۵...... ابطال اعجاز مرزا (حصہ اوّل):

حضرت مولانا شاہ حکیم غنیمت حسین اشرفی ساکن مخدوم مونگیر کی ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کے قائم کردہ رحمانیہ پریس مونگیر سے "ابطال اعجاز مرزا (حصہ اوّل)" کے نام سے کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے ایک ایک شعر سے کئی کئی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کے اعجاز کو باطل کردیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۶..... ابطال اعجاز مرزا (حصہ دوم):

یہ کتاب بھی حضرت مولانا شاہ غنیمت حسین اشرفی ساکن چک مخدوم مونگیر کی ہے جو ۱۳۲۱ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۲۷ھ میں مطبع انتظامی کانپور سے شائع ہوئی۔ مصنف نے ٹائٹل پر خود اس کا یہ تعارف تحریر فرمایا ہے: ''اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے مقابلہ میں حسب وعدہ ایک عربی میں فصیح وبلیغ قصیدہ جوابیہ پیش کیا گیا ہے۔ جسے حضرات اہل علم ملاحظہ فرما کر خوش ہوں گے اور مرزا کے جھوٹے اعجاز کی داد دیں گے اور تمہید میں مرزا قادیانی کے موٹے موٹے اور سیاہ جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔ جسے دیکھ کر ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ ایک مدعی نبوت کے شان کے یہ کس قدر بعید اور خلاف ہے۔ پھر اس کے بعد دکھایا گیا ہے کہ کن وجوہ سے یہ قصیدہ مرزا قادیانی کے قصیدہ پر فائق ہے۔''

مولانا حکیم شاہ غنیمت حسین کے تفصیلی حالات نہ مل سکے۔ جس کا افسوس ہے۔ ملنے پر آئندہ اشاعت میں تلافی کی جائے گی۔

۷..... حقیقت رسائل اعجازیہ:

یہ رسالہ ۱۳۳۶ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔ آج ان سطور کی تحریر کے وقت ۱۴۳۵ھ ٹھیک ایک سو سال بعد پھر اس رسالہ کی اشاعت ثالث کا اہتمام ہو رہا ہے۔ اس کی اشاعت ثانی (احتساب قادیانیت ج۷ص۳ ۵۷ سے ۶۴۳) تک ہوئی تھی۔ اب دوبارہ احتساب کی اس جلد میں تلخیص قلیل کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔ تا کہ ''کذاب قادیان'' کے قصیدہ کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا وہ ایک ساتھ محفوظ ہو جائے۔

یہ رسالہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی تصنیف لطیف ہے۔ حضرت مونگیری سادات میں سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پچیسویں پشت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ حضرت شاہ بہاؤالحق ملتانیؒ کے صاحبزادہ شاہ ابوبکر چرم پوش تھے۔ جو ہندوستان کے ضلع مظفر نگر کے قصبہ کھتول میں آ کر آباد ہوئے۔ شاہ ابوبکر چرم پوش آسمان ولایت کے نیر تاباں تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میری نسل کبھی ولایت سے خالی نہ ہوگی۔ شاہ ابوبکر سے سید محمد علی مونگیریؒ تک تو یہ بات سو فیصد چشم حقیقت سے دنیا نے دیکھی۔ شاہ ابوبکر، حضرت مونگیریؒ کے گیارھویں جدامجد ہیں۔ حضرت مونگیریؒ ۳رشعبان ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۸رجولائی ۱۸۴۶ء کو کانپور میں سید عبدالعلی کے گھر پیدا ہوئے۔ ولادت کے دو سال بعد والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ آپ کے دادا سید شاہ غوث علی ابتدائی زمانہ میں آپ کے کفیل رہے۔ قرآن مجید اپنے چچا سید ظہور علی سے پڑھا۔

ابتدائی فارسی کتب سید عبدالواحد بلگرامی سے پڑھیں۔ درسیات کی تکمیل مولانا لطف اللہ علی گڑھی (م:۱۳۳۴ھ) جو استاذ الاساتذہ ہند تھے اور مولانا عنایت احمد کاکوروی مصنف علم الصیغہ (م:۱۲۷۹ھ) سے کی۔ دورہ حدیث شریف مولانا احمد علی سہارنپوریؒ (م:۱۲۹۷ھ) سے کیا۔ مختلف حضرات کے زیر صحبت رہے۔ بیعت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے کی۔ ایک بار گھوڑے پر حضرت شاہ فضل الرحمٰنؒ کو ملنے گئے۔ واپسی پر آپ نے گھر پیغام بھیجا کہ کچھ کچایا پکا جو ہے بھجوا دو۔ چند سیر چنے کچے آئے۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰنؒ نے حضرت مونگیریؒ کے رومال میں تین لپیں چنوں کی بھر کر ڈالیں اور فرمایا کہ یہ دنیا ہم نے آپ کو دی اور پھر پان منگوایا۔ پہلے خود حضرت گنج مرادآبادیؒ نے چبایا پھر حضرت مونگیریؒ کو دیا اور پھر فرمایا کہ یہ پان عرفان تھا جو آپ کو دیا۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بیعت کے بعد دورہ حدیث شریف مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ سے کیا۔ پھر شاہ فضل الرحمٰنؒ نے بھی حدیث کی اجازت دی اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت مونگیریؒ نے عرصہ تک پڑھایا۔ طالب علموں کا خوب رجوع ہوا۔ آپ ندوۃ العلماء کے بانی تھے۔ آپ نے بڑا کتب خانہ تیار کیا۔ جواب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ ندوۃ العلماء کا قیام ۱۸۹۲ء کے جلسہ مدرسہ فیض عام کانپور میں ہوا۔ مولانا مونگیریؒ اس ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ قرار پائے۔

مرزا قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں رسالہ تحفۃ الندوہ لکھا۔ حضرت مونگیریؒ نے توجہ نہ دی۔ مونگیر و بھاگل پور کے اضلاع میں قادیانیوں نے سرگرمیاں دکھائیں اور پھر بہار میں بھی قادیانی یورش بڑھی۔ اب ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کر کے حضرت مونگیریؒ مونگیر تشریف لائے۔ ۱۹۱۱ء میں یہاں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالوہاب بہاریؒ، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ ایسے چالیس علماء کی جماعت مونگیر آئی۔ خانقاہ مونگیر میں علماء کی یہ برأت، عجیب رنگ قائم۔ قادیانیوں کی طرف سے نورالدین، سرور شاہ، روشن علی شاہ ملاعنہ ثلاثہ آئے۔ اہل اسلام کی جانب سے مولانا مرتضیٰ حسن مناظر قرار پائے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ حضرت مونگیریؒ نے سر سجدہ میں رکھ دیا۔ مولانا مرتضیٰ حسن کی پہلی تقریر کے بعد قادیانی کرسیاں سروں پر اٹھائے لوٹ گئے۔ اہل اسلام کو جب فتح ہوئی۔ تب حضرت مونگیریؒ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ اب حضرت مونگیریؒ نے دن رات قادیانیت کے خلاف کام کو تیز کر دیا۔ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کو آپ جہاد بالسیف کے برابر قرار دیتے تھے۔ تہجد

کا وقت بھی قادیانیت کے خلاف کتابوں کی تصنیف و تالیف میں صرف ہونے لگا۔

خطوط کے ذریعہ تمام مریدین کو اس کام کی طرف متوجہ فرمایا۔ مولانا فرماتے تھے کہ قادیانیت کے خلاف اتنا لکھو اور طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانیت کی کتاب پائے۔ حق یہ ہے کہ مولانا نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ ان کے جہاد مسلسل نے قادیانیت کو وہ چرکے لگائے کہ قادیانیت تلملا اٹھی۔ فقیر راقم، اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہے کہ فقیر راقم نے احتساب کی دو جلدوں میں حضرت مونگیریؒ کے اور پھر مختلف جلدوں میں خانقاہ مونگیر کے قریباً تمام رسائل کو دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء زوال آفتاب کے قریب آپ کا آفتاب زندگی غروب ہوا۔ فقیر کی سعادت ہے کہ اب اس جلد میں ”حقیقت رسائل اعجازیہ“ کے نام کا پمفلٹ دوبارہ شائع ہو رہا ہے۔ مکمل جلد سات میں موجود ہے۔

۸/۹...... شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی:

مولانا میر محمد ربانی کا ارائیں فیملی سے تعلق تھا۔ والد کا نام مولانا غلام رسول تھا۔ ۱۹۰۳ء میں بستی ارائیں موضع ہیراں ہیڈ حاجی پور نزد ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ علاقہ کے عالم دین مولانا غلام محمد لاشاری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ صرف و نحو حضرت مولانا اللہ بخش میانوالی شیخاں سے پڑھی جو امام الصرف والنحو مولانا غلام رسول پونٹوی کے شاگرد تھے۔ وسطانی تعلیم مولانا قادر بخش صاحب بستی کالونز دبجی عباسیاں سے حاصل کی۔ مولانا قادر بخش، حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ مولانا میر محمد ربانی دین پور شریف بھی پڑھتے رہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ عباسیہ بہاول پور میں داخلہ لیا اور جامعہ عباسیہ کی سب سے اعلیٰ ڈگری ”علامہ“ حاصل کی۔

جامعہ عباسیہ میں مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد صادق بہاول پوری، مولانا احمد علی بہاول پوریؒ ایسے یگانہ روزگار حضرات سے آپ نے کسب فیض کیا۔ فراغت کے بعد پھر یہاں پڑھانے لگ گئے۔ کہتے ہیں کہ اگست ۱۹۳۲ء میں قادیانی، مسلم کیس میں بیان دینے کے لئے جب مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاول پور تشریف لائے تو جامعہ عباسیہ کے اساتذہ حضرات نے مولانا رحمت اللہ ارشد کے ساتھ مولانا میر محمد ربانی کی بھی ڈیوٹی لگائی تھی اور آپ نے بھی حضرت شاہ صاحب کا عدالت میں بیان قلمبند فرمایا تھا۔

جامعہ عباسیہ سے ”علامہ“ پنجاب یونیورسٹی سے ”منشی فاضل“ اور ”مولوی فاضل“ کے امتحانات پاس کئے۔ طب یونانی اور ہومیوپیتھی کے بھی کورس کئے۔ ہارون آباد، ترنڈہ مولویاں،

رکن پور وغیرہ کے سکولوں میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں مڈل سکول رکن پور سے ریٹائر ہوئے۔ بڑے کامیاب مدرس تھے۔ عربی ادب ان کا خاص ذوق تھا۔ دیوان حسان اور قصیدہ لامیہ خواجہ ابوطالب کی آپ نے شرح لکھی۔

مرزا قادیان کی کتاب اعجاز احمدی کے مقابلہ میں قصیدہ لکھا اور کمال کر دیا۔ آپ نے اپنی حیات میں فقیر راقم کو فون کیا کہ یہ قصیدہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اسے شائع کرانا ہے۔ فقیر نے نامعلوم کیا جواب ہانکا ہوگا۔ اللہ رب العزت معاف فرمائیں۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ وہ اس کی کتابت کرا رہے ہیں۔ اتنے میں ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو آپ وصال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! کسی جلسہ پر ان کے صاحبزادہ غالباً حافظ مشتاق الحسن سے ملاقات ہوئی تو ان سے عرض کیا کہ وہ مسودہ بھجوا دیں تو شائع کر دیں گے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ وقت مقرر کریں کتنے عرصہ میں شائع کریں گے؟ فقیر نے عرض کیا کہ مشروط اشاعت تو ہمارے لئے مشکل امر ہے۔ آپ مسودہ دے دیں۔ محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو شائع بھی ہو جائے گا۔ اس پر وہ آمادہ نہ ہوئے۔

اس پر بہت عرصہ بیت گیا۔ پھر کہیں ملاقات ہوئی تو انہوں نے وہ مسودہ بھجوا دیا۔ فقیر نے اس کا فوٹو کرایا۔ پھر عرصہ بعد دوبارہ انہوں نے اصل مسودہ طلب کیا۔ فقیر کا خیال تھا کہ وہ واپس کر دیا ہے۔ وہ فرمائیں کہ نہیں۔ ایک دن ان کے تکرار واصرار پر تلاش شروع کی تو مسودات میں وہ مسودہ مل گیا۔ موصوف کو بھجوا دیا۔ فوٹو کاپی تو موجود تھی۔ خیال یہی تھا کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں امت نے جو قصائد لکھے ہیں وہ تمام جمع ہو جائیں تو ان کو یکجا شائع کریں گے تاکہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جوابات ایک جلد میں محفوظ ہو جائیں اور پھر یہ باب ایسے مکمل کر دیا جائے کہ قادیانیوں کی بولتی ہی نہیں تھوتھنی بھی بند کر دی جائے۔

تمام قصائد یکجا ہو گئے تھے۔ البتہ حضرت مولانا قاضی ظفر الدین صاحب کا ''قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ'' کی اقساط مکمل نہ ہو رہی تھیں۔ بلا مبالغہ اس پر بہت وقت لگا۔ حق تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ وہ بھی مل گیا تو اب تمام قصائد کو ترتیب دی۔ مولانا میر محمد ربانی کا قصیدہ سن تصنیف کے حوالہ سے آخری قصیدہ ہے تو اس کتاب میں سب سے آخر پر اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس قصیدہ کو آپ ''مسک الختام'' قرار دے سکتے ہیں کہ یہ اس کا حق ہے۔

اب جب قصائد کی دوبارہ کمپوزنگ کرائی تو مولانا میر محمد ربانی کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر پیر والوں کے صاحبزادہ مولانا محمد ساجد صاحب نے کمال مہربانی سے ایک ورق پر مشتمل معلومات مہیا کردیں۔ فالحمدللہ!

دیکھئے! جب جوانی تھی تو ظاہر پیر جا کر مولانا میر محمد صاحب ربانی کی قبر مبارک پر حاضر نہیں ہوسکا۔ اب بڑھاپا ہے تو ان سطور کو تحریر کرتے وقت دل مضطرب ہے۔ اللہ رب العزت کو منظور ہے تو ان کے ایصال ثواب ودعا کے لئے ان کے مزار مبارک پر حاضر ہوں گا۔ نہ جاسکا تو آخرت میں تو ملنا یقینی ہوگا کہ ان کی علمی تصنیف پہلی بار اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت، اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمادی ہے۔ مؤلف مرحوم سے یہی نسبت انشاء اللہ فقیر کے لئے توشۂ آخرت ہے۔ شہباز محمدی کے علاوہ ''مکتوبات ربانیہ'' جو قادیانیت کے رد پر مشتمل ہے وہ بھی اسی شہباز محمدی میں مصنف نے سمودی ہے۔

احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۵۹ میں ذیل کے حضرات کے اس ترتیب سے رسائل جمع ہوگئے:

۱......	حضرت مولانا محمد حسن فیضیؒ (وفات:۱۹۰۱ء)	کا	۱	قصیدہ
۲......	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (وفات:۱۹۴۸ء)	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا قاضی ظفر الدینؒ (وفات:۱۹۰۴ء)	کا	۱	قصیدہ
۴......	حضرت مولانا اصغر علی روحیؒ (وفات:۱۹۵۴ء)	کا	۱	قصیدہ
۵......	حضرت مولانا حکیم غنیمت حسینؒ	کے	۲	رسائل
۶......	مولانا سید محمد علی مونگیریؒ (وفات:۱۹۲۷ء)	کا	۱	رسالہ
۷......	مولانا میر محمد ربانی صاحبؒ (وفات:۱۹۹۲ء)	کا	۱	رسالہ

....

گویا کل سات حضرات کے ۸ قصائد ورسائل

اس جلد میں جمع ہوگئے ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کی مستقل تصنیف میں کیا درگت بنائی کہ مرزا کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ وہ کتاب عام مل جاتی ہے۔ دیگر حضرات نے بھی مرزا قادیانی کے قصیدہ کی اغلاط پر خامہ فرسائی کی۔ سب کو جمع کرنا تو مشکل تھا، جتنا یکجا ہوگیا اسے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف وکرم سے اس کو خدمت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ امین بحرمۃ النبی الکریم!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۲؍ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ، مطابق ۸؍اکتوبر ۲۰۱۴ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مولانا فیضی کا

قصیدہ مہملہ



حضرت مولانا محمد حسن فیضی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ مہملہ منظومہ مولانا فیضی مرحوم

موضع بھیں تحصیل وضلع چکوال میں ایک بے نظیر فاضل ابوالفیض مولوی محمد حسن صاحب فیضی تھے۔ جن کی پیدائش ۱۸۶۰ء ہے۔ بھیں کو آپ کے مولد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ علوم عقلی ونقلی کے بحر قلزم تھے۔ حق تعالیٰ نے جملہ علوم عربیہ کا آپ کو فاضل بنایا تھا۔ عربی زبان پر اتنی بھرپور دسترس تھی کہ سن کر عقل دنگ ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کے بقول اس کا قصیدہ ''اعجاز احمدی'' موضع امرتسر کے مناظرہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد لکھا گیا۔ جب کہ مولانا محمد حسن فیضی مرزا قادیانی کو ۱۳ ر فروری ۱۸۹۹ء (گویا اعجاز احمدی کی طباعت سے ۴ سال قبل) میں عربی دانی میں چیلنج کر کے ذلت آمیز شکست سے دوچار کر چکے تھے۔ مولانا کرم الدین دبیرؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تازیانہ عبرت'' میں اس سلسلہ کی تفصیلات قلم بند کی ہیں جو یہ ہیں:

''مولوی (محمد حسن فیضیؒ) صاحب موصوف تقدیر الٰہی سے ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہان فانی سے رہگرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ جب مرزا قادیانی کو فاضل مرحوم کی وفات کی خبر پہنچی تو آپ حسب عادت خلاف معاہدہ حلفی دنیا میں ڈینگ لگانے لگے کہ فاضل مرحوم ان کی بددعاء سے بہت بری موت فوت ہوئے ہیں اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور الہام کا نشانہ ہوئے ہیں۔ یہ مضامین آپ نے ''کشتی نوح، تحفہ ندوہ، نزول المسیح'' اپنی تصانیف میں خود بھی شائع کئے اور اپنے راسخ الاعتقاد مرید ایڈیٹر الحکم قادیاں سے بھی اخبار میں شائع کرائے۔''

فاضل مرحوم سے مرزا قادیانی کی ناراضگی

یہ امر کہ مرزا قادیانی کا فاضل مرحوم نے کیا نقصان کیا تھا؟ اور کیوں ان کو بعد وفات برا بھلا کہنے پر مستعد ہوئے۔ واضح ہو کہ فاضل مرحوم ایک مہذب اور عالی ظرف تھے۔ باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی کے عقائد کے مخالف تھے۔ کبھی کسی تحریر یا تقریر میں آپ نے مرزا قادیانی سے اختلاف ظاہر کرتے ہوئے کبھی بھی سخت کلامی نہ کی تھی۔ ان سے قصور صرف یہ سرزد ہوا کہ ایک دفعہ حسب تجویز چند اکابر اسلام آپ سیالکوٹ میں مرزا قادیانی سے جا ملے اور آپ (مرزا) کے علمی کمالات (جن کا ان کو ہمیشہ دعویٰ رہتا تھا) کی قلعی یوں کھولی کہ ایک بے نقط قصیدہ عربیہ منظومہ خود مرزا قادیانی کے پیش کیا کہ آپ اس کا جواب دیں۔ مرزا قادیانی سخت

گھبرائے اور کچھ نہ سمجھ سکے کہ قصیدہ میں کیا لکھا ہے، نہ کوئی جواب دے سکے۔ مولوی صاحب مرحوم مرزا قادیانی سے بے اعتقاد ہو کر واپس آئے اور اخبارات کے ذریعہ ساری کیفیت کھول دی اور وہ قصیدہ بھی ایک اسلامی رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور میں شائع کر دیا۔ جس کو شائع ہوئے قریباً ۶ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب تک مرزا قادیانی یا ان کے کسی حواری کو جواب لکھنے کی طاقت نہ ہوئی اور نہ ہی اس کیفیت کی جو اخبارات میں شائع ہوئی کسی مرزائی نے تردید لکھی۔ (سچی بات کی تردید کیا کرتے؟) ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ قصیدہ ہدیہ ناظرین کر دیں۔ اہل علم ناظرین، مرحوم کی علمی فضیلت کا اندازہ اس قصیدہ سے لگا سکیں گے اور اس قصیدہ کو مرزا قادیانی کے مدعی اعجازی کلام کے قصائد سے مقابلہ کرنے سے ہر دو صاحبان کی قادر الکلامی اور فصاحت و بلاغت میں وزن کر سکیں گے اور بمصداق ''مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' قصیدہ خود اس کی شہادت دے گا کہ مرزا قادیانی اس کے جواب دینے سے عاجز ہے اور اس کا جواب دینا اس کے امکان سے باہر ہے اور پیشتر اس کے کہ وہ قصیدہ لکھا جائے۔ سراج الاخبار ۹ر مئی ۱۸۹۹ء ص ۷ سے ہم وہ مضمون نقل کرتے ہیں جو کہ فیضی مرحوم نے سیالکوٹ والی کیفیت اپنے قلم سے لکھ کر اخبار مذکور میں شائع کرائی تھی۔ وھو ھذا

نقل مضمون سراج الاخبار ۹ر مئی ۱۸۹۹ء مشتہرہ فیضی مرحوم

''ناظرین! مرزا قادیانی کی حالت پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ وہ باوجودیکہ لیاقت علمی بھی جیسا کہ چاہئے نہیں رکھتے۔ کس قدر قرآن وحدیث کا بگاڑ کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ کے کئی ایک احباب جانتے ہوں گے کہ ۱۳ر فروری ۱۸۹۹ء کو جب یہ خاکسار سیالکوٹ میں مسجد حکیم حسام الدین صاحب میں مرزا قادیانی سے ملا تو ایک قصیدہ عربی بے نقط منظومہ خود مرزا قادیانی کے ہدیہ کیا۔ جس کا ترجمہ نہیں کیا ہوا تھا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی خود بھی عالم ہیں اور ان کے حواری بھی جو اس وقت حاضر محفل تھے، ماشاء اللہ فاضل ہیں اور قصیدہ میں ایسا غریب لفظ بھی کوئی نہیں تھا اور پھر اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کی تصدیق الہام کے لئے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنا دیں۔ مزید برآں مسائل متحدثہ مرزا قادیانی کی نسبت استفسار تھا۔ مرزا قادیانی اس کو بہت دیر تک چپکے دیکھتے رہے اور مرزا قادیانی کو اس کی عبارت بھی نہ آئی۔ باوجودیکہ عربی خوش خط لکھا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے ایک فاضل حواری کو دیا جو بعد ملاحظہ فرمانے لگے کہ اس کا ہم کو تو پتہ نہیں ملتا۔ آپ ترجمہ کر کے دیں۔ خاکسار نے واپس لے لیا۔ پھر زبان سے عرض کیا تو مرزا قادیانی کلمہ شہادت اور آمنت باللہ الخ مجھے سناتے رہے اور

فرماتے رہے کہ میں نبی نہیں، نہ رسول ہوں، نہ میں نے یہ دعویٰ کیا۔ فرشتوں کو، لیلۃ القدر کو، معراج کو، احادیث کو اور قرآن کریم کو مانتا ہوں۔ مزید برآں عقائد اسلامیہ کا اقرار کرتے رہے۔

دوسرے دن حضرت مسیح کی وفات کی نسبت دلیل مانگی تو آیت "فلما توفیتنی" اور "انی متوفیک" پڑھ کر سنائی۔ معنے کے وقت علم عربی سے تجرد ظاہر ہوا۔ یہ پوچھا گیا کہ آپ کیوں مثیل مسیح موعود ہیں؟ آپ سے بہتر آج کل بھی اور پہلے کئی ایک ولی عالم گزرے ہیں۔ وہ کیوں نہیں؟ اور آپ کیوں ہیں؟ تو فرمایا میں گندم گوں ہوں اور میرے بال سیدھے ہیں۔ جیسے کہ مسیح اللہ کا حلیہ ہے۔ افسوس اس لیاقت پر یہ غل؟ مرزا قادیانی وقت ہے۔ توبہ کر لیجئے۔ اخیر پر میں مرزا قادیانی کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقائد میں سچے ہوں تو آئیں۔ صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں۔ میں حاضر ہوں۔ تحریری کریں یا تقریری! اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں۔ یا نظم میں۔ عربی یا فارسی یا اردو۔ آیئے سنئے اور سنایئے۔" راقم: ابوالفیض محمد حسن فیضی حنفی ساکن بھیں ضلع جہلم

اب بھی ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی اس قصیدہ کا جواب اس صنعت کے عربی قصیدہ کے ذریعہ ایک ماہ تک لکھنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہر دو قصائد کا موازنہ پبلک خود کر لے گی۔ لیکن تہذیب ومتانت سے جواب دیا جائے۔

اس کے بعد پھر دوسری خط فیضی مرحوم سے یہ ہوئی کہ ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ مرزا قادیانی کو بڑی متانت سے ان کے اس ادعاء پر کہ ان کے کلام میں قرآن کریم جیسا اعجاز ہے متنبہ کیا کہ آپ کا دعویٰ بچند وجوہ غلط ہے اور نیز چیلنج کیا کہ اگر آپ میں عربی لکھنے کی طاقت ہے تو جہاں آپ مجھے بلائیں۔ مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ اس چٹھی کا جواب بھی مرزا قادیانی کی طرف سے فیضی فرحوم کی زندگی میں ہرگز نہ ملا۔ نہ مرزا قادیانی کی طاقت مقابلہ ہوئی۔ وہ چٹھی بھی سراج الاخبار میں چھپی جس کی نقل درج ذیل ہے۔

نقل چٹھی فیضی مرحوم مطبوعہ "سراج الاخبار" ۱۳ر اگست ۱۹۰۰ء ص۶

مکرمی مرزا قادیانی زید اشفاقہ!

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! آپ ۲۰ر جولائی ۱۹۰۰ء کے مطبوعہ اشتہار اور اس کے ضمیمہ (مجموعہ اشتہارات ج۳) کے ذریعہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف اور دیگر علماء کو یہ دعوت کرتے ہیں کہ لاہور میں آ کر میرے ساتھ بہ پابندی شرائط مخصوصہ، فصیح وبلیغ عربی میں قرآن کریم کی چالیس آیات یا اس قدر سورۃ کی تفسیر لکھیں۔ فریقین کو ۷ گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ ملے اور ہر دو تحریرات ۲۰ اوراق سے کم نہ ہوں۔ آپ تجویز کرتے ہیں کہ ان ہر دو تحریرات کو تین

بے تعلق علماء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ جس تحریر کو وہ حلفاً فصیح وبلیغ کہہ دیں گے وہ فریق سچا، اور دوسرا جھوٹا ہوگا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر دو فریق کی تحریرات کے اندر جس قدر غلطیاں نکلیں گی وہ سہو ونسیان پر محمول نہیں کی جائیں گی۔ بلکہ واقعی اس فریق کی نادانی اور جہالت پر محمول کی جائیں گی۔ مجھے آپ کے اس معیار صداقت پر بعض شکوک ہیں۔ جن کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

۱...... کسی عربی عبارت کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی شخص اس انداز وفصاحت کی دوسری عبارت معارضہ کے طور پر نہیں لکھ سکتا۔ آج سے پہلے صرف قرآنی عبارت کا خاصہ تھا۔ بشر کا کلام اعجاز کے حد پر نہیں پہنچ سکتا۔ حتیٰ کہ افصح العرب حضرت سید الرسل ﷺ نے بھی اپنے کلام کی نسبت یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ معارضہ کے لئے فصحائے عرب کو بلایا۔ اگر مان لیا جائے کہ بجز کلام خدا کے دوسرے کلام بھی حد اعجاز تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر فرمایئے کہ الٰہی کلام اور بندہ کے کلام میں مابہ الامتیاز کیا رہا؟

۲...... ہزارہا عربی کے غیر مسلم اعلیٰ درجہ کے فاضل اور منشی گذرے ہیں اور ان کی تصانیف عربی میں موجود ہیں اور ان کے عربی قصائد اور نثر اعلیٰ درجہ کے فصیح اور بلیغ مانے گئے ہیں۔ کئی ایک غیر مسلم عالم قرآن کریم کے حافظ گزرے ہیں۔ بعض غیر مسلم شاعروں کے قصائد کے نمونے میں نے اپنے ایک مضمون میں دیئے ہیں۔ جو ۱۸۹۹ء کے رسالہ انجمن نعمانیہ میں، پھر اخبار ''چودھویں صدی'' کے کئی پرچوں میں چھپا ہے۔

۳...... مجھے سمجھ نہیں آئی کہ چالیس علماء کی کیا خصوصیت ہے۔ اگر یہ الہامی شرط ہے تو خیر ورنہ ایک عالم بھی آپ کے لئے کافی ہے اور یوں تو چالیس علماء بھی بالفرض آپ کے مقابلہ میں ہار جائیں تو دنیا کے علماء آپ کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کریں گے۔ کیونکہ مجددیت، محدثیت اور رسالت کا معیار ''عربی نویسی'' کسی طرح بھی تسلیم نہیں ہوسکے گی۔

۴...... تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے اس اشتہار کے ضمیمہ کے ص ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مقابلہ کے وقت پر جو عربی تفسیر لکھی جائیں گی۔ ان میں کوئی غلطی سہو ونسیان پر حمل نہیں کی جائے گی۔ مگر افسوس کہ آپ خود ان اشتہارات میں لفظ ''محصنات'' کو جو قرآن کریم میں مذکور ہونے کے علاوہ ایک معمولی اور مشہور لفظ ہے۔ دو دفعہ ''محسنات'' لکھتے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۲۹،۳۳۶) 'س، ص' کی تمیز نہ ہونا، اتنے بڑے دعوے دار عربیت کے حق میں سخت ذلت کا نشان ہے۔ یہ لفظ اگر ایک دفعہ غلط لکھا ہوتا تو شاید سہو پر حمل کیا جاسکتا۔ مگر دو دفعہ غلط لکھا اور پھر یہ شرط ٹھہراتے ہیں کہ دوسروں کی غلطیوں کو سہو اور نسیان پر حمل نہیں کیا جائے گا۔

اخیر میں میری التماس ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نظم ونثر لکھنے کو تیار ہوں۔ تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجئے اور مجھے اطلاع کر دیجئے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کروں۔ مگر یاد رہے کہ کسی طرح بھی عربی نویسی کو مجددیت یا نبوت کا معیار تسلیم نہیں کیا گیا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"

راقم: محمد حسن حنفی، بھین ضلع جہلم تحصیل چکوال، مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور ۵ راگست ۱۹۰۰ء

علاوہ ازیں فیضی صاحب مرحوم سے مرزا قادیانی کی ناراضگی کی یہ بھی وجہ تھی کہ جب مرزا قادیانی کے چیلنج تفسیر نویسی کے مطابق حضرت پیر صاحب گولڑوی مدظلہ العالی بمعہ بہت سے جلیل القدر علماء وفضلاء کے لاہور تشریف لے گئے اور باوجود دعوت پر دعوت ہونے کے مرزا قادیانی کو اپنے بیت الامن کی چاردیواری سے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ بالآخر شاہی مسجد میں علماء وفضلاء کا جلسہ ہوا۔ جس میں مسلمانان لاہور بھی کثرت سے شامل تھے۔ اس جلسہ میں علامہ فیضی مرحوم نے مناسب حال حسب ذیل تقریر کی۔ جو روئیداد جلسہ میں چھپی ہوئی ہے۔

حضرت مولانا ابوالفیض مولوی محمد حسن صاحب فیضی، مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور کی تقریر

حضرات ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مطبوعہ چٹھی بصورت اشتہار مطبوعہ ۲۰ رجولائی ۱۹۰۰ء بذریعہ رجسٹری مولانا المعظم ومطاعنا المکرم عالی جناب حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے نام نامی پر بشمولیت دیگر علماء کرام ومشائخ عظام "ایدہم اللہ تعالیٰ وکثرہم" کے بھیجی۔ جس کے پہلے دو صفحوں پر مرزا قادیانی نے اپنی عادت کے مطابق اپنے مرسل، مامور من اللہ اور پھر "مجدد مہدی، مسیح" ہونے کے ثبوت میں بخیال مخبوط خود دلائل پیش کئے اور عالی جناب حضرت پیر صاحب موصوف اور دیگر علماء وفضلاء اسلام کو لکھا کہ میرے دعاوی کی تردید میں کوئی دلیل اگر آپ کے پاس ہے تو کیوں پیش نہیں کرتے ہو۔ اس وقت مفاسد بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے مجھے مصلح کے عہدہ میں بھیجا گیا ہے۔ اخیر پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر پیر صاحب ضد سے باز نہیں آتے۔ یعنی نہ وہ میرے دعاوی کی تردید میں کوئی دلیل پیش کرتے ہیں اور نہ مجھے مسیح وغیرہ مانتے ہیں تو اس ضدیت کے رفع کرنے کے واسطے ایک طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرتا ہوں اور وہ طریق یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر دار السلطنت پنجاب (لاہور) میں چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں اور ان چالیس آیات قرآنی کا انتخاب بذریعہ قرعہ اندازی کر لیا جائے۔ یہ تفسیر فصیح عربی میں سات گھنٹوں کے اندر بیس ورق پر لکھی جائے اور میں

(مرزا قادیانی) بھی ان ہی شرائط سے چالیس آیات کی تفسیر لکھوں گا۔ ہر دو تفسیریں تین ایسے علماء کی خدمت میں فیصلہ کے لئے پیش کی جائیں۔ جو فریقین سے ارادت وعقیدت کا ربط وتعلق نہ رکھتے ہوں۔ ان علماء سے فیصلہ سنانے سے پہلے وہ مغلظ حلف لیا جائے جو قذف محصنات کے بارے میں مذکور ہے۔ اس حلف کے بعد جو فیصلہ یہ ہر سہ علماء فریقین کے تفسیروں کی بابت صادر فرمائیں۔ وہ فریقین کو منظور ہوگا۔ ان ہر سہ علماء کو جو حکم تجویز ہوں گے۔ فریقین کی تفسیروں کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ قرآن کے معارف اور نکات کس کی تفسیر میں صحیح اور زیادہ ہیں اور عربی عبارت کس کی بامحاورہ اور فصیح ہے۔ اگر پیر صاحب خود یہ مقابلہ نہ کریں تو اور چالیس علماء مل کر میرے مقابلہ پر شرائط مذکورہ سے تفسیر لکھیں، تو ان کی چالیس تفسیریں، اور میری ایک تفسیر، اسی طرح تین علماء کو فیصلہ کے لئے دی جائیں گی۔ مرزا قادیانی کی یہ چٹھی تو ۱۲ر صفحہ کی ہے۔ مگر اس کی دلخراش گالیاں، ناجائز نامشروع اور بیہودہ بدظنیوں کو حذف کر دیا جائے تو اس کا تمام ماحصل اور خلاصہ صرف یہی ہے جو اوپر کی چند سطروں میں لکھا گیا ہے۔ ہمیں نہ الہام کا دعویٰ ہے نہ وحی کا۔ مگر یہ قیاس غالب ہے کہ اس خط میں حضرت پیر صاحب کو علی الخصوص مخاطب کرنا دو وجہ سے تھا۔

اوّل...... یہ کہ صوفیائے کرام کا طریق ومشرب مرنج ومرنجان کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ گوشۂ تنہائی میں عمر کا بسر کرنا غنیمت سمجھتے ہیں۔ کسی کی دل شکنی انہیں منظور نہیں ہوتی۔ پھر حضرت صاحب ممدوح کے دینی مشاغل ومصروفیت سے بھی یہی قیاس ہو سکتا تھا کہ آپ عزلت نشینی اور للّٰہی مصروفیت کو ہر طرح سے ترجیح دیں گے اور اس طریق فیصلہ کو جو حقیقتاً مرزا قادیانی کے دعاوی کی تصدیق کا فیصلہ نہیں تھا۔ پسند نہیں فرمائیں گے جو ظاہر بینوں کی نظروں میں مرزا قادیانی کی فتح یابی کا نشان ہوگا۔ نیز دوسرے علماء کرام کے ساتھ تحریری معارضہ کو چالیس والی شرط کے ساتھ کانٹھنا یہی راز رکھتا تھا۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی چالیس سے کم علماء کے ساتھ کیوں ایسا تحریری مباحثہ نہیں کرتا؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کو جھوٹی شیخی اور بیہودہ تعلّی دکھانی مطلوب تھی۔ ورنہ اگر صرف تصدیق دعویٰ اور ہدایت علماء مقصود ہوتی تو اس خاکسار نے جو ۱۳ر اگست ۱۹۰۰ء کو سراج الاخبار جہلم میں بہ تسلیم جملہ شرائط مرزا قادیانی کو میدان مباحثہ میں بلایا تھا اور بعد ازاں خط بھی ارسال کیا تھا اور صاف لکھا تھا کہ مجھے بلاکم وکاست آپ کی جملہ شرائط منظور ہیں۔ آیئے! جس صورت پر چاہئے مقابلہ کر لیجئے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی ایسے بےخود ہوئے کہ اب تک کروٹ نہیں بدلی۔ وہ مضمون ہی اڑا دیا اور وہ خط ہی غائب کر دیا۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی حسب عادت مستمرہ خود (اس لئے کہ فقط اس کو اپنی شہرت ہی مطلوب

ہے) ہمیشہ نامی اشخاص کے مقابلہ میں مباحثہ کا اشتہار دے دیا کرتا ہے اور اس طور پر دوسرے اشخاص کے مصارف سے اپنی شہرت کروالیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس چٹھی میں بھی حضرت صاحب موصوف سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جوابی چٹھی کی پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر اس مباحثہ کی شہرت دور دراز ملکوں میں کرادیں اور یہ کاپیاں مختلف اطراف میں بھجوادیں۔

لیکن فخر الاصفیاء والعلماء حضرت پیر صاحب نے ایسے نازک وقت میں کہ اسلام کو ایک خطرناک مصیبت کا سامنا تھا۔ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں آنے کو عزلت نشینی پر ترجیح دی اور حسب الدرخواست مرزا قادیانی جواب قبولیت دعوت بصورت اشتہار ۲۵ رجولائی ۱۹۰۰ء کو طبع کرا کر بذریعہ رجسٹری بتاریخ ۴ راگست ۱۹۰۰ء ارسال فرمایا اور لکھ دیا کہ وہ خود ۲۵ راگست ۱۹۰۰ء کو (اس لئے کہ مرزا قادیانی نے تقرر تاریخ کا اختیار حضرت پیر صاحب کو دیا تھا) لاہور آجائیں گے آپ بھی تاریخ مقررہ پر تشریف لے آئیں۔ چونکہ مرزا قادیانی نے ۲۰ رجولائی ۱۹۰۰ء کی چٹھی میں اس طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرنے سے پہلے اپنے دعاوی پر اور کئی استدلال پیش کیے تھے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے۔ یا کسی آخری زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اگر لکھا ہے تو کیوں۔ ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے الٹے معنی کرتے ہیں۔ ''انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر'' اور ''ذکرا رسولا'' کا مراد نہیں سمجھتے۔ میری مسیحیت و مہدویت رمضان میں کسوف وخسوف کا دیکھ چکے ہیں۔ پھر نہیں مانتے۔ صدی سے ستر سال گذر چکے ہیں۔ پھر مجھے مجدد نہیں مانتے۔ یہ تمام استدلالات مرزا قادیانی نے اس طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرنے سے پہلے اسی چٹھی میں تحریر کیے ہیں اور صرف ایک ہی فیصلہ پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ ہر دو باتیں علی الترتیب پیش کی ہیں۔ اس لئے حضرت ممدوح نے بھی ہر دو طریق فیصلہ کو علی الترتیب ہی تسلیم کیا اور پسند فرمایا کہ مرزا قادیانی اسے اس کے اپنے استدلالات جو اس نے اپنی چٹھی میں تحریری فیصلہ سے پہلے پیش کیے ہیں۔ سن لئے جائیں اور مسیح علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کی بابت حدیث بلکہ قرآن کریم کی دلالت نص پیش کی جائے کہ اگر مسیح کا بجسدہ العنصری آسمان پر جانا قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت نہ ہو تو پھر کیا کرنا چاہئے۔ حدیث ہی کی جستجو کی جائے یا کیا؟ نیز سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ نزول کے وہ معنی جواب تک تیرہ سو سال سے مجتہدین اور محدثین بلکہ صحابہ کرام اور اہل بیت نے نہیں سمجھے۔ وہ کیا ہوں گے اور یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ رمضان میں کسوف وخسوف جن تاریخوں میں ہوا ہے وہ کیونکر آپ کی

مسیحیت کا نشان ہے؟ یہ سب امور احقاق حق کی غرض سے حضرت ممدوح۔ مرزا قادیانی کی اپنی زبانی سننا ضروری خیال کرتے تھے اور بعدازاں یہ قرارداد تھی کہ تحریری فیصلہ کی طرف رجوع کر لیا جائے اور مرزا قادیانی کی قرارداد شرائط کے موافق تفسیر لکھی جائے۔

اس عرصہ میں آج تک مرزا قادیانی کی طرف سے کوئی جواب نہ نکلا۔ البتہ ان کے بعض حواریوں کی طرف سے اشتہارات نکلے اور شائع ہوئے کہ تقریری مباحثہ کی کوئی شرط نہیں تھی۔ لیکن ان تحریرات کو اس لئے بے معنی خیال کیا گیا تھا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مشتہرہ ۲۰ر جولائی ۱۹۰۰ء میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ ہر دو امور فیصلہ علی الترتیب مطلوب تھے اور پہلے ایک اشتہار میں مولوی غازی صاحب نے صاف طور پر مرزائی جماعت کو مطلع کر دیا تھا کہ پیر صاحب صرف اس صورت میں قلم اٹھائیں گے یا کوئی مباحثہ کریں گے جب کہ بالمقابل مرزا قادیانی خود میدان میں آوے یا کچھ تحریر کرے، ورنہ نہیں۔ پس حضرت پیر صاحب کی جوابی چٹھی مطبوعہ ۲۵ر جولائی ۱۹۰۰ء خاص مرزا قادیانی کے نام پر تھی۔ بصورت انکار مرزا کو بذات خود جواب دینا چاہئے تھا۔ لیکن اس نے باوجود انقضائے عرصہ مدید ایک ماہ کے کوئی انکار شائع نہیں کرایا۔ بلکہ اپنے طریق عمل سے یہ تسلیم کر لیا کہ وہ اس امر پر راضی ہے کہ ہر دو طرح سے مباحثہ ہو جائے۔

اس کے بعد حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب مالک و مہتمم کارخانہ مصطفائی پریس لاہور نے ایک ضروری چٹھی رجسٹری شدہ مرزا قادیانی کے سکوت پر چھاپ کر خاص مرزا قادیانی کے نام پر بھیجی اور عام مشتہر بھی کی۔ اس کے بھی کچھ جواب نہ آنے پر انہوں نے رجسٹری شدہ چٹھی نمبر۲ اور چھاپ کر مرزا قادیانی کو روانہ کی اور عام تقسیم کر دی۔ مگر مرزا قادیانی کو کہاں ہوش وتاب کہ کچھ جواب دیتا؟

تاہم اس رہا سہا عذر رفع کرنے کے لئے حکیم سلطان محمود صاحب ساکن حال پنڈی نے (جس کی طرف سے پہلے بھی متعلق مباحثہ کئی ایک اشتہارات شائع ہوئے تھے) ایک مطبوعہ اشتہار بذریعہ جوابی رجسٹری مرزا قادیانی کے پاس ارسال کر دیا۔ جس کا آخری مضمون یہ تھا کہ اگر مرزا قادیانی کی علمی وعملی کمزوریاں اس کو اپنی من گھڑت شرائط کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنے دیتیں اور اسے ضد ہے کہ تم ان ہماری ہی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کرو تو ہم بحث کریں گے ورنہ نہیں تو خیر۔ لو یہ بھی سہی۔

پیر صاحب تمہاری سب پیش کردہ شرطیں بعینہ جس طرح سے تم نے پیش کی ہیں۔ منظور کر کے تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم مقررہ تاریخ ۲۵ راگست ۱۹۰۰ء کو لاہور آ جاؤ۔ یہ اعلان عام طور پر مشتہر کر دیا گیا تھا۔ علاوہ اس اعلان کے جناب پیر صاحب نے بنظر تاکید مزید حافظ محمد دین صاحب مالک مطبع مصطفائی پریس لاہور کو بھی ایما فرما دیا کہ ہماری طرف سے مرزا قادیانی کی شرائط کی منظوری کا اعلان کر دو۔ چنانچہ حافظ صاحب موصوف نے بذریعہ اشتہار مطبوعہ ۲۴ راگست ۱۹۰۰ء مشتہر کر دیا کہ آج بروز جمعہ ۴ ربجے شام کی ٹرین میں بوجہ ہمدردی اسلام پیر صاحب مرزا قادیانی کی تمام شرائط منظور کر کے لاہور تشریف فرما ہوں گے اور محمڈن ہال انجمن اسلامیہ واقع موچی دروازہ لاہور میں بغرض انتظار مرزا قادیانی قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ اسی شام کی گاڑی میں معہ دو تین سو علماء و مشائخ وغیرہ ہمراہیان کے تشریف فرما لاہور ہوئے۔

حضرت ممدوح کی زیارت واستقبال کے لئے اس شوق وولولہ سے لوگ گئے کہ اسٹیشن لاہور اور بادامی باغ پر شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔ شوق دیدار سے لوگ دوڑتے اور ایک دوسرے پر گرتے چلے جاتے تھے۔ حضرت ممدوح اسٹیشن سے باہر ایک باغ میں چند منٹ استراحت کر کے محمڈن ہال موچی دروازہ میں مقیم ہوئے۔ لاہور کے علمائے کرام جو آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ نیز اور بھی علماء مشائخ ومعززین اسلام اضلاع پشاور، پنڈی، جہلم، سیالکوٹ، ملتان، ڈیرہ جات، شاہ پور، گجرات، گوجرانوالہ، امرتسر وغیرہ وغیرہ مقامات سے بغرض شمولیت مجلس مناظرہ مصارف کثیرہ کے متحمل ہو کر آ پہنچے۔ مرزا کے لاہوری پیروؤں[1] نے مرزا قادیانی کے نام خطوط تاریں اور ضروری قاصد روانہ کئے۔ مگر بعض گرمجوش چیلے نہایت مضطرب حالت میں قادیان پہنچے اور ہر چند اپنے پیرومرشد مرزا قادیانی کو لاہور لانے کے لئے منت وسماجت کی۔ پاؤں پکڑے۔ مگر مرزا قادیانی کی دلی کمزوری نے ان کو اپنے غدائی پیروؤں کی درخواست منظور کرنے کی طرف مائل نہ کیا اور وہ بیت الفکر میں ہی داخل دفتر رہا۔

---

[1] اس سے مراد لاہور میں رہنے والے مرزا قادیانی کے متبعین ہیں، نہ کہ مستقل مرزائیوں کا ''لاہوری فرقہ'' کیونکہ ''لاہوری مرزائیوں'' نے ۱۹۱۴ء میں اپنا گروپ تشکیل دیا تھا اور یہ خطاب ۱۹۰۰ء کا ہے۔ اس گروپ کے بانی مولوی محمد علی لاہوری تھے۔ اس گروپ نے اختلاف کے بعد اپنا عقیدہ تبدیل کیا کہ مرزا قادیانی ''نبی'' نہیں۔ بلکہ ''مجدد'' ہیں۔ تاہم یہ تبدیلی ان کو کفر کے حصار سے نہ نکال سکی۔ کیونکہ حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو ''ولی'' ماننا بھی کفر ہے۔ اس لئے ۱۹۷۴ء کے آئین پاکستان میں ان دونوں گروہوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

حضرت پیر صاحب ۲۴ راگست سے آج تک لاہور میں رونق افروز ہیں اور مرزا قادیانی کا ہر ایک ٹرین میں بڑے شوق سے انتظار ہو رہا ہے۔ مگر ادھر سے صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا۔ یہ حقیقت میں خود مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق ایک الٰہی عظمت وجلال کا کھلا کھلا نشان تھا۔ جس نے مرزا قادیانی کی جھوٹی وبے جا شیخی کو کچل ڈالا اور آپ کے حواس کی وہ گت ہوئی کہ مقابلہ ومباحثہ لاہور تو در کنار آپ کو سوائے اپنے بیت المقدس کے تمام دنیا ومافیہا کی خبر نہ رہی اور ”وقذف فی قلوبهم الرعب بما كفروا“ کا مضمون دوبارہ دنیا کے صفحہ پر معرض وجود میں آیا۔ برخلاف اس کے حضور پر نور حضرت پیر صاحب ممدوح کے دست مبارک پر خداوند کریم نے وہ نشان ظاہر کر دیا۔ جس کا آیت ”وكان حقاً علينا نصر المؤمنين“ میں وعدہ دیا گیا تھا۔ خداوند عالم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس وبابرکت ذات پر نبوت اور رسالت کے تمام مدارج ختم کر دیئے ہیں۔ جس طرح پہلے سینکڑوں جھوٹے رسولوں کو الٰہی غیرت اور ان کے اپنے کفر وغرور نے ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس نے مرزا قادیانی کی جھوٹی مہدویت رسالت ومسیحیت کا بھی خاتمہ کر دیا اور آج دنیا پر بخوبی روشن ہوگیا کہ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے مخصوص مناصب اور مفروضہ مراتب کے اندر بے جا مداخلت کرنے والا اس طرح سے علی رؤس الاشہاد، روسیاہ ہوتا ہے اور اپنے ہاتھوں خود ذبح ہو جاتا ہے۔ کیا غور وعبرت کا مقام نہیں ہے کہ مرزا قادیانی نے بلا کسی تحریک کے خود بخود حضرت پیر صاحب اور نیز ہند وپنجاب کے تمام مسلم الثبوت مشائخ وعلماء کو تحریری اور تقریری مباحثہ کی دعوت کا وہ اعلان کیا۔ جس کی ہزارہا کاپیاں ہند وپنجاب کے تمام اضلاع واطراف میں مرزا قادیانی نے خود تقسیم کیں اور اپنی عربی وقرآن دانی میں وہ لاف زنی کی جس کا وہ خواب میں بھی خیال کرنے کا مستحق نہیں تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ پہنچوں تو پھر میں مردود جھوٹا اور مخذول ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۳۱،۳۳۰) اس شد ومد کے اشتہار کے بعد جب اس کو پیر صاحب اور دیگر علمائے کرام نے بمنظوری شرائط لاہور میں طلب کیا تو مرزا قادیانی کی طرف سے سوائے بہانہ گریز کے اور کوئی کارروائی ظہور میں نہ آئی۔ سخت افسوس کا موقعہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید انہی دنوں میں جب کہ پیر صاحب خاص لاہور میں سینکڑوں علماء فقراء اور ہزاروں مریدوں کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ اس قسم کے اشتہارات شائع کر رہے ہیں کہ پیر صاحب مباحثہ سے بھاگ گئے اور شرائط سے انکار کر گئے۔ سبحان اللہ! ڈھٹائی اور بے شرمی ہو تو ایسی کہ دروغ گوئیم برروئے شما۔

اس موقعہ پر مرزا قادیانی کی مسیحی تعلیم پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ کیا امام زمان کی تعلیم کا یہی اثر ہونا چاہئے کہ ایسا سفید جھوٹ لکھ کر مشتہر کیا جائے؟ اور زیادہ افسوس اس پر ہے کہ ہندو اخبارات بھی مرزائیوں کی اس ناشائستہ حرکت پر نفرین کر رہے ہیں اور ہنسی اڑا رہے ہیں۔ میں از جانب اہالیان جلسہ جن کی تعداد کئی ہزار ہے اور پنجاب کے مختلف اضلاع کے رہنے والے ہیں۔ اس امر کا صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ پیر صاحب نے مع ان علمائے کرام اور مشائخ عظام کے جو آپ کے ساتھ شامل ہیں اسلام کی ایک بے بہا خدمت کی ہے اور مسلمانوں کو بے انتہاء مشکور فرمایا ہے اور ہزار ہزار شکر ہے کہ آئندہ کو بہت سے مسلمان بھائی مرزا قادیانی کے اس سلسلہ حرکات سے ان کی دام تزویر میں گرفتار ہونے سے بچ گئے۔

آخر میں مولانا صاحب نے ایک پرزور تقریر میں بالتفصیل یہ بھی بیان کیا کہ جو بوجہ طوالت یہاں درج نہیں ہوسکا۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا میں مرزا قادیانی جیسے بلکہ اس سے بڑھ کر بہت سے جھوٹے نبی، مسیح، مہدی بننے کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہو کر اور اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کا بھی یہی حشر ہوگا۔

۲...... اس کے بعد مولوی تاج الدین احمد صاحب جوہر مختار چیف کورٹ پنجاب سیکرٹری انجمن نعمانیہ نے مولانا مولوی محمد حسن صاحب کی تائید کی اور مرزا قادیانی کے چند اشتہارات سے ان کی اس قسم کی کارروائیوں پر نہایت تہذیب اور شائستگی سے نکتہ چینی کی۔'' (''سراج الاخبار'' کا مضمون ختم ہوا)

یہ بے نقط قصیدہ جس نے بے مثال طور پر مرزائے قادیان کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ احتساب کی اس جلد میں اشاعت پذیر ہے تا کہ مرزا قادیانی کی ''عربی دانی'' کے دعویٰ کے بطلان پر قدرت کی طرف سے نشان کے طور پر گواہ رہے۔

نقل قصیدہ عربیہ مہملہ منظومہ فیضی مرحوم

مشتہرہ رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور (مطبوعہ فروری ۱۸۹۹ء)

لمالک ملکہ حمد سلام   علی مرسولہ علم الکمال

۱...... بادشاہت کے مالک کے لئے تمام تر تعریف اور ان کے رسول پر سلام ہو جن پر علم اپنی انتہاء کو پہنچا۔

حمود احمد و محمد و   طہور مع اولاد و آل

۲...... جو حمود (سب سے زیادہ تعریف کرنے والے) احمد اور محمد ہیں اور اپنے اصحاب اور آل سمیت پاک ہیں۔

امـامـلـوک احـمـد اهـل عـلـم والهــام وخلاک الســوال

۳...... اے غلام احمد جو صاحب علم والہام اور ہر سوال کا جواب دینے کا دعویدار ہے۔

لودک کم مـدی هـمـع الـدموع وطـاطـاراس اعـلام غـوال

۴...... تیری محبت میں کتنے آنسو بہتے رہے اور بلند مرتبت لوگوں نے سر جھکا لئے۔

علـے مـر الـمـدے وکـع الـموده وحـمـل اهلها ادهـے الحـمـال

۵...... وقت گزرنے کے ساتھ یہ محبت باعث شرم/عار بن گئی اور ان اہل محبت کو سخت آزمائشوں میں ڈال دیا گیا۔

هـواک الـدهـر مـادار السـمـاء ورامک اهـلـه روم العـسـال

۶...... آسمان کی گردش کے ساتھ ساتھ زمانہ تجھ سے محبت کرتا رہا اور اہل زمانہ شہد کی مکھیوں کی طرح تیرے اردگرد بھنبھناتے رہے۔

اطـاعک عـالـم طـوعـاً وسـهـلا رواک هـلـمـاً سهـل الـمـال

۷...... ایک عالم برضا و رغبت تیری اطاعت کرتا رہا اور وہ تجھے بہتر انجام کی نشاندہی کرنے والا سمجھتے رہے۔

مـحـامـدک الا واسـع هم امـالح وطـوراً کـلـهـا ملـعسـل حـال

۸...... تیرے وسیع تر کمالات رنگینیوں سے پر ہیں، کبھی میٹھے کبھی نمکین۔

هــداک الله مسـلـک اهــل ود واعـلـم کـل اسـرار الکـمـال

۹...... اللہ تجھے حقیقی اہل محبت کے راستے پر چلائے اور تجھے کمال کے تمام اسرار سکھاوے۔

وکـم مــر اسـعـوا ورا واحـلاک وکـهروا دوک معدوه موالو صلا

۱۰...... اور کتنے ہی افراد نے کوشش کی اور انہوں نے تمہیں سنوارنے کا ارادہ کیا اور فنا ہو جانے والے لوگوں نے تم سے کتنا اظہار محبت کیا، تمہیں کتنا چاہا۔

وکـم مـدحـوک لـمـاهـم اطـاعـو الــی دعــواک الــولا کــدال

۱۱...... تیری اطاعت کے بعد وہ تیری کتنی مدح سرائی میں لگے رہے اور تجھے رہبر مان کر لوگوں کو تیرے دعویٰ کی اطاعت کی دعوت دیتے رہے۔

حـکـو الـمـلائـح الـکـلـم الـمـدلل مـکـارمـک الـمـهـا الـسـمـاء معال

۱۲...... انہوں نے تیرے نکات اور خوشنما کلمات و کمالات بیان کئے جو بلندی کی طرف رواں دواں تھے۔

رسائل حرر واسطر واحلاک　　وعلوک المدیے اولی اوال

۱۳...... انہوں نے متعدد رسائل تحریر کئے اور تیری تعریف میں ورق سیاہ کئے اور ایک عرصہ تک تجھے بہترین لوگوں میں شمار کرتے رہے۔

وہم علموک موعود الرسول　　وملھم مالک مولیٰ الموال

۱۴...... اورانہوں نے تجھے رسول موعود اور سب کے حامی وناصر مالک کی طرف سے ملہم (الہام کا مخاطب) قرار دیا۔

امام الدھر مرسول الالہ　　ومصلح اھل عصر ملحاک

۱۵...... اور تجھے زمانے بھر کے لئے اللہ کا رسول اور عصر حاضر کا مصلح سمجھتے رہے۔

دعوا اعلیے الدعاء الا ھلموا　　روالموعود مسعود المسال

۱۶...... انہوں نے بھرپور دعوت دی کہ آؤ اور مبارک اور باسعادت موعود کی زیارت کرو۔

رسائلک الرسائل للھداء　　لھم ولھنھم مرا اک سال

۱۷...... تیرے رسائل ان کی نگاہ میں ہدایت کے پیغامات تھے اور تجھے دیکھنا ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے مفید تھا۔

کلامک للدواہ لھم دوآء　　مرورع ماللروع صاک

۱۸...... تیری گفتگو ان کے مصائب ومشکلات کا علاج تھی اور وہ اس قدر تجھ سے مرعوب تھے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

ومـا ارواحھم الا ودادک　　علی اسمک ورد کل کل حال

۱۹...... اور ان کی روحیں صرف تیری محبت کے لئے تھیں اور تیرا نام ہر ایک شخص کا ورد زبان تھا۔

وھم رھط اولو ورع وحلم　　عمائد اھل کرم و الکحال

۲۰...... اور ایک گروہ ایسا ہے جو تقویٰ اور حلم والا ہے اور جود وجمال کے سردار ہیں۔

وکم عادوک ماوا لوک اصلاً　　وکم لاموک ملوم الملال

۲۱...... انہوں نے تمہاری کتنی ہی مخالفت کی اور کبھی تجھ سے محبت نہ کی اور انہوں نے کس قدر تم پر ملامت کی۔

راوا الھامک الولع الموسوس　　وعلوک الملح لطمع مال

۲۲...... انہوں نے تمہارے الہام کو ایک فریب اور وسوسہ قرار دیا اور تجھے مال ودولت کی لالچ میں بہت زیادہ اصرار کرنے والا پایا۔

وسموک الماذل للصرائح ورادمسلم الرھط الاوال

۲۳...... اور تجھے واضح اور صریح احکامات (آیات واحادیث) کی من چاہی تاویل کرنے والا قرار دیا اور پہلے مسلمانوں کے مسلمہ امور کو ٹھکرانے والا قرار دیا۔

وھاکم لھواراء العدول الی کم لطم داماء المحال

۲۴...... اور تم نے ان کی آراء سے کتنا انحراف کیا اور کتنے ہی مقامات پر جھگڑوں کو ہوا دی۔

عدوک مرسلی المسعود سھل مواردہ امام اولی المحال

۲۵...... انہوں نے تجھے بابرکت رسولوں سے انحراف کرنے والا گردانا۔ ایسے رسول جن کی تعلیمات جھگڑالو لوگوں کے لئے سمجھنا بھی نہایت آسان ہے۔

ومحمود عطاء العالم اسماً ھمام اھل امر والعدال

۲۶...... اور نبی محمود (ﷺ) جو تمام عالم کے لئے عطیہ خداوندی ہیں اور اقتدار اور عدل والوں میں بڑے باہمت ہیں۔

اوالہ الکرام امام سلم مکارمھم کاعداد الرّحال

۲۷...... ان کے ماننے میں پہل کرنے والے معزز افراد اسلام کے امام ہیں اور ان کی خوبیاں/کمالات ریت کے ذروں کی تعداد میں ہیں۔

علومھم کامطار الدھور وعلم الدھر طراً کالطلال

۲۸...... ان کے علوم زمانے بھر کی بارشوں کی مانند ہیں اور تمام زمانے کا علم ٹیلوں کی مانند ہے۔ (یعنی سب انہیں کے علم سے سیراب ہوتے ہیں)

مرامک دارھم کحر المدارک وکحل سوالھم دک الھلال

۲۹...... ان کے گھروں کی مٹی نگاہوں کا سرمہ ہے۔ خواہ ان کے اغیار کا سرمہ چاند کے ذرات پر مشتمل ہو۔

عصامھم الحسام لکل عدو حسامھم السلام لکل حال

۳۰...... ہر دشمن کے مقابلہ کے لئے ان کے ہاتھوں میں تلوار ہے اور ان کی تلوار ہر حالت میں امن وسلامتی قائم کرنے کے لئے ہے۔

مدی اعمالہ اعلام علم واعلاء الھدی وسط الضال

۳۱...... ان کے اعمال یا کارناموں میں علم کو پھیلانا اور گمراہیوں کے درمیان ہدایت کی سربلندی ہے۔

ممد لالاولاء العلوم وممط اھلھا اعداد دمال

۳۲...... وہ اپنے اصحاب کو علم عطاء کرنے والے ہیں اور انہیں مال و دولت کی طرح علم سے نوازتے ہیں۔

اما واللہ اسئلک المسائل اسل هلم سلاولی السوال

۳۳...... اللہ کی قسم! میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں جن کا جواب تیرے ذمہ ہے۔

الاهل صار دعولک الرساله کموحی اللہ معصوم المحال

۳۴...... کیا تمہارا دعویٰ رسالت ایسے ہی ہے جیسے اللہ کی طرف سے ایسی وحی جو تردید یا انکار سے معصوم ہو۔

ام اصطادوا امعادوک هواء اصلهم الهوی سوء المال

۳۵...... یا تمہارے دشمنوں نے تمہیں خواہشات کے جال میں پھنسا دیا اور انہیں خواہشات نے برے انجام سے دوچار کر دیا ہے۔

وما املاکه ملک العلوم وصلهم واحد وهدی کسال

۳۶...... اور تجھے علم کے بادشاہ (اللہ) نے الہام نہیں کیا جو اکیلا الہام کرنے والا اور سست رووں کو ہدایت دینے والا ہے۔

وهل کلم الرسوله اصول علم کمسطور الالـه علی الاصال

۳۷...... اور یہ کیا اس (نام نہاد) رسول نے جو خودساختہ اصول علم بیان کئے ویسے ہو سکتے ہیں جو اللہ کے اصل میں تحریر کردہ ہیں۔

وهل کلم الهدیٰ مدلولها ما دری العلماء ملمع الدلال

۳۸...... اور کیا اسے اس خوش نما ہدایت کا مخاطب بنایا گیا جس کے مفہوم کو علماء نہ جان سکے۔

ام اسرار ومسلکه معمیٰ وما اطلع العوام علی المثال

۳۹...... یا یہ کچھ بھید ہیں اور اس کا راستہ تاریک ہے اور عوام اس کے انجام سے آگاہ نہ ہو سکے۔

کلام اللہ هل محوی العلوم ادراها الالـه لکل وال

۴۰...... اللہ کا کلام جو تمام علوم کا محور/تمام علوم پر مشتمل ہے جسے اللہ نے اپنے ہر دوست کو عطاء کیا ہے۔

کما ادراک ام لا علم کلا سوی العلام محمود و عال

۴۱...... جیسے تمہیں دیا ہے؟ یا تمہارے پاس کوئی علم نہیں۔ خبردار اس علام (اللہ کی صفت سے بڑے عالم) جو قابل تعریف اور بلندیوں والا ہے اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

رسالہ "الہامات مرزا" سے

چھٹی پیش گوئی

(نشان آسمانی میعادی سہ سالہ)



حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ الہامات مرزا کی چھٹی پیش گوئی متعلقہ ''نشان آسمانی میعادی سہ سالہ''

یہ پیش گوئی ایک دعا کے طور پر بڑے دو ورقوں میں مرقوم ہے۔ جن کا اصل مطلب یہ ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اے میرے مولا! قادر خدا اب مجھے راہ بتلا۔ (آمین)...... اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔''

(اشتہار مورخہ ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۵،۱۷۸)

گو یہ الفاظ دعائیہ ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اپنے رسالہ (اعجاز احمدی ص۸۸، خزائن ج۱۹ ص۲۰۲) پر اس دعا کو پیش گوئی قرار دیتے ہیں۔ پھر ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اس کی نسبت یہ گمان کریں کہ یہ صرف دعا ہی دعا ہے۔ جس کی قبولیت قطعی نہیں۔ اس لئے کہ ایک تو مرزا قادیانی کی دعا ہے، کسی معمولی آدمی کی نہیں۔ مرزا قادیانی تو اپنی دعا کی بابت اسی اشتہار کے ص۴ پر فرماتے ہیں: ''جب کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر دعا قبول کروں گا۔''

(اشتہار مورخہ ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۱)

میں سچ کہتا ہوں کہ جب سے مجھے اشتہار مذکور ملا ہے آسمان کی طرف سے ہر روز تاکتا رہتا تھا کہ دیکھیں مرزا قادیانی کے مخالفوں کے فیصلہ کے لئے کیا نشان ظاہر ہوتا ہے؟ جس کے دیکھنے کے بعد لوگوں کو ان کی نسبت جو خیالات ہو رہے ہیں، رفع دفع ہو جائیں۔ کیونکہ یہ نشان کوئی معمولی نشان نہ تھا۔ بلکہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ جس کو سلطان کہتے ہیں۔ جس کی بابت خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے۔ بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے۔'' (۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۹ء)

پس جو تعریف مرزا قادیانی نے سلطان کی کی ہے وہی مرزا قادیانی کے اس مطلوبہ نشان کی ہے جس کے نہ ہونے پر آپ فیصلہ دیتے ہیں: ''اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو

جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلائے اور اپنے بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کرے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں...... میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۷، ۱۷۸)

افسوس مرزا قادیانی نے ناحق ہمیں تین سال تک انتظار میں رکھا۔ دیکھتے دیکھتے ہماری آنکھیں پتھرا گئیں۔ کان بھی سن ہو گئے۔ مگر کوئی آواز ہمارے کانوں تک نہ آئی کہ فلاں ایسا نشان ظاہر ہوا ہے جس سے مرزا قادیانی اور ان کے مخالفوں کا فیصلہ ہو گیا۔ ہم نے کتاب ہذا (الہامات مرزا) طبع اوّل کے وقت بوجہ بے خبری کے چند ایک نشان پیش کئے تھے۔ یعنی امیر صاحب والئی کابل کی وفات۔ پریزیڈنٹ امریکہ کی موت یا ملکہ معظمہ قیصر ہند کا انتقال یا بیگم صاحبہ بھوپال کی رحلت مگر افسوس کہ مرزا قادیانی کی پارلیمنٹ الہامیہ نے ان میں سے کسی ایک نشان کو قبول نہ فرمایا۔ بلکہ ایک نئے نشان کی نشاندہی کی فکر میں لگ کر اس پیش گوئی کو بھی سابقہ پیش گوئیوں کی طرح ''کوہ کندن وکاہ برآوردن'' کا مصداق بنایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

''یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیش گوئی کو پورا کرے گا۔ یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا۔'' (رسالہ اعجاز احمدی ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مد ضلع امرتسر میں مرزائیوں نے شور وشغب کیا تو ان لوگوں نے لاہور ایک آدمی بھیجا کہ وہاں سے کسی عالم کو لاؤ کہ ان سے مباحثہ کریں۔ اہالی لاہور کے مشورے سے ''قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند'' ایک تار آیا اور صبح ہوتے ہی جھٹ سے ایک آدمی آپہنچا کہ چلئے، ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف کے لوگ بھی سب کے سب گمراہ ہو جائیں گے۔

خاکسار چاروناچار موضع مذکور میں پہنچا۔ مباحثہ ہوا۔ خیر اس مباحثہ کی روئیداد تو ضمیمہ

شحنہ ہند مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء میں اہالی مذکور نے شائع کرادی۔ مگر مرزا قادیانی کو ان کے فرستادوں نے ایسا کچھ ڈرایا اور اپنی ذلت کا حال سنایا کہ مرزا قادیانی آپے سے باہر ہو گئے اور جھٹ سے ایک رسالہ ''اعجاز احمدی'' نصف اردو اور نصف عربی نظم لکھ کر خاکسار کے نام مبلغ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار دیا کہ اگر مولوی ثناءاللہ امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دوں گا اور اس قصیدہ کا نام ''قصیدہ اعجازیہ'' رکھا۔ یعنی یہ قصیدہ ایسا فصیح و بلیغ ہے جیسا کہ قرآن، آنحضرت کا معجزہ ہے یہ میرا معجزہ ہے۔ اس قصیدے کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مولوی ثناءاللہ (خاکسار) کے اس قسم کے قصیدے کے لکھنے سے عاجز رہنے سے میری وہ پیش گوئی جو سہ سالہ میعاد کی میں نے طلب کی ہوئی ہے پوری ہو جائے گی۔ یعنی یہی وہ نشان ہے جس کی بابت مرزا قادیانی نے خدا سے اتنے بڑے لمبے چوڑے دانت پیس پیس کر سوال کئے تھے۔

مرزا قادیانی کا چیلنج قبول

اب اس سوال کے متعلق میری کارروائی بھی سنئے۔ میں نے ۲۱ر نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ ۲۹ر نومبر کے پیسہ اخبار لاہور میں چھپا تھا کہ: ''آپ پہلے ایک مجلس میں اس قصیدے اعجازیہ کو ان غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کر دیں تو پھر میں آپ سے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے ادھر ہی خدا کا منہ ہے۔ (جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں طبع آزمائی نہ کریں۔ بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی ۔

بنائی آڑ کیوں دیوار گھر کی
نکل! دیکھیں تیری ہم شعر خوانی

حرم سرائے ہی سے گولہ باری کریں۔ اس کا جواب باصواب آج تک نہ آیا کہ ہاں ہم میدان میں آنے کو تیار ہیں۔ چونکہ میں نے اس اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ مجلس میں اغلاط نہ سنیں گے تو میں اپنے رسالہ میں ان کا ذکر کردوں گا۔ اس لئے آج میں اس وعدے کا ایفاء کرتا ہوں۔

قصیدہ اعجازیہ

آپ تو اس کا نام ''قصیدہ اعجازیہ'' رکھتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ فصاحت وبلاغت کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ کوئی شخص اس جیسا لکھ نہیں سکتا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو خود آپ کو بھی اس اعجاز کا یقین نہیں۔ بھلا اگر یقین ہوتا تو بیس روز کی مدت کی کیوں قید لگاتے۔ کیا قرآن شریف کے اظہار اعجاز کے لئے بھی کوئی تحدید ہے؟ کسی آیت تحدی میں کفار مخالفین سے کہا گیا ہے کہ اتنے دنوں میں یا اتنے مہینوں میں اس کی مثل لاؤ گے تو مقابلہ سمجھا جائے گا اور ''اگر اتنے دنوں سے زائد ایام گزرے تو ردی میں پھینک دیا جائے گا۔'' (اعجاز احمدی ص۹۰، خزائن ج۱۹ ص۲۰۵)

پھر طرفہ یہ کہ صرف بیس روز کی تصنیف کے قلمی مضمون سے جو مصنف کی اصل لیاقت کا معیار ہے کوئی شخص مرزا قادیانی کو جیت نہیں سکتا۔ بلکہ اس معجزنمائی میں لکڑی اور لوہے کو بھی دخل ہے کہ وہ مضمون چھاپ کر کتاب تیار کر کے حضرت کی خدمت میں پہنچا دے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ نہ کسی مولوی صاحب کے ہاں مرزا قادیانی کی طرح پریس اور منشی گھر کے ہوں گے اور نہ کوئی آپ سے مبلغات (وہ بھی روحانی اور معنوی) لے سکے گا۔ کیا ہی معجزہ ہے کہ پریس کے کام کو بھی معجزہ کا جزو بنایا جاتا ہے؟ تا کہ اگر کسی صاحب میں ذاتی لیاقت وقابلیت ہو بھی تو بوجہ اس کے کہ اس کے پاس پریس کا انتظام ایسا نہیں جو قادیانی پریس کی طرح صرف مرزا قادیانی ہی کا کام کرتا ہو۔ تو بس اس کی لیاقت بھی ملیامیٹ ضائع اور برباد ہے۔ وہ بھی مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لے۔ کیونکہ اس کے پاس پریس نہیں اور مرزا قادیانی کے پاس پریس ایک نہیں دو تین ہیں۔

ناظرین! یہ ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بھول بھلیاں۔ جن سے بہت کم لوگ واقف ہو سکتے ہیں۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں ہم ان کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اب ہم آپ کے اعجازی قصیدے کا عجز بتلاتے ہیں۔ آپ کے قصیدے میں ہر قسم کی غلطیاں ہیں۔ صرفی، نحوی، عروضی وغیرہ۔

آپ کے قصیدے کا مجریٰ (حرکت روی) ضمہ ہے۔ چنانچہ پہلا شعر آپ کا یہ ہے:

ایا ارض مد فد دفاک مدمر　　　وارداک ضلیل واغراک موغر

حالانکہ مندرجہ ذیل اشعار میں اقوا لازم آتا ہے۔ یعنی اخیر کی حرکت بجائے ضمہ کے کسرہ ہو جاتی ہے اور اقوا سخت عیب ہے۔ محیط الدائرہ میں ہے: ''ان تغیر المجریٰ الی

حرکة قريبة كما اذا ابدلت الضمة كسرة والكسرة ضمة فهو عيب فى القافية يسمىٰ اقواء (ص ۱۰۶)"

اورعروض المفتاح میں ہے: "عيب اختلاف الوصل ويسمى مثل منزلو مع منزلى اقواء ومثل منزلا مع منزلو ومنزلى اصرافا وهو عيب "(یعنی اقواءاور اصراف اشعار میں عیب ہے)

اب سنئے مرزا قادیانی کے اشعار میں اقواء

دعوه ليبتهلن لموت مزوّر — مضل ولم يسكت ولم يتحسر
ايا محسني بالحمق والجهل والرغا — رويدك لا تبطل منيعك واحذر
وان كنتُ قد ساء تك امر خلافتى — فسل مرسلى ما ساء قلبك واحصر
سئمنا تكاليف التطاول من عدا — تمادت ليالى الجوريا ربى انصر
وجئنك كالموتى فاحى امورنا — نخرا مامك كالمساكين فاغفر
تعال حبيبى انت روحى وراحتى — وان كنت قد انست ذنبى فستر
بفضلك انا قد عصمنا من العدا — وان جمالك قاتلى فات وانظر
وفرّج كروبى يا الهى ونجنى — ومزق خصيمى يالصبرى وعفر
وان كان لا يستطيع ابطال ايتى — فقل خذ منزا مير الضلالة وازمر
اذا نحن بارزنا فاين حينكم — وان كنت تحمده فاعلن واخبر
ثلثة اشخاص به قد رايت هم — ومنهم الٰهى بخش فاسمع وذكر
رمواكل صخر كان فى اذيا لهم — بغيظ فلم القلق ولم التحير
فاوصيك يا ردن الحسين ابا الوفا — الب واتق الله المحاسب واحذر
الا تتقى الرحمان عند تصنع — ومن كان اتقى لا ابالك يحذر
فوافيت مجمع كنعم وقتلتهم — بضرب ولم اكسل ولم اتحسر
امكفر مهلا بعض هذا لعهكم — وخف قهر رب قال لا تقف فاحذر
فان تبغنى فى خلقة السلم تلقنى — وان تطلبنى فى الميادين احضر
وارسلنى ربى لا صلاح خلقه — فياصاح لا تنطق هوى وتصبر
وكنت امرأ ابغى الخمول من العباء — متى ياتنى من زائرين اصغر

فاخرجنی من حجرتی حکم مالکی ۔۔۔ فقمت ولم اعرض ولم اتعذر

وانی لا جنار مقام وموقف ۔۔۔ لدی شان فرقان عظیم معزر

ولست بتواق الی جمع العدا ۔۔۔ ولکن متی یستحضر القوم احضر

الا ان حسن الناس فی حسن خلقهم ۔۔۔ ومن یقصد التحقیر خبثا یحقر

شعرنا مآل المفسدین ومن یعش ۔۔۔ الیٰ برهة من بعد ذالک یشعر

فتب واتق القهار ربک یا علی ۔۔۔ وان کنت قد ازمعت حربی فاحضر

اریناک ایات فلا عذر بعدها ۔۔۔ وان خلتها تخفی علی الناس تظهر

اردت بمد ذلتی فریتها ۔۔۔ ومن لم یؤقر صادقا لا یؤقر

وانی لعمر الله لست بجائر ۔۔۔ وان کنت تالی بالصواب فادبر

وهذا العهد قد تقرر بیننا ۔۔۔ بمد فلم ننکث ولم نتغیر

مرزا قادیانی! ان اشعار کے مجریٰ کا اعراب ہم نے آپ ہی کا لگایا ہوا لکھا ہے۔ عموماً آپ نے رفع لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقوا کی قوت سے آپ بھی دبتے اور خوف کھاتے ہیں۔ مگر آپ کا رفع لکھا ہوا اگر صحیح سمجھا جائے تو صرفی اور نحوی قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے۔ مذہبی امور میں تو آپ اپنے ناواقف معتقدین کو اپنا حکم ہونا بتلایا کرتے ہیں اور دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ جو حدیث میرے دعویٰ کے خلاف ہو وہ غلط۔ مگر صرفی اور نحوی اصول میں تو آپ حکم یا موجد نہیں کہ جو حکم چاہیں لگائیں۔

اس عیب کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار میں اصراف لازم آتا ہے جو اس سے بھی سخت عیب ہے۔ جس کی بابت محیط الدائرہ میں ہے: ”ان تغیر المجری الیٰ حرکة بعیدة کما اذا ابدلت الضمة فتحة او بالعکس فهو عیب فی القافیة یسمی اصرافا واسرافا (ص ۱۱۰)“

عروض المفتاح میں ہے وہوا عیب (کما مرآنفا) پس سنو!

(ص ۴۸، شعر ۶) ”دعوا حب دنیا کم وحب تعصب...... ومن یشرب الصهبا یصبح مسکر“ کیونکہ مسکر بوجہ خبر ہونے یصبح کے منصوب ہے۔ حالانکہ قصیدے کا مجریٰ مرفوع ہے۔

(ص۴۹،شعر۵)"وان کان شان الا مرارفع عند کم...... فاین بھذا الوقت من شان جولو" کیونکہ جولر بوجہ شان کے مفعول بہ ہونے کے منصوب چاہئے اور مجری رفع ہے۔

(ص۵۴،شعر۶)"وسبرا وآذونی بالواع سبھم...... وسمون دجالا وسمون ابتر" ابتر بوجہ مفعول ثانی ہونے سموا کے منصوب چاہئے جو مجری سے خلاف ہے۔

(ص۵۶،شعر۱)"وقد کان صحف قبله مثل خارج...... فجاء لتکمیل الورے لیغزر" لیغزر رلام کے کے بعدان ناصبہ مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جو مجری کے خلاف ہے۔

(ص۶۴،شعر۸)"وکیف عصوا والله لم یدرسرھا...... وکان سنا برق من الشمس اظھر" اظھر بوجہ خبر ہونے کان کے منصوب چاہئے۔

(ص۶۵،شعر۱۰)"وکم من عدو کان من اکبر العدا...... فلما اتانی صاغرا صرت اصغر" اصغر بوجہ خبر ہونے صرت کے منصوب چاہئے جو مجری کے مخالف ہے۔

(ص۶۸،شعر۱۱)"اکان حسین افضل الرسل کلھم...... اکان شفیع الانبیاء ومؤثر" مؤثر بوجہ معطوف ہونے شفیع کے کان کی خبر منصوب ہے۔

(ص۷۰،شعر۹)"الزعم ان رسولنا سید الوریٰ...... علی زعم شانئه توفی ابتر" ابتر بوجہ حال ہونے توفی کی ضمیر کے منصوب ہے۔آپ نے مرفوع بتایا ہے۔

(ص۷۸،شعر۸)"آاخیت ذلبا غایثا اوابالوفا...... اواخیت مدا اورأیت امرتسر" امرتسر بوجہ مفعول بہ یا حسب ترجمہ مصنف مفعول فیہ ہونے کے منصوب ہے۔نیز ہمزہ سے ثقل آتا ہے۔گرانا جائز نہیں چونکہ قطعی ہے۔

(ص۸۳،شعر۲)"وصبت علی رأس النبی مصیبة...... ودقوا علیه من السیوف المغفر" المغفر بوجہ مفعول بہ ہونے دقوا کے منصوب ہے۔آپ نے مرفوع بتایا ہے۔

(ص۸۴،شعر۷)"وکنت اذا خیرت للبحث والرغا...... سطوت علینا شاتما لتوقر" لتوقر بوجہ مقدر ہونے ان ناصبہ کے منصوب چاہئے جو مجری کے خلاف ہے۔

(ص۸۶،شعر۱)"ففکر بجھدک خمس عشرة لیلة...... ونادحینا اظفرا واصفر" اصفر بوجہ معطوف ہونے مفعول بہ کے منصوب ہے۔

(ص۸۷،شعر۶)"رمیت لا غتالن وما کنت رامیا...... ولکن رماہ الله ربی لیظھر" لیظھر بوجہ ان مقدرہ کے منصوب ہے۔

اقوا اور اصراف گو بعض شعراء کے کلاموں میں آئے ہیں۔ مگر ناقدین نے ان کو معیوب گنا ہے۔ چنانچہ عبارات کتب عروض اوپر گزر چکی ہیں۔

علاوہ اس کے مندرجہ ذیل اشعار میں سقم معنوی بھی ہے:

(ص ۴۸، شعر ۹) "لسل ایها القاری اخاک ابا الوفا...... لما یخدع الحمقیٰ وقد جاء منذر " عام مخاطب کو جس میں اپنی جماعت کے افراد ناقصہ اور کاملہ بھی داخل ہیں۔ ابوالوفاء کا بھائی یعنی مثیل بنایا ہے اور ابوالوفا کو خدع سے موصوف کیا ہے۔ حالانکہ ایها القاری بحیثیت عموم کے خدع سے موصوف نہیں ہو سکتا۔

(ص ۵۰، شعر ۸) "وان قضاء الله ما یخطی الفتی...... له خانیات لا یراها مفکر " لا یراها کا فاعل مفکر کو بنایا ہے۔ حالانکہ مفکر کا کام رویت نہیں بلکہ فکر ہے اور اگر افعال قلوب سے کہیں تو دوسرا مفعول ندارد ہے جو ضروری ہے۔

(ص ۵٦، شعر ۵) "ولو ان قومی السوی لطالب...... دعوة لیعطوا عین عقل وبصروا " وبصروا کا عطف دعوت پر مراد نہیں اور یعطوا پر صحیح نہیں۔

(ص ۷۴، شعر ۴) "ابا عابد الحسنین اباک والظنی...... ومالک تختار السعیر وتشعر " وتشعر دیر واو غلط ہے۔ کیونکہ مضارع حال ہو تو صرف ضمیر سے آتا ہے۔ کافیہ میں ہے۔ "والمضارع المثبت بالضمیر وحده " اور تختار پر عطف مراد نہیں۔ کما لا یخفیٰ!

(ص ۷۵، شعر ۱۱) "فقلت الک الویلات یا ارض جولرا...... لعنت بملعون فانت تدمر " انت ضمیر مؤنث مخاطب ہے اور تدمر صیغہ مذکر مخاطب ہے اور اگر تدمرین ہو تو نہ وزن درست رہے گا اور نہ قافیہ بے عیب۔ حقیقت میں یہ پیر صاحب گولڑوی (جن کی اس شعر میں ہجو کی گئی ہے) کی گویا کرامت ہے۔

(ص ۷۷، شعر ٦) "فیاتی من الله العلیم معلم...... ویهدی الیٰ اسرارها ویفسر " اسرارہا میں ضمیر مؤنث اللہ جل شانہ کی طرف پھیر دی ہے۔ (کیوں نہ ہو بازی، بازی بار یش بابا بازی)

(ص ۸۴، شعر ۴) "وان کان هذا الشرک فی الذین جائزا...... فبا لغو رسل الله فی الناس بعثر " یہ شعر بعینہ اور ہو بہو ص ۸۰ کا گیارھواں شعر ہے۔

(ص۸۷،شعر۸)''نری برکات نزلوها من السماء...... لنا کاللوا قح والکلام ینصنر''نزلوہا میں ضمیر فاعل کا مرجع پہلے مذکور نہیں۔

بتلایئے! جس چھوٹے سے قصیدے میں سرسری نظر سے اتنی غلطیاں لفظی اور معنوی ہوں وہ بھی اس قابل ہوسکتا ہے کہ اعجازیہ کا معزز لقب پاسکے اور اس کو بے مثل کہا جائے۔ہاں!اگر بے مثل کے یہ معنے ہیں کہ اس جیسا غلط کلام اور قصیدہ دنیا بھر میں کوئی نہیں تو ہمیں بھی مسلم ہے۔

مرزا قادیانی کے قصیدہ کا حال تو معلوم ہوچکا۔اب ان کے مقابلہ میں ایک قصیدہ سنئے جو قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے مرزا قادیانی کے جواب میں لکھا تھا۔واضح ہو کہ قاضی صاحب کو مرزا قادیانی نے اپنے قصیدے کے جواب کے لئے طلب فرمایا تھا۔ (ملاحظہ ہو اعجاز احمدی ص۸۶، خزائن ج۱۹ص۱۹۹)

(قصیدہ رائیہ یہاں سے حذف کررہے ہیں۔اس لئے کہ اسی کتاب میں دوسرے مقام پر وہ مکمل شامل ہے۔مرتب!)

مرزا قادیانی کی قصیدہ خوانی کا جواب تو ہولیا۔ہمیں افسوس ہے کہ حکیم صاحب نے بھی اس پیش گوئی کے متعلق بالکل معمولی معمولی باتوں میں وقت ضائع کیا ہے۔اصل بات کی طرف توجہ نہیں کی۔گو ان معمولی باتوں میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوئے۔اصل بات تو یہ ہے کہ قصیدہ اعجازیہ اس پیش گوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔کیونکہ یہ پیش گوئی بہت زیادہ وزن رکھتی ہے اور قصیدہ مذکورہ درصورت واقعی اعلیٰ ہونے کے بھی اس پیش گوئی کا مصداق نہیں۔کیونکہ اس قسم کی اعجاز نمائی مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی کے پہلے بھی حاصل تھی۔اس سوال کا جواب حکیم صاحب اور ان کی کمپنی نے نہیں دیا۔دیتے بھی کیا؟جو کام مشکل ہو وہ کون کرے؟حکیم صاحب تو اس مصیبت میں بزبان حال گویا یوں گویا ہیں۔

غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا

ناظرین!اس آسمانی نشان کے متعلق واقعات صحیحہ کو سامنے رکھیں اور مرزا قادیانی کے ''الفاظ طیبہ'' کو دیکھیں جو مکرر درج ذیل ہیں:''میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔جیسا مجھے سمجھا گیا۔'' (اشتہار مورخہ ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء ص۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۷۸)

پس ہمارا بھی اسی پر صاد ہے کہ درصورت دعا قبول نہ ہونے کے آپ کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ فاکتبنا مع الشاهدین! (منقول از کمالات مرزا،شمولہ احتساب ج۸ص۱۰۶تا۱۲۰)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

قصیدہ رائیہ

بجواب

قصیدہ مرزائیہ



پروفیسر حضرت مولانا قاضی ظفر الدینؒ

ترجمہ: حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ

وجناب پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمود الحسن عارف مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ رائیہ بمقابلہ قصیدہ مرزائیہ

ہفت روزہ اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۷ء کے شمارہ جات (۱۱رجنوری، ۱۸رجنوری، ۲۵رجنوری، یکم رفروری، ۱۵رفروری، ۲۲رفروری، ۸رمارچ) میں درج بالا اشعار اس قصیدہ کے موجود ہیں، یہ شمارے فوٹو کی صورت میں علی گڑھ اور گوجرانوالہ سے حاصل ہوئے تھے، اور کاغذ خستہ اور پرانا ہونے کی وجہ سے فوٹو بھی اچھی نہیں آئی، اس لئے اسے پڑھنا کارے دارد ہے۔ تاہم جیسا کچھ مجھ سے پڑھا جاسکا ہے، نقل کردیا ہے اور درخواست ہے کہ اگر کوئی صاحب علم اس کی تصحیح میں میری مدد فرمانا چاہیں تو رابطہ کئے جانے پر انتہائی ممنون ہوں گا اور بعد تصحیح اسے کسی دوسری جگہ نقل کردیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین آگاہ ہوں گے کہ مرزا قادیانی نے ایک رسالہ ''اعجازی احمدی'' لکھا تھا جس میں ایک قصیدہ عربی بھی تھا۔ اُس کا نام مرزا قادیانی نے ''قصیدہ اعجازیہ'' رکھا تھا۔ بایں زعم کہ اُس کے مقابلہ کا کسی سے بن نہیں سکے گا۔ خاکسار نے اُس قصیدہ کی کسی قدر اغلاط رسالہ ''الہامات مرزا'' میں لکھی ہیں جن کا جواب آج تک نہ مرزا قادیانی سے اور نہ اُن کے کسی حواری سے ہوسکا۔ جن احباب نے رسالہ مذکورہ نہ دیکھا ہو، ان کی اطلاع کے لئے قصیدہ مذکورہ کے دو تین شعر لکھے جاتے ہیں۔ مطلع قصیدہ کا یہ ہے:

أَیَا أَرْضَ مُدٍّ قَدْ دَفَاکَ مُدَمِّرٌ   وَأَرْدَاکَ ضِلِّیْلٌ وَأَغْرَاکَ مُوْغِرٌ

باوجودیکہ بحری اس کا رفع ہے۔ تاہم بہت سے اشعار ایسے بھی ہیں جن میں نہ نحو کا لحاظ ہے نہ عروض کا پاس۔ چنانچہ:

أَأَخْبَتَ ذِئْبًا عَائِقًا أَوْ أَبَا الْوَفَاءِ   أَوْ أَخْبَتَ مُدًّا أَوْ رَءَیْتَ أَمْرَتْسَرُ

اس شعر میں امرتسر۔ رء یت کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب چاہئے تھا۔ مگر قادیانی مسیح نے اپنی اعجاز سے اُسے مرفوع کردیا۔ اور سنئے!

وَلَمَّا اعْتَدَی الْأَمْرَتْسَرِیُّ بِمَکَائِدِهٖ   وَأَغْرَیْ عَلٰی صَحْبِیْ لِیَامًا وَّ کَفَرُوْا

اِس شعر کا ترجمہ ہی اس کی خوبی کا مظہر ہے جو حضرت نے خود ہی کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برانگیختہ کیا۔''

اِس ترجمہ میں یہ چالاکی کی ہے کہ نہ تو لماً کا اظہار ہوتا ہے نہ کفروا کا ترجمہ نکلتا ہے۔ اس کے علاوہ اِس شعر میں جو ما حرف شرط ہے اس کی جزاء دوسرے شعر میں نکلتی ہے جو یہ ہے ۔

فَقَالُوْا لِیُوْسُفَ مَا نَرَی الْخَبَرَ ھٰهُنَا وَلٰکِنَّهٗ مِنْ قَوْمِهٖ کَانَ یَحْذَرُ

لما کی جزاء پر ف کا آنا جائز نہیں۔ قرآن شریف میں لما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم غرض اسی قسم کی سینکڑوں لفظی اور معنوی غلطیوں سے یہ قصیدہ پُر تھا اس لئے کسی اہل علم نے اِس کے مقابلہ میں قصیدہ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے چونکہ مرزا قادیانی قادیانی کے بے جا غرور کو توڑنا تھا، اس لئے خدا نے قاضی ظفر الدین مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کو توجہ دلائی تو مرحوم نے ایک قصیدہ لکھا لیکن طبع ہونے تک نوبت نہ آئی تھی کہ مرحوم نے پیغام الٰہی کو لبیک کہا اور قصیدہ کہیں مسودہ جات کے انبار ہی میں پڑا رہا۔

آخر کار مرحوم کے اور میرے ایک شاگرد رشید مولوی محمد داؤد مولوی فاضل نے مجھ سے کہا کہ اِس قصیدہ کو چھپوا دیا جائے تا کہ مصنف کی محنت ضائع نہ ہو۔ میں نے خیال کیا کہ رسالہ کی صورت میں چھاپنے میں خرچ ہوگا اور اشاعت بھی کم ہوگی، اس لئے اخبار میں ایک کالم میں پورا کر دیا جاویگا۔ چنانچہ آج سے شروع کیا جاتا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ قصیدہ کے مصنف اور ساعی کے لئے دعاء خیر فرماوینگے۔ بہر حال قصیدہ مذکورہ یہ ہے۔ (ثناء اللہ امرتسری)

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی عُلُوْمٍ تُبَعْثَرُ قُلُوْبُنَا اَمَاتَتْهُ الْهَوٰی وَ تُذَکِّرُ

۱...... ٹھہرو! کہ ہم (اس شخص کے) علوم پر رولیں۔ جن کی یاد سے (جی متلاتے اور) دل مضطرب ہو جاتے ہیں اور اس شخص کو خواہشات نفسانیہ اور مباحثوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

تُذَکِّرُهَا عَوْدًا اِلَی الْبَدْءِ لِلْوَرٰی وَلِقْیَانُ ذَاتِ اللّٰهِ یَوْمَ تُبَعْثَرُ

۲...... تم یوم حشر کا ذکر بار بار کر کے ان علوم کو دہراتے ہو۔ حالانکہ اللہ سے ملاقات اس دن ہوگی جس دن قبریں اکھیڑی جائیں گی (اور مردوں کو قبروں سے نکالا جائے گا)

وَاَهْلُ لَهَا اَضْحَوْا رَمِیْمًا وَاَقْفَرَتْ مَنَازِلَ عِلْمِ الَّذِیْنَ مِنْهُمْ وَسَهِرُوْا

۳...... اور اہل علم تو وہ ہیں جن کی ہڈیاں (علم میں) کھوکھلی ہو گئیں اور اہل علم سے دین کی دانش گاہیں خالی ہو گئیں اور وہ ان مکانات کو چھوڑ کر چل بسے۔

مَعَ النَّیِّرِ اَخْلَاقًا حِسَانًا وَکُلُّهُمْ نُجُوْمٌ اَضَاءَتْ ثُمَّ غَابُوْا وَغَوَّرُوْا

۴...... لیکن خوبصورت اخلاق چھوڑ کر گئے اور وہ سب کے سب ایسے ستارے تھے کہ جنہوں نے ہر چیز کو چمکایا پھر چھپ گئے اور گہری نیند سو گئے۔

كَأَنِّي إِذَا مَا أَذْكُرُ الْمَهْدِيَّ وَالْهُدٰى ۔۔۔ أَشِيْمُ بُرُوْقًا قَدْ تَلُوْحُ وَ تَسْتُرُ

۵...... گویا کہ میں جب کبھی بھی ہدایت اور ہدایت یافتہ شخص کا تذکرہ کرتا ہوں تو ہدایت کی چمک اتنی بلند اور اونچی ہے جو کبھی نمودار ہوتی اور کبھی چھپ جاتی ہے۔

وَصَحْبِيْ قِيَامٌ فِيْ مَقَامِ نَصِيْحَةٍ ۔۔۔ يَقُوْلُوْنَ لَا تَحْزَنْ فَإِنَّكَ تُوْجَرُ

۶...... اور میرے رفقاء نصیحت کے مقام میں کھڑے ہو کر (مجھے تسلی دیتے ہوئے) کہتے ہیں۔غم مت کھا یقیناً تجھے اجر دیا جائے گا۔

وَإِنَّ شِفَائِيْ سُنَّةٌ نَبَوِيَّةٌ ۔۔۔ فَهَلْ مِنْ كَرِيْمٍ يَرْتَضِيْهَا وَيُؤْثِرُ

۷...... اور اس میں شک نہیں کہ میری شفاء تو سنت نبوی (ﷺ) میں ہے تو کیا کوئی ایسا شریف النفس ہے جو اسے اختیار کرے اور اس کی اتباع کرے۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ كَانَ يَوْمًا مُبَارَكًا ۔۔۔ وَلَا سِيَّمَا يَوْمٌ بِهِيٌّ مُنَوَّرُ

۸...... سنو! بسا اوقات ایک مبارک دن ایسا بھی آ جاتا ہے۔بالخصوص وہ خوشنما اور منور دن۔

لَهُمْ فِيْهِ نُصْحٌ لِلْبَرِيَّةِ وَالْوَرٰى ۔۔۔ بِعِذْكَارِ يَوْمٍ كُلُّنَا فِيْهِ يُحْشَرُ

۹...... جس میں جملہ عالم اور لوگوں کے لئے اس دن کی یاد میں خیر خواہی ہے جس دن ہم سب کو جمع کیا جائے گا۔(یعنی یوم حشر)

بِعِذْكَارِ يَوْمٍ لَيْسَ يَخْفٰى عَلَى الْوَرٰى ۔۔۔ بِهِ اللّٰهُ يُعْطِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَيُخْسِرُ

۱۰...... اس دن کی یاد لوگوں پر مخفی نہیں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ جسے چاہیں نوازیں گے اور جسے چاہیں محروم فرمائیں گے۔

بِهِ اللّٰهُ يُصْمِيْ مَنْ أَتٰى مُتَكَبِّرًا ۔۔۔ بِهِ اللّٰهُ يُوْهِيْ كَيْدَ مَنْ هُوَ يَفْخَرُ

۱۱...... اس دن اللہ تعالیٰ اس شخص پر سختی کریں گے اور اسے بہرا کر دیں گے جو متکبر ہو کر آئے گا اور اس دن جو شخص شیخی بگھیرتا ہوا آئے گا اس کی تدبیر کو لچر اور کمزور کر دیں گے۔

بِهِ اللّٰهُ يَقْضِيْ بَيْنَنَا كُلَّ أَمْرِنَا ۔۔۔ وَيَفْتَحُ مَهْمَا فَتْحُهُ مُتَعَسِّرُ

۱۲...... اس دن اللہ تعالیٰ ہمارے ہر معاملہ کا فیصلہ چکا دیں گے اور جس معاملے کا کھولنا دشوار ہوگا اسے کھول دیں گے۔

وَيَوْمَ عَفَرْنَا فِيْهِ لَيْلَ نُفُوْسِنَا ۔۔۔ إِلٰى كُلِّ مَا يَفْنِيْ وَمَا يَتَغَيَّرُ

۱۳...... اور جس دن ہمارے نفسوں کی شب بانجھ ہو جائے گی۔ ہر اس شئے کی طرح جو فانی اور تغیر پذیر ہے۔

وَمِلْنَا إِلٰى بَاقٍ وَّخَيْرِ ذُخَيْرَةٍ ۔۔۔ وَنَعْنِيْ رِضَاءَ اللّٰهِ فِيْمَا يُذْخَرُ

۱۴...... (اب) ہم اس عمل کی طرف راغب ہو گئے ہیں جو باقی رہنے والا اور عمدہ ذخیرہ بننے والا ہے، اور ہر اس عمل میں اللہ کی رضا کو مقصود بنالیں گے جس کا ذخیرہ بنایا جا سکتا ہے۔

فَاَوَّلُ مَا یَعْلُوْ بِہِ الْمَرْءُ فِی الْوَرٰی قُبُوْلُ لِمَا قَالَ لِاِلٰہُ الْمُکَبَّرُ

۱۵...... سب سے پہلا وہ کام جس سے آدمی بلند و برتر ہو جاتا ہے وہ اس اللہ کے حکم کو قبول کرنا ہے جو کہ عظیم الشان معبود ہے۔

وَتَسْلِیْمُ اَحْکَامٍ اَتَتْ فِیْ کِتَابِہٖ مُرَادِیْ بِہٖ ذَاکَ الْکِتَابُ الْمُنَوَّرُ

۱۶...... اور تمام ان احکام کو ماننا ہے جو اس کی کتاب میں مذکور ہیں۔ اس کتاب سے میری مراد روشن کتاب (قرآن مجید) ہے۔

مُرَادِیْ بِہٖ مَا قَدْ تَرَاہُ مُفَصَّلًا بِاَیْدِی الْکِرَامِ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَزُوْرُ

۱۷...... اس کتاب سے میری مراد وہی کتاب ہے جسے تو واضح طور پر دیکھتا ہے جو معزز مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور ہر مسلمان اس کی زیارت کرتا ہے۔

وَکَیْفَ یُرِیْدُوْنَ الْاُنَاسَ بِہٖ فَھُمْ سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ اَنْذَرُوْا اَمْ تَنَاذَرُوْا

۱۸...... اور اس کتاب کے ہوتے ہوئے لوگوں کو کیسے (گرفتار کرنا) چاہیں گے۔ لہٰذا ان کے لئے برابر ہے کہ وہ عہد و پیمان کریں یا اپنا بچاؤ کریں۔

فَمَنْ کَانَ مِنْھُمْ مُرْسَلًا کَانَ مُرْسَلًا اِلٰی نَفْسِہٖ اَوْغَیْرِہٖ ذَاکَ یَعْسُرُ

۱۹...... جو بھی ان میں رسول ہے تو وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔ اس کی اپنی طرف سے یا دوسروں کی طرف سے یہ بات مشکل ہے۔

وَذَاکَ لِاَنَّ الْغَیْرَ اَیْضًا کَمِثْلِہٖ فَمَنْ کَانَ مِنْھُمْ آمِرًا کَانَ یُؤْمَرُ

۲۰...... اور یہ اس وجہ سے کہ غیر بھی تو اسی کی طرح ہے۔ لہٰذا جو آمر (حکم چلانے والا) ہے تو وہ مأمور (حکم دیا ہوا) بھی ہے۔

وَمَامُوْرُھُمْ اَیْضًا کِتَابٌ وَآمِرٌ لِاَمْرِہٖ حَقًّا کَذٰلِکَ یُغْفَرُ

۲۱...... اور جس کا حکم دیا گیا ہے وہ کتاب (قرآن) ہے اور حکم دینے والے کا حکم برحق ہے۔ اس بات سے برگشتگی گمراہی ہے۔

وَاِعْشَارُ شَیْءٍ نَفْسَہٗ مِثْلَ مَامَضٰی عَسِیْرٌ مُحَالٌ مِثْلُہٗ لَا یَعَسَّرُ

۲۲...... اور کسی کا اپنے آپ کو لغزش میں ڈالنا جیسا کہ ابھی بیان ہوا بہت ہی دشوار اور ناممکن ہے، اس جیسا فعل آسان کام نہیں ہے۔

رَجَعْنَا اِلٰی مَا قَدْ اَتَیْنَاہُ اَوَّلًا   وَقُلْنَا اَرَدْنَا مِنْہُ مَا ھُوَ یُزْبَرُ

۲۳...... اب ہم اسی بات کی طرف آتے ہیں۔ جسے ہم نے پہلے بیان کیا اور ہماری مراد وہی کتاب ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

کِتَابٌ حَوٰی مَا یَتْبَعُہُ اُولُو النُّھٰی   مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمُ الَّذِیْ ھُوَ الْبَحْرُ

۲۴...... یعنی وہ کتاب جو ہدایت اور علم کے (ناپیدا کنار) سمندر پر مشتمل ہے اور ارباب عقل اس کی پیروی کرتے ہیں۔

فَلَوْلَاہُ کُنَّا فِی الضَّلَالِ کَغَیْرِنَا   وَذُقْنَا کَمَا ذَاقُوْہُ اَمْ ھُوَ اَکْثَرُ

۲۵...... اگر وہ کتاب نہ ہوتی تو غیر لوگوں کی طرح ہم بھی گمراہی میں ہوتے اور ہم بھی ان کی طرح گمراہی کا وبال چکھتے یا وہ غالب ہوتے۔

کِتَابٌ شِفَاءٌ لِلصُّدُوْرِ وَبَالُہٗ   مِنَ الْخَیْرِ وَالْفَضْلِ الَّذِیْ لَا یُغْمَرُ

۲۶...... وہ ایسی کتاب ہے جو سینوں کے (امراض) کے لئے شفاء (کا کام دیتی) ہے اور اس قدر خیر و فضل (ربانی) کو لئے ہوئے ہے۔ جس کی تہہ تک غوطہ نہیں لگایا جاسکتا۔

کِتَابٌ ھَدَانَا حُسْنَ اَخْلَاقِ رَبِّنَا   کِتَابٌ ھَدَاہُ خَیْرَکُمْ لَا یُزَنْغَرُ

۲۷...... وہ ایسی کتاب ہے جو ہمارے رب کے (عطاء کردہ) حسن اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ وہ ایسی کتاب ہے جس نے تمہاری خیر بتلائی اور بتلانے میں کوئی کمی باقی نہیں رکھی۔

کِتَابٌ ھَدَانَا اَنَّ فَجَّ رَسُوْلِہٖ   ھُوَ الْمَلِکُ الْاَبْھٰی الْسَّنِیُّ الْمَظْھَرُ

۲۸...... وہ ایسی کتاب ہے جس نے ہمیں بتلایا کہ اللہ کے رسول ہی (کی شریعت) کشادہ راستہ ہے، اور وہ خوبصورت چہرے والے بادشاہ ہیں جن کے مرتبہ کی بلندی ظاہر ہے۔

کِتَابٌ ھَدَانَا الْاِجْتِمَاعَ فَلَا تَرٰی   عَلَی الْحَقِّ مَنْ وَافٰی اِلَیْنَا یُبَحِّرُ

۲۹...... وہ ایسی کتاب ہے جس نے ہماری حق پر مجتمع رہنے کی رہنمائی کی۔ سو اب جو ہمارے پاس بحث و مباحثہ کے لئے آئے اسے ہم حق پر نہیں سمجھتے۔

یُفَرِّقُ شَمْلَ الْمُسْلِمِیْنَ بِقَوْلِہٖ   اَنَا الْمُقْتَدٰی الْجَرُّ الْاِمَامُ الْمُوَزَّرُ

۳۰...... جس نے اپنے ان الفاظ کے ساتھ مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کی اتحاد کو پارہ پارہ کیا اب میں ہی اقتداء کے لائق سب کو کھینچنے اور سب کا بوجھ اٹھانے والا امام ہوں۔

اَنَا الْحُجَّۃُ الْبَیْضَاءُ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ   اَغُوْصُ عَلٰی عِلْمٍ عَلِیْمٍ وَاَصْدِرُ

۳۱...... (کہتا ہے) میں ہی ہر لمحہ (بحیثیت) روشن دلیل (کام دیتا) ہوں اور میں اللہ کے علم

میں غوطہ لگاتا اور اس کی حقیقت ظاہر کرتا ہوں۔

بَدْرٌ بَهِيٌّ ذِيْ سَنَاءٍ فَلَا تَرٰی   مِثَالًا لَهٗ فِيْمَا يَرَوْنَ وَاَبْصَرُوْا

٣٢...... (کہتا ہے کہ میں) بلندی والا خوبصورت چودھویں کا چاند ہوں۔ پس تو نہیں دیکھے گا اس کے مثل جو انہوں نے دیکھا اور دکھایا۔

(مرزا قادیانی نے دعویٰ کرتے ہوئے کہا)

فَاِنِّيْ اَنَا الْمَوْعُوْدُ لِلنَّاسِ فِي الدُّنْيَا   مَسِيْحٌ وَمَهْدِيٌّ تَعَالَوْا فَتَنْظُرُوْا

٣٣...... بے شک دنیا میں لوگوں کے لئے میں ہی مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں۔ آؤ اور دیکھو تو سہی۔

عَلَى اللّٰهِ يَهْدِي الْاَنَاسَ عَلَى السَّوَاءِ   لَقَدْ مَاتَ عِيْسٰى فَانْظُرُوْا وَتَفَكَّرُوْا

٣٤...... اور وہ مسلسل اور برابر لوگوں کو اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہوگیا ہے۔ لہٰذا تم سوچو اور غور وفکر کرو۔

فَاَيُّ كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ هٰكَذَا   كَذَا قَوْلُ خَيْرِ النَّاسِ يَهْدِيْ فَفَكِّرُوْا

٣٥...... کتب سماویہ میں سے کون سی کتاب اس طرز پر ہدایت کی طرف بلاتی ہے؟ اور لوگوں میں سے سب سے بہتر ہستی (یعنی رسول اللہ ﷺ) کا قول (حدیث) بھی یہی بتلاتا ہے۔ تم سوچو تو سہی۔

وَلَسْتُ نَبِيًّا بِالْاَصَالَةِ لِلْوَرٰی   اَنَا الظِّلُّ لَا الْاَصْلُ الْاَصِيْلُ وَاَشْكُرُ

٣٦...... میں لوگوں کے لئے بالاصالۃ (حقیقی) نبی نہیں ہوں۔ ہاں، ہاں بالکل حقیقی نبی نہیں۔ بلکہ ظلی نبی ہوں۔ خدا کا شکر ہے۔

فَعُوْا وَاسْمَعُوْا مِنْ كَلَامِيْ فَاِنَّنِيْ   اُرِيْدُ جَوَابًا يَرْتَضِيْهِ مُبَصِّرُ

٣٧...... پس متوجہ ہوں اور میرا کلام سنو! کیونکہ میں ایسا جواب دیتا ہوں جسے ہر عقل مند (صاحب بصیرت) پسند کرتا ہے۔

لِاَنَّ مَاتَ عِيْسٰى فَالرُّجُوْعُ مُحَرَّمٌ   اِلٰى هٰذِهِ الدُّنْيَا لَدَيْهِ مُقَرَّرٌ

٣٨...... اس لئے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) تو فوت ہوگیا۔ اس کا دنیا میں واپس آنا حرام کردیا گیا ہے۔ یہ بات اللہ کے ہاں پختہ ہے۔

فَكَيْفَ يَقُوْلُ الْمَرْءُ اِنِّيْ خَلِيْفَةٌ   مَسِيْحٍ لَهٗ فِي الْقَادِيَانِ تَسَتُّرُ

٣٩...... یہ آدمی (مرزا کانا) کیسے دعویٰ رکھتا ہے کہ میں خلیفہ مسیح ہوں۔ جس نے اپنے آپ کو قادیان میں چھپا رکھا ہے۔

وَاِنْ كَانَ حَبًّا فَالْجَوَابُ مُيَسَّرٌ   وَسَهْلٌ عَلٰى مَنْ كَانَ يَخْشٰى وَيَحْذَرُ

۴۰...... اور اگر تو زندہ حضرت عیسیٰ ہے تو اس کا جواب حاضر ہے۔ پس جو شخص ڈرتا اور احتیاط کرتا ہے اس کے لئے اس جواب کا سمجھنا آسان ہے۔

بِاَنْ لَیْسَ ھٰذَا ذَاکَ وَقَطُّ بِلَا مِرًا فَکَیْفَ یَکُوْنُ الْعِزُّ حُرًّا یُوَقَّرُ

۴۱...... وہ یہ کہ یہ (مرزا ملعون) بلاشک اور بالکل مسیح نہیں ہو سکتا بلکہ شریف اور عزت والا بھی نہیں جس کی تعظیم کی جائے۔

وَاِنْ کَانَ دَعْوَاہُ بِاَنِّی مَثِیْلُہٗ فَمَا قَوْلُہٗ فَلَمَاتَ عِیْسٰی فَاَبْشِرُوْا

۴۲...... اور اگر اس کا دعویٰ ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں تو اس کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ غلط ہے تم خوش ہو جاؤ۔

لِاَنَّ مَثِیْلَ الْاَمْرِ لَا یَقْتَضِیْ وَلَا یُدَانِیْ لِاِعْدَامِ الْمُمَثَّلِ فَاحْذَرُوْا

۴۳...... اس لئے کہ کسی چیز کا مثیل ممثل نہ ہونے کی صورت میں نہ تو اس کا مقتضی ہو سکتا ہے اور نہ اس کے قریب۔ لہٰذا (ایسے جھوٹے مدعی سے) تم اپنا بچاؤ کرو۔

عَلٰی اَنَّ خَتْمَ الْاَنْبِیَاءِ یُقِیْمُنَا عَلٰی مَنْھَجٍ حَقٍّ سَوِیٍّ یُدَثِّرُ

۴۴...... علاوہ ازیں (یہ دعویٰ کیا کہ) اللہ تعالیٰ نے انبیاء (کی نبوت) کو ختم کرنا ہم پر قائم رکھا۔ یہ بات (اور دعویٰ) غلط اور بے کار ہے۔

اِذَا تَمَّ مِضْمَارُ النُّبُوَّۃِ فِی الْوَرٰی فَمَا قَوْلُ شِبْہٍ وَمَثَلٍ فَاَبْصِرُوْا

۴۵...... جب مخلوق میں نبوت کا دورانیہ مکمل ہو گیا تو پھر مثیل و شبیہ مسیح کا دعویٰ کیا؟ عقل سے تو کام لو۔

مَتٰی لَمْ یَکُنْ اَمْرٌ لِاَمْرٍ مُشَارِکًا فَمَاذَا وَمَا ذَاکَ انْظُرُوْا وَتَدَبَّرُوْا

۴۶...... جب ایک سلسلہ ختم ہو چکا تو اس میں شرکت کا دعویٰ کیا حیثیت رکھتا ہوگا؟ سوچو اور غور کرو۔

لِاَنَّ مَثِیْلَ الشَّیْءِ یَاْتِیْ مُشَارِکًا لَہٗ فِیْ اُمُوْرِ الذَّاتِ وَھُوَ مُقَرَّرُ

۴۷...... اس لئے کہ جو کسی شے کا مثیل ہوتا ہے وہ اس کے ذاتی امور میں شریک ہوتا ہے۔ یہ اصول پختہ اور ثابت شدہ ہے۔

عَلٰی اَنَّ ھٰذَا جَاءَ مِنْ حِصَصٍ لَہٗ وَذَاکَ لَہٗ نَوْعٌ کَذَالِکَ یُوْثَرُ

۴۸...... نیز یہ (مرزا قادیانی) بھی اس کے کمالات لے کر آیا ہے اور اسے بھی ایک خصوصیت حاصل ہے۔ لہٰذا اسے اختیار کیا جائے۔

وَلَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدَ حَضْرَتِہٖ وَلَا یَحُوْمُ عَلَی الْاِنْکَارِ اِلَّا مُغَلِّفُر

۴۹...... حالانکہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور کسی ختم نبوت پر تحفظات کا اظہار تو صرف

بدبخت ہی کرسکتا ہے
فَكَيْفَ يَقُوْلُ الْمَرْءُ اِنِّى مَسِيْحُكُمْ　　وَلَيْسَ شَرِيْكًا فِى النُّبُوَّةِ يُنْذِرُ
۵۰...... کیسے دعویٰ کرتا ہے آدمی (بدبخت قادیانی) کہ میں تمہارا مسیح ہوں۔ حالانکہ وہ نبوت میں بھی شریک نہیں جو (لوگوں کو) ڈرائے۔
فَاِنْ قَالَ اِنِّى ظِلُّهٗ لَا اَصْلُهٗ　　فَمَا الظِّلُّ اِلَّا ضِدُّهُ الْمُسْتَحْقَرُ
۵۱...... اگر وہ کہتا ہے کہ میں ظلی نبی ہوں، حقیقی نبی نہیں ہوں تو یاد رکھیں: کہ سایہ تو اصل کی ضد ہے۔ جسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔
فَهٰذَا هُوَ الْمَحْرُوْمُ مِنْ نُوْرِ شَمْسِهٖ　　وَذَاكَ مُضِيْءٌ نَيِّرٌ مُتَنَوِّرُ
۵۲...... یہ (بدبخت) تو (چمگادڑ) کی طرح آفتاب نبوت کی روشنی سے بھی محروم ہے۔ جو (آفتاب نبوت) سراپا نور ہے اور پورے عالم میں روشنی پھیلا رہا ہے۔
يُبَائِنُ هٰذَا ذَاكَ حَقًّا بِلَا مِرًا　　فَهٰذَا هُوَ الْعَرَضُ الَّذِىْ يُتَهَوَّرُ
۵۳...... یہ (بدبخت) آفتاب نبوت سے بلاشک وشبہ مختلف اور مبائن ہے (جو بالکل میل نہیں کھاتا) بلکہ یہ تو خام اور ردی سامان ہے جسے گرایا جاتا ہے۔
وَذَاكَ مَحَلٌّ قَائِمٌ بِاُصُوْلِهٖ　　بِنَاءٌ قَوِىٌّ اَمْرُهٗ لَا يُصَوَّرُ
۵۴...... اور وہ (آفتاب نبوت) تو ایسا مضبوط محل ہے جو اپنی پختہ بنیادوں پر قائم ہے۔ یعنی وہ ایسی مضبوط عمارت ہے جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔
فَاِنْ كَانَ هٰذَا مِثْلَهٗ اَوْ مَثِيْلَهٗ　　فَقُلْ كُلُّنَا الْاَمْثَالُ وَاَطَالَ مُخْبِرُ
۵۵...... اگر یہ (ملعون قادیانی) اس کا مثل یا اس کا مثیل ہے تو تم کہہ دو! کہ ہم سبھی مثل ہیں اور پہلو بہ پہلو ہونے کی تو مخبر صادق نے خبر دی ہے۔
فَقَالَ نَبِىُّ اللّٰهِ اِنِّى مِثْلُكُمْ　　وَلَيْسُوْا النَّبِيِّيْنَ الْكِرَامَ فَفَكِّرُوْا
۵۶...... سو اللہ کے نبی (ﷺ) نے فرمایا۔ بے شک میں تمہاری طرح ہوں۔ حالانکہ سبھی انسان معزز نبی نہیں بن گئے؟ کچھ تو سوچو!
لِاَنَّهُمْ مِثْلُ النَّبِىِّ لِكَوْنِهِمْ　　اُنَاسًا كَمَا كَانَ النَّبِىُّ فَحَرِّرُوْا
۵۷...... کیونکہ وہ سب انسان (بشریت میں) نبی کے مثل ہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی تو نبی (علیہ السلام) کی طرح بشر ہیں۔ لہٰذا جواب دو۔
فَمَا قَاسَ مَرْدُوْدٌ بِقَوْلٍ اَقُوْلُهٗ　　فَقَدْ قُلْتُ مَا فِيْهِ الْكِفَايَةُ فَاشْكُرُوْا

۵۸...... مردود (قادیانی) گفتگو میں کس قدر غلیظ تھا۔ جو میں اس کی گفتگو کو نقل کر رہا ہوں، سو اس کے متعلق ضروری اور کام کی بات کرتا ہوں۔ پس شکر بجالاؤ۔

وَلَیْسَ نَبِیٌّ خَصْمَنَا وَخَصِیْمَنَا ۔ بَلِ الْخَصْمُ ضِدٌّ لِلنَّبِیِّ مُقَرَّرُ

۵۹...... اور نبی نہ تو ہمارا فریق مخالف ہوتا ہے اور نہ ہم سے جھگڑتا ہے۔ بلکہ جھگڑا کرنا نبوت کے منافی ہے۔ یہ پختہ اصول ہے۔

بَرَاهِمَةُ الْهِنْدِ الَّذِیْنَ نَرَاهُمْ ۔ جِهَارِیْ یَرَوْنَ مَا یَرَاهُ وَ یَاْمُرُ

۶۰...... ہندوستان کے وہ برہمن جنہیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سٹ پٹا کر دیکھتے ہیں (اس چیز کو) جس کو (ان کا گرو) دیکھتا اور جس چیز کا حکم کرتا ہے۔

بِاَنَّ الْاُنَاسَ السَّاکِنِیْنَ عَلَی الْبَرِیِّ ۔ جَمِیْعًا صَحِیْفَاتٌ عَنِ الرَّبِّ تَذْکُرُ

۶۱...... اسطرح کہ روئے زمین پر رہنے والے تمام لوگ اپنے رب کا حکم ماننے کے لئے سطح مستوی کی طرح ہیں۔

فَلَیْسَ کِتَابٌ نَاطِقًا عَنْ حُقُوْقِهٖ ۔ وَکُلُّهُمْ فِی الْوَحْیِ یَسْوِیْ وَیُخْبَرُ

۶۲...... اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اس کے حقوق نہیں بتلاتی۔ (بلکہ) لوگوں میں سے ہر ایک اللہ کی وحی میں برابر ہے اور اس میں ایک کی جانچ اور امتحان ہے۔

وَلَیْسَ نَبِیٌّ خَاتِمًا لِنَبُوَّةٍ ۔ وَلَیْسَ کِتَابٌ نَازِلٌ جَاءَ یُنْذِرُ

۶۳...... اور (مرزا) نبوت کے لئے خاتم نہیں ہے اور اس پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی جسے لے کر ڈرانے والا بن کر آیا ہو۔

عَجِیْبٌ عَلٰی اَهْلِ الذَّکَاوَةِ وَالنُّهٰی ۔ اِذَا مَا دَرُوْا اَنَّ النُّبُوَّةَ تَعْسِرُ

۶۴...... تعجب ہے اہل ذہانت واہل عقل پر جب انہیں معلوم ہے اور ان پر کھل گیا ہے کہ اب نئی نبوت دشوار ہے۔

لِخَتْمِ النُّبُوَّاةِ الْبَهِیَّةِ عِنْدَمَا ۔ اَمَاتَ الْکَرِیْمَ حَیٌّ مَنْ جَاءَ یُنْذِرُ

۶۵...... اور کمالات ختم نبوت کی خوبصورتی اور رونق کو پامال کرتا ہے اور نئے نبی کے آنے سے شریف آدمی اور حیادار کی حیا کو موت ہے۔

تُوَجِّهُهُمْ نَحْوَ الْعَلَامَاتِ وَهِیَ لَا ۔ تُفِیْدُ اِذًا لِلْاَصْلِ کَانَ تَهَوُّرُ

۶۶...... علامات نبوت ان پر مشتبہ ہو گئیں اور وہ مشتبہ علامات حقیقی نبوت (ختم نبوت) کی عمارت کو منہدم کرنے والی ہیں۔

فَمَاذَا جَرَابُ الْقَوْمِ بَعْدَ رَسُوْلِنَا مَسَيْلَمَةُ الْكَذَّابِ اِذْجَاءَ يَاشُرُ

٦٧...... جب مسیلمۃ الکذاب نے ہمارے پیغمبر (حضور ﷺ) کی ختم نبوت کے بعد دعویٰ نبوت کیا تو مسلمانوں نے کس طرح نیزہ بازی کر کے اسے ٹھکانے لگایا۔

وَمَاذَا اتِّفَاقُ الْقَوْمِ بَعْدَ رَسُوْلِنَا عَلٰى اَنِ الْهَامَ الْوَرٰى لَا يُهْزَبَرُ

٦٨...... ہمارے پیغمبر (ﷺ) کے بعد مسلمانوں نے کیسا اتفاق کر لیا کہ اب مخلوق کے سر نہیں کاٹے جائیں گے۔ (کیونکہ ختم نبوت امت مسلمہ کا اعزاز ہے)

وَلَيْسَ بِبُرْهَانٍ عَلٰى مَنْ دَعَاهُ مِنْ كِرَامِ خَلِيْفَةَ الْكَرِيْمِ فَذَكِّرُوْا

٦٩...... معزز لوگوں میں جو اسے (مرزا قادیانی کو) خلیفہ یا شریف آدمی سمجھتا ہے ان کے پاس اس (دعویٰ) پر کوئی دلیل نہیں۔ لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ۔

وَلَيْسَ بِمُغْنِي مَنْ دَعَاهُ مَنَ النُّصُوْصِ بَلْ اَمْرُهُ اَمْرٌ عَجِيْبٌ فَيُهْجَرُ

٧٠...... اور نہ ہی نصوص قطعیہ اس کے دعویٰ (کاذب) پر کام آ سکتی ہیں۔ بلکہ اس کا عجیب حال ہے (کہ ہر وقت قلابازیاں کھاتا رہتا ہے) لہٰذا اسے یکسر ترک کر دیا جائے۔

عَجِيْبٌ عَلَيْنَا الْمُسْلِمِيْنَ اتِّبَاعُهُ وَلَوْ جَاءَ فِيْ اَثْوَابِ يَتَبَخْتَرُ

٧١...... تعجب ہے ہم مسلمانوں پر کہ (اس کے جھوٹا ثابت ہونے کے بعد) بھی اس کی اتباع کریں۔ اگرچہ وہ اپنے لباس میں اتراتا ہوا ناز و نخرے سے چل کر آئے۔

عَجِيْبٌ عَلَيْنَا بَعْدَ اِقْرَارِنَا بِمَا اَتَانَا بِهٖ ذَاكَ النَّبِيُّ الْمُطَهَّرُ

٧٢...... ہم پر تعجب ہے کہ پاک پیغمبر (ﷺ) کی شریعت جو آپ ہمارے پاس لے کر آئے اور آپ کی ختم نبوت کے اقرار کے بعد کہ ہم اس جھوٹے کی اتباع کریں۔

اَيُتْرَكُ ذَاكَ الْعَذْبُ سَاغَ حَلَالُهٗ بَدَالَ رَاٰهُ الْمَرْءُ كَالنَّهْرِ يَسْجُرُ

٧٣...... کیا اس میٹھے پانی کو چھوڑا جا سکتا ہے جس کا پینا حلال اور خوشگوار ہے۔ اس کا حال تو یہ ہے کہ مسلمان آدمی اسے موجیں مارتا ہوا دریا تصور کرتا ہے۔

تُلَوِّنَ فِيْ رِقْرَاقٍ وَكَانَ تُلَوِّنَ غُوْلٌ غِيْغُوْرٌ تَخْتَعِرُ

٧٤...... دھوکہ دہی کی چمک میں طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے۔ جیسا کہ شیطانوں، بھیڑیوں اور دھوکہ باز عورتوں کی جماعت طرح طرح کے رنگ بدل کر دھوکہ دیتی ہیں۔

سَمِعْنَا وَاَقْرَرْنَا بِاَنَّ ثَلَاثَةً مِنَ الْاَوْجُهِ الَّتِيْ تَلُوْحُ وَتَزْهَرُ

٧٥...... ہم نے سنا اور مان لیا کہ تین قسم کے چہرے ہیں جو چمکتے اور گلاب کے پھول کی طرح

بکھرے ہوئے ہیں۔

تَکُوْنُ بَرَاهِيْنًا لِمَنْ قَدْ اَتٰى بِهَا ۔۔۔ فَمَنْ لَّمْ يُسَلِّمْهَا يُعَابُ وَيُوْتَرُ

۷۶...... یہ تین چیزیں اس شخص کے لئے دلائل ہوں گی جو انہیں لے کر آیا ہے اور مخلوق میں سے جو کوئی ان کو نہیں مانے گا وہ معیوب سمجھا جائے گا اور وہ اکیلا ہو جائے گا۔

فَمِنْهُنَّ اِحْسَاسٌ سَلِيْمٌ وَبَعْدَهَا ۔۔۔ يَعُدُّوْنَ اَخْبَارًا بِصِدْقٍ يُخَبَّرُ

۷۷...... ان میں سے ایک احساس سلیم ہے اور اس کے بعد (دوسرے نمبر پر) خبر صادق کو شمار کیا جاتا ہے۔ وہ خبر صادق جس کے ذریعے مخلوق کو خبردار کیا جاتا ہے۔

وَثَالِثُهَا عَقْلٌ وَثُمَّ جَمِيْعُهَا ۔۔۔ وَلَيْسَ سِوَاهَا وَجْهَةٌ يُجْشَرُ

۷۸...... تیسری چیز عقل ہے۔ ان تین چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں جسے شمار کیا جائے اور جس کے لئے سفر کیا جائے۔

فَقَوْلُ اِلٰهِ الْخَلْقِ ثُمَّ نَبِيِّهٖ ۔۔۔ يَعُمُّهُمَا الْاَخْبَارُ بِالصِّدْقِ فَاشْكُرُوْا

۷۹...... پس مخلوق کے معبود کا فرمان اور اس کے (پیارے) نبی کا فرمان (یعنی قرآن وحدیث) دونوں کی خبریں بھرپور سچائی پر مشتمل ہیں سو تم شکر بجالاؤ۔

وَكَذٰلِكَ اَخْبَارُ الْاُنَاسِ كَثِيْرُهُمْ ۔۔۔ اِذَا اَخْبَرُوْنَا بِالتَّوَاتُرِ فَازْبُرُوْا

۸۰...... اور اسی طرح تمام لوگوں کو وہ خبریں جو ہمیں بطریق تواتر پہنچائیں تو تم بحفاظت لکھ لو اور دفاع کرو۔

يَضِلُّ بِهٖ مَنْ كَانَ فِيْهِ مُسَلَّكًا ۔۔۔ يَقُوْلُ اَلَا يَالَيْتَ قَوْمِيْ يَشْعُرُ

۸۱...... اس راستے میں وہ بھٹکایا جاتا ہے جو نحیف اور کمزور ہوتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے سنو! کاش کہ میری قوم سمجھ لے اور اسے پتہ چل جائے۔

بِاَنِّيْ فَضَلَّ ضَلَّ عَنْ مَسْلَكِيْ فَلَا ۔۔۔ مَسْلَكَ يَهْدِيْنِيْ الطَّرِيْقَ وَيُشْكَرُ

۸۲...... کہ میں تو بھٹک کر اپنے راستے سے علیحدہ ہو گیا۔ سو اب ایسا کوئی راستہ نہیں جو مجھے سیدھی راہ پر پہنچا دے اور اس کی قدر کی جائے۔

يُقَيِّدُهٗ طَوْرًا لَغْوُهٗ بِزِيَادَةٍ ۔۔۔ وَاُخْرٰى بِنَقْصٍ فَهُوَ هِمْيَانُ يَصْفِرُ

۸۳...... اس کی حد سے زیادہ بیہودہ گفتگو نے اسے بیڑیوں میں جکڑ کر دور پھینک دیا ہے اور دوسرا اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا آہستہ آہستہ نکلتا جا رہا ہے۔

يَفُوْرُ كَتَنُّوْرٍ مِرَارًا وَرُبَّمَا ۔۔۔ يَفُوْرُ كَخَاشٍ رَبَّهٗ يَتَضَوَّرُ

۸۴...... بار بار گرم تنور کی طرح جوش مارتا ہے اور بعض اوقات شیر کی طرح اپنے پنجوں کے بل چیتا ہے اور اپنے مالک پر حملہ کر کے اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اَلَمْ یَدْرِ اَنَّ الْاِطِّلَاعَ عَلَی الْمُغِیْبِ لَا یَنْفَعُ الْمَرْءَ الَّذِیْ لَا یَعْذِرُ

۸۵...... کیا اسے معلوم نہیں کہ غیب پر واقفیت اس آدمی کے لئے مفید نہیں جو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہونے والا نہ ہو۔

اِذَا کَانَ مِمَّا لَیْسَ یَعْثِرُهٗ عَلٰی مَشَارِعِ لِلشَّرْعِ الْجَدِیْدِ فَیُخْبِرُ

۸۶...... بالخصوص اگر وہ (اللہ تعالیٰ) شریعت جدیدہ کے گھاٹ پر کسی کو مطلع نہ کرنا چاہے تو وہ بتلا دیتا ہے۔ (اگر کوئی پھر بھی زبردستی اس اطلاع کا دعویٰ کرے تو رسوا ہو جاتا ہے)

وَذٰلِکَ مُخْتَصٌّ بِمُخْتَارِ ذِی الْعُلَا تَبَارَکَ وَیُعْطِیْ مَنْ یَّشَاءُ وَیَقْتُرُ

۸۷...... اور ان قوانین شرعیہ پر اطلاع دینا عالیشان اللہ تبارک وتعالیٰ کے انتخاب اور چناؤ کے ساتھ مختص ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا۔

وَاِلَّا فَدُخٌّ قَالَهٗ لِنَبِیِّنَا جِهَارًا فَلَمْ یُنْکِرْهُ اِلَّا الْمُعَلَّمُ

۸۸...... ورنہ ہمارے نبی (ﷺ) کے روبرو (ابن صیاد نے) درخ (دھواں) کا کلمہ کہا تھا اس کا انکار صرف ضدی ہی کر سکتا ہے۔

جِهَارًا بِلَاشَکٍّ وَحَرِیْبٍ وَرِیْبَةٍ بِمَحْضَرِ اَصْحَابٍ صَغِیْرٍ مُصَغَّرُ

۸۹...... ہاں بلاغیر کسی شک وشک اور جنگ وجدل کے صحابہؓ کی موجودگی میں آپ ﷺ کے روبرو چھوٹے بچے نے (لفظ درخ) کہا۔

وَلَیْسَ نَبِیًّا عِنْدَنَا بَلْ مُحَقَّرٌ صَبِیٌّ وَفِیْ اَمْرِهٖ لَا یُوَقَّرُ

۹۰...... اور وہ ہمارے نزدیک ہمارا نبی نہیں تھا بلکہ ایک بے قدر بچہ تھا اور اس کے کام میں کوئی سنجیدہ پن اور ٹھہراؤ بھی نہیں تھا۔

وَلَیْسَ وَلِیًّا قَائِمًا بِمَحَبَّتِهٖ لِاَمْرِ الْاِلٰهِ الْحَقِّ ذَاکَ الْجَوْکَرُ

۹۱...... اور وہ ولی بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ جو معبود حقیقی ہے کے امر کی وجہ سے اس کی محبت قائم ہو وہ تو خود شعبدہ باز اور گم کردہ راہ تھا۔

بَلْ شَکٌّ فِیْ اِسْلَامِهٖ وَوَفَاتِهٖ سِوَاهُ وَذَا یُرْوٰی وَیُوْعٰی وَیُوْثَرُ

۹۲...... بلکہ برابر طور پر اس کے اسلام لانے اور اس کی وفات میں شک چلا آ رہا ہے اور اس بات کو محفوظ بھی کیا جا رہا ہے اور نقل بھی۔

عَلٰی اِنَّ اَخْبَارًا بِرَیْبٍ یُرِیْبُهَا　　　　وَمَحْزُهُ الرِّیَابُ اَمْرٌ مُخْتَصَرٌ

۹۳...... علاوہ ازیں تہمت وشک کی روایات اتنی ہیں جنہوں نے اس (ابن صیاد) کا معاملہ مشکوک کر دیا اور اس کا ڈراوا حد سے بڑھ گیا گویا وہ دھوکے باز جیسا ہے۔

وَلَیْسَ مِنَ الْحَقِّ الْحَقِیْقِ لَدَی الْوَرٰی　　　　وَلَا مِثْلُهٗ یُجْنٰی وَیُوْعٰی وَیُؤْثَرُ

۹۴...... اور مخلوق کے ہاں فی الواقع اس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ لائق اعتبار سچ ہے اور نہ اس جیسی بات کو حاصل کیا جاتا ہے اور نہ محفوظ کر کے اسے نقل کیا جاتا ہے۔

وَدَعْوَی الْمَسِیْحِ الْقَادِیَانِیِّ اِنَّنِیْ　　　　اَقُوْلُ عَلٰی عِلْمٍ هَبَاءٌ تَخْتَعَرُ

۹۵...... اور مسیح قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت میں علم ودانش کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ ہوا میں اڑتی ہوئی دھوکے باز غبار ہے۔

فَقَدْ اَبْطَلُوْا دَعْوَاهُ مَنْ غَیْرِ رِیْبَةٍ　　　　مِرَارًا لَمْ یُنْكِرْهُ اِلَّا الْمُنْكِرُ

۹۶...... سو حضرات علماء کرام نے بلا کسی دغدغہ اور شک وشبہ کے بیسیوں مرتبہ اس کے دعویٰ کو باطل اور لچر کیا۔ اس حقیقت کا انکار سوائے منکر اور ضدی کے اور کوئی نہیں کرتا۔

عَجِبْتُ لِقَوْمِیْ كَیْفَ زَالَ عُقُوْلُهُمْ　　　　یَهُدُّوْنَ اَسًا اَمْرُهٗ لَا یَشْنُرُ

۹۷...... مجھے اپنی قوم پر تعجب ہے کہ ان کی عقلیں کیسے ختم ہو گئیں کہ وہ مجہول الحال غم ورنج میں ڈالنے والے فسادی آدمی کے راستہ پر چلنا چاہتے ہیں جس کا حال سنجیدہ نہیں ہے۔

اَلَمْ یَنْظُرُوْا اَنَّ الْفِرَاسَةَ حَقُّنَا　　　　اِذَا حَصَلَتْ فِیْنَا بِهٖ نَدَّخِرُ

۹۸...... کیا وہ سوچتے اور غور وفکر نہیں کرتے کہ فراست وذہانت تو ہمارا حصہ اور حق ہے جب وہ ہمارے اندر آتی ہے تو ہم ضرورت کے وقت تک کے لئے اس کو ذخیرہ کر لیتے ہیں۔

فَنُخْبِرُ طَوْرًا اَنَّ هٰذَا یَضُرُّنَا　　　　وَهٰذَا یُفِیْدُ الْقَوْمَ حَقًّا وَیَنْصُرُ

۹۹...... پس ہم حد سے زیادہ بتلاتے اور سمجھاتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور یہ حق اور سچ ہے جو قوم (مسلمانوں) کے لئے مفید ہے۔ لہٰذا اس کی مدد کی جائے۔

وَهٰذَا یَرُوْمُ الْعِلْمَ وَالدِّیْنَ وَالْهُدٰی　　　　وَهٰذَا الْمُشْمَخِرُّ الْغَرُوْرُ یُدَنِّقِرُ

۱۰۰...... اور یہ شخص علم اور دین اور ہدایت کی ترغیب دیتا اور اس کے حصول کی خواہش پیدا کرتا ہے اور یہ شخص متکبر بڑا دھوکے باز اور بے آب وگیاہ زمین کی طرح ہے (جو ہر قسم کے نفع پہنچانے سے خالی ہے)

وَهٰذَا یُقِیْمُ الْخَلْقَ عَنْ نَهْجِ الْعَمٰی　　　　وَهٰذَا یُزَكِّیْهِمْ وَهٰذَا یُطَهِّرُ

۱۰۱...... (اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ گویا) یہ شخص جہالت وگمراہی کی راہ سے مخلوق کو بچا کر سیدھی راہ

پر کھڑا کرتا ہے اور یہ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور یہ ان کو پاک وصاف کرتا ہے۔

وَھٰذَا یَدِیْمُ النَّظَرَ فِیْ طَلَبِ الْعُلٰی وَھٰذَاکَ یُغْوِیْ وَھٰذَا یُشَنْطِرُ

۱۰۲...... اور یہ شخص بلندیوں کے حصول میں ہمیشہ سوچتا رہتا ہے اور یہ گمراہ کرتا ہے اور یہ گالیاں بکتا اور بے آبرو کرتا ہے۔

وَھٰذَا الْعَلِیْلُ الْجِسْمُ یَرْتَادُ مَوْتَہٗ فَلَا یَعْدِلُوْنَ الْمَوْتَ فَھُوَ مُقَدَّرُ

۱۰۳...... اور یہ بیمار جسم ہے جسے اس کی موت ہلاکت کے گڑھے میں ڈالے گی تو موت ان کا مقدر ہے۔ موت سے بچ کر کہیں جانہیں سکتے۔

وَھٰذَا الزَّکِیُّ الطَّاھِرُ الْاَصْلُ قَدْ حَوٰی عُلُوْمًا فَیُرْضِی الْخَلْقَ وَھُوَ مُوَقَّرُ

۱۰۴...... اور یہ صاف ستھرا، پاکیزہ اور اصلی ہے جس نے کئی علوم محفوظ کر رکھے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو وہ خوش رکھتا ہے اور لوگوں کے ہاں وہ معزز ہے۔

عَلٰی اَنَّ اَحْوَالَ الْوَرٰی لَا یَعُدُّھَا خَبِیْرُ اُنَاسٍ بِالْحِسَابِ مُرَزَّرُ

۱۰۵...... علاوہ ازیں لوگوں کے احوال کو انسانوں میں سے بہت زیادہ خبر رکھنے والا اور حساب وکتاب میں بڑا ماہر بھی نہیں۔ گن سکتا اور نہ شمار کر سکتا ہے۔

وَلَا یَعْلَمُ الْاَحْوَالَ اِلَّا مَلِیْکُنَا خَبِیْرٌ بِقِطْمِیْرٍ وَمَا ھُوَ اَصْغَرُ

۱۰۶...... اور نہیں جانتا جملہ احوال کو مگر ہمارا مالک و بادشاہ جو کھجور کی گٹھلی کے باریک چھلکے اور جو اس سے بھی بہت چھوٹی چیز کی خبر رکھتا ہے۔

عَلِیْمٌ بِاَدْوَاءِ الْوَرٰی وَدَوَائِھِمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ یَکْفُرُ

۱۰۷...... جو لوگوں کی بیماریوں (کفر وشرک وغیرہ) اور ان کی دواؤں اور علاجوں کو بھی جانتا ہے۔ سو اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

فَمَکَّۃَ اَھْلَھَا وَسُکَّانُھَا بِھَا لَا دَرٰی بِمَا فِیْھَا شِعَابًا وَاَجْزُرُ

۱۰۸...... سو اہل مکہ اور اس کے باشندوں کو نیز اس (مکہ) میں رہنے والے بڑے قبیلوں اور خاندانوں اور خانہ بدوشوں سب کو وہ (علیم) بخوبی جانتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ جَعْفَرُ الْکِرَامِ وَقَدْ اَتٰی خَبِیْثٌ رَشِیْدًا بِالْمُغِیْبَاتِ یُخْبِرُ

۱۰۹...... کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک معزز آدمی جو کہ بہت سمجھدار ہے کے پاس (مرزے لعین جیسا) شیطان آ کر غیب کی (جھوٹی) خبریں دیتا ہے۔

وَاَخْبَرَ حِیْنًا اَنَّ یَوْمَ وَفَاتِہٖ قَرِیْبٌ بِلَا رَیْبٍ وَذَا سَوْفَ یُقْبَرُ

۱۱۰...... اور وہ شیطان بد باطن کبھی تو یہ خبر دیتا ہے کہ فلاں کی وفات کا دن بلاشبہ قریب ہے اور فلاں عنقریب قبر میں دفنایا جائے گا۔

فَاَخْبَرْتُهُمْ هٰذَا وَضَاقَ صُدُوْرُهُمْ وَقَامُوْا عَلٰى نَحْرٍ يَخَافُ وَيَحْذَرُ

۱۱۱...... تو میں ان (مسلمانوں اور سمجھداروں) کو اس شیطان کا فریب بتلاتا ہوں اور ان کا حال یہ ہے کہ ان کے سینے تنگ ہونے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ دہکتی اور گرم آگ پہ کھڑے ہیں جس سے ڈرا اور بچا جائے۔

عَلَاهُ بِسَيْفٍ ثُمَّ قَالَ اَيَا الْفَتٰى كَمِ الْعُمْرُ بَاقٍ وَهُوَ خَزْيَانُ يَنْظُرُ

۱۱۲...... اس پر تلوار اٹھا کر پوچھتا ہے کہ اے نوجوان بتا؟ کتنی عمر باقی ہے اور وہ کھسیانا ہو کر دیکھتا رہتا ہے۔

فَقَالَ لَعُمْرِىْ مُدَّتِىْ لَمَدِيْدَةٌ فَاَحْمَاهُ ذَاكَ وَالْحُرُّ ذَاكَ وَالْغَضَنْفَرُ

۱۱۳...... اور کہتا ہے کہ میری زندگی کی مدت بہت لمبی ہے۔ پس حفاظت میں لے رکھا ہے۔ اسے فلاں جواں مرد اور شیر جری نے۔

فَسَرَّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِفِعْلِهٖ وَزَالَ هُمُوْمٌ قَدْ اَتَتْ تَعَكَّدُرُ

۱۱۴...... امیر المؤمنین (حضرت ابوبکر صدیقؓ) نے اپنے مبارک فعل سے تفسیر (آیت) کردی اور جن افکار و خیالات میں گدلا پن اور میلا پن آ گیا تھا وہ صاف اور زائل ہو گیا۔

دَرٰى اَنَّ مَرْدًا عَاجِزًا كَيْفَ يَدَّعِىْ بِاَخْبَارِ اَمْرٍ دَائِمًا عَنْهُ يُحْذَرُ

۱۱۵...... وہ جانتے تھے کہ خطا کار عاجز نے ایسی (جھوٹی) چیز کا دعویٰ کیسے کر دیا۔ جس سے دائمی طور پر بچنا چاہئے۔

فَاِنَّ حَيَاتَنَا وَمَوْتَ جَمِيْعِنَا بِاَمْرِ اِلٰهِ الْخَلْقِ حَقًّا مُقَدَّرُ

۱۱۶...... اس لئے ہم سب کی زندگی اور موت تو مخلوق کے معبود (اللہ تعالیٰ) کے حکم کے ساتھ قائم، حق اور سچ اور ایک وقت مقرر کے ساتھ ہے۔

فَنَحْنُ عَلٰى جَهْلٍ بِمِقْدَارِ حَظِّنَا عَنِ الْعُمْرِ فِىْ دَارِ الْفَنَاءِ نَعْذُرُ

۱۱۷...... ہم اس فانی گھر کی زندگی سے متعلق اپنے نصیب اور قسمت سے جاہل ہیں۔ لہٰذا (اس سلسلہ) میں کسی بھی دعویٰ سے ہم معذور ہیں۔

اَصَاحَ تَرٰى نُوْرًا مُزِيْلًا عَنِ الْعَمٰى مُضِيْئًا مُبِيْرًا نَيِّرًا يَتَنَوَّرُ

۱۱۸...... اس نے زوردار آواز سے کہا کہ تو ایسی روشنی دیکھتا ہے جو اندھے پن (ضلالت کے اندھیرے) کو ختم کرنے والی ہے اور وہ بہت روشن اور چمکانے والا چاند (حضور ﷺ) ہے جس

سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

عَنِ الْاَحْرُفِ اللَّاتِی حَوَاهَا تَلَالُؤ نُجُوْمٌ اَضَاءَتْ لَاتَغُوْرُ وَتَزْهَرُ

۱۱۹...... اس کے اطراف میں چمکتے ہوئے اور روشن ستارے (یعنی صحابہؓ) ہیں جو ان اطراف میں جمع اور سمٹے رہتے ہیں جو اطراف میں روشنی پھیلاتے ہیں۔ وہ ستارے چھپتے اور غروب نہیں ہوتے۔ بلکہ جگمگاتے رہتے ہیں۔

تُضِیْ طَرِیْقًا مُسْتَقِیْمًا مَسْلَكًا اِلٰی اَنْ دَعْوَاهُ هَبَاءٌ تَخْتَعِرُ

۱۲۰...... وہ ستارے سیدھی راہ کو جو چلنے کے لائق ہے (اس وقت تک) روشن رکھیں گے یہاں تک کہ اس (دجال قادیان) کا دعویٰ اڑتی ہوئی غبار بن جائے۔

وَمَا يَدَّعِیْ مِنْ كَوْنِ عِيْسٰی مَيِّتًا بِعَجْدِيْدِهٖ هٰذَا انْتِحَالٌ مَفَرَّرٌ

۱۲۱...... اور اس (مرزا قادیانی) نے جو دعویٰ کیا کہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور میں مجدد اسلام ہوکر آیا ہوں یہ جھوٹ اور جھوٹے مذہب کی طرف جانا ہے ترک کر دینے کے قابل لائق ہے۔

فَاِنَ الْاَمِيْرَ السَّيِّدَ الْهِنْدِیَّ نَبِیٌّ لَهُمْ بِنَاءً رَفِيْعًا قَوْلُهٗ ذَاكَ اَشْهَرُ

۱۲۲...... اس لئے کہ ہندوستانی امیر اور سردار نے ان کے لئے اونچی عمارت بنائی یہ اس کا مشہور قول ہے۔

وَمَا مَاتَ اِلَّا مِنْ سِنِيْنَ قَلَائِلُ وَعَاشَ طَوِيْلًا اَمْرُهٗ لَا يُعَسَّرُ

۱۲۳...... اور تھوڑے سال ہوئے ہیں کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) فوت ہوگیا ہے اور یہ (مرزا دجال) طویل زمانہ زندہ رہے گا۔ اس کا حال کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہوگا۔

عَلٰی اَنَّهٗ لَمَّا تَلَالَاءَ لِلْوَرٰی بِاٰيَاتِ صِدْقٍ اَنَّ عِيْسَاهُ يُقْبَرُ

۱۲۴...... علاوہ ازیں یہ دعویٰ کیا کہ جب لوگوں کے لئے سچائی کے نشانات کے ساتھ میں روشن ہوگیا ہوں (تو تم کس کا انتظار کر رہے ہو) حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام تو مدفون ہو چکا ہے۔

فَمَا النَّفْعُ فِیْ اِثْبَاتِ قَبْرٍ ثَوٰی بِهٖ وَلَتَصْوِيْرِهِ الظِّلِّیْ لِلنَّاسِ فَانْظُرُوْا

۱۲۵...... لوگوں کے لئے ایسی قبر ثابت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں حضرت عیسیٰ کے مدفون ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور نہ ہی اس کی عکسی تصویر کا (کوئی فائدہ ہے) کچھ تو سوچو۔

بِاَخْبَارِ مَنْ يُزْرِیْ عَلَيْهِ بِلَا مُرَاءٍ اَحَادِيْثُ جَاءَتْ مِنْ عِرَاقٍ تُؤَثِّرُ

۱۲۶...... اور اس (ہستی) کے متعلق اخبار (باتیں) دیکھو جس کی بلاشبہ مخالفت کی جارہی ہے اور وہ منقول احادیث دیکھیں جن میں ان کے انوکھے کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔

نَعَمْ قَوْلُهٗ مِنْ بَعْدِ ذَالِكَ اِنَّنِیْ مَسِيْحٌ جَدِيْدٌ بَعْدَ مَا صَارَ يُقْبَرُ

۱۲۷...... جی ہاں! اس کے بعد پھر بھی اس (دجال قادیان) کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے مدفون ہونے کے بعد میں نیا مسیح ہوں۔

نَعَمْ قَوْلُهُ اَنَّ التَّصَاوِيْرَ لِلْوَرٰى اُبِيْحَتْ جَدِيْدَ لَيْسَ فِيْهَا يُحْذَرُ

۱۲۸...... ہاں! اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مخلوق کے لئے تصاویر بنوانا نئی شریعت میں مباح قرار دی گئی ہیں۔ ان (کے بنوانے) میں کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے۔

عَلٰى اَنَّ تَصْوِيْرَ الْجَلِيْلِ مَقَامُهُ يُزَارُ وَلَا يَرْعَاهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُ

۱۲۹...... علاوہ ازیں یہ دعویٰ ہے کہ کسی عظمت والے بزرگ کی تصویر اس کے قائم مقام ہوتی ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کی محافظت صرف پاک آدمی ہی کر سکتا ہے۔

نَعَمْ قَوْلُهُ لَا تَقْتَدُوْا اَحَدًا سِوَا اُنَاسٍ حَوَاهُمْ فَضْلُهُ الْمُتَكَبِّرُ

۱۳۰...... ہاں! اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ عالیشان کا فضل مشتمل ہے کسی کے پیچھے مت چلو۔

جَدِيْدٌ فَلَيْسُوْا مُقْتَدِيْنَ سِوَاهُمْ فَمَا بَالُهُمْ خَانُوْا وَجَالُوْا وَخَسِرُوْا

۱۳۱...... سیدھے راستے سے کٹے ہوئے ہیں۔ سو نہیں پیروی کرتے ان کے علاوہ کی، تو کیا ہوا ان کا جنہوں نے خیانت کی اور شکست خوردہ ہوئے اور نقصان اٹھایا۔

فَمَنْ يَعْتَرِثْ مِنْهُمْ مُقِيْمًا بِاَجْرِهٖ يُصَلِّيْ اِذَا مَا النَّاسُ اَدَّوْا وَيَحْتَرُوْا

۱۳۲...... جو آدمی ان میں سے اپنے اجر کو قائم رکھتے ہوئے مضبوط رہے گا تو اس وقت نماز پڑھے گا جب لوگ ادا کریں گے اور بکھر جائیں گے۔

وَاِلَّا فَيَعْرُوْهُ مَلَالٌ فَيَبْتَغِيْ مَذَاهِبَ لِمَغْشَاهَا وَسَيَنْخِرُ

۱۳۳...... ورنہ اسے بے چینی لاحق ہوگی اور اس کے چھپانے کے راستے ڈھونڈے گا اور خراٹے کی نیند سوئے گا۔

يَعْلِكُ طَوْرًا بِالسِّوَاكِ وَتَارَةً بِذَاكَ الْاَعْضَاءُ تُضِيْءُ وَتَزْهَرُ

۱۳۴...... حد سے زیادہ کبھی مسواک چباتا ہے اور کبھی اس کی برکت سے اعضاء روشن ہو جاتے اور چمکنے لگ جاتے ہیں۔

يَقُوْلُ تَرَكْتُ الْاَمْرَ وَهُوَ مُحَتَّمٌ عَلَيَّ فَرَبِّيْ بِالْجَمَاعَةِ يَاْمُرُ

۱۳۵...... کہتا ہے میں نے فرض کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ مجھ پر ضروری تھا۔ سو میرا رب جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وَلٰکِنَّنِیْ لَاعَیْبَ فِیْ تَرْکِهَا		بِاَمْرِ مَسِیْحِ الْقَادِیَانِ وَحَذَرْ

۱۳۶...... اور لیکن میرے لئے قادیان کے مسیح کے حکم کی وجہ سے اور اپنے بچاؤ کی وجہ سے ترک جماعت میں کوئی عیب نہیں۔

یَمُنُّ اِلٰهُ الْخَلْقِ طُرًّا بِاَنَّهٗ		یُؤَلِّفُ بَیْنَنَا وَذَاکَ مُقَرَّرْ

۱۳۷...... مخلوق کا معبود اکٹھا کر کے احسان فرماتا ہے۔ اس طرح کہ ہمارے درمیان الفت پیدا کرتا ہے اور (انسانوں کے آپس میں تعلق کا) یہ اصول پختہ ہے۔

وَهٰذَا یُفَرِّقُ الْجَمِیْعَ بِقَوْلِهٖ		وَفِعْلٌ لَهٗ حَتّٰی یَخَافُ وَیَحْذَرْ

۱۳۸...... اور اس (بدبخت مرزا قادیانی) نے اپنے دعویٰ کے ساتھ سب میں تفریق کر دی اور اس دعویٰ کے لئے جو کارنامے انجام دیئے ان سے ڈرنا اور بچنا چاہئے۔

فَکَیْفَ یَهْجُرُ الْمَرْءُ مَا یَقْتَدِیْ بِهٖ		بِغَیْرِ تُقَاةٍ وَهُوَ اَمْرٌ مُحَقَّرْ

۱۳۹...... آدمی جس چیز کی پیروی کرتا ہے بالقصد چھوڑنے کا ارادہ کئے بغیر اسے کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ یہ حقیر عمل ہے۔

هٰذَا هُوَالْاَمْرُ الَّذِیْ یَبْتَغِیْهِ مَنْ		یَقْبَلُهٗ فِیْمَا یَقُوْلُ وَیُزَوِّرْ

۱۴۰...... یہی وہ چیز ہے جس کو وہ آدمی ڈھونڈتا اور طلب کرتا ہے جو اس کو اس کے دعویٰ اور اس کے جھوٹ سمیت قبول کرنا چاہتا ہے۔

لِیَصُدَّ عَنِ الْجَمْعِ الْجَمِیْعِ وَنَفْسَهٗ		یَصُدُّ فَمَنْ یَحْمِیْ وَمَنْ هُوَ یَفِرْ

۱۴۱...... اس لئے کہ وہ چیز تمام انسانوں کو اکٹھا ہونے سے روک دے اور خود (مرزا قادیانی) بھی روکنا چاہتا ہے۔ سو کون بچ سکتا ہے اور کون بھاگ سکتا ہے؟

نَعَمْ جِدٌّ مِّنْهُ اَنَّهُمْ یُجْزُوْنَهٗ		بِاَسْمَاءِ اَوْلَادٍ لَّهُمْ ثُمَّ یَاْمُرْ

۱۴۲...... جی ہاں! اس کی طرف سے اس بات کا اہتمام ہوگا کہ انہیں (قادیانیوں کو) ان کی اولاد کا نام لے کر بدلہ دیا جائے گا پھر ان کو۔

لَهُمْ بِاِزْدِوَاجٍ اَوْ فِرَاقٍ فَکُلُّهُمْ		اَسِیْرٌ لَدَیْهِ اَمْرُهٗ لَا یُغَیَّرْ

۱۴۳...... ملانے یا علیحدہ کرنے کا حکم دے گا۔ سو سب کے سب اس کے سامنے قیدی ہوں گے۔ اس کا حکم یہ بدلے گا نہیں۔

سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ قَطْعُ رَحْمٍ وَّوَصْلُهَا		اِذَا مَا اَتَاهُمْ مَا یَرَاهُ وَیُوْثَرْ

۱۴۴...... ان پر برابر ہوگا قطع رحمی کرنا اور صلہ رحمی کرنا جب ان پر وہ (عذاب) آئے گا جسے دیکھے

گا اور جسے (قرآن و حدیث میں) ذکر کیا جاتا ہے۔

نَعَمْ جَلَّ مِنْهُ أَنَّهُمْ يَخْبِرُونَهُ بِإِيرَادِ لَفْظِ الْأَحْمَدِيِّ فَمَاشُرْ

۱۴۵...... ہاں اس (اللہ) کی طرف سے اس بات کا بھی اہتمام ہوگا کہ انہیں (اپنے ساتھ) "احمدی لفظ" لانے کی سزا دی جائے گی۔ پھر (سب پر) آشکارا ہو جائے گا (کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں)

لِعَرْكِهِمْ مُخْتَارَ صِدْقٍ ذِي الْعُلَاءِ وَسَمَّاكُمْ عَمَّا ذَكَرْتُ يُذَكِّرُ

۱۴٦...... جنہوں نے اللہ عالیشان کے سچے برگزیدہ پیغمبر کو چھوڑ دیا اور تمہارا وہی نام رکھا اور یاد کرتا رہا جو میں نے بتلایا۔

نَعَمْ جَلَّ مِنْهُ أَنَّهُمْ يَجْتَنِبُونَهُ إِذَا مَادَنَا يَوْمٌ عَصِيبٌ مُشْنَزِرُ

۱۴۷...... ہاں، ہاں اس (اللہ) کی طرف سے اس حقیقت کا بھی اہتمام ہے کہ وہ اس سے امید وبیم کی حالت میں ہوں گے۔ اس وقت جب سخت دن قریب ہوگا جس کی سختی بہت زیادہ ہوگی۔

وَيَأْتُوهُ مَنْ يَأْتِيهِ غَمًّا مُشْعِرًا وَمُسْتَنْجِدًا فِيمَا وَهَاهُ مُحَذَّرُ

۱۴۸...... اور آئیں گے اس کے پاس تو یاد رکھیں! جو اس کے پاس آئے گا وہ غمگین تیز رفتار اور اپنی گھبراہٹ میں مدد مانگتا ہوا آئے گا۔ جس سے بچنا چاہیے۔

يُشَمِّجُرُ كَالرَّسِيمَانِ ضَلَّ سَبِيلَهُ إِلَيْهِ وَيُهْدِيهِ فَيَنْثَنِي وَيَخْبُرُ

۱۴۹...... اور خوفزدہ ہو کر دوڑے گا۔ جیسے بھٹکا ہوا اونٹ راستہ بھول جاتا ہے پھر اسے راہ بھاتا ہے اور وہ صحیح راستے کی خبر پا کر اس طرف چل پڑتا ہے۔

نَعَمْ جَلَّ مِنْهُ أَنَّهُمْ يَجْتَنِبُونَهُ فَيَأْتُونَهُ وَالشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُذَكَّرُ

۱۵۰...... جی ہاں! یہ بھی اس کی طرف سے بتلایا ہوا سچ اور حقیقت ہے کہ وہ اس سے دور ہوتے ہیں۔ سو اب اس کے پاس آئیں گے۔ اور ضابطہ ہے کہ ایک چیز کو دیکھنے سے کبھی کبھی (اس سے متعلق) دوسری چیز وہ آتی ہے۔

فَمَنْ لَمْ يُودِ الْمَالَ وَهُوَ مُحَتَّمٌ عَلَيْهِ فَذَا يُقْلِي وَيَشْنَا وَيَهْجُرُ

۱۵۱...... جو شخص مال کا حق ادا نہیں کرتا حالانکہ اس پر (ادائیگی) فرض اور ضروری ہے تو وہ نفرت کرتا ہے اور دشمنی رکھتا ہے اور قطع رحمی کرتا ہے۔

وَلَوْلَمْ أَخَفْ رَبِّي تَعَالَى وَشَتُونَهُ وَأَكْرَمَ مَنْ يَهْدِي الْوَرَى وَيُذَكِّرُ

۱۵۲...... اور اگر مجھے اپنے رب کا ڈر نہ ہوتا جس کے امور اور احوال عالیشان ہیں اس طرح کہ جو مخلوق کی رہبری اور انہیں وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے۔ اسے عزت سے نوازتا ہے۔

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

وقال بعض المتنبئين



پروفیسر حضرت مولانا اصغر علی روحیؒ

([illegible])

ترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمود الحسن عارف مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقال فی بعض المتنبئین

تسیر الیٰ ربع الحبیب الزوامل　　فیالک شوقاً ھیجتہ المنازل

ا...... میری محبوبہ کے مکان کی طرف مجھے سواریاں لئے جا رہی ہیں۔ اے محبوبہ سے ملنے کا شوق! جسے راستے کی منزلوں نے اور زیادہ بھڑکا دیا ہے۔

منازل سلمیٰ لا تکاد تریٰ بھا　　انیسا یراعیھا فماذا تحاول

۲...... (تیری محبوبہ) سلمٰی کے گھر کے اجڑے ہوئے نشانات ہیں۔ کسی ایسے انسان کو دیکھنا، جوان کا خیال رکھتا یا اس کی حفاظت کرتا ہو۔ ممکن نہیں، پس تو وہاں کس لئے جا رہا ہے؟

منازل من لو کان حبی یھزہ　　الیّ لکان الطیف منہ یواصل

۳...... یہ اس ہستی کے مکانات ہیں، اگر میری محبت اسے میری طرف حرکت نہ دیتی تو دل میں آنے والا خیال اس سے ملا دیتا۔

بفرقتنا نادی الغراب فبینھا　　نروح ونغدوا والدیار او اھل

۴...... ہماری جدائی کے متعلق کوا بول پڑا،...... اس حالت میں کہ ہم شام اور صبح کو چلتے ہیں اور ہمارے گھر واہمہ کی مانند ہوتے ہیں۔

اذا بصروف الدھر ھبت ریاحھا　　فایدی السبا کانت اقل تماثل

۵...... جب زمانے کی گردشوں کی ہوائیں چل پڑیں،...... تو ''سبا کی ہلاکتوں'' کی مثالیں بہت کم ہو گئیں۔

فدع ذکر سلمیٰ ان سلمیٰ لخدعۃ　　اذا ھی قد بانت وشطت مراحل

۶...... (اے شاعر) تو سلمٰی کا تذکرہ چھوڑ، سلمٰی تو محض ایک فریب ہے...... اس لئے کہ وہ کب کی جدا ہو گئی اور اس کے مکان بہت دور رہ گئے ہیں۔

یذکرنی خیر القرون خصالھم　　کریح الخزامیٰ طیبتھا الاصائل

۷...... مجھے ان کی عادتیں خیر القرون کی یاد دلاتی ہیں۔ جیسے ''خزامی'' نامی پودے کی خوشبو، جسے غروب آفتاب کے وقت نے زیادہ عمدہ بنا دیا ہو۔

وکانت ربوع الدین مخضلۃ الثریٰ　　فھذی مغانیہ وھذی المواحل

۸...... اور ''دین'' کی چار دیواریاں...... بڑی پرنم تھیں،...... پس یہی اس کے لازمی حصے ہیں

اور یہی اس کی کیچڑ والی جگہیں ہیں۔

تعاقبنا الاحداث تهری عظامنا فلا نستطیع الذب عنا نقاتل

۹...... ہماری ہڈیوں کو کمزور کرنے کے لئے زمانے کے حوادث مسلسل آتے رہے، ہم انہیں خود سے لڑائی کے ذریعہ دور نہیں کر سکتے۔

لحا الله حدثان الزمان وریبه نخاف الردی من کل خطب ینازل

۱۰...... اللہ تعالیٰ زمانے کے حوادث اور اس کے شکوک وشبہات کو ہلاک کرے۔ ہم اپنے اوپر طاری ہونے والے ہر معاملے سے ہلاکت کا خوف رکھتے ہیں۔

هبطنا ورب البیت حتی انتهیٰ بنا صغار الیٰ ما لا یجاوز سافل

۱۱...... ہم تنزل کا شکار ہو گئے اور "بیت اللہ" کے رب کی قسم، ہم اتنا نیچے گر گئے کہ کوئی نیچے والی چیز، ہم سے نیچے ہونے میں تجاوز نہیں کر سکتی۔

لقد ساء نی ما قد تضعضع من علا ونحن کموتیٰ غیبتهم جنادل

۱۲...... مجھے وہ بات بہت بری لگی کہ جس نے ہمیں بلندی سے گرا دیا، اور ہم ان مردوں کی طرح ہو گئے ہیں جنہیں بڑی بڑی چٹانیں غائب کر دیتی ہیں۔

تریٰ خیل اقوام تسابق غایة ولکن جیاد المسلمین جوافل

۱۳...... تو دیکھتا ہے کہ قوموں کے گھوڑے، منزل تک پہنچنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے گھوڑے بدک رہے ہیں۔

یباهون فی النادی اذا ما تآلفوا الا ثکلتهم بالبغاء الثواکل

۱۴...... وہ مجالس میں ایک دوسرے سے جھوٹی دوستی کے دعوے کرتے ہوئے، اظہار فخر کرتے ہیں۔ کاش انہیں ان کی مائیں ان کے گم ہونے پر روتیں۔

غواة قصاریٰ همهم فی حیاتهم قناطیر تبر أو حسان شواغل

۱۵...... وہ ایسے گمراہ لوگ ہیں کہ ان کی زندگیوں میں ان کی ہمتیں جواب دے گئی ہیں۔ وہ سونے کی ڈلیوں کے ڈھیر ہیں، یا ایسا مال ہیں جو (تجارت وغیرہ میں) مشغول ہو۔

احابیش دانت بینهم کاس قرقف تدیر علی الاوشاب غید جمائل

۱۶...... وہ ایسی متفرق جماعتیں ہیں جنہیں ایک دوسرے سے شراب کے پیالے نے قریب کر دیا ہو، جیسے اوباش لوگوں پر ایک نرم خوبصورت گردن والا شخص پیالہ لے کر گھومتا ہے۔

کسالیٰ اذا ما جاهد القوم فی العلیٰ تو انوا فحط القوم منهم رذائل

۱۷...... یہ لوگ اس وقت بھی سستی کا شکار ہیں، جب لوگ بلندیوں کے بارے میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ کمزور پڑ گئے تو انہیں لوگوں میں پستیاں بطور حصہ ملیں۔

نفوس اذا ما بالخبیث تضلّعت   فضت ما استطاعت فی الفراش تشاغل

۱۸...... وہ ایسے لوگ (نفوس) ہیں کہ جب خبیث (گندے) کاموں سے سیراب ہو جاتے ہیں، تو حتی الامکان زمین پر خشک ہونے والے کیچڑ سے دل بہلاتے ہوتے ہیں۔

وتلبس من خزّ خلاعاً سنّیة   وتهجع لیلاً فی الحشایا تثاقل

۱۹...... اور وہ قیمتی اور اعلیٰ درجے کی ریشمی پوشاک پہنتے ہیں اور موٹے اور بھاری بھرکم گدوں پر (بھی) رات کو "بے آرام" رہتے ہیں۔

نوازع دهر قدوردن عیونهم   فعادت کوشل رنّقته المزابل

۲۰...... زمانے بھر کے خطرات ان کی آنکھوں میں اتر آئے ہیں۔ پس وہ اس آنسو کی طرح ہیں، جسے گرد و غبار نے بھاری بنا دیا ہو۔

اذا اجتمعت امراء هم فی مقامة   تراهم تلقاهم لئام تفاضل

۲۱...... جب ان کے امراء کسی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں تو تو انہیں دیکھے گا کہ گویا وہ (ان) کمینہ لوگوں (کی) طرح ہیں جو ایک دوسرے پر برتری جتاتے ہیں۔

اذا ما راوا أدنی المخافة دونها   علتهم بایام المصیف الا فاکل

۲۲...... جب وہ اپنے قریب ذرا سا خوف دیکھتے ہیں تو انہیں گرمی کے موسم میں کپکپی کا مرض آن لیتا ہے۔

ذواعف مایا توله من محارم   الا قد سقوا وهی السموم القواتل

۲۳...... وہ (لوگ) ایسے زہر (قاتل) ہیں کہ جب وہ اپنے کسی قریبی عزیز کے پاس آتے ہیں، تو وہ اسے (یہ زہر) پلا دیتے ہیں۔ وہ تو قاتل زہر ہیں۔

اذا فزعوا یوماً تقاعس همهم   وان فرقوا یوماً علتهم غوائل

۲۴...... جب کسی دن وہ گھبراتے ہیں تو ان کی ہمت پست ہو جاتی ہے اور اگر کسی دن ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں تو انہیں دشمنیں بیمار کر دیتی ہیں۔

تعدّوا حدوداً لا تکاد تعدّها   فلیست لهم عمّا أتوه مزاحل

۲۵...... وہ ایسی حدوں کو گنتے ہیں جنہیں کوئی گن نہیں سکتا۔ چنانچہ انہیں اس کام سے جو وہ کرتے ہیں تھکاوٹ نہیں ہوتی۔

دنی من اولیٰ مستوقد الناس والحصا جهنم لا تبقی علیهم تصاول

۲۶...... وہ لوگوں اور کوڑے کرکٹ کے جلنے کی جگہ کے قریب ہو گئے۔ یعنی جہنم کے، جوان پر حملہ کرنے سے رحم نہ کھائے گی۔

ألا لا تغرّن الحیٰوۃ اولئکم فان المنایا جندهن مخاتل

۲۷...... خبردار ان لوگوں کو دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ اس لئے کہ موت کے لشکر، ان کی تلاش میں ہیں۔

فیا ویلعتیٰ ماذا ترید من الهویٰ وقد اهلک الأقوام قدماً دخائل

۲۸...... ہائے افسوس، وہ (ان) خواہشوں سے کیا چاہتے ہیں؟ وہ تو پرانے زمانے سے کئی قوموں کو اندر سے ہلاک کر چکی ہیں۔

تعود ولا تخشیٰ بوادر نقمة تصول کطاوی الذئب والمرء غافل

۲۹...... وہ (خواہشیں) لوٹ کر آتی ہیں وہ مصیبتوں کے انتقام سے نہیں ڈرتیں۔ وہ بھوکے بھیڑیئے کی طرح حملہ کرتی ہیں۔ جب کہ بندہ غافل ہوتا ہے۔

معاذیرها لا تحتظی بغنائها اذا حجّها یوم الحساب المسائل

۳۰...... جب حساب کے دن سوالات ان پر غالب آ جاتے ہیں، تو ان کے بہانے ان کے گانوں کے ساتھ کم ہی خطا کرتے ہیں۔

فهلّا تلافی القوم ذلّا یبیدهم وهلّا تجافیٰ عن مخاز تشاکل

۳۱...... پس لوگ اس ذلت کا، جو ان کو ہلاک کئے دیتی ہے، تدارک کیوں نہیں کرتے، اور ان رسواکن کاموں سے، جو انہیں مشکل میں ڈالتے ہیں، دور کیوں نہیں رہتے۔

فلولا ذوو الأحلام قاموا بنصره اذا ما رأوا أن الهدیٰ متضائل

۳۲...... پس کیوں نہ ہدایت والے لوگ ان کی مدد کو اٹھے، جب انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ ہدایت کمزور پڑ رہی ہے۔

لقد نام اهل العلم طرّاً عن التقیٰ فهاقد نسوا بطش الغیور بعاجل

۳۳...... سارے اہل علم (لوگوں کو) تقویٰ کی ترغیب دینے سے غافل ہو گئے ...... افسوس انہوں نے غیرت والے کی پکڑ کو بھلا دیا۔ جو انہیں درست کر دے گی۔

ألا لیت شعری ما یلمّ بسافل اذا ما توانیٰ عن معالی الافاضل

۳۴...... اے کاش وہ اتنی پستی میں نہ اترتے، جب فضیلت و بزرگی والے لوگ بڑائی والے

کاموں سے دور چلے گئے۔

ولو لم یکن رزء النفاق مساوراً　　لقام براب الشأی منا حلاحل

۳۵...... اگر نفاق کی بیماری (یوں) غالب نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی سردار فساد کی اصلاح کے لئے ضرور اٹھ کھڑا ہوتا۔

اذا ما رأی الا یغال فی الھول غمّۃ　　تظلل مسراہ الرماح العواسل

۳۶...... جب وہ حالت ''خوف'' میں تیز چلنے میں مصیبت دیکھتا تو وہ نرمی سے چلنے والے تیر کی رفتار سے چلتا۔

وما زال منّا قائد بعد قائد　　صبور کریم ھبرزی مجاسل

۳۷...... اور ہم میں، ایک قائد کے بعد دوسرا قائد آتا رہا۔ جو مستقل مزاج، مہربان، حسین صورت وحسین سیرت والا تھا۔

ینادی باعلی الصوت فی حومۃ الوغیٰ　　وللبیض فی فضل الضوا فی مداخل

۳۸...... وہ بغاوت کے جھرمٹ میں اونچی آواز سے (لوگوں کو) پکارتا...... اور انڈوں میں، ان کے الگ ہونے والے چھلکوں کے ذریعے ہی داخلہ ہوتا ہے۔ (اس سے حضرت ابوبکرؓ مراد ہیں)

ثقیل علی الاعداء والحرب خلسۃ　　خفیف علی الاحباب والفقر ھائل

۳۹...... وہ (قائد) دشمنوں پر بھاری تھا۔ جب کہ جنگ تو ''جھپٹنے'' کا نام ہے اور وہ دوستوں پر نرم تھا۔ جب کہ محتاجی تباہ کرنے والی ہوتی۔

کریم المحیّا یبتغی حمد حامد　　اذا ما تعیّا بالمواعید نائل

۴۰...... بزرگ چہرے والا، تعریف کرنے والے کی تعریف کرنے کا طالب، جب جو کوئی شخص اپنے وعدوں کے حصول میں ناکام ہو جاتا (تو وہ اس کی مدد کرتا) (اس سے حضرت عمرؓ مراد ہیں)

ویغضی حیاء والغنیٰ متواضع　　ویفرح جودا والندیٰ متجاھل

۴۱...... وہ فرط حیاء سے آنکھیں بند کر لیتا اور غنا (تونگری کے باوجود) تواضع والا تھا۔ اسے فیاضی اور سخاوت کر کے خوشی ہوتی جب کہ مجلس والے ناواقف ہوتے۔ (یہ حضرت عثمانؓ کا تذکرہ ہے)

شدید القویٰ لا تزدھیہ مطامع　　کثیر التقیٰ لا ترتجیہ الحلائل

۴۲...... وہ مضبوط اعضاء والا تھا۔ اسے لالچ والے کام کمزور نہ کرتے۔ وہ بہت زیادہ احتیاط والا، عورتیں (بیویاں) اس کی امید نہ رکھتیں۔

الیٰ کل ذی مجد یروح ویغتدی بفضل الهدیٰ تأوی الیه القبائل

۴۳...... ہر بزرگی والے کام کی طرف سے وہ صبح وشام چل کر جاتا ...... اس کی غیر معمولی ہدایت کی بناء پر قبائل اس کی پناہ لیتے۔ (حضرت علیؓ کی وصف کی گئی ہے)

ألا حبّذا أیامنا قبل ما سطا علی القوم ریب الدهر والدهر سائل

۴۴...... اے کاش! ہمارے حالات بہتر ہوجاتے۔ اس سے پہلے کہ قوم پر زمانے کا شک طاری ہوتا، اور زمانہ تو سوالی ہوتا ہے۔

أبت غیرة الاسلام الّا تسامیاً لمجد تحامت مرتقاه المعاقل

۴۵...... اسلام کی غیرت، سوائے اس صورت کے، کہ وہ ایسی بزرگی کے ساتھ مقابلہ کرے، جس کی چڑھائی میں قلعے بھی حائل نہ ہوں، ہر صورت کا انکار کرتی ہے۔

اذا ما نقضنا ما النبی أمرّه تصرّم من لطف الالٰه حبائل

۴۶...... جب ہم نے ان باتوں کی تعمیل میں کوتاہی کی، جن کا نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا تو اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کے اسباب منقطع ہوگئے۔

فتی اروع زاک عریق سمیدع اخو ثقة حامی الذمار مباسل

۴۷...... آپ پرہیزگار، شریف النسب، سردار (شریف، کریم) قابل اعتماد، ضرورتمند کے ساتھی اور بہادر تھے۔ (یہاں سے نبی اکرم ﷺ کی صفت شروع ہورہی ہے)

جبانا بمالم یسمع الدهر باذلا فشکراً علی المعروف والشکر نائل

۴۸...... آپ ایسے سخی تھے کہ زمانے میں کوئی آپ سا سخی نہ تھا...... نیک سلوک پر...... شکر گزار اور شکر گزاری حاصل کرنے والے تھے۔

کریم له فی کل شرق ومغرب عطایا کامطار الربیع شوامل

۴۹...... آپ ایسے سخی تھے کہ مشرق ومغرب میں موسم بہار کی بارشوں کی طرح آپ کے عطیات کا سلسلہ وسیع رہتا۔

یناجیه جبریل الامین کرامة فمصبحه خاش وممساه آمل

۵۰...... حضرت جبریل علیہ السلام، آپ کی عزت افزائی کے لئے، آپ سے سرگوشی کرتے...... پس آپ کو صبح کے وقت دیکھنے والا بھی سیر ہوتا اور شام کے وقت آنے والا بھی امیدوار رہتا۔

یلوذبه الاحرار من کل بلدة ومن لم یلذ فالدهر بالسوء عاجل

۵۱...... ہر شہر سے نیک لوگ آپ کی پناہ لیتے اور جو شخص آپ کی پناہ میں نہ آتا، تو زمانہ (اس کے ساتھ) برائی کرنے میں جلدی کرتا۔

واطول خلق فی السماجة والندیٰ وامثل ناس حین عدّ الأماثل

۵۲...... آپ زمانے بھر میں مہربانی کرنے اور سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتے تھے اور جب برگزیدہ لوگوں کا شمار کیا جاتا تو آپ تمام لوگوں میں سب سے بہتر تھے۔

وقد علقت امالنا بلقائه تشد من الأقصیٰ الیه الرواحل

۵۳...... ہماری امیدیں، آپ کی ملاقات کے ساتھ مشروط ہیں...... دنیا کے گوشہ گوشہ سے، سواریاں، اسی جانب سفر کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔

الیٰ طیبة الغرّاء مثویٰ نبینا هناک مزایا جمّة و فواضل

۵۴...... روشن طیبہ (مدینہ منورہ) میں ہمارے نبی (ﷺ) کی آرام گاہ ہے، وہاں شرافت ونجابت اور فضیلتوں کا خزانہ ہے۔

سقی الله تلک الارض ارض کرامة غیوث الغوادی المدجنات الهواطل

۵۵...... اللہ تعالیٰ اس سرزمین کو جو عزت وشرافت والی سرزمین ہے۔ صبح کے وقت آنے والے موسلادھار اور مسلسل بارشیں برسانے والے بادلوں سے سیراب کرے۔

اتانا باذن الله حین ترافعت عن القوم أخلاق الرجال الجزائل

۵۶...... آپ ہمارے پاس اللہ کی اجازت سے اس وقت آئے، جب امارت نے، لوگوں کے اخلاق بگاڑ دیئے تھے۔

فللّه قلب لا یزال بناره من الشوق یغلی حیث تغلی مراجل

۵۷...... اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اس دل کی خوبی ہے، جو شوق کی آگ میں اس طرح مسلسل جوش مارتا ہے۔ جیسے کہ ہنڈیاں پکتے ہوئے جوش مارتی ہیں۔

ولله عین فی هواه تتابعت بمنهل دمع والشؤون تساجل

۵۸...... اور اللہ ہی کے لئے، خوبی ہے، اس آنکھ میں جو آپ کی محبت میں، تسلسل کے ساتھ آنسو بہاتی ہے، جب کہ مصیبتیں (آنے کے لئے یا پریشان کرنے کے لئے) ایک دوسرے سے مقابلہ کرتی ہیں۔

مننت علی الأقوام طرّاً کأنها ایادیک تکفیها العیال الجزائل

۵۹...... (اے نبی ﷺ) آپ نے تمام اقوام پر احسان کیا...... آپ کے بخشے ہوئے عطیات (پورے) خاندان کے لئے بڑے بڑے عطیات سے کفایت کرتے ہیں۔

فاصبحت فی المجد الاثیل ارومة　　　تقاصرت الاکباش عنه تطاول

۶۰...... آپ بزرگی میں (دوسروں کے لئے) ایک بنیاد (اصل) ہوگئے ہیں، ایسی بزرگی کہ جس کے حصول سے، بڑے بڑے سردار جو اپنی گردنیں اٹھاتے تھے، قاصر رہ گئے۔

وشقّت کل الاشرار منک مجاهداً　　　اذا ماتلاقوا مرهفات معاجل

۶۱...... آپ کے جہاد سے، تمام شریر لوگ مشقت میں جا پڑے۔ جب انہوں نے تیز رفتار اور دبلی اور تیز رفتار اونٹنیوں (پر سوار ہو کر) آپ سے مقابلہ کیا۔

قد اخضرّ وجه الارض حتی کانّها　　　ریاض لها من ماء علم جداول

۶۲...... آپ کی آمد کی برکت سے زمین کا چہرہ اس طرح سرسبز و شاداب ہوگیا، گویا ساری کی ساری زمین باغ ہو، جو علم کی نہروں سے (سیراب ہوتے) ہوں۔

ایانصرة الرحمٰن ابطات والتقیٰ　　　تدین لغیّ القوم والقوم غافل

۶۳...... اے پروردگار کی مدد! تو نے آنے میں دیر کردی اور پرہیزگاری تو قوم کی گمراہی کے (علاج) کے لئے تھی، اور قوم غافل تھی۔

لقد سفهت أحلام معشرفتنة　　　مساعیر نیران الضلال تشاعل

۶۴...... ایک جماعت کی عقلیں کمزور ہوگئیں ہیں جو بطور فتنہ گمراہی کی آگ بھڑکا رہی ہیں۔

صبرنا وکان الصبر منا سجیّة　　　علیٰ ما دهانا من لئام تحامل

۶۵...... ان کمینہ خصلت لوگوں کی طرف سے ہمیں مشقت میں ڈالنے پر ہم نے صبر کیا اور صبر کرنا ہماری عادت ہے۔

أتانا کلام من غبی مخاطر　　　هراء فمن لی بالعدول یعادل

۶۶...... ہمیں ایک کند ذہن اور طالع آزما...... (یا خود کو ہلاکت میں ڈالنے والے) کا کلام پہنچا ہے جو بے تکا کلام ہے...... پس کوئی ہے ایسا انصاف پسند جو اس کے کلام کا موازنہ کرے۔ (اس کے بعد کے تمام اشعار مرزا قادیانی کے بارے میں ہیں)

کلام له فی کل لفظ فواحش　　　کما قد هذیٰ فی السوق قوم اراذل

۶۷...... اس کا کلام ایسا ہے کہ ہر لفظ میں کھلی بے حیائیاں ہیں...... جیسے کہ بازار میں، کمینہ صفت لوگ...... بکواس کرتے ہیں۔

معاذاً خناه لا یلیق بما ادّعیٰ من الوحی والالہام والدہر دائل

۶۸...... اللہ کی پناہ! اس کی فحش گوئی...... اس کے دعوائے وحی والہام سے کوئی نسبت نہیں رکھتی اورزمانہ...... جلد گھوم جانے والا ہے۔

الھفی علیٰ لفظ کریہ سماعہ واف لمعنیٰ تزدریہ البواطل

۶۹...... افسوس! ایسے لفظ پر، جس کا سننا بارِ خاطر ہے اور افسوس! اس مفہوم پر جس سے وہ اپنے باطل مقاصد کا اظہار کرتا ہے۔

تشاعر فی ارض الجہالۃ مفسد یسبّ کرام المسلمین مخاتل

۷۰...... وہ زبردستی کا بنا ہوا شاعر اور جہالت کی سرزمین میں فساد پھیلانے والا ہے۔ وہ معزز مسلمانوں کو گالی دیتا اور دھوکے باز ہے۔

وکیف یجوز اللّعن ممن ھدی الوریٰ وکیف یوا فی السوء بالحسن قائل

۷۱...... اس شخص کے لئے، جو لوگوں کو ہدایت دیتا ہو لعنت کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ اور جو شخص اچھائی کا دعویدار ہو اس کے لئے برائی کے ساتھ بدلہ دینا کیسے صحیح ہے؟

یباری فحول الجاھلیّۃ فاخراً بمسروقۃ السفساف والأمر ھائل

۷۲...... وہ اپنی چرائی ہوئی یاوہ گوئی سے زمانہ جاہلیت کے چوٹی کے شاعروں سے فخر کرتے ہوئے مقابلہ کرتا ہے...... اور معاملہ...... خطرناک ہے۔

تزیّا بزیّ المفلقین سفاھۃ فیا عجبا ماذا تمنّاہ باقل

۷۳...... اس نے ازروئے حماقت یاوہ گو شاعروں کا لباس پہن لیا ہے۔ تعجب ہے اس بات پر جس کی تمنا رکھتا ہے اس میں وہ پرلے درجے کا بے وقوف (باقل) ہے۔

لقد خاطب الاعلام من لیس عندہ من العلم والاداب ماھو کامل

۷۴...... اس نے ایسے معزز لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو اس کے پاس موجود نہ تھے اور جو علم اور فنون میں کامل تھے۔

یفاخرھم فی الشعر جھلا وشعرہ علیٰ کل طبع مستنیر یثاقل

۷۵...... ازروئے جہالت وہ اشعار میں ان سے اظہار فخر کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے اشعار ہر روشن طبع شخص پر گراں گزرتے ہیں۔

ومستبضع تمراً الیٰ اھل خیبر یلام علیٰ ما یجتنی وھو غافل

۷۶...... وہ اپنی حماقت کی بناء پر اہل خیبر کو چند کھجوریں، بطور سامان دینے والا ہے...... وہ جو شے چنتا ہے اس پر اسے ملامت کی جاتی ہے۔ جب کہ وہ واپس پلٹنے والا ہو۔ (حماقت کے لئے یہ ضرب المثل تھی، اس لئے کہ خیبر کا علاقہ کھجوروں کا مرکز ہے اور کوئی شخص وہاں جا کر کسی کو کھجوریں بطور تحفہ دے تو اسے احمق سمجھا جاتا تھا)

فواہاً بغاث الطیر تصطاد بازیا   یغامض تحقیراً لھا ویغافل

۷۷...... تعجب ہے کہ غیر شکاری جانور...... ''عقاب'' کا شکار کر رہے ہیں۔ وہ اپنے دل میں ان کے لئے حقارت چھپائے رکھتا ہے اور غافل ہے۔

وکم شاعر یدعیٰ ولیس بشاعر   ولکنّما الداعون قوم اباطل

۷۸...... کتنے ہی شاعر ایسے ہیں جو شاعر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں شاعر نہیں ہیں۔ وہ بے اصل اور بیہودہ کاموں کی دعوت دینے والے لوگ ہیں۔

تفاخر بالسفساف شعراً وانما   یفاخر بالسفساف من ھو جاھل

۷۹...... وہ شعروں کی صورت میں یاوہ گوئی کر کے اظہار فخر کرتا ہے اور یاوہ گوئی پر وہی فخر کرتا ہے جو بذات خود جاہل ہو۔

وما الفخر بالشعر الرّدیٔ علی الوریٰ   ولکن بشعر یصطفیه الأفاضل

۸۰...... کسی نکمے شعر کے ذریعے لوگوں پر اظہار فخر کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ کوئی ایسا شعر ہو جس کا علم و فضل رکھنے والے لوگ انتخاب کریں (اور اس سے فخر کیا جائے تو اور بات ہے)

یصبّح أھل الجاھلیّة غانما   فیوقع مغوا را علیٰ من یقاتل

۸۱...... جاہل لوگوں پر صبح کے وقت حملہ کر کے غنیمت لوٹتا ہے۔ وہ اپنے مقابلہ کرنے والے پر، اپنے تیز حملہ کرنے والے گھوڑے کے ذریعے حملہ کرتا ہے۔

لو اتّخذ الرحمٰن شعراً بحجّة   علیٰ الخلق مافات النبیّ یفاضل

۸۲...... اگر اللہ تعالیٰ نے اشعار کو (انبیاء کے لئے) حجت بنایا ہوتا تو نبی ﷺ کی ذات میں یہ فضیلت والی شے ہرگز چھپی نہ رہتی۔

فسبحانه قد قال ما ینبغی له   فھل حجّة یبغی له متغافل

۸۳...... اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کہ جس نے یہ فرمایا: ''پیغمبر کے لئے (شعر گوئی) مناسب نہیں ہے، تو کوئی ایسی حجت (دلیل) ہو سکتی ہے جو آپ کے لئے چاہئے ہوتی اور آپ اس سے غافل ہوتے۔''

ولا خیر فی دعویٰ اذا لم یکن لھا   علی الصّدق من ربّ السّماء الدّلائل

۸۴...... اور اس دعوے میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس کی سچائی پر آسمان کے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود نہ ہوں۔

اذا افتخر الکردیّ یوماً بما لغیٰ   فھاک قطوف من عزاب بھازل

۸۵...... اگر کوئی ''کردی'' کسی دن اپنی کسی بیہودہ بات پر اظہار فخر کرے تو ایک سست رفتار سواری ضرور اس کا مذاق اڑائے گی۔

ونحن اناس لا نجرّد بیضنا   اذا ما امنّا الحیف ممّن یعادل

۸۶...... ہم تو ایسے لوگ ہیں جو اپنے انڈوں کو بھی برہنہ نہیں کرتے۔ جب ہمیں ایسے لوگوں سے ظلم وجور کا اندیشہ ہو جو انصاف کرنے والے ہیں۔

ولکننا اسد اللّقاء لدی الوغیٰ   اذ انطق العوراء خصم محاول

۸۷...... لیکن ہم تو جنگ کے وقت لڑائی کے شیر ہیں، جب حیلہ باز دشمن فحش گوئی اختیار کرے۔

ولولا ضیاع العمر فیما یعیبنا   لسارت مطایا الشعر منّا تجاول

۸۸...... اگر ان باتوں میں جن کے بارے میں وہ ہم پر عیب لگاتا ہے، عمر کا ضیاع نہ ہوتا تو ہماری شعروں کی سواریاں...... ایک دوسرے سے سبقت لے جارہی ہوتیں۔

ونحن نجیب الشّعر یوماً اذا دعا   فنمضی کسیف والغبیّ یثاقل

۸۹...... جب کسی دن شعر بنانے کی ضرورت آپڑے تو ہم شعر بنانے میں تلوار کی طرح گزر جاتے ہیں۔ جب کہ کند ذہن شخص پر شعر کہنا گراں ہوتا ہے۔

ولیس القطا مثل القطیّ اذا ھما   تطایر فی جوّ السماء تعاجل

۹۰...... اور قطا پرندہ، قطی پرندے کی طرح نہیں ہے۔ جب کہ وہ آسمان کی کھلی فضا میں تیز اڑان میں ایک دوسرے سے مقابلہ کررہے ہوں۔ (قطا ایک تیز رفتار پرندہ ہے اور قطی سست رفتار پرندے کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرزا ایک عام مسلمان عالم سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا)

فھل یدّعی الأداب من لیس عنده   من العلم ما لا بالھباء تکایل

۹۱...... تو کیا وہ شخص ادب آداب کا دعویٰ کرتا ہے جس کے پاس وہ علم بھی نہیں ہے جس کا گرد وغبار سے بھی موازنہ کیا جاسکے۔

ومبلغه اغلوطة فی بیانه　　　ومجهوده فیما اتاه الغوائل

۹۲...... اس کی انتہائے علم، اس کے بیانیہ "مغالطے" ہیں اور اس کی کی گئی ساری محنت وکوشش، گمراہی والی باتیں ہیں۔

فما یستوی عذب المیاه وملحها　　　ولا ما ادّعیٰ خصمان حق باطل

۹۳...... میٹھا اور کھاری پانی...... یکساں نہیں ہیں اور نہ ہی حق اور باطل میں دعویٰ کرنے والے برابر ہوسکتے ہیں۔

تستّرت کالمحتال بالوحی کاذباً　　　واعرضت عن بحث دعته المحافل

۹۴...... اس نے کسی حیلہ جو کی طرح اپنی جھوٹی وحی کو چھپا رکھا ہے اور وہ اس علمی مباحثے سے جس کی اسے مختلف مجالس سے دعوت دی جاتی ہے، کنّی کتراجاتا ہے۔

نعم هکذا من لیس یأمن جاشه　　　تخاذل رجلاه لهول ینازل

۹۵...... ہاں! ایسا معاملہ تو اس شخص کا ہوتا ہے جو اپنے قلبی خوف سے مطمئن نہ ہو اور اس کی ٹانگیں آنے والے خوف کے خیال سے لرزتی ہوں۔

ومن لیس فی شیٔ من الحرب یتّقی　　　کما تتّقی الفحل الفنیق الحوامل

۹۶...... اور جو شخص جنگ لڑنے (مقابلہ کرنے) کے قابل نہ ہو تو وہ اس سے بچتا ہے۔ جس طرح ایک شریف نر اونٹ حاملہ اونٹنیوں سے بچتا ہے۔

تنبّأت یا مغرور بعد محمد　　　فمه یا مسیلمة الکذوب المحاول

۹۷...... اے مغرور شخص! تو نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ رہنے دے، اے جھوٹے اور حیلے باز مسیلمہ کذاب۔ (مسیلمہ کذاب نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں مسلم افواج نے اس کو اور اس کے ماننے والوں کا قلع قمع کیا)

عجزت عن الاعجاز مثل مسیحنا　　　فقلت هل الاعجاز الا المشاغل

۹۸...... جب تو ہمارے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی طرح کا کوئی معجزہ دکھانے سے قاصر رہا تو تو نے کہا کہ معجزہ دکھانا تو بس مشغلے کے سوا کچھ نہیں۔

فلا قبل ذا من یفتری الکذب هائماً　　　کذاک فلا یغترّ بالکذب جاهل

۹۹...... اس سے پہلے بھی جس شخص نے (اس طرح کا) جھوٹ گھڑا وہ دیوانہ تھا اسی طرح یہ بھی (محض ایک دیوانہ) ہے لہٰذا اس کے جھوٹ سے کوئی ناواقف شخص دھوکے میں نہ آئے۔

وتذکر آثار الفتیٰ بعد ما مضیٰ   فتمدح منہ أوتلمّ الشمائل

۱۰۰...... جب کوئی جواں مرد گزر جاتا (مرجاتا) ہے تو اس کے چھوڑے ہوئے نشانات کو یاد کیا جاتا ہے اوران کی بناء پر اس کی تعریف کی جاتی ہے یا اس کی عادتوں کی مذمت کی جاتی ہے۔

أأنت لنا المهدیّ من صلب جنکز   ومهدیّنا فی آل زهراء اجل

۱۰۱...... کیا تو چنگیز خان کی نسل سے ہمارا مہدی ہے؟ حالانکہ (روایات کی رو سے) ہمارا مہدی تو حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے بعد میں آنے والا ہے۔ (مرزا قادیانی کا نسلی تعلق مغلوں سے تھا۔ جو اپنا سلسلہ چنگیز خان سے ملاتے ہیں۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ امام مہدی کا تعلق فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا)

فاوّلت ماقال النبی بضده   فشقّت عصا الاجماع منک الطّوائل

۱۰۲...... تو نے نبی اکرم ﷺ کی باتوں کی اس کے بالکل الٹ تعبیر بتائی ہے۔ تیری طرف سے عداوت ودشمنی کا اظہار ہونے کی بناء پر تو نے اجماع واتفاق کی لاٹھی کو پھاڑ دیا ہے۔

تحیّرت فیما قد اتیت فلا اریٰ   لقولک وجهاً ثابتاً لا یزایل

۱۰۳...... مجھے اس پیغام پر حیرت ہے جو تو لایا ہے۔ میں تیری کسی بات کے لئے کوئی ٹھوس اور دیرپا وجہ نہیں دیکھتا۔

فلو کنت فی ایّام دولة مسلم   لانسیت کالماضی وذکرک خامل

۱۰۴...... اگر تو کسی اسلامی ریاست وسلطنت میں ہوتا تو تجھے ماضی کی طرح بھلا دیا گیا ہوتا اور تیری یاد بھی بجھ چکی ہوتی۔

ولکنّه قد خیّلت لک حیلة   تحیّلتها والکفر فی القوم داثل

۱۰۵...... لیکن بات یہ ہوئی کہ تجھے اس وقت ایک حیلہ سوجھ گیا، جب کہ کفر لوگوں میں عام تھا۔ (کفار کی حکومت تھی)

اذا استنسرت فی ارض جهل بغاثها   فلا غرو ممّا یدّعیه الاسافل

۱۰۶...... اگر جہلاء کی سرزمین میں عام پرندے نسر (عقاب) بن جائیں تو پھر اس پر کوئی تعجب نہیں، جو کمینہ لوگ دعوے کرتے ہیں۔

نریٰ کل ماتبنی بناء علیٰ شفا   اخادید هدّتها السّیول السّوائل

۱۰۷...... ہم تیرے جھوٹے دعوے نبوت کو ایسی کھائیوں کے کنارے پر دیکھتے ہیں جسے تیز چلنے والی تلواروں نے دھماکے سے گرادیا ہو۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ابطال اعجاز مرزا

(حصہ اوّل)



حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی نے جس قصیدہ کے اعجاز کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کتاب ''ابطال اعجاز'' مرزا کے پہلے حصہ میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کی غلطیاں دکھائی ہیں کہ اس میں ایسی موٹی موٹی اور صاف صاف غلطیاں ہیں جو مستعد طلباء پر پوشیدہ نہیں رہ سکتیں۔ علاوہ صرفی، نحوی، عروضی غلطیوں کے محاورات کی غلطی اور الفاظ کا غلط استعمال جو مرزا قادیانی نے اس قصیدہ میں کیا ہے۔ اسی سے ظاہر کیا ہے اور دکھایا ہے کہ یہ قصیدہ فصیح اور بلیغ تو کیا صحیح بھی نہیں ہے۔ پھر ایسے کلام کو معجزہ کہنا بجز جہل مرکب کے اور کیا کہا جائے؟ اسی وجہ سے اہل کمال نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کی خیرخواہی کے خیال سے اس کے جواب میں قصیدہ بھی لکھا گیا ہے جو اس کے دوسرے حصہ میں عنقریب شائع ہوگا۔ اہل علم دیکھ لیں گے کہ ہمارا قصیدہ مرزا قادیانی کے قصیدہ سے ہر طرح عمدہ ہے۔

تمہید

انا فتحنالک فتحاً مبیناً

نحمدہ ونصلی علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی کا قصیدہ جس کا نام انہوں نے ''اعجاز احمدی'' اور ''القصیدۃ الاعجازیہ'' رکھا تھا اور علمائے کرام سے بیس دن میں اس کے مقابلہ کا قصیدہ مع ترجمہ طلب فرمایا تھا۔ نہ اس قصیدہ میں اعجاز کی کوئی شان ہے اور نہ فصاحت اور بلاغت میں وہ انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ بلکہ وہ ایک محض معمولی قصیدہ ہے اور اس سے کہیں بڑھے چڑھے اور فصاحت وبلاغت میں اعلیٰ علمائے ہند کے قصائد موجود ہیں۔ جس طرح بارہویں صدی کے حسان الہند سید غلام علی آزد بلگرامی کے صرف قصائد میں ایک کتاب ہے جس کا نام ''تسلیۃ الفواد فی قصائد الزاد'' ہے اور سات دیوان عربی میں آپ کے ہیں۔ جن کا نام ''سبع سیارہ'' ہے اور اس میں قصائد کے سوا انواع اور اقسام کے کلام ہیں۔ اس کے سوا اور بھی متعدد تصانیف آپ کی عربی میں اور ہزاروں اشعار ہیں۔ فارسی میں بھی آپ کا کلام نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب سفر حج میں آپ لوٹے گئے

اور ڈاکوؤں نے سوا چشمہ اور تھوڑا پارہ (جو مہوسی کے لئے ساتھ رہتا تھا) کے کچھ نہ چھوڑا تو آپ نے شاہ دکن کو عریضہ لکھا جس کے سرنامہ پر یہ شعر تھا۔

عینکے و پارۂ سیماب باما مانده است
چشم بیخواب و دل بیتاب باما مانده است

اس کے بعد حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ مرحوم محدث دہلوی کا قصیدہ نعتیہ اور دیگر تصانیف عربیہ ہیں اور فخر الادباء والمتکلمین مولانا فضل الحق خیرآبادی کے قصائد ہمیہ وغیرہ اور اسوۃ الفضلاء مفتی محمد عباس مرحوم کے قصائد وغیرہ وغیرہ اسی وجہ سے علمائے کرام نے اس کی تنقید اور جواب کی طرف توجہ نہ کی اور خیال فرمایا کہ ابھی ہندوستان کی جہالت اس درجہ پر نہیں پہنچی ہے کہ عوام بھی ہر سحر سامری کو اعجاز موسوی سمجھنے لگیں۔ یہی وجہ تھی جس نے ان کو اس کی طرف توجہ کرنے سے باز رکھا۔ لیکن زمانہ کی نیرنگیاں قدرت کا تماشا ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کے اتباع نے اس کو غنیمت سمجھ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی اعجازی مسجد الگ کھڑی کر کے تمام شور مچادیا کہ دیکھو مدت معینہ میں کسی نے ایسا قصیدہ نہ لکھا اور نہ کوئی لکھ سکتا ہے۔

حاجی محمد یونس رئیس وتاولی کی طرف سے چیلنج قبول

مگر مرزا قادیانی کی جانفشانی اور حرمانی پر افسوس کرنا چاہئے کہ یہ خیال بھی ان کا غلط ہوا۔ مولوی حاجی محمد یونس رئیس وتاولی ضلع علی گڑھ نے ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی کے نام یہ اعلان دیا تھا جس کو میں بعینہ نقل کرتا ہوں۔

''مخدوم مکرم بندہ! ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سلمہ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۲ر نومبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون مرزا قادیانی کا دیکھنے میں آیا۔ مرزا قادیانی اپنی معمولی چالاکی سے اس میں بھی باز نہ آئے۔ یعنی میعاد قصیدہ عربی لکھنے والے کو صرف بیس دن کی مہلت دیتے ہیں اور پیسہ اخبار ہفتہ وار میں مضمون شائع کرایا ہے جو ۱۶ر نومبر کا لکھا ہوا، ۲۲ر نومبر کو شائع ہوا۔ ناظرین کے پاس بھیجنے کے واسطے بھی کچھ عرصہ چاہئے۔ پھر اشعار کا بنانا بھی ایک وقت چاہتا ہے۔ لیجئے وقت ختم اور مرزا قادیانی کے داؤ پیچ کی جیت رہی۔ جب کسی انعام کا اشتہار دیتے ہیں تو اس میں وہ سب پہلو پہلے سے سوچ لیتے ہیں کہ ایک کوڑی گرہ سے نہ جائے۔''

اس کے بعد مولوی صاحب موصوف قصیدہ اور قرآن مجید کے اعجاز کا مقابلہ دکھاتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: ''پھر تماشا یہ کہ وہ عربی قصیدہ چھاپ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ پیسہ اخبار

میں شائع تک نہ کیا تا کہ ناظرین کو موقع طبع آزمائی کا ملتا۔اس پر یہ فیاضی ہے کہ تمام علمائے ہند کو اذن عام دیا جاتا ہے کہ آپس میں مشورہ کر کے اس کا جواب لکھیں۔حالانکہ ان لوگوں کی نگاہ سے ہنوز قصیدہ ہی نہیں گزرا۔اب میں بذریعہ تحریر ہذا مرزا قادیانی سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ فوراً قصیدہ مذکور میرے نام روانہ فرمائیں۔یا اخبار میں شائع فرماویں اور اپنے اعجاز کے زمانے کو ذرا سی وسعت بخشیں۔جس دن وہ قصیدہ میرے پاس پہنچے گا اس سے بیس دن کے اندر انشاءاللہ تعالیٰ اس سے بہتر جواب آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا۔''

(پیسہ اخبار مورخہ ۱۴ردسمبر ۱۹۰۲ء، الہامات مرزا ص ۹۴)

اس کا جواب شاید مرزا قادیانی کی طرف سے یہ دیا جائے کہ دس دسمبر تک بیس دن کی میعاد ختم ہوگئی۔اس کے بعد وہ کسی کے کہنے سننے کو نہیں سن سکتے۔

مولانا ثناءاللہ کی طرف سے چیلنج قبول

تو ہماری طرف سے اس کا جواب الجواب یہ ہے کہ میعاد کے اندر مولوی ثناءاللہ صاحب نے ۲۱ رنومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ ۲۹ رنومبر کے پیسہ اخبار لاہور میں بھی چھپا تھا کہ:''آپ ایک مجلس میں اس قصیدہ اعجازیہ کو ان غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کر دیں تو پھر میں آپ سے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا۔یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کریں۔اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے ادھر ہی خدا کا منہ ہے (جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں آ کر طبع آزمائی نہ کریں بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی۔

بنایا آڑ کیوں جورو کا چرخہ
نکل! دیکھیں تری ہم شعر خوانی

حرم سرا ہی سے گولہ باری کریں۔اس کا جواب باصواب آج تک نہ آیا کہ ہم میدان میں آنے کو تیار ہیں۔''

(الہامات مرزا ص ۸۷)

سعید طرابلسی؟

اس کے سوا مجھے بعض اشخاص سے معلوم ہوا ہے کہ مرزا قادیانی نے اس قصیدہ کو مبلغ پانچ سو روپیہ اجرت دے کر ایک عرب طرابلسی سے لکھوایا ہے۔وہ عرب عرصہ تک حیدرآباد دکن

میں تھا۔ لیکن میں اس عرب کو اس کے ایمان اور اسلام پر مبارک باد دیتا ہوں کہ روپیہ لے کر قصیدہ تو لکھ دیا مگر اس میں عمداً ایسے اغلاط کو بھر دیا جسے ناظرین آئندہ چل کر ملاحظہ فرمائیں گے اور اس کی تائید ترجمہ کی غلطی سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر مؤلف اور مترجم ایک ہی شخص ہے تو ترجمہ میں غلطی کا ہونا ناممکن ہے اور پھر وہ بھی ایک دو جگہ نہیں بلکہ متعدد اور متواتر ہے۔ جیسا آگے معلوم ہوگا۔

اب تنقید سے پہلے میں دکھانا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو اس قصیدہ پر کتنا ناز تھا اور وہ اسے کیا خیال فرماتے تھے۔ مرزا قادیانی (قصیدہ اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) میں یوں فرماتے ہیں:

وکان کلام معجزاً له
کذلک لی قول علی الکل یبهر

اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا...... اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح جناب ختم المرسلین ﷺ کو قرآن کلام الٰہی معجزہ دیا گیا تھا مرزا قادیانی کا قصیدہ بھی کلام الٰہی اور معجزہ ہے۔ بلکہ قرآن پر بھی غالب ہے اور (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۳۶، خزائن ج۱۹ ص۱۴۶) میں یوں ہے: ''سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دعا میری منظور ہوگئی اور روح القدس سے ایک خارق عادۃ مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا۔'' اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔'' پھر (اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸) میں قصیدہ کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ: ''آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔''

پھر (اعجاز احمدی ص۸۹، خزائن ج۱۹ ص۲۰۳) میں اردو مضمون اور قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں: ''اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں۔''

اور (اسی صفحہ ۸۹، خزائن ج۱۹ ص۲۰۴) میں یوں لکھتے ہیں: ''پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں۔ میں اسی وقت تک نظیر

پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے۔"

ان تمام اقوال سے ہر ذی فہم جس کو خدا نے عقل سلیم دی ہوگی۔ حسب ذیل امور سمجھ سکتا ہے۔

۱...... مرزا قادیانی کا قصیدہ اور اردو مضمون خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نشان اور معجزہ اور ان کی صداقت کی دلیل ہے۔

۲...... مرزا قادیانی کے مدۃ مقررہ میں کوئی اس کی نظیر نہیں لاسکتا۔ پہلے امر کی نسبت آئندہ تنقید میں معلوم ہوگا کہ یہ معجزہ ہے یا نہیں؟ اور دوسرے کے بارہ میں میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مولوی حاجی یونس اور مولوی ثناء اللہ صاحبان نے مرزا قادیانی کو لکھا۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے جواب سکوت کے سوا نہیں ملا۔

یہاں ایک بات اور قابل توجہ یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے عربی میں دعویٰ اعجاز نمائی اور تحدّی کی اور یہ فرمایا کہ مثل قرآن مجید کے یہ میرا معجزہ ہے تو قرآن شریف کی تحدّی اور اہل اسلام کا قرناً بعد قرنٍ یہ عقیدہ کہ قرآن ہی کا مثل محال ہے۔ نعوذ باللہ! تار عنکبوت سے بھی کمزور ہوگیا۔ ہر مخالف اسلام یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی نے قرآن کے مثل تحدّی کی اور ممکن ہے کہ پھر تیسرا شخص تحدّی کرے۔ اس لئے دونوں تحدّیاں باطل ہیں اور قرآن کا دعویٰ غلط۔

اگر واقعی مرزا قادیانی نے اس اوٹ میں قرآنی تحدّی کو توڑنا چاہا ہے تو ناظرین سمجھ لیں کہ کبھی حق کی صداقت پر نفسانی خباثت غالب نہیں آسکتی۔ "واللہ متم نورہ" جیسا آگے چل کر تنقید میں آپ کو خود روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا۔

ہاں یہاں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک سخت دھوکا یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ میں خاتم النبیین کا ظل اور سایہ ہوں اور سایہ کبھی اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ جس طرح آپ کے لئے کلام الٰہی معجزہ ہے اور اس کے لئے بھی کوئی کلام معجزہ ہو اور حقیقت میں یہ معجزہ بھی خاتم النبیین کا ہے اور قرآن مجید کی تحدّی ہرگز اس سے نہیں ٹوٹ سکتی بلکہ اس کی تحدّی کے لئے یہ زندہ مثال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محض فریب اور سادہ لوحوں کے لئے دھوکے کی ٹٹی ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ افضلیت اس قصیدہ میں موجود ہے۔

له خسف القمر المنیر وان لی

غسا القمران لشرقان اتنکر

اس کے (محمدؐ) لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اگر اس سے بھی واضح اور کھلے دعویٰ افضلیت کی ضرورت ہے تو سنئے۔

(کتاب البریہ ص ۷۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳) میں فرماتے ہیں: ''اور تمام دنیا پر مجھے بزرگی ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) میں اپنی نسبت یوں رقمطراز ہیں: ''دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔''

(استفتاء ص ۸۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۵) میں یوں کہتے ہیں: ''واٰتانی مالم یؤت احد من العالمین یعنی مجھے وہ ملا جو تمام دنیا میں کسی کو نہیں دیا گیا۔''

کہاں تک لکھوں یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اس کے سوا مرزا قادیانی اپنے کو نبی صاحب شریعت کہتے ہیں۔ جیسا (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) میں فرماتے ہیں: ''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔''

اب حضرات ناظرین غور سے سنیں کہ جو شخص نبی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنے کو تمام انبیاء بلکہ افضل الرسل ﷺ پر فضیلت جزئی ہی نہیں بلکہ فضیلت کلی دے کیا ایسا شخص کسی نبی کا ظل ہوسکتا ہے؟

اور اگر ظلیت یہی ہے جو اصل سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر ہے تو داڑھی سے مونچھ بڑھ گئی۔ اس کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ظلی اور بروزی نبی کہاں ہے؟ اگر کہیں ہے تو مرزائی صاحبان اس کو پیش کریں۔ میں بھی سننے کا مشتاق ہوں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ میں زید وعمر کے قول کو نہیں مانوں گا۔ قرآن وحدیث کے قطعی الدلالۃ الفاظ سے اگر اس کو ثابت کردکھائیں تو میں بھی قبول کرنے کو حاضر ہوں۔

اب میں کلام معجز کی تعریف پر قرآن مجید کا اور مرزا قادیانی کے اعجاز کا موازنہ کرتا ہوں جس سے حضرات ناظرین خود یہ فیصلہ کرلیں گے کہ ایسا قصیدہ معجزہ ہوسکتا ہے یا نہیں اور قرآن مجید کا اعجاز کیا ہے؟ علم بیان میں کلام معجز اسے کہتے ہیں جو بلاغت کے انتہائی رتبہ پر پہنچ کر انسانی طاقتوں سے نکل کر لوگوں کو اپنے معارضہ سے عاجز کردے۔ ''ولہا للبلاغۃ طرفان اعلیٰ الیہ

ينتهى البلاغة وهو حدالاعجاز وهو ان يرتقى الكلام فى بلاغته الى ان يخرج عن طوق البشر ويعجزهم عن معارضته (مطوّل)"

مکہ کے قریب نخلہ اور طائف کے مابین ایک صحرا تھا جسے عرب عکاظ کہتے تھے۔ ہر سال ذوالقعدہ میں بیس دن تک وہاں میلہ لگتا تھا اور عرب کے مشاہیر خطیب اور لیکچرار لیکچر دیتے تھے اور بڑے بڑے شعراء اپنا اپنا کلام پڑھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لبید ابن ابی ربیعہ، طرفہ ابن العبد، حسان ابن ثابت وغیرہ اس مجلس کے نامور ارکان تھے اور قدردانی یہ تھی کہ جس کا کلام اس میں مقبول ہوتا تھا عرب کے بچہ بچہ کے نوک زبان ہوتا اور شہر کی گلیوں سے لے کر معمولی قریہ کے لوگوں میں اس کی قبولیت کا عام تذکرہ ہوتا اور یہی ان کا سرمایہ فخر اور ناز تھا۔ ہزاروں آدمی کو اسی فصاحت اور بلاغت کے زور سے وہ ابھار کر لڑا دیتے اور جو کام نیزہ اور تلوار سے نہ ہوتا وہ ان کی زبان کرتی تھی۔ اپنی فصاحت وبلاغت کے گھمنڈ میں غیر ملک والوں کو عجمی (گونگا) کہتے تھے۔ مسدس

تھے گرچہ علم وفضل وہدایت سے بے نصیب — لیکن ہر ایک باغ فصاحت کا عندلیب
ترکیب ان کی بولی کی واقع ہوئی عجیب — جادو اگر نہیں ہے تو جادو کے ہے قریب
وہ دل کو موہ لیتے تھے طرز بیان سے
باتوں میں پھول جھڑتے تھے ان کی زبان سے

ایسے زمانہ میں ایک امی محض فرشتہ صورت آتا ہے اور ان مشاہیر خطباء اور شعراء کے سامنے کلام معجز کا ایک مجموعہ ایک سو چودہ سورتوں کا پیش کر کے تمام عرب کو للکارتا ہے کہ اگر ہمت وحمیت ہے تو اس کے مثل صرف ایک ہی سورۃ بنالاؤ۔ جس کی چھوٹی سورہ ایک معمولی سطر کے برابر ہے اور اس طرح غیرت دلاتا ہے کہ یاد رکھو کہ اگر تم سب مل کر بھی کوشش کرو گے تو یہ کام نہ اس وقت تمہارے بس کا ہے نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ چنانچہ اسی کلام معجز قرآن مجید کی پہلی سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں اس کا اعلان اس طرح دیا گیا۔ "وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صادقين○ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين "یعنی وہ جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعوے میں اگر سچے ہو تو

اسی طرح کی ایک سورۃ تم بھی بنالاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہاری حمایت کو آموجود ہوں ان کو بھی بلالو۔ پس اگر اتنی بات بھی نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو دوزخ کی آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور وہ منکروں کے لئے دھکی دھکائی تیار ہے۔

ان آیتوں سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱...... اس کے مخاطب تمام مخالفین اسلام الیٰ یوم القیامۃ ہیں۔ اسی وجہ سے معارضہ کے لئے آئندہ کا بھی اعلان ہے۔ جیسا ابھی ظاہر ہوگا۔

۲...... جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا، یعنی اتارنے والے قرآن کے ہم ہیں۔ بندہ پیغامبر امی محض ہے نہ لکھا نہ پڑھا نہ کبھی کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب کو سبق کے لئے تہ کیا۔ بخلاف اس کے تم سب پرانے مشاق لکھے پڑھے میدان فصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ شہواری کے مدعی اور یہی تمہارا سرمایہ ناز ہے۔

۳...... قرآن کا مثل لانا تو بڑی بات ہے، لو ایک سورہ ہی بنالاؤ۔

۴...... تم اکیلے نہیں بلکہ خدا کے سوا اپنے تمام مددگاروں سے اس میں مدد لو۔ دوسری آیت میں ہے کہ جن اور انسان دونوں مل کر اس کے معارضہ کے لئے اجتماعی قوت سے کام لیں۔

۵...... اگر سچے ہو تو معارضہ کرو اور جھوٹے ہو تو گھر بیٹھو۔ یہ اس قوم کے لئے تازیانہ تھا جن کی غیرت کا یہ حال تھا کہ بات بات پر مرمٹتے تھے۔

۶...... اس کے بعد ان کو جوش میں لانے کے لئے یہ ارشاد ہوا کہ تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے۔ یہاں زمانہ حال اور استقبال دونوں میں معارضہ کی نفی ہے۔ بلکہ زمانہ استقبال میں تاکید کے ساتھ قیامت تک کے لئے نفی ہے کہ آئندہ بھی ہرگز نہ کر سکو گے۔

۷...... اب آخر میں ان کے عرق حمیّت کو حرکت میں لانے کے لئے تا کہ وہ ناخنوں تک زور لگا کر دیکھ لیں کہ یہ قرآن انسانی طاقت سے بالاتر ہے یا نہیں۔ یوں ارشاد ہوا کہ اگر اس پر بھی تم خدا کے کلام معجز پر ایمان نہ لائے تو اس آگ سے ڈرو جو منکروں کے لئے پہلے سے تیار ہے اور اس کا ایندھن پتھر اور آدمی ہیں۔

سبحان اللہ! کیسے پرزور الفاظ اور بہترین پیرایہ میں بلا کسی پس و پیش کے ایسا کھلا ہوا دعویٰ اعجاز کیا گیا ہے کہ انسان کے تصور میں بھی پہلے نہ تھا اور کیوں نہ ہو۔ یہ کوئی انسانی افتراء اور بشری چالاکی نہیں ہے۔

چنانچہ اس کو تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا لیکن کسی مخالف اسلام کی مجال نہ ہوئی کہ اس کے معارضہ کے لئے ایک چھوٹی سی سورہ بنا لاتا اور جس وقت عربی کی فصاحت و بلاغت کا بازار عکاظ میں گرم تھا جب اس وقت اس کا معارضہ نہ ہوا تو اب کیا ہوگا؟ مگر حق یہ ہے کہ وہ مشرکین عرب اہل زبان تھے۔ سمجھتے تھے کہ اس کا معارضہ ہماری طاقت سے بالاتر ہے۔ اس لئے بعض ایمان لائے اور بعض جو ضد میں اڑ گئے وہ نیزہ و تلوار سے لڑے۔ جانیں دیں لیکن معارضہ نہ کیا۔

یہ تھا قرآن مجید کا اعلان اور دعویٰ اعجاز اب اس کے مقابلہ میں ذرا مرزا قادیانی کے دعویٰ پر نظر ڈالئے۔ مرزا قادیانی لکھے پڑھے عربی دان تھے اور سامنے بڑا کتب خانہ اس پر دیکھنے کا شوق تھا اور دس سال سے عربی میں اعجاز نمائی کا دعویٰ تھا اور تحدّی عربی میں ہندوستان میں کی گئی اور ایسے وقت میں جب کہ علمائے ہند کو نہ عربی نویسی کا دعویٰ، نہ اس طرف توجہ، نہ عربی نظم ونثر لکھنے کا شوق نہ اس سے دلچسپی تھی۔ اگر مرزا قادیانی واقعی نبی تھے تو ان کا اعجاز اردو میں ہونا چاہئے تھا۔ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبيّن لهم“ اور جب کبھی ہم نے کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی قومی زبان میں تاکہ وہ ان کو سمجھا سکے۔

لیکن مرزا قادیانی بڑے ہوشیار تھے وہ سمجھتے تھے کہ اردو میں اعجاز کا دعویٰ کیا جائے گا تو اس کا حال تمام پر ظاہر ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی اردو کا حال ترجمہ سے بھی معلوم ہوگا کہ کیسے فصیح لکھتے ہیں۔

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۳۶، خزائن ج۱۹ ص۱۴۶) میں فرماتے ہیں: ”یہ (اعجاز احمدی) ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ یہ ان کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ ۲۹ اور ۳۰ راکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸ رنومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کو بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲ رنومبر ۱۹۰۲ء کو مع اس اردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔“

پھر (ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸) میں لکھتے ہیں: ”اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا۔ کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھے کہ مباحثہ مدّ کا اس میں ذکر ہے۔ پس اگر انہوں نے پہلے بنایا تھا تو انہیں ماننا چاہئے کہ میں عالم الغیب ہوں۔“ (کیا خوب مرزا قادیانی کی شان میں کسی نے کہا ہے: ”گاہ موسیٰ، گاہ عیسیٰ، گاہ فخر انبیاء...... گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہد شدن“)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا اقوال سے دو باتیں نکلتی ہیں۔ اوّلاً یہ قصیدہ معہ اردو ترجمہ پانچ دن میں لکھا گیا۔ ثانیاً چونکہ اس میں مد کے مباحثہ کا ذکر ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ پہلے لکھا گیا ہو، مرزا قادیانی نے تمام دنیا کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہا ہے۔ ناظرین! اس ابلہ فریبی کو ملاحظہ فرمائیں کہ جب مرزا قادیانی کے مخاطب اس قصیدہ اور اردو مضمون میں مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ اور مولوی علی حائری اور پیر مہر علی شاہ صاحبان وغیرہ ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی سے ہمیشہ تحریر چھیڑ برسوں پہلے سے چلی آتی تھی اور قصیدہ کے اشعار پانچ سو سے کچھ زیادہ ہیں جن میں گنتی کے تھوڑے اشعار میں مباحثہ مد کا بھی ذکر ہے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ برسوں پہلے سے قصیدہ اور اردو مضمون تیار کیا گیا ہو اور پانچ دن میں کچھ اشعار اور اردو مضمون مد کے مناظرہ کے متعلق اس میں ضم کر کے لکھ دیا گیا۔ نہ پانچ دن میں سارا کا سارا لکھ مارا ہے۔ بلکہ ۲۲ر نومبر ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار میں آپ کا یہ اعلان کہ ”عرصہ دس سال سے میرا دعویٰ عربی میں اعجاز نمائی کا ہے۔“

(الہامات مرزا ص ۹۴)

یہ اعلان اس شبہ کو اور قوی کرتا ہے۔ ثانیاً جب کہ مناظرہ ۲۹، ۳۰ ر اکتوبر کو ہوا اور اپنے دوستوں کے واپس آنے پر مرزا قادیانی نے ۸ر نومبر کو قصیدہ اور مضمون بنانا شروع کیا تو کیا یہ بخوبی ممکن نہیں ہے کہ ایک یا دو دن میں مرزا قادیانی کے احباب واپس آ گئے ہوں اور ۲ یا ۳ ر نومبر کو مرزا قادیانی نے لکھنا شروع کر دیا ہو اور اس حساب سے ۱۲ر نومبر تک دس دن ہوتے ہیں اور یہ اس کے تالیف کے لئے اچھی خاصی مدت ہے۔

اور مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۷) میں فرماتے ہیں:

”پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت ان کے پاس پہنچے چودھویں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ و فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دے دوں گا۔“

اور (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۵) میں یوں ارشاد ہوتا ہے: ”اب ان کی میعاد ۲۰ر نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اس طرح پر ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کے دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی۔ الخ“

اب ناظرین ذرا مرزا قادیانی کے اس پس و پیش پر غور کریں کہ پہلے قول کے رو سے چودھویں دن میں جواب طلب کیا جاتا ہے اور دوسرے میں بیس دنوں کی مہلت دی جاتی ہے۔

واقعی مرزا قادیانی کو اپنے عجز اور اعجاز کی پوری حقیقت معلوم تھی اور دل میں خائف تھے اور معارضہ کے خیال ہی سے ان کا دل دھڑکتا تھا اور ہمیشہ اس کے جواب کا خوف دامنگیر رہتا تھا۔ پھر (ضمیمہ نزول المسیح اعجاز احمدی ص۸۹ خزائن ج۱۹ ص۲۰۳) میں اس کے متعلق یہ فرماتے ہیں: ''یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔'' یہاں مرزا قادیانی نے عبارت کم نہ ہونے کی ایک ہی کہی۔ اگر کوئی مختصر عبارت میں ان کے وجوہات کو توڑ دے تو مرزا قادیانی کے فہم سلیم کے موافق اس کا جواب نہ ہوگا۔ مرزائیو! یہ ہے آپ کے نبی صاحب کا فلسفہ؟

اور (اعجاز احمدی ص۹۰، خزائن ج۱۹ ص۲۰۴) میں یوں ہے: ''مگر چاہئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔''

اس حواس باختگی کا کچھ ٹھکانا ہے؟ اگر کوئی شخص بین السطور نہیں۔ بلکہ حاشیہ پر ترجمہ لکھ دے تو مرزا قادیانی کی اس شرط کے مطابق شرائط پورے نہ ہوئے۔ کیوں صاحبو! بیت کے نیچے اردو کا ترجمہ لکھنا بھی کوئی اعجاز کی شان ہے؟

یہاں میں مرزا قادیانی کے عجز اور قرآن پاک کے اعجاز کو مقابلہ سے دکھاتا ہوں۔ ناظرین سے انصاف کی توقع ہے۔

مرزا قادیانی کا عجز	قرآن پاک کا اعجاز
۱...... زیادہ سے زیادہ جواب کے لئے بیس دن کی اجازت تھی۔	۱...... قیامت تک مہلت ہے کہ اس کے مثل لاؤ۔
۲...... جواب میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے برابر اشعار ہوں اور اردو مضمون کی عبارت بھی مرزا قادیانی سے کم نہ ہو۔	۲...... ایک سو چودہ سورتوں میں سے کوئی صرف ایک ہی سورہ کی مثل بنا لاؤ۔
۳...... قصیدہ نظم ہے۔	۳...... قرآن پاک نثر۔
اور بظاہر معارضہ کلام نثر کا نظم سے سہل ہوتا ہے	
۴...... مخاطب وہ ہیں جن کو نہ عربی تو یسی کا دعویٰ ہے نہ مشغلہ اور نہ ان کی زبان۔	۴...... مخاطب وہ تھے جن کی عربی فصاحت اور بلاغت بے مثل اور دعویٰ اس سے بھی زیادہ اور یہی ان کا مشغلہ اور سرمایہ فخر تھا اور مادری زبان تھی۔

۵.....تحدّی وہ کرتا ہے جس نے لکھا، پڑھا اور ایک زمانہ تک کتب بینی کی۔ اس پر دس سال سے عربی میں اعجاز نمائی کا دعویٰ۔ (پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء)	۵.....مدعی امّی محض (فداہ ابی وامی) اور دعویٰ یہ کہ انا بشر مثلکم میں تمہیں جیسا بشر ہوں۔

اس کے سوا جس قصیدہ میں سینکڑوں غلطیاں صرف، نحو، ادب، بیان، لغت، املاء، عروض، قافیہ کی ہوں۔ پھر اس پر سرقات بلکہ بعض جگہ تو اساتذہ کا پورا مصرعہ اٹھا کر رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ عنقریب تنقید سے ظاہر ہوگا۔ اب حضرات ناظرین انصاف سے مجھے بتائیں کہ ایسا قصیدہ معجزہ ہوسکتا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کی اصطلاح میں مجموعہ اغلاط ہی کا نام معجزہ ہو تو اس پر میرا بھی صاد ہے۔ کیونکہ **لامشاحة فی الاصطلاح** میں نے مرزا قادیانی کے اردو مضمون کا اس وجہ سے جواب نہیں لکھا کہ اس میں مرزا قادیانی نے وہی اپنے سب معجزات گنوائے ہیں جسے بار بار وہ اپنے تالیفات میں بیان فرمایا کرتے ہیں جس کا جواب اس وقت تک ہمارے علمائے کرام کی طرف سے متعدد بار دیا جاچکا ہے۔ اس کے اعادہ سے اس مختصر میں طوالت کے سوا کوئی نفع نہیں۔ البتہ ایک بات نئی یہ ہے کہ مرزا قادیانی (ضمیمہ نزول المسیح ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) میں فرماتے ہیں: ’’میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسینؓ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے، یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راست باز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید ’’من عادا ولیاً‘‘ لی دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔‘‘

مجھے مرزا قادیانی کے علم اور سمجھ پر افسوس ہے کہ ایسی باتیں فرماتے ہیں کہ جن کو سن کر ہنسی آتی ہے۔ اولاً تاریخ شاہد ہے کہ خدا کو گالی دے کر اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کر کے دنیا میں لوگ صحیح وسالم عرصہ تک زندہ رہے تو ولی پر بدزبانی کر کے زندہ رہنا ایک معمولی بات ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کے لئے گرفتار کرنے والے اور ایذائیں دینے والے زندہ رہے اور حضرت امام حسینؓ کا قاتل عرصہ تک زندہ رہا۔ ثانیاً اگر یہ مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی نے نفسانی خواہش سے ان دونوں راست بازوں پر بدزبانی نہیں کی۔ بلکہ خدا نے کی۔ تو سخت افسوس ہے کہ خدا بھی راست بازوں پر بدزبانی کرتا ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنی ذات سے اگر الزام اٹھانا چاہا تو خدا ہی پر اتہام کیا۔ ’’ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند‘‘ **تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً۔** یہاں شاید مرزائی صاحبان یہ فرمائیں کہ تنقید تو لکھ دی لیکن اس کے مقابلہ کا کوئی قصیدہ نہ

کہا تو مجھ سے سن لیں کہ جب مرزائیوں کے علمی مذاق کا یہ حال ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کو اعجاز سمجھتے ہیں تو بقول شخصے: ''اندھے کے آگے روئے اور اپنے دیدے کھوئے۔'' اس کے سوا کیا حاصل۔ ورنہ مرزائیوں میں اگر اس کا مذاق ہوتا اور وہ رطب ویابس میں فرق کرتے تو ضرور اہل علم نے اس طرف توجہ کی ہوتی۔ مگر بقول...... تا بدر ابدر روزہ باید رسانید کے موافق ایک قصیدہ تیار کیا گیا ہے جو مرزا قادیانی کے قصیدہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ جس کو اہل علم جانچ سکتے ہیں۔

اب قادیانی حضرات اپنے قصیدہ کی غلطیاں تو دیکھ لیں اور معلوم کر لیں کہ کیسی کیسی شرمناک غلطیاں مرزا قادیانی نے کی ہیں۔ اس سے ان کے اعجاز کی قلعی تو اہل علم پر بخوبی کھل گئی۔ اس کے بعد بھی بعض قادیانی کہتے ہیں کہ اگر اس میں غلطیاں ہیں تو اس کے مقابل قصیدہ لکھنا زیادہ آسان ہے۔ اس کا جواب بھی ''فیصلہ آسمانی'' میں دیا گیا ہے۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر جواب بھی ہم لکھ دیں اور آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ مگر یہ بتایئے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ آپ کے راہ راست پر آنے کی امید نہیں ہے۔ کیونکہ بارہا اس کا تجربہ ہولیا اور ایسے ایسے صریح اور بدیہی باتوں میں مرزا قادیانی کا کذب اس طرح ظاہر ہوا کہ خاص وعام کسی کو مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں شبہ نہیں رہا۔ مگر جس کا قلب مرزا قادیانی کی محبت سے تاریک وظلمت کدہ ہو چکا تھا وہ صاف نہ ہوا اور اس میں صداقت اور راستی کی روشنی نہ پہنچی۔ وہ اسی طرح مرزا پرست رہے۔ جس طرح بت پرست رہتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

۱...... اسی (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۸) میں لکھتے ہیں: ''اگر یہ (مولوی ثناء اللہ) سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشین گوئی کو جھوٹی تو کر دیں۔''

(پھر اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸) میں لکھتے ہیں: ''وہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔''

اس پیشین گوئی کو دیکھا چاہے کہ نہایت زور سے مولوی صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ ''وہ ہرگز نہ آئیں گے۔'' یہ پیشین گوئی ایسی ہے کہ ہر خاص وعام اس کا فیصلہ کر سکتا ہے اور اس کے جھوٹے اور سچے ہونے کی شہادت دے سکتا ہے۔ مگر نہایت صفائی سے یہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی اور مرزائیوں نے ایسی روشن شہادت کی طرف توجہ نہ کی۔ اس پیشین گوئی کے بعد ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء کو مولوی (ثناء اللہ) صاحب قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کو بذریعہ رقعہ کے اطلاع دی۔

مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے اور گھر میں بیٹھے گالیاں دیتے رہے۔ وہاں جتنے مریدین موجود تھے۔ جنہیں مرزا قادیانی کی مذکورہ پیشین گوئی بھی معلوم تھی اور مولوی صاحب کا قادیان میں خاص پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے پہنچ جانا اور خط وکتابت کرنا، معائنہ کررہے تھے۔ مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی غلط ہوئی اور مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔ اس کے بعد اور مرزائیوں کو خبر ہوئی۔ مگر کسی نے ان کے جھوٹے ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ یہ پیشین گوئی اسی رسالہ میں ہے۔ جس کے اعجاز کا دعویٰ ہورہا ہے اور اس وقت ہم اس کی غلطی دکھارہے ہیں۔ جب اسی رسالہ کی ایک پیشین گوئی صریح غلط ہوگئی اور کسی نے خیال بھی نہ کیا۔ اسی طرح دوسری پیشین گوئی یعنی قصیدہ کا جواب ہونا غلط ثابت کردیا جائے گا تو بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ ایک پیشین گوئی کا غلط ہوجانا ان کے کاذب ہونے کی پختہ دلیل ہے اور ایسی دلیل ہے جس کی صداقت کی شہادت آسمانی کتابیں دے رہی ہیں۔ اس مذکورہ پیشین گوئی کا غلط ہونا مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک کامل دلیل ہے۔ خوب یاد رکھئے اور اس کی تفصیل (الہامات مرزا ص۱۰۶) سے آخر تک ملاحظہ کیجئے۔

۲...... منکوحہ آسمانی کی نسبت مرزا قادیانی اپنا الہام بیان کرتے ہیں: ''خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جس کی درخواست کی گئی۔ ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۶، خزائن ج۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی اس کلام میں معمولی طور سے اس کے نکاح میں آنے کی صرف پیشین گوئی نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت استحکام اور یقین سے اس کے وقوع میں آنے کو بیان کرتے ہیں۔ ان کے دو جملوں پر نظر کی جائے۔ پہلا یہ کہ: ''خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے۔''

اس کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں قرار پاچکا ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہو تو بالضرور یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ اس کا علم کسی وقت غلط بھی ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ) یا یہ کہنا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا اور جو بات اس کے علم کے خلاف تھی۔ اسے علم الٰہی کہہ کر درپردہ خدا پر الزام لگایا۔ دوسرا جملہ یہ کہ: ''وہ (لڑکی) ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔''

یہ جملہ آفتاب کی طرح روشن کر رہا ہے کہ اس نکاح کے جتنے موانع پیش آئیں گے وہ سب دور ہوں گے اور انجام کار یہی ہوگا کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا اور نہایت مستحکم پیشین گوئی بالکل غلط ثابت ہوئی۔ یہ پیشین گوئی ۱۸۸۸ء میں بذریعہ اشتہار مرزا قادیانی نے مشتہر کی تھی۔ اب اس صاف صریح اور قطعی قول کے بعد کسی شرط کو پیش کرنا یا یہ کہہ دینا کہ اس کا شوہر ڈر گیا یا ایمان لے آیا۔ کیسا صریح فریب ہے۔ بھائیو! ذرا پیشین گوئی کے الفاظ و مضمون کو ملاحظہ کرو۔ وہ کس صفائی سے ظاہر کر رہے ہیں کہ اس کے لئے شرط ہو یا نہ ہو اور اس کا شوہر ڈرے یا نہ ڈرے۔ ایمان لائے یا سرکشی کرے وہ لڑکی ہر طرح مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی جو مانع پیش آئے گا۔ وہ دور ہوگا۔ اگر اس کا نکاح میں آنا کسی شرط پر موقوف ہے تو وہ شرط پائی جائے گی۔ اس کے بعد وہ نکاح میں آئے گی۔ ورنہ اگر کوئی ایسی شرط ہے جو اس کے نکاح کو مانع ہے وہ ہرگز نہ پائی جائے گی۔ اسی طرح اس کے نکاح میں آنے کے لئے اگر اس کے شوہر کا ڈرنا اور ایمان لانا نکاح کا مانع ہے تو وہ ہرگز ایمان نہ لائے گا اور اگر بالفرض کسی وقت وہ ڈرے گا تو مرزا قادیانی کی زندگی میں وہ سرکشی کرے گا اور یہ مانع دور ہوگا اور انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ یہ پیشین گوئی تو اسی وقت سچی ہوسکتی ہے کہ ہر ایک مانع دور ہو کر اس کا ظہور ہو۔ یہ کہہ دینا کہ پیشین گوئی شرطی تھی یا اس کا شوہر ڈر گیا تھا۔ اس لئے وعید ٹل گیا اور اس کا شوہر نہ مرا۔ اس وجہ سے وہ وعدہ بھی ٹل گیا۔ کیسی سخت جہالت یا نہایت بدیہی مغالطہ ہے۔ کیونکہ پیشین گوئی تو یہ ہے کہ جتنی باتیں اس نکاح کی روکنے والی ہیں وہ سب دور ہوں گی اور انجام میں وہ لڑکی نکاح میں آئے گی۔ یہ نہیں ہوا۔ یہ ایسی صاف بات ہے کہ کسی جاہل پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ الغرض ایسی صریح پیشین گوئی ہوئی۔ مرزائیوں کی نظر حق میں ایسی جاتی رہی ہے کہ انہیں ایسی بدیہی بات بھی نہیں سوجھتی۔ یہ پیشین گوئی متعدد اشتہاروں اور مختلف رسالوں میں اسی قسم کے الفاظ سے شائع ہوئی ہے۔ مثلاً ۱۸۹۱ء میں ایک اشتہار حقانی پریس لدھیانہ میں چھپا ہے اور (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵) میں اس پیشین گوئی کو لکھا ہے اور مذکورہ الفاظ سے بھی زیادہ اس میں اس کی صراحت ہے کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ (فیصلہ آسمانی حصہ۲ ص۱۱۱) میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ جب ایسی صاف پیشین گوئیاں غلط ہوئیں جن کی غلط ہونے کو خاص و عام نے مشاہدہ کر لیا۔ ان کا جھوٹا ہونا انہیں نظر نہ آیا یا تعصب سے اس کا اقرار نہیں کرتے تو قصیدہ کے جواب کی حالت تو ان کے مولوی بھی نہیں جان سکتے۔ اس کا اعتراف وہ کیا کریں گے۔

غنیمت حسین مخدوم چکی مونگیری!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحمدہ حامداً ومصلیاً ومسلماً

مقدمہ

۱...... جب کسی زبان کے قواعد مدون ہو جائیں تو اس زبان کا تمام کلام ان قواعد کے ماتحت ہوگا اور جو کلام اس کے مطابق نہ ہوگا۔ وہ صحیح نہ ہوگا اور جو صحیح نہ ہوگا فصیح نہ ہوگا اور جو فصیح نہ ہوگا وہ بلیغ نہ ہوگا اور جو بلیغ نہ ہو وہ معجز کیونکر ہو سکتا؟

۲...... یہ قصیدہ بحر طویل میں لکھا گیا ہے اور اس کا وزن سالم فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن مکرر ہے اور اس کا قافیہ یظہر بجمرّ وا، سکر وغیرہ ہے۔

۳...... کسی غیر کے کلام کا اخذ سرقہ ہے۔ اگر اس سے بہتر نہ ہو ورنہ حسن اخذ ہے۔

قافیہ...... مصرعہ یا بیت کے آخر ساکن سے لے کر اول ساکن جو اس سے قبل ہو مع متحرک ما قبل کا قافیہ کہتے ہیں جس طرح اس قصیدہ میں اوائل کے تین شعر کے آخر میں لفظ وغر، عذر، صبّروا ہے۔ آخر ساکن واو اور اول ساکن اس سے قبل غین، زا، ہا اور متحرک ما قبل واو، عین، صاد ہے۔ اسی مجموعہ کو علم القوافی میں قافیہ کہتے ہیں۔

روی...... قافیہ کے حرف اصلی کو روی کہتے ہیں۔ بشرطیکہ نون تنوین، نون زائدہ خفیفہ وثقیلہ، مدہ زائدہ جیسے اضربا واضربوا، ضمیر جیسے اسبابہ وابوابہ، تاء تانیث جیسے ضاربۃ وناظرۃ یعنی وہ تاء جو حالت وقف میں ہا ہو جائے، نہ ہو۔

قافیہ موسس...... اگر روی کے پہلے مدہ نہ ہو بلکہ دوسرا حرف ہو خواہ وہ ساکن ہو یا متحرک۔ لیکن اس کے قبل الف ہو۔ جیسے اس قصیدہ میں صراصر، بنادر، میں حرف صاد ودال ہے تو اسے دخیل کہتے ہیں اور قبل دخیل کے جو الف ہے اسے تاسیس اور الف کے پہلے جو فتحہ ہے اسے رس اور قافیہ کو موسس کہتے ہیں۔

عیب اجارہ...... اگر روی کسی حرف بعید المخرج سے مختلف ہو تو اسے عیب اجارہ کہتے ہیں۔ جس طرح اس قصیدہ میں حرف روی را، ہے اور بعض اشعار میں قافیہ زیغ ہے۔ اس کو عیب اجارہ کہیں گے۔

عیب اقواء واصراف...... مجریٰ (حرکۃ حرف روی) کا حرکۃ متقاربۃ سے اختلاف کو اقواء اور حرکۃ متباعدہ سے بدلنے کو اصراف کہتے ہیں۔ جس طرح اس قصیدہ کا مجریٰ رفع ہے۔ اول کی مثال اس میں الضر ہے۔ جس میں رفع کسرہ سے بدل گیا اور دوسرے کی مثال تکدر ہے جس میں رفع فتحہ سے بدل گیا۔

اقواء، عیب ہے مگر واجب الاجتناب نہیں اور اصراف اور اجارہ اعیب (سخت ترین عیب) اور واجب الاجتناب ہیں۔

سناد التاسیس...... جو عیب حرف روی سے پہلے اختلاف حروف یا حرکات کی وجہ سے ہوں اسے سناد کہتے ہیں۔ اگر قافیہ غیر موسسہ موسسہ سے بدل جائے جس طرح اس قصیدہ میں نبدر کی جگہ نبادر اور صرصر کی جگہ صراصر ہے تو اسے عیب سناد التاسیس کہیں گے۔

قصیدہ میں جو سرقات دکھائے گئے ہیں ممکن ہے کہ مرزائی حضرات اس کا یہ جواب دیں کہ یہ توارد ہے اور شعراء متقدمین سے بھی ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ امراء القیس کہتا ہے۔

وقوفا بھا صحبی علی مطیھم
یقولون لا تھلک اسی وتجمّل

اور طرفہ بن العبد صاحب معلقہ ثانیہ کا بھی بعینہ یہی شعر ہے۔ سوا اس کے کہ اس کا قصیدہ دالیہ ہے۔ بجائے تجمل کے تجلد ہے۔ پھر اگر مرزا قادیانی سے توارد ہوا تو کیا برا ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر توارد اور سرقہ کے لئے کوئی حد فاصل نہ ہو تو ہر شخص تمام اساتذہ کے کلام کو اپنا کلام کہہ کر یہ جواب دے سکتا ہے کہ توارد ہے۔ اس لئے ضرور ہوا کہ توارد کے لئے کوئی حد قائم کی جائے اور جہاں تک غور کیا گیا ہے توارد کے لئے امور ذیل حد فاصل ہیں اور ہوسکتے ہیں۔

۱...... جن دو شعراء کے کلام میں توارد ہو وہ دونوں اپنے زمانہ کے مشاہیر شعراء سے ہوں اور ان کے معاصرین شعراء نے ان کو شاعر مان لیا ہو۔

۲...... پہلے شاعر کا کلام مشہور اور شائع نہ ہو۔

اب اگر اس میزان میں ہم مرزا قادیانی کو تولیں تو وہ بالکل بے وزن ہوں گے۔ کیونکہ نہ مرزا قادیانی مشاہیر شعراء سے ہیں۔ تمام عمر میں صرف ایک قصیدہ یہ لکھا اور وہ بھی بحر طویل میں جو سہل ترین بحور سے ہے۔ اس کے سوا دو چار قصیدے دس بیس شعر کے اور بھی ہیں۔ کیا اس سے کوئی مشہور شاعر کا معزز لقب پا سکتا ہے؟ اور کیا مرزا قادیانی کو اور ان کے کلام کو شعراء معاصرین نے بلیغ مان لیا؟ ہرگز نہیں، اور جس کلام سے مرزا قادیانی نے سرقہ کیا ہے یعنی سبعہ معلقہ وغیرہ وہ اس قدر مشہور اور شائع ہے کہ عرب کیا عجم کے بھی معمولی عربی پڑھنے والے بچوں کے نوک زبان پر ہے۔

اب حضرات ناظرین اہل انصاف سے حسب ذیل سوال ہیں۔

۱...... مضمون بالا کے دیکھنے کے بعد کیا اب بھی آپ یہ فیصلہ کریں گے کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں توارد ہے؟

۲...... کیا اب بھی مرزا قادیانی کی طرف سے یہ عذر گناہ ہوسکتا ہے کہ اگر یہ سرقہ ہے تو شعراء متقدمین نے بھی ایسا کیا ہے؟ اور توارد بھی ایک آدھ جگہ ہو تو خیر۔ صرف اس ایک قصیدہ میں متعدد اور متتابع ہے۔ میرے خیال میں کوئی سمجھدار ذی علم ایسا نہیں کہہ سکتا۔ ہاں اگر مرزائی حضرات ایسا فرمائیں تو میں اسے کہنے پر مجبور ہوں کہ مرزا قادیانی کا سارا قصیدہ میرا ہے اور یہ بھی ایک توارد ہے۔

تنقید

۱...... ایــا ارض مــد قــدِ دفــاک مــدمــر

اس میں مرزا قادیانی نے مد کے منصرف ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے۔ ''مد عربی علم ہے عجمی نہیں۔ مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔''

(اعجاز احمدی ص۳۹، خزائن ج۱۹ ص۱۵۰)

کیا مرزا قادیانی بتا سکتے تھے کہ کس زمانہ میں کس مسلمان نے اس موضع کا نام مد رکھا تھا۔ حالانکہ مد سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی خوشی کے ہیں اور بخوبی ممکن ہے کہ قدیم باشندوں نے اس کا نام مد رکھا ہو اور چونکہ یہ عجمہ ساکن الاوسط ہے۔ اس لئے منصرف ہے۔ جیسے نوح، لوط وغیرہ۔

۲...... دعوت کذوباً مفسداً صیدی الذی

کـحـوت غـدیـرا خـذہ لا یـعـزّر

مصرعہ اولیٰ میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... صیدی الذی کی ترکیب صحیح نہیں۔ اس لئے کہ یہ نہ ماقبل کی صفت ہے کیونکہ ماقبل نکرہ ہے اور یہ معرفہ، اور نہ عطف بیان ہے۔ کیونکہ عطف بیان میں ضروری ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ سے ایسی توضیح ہو جائے جس سے مخاطب سمجھ لے اور یہاں معلوم ہی نہیں کہ اس سے کون شخص مراد ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ ہیں تو مرزا قادیانی نے آگے چل کر دو شعر کے بعد ان کا نام لے کر وضاحت کی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محض اس سے پوری توضیح نہیں ہوئی اور نہ یہ

بدل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ بدل میں متبوع مقصود نہیں ہوتا اور یہاں دونوں مقصود ہیں۔

۲...... یہاں صلہ اور موصول سے لانے کا موقع نہیں۔ افسوس ہے کہ دعویٰ اعجاز اور یہ معلوم ہی نہیں کہ موصول کس جگہ لاتے ہیں۔

۳...... وجائک صحبی ناصحین کاخوۃ
یقولون لا تبغوا ھوی وتصبروا

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... مدعی رسالت ایسے شاعر کے کلام سے اخذ کرتا ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے بادشاہ گمراہ فرمایا ہے۔ یعنی ''امراء القیس'' مرزا قادیانی نے اس کے جس شعر سے سرقہ کیا ہے وہ یوں ہے۔

وقوفا بھا صحبی علی مطیھم
یقولون لاتھلک اسیٰ وتجمل

۲...... مرزا قادیانی چونکہ شاعر کے کلام کو سمجھے نہیں اس لئے مرزا قادیانی کے کلام میں یہ شعر جو کہ نہایت ہی فصیح وبلیغ تھا، مہمل اور لغو ہو گیا۔ کیونکہ دوسرے مصرعہ میں امرؤ القیس کے ساتھی اس کو کلمات تشفی آمیز کہتے ہیں کہ غم سے ہلاک نہ ہو اور صبر کر۔ لیکن مرزا قادیانی کے اصحاب اپنی مخالفین سے کہتے ہیں کہ ہوا وہوس کی طرف میل نہ کرو اور صبر کرو۔ صبر کی تعلیم اپنے لوگوں کو کرنا چاہئے کہ مخالفین کے ظلم پر صبر کرو نہ کہ مخالفین کو کہ ہمارے ظلم پر صبر کرو۔ بریں عقل ودانش بباید گریست!

۵...... فجاء وابذلب بعد جھدا ذابھم
ونعنی لناء اللہ منہ ونظھر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... عنی کا صلہ من نہیں بلکہ با آتی ہے۔ عنی بہ کہتے ہیں عنی منہ نہیں کہتے۔

۲...... یہاں تظہر بالکل لغو ہے۔ کیونکہ عطف ہے۔ نعنی پر تو عبارت یہ ہوگی۔ ونظھر لناء اللہ منہ۔ اس کو مجذوب کی بڑ کے سوا اور کیا کہا جائے گا۔ اس کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے۔ ''ونعنی بہ ابا الوفا وھو یھذرک''

۸...... وارضی اللئام اذا دنا من ارضھم
علی النار مشاھم وقد کان یظھر

مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے اور فساد دو جگہ ہے۔ تقطیع وارضل فعولن لئام اذا مفاعلین دنا من فعولن ارضهم فاعلن۔

۹...... تکلم کالا جلاف من غیر فطنة

ویاتیک بالاخبار من کان ینظر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... اجلاف بمعنی ''کمینے'' عربی میں نہیں۔ بلکہ پنجابی زبان میں اس معنی میں بولتے ہیں۔ یہ شعر بھی انہیں اشعار سے ہے جو مرزا قادیانی کے طبع وقاد کا نتیجہ ہیں۔

۲...... مصرعہ ثانیہ سرقہ ہے طرفۃ بن العبد صاحب معلقہ ثانیہ سے۔ پورا شعر اس کا یوں ہے۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاهلاً

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

افسوس اس پر ہے کہ اس بیچارے شاعر کا مصرعہ اولیٰ بھی مرزا قادیانی کے دستبرد سے نہ بچا۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

سیبدی لک الرحمن مقسوم حبکم

اور جن کو عربی زبان کا ذوق سلیم ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں مصرعوں کا اخذ کیسا بھونڈا اور قبیح ہے۔

۳...... ویاتیک واو عاطفہ ہے اور معطوف علیہ کا پتہ نہیں جس پر عطف ہو۔ مرزا قادیانی کی زبان سے مصرعہ اولیٰ کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔ تکلم کالزنیم من غیر فطنة، اور میں یوں عرض کرتا ہوں۔ تکلم کالا شراف من غیر فتنة

۱۱...... فلما التقی الجمعان للبحث والوغا

التقی الجمعان کا استعمال جنگ کے لئے ہے نہ بحث کے لئے۔ موضع مد میں جنگ ودغا تو تھا نہیں۔ البتہ مناظرہ ومباحثہ تھا۔ قرآن مجید میں ہے۔ ''ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن (آل عمران)'' علاوہ اس کے وغیٰ کا املاء غلط ہے۔

۱۲...... واو جس خیفة شره بعض رفقتی

لما عرفوا من خبث قوم تنمروا

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ واوج فعول س خیفة شر مفاعلتن رہ بع فعولن رفقتی مفاعلن۔

۲...... مصرعہ ثانیہ میں عرف کا صلہ من لایا ہے اور ترجمہ بمعنی علم کیا ہے۔ حالانکہ جب عرف بمعنی علم آتا ہے تو وہ بنفسہ متعدی ہوتا ہے۔ عرفہ ای علمہ! یوں کہنا تھا۔ عرفوا خبث قوم۔ البتہ لام کے ساتھ بھی اس معنی میں اس کا صلہ آیا ہے۔ جیسے ''انا اعرف للمحسن والمسی ای لا یخفی علی ذلک''

۳...... ''اوجس'' کے معنی اخفا کیا، معلوم کیا ہیں نہ پوشیدہ طور پر دلوں میں خوف ہوا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح مصرعہ ثانیہ کا ترجمہ غلط ہے۔ اس لئے کہ اس مصرعہ کے معنی یہ ہیں کہ درندہ قوم کے خبث کو انہوں نے معلوم کرلیا۔ نہ وہ معنی جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں۔ یعنی قوم کی درندگی معلوم کرلی۔

۱۴...... واعطاهم الرحمن من قوة الوغی

وایدهم روح امین فابشروا

اعطا دوسرے مفعول کی طرف بنفسہ متعدی ہوتا ہے من کے ساتھ اس کا صلہ نہیں آتا۔ اعطاہ شیئاً کہتے ہیں۔ من شی نہیں بولتے۔ علاوہ اس کے روح امین کو تائید کا فاعل عامی مسلمان بھی نہیں سمجھتا، شرک ہے۔ چہ جائیکہ نبی صاحب شریعت۔

۱۵...... وکانّ جدال یطرد القوم بالضحی

الی خطة اومیٰ الیها المعشر

مصرعہ ثانیہ میں اگر معشّر پڑھیں تو وزن فاسد، تقطیع الیٰ خط فعولن طۃ اومی مفاعیلن الیہل فعولن معشر فاعلن اور اگر معاشر پڑھیں تو وزن صحیح لیکن قافیہ اور املاء دونوں غلط ہیں۔

۱۶...... تحروا لهذا البحث ارضاً شجیرة

الیٰ الجانب الغربی والجند جمروا

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... تحری کے معنی قصد کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔ ''تحری الامر ای یقصده''، نہ اختیار کے۔

۲...... ارضاً شجیرۃ کا ترجمہ ایک زمین جس میں ایک درخت تھا غلط ہے۔ ''ارض شجرة

ای کثیر الشجر اس ''زمین کو کہتے ہیں جس میں بہت درخت ہوں۔ اس کی جگہ ''مکان شجر ای ذو شجر '' کہنا چاہئے۔

۳...... دوسرے معرعہ کے ترجمہ میں الجند کا ترجمہ ''ہمارے دوست'' نہ معلوم مرزا قادیانی نے کس لغت سے لکھے ہیں اور اس کے سوا ''جمروا'' کو ضمہ دے کر اس کا ترجمہ ''ٹھہرائے گئے'' کیا ہے حالانکہ جمع ہونے کے معنی میں لازم ہے نہ متعدی عرب کا محاورہ ہے جمر القوم علی الامر ای تجمعوا ''ٹھہرائے گئے'' ترجمہ غلط۔

اس جگہ اور اس کے سوا میں نے ترجمہ کی غلطی کو بھی اغلاط میں اس وجہ سے شمار کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو اس کی تحدی کی ہے اس میں ترجمہ کو بھی شامل کیا ہے۔ چنانچہ قصیدہ کے ص ۹۰ میں فرماتے ہیں: ''مگر چاہئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔'' اور ص ۳۶ میں ہے۔ وہ بھی ایک نشان ہے۔

۱۸...... کان مقام البحث کان کاجمۃ
به الذئب یعوی والغضنفر یزؤر

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... اگر الاجمۃ کے جیم کو بالفتح صحیح پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون پڑھیں تو وزن صحیح اور لفظ غلط۔

۲...... الاجمۃ مونث ہے۔ دوسرے معرعہ میں ''بہ'' ضمیر مذکر اور مرجع مونث۔ فیا للعجب

۳...... سرقہ ہے تأبط شرا کے دوسرے معرعہ سے اس کا شعر یوں ہے۔

وواد کجوف العیر قفر قطعته
به الذئب یعوی کالخلیع المعیل

(نہایۃ الارب فی شرح معلقات العرب مطبوعہ مصر ص ۲۵)

اور لطف یہ ہے کہ اس سے مرزا قادیانی کا سرقہ صاف ظاہر ہے۔ اگر توارد ہوتا تو بہا الذئب کہتے۔ باوجود اجمۃ لفظ مونث لانے کے پھر بہ الذئب کہنا بتارہا ہے کہ بیچارے ''الہاماً للشیر'' یہ نقل کر رہے ہیں۔ حالانکہ شاعر کے معرصہ اولیٰ میں وادی کا لفظ مذکر ہے۔ یہ بھی خدا کی طرف سے ان کی تکذیب کے لئے ایک نشان ہے۔ معرصہ اولیٰ کی اصلاح ملاحظہ ہو: کان مقام البحث کالاجم الذی. الخ

۱۹...... وقـــام لـنـسـاء الله يـغـوى جـنـوده

ويـغـرى عـلـى صـحـبـى لـئـا مـاً ويـهـذر

یغری علی صحبی غلط ہے۔ اغرا کا صلہ علی نہیں آتا اغراہ بہ محاورہ ہے۔ یوں کہئے یستحض علی صحو لئا ما ویھذر۔

۲۰...... وكـان طـوى كـشـحـاً عـلـى مستكنة

ومـا راد نهج الـحـق بـل كـان يـحـجـر

افسوس مرزے نے کہاں کہاں ہاتھ بڑھایا لسان العرب میں مستکنۃ کے لغت میں پورا شعر عبدۃ ابن الطبیب کا اس طرح نقل کیا ہے۔

وكـان طـوى كـشـحـا عـلـى مستكنة

فـلا هـو ابـداهــا ولـم يـتـجـمـم

اس کا پورا مصرعہ اولیٰ مرزا قادیانی نے نقل کیا ہے۔ کل قیامت کو مرزا قادیانی کا دامن ہوگا اور اس شاعر کا ہاتھ۔

علاوہ اس کے ترجمہ میں بھی مرزا قادیانی نے یہ غلطی کی ہے کہ کینہ کا لفظ بڑھا دیا۔ حالانکہ شعر میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ کینہ کیا جائے۔

۲۲...... واظـهـر مـكـرا سـولـت نـفـسـه لـه

ولـم يـرض طـول الـبـحـث فالقوم سحروا

یہاں خاص مکر کا بیان ہے۔ یعنی طویل بحث سے انکار اس لئے مکر کو معرف باللام لکھنا تھا۔

۲۳...... فـشـق عـلـى صـحـبـى طـريـق ارادة

وقـد ظـن ان الـحـقّ يـخـفـى ويـسـتـر

ظن اگر معروف ہے اور مرجع اس کا صحبی ہے جیسا کہ مرزا قایانی کے ترجمہ سے ظاہر ہے تو صحبی جمع ہے اور ضمیر راجع واحد اور اگر مجہول ہے تو ترجمہ غلط ہے۔ اسی لئے پہلے عرض کیا ہے کہ مترجم اور مؤلف دو ہیں۔

۲۴...... رؤا هـرج بـهـتـان لـشـاد وتـعـمـر

فـقـالـوا لـحـاک الله کـيـف تـزور

مصرعہ اولیٰ میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... شاد الحائط محاورہ ہے۔ دیوار کو گچ کرنا یا چونا وغیرہ پھیرنا اور "شاد البناء" بنیاد اونچی کرنے کو کہتے ہیں۔ اب تشاد البرج کے معنی قلعہ میں چونا وغیرہ پھیرے جانے کے ہوئے اور تعمر کے معنی بنائے جانے کے۔ حاصل یہ ہوا کہ قلعہ بنائے جانے سے پہلے سفیدی پھیری گئی۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی بلاغت۔

۲...... برج مذکر ہے اور تشاد اور تعمر میں ضمیر راجع مونث۔ یوں ہی فرما دیجئے۔ دونوں غلطیاں نکل جائیں گی۔ ـ راو برج بهتان يبنی ويعمر

۲۵...... اقل زمان البحث مقدار ساعة

فلم يقبل الحمقى وصحبى تنفروا

تنفر جس طرح اردو میں نفرت کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ عربی میں نہیں آتا۔ ہاں انفرکرہ کے معنی میں آتا ہے اور اس کا صلہ عن اور من کے ساتھ لاتے ہیں۔ جیسے نفرت القوم عن کذا اور نفرت من صحبة فلان اى كرهوه۔ یونہی کہئے

فلم يقبل الحمقى وصحبى تنفروا

یعنی میرے دوست جوش میں آگئے۔ تنفر الرجل اى غلا جوفه غضباً۔ دیکھئے مضمون کتنا بلند ہو گیا۔

۲۶...... رضوا بعد تكرار وبحث بثلثها

وفى الصدر حزاز وفى القلب خنجر

مصرعہ ثانیہ ماخوذ ہے۔ شماخ کے مصرعہ سے لسان العرب میں حزاز کے بیان میں اس کا پورا شعر یوں ہے۔

فلما شراها فاضت العين عبرة

وفى الصدر حزاز من الهم حامز

اور اخذ بھی قبیح کیونکہ شماخ کے ہاں جو مصرعہ ثانیہ کو پہلے مصرعہ سے تناسب لطیف تھا مرزا قادیانی نے اسی قدر بے لطف کر دیا۔ جیسا کہ اہل فہم سے مخفی نہیں۔ علاوہ اس کے دل میں خنجر مرزا قادیانی کا نیا ایجاد کردہ محاورہ ہے۔ ہاتھ میں، پہلو میں، بغل میں خنجر سنا تھا دل میں خنجر مرزا قادیانی ہی کے دیکھا۔ یونہی کہہ دیتے۔

وفى الصدر حزاز من الهم بائر

تو یہ رکاکت نہ رہتی۔ اگر چہ شاخ کا ساتناسب تو پھر بھی نہ ہوتا۔ مگر دل سے خنجر نکل جاتا۔ اس کے سوا اس قصیدہ میں اسکان متحرک اس قدر ہے کہ اگر صرف اسی کا استقصاء کیا جائے تو بجائے خود ایک رسالہ ہو جائے۔ چنانچہ اس شعر میں بحث کی حا اور ثلث کا لام متحرک ہے۔ دونوں کو ساکن کر دیا گیا ہے۔

۲۷...... دفاهم عماهات الاناس وحمقهم
راومد قوم والمدیے قد شهروا

مصرعہ ثانیہ میں کئی غلطیاں ہیں۔

۱...... وزن فاسد، تقطیع: راومد فعولن قوم دل مفاعیلن مدی قد فعولن شہروا فاعلن۔

۲...... جب کہ قوم کا ذکر پہلے آ چکا ہے تو یہاں معرفہ لانا تھا اور مد القوم کہنا تھا۔

۳...... تشہیر السیف محاورہ ہے نہ تشہیر المدی۔ چنانچہ شهر سیفه اس وقت بولتے ہیں جب کسی نے تلوار کو نیام سے باہر نکال لیا۔

۴...... اس مصرعہ کا ترجمہ مرزا قادیانی نے یوں کیا ہے: ”موضع مد کو انہوں نے ایسی صورت میں دیکھا جو چھریں نکالے ہوئے ہیں۔“ شاعر نے شہروا کی جمع کی ضمیر قوم کی طرف پھیری ہے اور مترجم نے مد کی طرف۔ من چہ می سرائم وطنبورہ من چہ می سراید۔ اسی وجہ سے میں کہہ چکا ہوں کہ شاعر اور ہے مترجم اور۔

۲۸...... فصاروا بمد للرماح دریة
ویعلمها احمد علی المدبر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... یعلمها کی ضمیر مفعول اگر شعر سابق کے معنی کی طرف پھرتی ہے تو مذکر چاہئے۔ کیونکہ قاعدہ یہی ہے۔ یوں کہئے۔ یعلمه۔ ورنہ مرجع بتایئے۔

۲...... مصرعہ ثانیہ میں احمد کی دال متحرک پڑھیں تو وزن غلط اور ساکن پڑھیں تو وزن صحیح۔ لیکن وجہ سکون ندارد۔ یعنی بقاعدہ عربی کوئی احمد کی دال کو ساکن کرنے والا نہیں۔ ہاں مد کے تیروں نے دال کی حرکت پر نشانہ بازی کی ہو اور اسی کو نشانہ بنایا ہو تو اسے مرزا قادیانی کے یاران طریقت جانتے ہوں گے جو وہاں موجود تھے۔ پھر بھی اس کا مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے۔ ایک تمیمی شاعر کے پہلے مصرعہ سے۔

ولقد اراني للرماح دریة

یہ شعر بھی انہیں تھوڑے اشعار سے ہے جو خاص مرزا قادیانی کے طبع وقاد کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ احمد علی جس طرح اردو میں بسکون دال بولا جاتا ہے۔ اس میں بھی مرزا قادیانی اسی طرح کہہ گئے۔

۳۱...... وان لسان المرء مالم یکن لہ

اصاۃ علی عورا تہ ھو مشعر

اولاً اصاۃ کا ترجمہ مرزا قادیانی نے عقل کیا ہے۔ شاید یہ بھی کوئی الہام لغوی ہو۔ لیکن عربی لغت میں نہیں ہے۔ البتہ اساۃ جمع آسی بیشک ایک لفظ ہے جس کے معنے طبیب کے ہیں۔ ثانیاً شعر کا صلہ با سے لاتے ہیں۔ نہ علی سے شعر بہ محاورہ ہے نہ شعر علیہ۔

۳۲...... یکلم حتی یعلم الناس کلھم

جھول فلا یدری ولا یتبصر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... یعلم افعال قلوب سے ہے جو متعدی دو مفعول سے ہوتا ہے۔ اس کا ایک مفعول جھولاً مذکور ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ افعال قلوب کا جب کہ ایک مفعول مذکور ہو تو دوسرے کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جیسا ترجمہ میں دونوں مفعول ذکر کر دیئے ہیں۔

۲...... جھولاً چاہئے کیونکہ ابطال عمل کی جو شرط ہے وہ یہاں نہیں پائی جاتی ہے۔

۳۳...... لھذا علینا منۃ من اہی الوفا

اری کل محجوب ضیائی فنشکر

دوسرے مصرعہ میں اری ہے۔ جس کے معنے ترجمہ میں مرزا قادیانی نے ''اطلاع دی'' لکھا ہے اور اری جب کہ اعلم کے معنی میں آتا ہے تو تین مفعول چاہتا ہے۔ شاعر نے دو ذکر کئے اور تیسرے کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب اس کا دوسرا مفعول ذکر کیا جائے تو تیسرے کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ ورنہ دونوں کو حذف کرنا چاہئے۔

۳۵...... اری الموت یعتام المکفر بعدہ

بما ظھرت آی السماء وتظھر

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... پہلا مصرعہ ماخوذ ہے۔ طرفہ بن العبد صاحب معلقہ ثانیہ کے مصرعہ اولیٰ سے اس کا شعر یوں ہے۔

ارى الموت يعتام الكرام ويصطفى
عقيلة مال الفاحش المتشدد

لیکن اخذ نہایت ہی قبیح ہے۔ کیونکہ اعتیام کے معنی پسند کرنے کے ہیں۔ طرفہ کے ہاں یہ معنی ہوئے کہ موت عموماً شریفوں اور بزرگوں کو پسند کرتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ موت ان کے مکفر کو پسند کرتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز و بلاغت ہے۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کا مکفر ہی ممدوح اور شریف ہے تو کوئی اعتراض نہیں۔ اس پر میرا بھی صاد ہے۔

۲...... مصرعہ ثانیہ میں جب کہ ظہرت آی السماء موجود ہے تو پھر ظہر مکرر اور حشو ہے۔

۳...... حضرات ناظرین اب ذرا ترجمہ کی لطافت کو بھی دیکھیں۔ ''اب کافر کہنے والا گویا مر جائے گا۔ کیونکہ ہمارے غلبہ سے خدا کا نشان ظاہر ہوا۔'' یہ ترجمہ اس سے کم نہیں جو کسی نے جاءزید کا ترجمہ ''عمر کلکتہ گیا'' لکھ مارا۔

۳۶...... ولما اعتدى الامرتسرى بمكائد
واغرى علے صحبى لئاماً وكفروا

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... پہلے مصرعہ میں اگر الامرتسریّ یا کے رفع کے ساتھ پڑھیں تو وزن غلط اور امرتسری بسکون یا پڑھیں تو وزن صحیح۔ مگر نحوی غلطی ہے۔

۲...... اغری علیہ نہیں آتا۔ اغراہ آتا ہے۔ جیسا مرزا قادیانی نے مطلع میں ''اغراک موغر'' کہا ہے۔ یوں کہہ دیجئے۔

ولما اعتدى الامرتسرى عليهم وحض على صحبى لئا ما و كفروا

۳۷...... فقالوا ليوسف ما نرى الخير ههنا
ولكنه من قومه كان يحذر

اگر لیوسف بسکون تو وزن صحیح اور بقاعدہ نحو اعراب غلط اور لیوسف مفتوح پڑھیں تو وزن فاسد اور اعراب صحیح ہوگا۔

۳۸...... هناك دعوا ربا كريماً مؤيدا
وقالوا حللن ارض رجز فنصبر

ارض رجز میں اضافہ موصوف کی صفت کی طرف ہے اور وہ ممنوع ہے۔ ہاں کوفیوں نے اس کو جائز رکھا ہے۔ جیسے صلوٰۃ الاولیٰ، لیکن ارض مونث ہے اور رجز مذکر۔ حالانکہ صفت

موصوف میں مطابقت چاہئے۔اس لئے یہ بھی غلط ہوا۔

۴۴...... تجنی علی ابو الوفا ابن الھوے

لیبعد حمقی من جنای ویزجر

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ اولی کا وزن فاسد ہے۔ تقطیع: تجنی فعولن علی اہل مفاعلن وفاء ب فعولن للھوی فاعلن۔

۲...... دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے۔امرء القیس کے مصرعہ ثانیہ سے۔اس کا شعر یوں ہے۔

فقلت لھا سیری وارخی زمامہ

ولا تبعدینی من جناک المعلل

لیکن امرء القیس نے اپنے مصرعہ میں جنا کی معلل سے توضیح کر دی ہے اور مرزا قادیانی کے ہاں اجمال ہے اور یہاں توضیح بہتر ہے۔اجمال سے اس لئے اخذ قبیح ہے۔

۳...... احمق کی جمع حمقی بضم حا جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھی ہے،نہیں آتی۔

۴...... یزجر منصوب ہے۔اس لئے کہ معطوف ہے۔لیبعد پر اس وجہ سے یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۴۶...... وما مسہ نور من العلم والھدے

فیا عجباً من بقۃٍ یستنسر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... مس النور محاورہ نہیں۔سند پیش کیجئے۔ہاں ''مس النار'' آتا ہے۔جیسا قرآن مجید میں ہے۔ لن تمسّنا النار الّا ایاماً معدودۃ اور ولولم تمسسہ نار

۲...... مصرعہ ثانیہ بےوزن ہے۔جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

۳...... بقہ یستنسر،اصل ضرب المثل یوں ہے۔جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ ان البغاث بارضنا یستنسر

اور مثل میں تغیر جائز نہیں ہے۔چنانچہ حریری نے ایک جگہ صرف لا بڑھا کر یوں کہا۔ان البغاث بارضنا لا یستنسر۔اس پر ادباء کا اعتراض ہے۔سوا اس کے بقہ مؤنث اور یستنسر میں ضمیر مذکر تستنسر چاہئے اور اخذ میں مرزا قادیانی صیغہ کا خیال ہی نہیں فرماتے۔مذکر کی جگہ مونث اور اس کے برعکس۔اس کی مثال آگے بھی ملے گی۔دیکھو شعر ۶۹،۱۸۔

۴۷...... فلما اعتدی واحسن صحبی انہ
یصرّ علی تکذیبہ لا یقصر

مصرعہ اولیٰ بے وزن ہے۔ تقطیع: فلمع فعولن، تدی واحس مفاعلتن۔

۴۸...... دعوہ لیتہن لموت مزور
مضل فلم یسکت ولم یتحسر

دوغلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ اولیٰ بے وزن ہے۔

۲...... قافیہ میں عیب اقواء ہے۔ لم یتحسر ہوگا۔

۴۹...... وکذب اعجاز المسیح وایہ
وغلطہ کلہا وکان یزور

غلط کذبا خلاف محاورہ ہے کلام عرب سے۔ اس کی سند پیش کیجئے۔ کیونکہ غلط میں ابہام نہیں ہے جو تمیز کا محتاج ہو۔ مرزا قادیانی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تمیز کہاں لاتے ہیں۔ اس کے سوا مصرعہ ثانیہ بھرتی کا ہے۔ ثانیاً یزور میں تکرار قافیہ ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر چوتھے شعر میں یزور موجود ہے۔ اس کو علم القوافی میں عیوب میں شمار کیا ہے۔

۵۰...... وقیل لاملاء الکتاب کمثلہ
فقال کاھل العجب انی ساسطر

مصرعہ اولیٰ بالکل خلاف قواعد ادب ہے۔ قول کا صلہ لام کے ساتھ آتا ہے۔ لیکن لام اس پر لاتے ہیں جس سے کہتے ہیں نہ اس بات پر جس کو کہنا چاہتے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید ''واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا، وقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ''اس کی اصلاح اس طرح ہوسکتی ہے۔ وقیل لہ امل الکتاب بمثلہ۔ یایوں کہئے۔ وقیل لہ ھات الکتاب کمثلہ۔ یایوں کہہ دیجئے۔ وقیل لہ ات الکتاب بمثلہ۔

۵۲...... وکذبنی بالبخل من کل صورۃ
وخطانی فی کل وعظ اذکر

کذب کے بعد مکذب بہ (جس کی تکذیب کہہ دیجئے) آتی ہے۔ چنانچہ لغت میں ہے۔ کذب بالامر تکذیبا ای انکرہ وجحدہ اور قرآن مجید میں بھی اسی طرح ہے۔ کذبوا بالحق، کذبوا بایاتنا کذاباً اور یہ ظاہر ہے کہ بخل مکذب بہ نہیں ہے۔ پھر اس پر

مرزا قادیانی کا بالانا بجز اس کے کہ وہ محاورات عرب سے ناواقف ہوں اور کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ شاعر کا مقصود تو یہ تھا کہ بخل کی وجہ سے نبوت کے دعویٰ میں اس نے ہر صورت سے مجھے کاذب ٹھہرایا۔ لیکن مترجم نے بالبخل کا فائدہ نہیں سمجھا۔ اس لئے ترجمہ میں چھوڑ دیا۔ اس کے سوا "من کل صورۃ" بھی ایک ادیب کی نگاہ میں کھٹکتا ہے۔ اہل عرب صورۃ کا استعمال اس معنی میں نہیں کرتے۔ جس میں مرزا قادیانی نے یہاں کہا ہے۔ یہ اہل ہند کا محاورہ ہے۔ یہ شعر بھی غالباً مرزا قادیانی کے انہیں تھوڑے سے اشعار سے ہے جو ان کے فکر سلیم کا نتیجہ ہیں۔ مصرعہ اولیٰ کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے۔ و کلمنی ولا منی واذلنی۔

۵۳...... فافردت افراد الحسین بکربلا

وفی الحی صرنا مثل من کان یقبر

معلوم نہیں مرزا قادیانی کے وہ اصحاب جنہوں نے رب کریم سے دعا کی تھی۔ کیوں تنہا چھوڑ گئے۔ شاید مولوی ثناء اللہ کا ان پر اثر ہوا اور انہوں نے جھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا اور مرزا قادیانی زندہ درگور ہوگئے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے بھی دوسرے مصرعہ میں اقرار کیا ہے۔

۵۴...... تصدی لانکاری وانکار ابھی

وکان لحقد کالعقارب یابر

کژدم کی نیش کو کینہ کی وجہ سے ٹھہرانا غلطی ہے۔ بلکہ وہ اس کی طبیعت کا تقاضا ہے۔ کیا مرزا قادیانی کو حکیم شیرازی کا قول بھی یاد نہیں۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است

مقتضائے طبیعتش این است

اس کے سوا اس کے قبل تیسرے شعر میں بعینہ یہی مضمون ہے۔ اس لئے یہ شعر بیکار ہے۔ اس کے بعد ص۱۴۴ شعر۵ کی نسبت مرزا قادیانی یوں ارشاد فرماتے ہیں: "ھذا الشعر من وحی اللہ تعالیٰ جل شانہ"

۵۶...... فالفت ھذا النظم اعنی قصیدتی

لیخزی ربی کل من کان یھذر

اعنی بہ تصدیق چاہئے عنی بالقول کذا محاورہ ہے۔ لیکن اس میں مرزا قادیانی کا کیا قصور ہے۔ یہ تو ان کے خدا کی وحی ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیرا۔

۵۷...... وھذا علیٰ اصرارہ فی سوالہ
فکیف بھذا لمستل اغتنی والھر

اصرار کے معنی کسی امر پر اڑ جانے کے اس وقت ہوتے ہیں جب کہ اس کا صلہ علیٰ ہو۔ جیسے امر علی الامر یعنی فلاں امر پر اڑ گیا۔ اس کا صلہ فی لانا غلط ہے۔

۵۸...... ولیس علینا فی الجواب جریمۃ
فنھدی لہ کالا کل ما کان یبذر

مرزا قادیانی نے دوسرے مصرعہ کا ترجمہ غلط کیا ہے: ''اور ہم اس کو ہدیہ کے طور پر اس چیز کا پھل دیتے ہیں جو اس نے بویا تھا۔ صحیح ترجمہ یوں ہوگا اور ہم ہدیہ دیتے ہیں اس کو جو اس نے بویا تھا۔ پھلوں کی طرح۔''

۶۰...... وھذا قضاء اللہ بینی وبینھم
لیظھر ایتہ وما کان یخھر

مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔

۶۳...... ایا محسنیی بالحمق والجھل والرغا
رویدک لا تبطل ضیعک واحذر

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۱...... جس پر احسان ہوتا ہے وہ بلاواسطہ کے مفعول نہیں ہوتا۔ جیسا مرزا قادیانی نے کہا ہے۔ بلکہ موصول بالی ہوتا ہے۔ جیسا قرآن میں ہے: ''احسن کما احسن اللہ الیک'' شاعر کا مقصود تو یہ تھا کہ اے مجھ پر نیکی کرنے والے۔ لیکن وہ ادا نہ کر سکا۔ یوں کہنا تھا۔ ایھا المحسن الیّ!

اور ایا محسنی کے معنے ہوئے اے مجھے خوبصورت بنانے والے اور اپنے لئے شاید مرزا قادیانی یہ کہنا پسند نہ فرمائیں گے۔

۲...... ''رویدک'' روید اسماء افعال سے ہے۔ اس کا مفعول بلاواسطہ آتا ہے۔ جیسے روید زیداً زید کو چھوڑ دے۔ یہاں اس کا مفعول بواسطہ بالانا اور بالحمق والجھل والرغا کہنا غلط ہے۔

۳...... واحذر چاہئے یہ عیب اقواء ہے۔

۴...... رویدک کے بعد واو عاطفہ لانا چاہئے اور ''ولاتبطل صنیعک'' کہنا تھا۔ یہ لطیفہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرزا قادیانی اپنے محسن کو احمق۔ جاہل وغیرہ وغیرہ خطاب سے یاد کر

کے عزت افزائی کرتے ہیں۔"من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" اس کے سوا میں نہیں سمجھتا کہ شاعر کا مخاطب اس شعر میں اور اس کے بعد کون ہے۔ اگر خدا ہے تو رویدک بالحمق والجہل وغیرہ کہنا کس قدر سوء ادبی ہے۔ نعوذ باللہ! اور اگر مولوی ثناء اللہ ہیں تو ان کو معین، منان، ناصر کہنا اور ان کی بخشش کی تعریف کرنے کے کیا معنے۔ جیسا کہ اس کے بعد ہے۔

اتشتم بعد العون والمنّ والندیٰ
اتنسی لدیٰ مد وما کنت تنصر
۶۵...... تریٰ کیف اغبرّت السماء بمائها
اذا القوم آذونی وعابوا وغمروا

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... اگر صحیح اغبرت پڑھیں تو وزن فاسد ہوتا ہے اور اغبرت بسکون الرا پڑھیں تو وزن صحیح۔ لیکن معنی غلط۔

۲...... اغبر السماء ای جدد وقع مطره واشتد اس کے معنے آسمان سے زور کی بارش ہوئی۔ شاعر نے اس کو با کے ساتھ متعدی کر کے آ بیا کہا۔ اس کی سند چاہئے۔ ورنہ غلط ہے۔ سوا اس کے ایسے موقع میں عرب غمروا کا استعمال نہیں کرتے۔ عجمی محاورہ ہے۔

۶۶...... فلا تتخیر مثل غی وشقوة
ولا تبخلن بعد النوال وفکرّ

مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے۔ فکر ہوگا اور معلوم نہیں مرزا قادیانی کا مخاطب یہاں کون ہے۔

۶۸...... باجنحة الاشواق جئنا فناء کم
بما قلمت منکم عطایا فنحضر

مصرعہ اولیٰ کا ترجمہ مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں:"ہم شوق کے بازوؤں کے ساتھ تمہارے گھر آئے ہیں۔" فنا کے معنے گھر نہیں۔ بلکہ سائبان ہیں۔ عبارت یوں ہوئی۔"جئنا باجنحة الاشواق فناء کم" ترجمہ صحیح یوں ہوا۔ ہم لائے شوق کے بازوؤں کو تمہارے سائباں میں۔ اب حضرات ناظرین مجھے بتائیں کہ اس مجذوب کے بڑ کا حاصل کیا ہوا۔ ثانیاً جب جئنا موجود ہے تو پھر نحضر کے تکرار سے کیا فائدہ ہوا۔

۶۹...... وان کنت قد ساء تک امر خلافتی
فسل مرسلی ماساء قلبک واحصر

اولاً پہلا مصرعہ ماخوذ ہے امرءالقیس کے مصرعہ اولیٰ سے۔

وان تک قد ساء تک منی خلیقة
فسلی ثیابی من ثیابک تنسل

لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عادت کے موافق اس اخذ میں تذکیر اور تانیث کا خیال نہ فرمایا اور ان کے خدا نے بھی بذریعہ وحی ان کو اس کی خبر نہ دی۔ امرءالقیس کے مصرعہ میں خلیقۃ مونث ہے۔ اس لئے سائت بھی صیغہ مونث لایا گیا۔ مرزا قادیانی کے ہاں امر مذکر اور صیغہ مونث۔

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

یونہی کہہ دیتے۔

وان کنت قد ساء تک منی خلافتی

ثانیاً دوسرے مصرعہ میں عیب اقواء ہے۔ ہاں ترجمہ کی لطافت کو بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ''اگر تجھے میری خلافت بری معلوم ہوئی ہے تو میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار سے پوچھ کہ کیوں ایسا کیا؟''

۷۰...... اتکفرنی واللہ نوّر دعوتی
اتلعن من ھو مثل بدر منور

مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔ تقطیع اتلع فعول ن من ہومث مفاعلتن ل بدر فعولن منور مفاعلن۔

۷۲...... وانی قتیل الحبّ فاخشوا قتیلہ
ولا تحسبونی مثل نعش ینکر

مرزا قادیانی نے مصرعہ ثانیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور مجھے اس جنازہ کی طرح مت سمجھ لو جس کی ہیئت بدل گئی اور وہ شناخت نہ کیا جائے۔''

مدعی نبوت نے نعش کے معنی جنازہ لکھا ہے۔ اردو میں نعش بمعنی جنازہ آتا ہو۔ لیکن عربی میں نہیں آتا۔ نعش اس پلنگ کو کہتے ہیں جس پر جنازہ لے جاتے ہیں۔ کیا اس پلنگ کی بھی ہیئت بدلتی ہے اور پہچانی نہیں جاتی۔ جب آئمہ لغت کی اصطلاح کی مرزا قادیانی کو خبر نہیں تو

آسمانی وحی کا خدا حافظ ہے۔

تو کارے زمین رانکو ساختی

کہ با آسمان نیز پرداختی

اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔ ولا تحسبونی مثل میت ینکر ۔علاوہ اس کے یہ بات کھٹکتی ہے کہ مرزا قادیانی خواہ قتیل دوست ہی سہی لیکن مردہ سے خوف کی کوئی وجہ نہیں۔ کیا مرنے کے بعد بھی بھوت بن کر لوگوں کو ستائیں گے جو خوف دلا رہے ہیں۔

۷۳..... اطوف لمرضات الحبیب کھائم

واسعی والی مستھام ومعبر

مصرعہ اولیٰ میں اگر مرضات بفتح الراصحیح پڑھیں تو وزن فاسد ہے۔ تقطیع اطوف فعول لمرضا تن چاہئے اور بسکون را پڑھیں تو وزن صحیح مگر لفظ غلط ہے۔

۷۴..... اذا بت محبتہ عظامی جمیعھا

وھبت علی نفسی ریاح تکسر

مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ خط کھینچ دیا ہے تقطیع کر کے کہاں تک بتاؤں۔

۷۵..... ذرو لحرص تفتیشی فالی مغیب

غبار عظامی قد سفتھا صراصر

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱..... حرص کا صلہ علی اور تفتیش کا صلہ عن آتا ہے۔ چنانچہ حرص علی الشیٔ فتش عن الشیٔ محاورہ ہے۔ عبارت یوں ہونی چاہئے: ''ذرو الحرص علی التفتیش عنی''

۲..... غبار عظامی میں خبر مقدم کی ضرورت نہیں۔ جب کہ عظامی غبار کہنے سے بھی وزن درست ہوتا ہے۔ اس کے سوا غبار جو یہاں موصوف ہے اپنی صفت سے بھی قریب ہوگا۔ جو ''قد سفتھا صراصر'' ہے۔

۳..... بقاعدہ علم القوافی صراصر کا قافیہ غلط ہے۔ اس کو عیب سناد التاسیس کہتے ہیں۔

۷۶..... دعالی حسام لا یوخر وقعہ

وصولی علی اعداء ربی مفقر

کیا مرزا قادیانی کو مولوی ثناء اللہ اور محمدی بیگم کے رشتہ داروں کے لئے بد دعا یاد نہیں۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسام فولاد کی نہیں بلکہ کاٹھ کی نمائشی ہے۔

۷۸...... والی ابلغ عن ملیکی رسالة

والی علی الحق المنیر ونیّر

اگر ابلغ بسکون غین پڑھیں تو وزن درست۔ لیکن لفظ اور معنی فاسد ہوں گے اور صحیح ابلغ پڑھیں تو وزن فاسد۔ ثانیاً مرزا قادیانی نے مصرعہ ثانیہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی الحق کو ان کی خبر سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ ان کی خبر یہاں محذوف ہے۔ ''علی الحق المنیر'' خبر نہیں بن سکتی۔ یہاں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف اور مترجم دو شخص ہیں۔

۸۰...... مکین امین مقبل عند ربه

مخلص دین الحق مما یحسّر

مرزا قادیانی نے مصرعہ اولیٰ کے ترجمہ میں مقبل کے لفظ کا ترجمہ چھوڑ دیا اور فی الواقع یہ لفظ یہاں مہمل ہے۔ شاید مرزا قادیانی نے مقبل کو مقبول کے معنی میں سمجھا اور لکھ گئے۔ لیکن مقبل بمعنی مقبول نہیں آتا۔

۸۱...... ومن فتن یخشیٰ علی الدین شرها

ومن محن کانت کصخر تکسّر

خشی لازم ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ''فخشینا ان یرهقهما طغیانا وکفرا'' اس کا مجہول یخشی کیونکر ہو گیا۔ ہاں تخشیہ متعدی ہے۔ جس کے معنی ڈرانے کے ہیں تو ''یخشیٰ'' چاہئے لیکن اس وقت مصرعہ بے وزن ہوگا۔

۸۲...... اری ایة عظمی وجئت اردو کم

فهل فاتک او ضیغم او اغبر

دوسرا مصرعہ بے وزن ہے۔ اس کے سوا شعر مہمل جسکا کچھ حاصل نہیں۔ نہ معلوم مرزا قادیانی کو شیر، بھیڑیے وغیرہ کی کیوں تلاش ہے۔ وہ بن میں جا کر تلاش کریں سب ملیں گے۔

۸۳...... وقال ثناء الله لی انت کاذب

فقلت لک الویلات انت متحسر

اور مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے...... میں نے کہا کہ تیرے پر واویلا ہے تو عنقریب ہلاک کیا جائے گا۔

دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے۔ امرء القیس کے مصرعہ ثانیہ سے پورا شعر یوں ہے۔

ویوم دخلت الخدر خدر عنیزۃ

فقالت لک الویلات انک مرجلی

لیکن اخذ قبیح بلکہ اقبح ہے۔ اس لئے کہ امرء القیس کی محبوبہ عنیزہ اس سے کہتی ہے کہ اے امرء القیس تجھ پر خرابیاں ہیں۔ کیونکہ تو مجھے پیدل کرنے والا ہے اور یہاں شاعر مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تجھ پر واویلا ہے۔ عنقریب ننگا کیا جائے گا۔ نہ معلوم ان کے ننگا ہونے میں شاعر کا کیا نفع اور کیا شوق ہے۔

۸۴...... تعالوا جمیعاً والحتوا القلامکم

واملوا کمثلی اوذرونی وخیّروا

اوّلاً مصرع اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً خیر کے معنی با اختیار کرنا ہے نہ با اختیار سمجھنا۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ مجھے چھوڑ دو اور با اختیار کرو۔

۸۶...... وخیر خصال المرء خوف وتوبۃ

فتوبوا الی اللہ الکریم وابشروا

جب کہ انسان کے عمدہ خصائل میں خوف اور توبہ ہے تو پھر انسان کو دونوں کا پابند ہونا چاہئے۔ مرزا قادیانی دوسرے مصرعہ میں توبہ کی نصیحت کرتے ہیں اور خوف نہیں کرتے۔ بلکہ بجائے خوف کے خوشی مناتے ہیں۔ معلوم نہیں خوف کیوں اڑا دیا۔ ہاں! اگر خوف ہوتا تو پھر یہ مکر و فریب کا کارخانہ ہی کیوں چلتا۔

۸۷...... سئمنا تکالیف التطاول من عدا

تمادت لیالی الجور یاربی انصر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے۔ لبید ابن ابی ربیعہ صاحب معلقہ رابعہ کے اس شعر سے

ولقد سئمت من الحیاۃ وطولها

وسوال هذا الناس کیف لبید

یا اس شعر سے

سئمنا تکالیف الحیوۃ ومن یعش

ثمانین حولا لا ابالک یسئم

سئم الشیٔ اور سئم من الشیٔ محاورہ ہے۔ چنانچہ دونوں کی مثال دونوں شعر میں

ہے۔لیکن جناب مرزا قادیانی نے دونوں محاوروں کو ایک ہی جگہ جمع کر کے یوں فرمادیا۔

سئمنا تکالیف التطاول من عدا

۲...... عدا کا الف غلط۔یوں چاہئے۔عدی۔

۳...... الفعر،میں عیب اقواء ہے۔

۸۸...... وجئتک کالموتی فأحیی امورنا
نغفر امامک کالمساکین فاغفر

دو غلطیاں ہیں:

۱...... اگر امامک صحیح پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون کاف پڑھیں تو وزن صحیح مگر خلاف قاعدہ۔

۲...... فاغفر ہوگا۔عیب اقواء ہے۔

۹۰...... طردنا لوجهک من مجالس قومنا
فانت لنا حب فرید وموثر

۹۱...... الٰهی بوجهک ادرک العبد رحمة
ولیس لنا باب سواک ومعبر

ان دونوں شعر کا حال شعر ماقبل کا سا ہے یا وزن فاسد یا خلاف قاعدہ۔

۹۲...... الیٰ ای باب یا الٰهی تردنی
ومن جئته بالرفق یزرو یصعر

عیب اقواء ہے۔یصعر ہوگا۔

۹۳...... صبرنا علی جور الخلائق کلهم
ولکن علی هجر سطالا نصبر

مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔

۹۴...... تعال حبیبی انت روحی وراحتی
وان کنت قد انست ذنبی فسقّر

اولاً تسقیر کے معنی معاف کرنے کے کس لغت میں ہیں۔کیا یہ بھی کوئی الہام لغوی ہے۔

۲...... عیب اقواء ہے۔ستر ہوگا۔

۹۵...... بفضلک انا قد وعصمنا من العدا
وان جمالک قاتلی فات وانظر

اوّلاً دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً عیب اقواء ہے۔ اس پر العدیٰ کا املا غلط۔ سوا اس کے یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کو کسی امر کے دیکھنے کے لئے وہاں جانے کی حاجت ہے۔ مسلمانوں کا خدا اس سے بے نیاز ہے۔

۹۶...... وفرج کروبی یا الٰهی ونجنی
ومزق خصیمی یا نصیری وعفر

عیب اقواء ہے۔

۹۸...... أنا المنذر العریان یامعشر الوریٰ
اذکرکم ایام ربی فابصروا

معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ کرایہ کا ہے اور ترجمہ مرزا قادیانی کا۔ اس لئے ایام ربی کا ترجمہ خدا کے دن کیا۔ ورنہ واقف کار اس پر استہزاء کرتے ہیں۔ ایام اللہ ایک خاص محاورہ ہے۔ جس کے معنی عذاب الٰہی اور نعمت الٰہی کے ہیں۔

۱۰۰...... دعوا حب دنیاکم وحب تعصب
ومن یشرب الصهباء یصبح مسکر

یصبح افعال ناقصہ سے ہے۔ خبر کو نصب کرتا ہے۔ اس لئے مسکراً ہوگا اور قصیدہ کا مجری رفع ہے۔ اسی کو علم القوافی میں اصراف کہتے ہیں۔ یہ بھی سخت ترین عیب ہے اور واجب الاجتناب ہے۔ اس کے سوا مصرعہ ثانیہ کا یہ ترجمہ (کہ جو شخص رات کو شراب پئے گا وہ صبح خمار کی تکلیف اٹھائے گا) غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ”جو شراب پئے گا اسے نشہ ہوگا۔ بھلا جب قصیدہ بھاڑے کا مستعار ہوا اور ترجمہ خود ایجاد، تو دونوں میں جوڑ مشکل ہے۔“

۱۰۱...... وکم من هموم قد رئینا لاجلکم
ونضرم فی قلب اضطراباً ونضجر

مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

۱۰۲...... اصیح وقد فاضت دموعی تالماً
وقلبی لکم فی کل ان یوغر

ترجمہ...... میں آواز مارتا ہوں اور میرے آنسو درد سے جاری ہیں۔

مرزا قادیانی نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ واؤ حالیہ ہے۔ عاطفہ نہیں۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ”میں چیختا ہوں جب کہ درد سے آنسو جاری ہیں۔“ یہ رونا چلانا بے صبری صفت مذمومہ ہے۔ البتہ

درد کے وقت صبر کرنا صفات محمودہ میں سے ہے۔ عرب بھی روتے تھے اور ان کے بھی آنسو بہتے تھے۔ مگر کب، کسی معشوق کے فرط اشتیاق میں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ امرء القیس کہتا ہے۔

ففاضت دموع العین منی صبابۃ

علی النحر حتّٰی بل دمعی محملی

غالبًا یہ مرزا قادیانی کا مصرعہ بھی اسی سے ماخوذ ہے۔

۱۰۳...... فسل ایھا القاری اخاک ابا الوفا

لما یخدع الحمقی وقد جاء منذر

اگر مرزا قادیانی ہوتے تو میں پوچھتا کہ کیا ہر قاری مولوی ثناء اللہ کا بھائی ہے۔ مرزائی بھی؟ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کو یوں فرمانا تھا۔ اے مولوی ثناء اللہ کے طرفدار! اپنے بھائی ثناء اللہ سے پوچھ۔ کیا دعویٰ اعجاز اور بلاغت یہی ہے کہ اپنا مطلب بھی نہیں ادا کر سکے۔ اس کے سوا سوال کا صلہ عن آتا ہے نہ لام۔ جیسا کہ اس میں سوال کا صلہ لام ہے۔

۱۰۴...... الارب خصم قدرئیت وجدالہ

وما ان رئینا مثلہ من یزور

پہلا مصرعہ امرء القیس کے مصرعہ سے ماخوذ ہے۔

الارب خصم فیک الویٰ رددتہ

معلقہ اولیٰ، ایک ظریف طبع کہہ سکتا ہے کہ شاعر نے اپنے زمانہ میں بہت سے خصم دیکھے۔ مگر مولوی ثناء اللہ ان کا بڑا خصم تھا۔ جس نے ناک میں دم کر ڈالا۔

۱۰۵...... عجبت لمبحثو الیٰ ثلث ساعۃ

اکان محل البحث او کان میسر

مصرعہ ثانیہ میں عیب اسراف واجب الاجتناب ہے۔ میسرا ہوگا۔

۱۰۸...... لما الخوف فی ھذا الوغایا ابا الوفا

لیمل حسین او ظفرا واصغر

اولیٰ وغیٰ مونث ہے۔ ہذہ الوغیٰ ہوگا۔ اس وقت مصرعہ کا وزن فاسد ہوگا۔ ثانیاً وغیٰ کا املا غلط ہے۔ ثالثاً مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔

۱۰۹...... والی اریٰ ریٰ راسھم دود نخوۃ

اور میں ان کے سر میں تکبر کے کیڑے دیکھتا ہوں۔ یہ شعر بھی غالبًا حضرت

(مرزا قادیانی) کا ہے۔ اس لئے کہ عرب کے ایسے خیالات نہیں یہ کسی ہندی کا کلام ہے۔

۱۱۰...... وان کان شان الامرا رفع عندکم

فاین بهذا لوقت من شان جولر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... جولرہ چاہئے جولر غلط ہے۔ اعلام میں ایسا تبدل درست نہیں۔

۲...... جولرا منصوب ہوگا کیونکہ شان کا مفعول بہ ہے۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۱۱۱...... امیت بفقر الغی لا ینبری لنا

ومن کان لیثاً لا محالة یزر

عیب اقواء ہے۔ یزر ہوگا۔

۱۱۲...... فقل خلمز امیر الضلالة وازمر

اولاً زمر کے معنی گانے کے ہیں نہ بجانے کے۔ ثانیاً عیب اقواء ہے۔

۱۱۳...... اغلط اعجازی حسین بعلمه

وهیهات ماحول الجهول یتسخر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... پہلا مصرعہ خلاف محاورہ ہے۔ ایک ادیب یوں کہے گا۔ اغلطنی الحسین فی کتاب الاعجاز۔

۲...... غلّط کا ترجمہ ''غلطیاں نکالیں'' غلط کیا ہے۔

۳...... ہیہات کوئی لفظ نہیں۔ ہاں ہیہات اسماء افعال سے ہے۔

۴...... ماحول الجهول التسخر نحو کے رو سے صحیح نہیں۔ کیونکہ حول الجہول ظرف ہے تسخر کا۔ لہٰذا منصوب ہوگا نہ مرفوع۔ دوسرے ہمزہ استفہام کو صدر کلام میں ہونا لازمی ہے اور یہاں ظرف اور عامل ظرف کے درمیان میں ہے۔ افسوس ہے جناب مرزا قادیانی کے اس اعجاز اور بلاغت پر۔

۱۱۴...... وان کان فی شیٔ بعلم حسینکم

فما لک لاتدعوه والخصم یحصر

مصرعہ اولیٰ محاورہ کے خلاف ہے۔ صحیح محاورہ یوں ہے۔

وان کان فی شیٔ من العلم حسینکم

کما قال الحملسی لیسو من الشر فی شیٔ وان هانا

۱۱۵...... ولحسبه کالحوت فات بنظمه

''اور ہم تو اس کو ایک مچھلی کی طرح سمجھتے ہیں پس اس کی نظم سن کر۔'' فات بنظمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ کیا اب بھی معزز ناظرین یہی فرمائیں گے کہ مؤلف اور مترجم ایک ہی صاحب ہیں۔ مرزا قادیانی نے دوسرے مصرعہ میں فرمایا ہے کہ: ''جب وہ شعر کے بحروں میں سے کسی بحر میں داخل ہوگا تو ہم اس کو شکار کر لیں گے اور پکڑ لیں گے۔'' لیکن مجھے افسوس ہے مرزا قادیانی کی قسمت پر کہ خود ہی بحر طویل میں شکار ہو گئے۔

۱۱۷...... اذا مـا ابـتلاه الله بـالارض سـخطة

بـلائـل قـالـوا مـکـرم ومـعـزز

اولاً سخط لفظ صحیح ہے سخطۃ۔ ثانیاً مرزا قادیانی نے جس دلیل سے مدکو شروع قصیدہ میں منصرف کہا ہے اس سے لائل بھی منصرف ہوگا۔ بلائل منون چاہئے۔ اس وقت مصرعہ بے وزن ہوگا۔

۱۱۸...... ومـا الـعـز الا بـالـورع والتقىٰ

وبـعـد مـن الـدنـيـا وقـلـب مـطـهـر

عیب اقواء ہے۔ سوا اس کے مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور عزت تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے علیحدہ ہوتے اور دل پاک کرتے ہیں۔''

حضرات ناظرین! ذرا ترجمہ کو دیکھئے اور داد دیجئے اسی لئے میں نے نہایت صحیح عرض کیا ہے کہ مؤلف اور مترجم میں پچھم اور پورب کا فرق ہے۔

۱۱۹...... وان حـيـات الـغـافـلـيـن لـذلـة

فـسـل قـلـبـه زاد الـصـفـا اوتـکـبـر

اولاً حیاۃ کا املا صحیح یہ ہے نہ بتاء طویل۔ ثانیاً تکدر ماضی مبنی علی الفتح ہے۔ اس میں عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔

۱۲۰...... اذا نـحـن بـارزنـا فـاين حسينکم

وان کـنـت تـحـمـده فـاعـلـن واخـبـر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

۲...... عیب اقواء ہے۔ اخبر ہوگا۔

۱۲۳...... وان قضاء الله ما یخطئ الفتیٰ

لہ خافیات لا یراھا مفکر

یرا سے اگر رؤیت عینی مراد ہے تو مفکر کا کام تو فکر ہے نہ آنکھوں سے دیکھنا اور اگر افعال قلوب سے یریٰ ہے تو اس کا دوسرا مفعول جس کا ذکر ضروری ہے۔ ندارد۔ علاوہ اس کے یریٰ کا املاء غلط، اس پر بھی مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے طرفۃ بن العبد کے مصرعہ سے۔

لعمرک ان الموت ما اخطأ الفتیٰ

۱۲۷...... فیسقونہ ماء الطھارۃ والتقیٰ

نسیم الصبا تاتی بریا بعطر

اولاً دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے۔ امرء القیس کے مرعہ ثانیہ سے، پورا شعر یوں ہے۔

اذا قامتا تضوع المسک منھما

نسیم الصبا جاءت بریا القرنفل

اور اخذ میں کوئی بات بھی نہیں۔ ثانیاً الریا موٴنث ہے۔ والریا الرائحۃ الطیبۃ تعطر چاہئے۔

۱۳۲...... ثلثۃ اشخاص بہ قد رایتھم

ومنھم الھی بخش فاسمع وذکّر

عیب اقواء ہے۔

۱۳۷...... وکیف تریٰ نفس حقیقۃ وحینا

یصرّ علی کذب وبالسوء یجھر

نفس موٴنث ہے تصر وتجھر چاہئے۔

۱۳۸...... وان کنت کذابا کما ھوز عمکم

فکیدوا جمیعا لی ولا تستاخروا

مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔ ہاں تتاخر، اگر اس کی جگہ ہو تو وزن صحیح ہوگا۔

۱۴۰...... عفرت بمد صحبتی یا ابا الوفا

بسبّ وتوھین فربی سیقھر

کیا مرزا قادیانی کا خدا پہلے سے مغلوب ہے جو بعد میں غالب ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی پر اسی مغلوب خدا کی وحی آتی ہے۔

۱۴۲...... ایک ارڈ محامدی ردت کلھا

اولاً وزن فاسد، تقطیع ایک فعول ارڈ محا مفاعلتن۔ ثانیاً روت کا ترجمہ: میں قصد کرتا ہوں۔ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ میں نے طلب کیا۔

۱۴۴...... ولو کنت کذابا لما کنت بعده
کمثل یهودی ومن یتنصر

ترجمہ: ''اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد میں ایک یہودی اور مرتد نصرانی کے مانند بھی نہ ہوتا۔'' سچ ہے: جادو وہ جو سرچڑھ کے بولے۔

یہاں تو صحیح بات زبان سے بے اختیار نکل گئی اور مرزا قادیانی نے اپنے یہودی اور نصرانی ہونے کا اقرار کر ہی لیا۔ کیونکہ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں چونکہ جھوٹا نہیں اس لئے یہودی اور نصرانی ہوں اور یہ اس لئے کہ حرف لو جو شرط کے لئے ہے وہ اگر ماضی پر آئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جزا نہیں پائی گئی۔ کیونکہ شرط نہ تھی اور مرزا قادیانی کے شعر میں جزا منفی ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے تو منفی کا انتفاء ثبوت ہوگا۔ یعنی مرزا قادیانی کا یہودی اور نصرانی ہونا تو حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی یہودی اور نصرانی ہیں کیونکہ جھوٹے نہیں۔

۱۴۵...... ولکننی من امر ربی خلیفة
مسیح سمعتم وعده فتفکروا

مسیح موصوف ہے اور سمعتم وعدہ اس کی صفت۔ اب اگر وعدہ کی ضمیر رب کی طرف پھرے تو خلاف قاعدہ نحو ہے۔ کیونکہ اس جملہ میں ایسے ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو موصوف کی طرف راجع ہو اور بلا ضمیر کے جملہ صفت نہیں ہو سکتا اور اگر وعدہ کی ضمیر کا مرجع مسیح ہے تو مسیح موعود ہے نہ وعدہ کرنے والا۔

۱۴۶...... من القول قول نبینا فتدبروا

بے وزن ہے۔

۱۴۸...... ومن یکتمن شهادة کان عنده

اولاً بے وزن۔ ثانیاً کان میں ضمیر مذکر ہے جو شہادت مونث کی طرف پھیری گئی ہے۔

۱۴۹...... فلا تجعلوا کذباً علیکم عقوبة

اگر ذال کو کذبا میں ساکن پڑھیں تو وزن صحیح لفظ غلط اور متحرک پڑھیں تو لفظ صحیح وزن فاسد ہوگا۔

۱۵۰...... ترکت طریق کرام قوم وخلقهم
هجوت بمدِ عامداً لتحقر
اولاً مصرع اولیٰ بے وزن ہے۔ثانیاً لتحقر ہوگا۔عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔

۱۵۲...... فجئت خصیماً ایها المستکبر
بے وزن ہے۔التکبر کہئے وزن اور معنی دونوں درست ہوجائیں گے۔

۱۵۳...... وتلعن من هو مرسل وموقر
وزن فاسد ہے۔

۱۵۴...... وکل امرء من قوله یستفسر
وزن صحیح نہیں۔

۱۵۵...... صبرنا علی سب به اذیتنا
ولکن علی ما تفتری لا نصبر
دونوں مصرعہ بے وزن ہے۔مصرعہ ثانیہ کی یوں صلاح ہوسکتی ہے۔"ولکن علی مالفتری کیف نصبر"

۱۵۷...... ولو کنت کذابا شقیا لضرنی
عداوة قوم کذبونی وکفروا
کیا مرزا قادیانی نے تاریخ ملاحظہ نہیں فرمائی۔ہم سے سنو۔حضرت آپ سے پہلے بہت سے جھوٹے گذرے ہیں اور اہل اللہ نے ان سے مخالفت کی عداوت کی۔مگر ان کے سر میں درد بھی نہ ہوا تو کچھ تعجب نہیں کہ آپ بھی جھوٹے ہیں اور عداوت سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔اس کے سوا پہلا مصرعہ ماخوذ ہے۔ایک شاعر کے مصرعہ سے:فلو کنت رغدا فی الرجال نصرلی

۱۵۸...... علیّ وکیف رموا سهاماً وجمروا
بے وزن ہے۔

۱۵۹...... رموا کل صخر کان فی اذیا لهم
بغیظ فلم الق ولم اتحیر
مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے اور ثانیہ میں عیب اقواء ہے لم اتحیرٌ ہوگا۔

۱۶۰...... والفی من سب الیّ الخنجر

اوّلاً القاء الخجر محاورہ نہیں۔ ثانیاً اگر قافیہ کو خنجر پڑھیں تو وزن غلط اور خناجر پڑھنے میں عیب سناد التاسیس ہے۔

۱۶۱...... وقالوا کلوب مفند غیر صادق

فقلنا اخسئوا ان الخفایا ستظهر

یہ شعر واقعی الہامی ہے۔ کیونکہ اس میں پیش گوئی ہے کہ مخفی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ سچ ہے کہ جب جھوٹا سچے کے روبرو ہلاک ہو گیا تو پھر آگے کیا رہ گیا؟ وہ راز طشت از بام ہو گیا۔

۱۶۴...... وسمّون دجالاً وسمّون ابتر

ابتر مفعول ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۱۶۵...... علیّ حضوا زمع الاناس ولوّروا

حَضَوْ کوئی لفظ نہیں البتہ حضُو صحیح اور یہی مقتضائے مقام ہے۔ لیکن اس وقت وزن فاسد ہے۔

۱۶۷...... الب والق الله المحاسب واحذر

عیب اقواء ہے۔ واحذرِ ہوگا۔

۱۶۸...... ولا تلهک الدنیا عن الدین والهوی

اس میں تعقید ہے۔ کیونکہ اصل عبارت یوں ہے۔

لا تلهک الدنیا والهویٰ عن الدین

یوں کہئے: ولا تلهکم عن ذکره الحرص والهویٰ

۱۶۹...... ولا تحسب الدنیا کنا طف ناطفی

الذی بلیل مسرة کیف تصبح

مرزا قادیانی نے پہلے مصرعہ کا یوں ترجمہ فرمایا ہے: ’’اور دنیا کو شیرینی کی طرح مت سمجھ جو شیرینی بنانے والا تیار کرتا ہے۔‘‘ صرف یہی شعر شاعر کی جہالت کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... ناطف کے معنی شیرینی اور شیرنی بنانے والے کے کس لغت میں ہیں؟ اور پھر ناطفی میں یا کیسی ہے۔ کیا یائے نسبت ہے؟ یہ واقعی مرزا قادیانی کی جدت ہے کہ الہام سے ایک لفظ گھڑ لیا اور یائے نسبت لگا کر شیرینی بنانے والے کے معنی بنا لئے۔ سبحان اللہ! علاوہ اس کے

ناظلی پر تنوین پڑھیں تو وزن فاسد ورنہ خلاف نحو ہے۔

۲...... دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

۳...... قصیدہ رائیہ اور قافیہ حائیہ۔ فیا للعجب اس عیب کو علم القوافی میں اجارہ کہتے ہیں۔ سخت ترین عیب اور واجب الاجتناب ہے۔

۱۷۱...... مسیحاً یحط من السماء وینذر

بے وزن ہے۔

۱۷۲...... وللہ در مدکر قال الہ

وزن فاسد ہے۔

۱۷۳...... احادیث والقران تلغیٰ وتھجر

اولاً قرآن مذکر ہے۔ یلغی و یہجر چاہئے۔ ثانیاً والقرآن یہ جملہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر واؤ عاطفہ ہو تو کوئی معطوف علیہ نہیں اور حالیہ ہو تو کوئی ذوالحال نہیں۔

۱۷۴...... نبذتم کلام اللہ خلف ظھورکم

ترکتم یقیناً للظنون ففکروا

اولاً خلف ظہورکم اہل عرب کا محاورہ نہیں۔ یہ پس پشت کا ترجمہ ہے جو اردو کا محاورہ ہے۔ ثانیاً ترک کا صلہ لام کے ساتھ نہیں آتا۔ سند پیش کیجئے!

۱۷۵...... مدار نجات الناس یا متکبر

نجاۃ چاہئے الا غلط ہے۔

۱۷۶...... فھل بعدہ نحو الظنون نبادر

قافیہ میں عیب سناد التاسیس ہے۔

۱۷۷...... وفاضت دموع العین منی تالماً

اولاً یہ مصرعہ مکرر ہے۔ شعر ۱۰۲ میں یوں ہے۔ اصبح وقد فاضت دموعی تالماً

ثانیاً ماخوذ ہے امرءالقیس کے مصرع اولیٰ سے۔

ففاضت دموع العین منی صبابۃ

علی النحر حتی بل دمعی محملی

لیکن اخذ بھی قبیح بلکہ اقبح ہے۔ امرءالقیس تو یوں کہتا ہے کہ یہاں تک آنسو جاری ہوا کہ سینہ تر ہو گیا۔ بلکہ پر تلا بھیگ گیا۔ اس پر صبابہ اور دموع کی مناسبت کلام کتنا متقاضائے

حال کے مطابق اور کس قدر بلیغ ہے۔ بخلاف مرزا قادیانی کے کہ فرمادیا: ''درد سے آنسو بہ گیا۔'' یہ اس سے کم نہیں۔

چشمان تو زیر ابر داند
دلدان تو جملہ در د ھانند

اسی کے ساتھ تالم اور دموع کی رکاکت بھی ملاحظہ ہو۔

۱۷۸...... علیک شطائب جاھلین ولوروا

بے وزن ہے سوا اس کے الجاہلین معرف بلام چاہئے، نکرہ مقصود نہیں۔

۱۸۳...... وقد کان صحف قبلہ مثل خادج
فجاء لتکمیل الوری لیعزر

پہلے مصرعہ کا ترجمہ مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں: ''اور اس سے پہلی کتابیں اس اونٹنی کی طرح تھیں جو قبل از ولادت بچہ دیتی ہیں۔'' اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... صحف جمع صحیفہ کی ہے۔ اگر صحف بضم حا پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون حا پڑھیں تو وزن صحیح مگر لفظ غلط۔

۲...... ترجمہ کو دیکھئے: ''قبل از ولادت بچہ دیتی ہیں۔'' سبحان اللہ! کیا کہنا ہے، ترجمہ ہو تو ایسا وجود الشئ قبل الشئے اس کو کہتے ہیں۔ یوں کہئے قبل از وقت بچہ دیتی ہیں۔

۳...... لام کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔ قافیہ لیعزر ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔

۱۸۴...... بلیل کموج البحر ارخیٰ سدولہ
تجلی وادری کل من کان یبصر

مصرعہ اولیٰ بعینہ امرء القیس کا ہے۔ مرزا قادیانی نے واؤ کی جگہ با لکھ دیا ہے۔ امرء القیس کہتا ہے۔

ولیل کموج البحر ارخی سدولہ
علیّ بانواع الھموم لیبتلی

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... سرقہ ہے اور سرقہ بھی ایسا کہ ایک حرف سے رأس المال کی صورت ہی مسخ کردی ہے۔

۲...... ارخی جب اسدل یعنی چھوڑنے کے معنی میں آتا ہے تو اس کا صلہ علیٰ سے لاتے ہیں۔ ''یقال ارخی الستر علی معایبہ'' جیسا کہ امرء القیس نے ارخی سدولہ علی کہا۔

۳...... بلیل کس کے متعلق ہوگا۔ اگر جاء ناسبق کے متعلق ہے تو متعدی ہوگا اور اس وقت معنی فاسد ہوں گے۔ معنی یہ ہوں گے کہ قرآن تاریکی کو لایا (نعوذ باللہ)۔ سوا اس کے جاء اور اس کے متعلق میں لیعور کے فصل سے تعقید ہوگی۔ جو خلاف فصاحت ہے۔

۴...... دوسرے مصرعہ میں عیب اقواء ہے۔

۵...... دوسرے مصرعہ میں تجلی کا ترجمہ مرزا قادیانی نے روشن کر دیا۔ کیا ہے غلط ہے! ''روشن ہوا'' چاہئے۔

۱۸۶...... لقوم هذی لا بارک الله مدهم

سہو کاتب۔

۱۸۷...... کقدر یجوش ولیس فیه تدبر

اولاً وزن فاسد ہے۔ ثانیاً قدر مونث ہے۔ یجوش ولیس فیها چاہئے۔ ثالثاً تجیش چاہئے۔ جاشت القدر تجیش جیشا وجیوشا وجیشانا غلت اور جاش الرجل یجوش جوشا سار اللیل کله۔ اس لئے یجوش القدر بالکل غلط ہے۔ یونہی کہہ دیجئے کقدر تجیش ولیس فیها تدبر۔ وزن کے سوا درست ہے۔

۱۹۲...... فلا تبشروا بالنقل یا معشر العدا

العدیٰ چاہئے، املا غلط ہے۔

۱۹۴...... فکل بما هو عنده یستبشر

ایک مصرعہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔

۱۹۹...... ولست کمثلک فی الظنون مقیداً

بے وزن ہے۔

۲۰۳...... سقانی من الاسرار کاساً رویة

یہ مصرعہ ماخوذ ہے شاعر کے اس مصرعہ سے۔ سقاک بها المامون کاساً رویة

۲۰۷...... وقد جاء فی القران ذکر فضائلی
وذکر ظهوری عند فتن تثوروا

دوسرا مصرعہ بے وزن ہے۔ علاوہ اس کے یہاں مرزا قادیانی نے اپنے فضائل اور ذکر ظہور کو قرآن میں آنا بیان فرمایا ہے۔ بیشک ہو سکتا ہے۔ لیکن ویسا ہی ہوگا جیسا کہ کسی عجیب ظریف نے ایک مستفتی فرائض کے جواب میں یوں گلفشانی کی تھی کہ سوا ماں کے اور کسی کو کچھ نہ ملے گا۔

کیونکہ قرآن مجید میں ''ماں کاسب'' آیا ہے۔ یہ نعوذ باللہ ''ماکسب'' کی خرابی ہے۔اس کے بعد کئی شعر مدعی رسالت نے اپنے لغودعویٰ اور بڑائی اور فخر میں کہے ہیں۔

۲۱۱...... واروت حدالفنا عیون تنضر

وزن فاسد ہے۔

تمام مذاہب پر مرزا قادیانی کے مذہب کی فضیلت

۲۱۲...... تکدر ماء السابقین وعیننا
الی اخر الایام لا تتکدر

اولاً یہ شعر مکرر ہے۔بعینہ یہ شعر ۳۲۹ میں موجود ہے۔ مجھے مرزا قادیانی کے سوء حفظ پر تعجب ہے کہ ایک قصیدہ میں کئی جگہ تکرار ہے۔شاید...... حافظہ نباشد کی مثل تو نہیں؟ ثانیاً ''ماءالمرء'' منی کو کہتے ہیں: ''ماء المرء ماء والق یقطر'' اب سمجھ لو کہ ماءالسابقین کے کیا معنی ہیں اور شعر کے معنی کیا ہوئے۔ثالثاً مرزا قادیانی تکدر کا ترجمہ ''خشک ہوگئے۔'' یہاں ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ غلط ہے۔بلکہ تکدر کے معنی گدلا ہونے کے ہیں۔سوااس کے کس قدر سوءادبی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ''پہلوں کا پانی مکدر ہوگیا اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔'' یعنی مرزا قادیانی کی شریعت طبع زاد تمام ادیان کی ناسخ ہے۔اس کی اصلاح یوں کر لیجئے۔

وجفت نهور السابقين وعيننا

۲۱۵...... وانی لشر الناس ان لم یکن لهم
جزاء اهانتهم صغار یصغر

دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

۲۱۶...... وابغی حیاتا ما یلیها تکبر

حیاۃً کا املا غلط ہے۔

۲۱۸...... فلما اجزنا ساحة الکبر کلها
اتانی من الرحمن وحی یکبر

مصرعہ اولیٰ امرء القیس کے مصرعہ سے ماخوذ ہے اور اخذ میں کوئی بات بھی نہیں اس کا پورا شعر یوں ہے۔فلما اجزنا ساحة الحی وانتحی
بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

۲۱۹...... اذا قيل الک مرسل خلت النبے

وزن فاسد ہے۔اس کے سوا ماخوذ ہے طرفہ کے اس شعر سے۔

اذا القوم قالوا من فتی خلت وانني

عنيت فلم اكسل ولم ابتلد

مگر مجھے مرزا قادیانی کی قسمت پر افسوس ہے کہ اخذ میں سوا فساد وزن کے اور کچھ نہ ملا۔(عجمت لهم فی جرہنا......)

۲۲۳...... وقضو مطاعن بينهم لم اصدرو

الينا الا سنة والخناجر شهروا

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۱...... قضو بتشدید مضاد کے معنے ایک مدت کرتے رہے۔کس لغت میں ہیں؟

۲...... اصدار الاسنة الينا۔اہل عرب کا محاورہ نہیں۔البتہ محاورہ یوں ہے۔سن فلانا الی طعنہ باللسان۔

۳،۴...... دونوں مصرعوں کا وزن فاسد ہے۔خط کھینچ دیا ہے۔

۶۲۳...... على الحمق جماشون من غير فطنة

كما زلت الصفواء حين تكور

سبحان اللہ یہاں مؤلف قصیدہ نے تعجب خیز چالاکی سے امرء القیس کے دو شعر کو خوب توڑ مروڑ کر مسخ کر کے ایک شعر بنالیا ہے۔وہ دونوں شعر یہ ہیں۔امرء القیس اپنے گھوڑے کی تعریف کرتا ہے۔

كميت يزل اللبد عن حال متنه

كما زلت الصفواء بالمتنزل

على الذبل جياش كان اهتزامه

اذا جاش فيه حميه غلي مرجل

اولاً اخذ قبیح ہے۔کیونکہ امرء القیس گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے کہ بسبب موٹائی اور چکنائی کے زین اس کے پیٹھ سے اس طرح پھسلتی ہے جیسے بارش چکنے پتھر سے۔سبحان اللہ! کیسی تشبیہ ہے اور مرزا قادیانی احمقوں کی تشبیہ میں فرماتے ہیں کہ جس طرح چکنا پتھر جلد نیچے کو آتا ہے واہ صاحب: ''آپ کی بات نئی گات نئی گھات نئی۔'' ثانیاً مصرعہ ثانیہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

"جیسا کہ ایک صاف پتھر نیچے پھینکنے سے جلد تر نیچے کو پھسل جاتا ہے۔" جس پر خط کھینچ دیا گیا وہ کن الفاظ کے معنے ہیں؟ نہیں صاحب یہ المعنی فی بطن الشاعر ہے۔ ثالثاً محاورہ یہ ہے: "تکور الشی تکوراً ای سقط" اور اس وقت تکور ماضی مبنی علی الفتح ہوگا اور یہ اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۲۲۹...... فما زلت اسقیها واسقی بلادها

من المزن حتی عاد حبر مدعثر

اوّلاً عبارت یوں چاہئے عادت (الحدیقۃ) حیر مدعثراً اور لطف یہ ہے کہ حیر کی صفت مدعثر بالکل خلاف بلاغت ہے۔ ثانیاً اب عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۲۳۰...... وجاشت الی النفس من فتنۃ العدا

اوّلاً یہ مصرعہ مسروق ہے۔ طرفہ کے اس مصرعہ سے:

وجاشت الیہ النفس خوفاً وخالہ

ثانیاً جاشت النفس بمعنے غشت آتا ہے۔ جاشت الیٰ النفس نہیں آتا۔ سوا اس کے العدیٰ کا املا غلط ہے۔ اس پر جاشت الیٰ النفس کا ترجمہ "میرا دل لکنے لگا۔" مضحکہ خیز ہے۔

۲۳۲...... وقد کان باب اللد مرکز حربھم

کلام مضل لا حسام مشھر

مؤلف اور مترجم کی مثل یہ ہے: "من چہ می سرائم وطنبورۂ من چہ می سراید" اس کا ترجمہ مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں۔ "اور ان کا طرز جنگ صرف زبانی خصومت تھی۔" یعنی محض گمراہ کرنے والی باتوں کو پیش کرتے اور مذہب کے لئے تلوار کی لڑائی نہ تھی۔ ترجمہ میں جو خط کھینچ دیا گیا ہے وہ کن الفاظ کے معنی ہیں۔ علاوہ اس کے کلام مضل کو ماقبل سے کیا تعلق ہے۔ ہاں! "یعنی" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ باب اللد کی تفسیر ہے۔ اگر یہ ہے تو اوّلاً حرف تفسیر ندارد۔ ثانیاً مفسر اور مفسر میں خبر کان کا فصل کیسا؟

۲۳۳...... فوافیت مجمع لدھم وقتلتھم

بضرب ولم اکسل ولم اتحسر

دو غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔

۲...... مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے۔ علاوہ اس کے یہ مصرعہ طرفہ کے مصرعہ کی ایک حد تک نقل ہے۔ دعیت فلم اکسل ولم اتبلد

۲۴۳...... وانی انا الموعود والقائم الذی

ترجمہ: ''اور میں مسیح موعود اور وہ امام قائم ہوں۔ جو زمین کو عدل سے بھرے گا اور ویران جنگلوں کو پھلدار کرے گا۔'' افسوس ہے کہ نہ تو مرزا قادیانی کی عدل سے زمین بھر گئی اور نہ جنگل پھلدار ہوئے۔ ہاں اتنا ہوا کہ مسلمانوں کی جماعت میں پھوٹ ڈال کر اور تمام امت کو کافر بنا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کھڑی کردی۔

۲۴۴...... الیٰ ساعد یجری الدماء ویندر

یندر کا ترجمہ مرزا قادیانی ''سر کو بدن سے الگ کر دیتا ہے۔'' کرتے ہیں۔ شاید یہ حضرت کا ایجاد بندہ ہو۔ عربی کا محاورہ یوں ہے۔ ضرب یدہ بالسیف فاندر ھا ای اسقطھا

۲۴۴...... واما اذا اخذ الکمی مفقراً

کفی العود منہ الہذ ضربا وینحر

اوّلاً مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً مصرعہ ثانیہ ماخوذ ہے طرفہ کے مصرعہ ثانیہ سے پورا شعر یوں ہے۔ حسام اذا ما کنت مفقرا بہ

کفی العود منہ البدء لیس بمعقد

۲۴۶...... فیا اسفا این التقات وارضھا

وانی اریٰ فسقا علیٰ الفسق یظھر

التقات کا املا غلط ہے۔ صحیح املا التقاۃ ہے۔

۲۴۹...... ویدعی بذکر قصورہ یتحدر

وزن فاسد ہے۔

۲۵۰...... وارخیٰ سدیل البغی لیل مکدر

لیل مکدر بمعنی تاریک رات عرب کا محاورہ نہیں۔ کیا یہ بھی کوئی الہام لغوی ہے؟ اس کے سوا س ۱۸۴ ایہ بلیل کموج البحر ارخی سدولہ

موجود ہے۔ اس لئے مکرر ہوا۔

۲۵۲...... اریٰ الفاسقین ومفسدین وزمرھم

زمرہ کی جمع زمر ہے۔ جس کے معنے افواج ہیں۔ اگر صحیح بضم میم پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون میم پڑھیں تو وزن صحیح اور لفظ غلط ہوگا۔

۲۵۳...... اریٰ عین دین اللہ منہم تکدرت

بہا العین والا رام تمشی وتعبر

مصرعہ زہیر بن ابی سلمٰی کے اس شعر سے لیا گیا ہے۔

بہا العین والارام یمشین خلفة

واطلاؤ ھا ینھضن من کل مجثم (معلقہ)

۲۵۴...... فلما طغٰی الفسق المبید بسیلہ

طغٰی کا صلہ با سے نہیں آتا۔ کوئی سند ہو تو پیش کیجئے۔

۲۵۵...... وما ھمھم الا لحظ نفوسھم

وما جھدھم الا لحظ یوفر

دوسرے مصرعہ میں حظ کو معرف باللام لاتا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے مصرعہ اولیٰ میں حظ نفسانی کا ذکر آچکا ہے۔

۲۶۳...... وکیف وان اکابر القوم کلھم

علی حراص والحسام مشھر

مصرعہ اولیٰ بے وزن ہے اور مصرعہ ثانیہ ماخوذ ہے امرؤ القیس کے مصرعہ سے۔ اس کا پورا شعر یوں ہے۔

تجاوزت احراسا الیھا ومعشر

علی حراصاً لو یسرون مقتلی (معلقہ)

۲۶۸...... وقد ذاب قلبی من مصائب دیننا

ذاب قلبی محاورہ ذاب الرجل وذاب قلبہ حمق آیا ہے جس کے معنے احمق ہوا۔

۲۷۸...... وکیف عصوا واللہ لم یدر سرّھا

وکان سنا برقی من الشمس اظھر

پہلے مصرعہ میں سرہ چاہیے۔ کیونکہ ضمیر عصیان کی طرف پھرتی ہے اور دوسرے مصرعہ میں عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔ اس لئے کہ اظہر کان کی خبر ہے۔ منصوب ہوگا۔

۲۷۹...... وکان الاقارب کالعقارب تأبر

وزن فاسد ہے۔

۲۸۲...... ومن ذاہر ادینی اذا اللہ ینصر

مراداۃ کے معنی سنگ اندازی کے ہیں جب کہ صلہ عن ہو۔ بغیر اس کے نہیں۔

۲۸۴...... یظنون الی قد تقولت عامداً

بمکرو بعض الظن اثم ومنکر

تقول بمکر نہیں آتا۔ تقول علیہ محاورہ ہے۔ یعنی با کے ساتھ اس کا صلہ نہیں آتا۔ علی سے آتا ہے۔ اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔ علیہ وبعض الظن اثم ومنکر

۲۸۷...... امکفر مہلا بعض ھذا التھکم

وخف قہر رب قال لا تقف فاحذر

۱...... پہلا مصرعہ مسروق ہے۔ امرء القیس کے مصرعہ سے اس کا شعر یوں ہے۔

افاطم مھلا بعض ھذا التدلل

وان کنت قد ازمعت صرمی فاجملی

۲...... مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے۔

۲۹۱...... وکم من عدو کان اکبر العدا

فلما اتالی صاغرا صرت اصغر

صرت کی خبر ہونے کی وجہ سے اصغر منصوب ہوگا یہی عیب اصراف ہے۔ اس کے سوا العدیٰ کا املاء غلط ہے۔

۲۹۴...... وان تطلبنی فی المیادین احضر

عیب اقواء ہے۔ احضر ہوگا۔

۲۹۹...... اری الصالحین یوفقون لطاعتی

واما الغوی ففی الضلالۃ یقبر

دونوں مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔ خط کھینچ دیا ہے۔

۳۰۲...... ومن یک ذا فضل

ذو فضل کے معنی صاحب فضل اور فضل کرنے والے کے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ فضل الٰہی کیا ہے۔ غلط ہے۔

۳۰۳...... اذا ما عمی یوما باخر ینظر

عمی کے میم کو مفتوح پڑھیں تو وزن صحیح مگر لفظ غلط اور مکسور پڑھیں تو لفظ صحیح مگر وزن فاسد

ہوگا۔افسوس ہے کہ بایں دعویٰ اعجاز و بلاغت صیغہ بھی نہیں معلوم، جسے میزان خوان جانتے ہیں۔

۳۰۵...... أری الظلم یبقیٰ فی الخراطیم وسمه

دو غلطیاں ہیں:

۱...... فی کے ساتھ نہ تو یبقیٰ کا صلہ آتا ہے اور نہ وسم کا چنانچہ قرآن مجید میں وسم کا صلہ علے کے ساتھ آیا ہے۔ ''سنسمه علی الخرطوم'' اور شاید اسی محاورہ کو شاعر نے خراب کیا ہے۔

۲...... ترجمہ کو دیکھئے۔خراطیم جمع خرطوم کا ترجمہ واحد کر کے ناک کر دیا اور وسم واحد کا ترجمہ جمع کر کے علامتیں کر دیا۔

۳۰۸...... فکم من بلاد تهلکن و تجذر

نون ثقیلہ کا دخول چونکہ استقبال سے مخصوص ہے اور یہاں بمعنی حال ہے۔اس لئے تہلکن پر نون ثقیلہ کالانا صحیح نہیں۔

۳۱۱...... تری کیف ترقی والحوادث جُمّة

جمۃ بمعنی جمع نہیں آتا۔مرزا قادیانی نے جمۃ کا ترجمہ جمع کیا ہے۔غلط ہے۔

۳۱۳...... ایا شاتما لا شاتم الیوم مثلکم
وما ان اری فی کفکم ما یبطر

مصرعہ اولیٰ میں شاتم سے علی حائری مراد ہیں تو شاتما منادی پر تنوین صحیح نہیں۔شاتم مضموم بلاتنوین کہنا چاہئے۔مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔

۳۱۵...... فما لک من خبره یا معذر

اگر یہ لفظ معذر ہے۔جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے۔''اے مبالغہ کرنے والے'' تو وزن غلط ہے اور اگر معذر ہے تو وزن صحیح مگر ترجمہ غلط ہے۔اس لئے کہ اس کا ترجمہ ''جھوٹے عذر کرنے والے'' ہیں۔

۳۱۶...... تطیب ومن ماء العذابة تطهر

الماء العذب آتا ہے۔ماء العذابۃ غلط ہے۔سند پیش کیجئے۔ثانیاً طہارت کے لئے طاہر پانی چاہئے نہ کہ صاف غیر طاہر۔افسوس! نبی صاحب شریعت کو یہ مسئلہ بھی معلوم نہیں۔

۳۱۷...... والفضل ما فطر القدیر ویفطر

بے وزن ہے۔

۳۲۳...... تفطرن لولا وقتها متعقرر

متقررۃ چاہئے اس لئے کہ خبر ہے وقتھا کی۔

۳۲۸...... لنا جنۃ سبل الھدیٰ ازھارھا

وزن فاسد ہے۔

۳۳۱...... فانی اؤید کل ان وانصر

وزن صحیح نہیں۔

۳۳۳...... اربیٰ واعصم من لیام تنمّروا

بے وزن ہے۔

۳۳۶...... واوعدنی قوم لقتلی من العدا

دوغلطیاں ہیں:

۱...... اوعدنی تقبلی چاہئے۔ فی اللسان واذا ادخلوا الباء لم یکن الافی الشر کقولک او عدتہ بالضرب...... الخ!

وفی اقرب الموارد یقال اوعدنی بالسجن ای ھددنی بالسجن

۲...... العدیٰ کا املا غلط ہے۔

۳۳۸...... لا نلز قوماً غافلین واخبر

لام کَی کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔ اَخْبِرَ ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۳۴۰...... اری الناس یبغون الجنان نعیمَھَا

واحلی اطالبھا اللتی لا تحصر

اولاً مصرعہ اولیٰ میں ونعیمھا چاہئے۔ جیسا کہ ترجمہ میں ہے۔ ثانیاً دوسرے مصرعہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔

۳۴۳...... فما انا الا الہ المتخیر

اس کے ترجمہ میں حضرت (مرزا) فرماتے ہیں: ''ورثہ پہنچ گئی۔'' ورثہ مذکر ہے نہ مؤنث۔ جس کو اپنی زبان میں تذکیر اور تانیث معلوم نہیں تو اس کی عربی کا خدا حافظ ہے۔

۳۴۴...... وکیف ورثت ولست من ابناءہ

وزن صحیح نہیں۔ ایک مصرعہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔

۳۴۵...... الزعم ان رسولنا سید الوریٰ

علی زعم شانئہ توفی اھعر

تین غلطیاں ہیں۔ مصرعہ اولیٰ میں ایک جگہ اور مصرعہ ثانیہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔
ثالثاً اتر چونکہ توفی کے ضمیر فاعل سے حال ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا اور یہ عیب اصراف ہے۔

۳۴۶...... فلا والذی خلق السماء لا جله

بے وزن ہے۔

۳۴۸...... له خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمر ان المشرقان اتنکر

اولاً مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً آنحضرت ﷺ کے لئے کبھی خسوف کا نشان ظاہر نہ ہوا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہاں شق القمر ہوا اسے خسوف نہیں کہتے۔ ثالثاً مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ سے افضل ہوئے۔ کیونکہ حضرت کا نشان صرف خسوف تھا اور مرزا قادیانی کا خسوف وکسوف دونوں۔ مرزائیو! بتاؤ کیا اب بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ افضلیت میں کوئی شبہ ہے؟

۳۴۹...... وکان کلام معجزاۃ له
کذلک لی قبول علی الکل یبهر

جب کہ مرزا قادیانی کا کلام سب پر غالب ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے معجزانہ کلام یعنی قرآن مجید پر بھی غالب ہوا۔ اب بتاؤ دعویٰ افضلیت اور کسے کہتے ہیں؟

۳۵۲...... ومن طینه المعصوم طینی معطر

اولاً طینی معطر خلاف قاعدہ نحو ہے۔ کیونکہ طینی معرفہ موصوف اور معطر نکرہ صفت اس کی ہے۔ دونوں میں مطابقت چاہئے۔ ثانیاً حضرت خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ دعویٰ مساوات ہے۔ جب مرزا قادیانی نبی ٹھہرے تو پھر معصوم ہونے میں کیا شک رہا؟

۳۵۳...... ولیس نسب ذو صلاح معمّر

وزن صحیح نہیں۔

۳۵۵...... ومن کان ذانسب کریم ولم یکن
له حسب فهو الدنی المحقر

دونوں مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

۳۵۷...... کذلک سنن اللّٰہ فی انبیائه

بے وزن ہے۔

۳۵۸...... فلیس لذلک شرط نسب فابشروا

وزن غلط ہے۔

۳۶۱...... فقربت قربانا ینجی رقابھم

"ینجی رقابہم" کا ترجمہ مرزا قادیانی نے "ان کی گردنوں کو میں نے چھوڑ دیا۔" کیا ہے۔ صیغہ غائب کا اور ترجمہ متکلم کر کے غلط اپنے مرزا قادیانی ہے۔ دعویٰ میں کچھ ایسے مبہوت تھے کہ اس کی بھی خبر نہ رہی۔

۳۶۳...... اتا العلم بالمتقدمین وبعلھم

اولاً وزن فاسد، ثانیاً ترجمہ غلط "علم متقدمین کے ذریعہ سے آیا۔" صحیح ترجمہ اس کا یہ ہوگا۔ علم متقدمین کو لایا۔ معزز ناظرین اس کو سمجھیں اور داد دیں۔

۳۶۶...... قلوب تضاھی اجمة موحوشة

وزن بالکل ہی غلط ہے۔

۳۶۸...... اقلب طرفی کل ان والنظر

مؤلف تو کچھ کہتا ہے اور حضرت مترجم کچھ فرماتے ہیں۔ ترجمہ صحیح اس کا یوں ہے۔ "میں اپنی آنکھ ہر وقت پھیر رہا ہوں۔" آنکھ کیا ہے۔ تسبیح کے دانے ہیں۔

۳۶۹...... فکان غریباً بینھم لا بوقر

غالباً یہاں مؤلف اور مترجم نے غریب کے معنے مفلس لیا ہے۔ اس وجہ سے کہ مسافر تو باعزت بھی ہوتا ہے۔ البتہ مفلس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ حالانکہ غریب عربی میں بمعنی مسافر ہے نہ مفلس۔

۳۷۰...... وجاء کرھط حولھم عامة الوریٰ

عامہ کی میم مخفف ہو تو وزن صحیح، لفظ غلط اور مشدد ہو تو لفظ صحیح، وزن غلط ہوگا۔

۳۷۱...... الاخوا بواد ماریٰ وجه حضرة

ریٰ کا املا غلط ہے رائی چاہئے۔

۳۷۵...... متی یاتنی من زالرین اصغر

اولاً اصغر یہاں جزا ہونے کی وجہ سے ساکن۔ والساکن اذا حرک حرک بالکسر عیب اقواء ہے۔ ثانیاً کیوں حضرات ناظرین! کیا تیرھویں صدی کے مدعی نبوت کا خلق خلاف کلام مجید ہونا ضروری ہے؟ "ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض

مرحاً (لقمان) "﴿اور لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل۔﴾

۳۷۶...... فقمت ولم اعرض ولم اتعذر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... اعراض کے معنی منہ پھیرنے کے آتے ہیں۔ مگر جب تک اس کا تعدیہ عن سے نہ ہو یہ معنی نہیں لئے جاتے۔ اس کا محاورہ ہے۔ اعرض عنه ای اضرب وصد جیسا کہ قران مجید میں ہے۔ "واعرض عن المشرکین" اسی طرح تعذر کے معنی بھی "دیر کرنے" کے اس وقت ہیں۔ جب اس کا صلہ عن سے آئے۔ محاورہ یوں ہے۔ "تعذر عن الامر تاخر"

۲...... عیب اقواء ہے۔

۳۸۱...... اذا ما رأینا حائراً اجهل الورى

اجہل الوریٰ رائی کا دوسرا مفعول ہے اور ترجمہ صفت کا کیا گیا غلط ہے۔

۳۸۶...... سببت وان السبّ من سنن دینکم

بے وزن ہے۔

۳۹۲...... لدی شان فرقان عظیم معزّز

معزز صفت ہے فرقان کی اس لئے مکسور ہوگا۔ عیب اقواء ہے۔

۳۸۸...... وما افلح العمران من ضرب لعنکم

بے وزن ہے۔

۳۹۴...... ولست بشواق الی مجمع العدا

ولکن متی یستحضر القوم احضر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... العدیٰ کا املا غلط ہے۔

۲...... احضر چاہئے۔ عیب اقواء ہے۔

۳۹۸...... سیجزی المهیمن کاذبا تارک الهدیٰ ۞

اوّلاً وزن غلط، ثانیاً کاذباً موصوف نکرہ ہے اور تارک الہدیٰ معرفہ اس کی صفت دونوں میں مطابقت چاہئے۔

۴۰۰...... وقد قیل منکم بانّ امامکم

وذلک فی القرآن نباء مکرر

اولاً وزن فاسد جاہ کی ہا اگر ساکن ہے تو وزن صحیح لفظ غلط اور متحرک ہے تو وزن فاسد لفظ صحیح۔ ثانیاً ''یاتین امامکم منکم '' جسے مرزا قادیانی قرآن مجید میں مکرر آنا بتار ہے ہیں۔ ہرگز قرآن کی آیت نہیں۔ مجدد، امام، نبی آپ سب کچھ بن جائیں۔ لیکن قرآن دانی اور چیز ہے۔

۴۰۲...... فقلت لک الویلات یا ارض جولر

لعنت بملعون فانت تدمر

اولاً گولڑہ کا معرب جولرہ ہوگا۔ معلوم نہیں۔ جولر کیونکر کیا گیا۔ اس کے سوا جولرہ میں وزن بھی صحیح تھا اور جولر میں وزن بھی صحیح نہیں۔ اس لئے غیر منصرف ہے تنوین نہ آئے گی۔ ثانیاً مؤلف قصیدہ نے قافیہ میں عیوب اقواء اصراف، اکفاء، سناد التاسیس وغیرہ کی پرواہ نہ کی تو نہ کی اب تو صیغہ کو بھی آپ نے بالا طاق رکھ دیا۔ ارض مؤنث ہے۔ تدمرین صیغہ مؤنث حاضر چاہئے۔ نہ تدمر مذکر حاضر۔ سچ ہے۔

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

۴۰۳...... تکلم هذا النکس کالزمع شاتماً

اگر الزمع کی میم مفتوح ہے تو لفظ صحیح وزن غلط اور ساکن ہے تو وزن صحیح لفظ غلط۔

۴۰۸...... ففروا الیّ وجانبوا البغی واحذرُوا

بے وزن ہے۔

۴۱۲...... وان تضربن علی الصلات زجاجة

وزن فاسد ہے۔

۴۱۸...... وکم من حقائق لایُریٰ کیف شجّها

کنجم بعیدٍ نورها یتستّر

مصرعہ اولیٰ بے وزن ہے۔ مصرعہ ثانیہ میں نجم مذکر ہے نورہ چاہئے۔

۴۳۲...... اوافیت مداً اورأیت امر تسر

اولاً وزن فاسد ثانیاً عیب اصراف ہے۔ امرتسر چونکہ مفعول ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا۔

۴۳۳...... الا ان اهل السب یدری بلطمة

ومجرم لطم بالهراوی یکسر

مرزا قادیانی کا کیا کہنا ہے۔ کبھی آپ قرآن کی تعلیم پر بھی منہ آتے ہیں۔ یہ تعلیم آپ

کی بالکل فرمان واجب الاذعان کے خلاف ہے۔ سورہ شوریٰ میں یہ ارشاد ہے۔ ''وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله'' (اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے۔ پھر جو شخص معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے)

معزز ناظرین! مرزا قادیانی مسیح موعود سے کسر صلیب جب نہ ہوا تو سوٹے سے لوگوں کا سر نہ پھوڑتے تو اور کیا کرتے۔

۴۴۵...... کتبت فویل للاناامل والقلم

القلم کے میم کو ساکن پڑھیں تو وزن صحیح خلاف قواعد عرب ہے اور متحرک پڑھیں تو وزن فاسد قواعد کے موافق ہوگا۔

۴۴۶...... زمان یسح الشر عن کل فیقة

مرزا قادیانی نے اس طرح پر اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ''یہ وہ زمانہ ہے کہ وقتاً فوقتاً شر کے بادل سے پانی نکال رہا ہے۔'' غلط ہے صحیح ترجمہ یوں ہے۔ زمانہ ہر دودھ سے جو تھن میں ہے۔ شر کو متواتر بہاتا ہے۔ حضرات ناظرین اس پہیلی کو سمجھیں کہ کیا ہے۔ اقرب میں ہے۔ سح السماء او المطر اوالدمع ای سال وسح الماء صبه صباً متابعاً کثیراً.. والفیقه اسم اللبن الذی یجتمع فی الضرع بین الحلبتین۔

۴۴۷...... مسیح اضل به النصاریٰ وخسروا

وزن صحیح نہیں۔

۴۴۸...... کذلک فی الاسلام عاث تشیع
ابادوا کثیرا کاللصوص ودمروا

چور مال لیتے ہیں نہ ہلاک کرتے ہیں۔ یونہی فرما دیجئے۔ ابادو کثیرا کالذئاب ودمروا۔ دیکھئے کلام کتنا بلیغ ہوگیا۔

۴۴۹...... نری الجاهلین تشیعوا وتنصروا

وزن فاسد ہے۔

۴۵۰...... فتب واتق القهار ربک یا علی
وان کنت قد ازمعت حربی فاحضر

اولاً مصرعہ اولیٰ مولوی علی حائری شیعی کی نسبت لکھا ہے۔ لیکن مجھے شاعر معجز بیان سے نہایت تعجب ہے کہ اس کا کلام کس قدر مقتضائے حال سے دور ہوتا ہے۔ پہلے تو تمہارتے سے آپ ان کو

ڈراتے ہیں۔ پھر ربک کہہ کر قہر کو لغو کر دیا۔ یوں ہی کہہ دیجئے۔ واتق اللہ المحاسب......الخ!

ثانیاً دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے امرء القیس کے مصرعہ سے۔

وان کنت قد از معت صرمی فاجملی (معلقہ اولی)

ثالثاً علی کی یا ساکن ہو تو وزن صحیح لیکن سکون کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ منادیٰ معرفہ مبنی علی الضم ہوگا اور اب وزن فاسد ہوا۔

۴۵۱...... فلا هو نجاکم ولا هو ینصر

نجا بمعنی چھڑانے اور خلاص کرنے کے متعدی بدو مفعول ہوتا ہے اور دوسرا مفعول کبھی من کبھی باوغیرہ کے ساتھ آتا ہے۔ دیکھو! "واذ نجینا کم من آل فرعون ونجیناه من الغم، الیوم ننجیک ببدنک" وغیرہ۔

۴۵۳...... بأخ الحسین وولده اذا احصروا

پورا مصرعہ بے وزن ہے۔

۴۵۵...... هناک تری عجز من تحسبونہ

شفیع النبی محمد فتفکروا

اس کا ترجمہ آپ یوں کرتے ہیں۔ "تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔ جس کو تم کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کرے گا۔" اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱...... توہین اہل بیت نبوی۔ کیوں جناب آپ کئی مرتبہ باوجود نبی ہونے کے عدالت میں حاضر کے گئے۔ ضمانت لی گئی تو نہ آپ کا عجز ظاہر ہوا اور نہ شان نبوت میں کچھ فرق آیا اور امام حسین علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے تو ان کا عجز ظاہر ہو گیا۔ سبحان اللہ! مرزائیو! حضرت کی سمجھ کے صدقے جاؤ۔

۲...... کبھی حضرات شیعہ جناب امام کو آنحضرت ﷺ کا شفیع نہیں کہتے۔ یہ ان پر اتہام ہے۔ اگر کہتے ہیں تو ان کی مستند کتابوں سے محققین کا قول دکھاؤ۔ "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة"

۳...... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

اگر مرزا قادیانی توہین اہل بیت کے مرتکب نہ ہوتے تو ہرگز ایسی ٹھوکریں نہ کھاتے۔

کند اندیشہ روز اول گذارد کارنادانی

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

۴۵۷...... فان كان هذا الشرك في الدين جائزا

فبالغو رسل الله في الناس بعثروا

اولاً بعینہ یہ شعر ۴۷۲ میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی کا سوء حفظ دیکھئے کہ کس قدر قصیدہ میں تکرار ہے۔ ثانیاً بعثروا کا ترجمہ ''مبعوث شمار کئے جاتے۔'' غلط ہے۔ صحیح ترجمہ ''ظاہر کئے گئے یا نکالے گئے'' ہوگا۔

۴۶۲...... حذرنا سفالتكم الى اسفل الثرىٰ

وزن فاسد ہے۔

۴۶۵...... فاجرو طريقتكم فان شئتم انظروا

بے وزن ہے۔

۴۷۱...... لذى نفحات المسک قذر مقنطر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... مقنطر بلا قناطیر کے مستعمل نہیں ہوتا۔

۲...... اور جگہ تو مرزا قادیانی کو الفاظ ہی کا الہام ہوا تھا۔ یہاں اوہام محاورہ کا ہے۔ عرب سونا چاندی کے ڈھیر کو مقنطر کہتے ہیں۔ جیسا قرآن مجید میں ہے۔ ''القناطير المقنطرة من الذهب والفضة'' مؤلف نے قذر مقنطر کہہ دیا ہے۔ یعنی گوہ کا ڈھیر۔ گرچہ گندہ است مگر ایجاد بندہ است کی مثل پوری صادق آتی ہے۔

۴۷۴...... فصار من القتلىٰ براز معصفر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱...... البراز بر یہ دونوں کے معنی دشت اور میدان ہیں۔ اول کی جمع برور اور ثانی کی براری آتی ہے۔ یہ براز کے معنے میدان کیونکر ہو گیا۔ کیا یہ بھی کوئی الہام لغوی ہے۔ ہاں براز بالفرا کے معنی میدان ہیں۔ لیکن یہ پاخانہ کے معنے میں مستعمل ہے۔

۲...... معصفر اصار کی خبر ہے۔ منصوب ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۴۷۷...... ببدر واحد قام نوع قيامة

وكان الصحابة كنا لا فالين كسروا

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ اولیٰ میں احد بضمتین ہے تو وزن فاسد اور بسکون حا ہے تو لفظ غلط۔

۲...... مصرعہ ثانیہ کا وزن صحیح نہیں۔

۳...... جنگ بدر میں مشرکین تباہ ہوئے نہ صحابہ شاخوں کی طرح توڑے گئے۔ یہ سراسر تاریخ کے خلاف ہے۔ مرزائیو! یہ ہے آپ کے نبی صاحب کی تاریخ دانی؟

۲۷۸...... ھمت مثل جریان العیون دمائھم

ہمی الماء والدمع آتا ہے۔ ہمی الدم کی سند پیش کیجئے یا یوں کہئے۔ جرات مثل جریان العیون دماء ھم۔

۲۸۱...... ودقوا علیہ من السیوف المغفر

المغفر چونکہ دقوا کا مفعول ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا۔ یہ عیب اصراف ہوا۔ ثانیاً وزن فاسد ہے اور ایک ہی مصرعہ میں دو جگہ فساد ہے۔

۲۸۲...... علی مثلھا لم تطّلع فی مُکلم

وان کان عیسیٰ او من الرسل اخر

مجھے یہاں مؤلف اور مترجم دونوں پر تعجب کے ساتھ افسوس ہے۔

۱...... مکلم کے معنی عربی میں نبی کے نہیں ہیں۔ کیا یہ بھی منجملہ الہامات لغویہ کے کوئی لغوی الہام ہے۔

۲...... حضرت (مرزا) کو حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ بھی معلوم نہیں۔ سچ ہے عاقلاں گم شدند۔

۲۸۵...... وذلک رای لا یراہ المفکر

چونکہ دیکھنے والا مفکر ہے۔ اس لئے لا یری افعال قلوب ہوگا یا تو اس کا دوسرا مفعول ذکر کیجئے یا پہلے کو بھی حذف کیجئے۔

۲۸۶...... وان خلتھا تخفیٰ علی الناس تظھر

یہ مصرعہ زہیر بن ابی سلمٰی کے اس شعر سے لیا گیا ہے۔

ومھما تکن عند امریٔ من خلیقۃ

وان خالھا تخفی علی الناس تعلم

۲۸۷...... ومن لا یوقر صادقاً لا یُوقر

عیب اقواء ہے۔ اس کے سوا زہیر کے مصرعہ سے ماخوذ ہے۔ ومن لا یکبر نفسہ لا یکبر

۲۹۵...... وفیھا فضیحتکم الا تتذکر

وزن فاسد ہے۔

۲۹۷...... سطوت علینا شاتماً لتوقر

عیب اصراف ہے۔لتوقر ہوگا۔

۵۰۰...... فان کان فلیحضرو لا یتأخر

لانہی ہے لایتأ خر ہوگا۔عیب اقواء ہے۔

۵۰۲...... سیاتیک منی بالتحائف سرور

تحفہ آپ کا صرف قصیدہ ہے۔تو بالتحائف غلط ہے۔یوں کہئے۔سیاتیک منی

بالهدیة سرور

۵۰۸...... الست تری یرمی القنا من عندکم

وزن فاسد ہے اور اس کا ترجمہ تو ماشاء اللہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

۵۱۰...... واین التصلف بالفضائل والنھٰی

وزن فاسد ہے۔

۵۱۱...... واین عفت منکم طلاقة السن

طلاقۃ السن عربی کا محاورہ نہیں۔شاید یہ بھی کوئی الہام ہو۔ہاں اس معنی میں طلق اللسان

اور لسان طلیق ذلیق آتا ہے۔

۵۱۲...... بل الوقت خالصہ اقل واقصر

بے وزن ہے۔

۵۱۳...... ففکر بجھدک خمس عشرۃ لیلة

وناد حسیناً او ظفرا او اصغر

دونوں مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔ثانیاً اصغر ہوگا عیب اصراف ہے۔

۵۱۴...... فھل انت تنسج مثلھا یا مخسر

وزن غلط ہے۔

۵۱۶...... تریدون ذلعناونحن ھوالکم

بے وزن ہے۔

۵۲۶...... وکان الی النصف تمشے نوُمبر

تمشی النصف کے معنی میں نہیں آتا۔اس لئے اس کا ترجمہ گذرنے کا غلط ہے۔

۵۲۸...... ولکن رماہ اللہ ربہے لیظھر

عیب اصراف ہے۔لیظہر چاہئے۔

۵۲۹...... بہ۔ ما؟ فلم ننکث ولم نعفر

عیب اقواء ہے۔

۵۳۰...... نری برکات نزلوها من السما
لنا کالـلـوالـح والکلام یعفر

اس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے یوں کیا ہے: ''ہم ایک ایسی برکات دیکھ رہے ہیں جو آسمان سے ہمارے لئے اتری ہیں۔ ان اونٹنیوں کی طرح جو حمل دار ہوتی ہیں اور کلام تازہ کی گئی۔'' اس میں متعدد غلطیاں ہیں:

۱...... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔
۲...... تنزیل بمعنے اترنا نہیں آتا بلکہ بمعنے اتارنا آتا ہے۔
۳...... نزلوا کی ضمیر جمع کا مرجع کون ہے؟
۴...... نزل لنا محاورہ نہیں۔ نزل علینا آتا ہے۔
۵...... کلام مذکر ہے۔ صحیح ترجمہ کلام تازہ کیا گیا ہوگا۔

مرزائیو! یہ ہے آپ کے مرزا قادیانی کی اردو میں اعجاز نمائی۔

۵۳۱...... واللہ ان قصیدتی من مویدی

وزن فاسد ہے۔

۵۳۲...... فایدو کمل کلما قلت وانصر

وانصرہ چاہئے عیب اقواء ہے۔

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ

از فکر لطیف ناظم خوش بیان سید محمد عبدالرحمٰن المتخلص شورؔ عظیم آبادی مقیم مونگیر

علامۂ مولوی غنیمت کو آل علی بوتراب است
عالم فاضل حکیم دانا درفن ادب کہ آفتاب ست
غواص بحار نظم پروین کز درّ عروض فیضاب ست
سحبان ولبید اوستادش از انس نواس بہرہ یاب ست
نقاد کلام پاستانی تنقید کہ می کند صواب ست
استاد بلاغت و معانی درفہم کلام انتخاب ست

تنقید کلام میرزا کرد — جرحش همه پرز آب و تاب ست
هر شعر قصیدهٔ مسیحا — مملوا از سقم بے حساب ست
هم قافیه اش ردی وابتر — هم سرقهٔ فاش و بے حساب ست
هم کذب صریح در کلامش — این جرأت خانمان خراب ست
قول صادق امام منکم — کاذب گوید که فی الکتاب ست
نے وزن صحیح نے ضمیرش — بیتش همه خانهٔ خراب ست
اعجاز که خواند نظم خودرا — این خندهٔ طفل و شیخ و شاب ست
بیتی نه زسقم و عیب خالی — این خانه تمام آفتاب ست
وزدانه نوشت یک قصیده — ناقد چو کس سر حساب ست
یک یک بنمود عیب او فاش — ذلت پئی سارقان عذاب ست
بنوشت رسالهٔ به تنقید — تحریر که کرد لاجواب ست
مرزا چوشنید شهرهٔ این — درکور خودش به پیچ و تاب ست
پاداش عمل بصورت مار — تا حشر برائے او عقاب ست
شادان همه اهل فهم و دانا — جز آنکه عدو جگر کباب ست
این فیصلهٔ بصیر ناقد — تنقید که کرد لاجواب ست
زین پس نکند زبان درازی — از بهر خلیل سد باب ست
از هیبت نیزهٔ حجازی — رعشه بجگر وزهره آب ست
لرزه درجسم حامد افتاد — از کردهٔ خود در اضطراب ست
زیرزدکه کعریک عزیزش — دلدادهٔ شوق آنجناب ست
تحلیل حرام و مولوی نام — این فیض مسیح مستطاب ست
مقلوب ترازوِ وزارت — در رود چناب چون حباب ست
این جمله مرید با ارادت — درسلک مسیح انتساب ست
اے وائے چنین مسیح و پیرو — این خانه تمام آفتاب ست

سال طبعش به جهد شد راست
صمصام وحسام این کتاب ست

(۱۳۲۱ھ، ۱۳۲۲ھ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ابطال اعجاز مرزا

(حصہ دوم)



حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین اشرفی

مرزا قادیانی کے ضمیمہ کتاب نزول المسیح پر ایک نظر

یعنی

قصیدۂ اعجازیہ کا بے نظیر جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً

(خدا کا ارشاد ہے کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی)

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۱، خزائن ج۱۹ ص۱۰۷) میں لکھتے ہیں: ''آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ اس مضمون کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ موضع مد ضلع امرتسر میں باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے۔ ہماری طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ کو امرتسر سے طلب کر لیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشین گوئیوں کی تکذیب میں دروغ گوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد''

حضرات ناظرین! انصاف سے دیکھیں کہ اس جگہ مرزا قادیانی نے کس قدر چمکتے ہوئے جھوٹ سے کام لیا ہے اور دروغ کو پر فروغ کر کے دکھایا ہے۔ جیسا کہ ناظرین آئندہ دیکھیں گے۔ شاید اس جھوٹ کی وجہ یہ ہو کہ مرزا قادیانی کے خیال خام کے موافق مولوی ثناء اللہ صاحب نے مناظرہ میں جھوٹ سے کام لیا تو مرزا قادیانی کو بھی اس کے جواب میں گھر بیٹھے جھوٹ کا التزام کرنا پڑا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس کی یہ وجہ نہیں ہے بلکہ صرف یہی وجہ ہے جو مرزا قادیانی کی زبان سے بے اختیار نکلی۔

تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر۱

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۱، خزائن ج۱۹ص۱۰۷) میں لکھتے ہیں: ''اے منصفین ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صدہا گواہوں کی شہادت کے ساتھ لکھا گیا ہے، یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔''

اب جماعت احمدیہ (مرزائیہ) غور کریں کہ مرزا قادیانی کا یہ خیال خام سراسر جھوٹ اور لغو ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جو ڈیڑھ سو نشان نزول المسیح میں گنوائے ہیں اس میں سب تو پیشین گوئی نہیں۔ اگر سو ہی مان لی جائیں اور فی پیشین گوئی کے سو ہی جھوٹے گواہ بھی ہوں تب بھی ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی اور مرزا قادیانی تو ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ فرماتے ہیں۔ بالفرض اگر یہ صحیح ہے تو جماعت احمدیہ ابھی صرف ایک ہی لاکھ بلکہ دو، چار ہزار گواہوں کو جنہوں نے اس کو معائنہ کیا ہے بتفصیل بیان کرے تاکہ ہم لوگ بھی ان کو دیکھیں کہ وہ گواہ کس وزن اور قیمت کے ہیں۔ مگر اس جماعت سے یہ امید موہوم بلکہ محال ہے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر۲

(اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ص۱۰۸) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔''

ناظرین! دیکھو کہ یہ کتنا صریح اور صاف جھوٹ ہے اور اس پر یہ دلیری کہ اس کو قسم کھا کر مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ہاں مرزا قادیانی کو کفارۂ قسم کا کیا خوف ہوسکتا ہے۔ جب کبھی اس کی نوبت آئی ایک الہام تازہ گڑھ لیا۔ سارا کفارہ گاؤخرد ہوگیا۔ اخبار رسالت مورخہ ۲۴ ردسمبر ۱۹۱۵ء میں تھا۔ ''جرمنی کے پاس ۱۹۱۲ء میں بیانوے لاکھ سے بھی زیادہ (فوج) تھی۔'' حضرات ناظرین دیکھیں کہ جب ۱۹۱۲ء میں صرف جرمنی کے پاس بیانوے لاکھ سے زیادہ فوج تھی تو اب

کتنی فوج ہوگی اور زار روس کے پاس تو اس سے کہیں زیادہ فوج ہے تو کیا مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کے گواہ ایک کروڑ سے زیادہ ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بالفعل جماعت صرف ایک لاکھ بلکہ دو، چار ہزار گواہوں کو بیان کرے تاکہ ناظرین دیکھیں کہ وہ گواہ کیسے ہیں۔ جھوٹے ہیں یا سچے۔ معتبر ہیں یا نہیں۔

ناظرین! میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے گواہ تو جو ہیں وہ ظاہر، لیکن اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹ تو اس قدر ہیں کہ تمام دنیا کے بادشاہوں کی فوج اس کے سامنے ہیچ۔ ''لو کان البحر مداداً لا کاذیب المرزا لنفد قبل ان تنفد اکاذیب المرزا''

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۳،۴،۵

(اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸) میں لکھتے ہیں: ''میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہوگئے اور پیشین گوئی آیت کریمہ: ''واذا العشار عطلت'' پوری ہوئی اور پیشین گوئی حدیث ''ویترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا'' نے اپنی پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے ایڈیٹران اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشین گوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔''

یہاں مرزا قادیانی نے تین جھوٹ یکے بادیگرے جمع کر دیئے ہیں۔ میں ان کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے جو آپ نے قرآن کی آیت لکھی ہے اور خواہ مخواہ اسے پیشین گوئی فرما کر مسیح موعود کی علامت بتایا ہے۔ حالانکہ آیت کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اوپر سے میں نقل کر کے اس کا مطلب اردو میں لکھتا ہوں۔ ناظرین اسے دیکھیں اور پھر مرزا قادیانی کی تفسیر کی داد دیں۔ ''اذا الشمس کوّرت ۰ واذا النجوم انکدرت ۰ واذا الجبال سیّرت ۰ واذا العشار عطلت ۰ واذا الوحوش حشرت ۰ واذا البحار سجرت ۰ واذا النفوس زوجت ۰ واذا الموؤدہ سئلت ۰ بایّ ذنب قتلت ۰ واذا الصحف نشرت ۰ واذا السماء کشطت ۰ واذا الجحیم سعرت ۰ واذا الجنة ازلفت ۰ علمت نفس ما احضرت'' یعنی جب آفتاب تاریک ہو جائے۔ ستاروں کی روشنی مدھم ہو جائے۔ پہاڑ حرکت میں آجائیں۔ اونٹنیاں جو جننے کے قریب ہیں بیکار چھوڑ دی جائیں۔ صحرائی جانور آبادی میں آبھریں۔ دریا پاٹ دیئے جائیں۔ مردے زندہ کئے جائیں۔ زندہ درگور بچے کی بازپرس کی

جائے کہ کس گناہ میں مارے گئے۔ نامۂ اعمال کھولے جائیں۔ آسمان کھینچ لیا جائے۔ دوزخ گرم کی جائے۔ جنت قریب کردی جائے تو اس وقت ہر شخص اپنے اعمال کو جان لے گا۔

اب میں جماعت احمدیہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تمام نشانیاں مسیح موعود کی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بتائیں کہ ان آیات میں وہ کون سا لفظ اور جملہ ہے جس سے اس کی طرف ضعیف سا بھی اشارہ ہو؟ دوسرے یہ بتائیں کہ کیا یہ تمام چیزیں ہوگئیں اور سب کا ظہور ہوگیا؟ کیا آفتاب تاریک ہوگیا؟ کیا ستاروں کی روشنی مدھم ہوگئی؟ کیا پہاڑ حرکت میں آگئے؟ کیا صحرائی جانور آبادی میں آبھرے؟ کیا دریا بھر دیئے گئے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب قیامت کے آثار سے ہیں۔ العشار ان اونٹنیوں کو کہتے ہیں جس کے جننے کے دن قریب ہوں۔ چونکہ عرب ان اونٹنیوں کو ایسے وقت میں عزیز رکھتے ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اور سواری نہیں کرتے ہیں۔ خدا نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا اور ایسی بے خبری ہوگی کہ عرب گابھن اونٹنیوں کو بھی غیر محفوظ چھوڑ دیں گے۔

اب بتاؤ یہ گابھن اونٹنیوں کو بیکار چھوڑ دینا مسیح موعود کی نشانی کس طرح ہوگئی؟ اس لئے مرزا قادیانی کے اس کلام میں یہ پہلا جھوٹ ہے۔ اب جو شخص خدا پر افتراء کرنے میں نہ شرمائے اور خدا کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو خدا نے نہیں کہیں تو ایسے شخص کی بیباکی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اب حدیث شریف کی نسبت عرض ہے۔ پہلے پوری حدیث لکھ کر اس کے معنی بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو پوری کیفیت مرزا قادیانی کے صدق کی معلوم ہو۔ ”عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا ولتذھبن الشحناء التباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد (رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) ”حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بخدا ابن مریم آسمان سے اتریں گے فیصلہ کرنے والے منصف ہوکر۔ پھر توڑیں گے صلیب کو اور ماریں گے سور کو اور موقوف کریں گے جزیہ (کافروں پر حفاظت کا ٹیکس) اور چھوڑی جائیں گی جوان اونٹنیاں تو ان پر سواری نہ کی جائیں گی اور عداوت و کینہ و حسد سب دور ہو جائیں گے اور لوگ مال کے لئے لوگوں کو بلائیں گے۔ مگر کوئی نہ لے گا۔

حضرات ناظرین! دیکھیں کہ اس حدیث میں نزول ابن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے اور ان کے تشریف لانے سے دنیا میں جو عدل وانصاف ہوگا اور بلائیں دور ہوں گی۔ سہولت سفر ہوگی اور جو برکات نازل ہوں گی ان کا بیان ہے۔ نہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی ذکر ہے نہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سہولت سفر کی کوئی تخصیص ہے۔ معزز ناظرین سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا مرزا قادیانی ابن مریم تھے؟ ہرگز نہیں۔

کیا مرزا قادیانی نے صلیب کو توڑا اور توحید کا غلبہ عیسائیت پر ہوا۔ کیا آج دنیا میں مسلمانوں بلکہ مرزائیوں کی تعداد عیسائیوں سے زیادہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے کافروں سے جزیہ یعنی ٹیکس حفاظت موقوف کردیا اور اٹھا دیا کیونکہ مسیح موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کیونکہ وہ کافروں کو قتل کریں گے یا مسلمان بنائیں گے اور جزیہ لے کر اپنے ملک میں کافروں کو نہیں رہنے دیں گے۔ تمام مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کی وجہ سے یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا الٹا ہوا۔ عیسائیوں نے مسلمانوں پر ٹیکس بڑھا دیا ہے۔ کیا اب اونٹنیوں پر سفر نہیں کیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا عداوۃ، بغض، کینہ لوگوں سے دور ہوگیا؟ نہیں۔ بلکہ اس کا الٹا ہوگیا۔ مرزا قادیانی کے تشریف لانے سے خود مسلمانوں میں تفرقہ ہوا اور ایک نیا فرقہ مرزا قادیانی نے بنادیا جو تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز بتاتا ہے۔

اور کیا مرزا قادیانی کے آنے سے لوگ ایسے امیر ہوگئے کہ ان کو روپیہ پیسہ کی حاجت نہ رہی اور کیا ان کو روپے دیئے جاتے ہیں اور وہ نہیں لیتے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کے تشریف لانے سے یہ سب تو کچھ نہ ہوا۔ البتہ قحط سالی ہوئی۔ طاعون د پلیگ ہوا۔ لوگ قحط سالی کی وجہ سے مفلس ہوئے، تباہ ہوئے۔ افسوس قادیان جسے دارالامان کہا جاتا تھا اور وہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اس میں بھی پلیگ ہوا اور حضرات مرزائی بھی مرے۔ جس کی وجہ سے مرزا قادیانی نے اپنا جلسہ بھی ایک سال بند کیا۔ ہاں مرزا قادیانی کی وجہ سے یہ ہوا کہ تمام لوگوں پر مختلف بلائیں آسمانی اور دنیاوی آفتیں نازل ہوئیں۔ یہ ہے اس کلام میں مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ۔ اب تیسرے جھوٹ کو ملاحظہ فرمایئے: ’’یہاں تک کہ عرب وعجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشین گوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ہے۔‘‘ مرزا قادیانی کو بتانا تھا کہ عرب اور عجم کے کن ایڈیٹروں

اور صاحبان جرائد نے اس پیشین گوئی کے متعلق کیا لکھا تا کہ ناظرین اسے دیکھتے اور معلوم کرتے کہ کس طرح ان ایڈیٹروں نے اسے پیشین گوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ اس کے سوا عرض یہ ہے کہ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ قرآن وحدیث میں اسی پیشین گوئی کا ذکر ہے۔ جس کو مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”اور تمام عرب وعجم کے اخبار والے بھی ان کی تائید میں اپنے پرچوں میں بول اٹھے۔“ یہ سب کچھ ہوا اب سوال یہ ہے کہ کیا مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل چلی اور اونٹ بیکار ہوئے؟ لیکن مرزا قادیانی کی قسمت پر سخت افسوس ہے کہ اس کا بھی جواب نفی میں دیا جاتا ہے۔ یعنی اس وقت تک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ریل نہ چلی اور نہ اونٹ بیکار ہوئے۔ ریل کی پٹری آئی سب سامان جدہ پہنچا مگر مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کا یہ اثر ہوا کہ پٹری وغیرہ سارا سامان پڑا کا پڑا رہ گیا۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی دنیا سے رخصت ہوئے اور نہ لائن تیار ہوئی نہ ریل چلی۔ اے کاش مرزا قادیانی یہ پیشین گوئی نہ فرماتے تو خدا اسے ضرور پورا کرتا اور بیچارے حاجیوں کی تکلیف رفع ہوتی۔ مدینہ سے دمشق سینکڑوں کوس ریل چلنے لگی۔ لیکن حجاز ریلوے لائن اب تک یونہی پڑی کی پڑی رہ گئی۔ سچ ہے۔

قدم نامبارک و مسعود
گر بدریا رود برآرد دود

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ٦، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱

اس کے بعد مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ص ۱۰۸) میں لکھتے ہیں: ”ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور حج روکا جائے گا اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ موعود ظاہر ہوگا جو مقدر ہے جو دمشق کے شرقی سمت میں اس کا ظہور ہوا اور نیز وہ صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا جب کہ صلیب کا بہت غلبہ ہوگا۔ سو آج وہ سب باتیں پوری ہوگئیں۔“

ناظرین! ان چمکتے ہوئے روشن جھوٹوں کو دیکھیں کہ: ”خدا کی تمام کتابوں میں ان سب آثار کے متعلق خبر دی گئی ہے۔“ دور نہ جاؤ قرآن شریف ہی کو لو جو ہر مسلمان دیندار کے گھر میں موجود ہے اور خدا کی تمام کتابوں میں داخل ہے۔ کیا آج کوئی ہے جو بتا سکے کہ قرآن مجید میں یہ آثارات مسیح موعود کے لئے لکھے ہیں۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز اس قرآن مجید میں جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، یہ آثارات مسیح موعود کے لئے نہیں ہیں اور نہ کوئی دکھا سکتا ہے۔

ہاں! حضرات مرزائی اگران آثارات کو اس قرآن مجید میں دکھادیں تو ہوسکتا ہے جس میں ان کے مرشد نے ''اذا العشار عطلت'' کو مسیح موعود کی علامت بتایا۔ اس میں مرزا قادیانی نے چھ علامتیں بتائیں ہیں۔ اس لئے اس کلام میں ان کے یہ چھ جھوٹ ہوئے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۳،۱۲

پھر (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ص۱۰۸) میں لکھتے ہیں: ''اور میری تائید میں میرے ہاتھ پر خدا نے بڑے بڑے نشان دکھلائے۔ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔''

یہاں تو مرزا قادیانی نے نہایت ہی دیانت اور سچائی سے کام لیا اور بڑی جرأت کو کام فرمایا۔ بقول شخصے دروغگو یم بروئے تو۔ اولاً تو کوئی معمولی نشان بھی خدا نے مرزا قادیانی کی تائید میں نہیں دکھایا اور بڑے نشان تو بڑی بات ہے۔ اگر کوئی نشان ہے تو جماعت احمدیہ اس کو پیش کرے۔ اگر مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں بڑے نشان ہیں تو ان کی دھجیاں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ''الہامات مرزا'' میں خوب اڑائیں ہیں۔ آتھم کی پیشین گوئی جس کو بڑا نشان فرمایا ہے۔ اس میں تو مرزا قادیانی کی ایسی ذلت ہوئی کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ مگر مرزا قادیانی ہی تھے کہ زندہ رہے۔ اس کا خلاصہ یوں ہے کہ مرزا قادیانی اور آتھم عیسائی سے امرتسر میں مناظرہ ہوا اور پندرہ دن تک مناظرہ رہا۔ مناظرہ کے اختتام پر مرزا قادیانی نے یہ پیشین گوئی آتھم کے متعلق کی کہ وہ پندرہ مہینہ میں مرجائے گا۔ وہ بوڑھا آدمی مرزا قادیانی کے ہمسن تھا۔ مرزا قادیانی نے خیال فرمایا کہ اگر مرگیا تو بازی جیتی اور نہیں مرا تو پھر کوئی الہام گھڑلیں گے۔ یہ تو گھر کی کھیتی ہے۔ چنانچہ پانچویں ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس کی میعاد ختم ہوئی اور آتھم صحیح وسالم رہا اور ۶ رستمبر کو عیسائیوں نے بڑی خوشی کی اور فیروز پور سے آتھم کو امرتسر واپس لائے اور اشتہار اور اعلان دیا۔ بعض اشعار اس کے ناظرین کے تفریح طبع کے لئے لکھتا ہوں۔

پنجۂ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی ۔ توڑ ہی ڈالیں گے یہ نازک کلائی آپ کی
آتھم اب زندہ ہے آکر دیکھ لو آنکھوں سے خود ۔ بات کب یہ چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی

اب خوہ مخواہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ لیکن مرزا قادیانی کا عمل تو اس پر ہے شرم چہ...... کہ پیش مردان بیاید۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۴

پھر (اعجاز احمدی ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹) میں لکھتے ہیں: ''دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشین گوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائے گا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔''

مرزا قادیانی کی اس پیشین گوئی کا خلاصہ یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام پشاوری پر چھ برس کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل ہوگا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہے اور اپنے اندر ہیبت الٰہی رکھتا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ لیکھرام چھری سے قتل کیا گیا اور ایسے واقعات ہوا ہی کرتے ہیں۔ خصوصاً پنجاب کے علاقہ میں تو ایسی وارداتیں بکثرت ہوتی ہیں نہ یہ معمولی تکلیفوں سے نرالا ہے اور نہ خارق عادت ہے، نہ اپنے اندر ہیبت الٰہی رکھتا ہے۔ اگر ناظرین اس کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو (الہامات مرزا ص ۴۵) میں دیکھیں اس پر مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی کس قدر عبرت انگیز اور شرمناک بات ہے؟

اس کے بعد مرزا قادیانی مولویوں کو اندھا، یہودی، عیسائی بتاتے ہوئے ایک یہودی کا قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئیوں کی نسبت نقل کر کے (اعجاز احمدی ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۱) میں لکھتے ہیں: ''اب بتلاؤ کہ اس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناء اللہ کا دل باہم متشابہ ہیں یا نہیں۔''

مجھے مرزا قادیانی کی ذات پر سخت افسوس ہے کہ مسیح موعود ہو کر تمام عمر میں دو چار یہودیوں اور عیسائیوں کو تو مسلمان نہ کر سکے البتہ مسلمانوں کو یہودی اور نصرانی بنا چھوڑا۔ خیر مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد حسین صاحب کا دل تو یہودیوں سے جس طرح مشابہ ہے اسے تو میں ناظرین کے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں۔ مگر میں یہاں یہ دکھاتا ہوں کہ جھوٹے مدعیان نبوت اور دجالوں کے حالات اکثر باہم مشابہ ہوئے۔

مدعی مہدویت شیخ محمد جونپوری اور مرزا قادیانی

چنانچہ مرزا قادیانی کے پہلے جونپور میں ایک شخص شیخ محمد ۸۴۷ھ میں پیدا ہوا۔ اس نے چونکہ یہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق، رکن اور مقام (مکہ میں حرم محترم میں جگہ کا نام ہے) کے درمیان بیعت کرے گی۔ اس واسطے اس نے بھی اس مقام میں دعویٰ ''من اتبعنی فھو مؤمن'' (یعنی جس نے میری پیروی کی وہی مؤمن ہے) کا کیا اور میاں نظام اور قاضی علاء الدین

آمنا وصدقنا (ہم ایمان لائے اور تصدیق کی) بول کر جھٹ بیعت کر لی تا کہ یہ ٹوٹکا بھی ادا ہو جائے اور بولے کہ دو گواہ بس ہیں۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۳۷)

شیخ محمد کا یہ پہلا دعویٰ مہدویت یا نبوت کا مکہ معظمہ حرم محترم میں سن ۹۰۱ھ میں ہوا ہے اور واپس آنے پر پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرا دعویٰ مہدویت کا سن ۹۰۳ھ میں کیا اور تیسرا دعویٰ بڑے زور کا سن ۹۰۵ھ میں کیا۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۳۸) میں اس آخری دعویٰ کا حال اس طرح لکھا ہے: ''چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے در پے تھے کہ دعویٰ مہدویت کا کر و اور بار بار اس کے خواہاں تھے اور شیخ ہر چند ٹالتے چلے جاتے تھے۔ یہ لوگ تقاضا نہیں چھوڑتے تھے۔ چنانچہ بپاس خاطر ان کے دو بار اس سے پہلے دعویٰ کیا تھا۔ لیکن بعد اس کے سکوت اختیار کیا تھا۔ اس پر چنداں اصرار نہ تھا کہ اب سب نے کمال اصرار کیا۔ شیخ بھی تیار ہو گئے اور فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کر۔ میں ٹالتا چلا جاتا ہوں۔ اب مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد! دعویٰ مہدویت کہلانا ہوا۔ تو کہلا نہیں تو ظالموں میں کروں گا۔ اس واسطے میں بصحت عقل وحواس دعویٰ کرتا ہوں۔ ''انا مہدی مبین مراد اللہ'' اور اپنا چمڑا دونوں انگلیوں سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے منکر ہوئے، وہ کافر ہے اور میں خدا سے بے واسطے احکام وغیرہ لیا کرتا ہوں اور فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ علم اولین اور آخری کا تجھ کو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجھ کو دی ہم نے۔ تجھے جو قبول کرے وہ مؤمن ہے اور تیرا جو منکر ہوئے وہ کافر ہے۔ اسی طرح بہت سی باتیں خدائے پاک کی طرف نسبت کیں۔ خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے۔ اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ امنّا وصدّقنا''

اب ناظرین مرزا قادیانی کے اقوال اور جونپوری کے اقوال کا مقابلہ کر کے دیکھیں کہ کس قدر مشابہ ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی	شیخ محمد جونپوری
(۱) ''پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کے آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)	(۱) ''اور (شیخ نے) فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کر۔ میں ٹالتا چلا جاتا ہوں۔ اب مجھ کو یہ حکم ہوا کہ اے سید محمد! دعویٰ مہدویت کہلانا ہو تو کہلا نہیں تو ظالموں میں کروں گا۔'' (ہدیہ مہدویہ ص ۳۸)

(۲)''اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' (اعجاز احمدی ص ایضا) یعنی وہ عزیز اور غالب خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ تمام ادیان باطلہ پر اس رسول کو فتح دے۔'' اور مجھے حکم ہوا کہ ''فاصدع بما تومر'' یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے۔'' (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)	(۲) اور عالم میاں نے استکنائے کبیر میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعویٰ کیا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اس بندہ کو ہوتا ہے کہ آیت ''افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ'' آخر تک خاص تیری ذات کے حق میں ہے ہم نے، اور مراد لفظ میں سے ''افمن کان'' میں خاص ذات تیری ہے اور یہ بھی دعویٰ کیا فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ آیت ''ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا '' آخر تک تیری قوم کے حق میں ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۱۱۹) میاں خوند میر داماد و جانشین شیخ جونپوری مکتوب ملتانی میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کلام خویش خبر داد ثم ان علینا بیانہ (بلسان المہدی ص ۱۱۸)
(۳)''اب دیکھو خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)	(۳) تصدیق مہدویت سید جونپوری کی فرض ہے اور انکار ان کی مہدویت کا کفر ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۱۶، ۱۷)
(۴)''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶، ایضا)	(۴) عقیدہ شانزدہم یہ کہ (مہدویہ) شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلکہ رسول صاحب شریعت تازہ جانتے ہیں۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۲۳) (چنانچہ) شواہد کے تیرھویں باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۲۳)
(۵)''انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی'' (حقیقت الوحی ص ۱۲۶ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۷۰) ''انت بمنزلۃ ولدی'' (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم)	(۵) عقیدہ پنجم سید محمو جونپوری سوائے محمد ﷺ کے افضل ہیں، ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ونوح وآدم اور تمام انبیاء اور مرسلین سے۔ (ہدیہ مہدیہ ص ۱۷)

(۶) ''مگر ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حَکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرا معنی تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حَکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔'' (اعجاز احمدی ص۲۹، خزائن ج۱۹ص۱۳۹) ''ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ص۱۴۰)	(۶) عقیدۂ ہفتم یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں۔ لیکن شیخ جونپور کے بیان اور احوال سے مقابل کر کے دیکھنا اگر مطابق ان کے احوال کے ہو ویں۔ صحیح جاننا ورنہ غلط جاننا۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۷)

حضرات ناظرین! انصاف سے فرمائیں کہ شیخ محمد جونپوری اور ان کی جماعت اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا دل باہم متشابہ ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں۔

اور لطف یہ ہے کہ دونوں ہی حضرات اپنے کو تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کا فیصلہ مشکل ہے کہ ان دونوں میں دجل میں فاضل کون ہے اور مفضول کون۔ ''اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون''

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷

پھر مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۵، خزائن ج۱۹ص۱۱۱، ۱۱۲) میں لکھتے ہیں: ''ہاں وعید کی پیشین گوئیاں جیسا کہ آتھم کی پیشین گوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشین گوئی، ایسی پیشین گوئیاں ہیں جن کی قرآن اور توریت کے رو سے تاخیر بھی ہوسکتی ہے اور ان کا التواء ان کے کذب کو مستلزم نہیں۔ کیونکہ خدا اپنے وعید کے روکنے پر اختیار رکھتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ کیونکہ یونس نبی کی پیشین گوئی جو عذاب کے لئے تھی۔ اس کے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی۔ تب بھی عذاب ٹل گیا۔ کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یوحنا نبی اور درمنثور۔''

اس میں مرزا قادیانی نے تین جھوٹ بولے۔ پہلا جھوٹ یہ ہے کہ وعید کی پیشین گوئیوں میں قرآن اور توریت کے رو سے تاخیر بھی ہوسکتی ہے۔ یہ کیسا گندا اور بدبودار جھوٹ ہے۔ قرآن کی کسی آیت اور توریت کے کسی باب میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ خدا وعید کے پیش گوئیوں میں وقت سے

تاخیر کر دیتا ہے۔ خصوصاً وہ پیشین گوئیاں جن کو نبی اپنی نبوت کے لئے نشان قرار دے اور معیار صداقت ٹھہرائے۔ اگر ایسا ہے تو میں جماعت احمدیہ سے پکار کر کہتا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کے اس دعوے کو قرآن اور توریت سے ثابت کریں۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ مسلمان اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ بھی کس قدر سیاہ جھوٹ ہے۔ ہرگز یہ عقیدہ کسی دیندار مسلمان کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ محض مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کا ہے۔ تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی جو عذاب کے لئے تھی باوجود شرط توبہ وغیرہ نہ ہونے کے بھی عذاب ٹل گیا۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ قرآن شریف سے نہ حضرت یونس علیہ السلام کے عذاب کے لئے کوئی پیشین گوئی معلوم ہوتی ہے اور نہ پیشین گوئی کو اپنے لئے معیار صداقت بتانا معلوم ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰

پھر (اعجاز احمدی ص۵، ۶، خزائن ج۱۹ ص۱۱۲) میں لکھتے ہیں: ’’اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کے رو سے ان کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتا تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے۔ جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزارہا پیشین گوئیوں پر جو عین صفائی سے پوری ہوگئیں ان پر نظر نہیں ڈالتے اور اگر کوئی ایک پیشین گوئی اپنی حماقت سے سمجھ میں نہ آوے تو بار بار اس کو پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ ایمانداری ہے۔ اگر ان کو طلب حق ہوتی تو ان کے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں ان کی آمد ورفت کا خرچ بھی دے دیتا اور بطور مہمانوں کے ان کو رکھتا۔ تب وہ دل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے۔ دور بیٹھے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اس کا سبب ہو سکتا ہے۔‘‘

یہاں بھی حضرت (مرزا قادیانی) نے تین جھوٹ فرمادیئے۔ پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی طرح سے دوسرے نبیوں کی پیشین گوئیاں بھی جھوٹی ہوئیں اور پیشین گوئیوں کے جھوٹے ہونے کا جو اعتراض مرزا قادیانی پر کیا جاتا ہے بعینہ وہی اعتراض اور انبیاء کرام پر بھی ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔ لیکن میں باادب عرض کرتا ہوں کہ ہرگز کسی نبی نے اپنی پیشین گوئی کو اپنے لئے معیار صداقت نہیں ٹھہرایا اور اگر ٹھہرایا ہو تو وہ نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ بخلاف مرزا قادیانی کے کہ وہ اکثر پیشین گوئیوں کے اپنے معیار صداقت ٹھہرا کر کے بھی ہمیشہ تاویلات فاسدہ سے پورا کیا کرتے ہیں۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ ہزارہا پیشین گوئیاں وقت پر جو عین صفائی سے پوری ہوگئیں۔

مجھے سخت تعجب اورافسوس ہے مرزا قادیانی کی سمجھ اور عقل پر یادیدۂ ودانستہ تمام لوگوں کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں یا جھوٹ ان کا شیوہ ہوگیا ہے۔ میں دعویٰ کے ساتھ ان کی جماعت سے کہتا ہوں کہ دو چار بھی پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی بشرطیکہ وہ صاف ہوں اور صفائی سے اپنے وقت پر پوری بھی ہوئی ہوں۔ ثابت کریں۔ لیکن ناظرین اطمینان رکھیں کہ ہرگز وہ ایسا نہیں کر سکتے اور نہیں کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے قادیان کے بارہ میں پیشین گوئی کی کہ: ”یہاں طاعون نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) اسی وقت سمجھدار حضرات نے کہا کہ اب ضرور قادیان میں پلیگ ہوگا۔ اس لئے کہ خدا جھوٹے کو رسوا کرتا ہے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ ”الہامات مرزا“ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ وہ خود قادیان آتے۔ افسوس اس پر بھی مرزا قادیانی پورے نہ اترے۔ چنانچہ ۱۰رجنوری ۱۹۰۳ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ میں آپ کا بلایا ہوا آیا ہوں۔ مجمع میں اپنی پیشین گوئیوں کو پیش کیجئے اور جو شبہات ان پر میں ظاہر کروں اسے دفع کیجئے۔ لیکن مرزا قادیانی میدان میں نہ آئے اور گھر ہی سے کاغذی گھوڑے دوڑاتے رہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سارے خطوط اپنے اور ان کے مع مرزا قادیانی کی زبان درازی اور خلق کو (الہامات مرزا ص۱۰۱) میں درج کیا ہے۔ جن میں مرزا قادیانی حیرت انگیز چالاکی سے اپنی پیشین گوئیوں کے پڑتال سے بھاگتے ہیں اور فرار پر فرار کو ترجیح دیتے ہیں اور غصہ سے گالی گلوچ سے ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حالی نے اپنے اشعار میں مرزا قادیانی کی اس حالت کا نقشہ دیا ہے۔

کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستون چشم بددور ہیں آپ دین کے
نمونہ ہیں خلق۔ رسول امین کے

پھر (اعجاز احمدی ص۶، خزائن ج۱۹ ص۱۱۲) میں لکھتے ہیں: ”ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور سفر طول طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ ان کو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت دی جائے گی۔ جیسا کہ پیش گوئی تھی اس پر بعض بدبخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمرؓ چند روز ابتلاء میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجالائے جیسا کہ ان کے قول سے ظاہر ہے۔“

یہاں میں پہلے حدیبیہ کے خواب کا اصل واقعہ لکھتا ہوں۔ اس کے بعد ناظرین کو مرزا قادیانی کے دجل اور جھوٹ کا پورا حال معلوم ہوگا۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ سن چھ ہجری میں جناب رسول خدا ﷺ مع جماعت کثیرہ صحابہ کرامؓ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ عمرہ کے قصد سے تشریف لے چلے۔ راستہ میں حدیبیہ (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچ کر آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ ہم بے خوف وخطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں اور زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس خواب کو صحابہ کرامؓ سے بیان فرمایا۔ صحابہؓ نے آپ ﷺ کے مختصر بیان سے یہ سمجھا کہ اسی سفر میں ہم لوگ مکہ میں داخل ہوکر زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوں گے۔ چونکہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت ہتھیار بند تھی۔

مکہ کے لوگوں کو خوف ہوا اور حدیبیہ ہی میں ان لوگوں نے ان کو مکہ جانے سے روکا اور فریقین میں صلح ہوئی اور سال آئندہ آنحضرت ﷺ کا مع صحابہ کرامؓ مکہ میں داخل ہونا صلح کی ایک شرط قرار پائی۔ یہ صلح بظاہر دب کر معلوم ہوتی تھی اور چونکہ صحابہؓ عمرہ کے شوق میں چور تھے۔ اس کے سوا جماعت کثیرہ ہتھیار بند جوش شجاعت میں بھری ہوئی تھی۔ اس لئے ان کو یہ صلح ناگوار معلوم ہوتی تھی اور پاس ادب سے کچھ بول بھی نہیں سکتے تھے۔ مگر آنحضرت فداہ ابی وامی کی نتیجہ پر نظر تھی باوجود سخت شرائط کے بھی صلح منظور کر لی اور درحقیقت اس صلح سے بڑے بڑے فائدے مسلمانوں کے ہوئے۔ بلکہ اس کو فتح مکہ کا پیش خیمہ یا مقدمۃ الجیش کہنا چاہئے۔ چنانچہ پیچھے چل کر تمام صحابہؓ نے اس صلح کے فوائد پر اتفاق کیا۔ چونکہ انؓ کے خیال کے بموجب اصحاب کے تمام امنگوں کا خاتمہ ہوتا تھا۔ اس لئے گھبرائے ہوئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ پیش قدمی کر کے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوکر زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوں گے اور طواف کریں گے۔ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہاں کہا تھا مگر کیا اسی سال جانے کو کہا تھا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ نہیں اس سال کی تعیین نہیں فرمائی تھی تو ارشاد ہوا کہ ہم نے جانے کو کہا تھا۔ سو جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ چنانچہ دوسرے سال میں اس پیشین گوئی کا ظہور ہوا اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ صحابہؓ مکہ میں داخل ہوئے اور سن آٹھ ہجری میں فتح مکہ ہوا اور شجاعان اسلام یعنی صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہتھیار بند مکہ میں داخل ہوئے۔ اس واقعہ سے امور ذیل معلوم ہوئے۔

۱...... آپ ﷺ نے عمرہ کے قصد سے سفر کیا تھا اور حدیبیہ پہنچ کر خواب دیکھا تھا۔

۲...... آپ ﷺ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ یہ پیشین گوئی اسی سال پوری ہوگی۔

۳...... جب آنحضرتﷺ سے حضرت عمرؓ نے پوچھا اور آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ ہم نے اسی سال کیا مکہ میں داخل ہونے کو کہا تھا؟ تو حضرت عمرؓ کا یہ کہنا کہ نہیں اس سال کی تعیین نہیں فرمائی تھی۔ صاف بتارہا ہے کہ آنحضرتﷺ کے کسی قول یا فعل یا اشارہ سے بھی اس سال کی تعیین نہیں پائی جاتی۔ ورنہ حضرت عمرؓ اس کو ضرور عرض کرتے مگر ایسا نہیں کہا تو معلوم ہوا کہ اس سال کی تعیین کا سمجھنا صحابہؓ کا اپنا خیال اور گمان تھا۔ یہاں مرزا قادیانی نے جھوٹ کا طومار باندھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ نمبر۲۱،۲۲،۲۳،۲۴،۲۵،۲۶

پہلا جھوٹ یہ ہے اور ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ صریح جھوٹ ہے۔ پوچھا تو حضرت عمرؓ نے۔ کیا وہ مرزا قادیانی کے نزدیک مخالفین اسلام میں تھے؟ نعوذ باللہ!

دوسرا اور تیسرا جھوٹ اور سفر طول طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرتﷺ کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ ان کو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت دی جائے گی۔ جیسا کہ پیش گوئی تھی۔ اوّلاً آنحضرتﷺ کا سفر پیش گوئی کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ عمرہ کے لئے تھا۔ جیسا اوپر گذرا۔ کیونکہ بقول محققین علماء خواب حدیبیہ میں حضورﷺ نے دیکھا تو اب پیش گوئی کے بناء پر آپﷺ کا سفر کیونکر ہوسکتا تھا؟ البتہ سفر کے بعد حدیبیہ میں یہ پیش گوئی حضورﷺ نے فرمائی۔ ثانیاً حضورﷺ کی پیش گوئی ہرگز یہ نہیں تھی کہ ہم اس سال مکہ میں داخل ہوں گے۔ نہ آپﷺ کے کسی فعل اور اشارہ سے یہ سمجھا گیا یہ تو آنحضرتﷺ پر اتہام ہے۔ نعوذ باللہ!

چوتھا جھوٹ ''اس پر بعض بدبخت مرتد ہوگئے۔'' صحابہؓ میں سے کوئی شخص ہرگز اس کی وجہ سے مرتد نہیں ہوا اور نہ مرتد ہونے کی کوئی وجہ تھی۔ اس لئے کہ یہاں تو سب بات صاف تھی نہ تاویل تھی نہ کوئی تازہ الہام۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا صحابہؓ پر اتہام ہے۔ ورنہ جماعت احمدیہ مجھے نام بتائے کہ کون صحابہؓ اس کی وجہ سے مرتد ہوئے۔

پانچواں اور چھٹا جھوٹ ''اور حضرت عمرؓ چند روز ابتلا میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجالائے۔'' یہ بالکل از سرتاپا غلط اور جھوٹ ہے۔ نہ حضرت عمرؓ اس وجہ سے کبھی ابتلاء میں رہے اور نہ اس لغزش کی وجہ سے کوئی عمل نیک بجالائے۔ ہاں! چونکہ صحابہؓ آنحضرتﷺ کا ادب بہت کرتے تھے۔ جیسا حدیثوں میں آیا ہے اور اس میں وہ آپ ہی اپنی نظیر تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ پیش قدمی کر کے پوچھنے سے نادم اور پشیمان ہوئے ہوں اور اس لغزش کی وجہ سے کچھ اعمال نیک بجالائے ہوں تو یہ ہوسکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی یہ چاہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں (جونہایت صفائی سے اپنے وقت معینہ پر پوری ہوئیں) پر پردہ ڈال کر اپنی جھوٹی پیشین گوئیوں (جو مرزا قادیانی کے تاویلات کے بعد بھی وقت پر پوری نہ ہوئیں) سے جا ملائیں۔ مگر یاد رکھیں کہ ۔

این خیال است و محال است و جنون

اگر ناظرین اس پیشین گوئی کو آنحضرت ﷺ کی تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو (حصہ دوم فیصلۂ آسمانی ص۲۳ تا ۲۶، مطبوعہ باردوم) ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۶، ۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں لکھتے ہیں: ''میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا، اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا۔ حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ''افسوس ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ پر جھوٹ بکے چلے جاتے ہیں۔ نہ خلق سے شرماتے ہیں نہ خدا سے خوف کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے ماں باپ نے تو ان کا نام غلام احمد رکھا تھا۔ یہ عیسیٰ نام آپ کا کس نے رکھا، خدا نے عرش پر آپ کا نام عیسیٰ رکھا۔ حضرات ناظرین اسی طرح شیخ محمد جونپوری نے بھی کہا کہ میرا نام چوتھے آسمان پر سید مبارک ہے۔

چنانچہ شواہد الولایت کے پندرھویں باب میں لکھا ہے: ''میران (شیخ محمد) نے خوندمیر (داماد شیخ) کو کہا کہ تمہاری خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں دی ہے کہ ''اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ'' سینہ خوندمیر فیھا مصباح تجلی حق تعالیٰ المصباح فی زجاجہ دل خوندمیر الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ شجرۂ ذات خاص بندہ کہ چوتھے آسمان پر نام بندے کا سید مبارک ہے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۱۲۰)

تعجب ہے کہ شیخ نے بی بی مبارکہ کو سید مبارک کیونکر کہہ دیا۔ یہ خدا پر افتراء ہے کہ ''میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔'' اس لئے اس کلام میں یہ پہلا جھوٹ ہے۔ اب دوسرا جھوٹ دیکھئے۔ ''مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا۔ اسی طرح ان کے شیخ جونپوری نے بھی اپنے کو خاتم الاولیاء کہا ہے۔ مگر بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ! انہوں نے ولایت کا خاتمہ کیا تھا تو انہوں نے خلافت ہی کا خاتمہ کر ڈالا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے خلفاء نے اسلامی فتوحات کی توسیع کی دنیا میں اخلاق محمدی کو پھیلایا۔ حدود

وتعزیر جاری کئے۔ان کی صداقت اور راست بازی اور صفائی معاملات کو دیکھ کر جوق کی جوق غیر قومیں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔لوگوں کو راحت رسانی کے اسباب مہیا کئے وغیرہ وغیرہ۔اب مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے کہ آپ نے اس کے سوا کیا کیا کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر ایک جماعت اپنی بنالی۔افسوس تھوڑے تبدیلی کے بعد مولانا روم کا یہ شعر مرزا قادیانی کے حسب حال ہے۔

گندہ کذب او جہاں راگندہ کرد
کذب او دیبائے دین راژندہ کرد

اب تیسرے جھوٹ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں: ''تو ہی کسر صلیب کرے گا۔'' افسوس اگر مرزا قادیانی کی ذات سے صرف یہی کام ہوتا تو یہ کہنے کو ہوتا کہ مرزا قادیانی بھی کسی کام کے آدمی تھے۔شیخ جونپوری نے تو درمیان رکن ومقام کے حرم محترم میں چپکے سے دو آدمی کو ساتھ لے جاکر دعویٰ کیا اور دونوں نے تصدیق کی۔کاش مرزا قادیانی بھی ایک لکڑی کی صلیب بنا کر اسی کو توڑ لیتے اور فرماتے کہ یہی کسر صلیب ہے تو خیر ٹوٹکا تو ہو جاتا۔مگر شیخ جونپوری سے بھی پیچھے رہ گئے۔کیا جماعت احمدیہ بتاسکتی ہے کہ کتنے عیسائی، یہود، آریہ، مرزا صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے؟

اس سے تو علمائے اسلام اور بزرگان دین ہی اچھے ہیں کہ ان کے مبارک ہاتھوں پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں غیر قوموں نے توبہ کی اور مسلمان ہوئے۔کیا خاتم الخلفاء اور مکسر صلیب کا یہی کام تھا کہ تمام عمر اپنے فضول دعوؤں میں جھگڑتا رہے اور ہزاروں روپے مسلمانوں سے لے کر اپنے خیالات فاسدہ کی اشاعت کرتا رہے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالے اور تمام مسلمانوں کی کافر وغیرہ ناشائستہ الفاظ سے توہین کرے۔

اب چوتھے جھوٹ کو دیکھئے: ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔'' مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر تو قرآن اور حدیث میں کہیں بھی نہیں۔ہاں! جب مرزا قادیانی کی یہ شان ہو۔

گاہ موسیٰ گاہ عیسیٰ گاہ فخر انبیاء
گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہد شدن

تو ان کا ذکر قرآن میں کیا تمام کتب آسمانی میں ہوسکتا ہے۔

ان سب سے بڑا اور تاریک جھوٹ مرزا قادیانی کا اس میں پانچواں ہے وہ یہ کہ جس طرح شیخ جونپوری اپنے لئے بعض آیات قرآنی کو مخصوص کرتا ہے۔اسی طرح مرزا قادیانی جو آیت قرآن مجید میں خاص آنحضرت ﷺ کے بارے میں ہے اس کو اپنے لئے مخصوص کرتا ہے۔

’’کبرت کلمة تخرج من افواھھم ‘‘بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے اور یہ کہتے ہیں:
’’اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ‘‘یعنی وہ ایسا عزیز اور غالب خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا۔ تا کہ تمام ادیان باطلہ پر اس رسول کو فتح دے اور اس پر یہ سینہ زوری کہ تو ہی اس کا مصداق ہے۔ یعنی سوا تیرے اور کوئی اس کا مصداق نہیں۔ تیرہ سو برس پہلے مرزا قادیانی ہی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ ان کی جماعت مجھے بتائے کہ خدا نے کس ہدایت اور دین کو دے کر رسول بنا کر مرزا قادیانی کو بھیجا اور ان کا دین تمام ادیان پر غالب آ گیا۔ اگر یہ دین اسلام ہے تو اسے مرزا قادیانی جیسے رسول کی حاجت نہیں۔ اس کو خدا نے تیرہ سو برس پہلے کامل مکمل اور اس کے احکام کو غیر منسوخ بنا کر محمد رسول اللہ ﷺ کو عطاء فرمایا تھا اور اگر اس کے سوا کوئی دوسرا دین مرزا قادیانی کا نیا ایجاد کردہ اور ساختہ ہے تو اسے بتائیں اور اس کے ساتھ یہ بھی بتائیں کہ ان کا ایجاد کردہ دین۔ مردود، دین اسلام پر بھی غالب آ گیا۔ نعوذ باللہ! ’’ان الدین عند اللہ الاسلام فمن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ‘‘یعنی ارشاد خداوندی ہے کہ خدا کے ہاں مقبول دین اسلام ہی ہے جو اس کے سوا اور دین ڈھونڈے تو وہ ہرگز مقبول نہیں۔

پھر مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں لکھتے ہیں: ’’پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمارہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پس جب اس بارہ میں انتہاء تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا۔ ’’فاصدع بما تؤمر ‘‘یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنادے۔‘‘

مجھے مرزا قادیانی پر افسوس ہے کہ ان کا عمل اس پر ہے ؎

بے حیاء باش وہرچہ خواہی کوہ

مرزا قادیانی جیسے رسول ہیں ویسا ہی ان کا خدا بھی نہ وہ اس کی سنتے ہیں نہ یہ ان کی۔ بھلا جب بارہ برس تک مرزا قادیانی نے نہ سنا تو اسے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بھی مرزا قادیانی کو مسیح موعود بنائے بغیر نہ رہا۔

حضرات ناظرین! دیکھیں کہ اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہے کہ بارہ برس تک مرزا قادیانی کو الہام ہوتا رہا کہ تو عیسیٰ، خاتم الخلفاء، رسول وغیرہ وغیرہ ہے۔ یہاں تک کہ بڑی شدومد سے حکم

ہوا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ مگر مرزا قادیانی نہ ماننے پر نہ مانے اور اپنے رسمی عقیدہ پر جمے رہے اور ان کا خدا خوشامدیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ:

سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

جب خوشامد حد تواتر کو پہنچی تب آپ نے مانا۔

شاباش! مرزا قادیانی آپ کا کیا کہنا۔ یہ کیسا دروغ بے فروغ ہے۔ کیا کسی سچے نبی کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ باوجود زمانہ دراز تک بار بار الہامات ہونے کے بھی اپنے جھوٹے اور رسمی عقیدہ پر جما رہے اور برابر بارہ برس تک یک لخت براہین میں جھوٹ کی اشاعت کرتا رہے۔

ایں کار از تو آمد و مرزا چنیں کند

اس میں یہ پہلا جھوٹ تھا۔ اب ناظرین دوسرا جھوٹ سنیں۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۳۲،۳۳

''جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی۔'' حضرات مرزا قادیانی کی اس دلیری کو دیکھیں کہ دو چار دس بیس وحی الٰہی پر وہ ایمان نہ لائے۔ جب تک انتہاء کو نہ پہنچی۔

عجب جرأت تھی اس دل میں جسارت ہو تو ایسی ہو

مگر اس کو تو بتایا ہوتا کہ ان کے نزدیک انتہاء کیا ہے۔ اگر انتہاء اس کا نام ہے جیسا وہ آگے چل کر لکھتے ہیں: ''اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۴) تو میں پوچھتا ہوں کہ جب دس بیس وحی میں مرزا قادیانی کو یقین نہ ہوا اور زمانہ دراز تک وسوسہ شیطانی سمجھ کر ٹالتے رہے اور رسمی عقیدہ پر جمے رہے تو اس کی کسے خبر ہے کہ اب بھی ان کا جس بات پر یقین ہے وہ بھی کہیں اضغاث احلام (خواب پریشان) نہ ہو اور ایسا ہی ہے۔

یہاں وسوسہ شیطانی کا لفظ جو میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا ہے بلکہ ان کے بڑے مرشد مہدی موعود شیخ محمد جونپوری نے کہا ہے۔ چنانچہ مطلع الولایت میں لکھا ہے: ''اوّل بارہ برس تک امر الٰہی ہوتا رہا اور میران وسوسۂ نفس و شیطانی سمجھ کر ٹالتے رہے اور بعد بارہ برس کے خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہیں اور تو اس کو غیر اللہ سے سمجھتا ہے۔ بعد اس کے بھی شیخ موصوف اپنے عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے۔ بعد بیس برس کے خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الٰہی جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے گا ماجور ہو گا۔ ورنہ مجبور ہو گا۔''

(ہدیہ مہدویہ ص۳۴)

حضرات ناظرین! باہم دل کا متشابہ ہونا اسے کہتے ہیں: ''کذالک قال الذین من

قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم قدبینا الایت لقوم یوقنون ''(اسی طرح جولوگ ان سے پہلے گذرے ہیں انہیں جیسی باتیں وہ بھی کہا کرتے تھے ان سب کے دل ایک ہی طرح کے ہیں جولوگ یقین رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ان کوتو ہم اپنی نشانیاں صاف طور پر دکھا چکے۔)

مرزا قادیانی چودھویں صدی کے مسیح ہوشیار اور چالاک تھے۔ پہلے بارہ برس کے بعد ہی قبول کرلیا اور دوسرے آٹھ برس پر نہ ٹالا اور اپنے خدا کو زیادہ خوشامد سے رہائی دی۔''ما قدرو اللہ حق قدرہ. تعالیٰ اللہ علی ذلک علوا کبیرا''

معزز ناظرین! اب کہاں تک میں آپ کی سمع خراشی کروں اور آپ کا عزیز وقت ضائع کروں۔مرزا قادیانی کا تو تمام عمر یہی مشغلہ رہا۔یہ ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہے ورنہ صرف اس کتاب میں مرزا قادیانی نے سینکڑوں جھوٹ لکھے ہیں اور افتراء سے اس کو بھر دیا ہے۔آپ خود خیال فرمائیں کہ جب سات صفحے میں موٹی موٹی اور سرسری نظر میں تینتیس جھوٹ ہوئے اور یہ کتاب اشتہار سمیت ۹۰ صفحے کی ہے تو اس حساب سے سینکڑوں جھوٹ اس میں کہنا بالکل صحیح ہے اور غور سے تنقیح کی جائے تو ان کا شمار انسانی طاقت سے بالا ہوگا۔

اب میں معزز ناظرین کی توجہ کو مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔مرزا قادیانی اپنے اس قصیدہ کے نسبت لکھتے ہیں:''سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر! مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دعا میری منظور ہوگئی اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں میں نے ختم کرلیا۔''

(اعجاز احمدی ص۳۲، خزائن ج۱۹ص۱۳۶)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱...... مرزا قادیانی نے خدائے قادر سے نشان نبوۃ کے لئے دعا کی اور وہ دعا آپ کی مقبول بھی ہوگئی۔

۲...... اور روح القدس سے ایک خارق عادت ان کو تائید بھی ملی۔

پھر (اعجاز احمدی ص۹۰، خزائن ج۱۹ص۲۰۵) میں لکھتے ہیں:''اب ان کی اصل میعاد ۲۰ر نومبر سے شروع ہوگی۔پس ۱۰ر دسمبر۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہوجائے گا۔''

حضرات ناظرین! اس کو دیکھیں کہ یہ کسی سچے نبی کی شان ہے یا مفتری انسان کا منصوبہ جس نبی کو مقبول دعا کے بعد نشان کے طور پر ایک معجزہ ملا پھر اس کو روح القدس سے ایک خارق عادت تائید بھی ملی۔اس کے ساتھ ہی وہ اپنے مخاطبین کو جواب کے لئے زیادہ سے زیادہ

بیس دن کی مہلت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: ”پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گیا ہے۔ میں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں۔“ (اعجاز احمدی ص۹۰، خزائن ج۱۹ ص۲۰۲)

کیا مرزا قادیانی کوئی مثال انبیاء سابقین کی پیش کر سکتے ہیں کہ اتنی جدوجہد کے بعد ایسا انوکھا (مجموعہ اغلاط) معجزہ ملا ہو اور مخاطبین کو انہوں نے معارضہ کے لئے ایسے تنگ وقت کا پابند کیا ہو۔ کیا حضرت سید المرسلین ﷺ پر کوئی سورہ دو گھنٹہ میں اتری اور حضور نے مخاطبین کو معارضہ کے لئے دو یا چار گھنٹہ کا وقت دیا؟ نہیں۔

مجھے مرزا قادیانی کی سمجھ اور ان کے ماننے والوں کی عقل پر حیرت کے ساتھ افسوس ہے کہ جب ان کو نشان کے طور پر قصیدہ معجزہ دیا گیا اور روح القدس سے خارق عادت تائید ملی۔ پھر ایسی گھبراہٹ کیوں ہے کہ لوگوں کو بیس دن میں معارضہ کے لئے پابند کرتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا معجزہ اور دعا اور روح القدس اور خرق عادت سب کے سب بھاڑے کے چندروزہ تھے اور مرزا قادیانی کو خوف دامنگیر تھا اور اپنی کمزوریوں کو خوب جانتے تھے اور معارضہ کے روز بد سے ان کا دل دھڑکتا تھا۔ کاش کم سے کم اپنی زندگی ہی تک وقت کی توسیع فرماتے یا مخاطبین کی حیات تک تو خیر ایک بات تھی۔ لیکن بفضلہ وقت کے اندر ہی علماء نے مرزا قادیانی کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جیسا کہ حصہ اوّل میں دکھایا گیا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔“ (اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸)

اب حضرات ناظرین انصاف سے دیکھیں کہ مخاطب تو تمام مولوی ہیں۔ خواہ عربی ہوں یا عجمی اور وقت ایسا تنگ صرف بیس دن میں جواب مرزا قادیانی تک پہنچنا چاہئے۔ آپ اس کی اشاعت کے لئے تمام یورپ، ایشیاء، افریقہ تینوں براعظم کو چھوڑ کر صرف ہندوستان ہی کو لے لیجئے کہ ہندوستان میں تمام مولویوں کے پاس ہر شہر اور قصبہ اور دیہات میں بیس دن میں اس رسالہ کا پہنچنا غیر ممکن ہے۔ اس پر اس کا جواب لکھنا اور چھپوانا اور مرزا قادیانی تک پہنچنا تو محال

ہے۔ اس فیاضی پر مرزا قادیانی کا کیا شکریہ ادا کیا جائے۔ ناظرین! یہ ہیں مرزا قادیانی کی چالاکیاں جن سے وہ اپنے معجزہ اور پیشین گوئیوں کو ہمیشہ پورا کیا کرتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی ان دشواریوں سے ناواقف تھے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ انہوں نے ایسا تنگ وقت دیا تھا اور دنیا کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہتے تھے۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا سچے نبی اور خدا کے مبعوث مسیح کی یہ شان ہوسکتی ہے؟ نہیں۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کرلیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔'' (اعجاز احمدی ص۳۶، خزائن ج۱۹ ص۱۴۶)

پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دن باعث حرج اور زائد ہوگئے۔'' (ایضاً)

اگر مرزا قادیانی ہی کا فرمان تسلیم کیا جائے اور پانچ دن میں دو دن اور ضروریات زندگی اور حرج کے رکھے جائیں اور محض تین ہی دن میں مرزا قادیانی کا قصیدہ لکھنا مان لیا جائے۔ تب بھی اس میں اعجاز کی اور خرق عادت کی کیا بات ہے؟ اعجاز اور معجزہ تو اسے کہتے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور یہ کسی طرح انسان کی قدرت اور قوت سے خارج نہیں۔ اس لئے کہ آج مجھے تاریخ بتلارہی ہے کہ عرب اور عجم میں بہت سے ایسے اساتذہ گذرے ہیں۔ جنہوں نے ارتجالاً یعنی فی البدیہ قصیدے اور مقالات ایک مجلس میں لکھ ڈالے۔ قیس بن ساعدہ کے حالات پر نظر ڈالئے اور اس کے خطبوں پر غور فرمایئے اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ کیسے کیسے پر مغز نظم ونثر ہیں اور موتیوں کی لڑی کی طرح اس کے کلمات منظم معلوم ہوتے ہیں۔ معلقات سبعہ کا آخری قصیدہ یادگار زمانہ ہے۔ جسے اس کے مؤلف نے ارتجالاً ایک ہی مجلس میں کہا ہے۔ نہ وہاں کچھ سوچنے کی ضرورت تھی۔ نہ غور وفکر کی حاجت۔ اسی طرح بدیع الزمان ہمدانی اور اس کے قرین کے حالات پر نظر ڈالئے اور عجائبات صنعت اللہ پر ایمان لایئے۔ شعراء اور خطباء نظم ونثر عرب میں ایسے ایسے ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں صفحۂ ہستی پر موجود ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

مرزا قادیانی کا قصیدہ پانچ سو بتیس شعروں پر مشتمل ہے۔ اب بقول مرزا قادیانی کے اصل تالیف کا زمانہ اگر تین ہی دن خالص رکھے جائیں تو یومیہ پونے دو سو شعر ہوتا ہے اور چوبیس گھنٹہ پر اگر (۱۷۵) کو تقسیم کریں تو فی گھنٹہ ساڑھے سات شعر سے کچھ کم ہی ہوتے ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی دیگر ضرورتوں سے خالی کر کے تین دن بتایا ہے۔ اس لئے مجھے حساب میں پورے چوبیس گھنٹے اعتبار کرنے ضرور ہیں۔ الحاصل فی گھنٹہ ساڑھے سات شعر لکھ لینا کیا کوئی خرق

عادت ہے یا انسانی طاقت سے بالاتر ہے؟ آپ شعراء ماہرین کے حالات پر نظر ڈالئے۔ بہت ایسے ملیں گے جنہوں نے فی البدیہ ساٹھ اور ستر بلکہ سو اور اس سے زیادہ اشعار کہہ ڈالے ہیں۔ ہندوستان اور فارس اور عرب میں اب بھی اردو، فارسی، عربی کے ایسے شعراء بہت سے موجود ہیں کہ جو فی گھنٹہ تیس چالیس شعر کہہ لیتے ہیں۔ پھر کون سی بات مرزا قادیانی نے خارج از طاقت انسانی وکھلا دی۔ جس کی بناء پر آج وہ دعویٰ نبوۃ یا اعجاز کرتے ہیں۔

ناظرین! آپ اپنے ہاں کے شعراء میر، مؤمن، آتش، ناسخ، غالب، ذوق کو دیکھئے اور ان کی قوت مہارت وفکر شعر کو دیکھئے کہ کیسے کیسے اعجوبے ان سے ظہور میں آئے۔

اگر مرزا قادیانی کا قصیدہ ان تمام اغلاط سے جو ابطال اعجاز کے حصہ اوّل میں دکھائے گئے ہیں۔ پاک اور منزہ بھی تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی ان کو عربی شعراء اور ادباء ماہرین کی صف اوّل میں کھڑے ہونے کے لئے جگہ نہیں مل سکتی اور نبوت کا مقام اور مسیحیت کی کرسی تو اس سے کہیں بالاتر ہے۔

فی گھنٹہ ساڑھے سات شعروں کا کہہ لینا اور وہ بھی کسی مشکل بحر اور مشکل قافیہ میں نہیں نہ کسی سخت ردی پر ہر عربی دان جسے معمولی استعداد ادب کی ہے جانتا ہے کہ حرف را، لام، میم، دال پر اشعار کہنا کس قدر سہل ہے اور وہ بھی بحر طویل اور قافیہ موجودہ میں کہ وہ آسان ترین بحروں اور قافیوں سے ہے۔ پھر اس میں ایسی مقدار میں قصیدہ لکھ لینا کیا کوئی کمال ہو سکتا ہے؟ اور بالفرض اگر کمال ہی ہو تو کیا انسانی طاقت سے خارج اور معجزہ ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ناظرین اگر انصاف سے غور کریں تو کسی طرح مرزا قادیانی کو اس پلیٹ فارم پر ہرگز جگہ نہیں مل سکتی۔ جس پر کسی زمانے میں بدیع الزمان ہمدانی، صاحب بن عباد، جار اللہ زمخشری، ابو تمام طائی، فرزدق، جمیل، کثیر، جریر، نصیب وغیرہ شعراء خطباء جلوہ فرماتھے۔ کیا مرزا قادیانی ایسی ضعیف قوت شاعرانہ لے کر آج اس پارلیمنٹ کے ممبر ہو سکتے ہیں۔ جس کے نامور ارکان کسی وقت میں امرء القیس، لبید بن ابی ربیعہ، قیس بن ساعدہ، طرفۃ ابن العبد، زہیر بن ابی سلمیٰ، کعب بن زہیر، حسان بن ثابت، سموٴل بن عادیا وغیرہ وغیرہ تھے۔

نظم ونثر کوئی نیا فن، کوئی جدید صنعت نہیں کہ جس میں ایسے ایسے ناتواں اور کمزور بھی ہل من مبارز کا ڈنکا بجا سکیں۔ اس وشت میں تو ایسے ایسے شیر نر پہلے سے موجود چلے آتے ہیں کہ ان کے سامنے آتے ہوئے آج بڑوں کے پتے آب ہو کر بہہ جاتے ہیں اور ان بیچارے مرزا قادیانی پنجابی کی کیا حقیقت ہے؟

بالفرض اگر مرزا قادیانی کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے ہم تسلیم کریں کہ آپ عربی کے اچھے ادیب اور نثر ونظم کے ماہر ہیں اور قصیدہ بھی جلد لکھ ڈالا۔ کیونکہ کسی فن کا ماہر جس مدت میں اس فن کو عمدگی سے دکھلائے گا، دوسرا نہیں ظاہر کر سکتا تو کیا اس سے مرزا قادیانی رسول اور نبی ہو گئے اور ان کو سزاوار ہو کہ اس بناء پر وہ دعویٰ نبوت کریں؟ اور اگر ایسا ہے تو اس کے سزاوار اوّل تو وہ سرتاج ادباء وخطباء ہیں۔ جنہوں نے اس فن میں وہ کمال اور مہارت دکھلائی کہ آج اس فن کے جاننے والے ان کی پیروی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اس کے سوا مرزا قادیانی کے قصیدہ میں اعجاز کی کیا بات ہے۔ کیا اس میں کوئی قانون شریعت ہے یا وعظ وحکمت کی باتیں ہیں۔ یہ سب کچھ بھی نہیں۔ ہاں اپنی تعلّی ہے اور دوسروں کی ہجو فلاں ایسا اور فلاں ایسا اور میں ویسا سوا اس کے ناظرین دیکھ ڈالیں کہ تمام قصیدہ میں اور کیا دھرا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نہ یہ قصیدہ معجزہ ہے نہ اس میں اعجاز کی کوئی شان ہے اور نہ اس میں اس کی قابلیت ہے۔ مگر چونکہ ابطال اعجاز کے حصہ اوّل میں قصیدہ کا وعدہ کیا گیا تھا اور جماعت احمدیہ کے اس لاف وگزاف کو جو یہ لوگ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے متعلق کہتے ہیں۔ بند کرنا تھا۔ اس لئے میں نے ایک عجیب وغریب قصیدہ اہل علم کی خدمت میں پیش کیا ہے جو بہت سے وجوہ سے مرزا قادیانی کے قصیدہ سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس کے ساتھ ہی نہ مجھے دعویٰ اعجاز ہے نہ تحدی اور نہ یہ دعویٰ ہے کہ یہ قصیدہ تمام شعراء متقدمین سے بڑھ کر ہے اور نہ آج اس کا پایہ فرزدق اور ابوتمام کے اشعار تک پہنچتا ہے۔ مگر ناظرین پر یہ ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کا قصیدہ اتنی بھی وقعت ادیب کی نگاہ میں نہیں رکھتا ہے کہ جیسے معمولی قصیدے ادباء کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کا کلام ہونا تو دور بلکہ بہت بعید ہے اور اعجاز نبوت کی تو بہت بڑی شان ہے۔

قبل اس کے کہ میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے مقابلہ میں اس قصیدہ کے وجوہ بلاغت اور اسباب ترجیح کو عرض کروں۔ یہ امر ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ ہر زبان کی فصاحت اور بلاغت اور اس کے محاورات اور لغات کے علم کے لئے اسی زبان کے ماہرین اور واقفین کا قول ماننا ضرور ہے جو اس زبان کے ممبر اور امام ہیں۔ نہ اس میں عقل وقیاس کو کچھ دخل ہے نہ غیر زبان والوں کو اس میں دست اندازی کا کوئی حق اور اسی طرح ہر فن اور صنعت کے لئے اس کے فن دان کے اقوال اور قوانین کا لحاظ ضروری ہے۔ جس طرح فن طبابت میں ماہرین فن انجینئر کی اسی طرح بے اعتباری ہے جیسے کسی گنوار جاہل ان پڑھ کی ہوتی ہے۔

ایسا ہی عربی زباندانی میں عرب عرباء کے اقوال کو ماننا فرض اور لازم ہوگا۔ خواہ وہ

مسلمان ہوں یا کافر، مرد ہوں یا عورت اور اسی وجہ سے متقدمین نے قواعد نحویہ، صرفیہ، لغویہ وغیرہ میں ہمیشہ انہیں عرب خالص کے اقوال سے استدلال پیش کیا ہے جو قبل از اختلاط عرب بالعجم تھے۔ کیونکہ وہی لوگ عربی زبان کے ممبر اور امام ہیں۔ ان کے بالمقابلہ زباندانی میں گرچہ وہ کتنا ہی بڑا طبیب، فقیہ، محدث ہو کسی کا قول معتبر نہیں اور یہی راز ہے کہ مولدین عرب اگرچہ وہ ابن الرومی اور متنبی جیسے باکمال کیوں نہ ہوں۔ ادباء کے ہاں ان کے مقابلہ میں ان کی دمڑی کی بھی وقعت نہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام احکام کی تعلیم اور ہدایت کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور تہذیب اخلاق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی لغت یا محاورات وغیرہ میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کی اور یہی سر ہے کہ قرآن مجید میں فرمادیا گیا: ’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم ‘‘ چنانچہ اساتذہ دہلی اور لکھنؤ کا اردو زبان کے محاورات میں جس طرح اعتبار کیا جائے گا۔ اگر کوئی پنجابی یا بنگالی اردو میں کوئی نثر یا نظم خلاف قواعد ان اساتذہ کے لکھے اور پھر وہ فصاحت وبلاغت کا اس کلام کے مدعی ہو تو ہرگز کوئی شخص اس کے تسلیم کے لئے آمادہ نہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں مکہ معظمہ اور پھر اس میں قریش کی زبان اور اس میں بھی بنی ہاشم خصوصاً محمد رسول اللہ ﷺ جو امی محض تھے اور خالص زبان عربی ان کی مادری اور پدری بلکہ آبائی تھی اور انہیں کے سزاوار تھا کہ یوں کہیں آنچہ من گویم ہماں سند است۔

اب اس کے خلاف کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں بھی خلاف قواعد عربیت کلام موجود ہے تو ہم ادھر عرض کریں گے کہ اپنے قواعد عربیت کو ان کے کلام معجز نظام سے درست کر لیجئے۔ قواعد کا ماخذ ان کا کلام ہے۔ ان کا کلام آپ کے قواعد کا پابند نہیں۔ حضرات ناظرین کوئی شاہزادہ دہلی یا لکھنؤ کا اردو بولے اور ایک بنگالی یا پنجابی اس پر اعتراض کرے کہ یہ خلاف قواعد اردو ہے تو اس کا جواب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ تم اپنے قول کو ان کے کلام سے درست کر لو یہ جو کہتے ہیں یہی صحیح ہے۔ کیونکہ قواعد کا ماخذ انہیں کا کلام ہے۔ بخلاف مرزا قادیانی کے اگر ان کا کوئی کلام عربی خلاف قوانین صرف ونحو وعروض ولغت وغیرہ ہوگا جن کا ماخذ انہیں عرب کا کلام ہے تو ہرگز قابل سماعت بھی نہ ہوگا۔ چہ جائیکہ فصیح وبلیغ ہو اور معجز ہونا تو بڑی بات ہے۔

اب میں آپ کو اس قصیدہ کی فوقیت کی وجوہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور خدا سے استعانت چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی کا قصیدہ جس بحر میں اور جس قافیہ اور حرف روی اور مجریٰ میں ہے یہ بھی اسی بحر اور قافیہ وغیرہ میں ہے۔ تاکہ ناظرین کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ سے یہ قصیدہ فصاحت وبلاغت وغیرہ میں کیا پایہ رکھتا ہے۔

۱...... مرزا قادیانی کے قصیدہ کے بہت سے اشعار فاسد الوزن ہیں جس کی تفصیل ناظرین نے ابطال اعجاز حصہ اوّل میں ملاحظہ کی ہوگی۔ کیونکہ بحر طویل کا وزن، فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن جس میں عروض یعنی شطر اوّل کا جزء آخر ہمیشہ مفاعلن بغیریا آتا ہے اور ضرب یعنی جزء آخر مصرعہ ثانیہ چند طرح پر آتا ہے۔ مفاعیلن، مفاعلن، فعولن، فعلان وغیرہ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں ایسے اشعار بہت ہیں جن کا وزن فاسد ہے اور بحر طویل کسی طرح پر اس کے تحمل کے لئے تیار نہیں۔ خود ضرب اور عروض میں خرابیاں موجود ہیں اور حشو کے زحافات کا تو ٹھکانا ہی نہیں۔ اگرچہ حشو کے زحافات کسی وجہ میں مباح ہوں۔ مگر ان قصائد کے کسی طرح مناسب نہیں۔ جن میں دعویٰ فصاحت وبلاغت اس زور سے ہوں کہ اعجاز وتحدی کے درجہ تک پہنچا دیئے گئے ہوں۔ میں نہایت اطمینان سے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ قصیدہ اس عیب سے منزہ اور پاک ہے۔ فالحمدﷲ!

۲...... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں عیب اجارہ، عیب اصراف، عیب سناد التاسیس جو کہ سخت ترین عیوب سے ہیں اور واجب الاجتناب ہیں، موجود ہیں۔ بخلاف اس کے کہ یہ قصیدہ ان عیوب سے بمنہ وکرمہ بالکل منزہ ہے۔ حصہ اوّل ابطال اعجاز مرزا میں ان سب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین وہاں دیکھ لیں۔

۳...... عیب اقواء اگرچہ سخت ترین عیوب سے نہیں مگر ایسے قصیدہ کے شایاں نہیں۔ جس میں فصاحت اور بلاغت کے علاوہ دعویٰ اعجاز ہو۔ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں یہ عیب بہت ہے جن کی تفصیل حصہ اوّل میں ہے۔ لیکن اس قصیدہ کے تمام اشعار اس عیب سے بالکل پاک ہیں۔

۴...... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں بہت جگہ سرقات ہیں جن کو سبعہ معلقہ اور دیگر قصائد سے سرقہ کیا گیا ہے جن کی تفصیل حصہ اوّل میں ہے۔ لیکن یہ تمام قصیدہ اس عیب سے بھی بالکل پاک ہے۔ ہاں جہاں کہیں کسی کا قول لیا گیا ہے۔ وہ قائل کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اور بعض اشعار مرزا قادیانی کے جو آخر قصیدہ یعنی ''الا فی سبیل الغی'' میں لئے گئے ہیں۔ وہ بطریق قول بالموجب ہیں۔ وہ ممدوح ہیں۔ جیسا کہ علم بیان میں ہے وہ سرقہ کسی طرح نہیں ہوسکتی۔

۵...... اور چونکہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے معارضہ میں تعداد اشعار کی بھی شرط ہے۔ جیسا مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۹۰، خزائن ج۱۹ ص۲۰۴) میں لکھتے ہیں: ''اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بناء پر مشتمل ہو۔'' اس لئے اس قصیدہ میں مرزا قادیانی کے قصیدہ سے زیادہ اشعار لکھے ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کوئی قادیانی کہے کہ مرزا قادیانی کے اشعار کے برابر اشعار ہوں تو اس کا بجز خاموشی کچھ جواب نہیں۔

۶...... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں ان کے گھڑے ہوئے الفاظ اور معنی ہیں جسے الہام لغوی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا تعشق بمعنی میت اور ناطف بمعنی شیر بنی ومکلم بمعنی نبی وغیرہ۔

(دیکھو ابطال اعجاز مرزا حصہ اوّل)

بخلاف اس کے اس قصیدہ میں عموماً وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو سلیس اور کثیر الاستعمال ہیں۔

۷...... مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ میں حسن مطلع کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ حالانکہ عرب کی عادت قدیماً اور حدیثاً ہے کہ وہ ابتدائے قصیدے کو مرغوب اور خوش کن الفاظ اور مضامین دلربا سے مزین کرتے ہیں اور اسی کو حسن مطلع کہا جاتا ہے جن میں اکثر تغزل ہوتا ہے اور عشق وفراق وغیرہ کی دلفریب باتیں مذکور ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے نفس کو اس کی طرف نہایت رغبت ہوتی ہے اور بغایت سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ عربی کے تمام مشہور قصیدے اس طرح پر لکھے گئے ہیں۔ اہل عرب اس کو کمال عظیم شمار کرتے ہیں۔ متقدمین سے لے کر متاخرین کے قصیدے ملاحظہ کیجئے۔ جس قدر اعلیٰ درجہ کے قصائد ہیں۔ کوئی اس سے خالی نہیں۔ مرزا قادیانی نے اس کا بالکل خیال نہیں کیا اور صدر قصیدہ سے الفاظ شنیعہ کا استعمال شروع کیا۔ جس سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہے۔ مثلاً وفاء، مد، مرارواک، خلیل، اغراء، موغر جس کے معنی زخمی کو مارا، ہلاک شدہ، ہلاک کیا، سخت گمراہ، برانگیختہ کیا۔ غصہ دلانے والا۔

اب حضرات ناظرین دیکھیں کہ ابتدائے قصیدے سے مرزا قادیانی کی بدزبانی اور تضلیل اور ہلاکت اور رردی معلوم ہوتی ہے اور اس قسم کے الفاظ صدر قصیدہ میں معیوب شمار کئے جاتے ہیں۔ کما بیّن فی موضعہ۔

بخلاف اس کے یہ قصیدہ بحمد اللہ ہر دو مطلع نہایت دلچسپ تشبیب اور تغزل پر مبنی ہے جن حضرات کو مذاق ادب ہے اور اشعار عربیہ کا ذوق سلیم ہے وہ ان کے دلفریب مضامین کی داد دیتے ہوئے انشاء اللہ اس کی فوقیت کو ضرور تسلیم کریں گے۔

۸...... شعراء متاخرین نے محاسن قصائد اور کمالات شعریہ سے حسن تخلص کو بھی ضروری قرار دیا ہے اور جس قدر اس میں تناسب اور استحسان واقع ہوتا ہے۔ اسی قدر شاعر کا کمال اور قصیدہ کی عظمت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کا قصیدہ اس سے بالکل معرّیٰ ہے اور کیونکر نہ ہو۔ جب کہ مرزا قادیانی نے صدر قصیدہ میں حسن مطلع کا لحاظ نہ کیا اور الفاظ شنیعہ سے کریہہ الصوت بنادیا تو

حسن تخلص کیونکر پیدا ہوتا۔ حسن تخلص تو مبنی اس پر ہے کہ شاعر تشبیب سے غرض کی طرف اعلیٰ درجہ کی مناسبت سے رجوع کرے۔ جیسے متنبی کہتا ہے:

خلیلی انی لا اری غیر شاعر — فکم منهم الدعویٰ ومنی القصائد
فلا تعجبان السیوف کثیرة — ولکن سیف الدولة الیوم واحد

اور کیا اچھا حسن تخلص ہے کہ ایک شعر میں ابوطیب متنبی نے سیف الدولہ کی مدح میں ادا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

نودعهم والبین فینا کانه — قنا ابن ابی الهیجاء فی قلب فیلق

یعنی ہم ان کو وداع کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا فراق ہمارے لئے سیف الدولہ کا نیزہ ہے جو لڑائی کے دن وسط لشکر میں پڑتا ہے۔ اسی طرح اور بھی قصائد ابن الرومی اور متنبی وغیرہ کے اس کے شاہد ہیں۔ اس قصیدہ کے ہر دو مطلع اعلیٰ درجہ کے تخلص پر مبنی ہیں۔ جس کو ارباب بصیرت اعلیٰ درجہ کے محاسن میں شمار کرتے ہوئے داد دیں گے۔

۹...... اس قصیدہ کے ہر دو مطلع آخر تک نہایت متانت اور خوش کلامی پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ کسی مہذب باوقار کا کلام ہونا چاہئے۔ سفیہانہ اور جاہلانہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا ہے۔ ہاں جہاں سے مرزا قادیانی کے قصیدہ کا جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے۔ وہاں سے البتہ اسی قسم کے الفاظ لکھے گئے جو مرزا قادیانی نے اپنے خصم کے لئے لکھے تھے۔ بلکہ بہت اشعار بعینہ لوٹا دیئے گئے ہیں اور یہ بطریق قول بالموجب ہے جو محاسن کلام سے ہے۔

۱۰...... ان اشعار میں بڑے مباحث مندرج کئے گئے ہیں اور مرزا قادیانی کے دعوے کے بطلان کو مختلف طریقوں سے مختصر لفظوں میں دکھلایا گیا ہے۔ جن کے جواب اس وقت تک مرزائیوں سے نہ ہو سکے اور بڑے بڑے مضامین کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا گیا ہے جو کہ بلاغت کے مبحث ایجاز کا خاص مقصد ہے۔

۱۱...... یہ اشعار الحان نحویہ، صرفیہ اور محاورات کی غلطیوں سے پاک ہیں۔ بخلاف قصیدہ مرزا قادیانی کہ ان کے اشعار ان عیوب سے پر ہیں جن کی تفصیل ابطال اعجاز مرزا حصہ اوّل میں موجود ہے۔

۱۲...... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؓ اور احادیث نبویہ اور امت محمدیہ کی نسبت قبیح اور شنیع الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔ یہ قصیدہ اس سے پاک اور خالی ہے کہیں اسلاف کرام کی شان میں ہرگز کسی قسم کی سوء ادبی نہیں کی

گئی اور نہ مرزا قادیانی کی طرح ان کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کے کلمات لکھے گئے۔

۱۳...... اس قصیدہ میں صناعات بدیعیہ کا بھی بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر مقام میں قول بالموجب، صنعت طباق، جناس، قول کلامی وغیرہ جابجا واقع ہوئے ہیں۔

۱۴...... اس قصیدہ میں وجوہ بیانیہ مثل استعارہ تصریحہ، استعارہ بالکنایہ، تخیلیہ، تمثیلیہ، ترشیح، کنایہ وغیرہ جابجا مستعمل ہیں۔ ادیب مبصر غور کر کے نکال لے گا۔ بوجہ طوالت کے میں تفصیل کرنے سے معذور ہوں۔

۱۵...... اس قصیدہ میں مطابقت کلام مقتضی الحال اور اس کے وجوہ کا بہت زیادہ لحاظ کیا گیا ہے اور .... مطلعوں میں برعایت استدلال مع تعریض وغیرہ موجود ہیں جن کو واقف بلاغت بہت اشعار میں پائے گا۔

۱۶...... مرزا قادیانی نے ترجمہ میں بہت غلطیاں کی ہیں۔ چنانچہ بعض کو حصہ اوّل میں دکھلایا گیا ہے۔ اس میں لفظی ترجمہ چھوڑ کر اشعار کے نیچے ان کا خلاصہ مطلب اردو میں بامحاورہ لکھ دیا ہے کہ ہر اردو خوان ناظرین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

چونکہ ’’جزاء سیئة سیئة منه ‘‘ پر عمل کر کے آخر قصیدہ میں جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے۔ اس لئے ناظرین کو معذرت کے ساتھ دکھلانا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے اپنے مضمون اور قصیدہ میں سید المرسلین ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام اور مشائخ عظام کی شان میں کس قدر بے ادبیاں کی ہیں۔

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد ﷺ کی نسبت مرزا قادیانی کی بدزبانی

(اعجاز احمدی ص۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) دعویٰ افضلیت ’’اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا...... کیا تو انکار کرے گا۔‘‘

(ایضاً) ’’اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) ’’اور میں محمد ﷺ کی طرح ذو نسبت ہوں اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔‘‘

(ایضاً) ’’اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی اور جھوٹ نہیں تم وہ الہام شائع کردہ پیش کرو جس میں خدا خبر دیتا ہو کہ ضرور اب کی دفعہ لڑکا پیدا ہوگا یا یہ خبر دیتا ہو کہ لڑکی کے بعد پیدا ہونے والا وہی موعود لڑکا ہے اور کوئی اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو

کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے تو ہمارا خیال کیا چیز ہے۔ جب تک کھلی کھلی وحی الٰہی نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے نفس کے خیال سے یہ گمان کیا تھا کہ یمامہ کی طرف میری ہجرت ہوگی۔ مگر وہ خیال صحیح نہ نکلا اور آخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔" (اعجاز احمدی ص۱۰، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷)

حضرت ابوہریرہؓ جن کی روایت سے صحاح ستہ مالا مال ہے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی کہتے ہیں: (اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹ ص۱۲۷) "اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سن کر جو اردگرد رہتے تھے پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے۔ جیسا کہ ابوہریرہؓ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔"

حضرت امام حسینؓ کی نسبت لکھتے ہیں

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱) "کیا تو اس کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا۔ اے مبالغہ کرنے والے۔"

(ایضاً) "اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔"

(ایضاً) "مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو......"

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳) "اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو......"

(ایضاً) "اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

علمائے اسلام کی نسبت

(اعجاز احمدی ص۳۹، خزائن ج۱۹ ص۱۵۱) "پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑیئے کو لائے اور ہماری مراد اس سے ثناء اللہ ہے اور ہم ظاہر کرتے ہیں۔"

(ایضاً) "اس نے کمینوں کی طرح بغیر دانائی کے کلام کیا۔"

(اعجاز احمدی ص۴۰، خزائن ج۱۹ ص۱۵۲) "جس میں ایک طرف بھیڑیا چیختا تھا اور ایک طرف شیر غراتا تھا۔"

(ایضاً) "اور کھڑا ہوا ثناء اللہ اپنی جماعت کو اغوا کررہا تھا۔"

(اعجاز احمدی ص۴۲، خزائن ج۱۹ ص۱۵۴) "اور ثناء اللہ ہر ایک گھڑی...... فساد کی آگ بھڑکاتا تھا۔"

(اعجاز احمدی ص ۴۳، خزائن ج۱۹ ص ۱۵۴) ’’اور ثناء اللہ نے میرے اوپر نکتہ چینی شروع کی جو ہوئی و ہوس کا بیٹا تھا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۴۳، خزائن ج۱۹ ص ۱۵۵) ’’حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرا مس نہیں۔ پس تعجب ہے اس مچھر پر کہ کرگس بننا چاہتا ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۷۵، خزائن ج۱۹ ص ۱۸۸) ’’مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔‘‘

(ایضاً) ’’پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔‘‘

(ایضاً) ’’اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔‘‘

’’اور میری طرف سے دس ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا۔ ٹھٹھا کرنے سے نہیں رکتا۔ توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار ہے۔ اس کو چاہئے کہ میعاد مقررہ میں اس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کے لئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہے۔ ان کو ڈرنا چاہئے کہ خاموش رہ کر ان لعنتوں کے نیچے کچلے نہ جائیں اور وہ لعنتیں یہ ہیں:

۱...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۲...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۳...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۴...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۵...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۶...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۷...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۸...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۹...... لـــــــعـــــــنـــــــت
۱۰...... لـــــــعـــــــنـــــــت

وتلک عشرۃ کاملۃ‘‘ (اعجاز احمدی ص ۳۸، خزائن ج۱۹ ص ۱۴۹)

مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ خاتم النّبیین و سید المرسلین

القصیدۃ الجوابیہ

أَلَا هَلْ رَسُوْلٌ مِنْ سُعَادٍ يُبَشِّرُ بِإِنْجَازِ وَعْدٍ كَادَ بِالْيَأْسِ يُنْذِرُ

۱...... کیا محبوبہ کا کوئی ایسا قاصد ہے جو اس وعدے کی مسرت بخش خبر دے۔ جس کے ناکامی کا خوف ڈراتا ہے۔

أَلَا هَلْ لُبَانَاتُ الْمُتَيَّمِ تَنْقَضِيْ وَهَلْ تَنْجَلِيْ عَنْهُ الْخُطُوْبُ وَتُدْحَرُ

۲...... کیا بندۂ عشق کی حاجتیں کبھی پوری ہوں گی اور کیا اس کی مصیبتیں کبھی دور ہوں گی۔

أَمَا لِتَبَارِيْحِ الْغَرَامِ نِهَايَةٌ وَمَا لِدَيَاجِي الصَّبِّ صُبْحٌ فَيُسْفِرُ

۳...... کیا محبت کی مصیبتوں کی کوئی انتہاء ہے اور کیا عاشق کے تیرہ بختی کے لئے صبح ہے۔

فُؤَادِيْ بِلَيْلَىٰ أَنْعَمَ اللّٰهُ بَالَهَا مُعَنًّى وَقَلْبِيْ لَمْ يَزَلْ يَتَفَطَّرُ

۴...... محبوبہ کے فراق سے سخت مصیبت میں ہوں اور ہمیشہ شکستہ خاطر رہتا ہوں۔

أُعَلِّلُ نَفْسِيْ بِالرَّسُوْلِ وَإِنَّنِيْ لَأَعْلَمُ حَقًّا أَنَّهُ مُتَعَذِّرُ

۵...... معشوقہ کے قاصد کے آمدسے میں اپنے جی کو بہلاتا ہوں۔ حالانکہ مجھے یقین ہے کہ یہ امر دشوار ہے۔ یعنی یہ کہ محبوبہ قاصد بھیجے۔

وَمَا حِيْلَةُ الْمُشْتَاقِ إِلَّا تَعَلُّلاً بِمَا يَرْتَجِيْهِ أَوْ يَمُوْتُ فَيُقْبَرُ

۶...... اور عاشق کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ اپنی تمناؤں کے شوق میں مشغول رہے اور اس میں مرے اور دفن ہو۔

وَكَمْ حَمَّلَتْنِيْ مِنْ تَبَارِيْحِ نَأْيِهَا صِعَابَ أُمُوْرٍ حَمْلُهَا لَسْتُ أَقْدِرُ

۷...... اور محبوبہ کے فراق کے مصائب جو مجھ پر پڑے ہیں، اس قدر گراں ہیں جن کا تحمل میری قدرت سے باہر ہے۔

وَكَمْ بَاتَ قَلْبِيْ مِنْ رَسِيْسِ غَرَامِهَا يَذُوْقُ النَّوَىٰ وَالْعَيْنُ بِالدَّمْعِ تَحْدُرُ

۸...... ابتدائے عشق سے میرے دل نے ایسی راتیں کاٹیں ہیں جن میں دل تو موت کا مزہ چکھتا تھا اور آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

اَلَا اَخْبِرُوْا لَیْلٰی بِحَالِیْ وَاِنْ غَدَتْ بِحَالِیْ اَدْرٰی مِنْ فُؤَادِیْ وَاَخْبَرُ

۹...... سنو جی محبوبہ کو میرے حال کی اطلاع دے دو۔ اگر چہ وہ میرے حال سے مجھ سے زیادہ واقف اور خبردار ہے۔

اَجَلْ وَاسْئَلُوْهَا عَنْ قَتِیْلِ لِحَاظِهَا بِاَیِّ کِتَابٍ لَحْظُهَا الدَّمَ یُهْدِرُ

۱۰...... ذرا محبوبہ سے اس کے کشتۂ نگاہ کا حال تو دریافت کرو کہ کس کتاب کے رو سے اس کی تیر نگاہ نے عشاق کا خون مباح کر لیا ہے۔

عَجِبْتُ لَهَا تَدْرِیْ بِحَالِیْ وَبِاللِّقَا تُوَاعِدُنِیْ تَتْرٰی وَفِی الْحَالِ تَغْدُرُ

۱۱...... معشوقہ سے تعجب ہے کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اور وصل کے وعدے بار بار کرتی ہے اور فوراً مکر جاتی ہے۔

وَتَزْعَمُ اَنَّ الْوَصْلَ عَیْبٌ یَشِیْنُهَا وَتُوْصِلُ غَیْرِیْ خُفْیَةً ثُمَّ تُنْکِرُ

۱۲...... اور کہتی ہے کہ وصل اسے بدنام کر دے گا اور اغیار سے پوشیدہ ملتی ہے پھر انکار کر جاتی ہے۔

وَاَعْجَبُ مِنْ هٰذَا نُبُوَّةُ شَاعِرٍ یَرَی الشِّعْرَ اِعْجَازًا وَبِالنَّظْمِ یَفْخَرُ

۱۳...... اور اس سے بھی عجیب تر اس شاعر کی نبوت ہے جس کو شعر اور نظم پر فخر ہے اور اس کو معجزہ سمجھتا ہے۔

اَلَمْ یَدْرِ اَنَّ اللّٰهَ نَزَّهَ رُسْلَهٗ عَنِ الشِّعْرِ فِی التَّنْزِیْلِ جَاءَ یُکَدِّرُ

۱۴...... کیا اس احمق کو اس کی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو شعر گوئی کی آلودگی سے پاک اور صاف رکھا ہے۔ یہ علم تو قرآن میں کئی جگہ ہے۔

وَقَالَتْ قُرَیْشٌ تَزْدَرِیْ بِنَبِیِّهَا اَتٰی شَاعِرٌ یَهْدِی الْوَرٰی وَیُذَکِّرُ

۱۵...... قبائل قریش نے بھی اپنے نبی پر یہ عیب لگایا تھا کہ کیا شاعر مخلوق کو ہدایت اور نصیحت کرے گا۔

وَقَدْ قَالَ رَبُّ الْعَرْشِ رَدًّا لِزَعْمِهِمْ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ لَیْسَ بِالشِّعْرِ اَجْدَرُ

۱۶...... اور عرش والے خدا نے قریش کے خام خیال کو یوں دفعہ کیا کہ قرآن مبین کو شعر سے کچھ تعلق نہیں۔

وَاَقْسَمَ فِی الْاُخْرٰی مِنَ الْاٰیِ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ لَمْ یَکُنْ قَطُّ یَشْعُرُ

۱۷...... اور دوسری آیت میں قسم کھا کر فرمایا کہ قرآن اس رسول کا کلام ہے جس نے کبھی شعر نہیں کہا۔

وَلَوْ لَمْ یَکُنْ نَظْمُ الْقَوَافِیْ مُنَافِیًا لِدَعْوٰی نَبِیٍّ جَاءَ لِلْحَقِّ یَنْصُرُ

۱۸...... اور چونکہ شاعری اس نبی کی شان کے منافی ہے جو حق کا مددگار ہو کر آیا ہے۔

لَمَّا صَحَّ فِی الذِّکْرِ التَّقَابُلُ بَیْنَهَا وَذَاکَ دَلِیْلٌ لِلَّذِیْ یَتَدَبَّرُ

۱۹...... اس لئے قرآن میں نبوۃ کو شاعری کے منافی قرار دیا اور اہل فہم کے لئے یہ دلیل اس پر ہے کہ شاعر نبی نہیں ہوتا۔

وَقَدْ قَالَ اَهْلُ الْعَقْلِ طُرًّا بِاَنَّهٗ یَشِیْنُ بِشَانِ الْعِلْمِ بَلْ هُوَ مُنْکَرُ

۲۰...... اور تمام عقلا کا اس پر اتفاق ہے کہ شاعری سے اہل علم کی شان پر بھی بٹہ لگتا ہے۔

وَقَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ یَذُمُّهٗ وَذَاکَ اِمَامٌ فَاضِلٌ مُتَبَحِّرُ

۲۱...... اور امام شافعی جو بڑے متبحر عالم اور صاحب فضیلت امام ہیں اس کی مذمت میں یوں فرماتے ہیں۔

وَلَوْلَمْ یَکُنْ ذَا الشِّعْرُ یُزْدِیْ بِشَانِنَا لَفُقْتُ لَبِیْدًا حَیْثُ اٰتِیْ اَشْعَرُ

۲۲...... اگر شاعری سے میری شان پر حرف نہ آتا تو میں لبید جیسے شاعر جلیل القدر سے بھی شعر گوئی میں بڑھ جاتا۔

اِذَا کَانَ اَهْلُ الْعِلْمِ لَا یَرْتَضُوْنَهٗ فَکَیْفَ یَرَاهُ الْاَنْبِیَاءُ وَتَفْخَرُوْا

۲۳...... جب اہل علم شعر گوئی کو نا پسند کرتے ہیں تو کیا انبیاء اس پر...... فخر کر سکتے ہیں؟

عَلٰی اَنَّهٗ مَنْ یَدَّعِیْ فِیْ کَلَامِهٖ بِاِعْجَازِهٖ بِاللّٰهِ لَا شَکَّ یَکْفُرُ

۲۴...... دوسری بات یہ ہے کہ جو اپنے کلام کو معجزہ قرار دیتا ہے وہ در حقیقت خدا کا منکر ہے۔

فَاِنَّ کَلَامَ اللّٰهِ اُنْزِلَ مُعْجِزًا لِکُلِّ بَلِیْغٍ فِی الْبَلَاغَةِ یَبْهَرُ

۲۵...... کیونکہ قرآن ایک ایسا معجزہ ہے...... جو ہر بلیغ کے کلام سے بالاتر ہے۔

لَوِاجْتَمَعَتْ اِنْسُ الْاَنَامِ وَجِنُّهُمْ عَلٰی اَنْ یُّمَارُوْهُ لَبَاؤُا وَخَسِرُوْا

۲۶...... اس لئے کہ تمام جن اور انسان اگر قرآن کے مثل لانا چاہیں تو وہ یقیناً نا کام رہیں گے۔

فَمَا بَالُ مَنْ یَّاْتِیْ بِنَظْمٍ وَیَدَّعِیْ بِاِعْجَازِهٖ فِی الْخَلْقِ هَلْ لَا یُکَفَّرُ

۲۷...... تو کیا وہ شخص جو چند شعر کہے اور اس کے اعجاز کا دعویٰ کرے وہ کافر نہ قرار دیا جائے گا۔

اَمَا هُوَ فِیْ تِلْکَ الدَّعَاوِیْ بِمُنْکِرٍ لِمَا جَاءَ فِی الْقُرْاٰنِ حَقًّا یُسَطَّرُ

۲۸...... اور کیا ایسا شخص اپنے اس دعوے اعجاز میں قرآن کے آیات قطعیہ کا...... منکر نہیں ہے؟

وَلَا عَجَبٌ مِنْ مِّثْلِهٖ فِیْ زَمَانِنَا اِذَا مَا بَدَتْ اَخْبَارُ سُوْءٍ تُزَوَّرُ

۲۹...... اور اس زمانہ میں اس قسم کا دعویٰ تعجب خیز نہیں ہے۔ کیونکہ بہت جھوٹی خبریں تصنیف کی جاتی ہیں۔

فَکَمْ قَدْ مَضٰی فِی الدَّهْرِ مِنْ قَبْلُ مُدَّعٍ کَدَعْوَاهُ بِالزُّوْرِ الْمُبِیْنِ یُدَعْثَرُ

۳۰...... اور یہ دعویٰ کچھ نہیں بنا ہے کیونکہ پہلے بھی بہت ایسے جھوٹے مدعی گذرے ہیں جنھوں نے اپنے فریب سے خلق کو ہلاک کردیا۔

فَمِنْهُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَعْ عَبْدِ مُؤْمِنٍ كَذَا ابْنُ طَرِيْفٍ جَاءَ فِي النَّاسِ يَشْعُرُ

۳۱...... عبیداللہ عبدالمومن ابن طریف بھی انہیں جھوٹے مدعیوں میں ہیں جنھوں نے شعرگوئی کی۔

وَابْدَعَ فِيْ نَظْمِ الْكَلَامِ وَنَثْرِهٖ وَقَالَ نَبِيٌّ جِئْتُ لِلْحَقِّ اَنْشُرُ

۳۲...... اور اپنے نظم ونثر میں نئی باتیں گڑھیں اور کہا کہ ہم نبی ہیں حق کی اشاعت کے لئے آئے ہیں۔

وَقَدْ تَبِعَتْهُ فِرْقَةُ السُّوْءِ وَاقْتَدَتْ بِهٖ سُفَهَاءُ الْقَوْمِ حِيْنًا فَتُبِّرُوْا

۳۳...... اور بدکار اور حمقاء کا گروہ ان کے ساتھ ہو گئے اور انجام کار سب ہلاک ہوئے۔

وَقَدْ كَانَ يَتْلُوْ سُوْرَةً فِيْ صَلٰوتِهِمْ اُنَاسٌ مِنَ الْاَتْبَاعِ جَهْلًا فَدُمِّرُوْا

۳۴...... اور اس کے پیرو اپنی جہالت سے نمازوں میں ان کی نو ایجاد سورتیں پڑھتے تھے پس ہلاک کردیئے گئے۔

وَدَمَّرَهُ الْمَوْلٰى وَاَتْلَفَ جُنْدَهٗ وَخَلَّدَهٗ فِي النَّارِ دَوْمًا تُسَعَّرُ

۳۵...... اور خدا نے اس کو مع اس کے گروہ کے ہلاک کردیا اور ہمیشہ اس آگ میں ان کو ڈال دیا جو دوامًا جلتی رہتی ہے۔

عَلَا اَنَّهٗ لَوْصَحَّ دَعْوَاهُ اَنَّهٗ مَسِيْحٌ اَتٰى يَهْدِي الْوَرٰى وَيُذَكِّرُ

۳۶...... ان کے سوا اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ مسیح ہیں۔ جو خلق کی ہدایت اور نصیحت کے لئے آیا ہے۔

فَمَا بَالُهٗ لَا يَضَعُ الْجِزْيَةَ الَّتِيْ اَتَتْنَا بِهَا الْاَخْبَارُ حَقًّا تُسَطَّرُ

۳۷...... تو کیوں اس نے جزیہ موقوف نہیں کیا ہے جس کی صحیح حدیثوں میں خبر دی گئی ہے۔

وَلَا بُدَّ مِنْ قَتْلِ الْخَنَازِيْرِ كُلِّهَا وَكَسْرِ صَلِيْبِ الْكُفْرِ لِلْحَقِّ يَنْصُرُ

۳۸...... اور وہ ضرور سوروں کو قتل کرے گا اور کفر کی صلیب کو توڑے گا۔

وَمِنْ قَتْلِهِ الدَّجَّالَ طِبْقًا لِقَوْلِهٖ مَسِيْحٌ وَاِلَّا جَاءَ زُوْرًا يُبَصِّرُ

۳۹...... اور جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح ہوں تو وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا ورنہ جھوٹا۔

اَقُوْلُ وَمَعَ هٰذَا فَدَعْوٰى نُبُوَّةٍ وَاِتْيَانُ زُوْرِ الْقَوْلِ لَا شَكَّ فَيُكْثِرُ

۴۰...... اس کے سوا بھی اس کا دعویٰ نبوت اور جھوٹ بولنا بڑی مصیبت ہے۔

وَقَدْ لَبِعَتْ عِنْدِیْ اَکَاذِیْبُ قَوْلِهٖ ۔۔۔ صَرِیْحًا وَاِنِّیْ بَعْضَهَا سَاُحَرِّرُ

۴۱...... اور اس کی تمام باتیں جھوٹی ثابت ہوئیں۔ جن میں سے بعض کو میں یہاں لکھتا ہوں۔

اَلَا اَیُّهَا الدَّجَّالُ اَنْتَ مُزَوِّرٌ ۔۔۔ اَکَاذِیْبَ اِلْهَامَاتِکَ الْیَوْمَ اَنْشُرُ

۴۲...... سن او دجال تو جھوٹا ہے۔ آج میں تیرے جھوٹے الہاموں کو ظاہر کرتا ہوں۔

تَذَکَّرْ مَقَالًا قُلْتَهٗ قَبْلَ مُدَّةٍ ۔۔۔ وَاَوْرَدْتَهٗ فِیْ ضِمْنِ دَعْوَاکَ تَهْذِرُ

۴۳...... تو یاد کرا پنے ان اقوال کو جو تو نے اس سے پہلے اپنے دعوے کے ضمن میں بیہودہ گوئی کی تھی۔

فَمِنْهُ الَّذِیْ قَدْ قُلْتَهٗ فِیْ اَبِی الْوَفَا ۔۔۔ وَفِیْ اَمْنِ لِلْقَادِیَانِ تُخَبِّرُ

۴۴...... وہ پیش گوئی جھوٹی ہوئی جو تو نے مولوی ثناء اللہ کے بارے میں کی اور جو قادیان کو طاعون سے محفوظ رہنے میں کی۔

وَمَا قُلْتَهٗ فِیْ صِهْرِ اَحْمَدَ بِیْکَ اِذْ ۔۔۔ تَفَاصِیْلَ اِلْهَامَاتِ مِرْزَا تُفَسِّرُ

۴۵...... تیسری احمد بیگ کے داماد کے لئے کی تھی۔ یہ تمام پیش گوئیاں کتاب الہامات مرزا میں مفصل موجود ہیں۔

وَمَنْکُوْحَةٍ جَاءَتْ سَمَاوِیَّةً لَهٗ ۔۔۔ وَتَاْبِیْهِ بِابْنٍ لِلْعَجَائِبِ یُظْهِرُ

۴۶...... چوتھی وہ جو منکوحہ آسمانی کی نسبت کی تھی۔ پانچویں منکوحہ آسمانی کے ایسے بیٹے کے متعلق تھی جو مظہر العجائب ہوگا۔

وَطَاعُوْنَ پَنْجَابِ اِلٰی غَیْرِ ذَاکَ مِنْ ۔۔۔ اَحَادِیْثِکَ اللَّاتِیْ لِدَعْوَاکَ تُنْکِرُ

۴۷...... چھٹی پنجاب کے طاعون کے بارے میں کی تھی ان کے علاوہ بھی اور تیری بہت پیش گوئیاں ہیں جو تیرے دعویٰ نبوت کی تکذیب کرتی ہیں۔

وَتِلْکَ الَّتِیْ اَخْبَرْتَ عَنْ بَارِئِ السَّمَا ۔۔۔ وَاَقْدَمْتَ بَغْیًا فِی الْحَدِیْثِ تُزَوِّرُ

۴۸...... مرزا! یہ وہ امور ہیں جن کو تو نے خدا کی وحی بتایا ہے اور جھوٹ کو گھڑ کے خدا کی طرف نسبت کرنے میں بڑی جرأت اور ظلم کیا ہے۔

وَقُلْتَ بِاَنَّ اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهٗ ۔۔۔ حَبَاکَ بِتَزْوِیْجٍ لَدَیْهِ یُبَشِّرُ

۴۹...... کیا تو نے نہیں کہا کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا اور مجھے اس کی بشارت دی؟

وَلَا زِلْتَ تَفْرِی الْقَوْلَ زُوْرًا وَلَمْ تَخَفْ ۔۔۔ مِنَ اللّٰهِ فِیْمَا تَفْتَرِیْهِ وَتَجْسُرُ

۵۰...... اور تو ہمیشہ اسی طرح کی جھوٹی باتیں بناتا رہا اور اپنے اس افتراء میں خدا سے ذرا بھی خوف نہیں کیا اور جرأت سے کام لیا۔

وَاَرْسَلْتَ تَبْغِی الْوَصْلَ بِابْنَۃِ اَحْمَدٍ وَتِلْکَ الَّتِی تَزْوِیْجُھَا مُتَقَرِّرٌ

۵۱...... در پردہ احمد بیگ کی لڑکی کے وصال کا پیام کرتا رہا۔ یہ وہی لڑکی ہے جس کا نکاح آسمان پر ہو چکا تھا۔

وَقُلْتَ لَہٗ زَوِّجْنِیَ ابْنَتَکَ الَّتِی حَبَاھَا لِیَ الْمَوْلٰی وَلِیْ کَانَ یُؤْثِرُ

۵۲...... اور تو نے احمد بیگ سے کہا کہ میرا نکاح اس لڑکی سے کر دے جیسے خدا نے مجھے دیا ہے اور صرف مجھے ہی بخش دیا ہے۔

وَاِنْ لَمْ تُزَوِّجْنِیْ بِھَا تَکُ نَادِمًا وَلَاشَکَّ عَنْ قُرْبٍ جَمِیْعًا تُدَمَّرُ

۵۳...... اور تو نے اگر مجھ سے نکاح نہ کیا تو تجھے ندامت اٹھانی پڑے گی اور یقیناً عنقریب تمہارا خاندان تہہ و بالا ہو جائے۔

فَاِنِّیْ قَدْ اُلْھِمْتُ اَنْ نِکَاحَھَا تَقَرَّرَ حَقًّا لِیْ وَذَالَیْسَ یُنْکَرُ

۵۴...... کیونکہ مجھے الہام ہو چکا ہے کہ اس کا نکاح مجھ سے ہوا ہے اور اس الہام سے کسی کو انکار نہیں۔

فَبَادِرْ اِلٰی اِجْرَاءِ اَمْرِ اِلٰھِنَا وَلَا تَتَوَانٰی فِی امْتِثَالٍ فَتَخْسَرُ

۵۵...... تو اے احمد بیگ! خدا کے حکم کے بجا آوری میں دیر نہ کر اور نہ اس کی تعمیل میں سستی کر۔ ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

وَلَاشَکَّ اِنْ زَوَّجْتَنِیْھَا بِلَامِرَیٰ تَحُفُّکَ اِنْعَامَاتُ رَبِّیْ وَتَکْثُرُوْا

۵۶...... اور اگر تو بلا نزاع کے اس کا نکاح مجھ سے کر دے گا تو ضرور تجھ پر خدا کے بہت انعامات ہوں گے۔

فَلَمَّا انْتَھٰی مَا کَانَ مِنْ اَمْرِ خِطْبَۃٍ وَشَاعَتْ اَحَادِیْثُ النُّبُوَّۃِ تُنْشَرُ

۵۷...... پھر جب پیام نکاح احمد بیگ تک پہنچا اور نبوۃ کے قصے جا بجا پھیلے۔

وَقَالُوْا نَبِیٌّ یَدَّعِیْ اَنَّہٗ غَدَا خَلِیْفَۃَ عِیْسٰی سَلِّمُوْہُ وَوَقِّرُوْا

۵۸...... اور لوگوں نے کہا کیا یہ نبی ہے جو مدعی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ مجھے مانو اور میری تعظیم کرو۔

وَاَظْھَرَ مِنْ اِلْھَامِہٖ اَلْجَمَّ نَبْذَۃً تُفِیْدُ نِکَاحًا فِی السَّمَاءِ یُقَرَّرُ

۵۹...... اور مرزا قادیانی نے مجملہ الہامات کے یہ الہام بھی سنایا کہ اس لڑکی سے میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔

فَقَالَ اَبُوْهَا لَسْتُ جَاهِلَ عَصْرِہٖ اُصَدِّقُ ضِلِّيْلاً وَبِاللّٰهِ اَكْفُرُ

۶۰...... اس لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ ایک گمراہ کو مانوں اور خدا کو چھوڑ دوں۔

رُوَيْدَكَ لَا تَعْجَلْ بِاِفْشَاءِ هٰذِہٖ مِنَ الْقَوْلِ فَالْبُهْتَانُ لَابُدَّ يَظْهَرُ

۶۱...... اے مرزا اپنے ان جھوٹے الہامات کے شائع کرنے سے باز آ۔ کیونکہ فریب ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

وَاِنَّ ابْنَتِيْ هَالِكٌ لِلْمَوْتِ اَجْدَرُ وَنَيْلُكَ اِيَّاهَا مُحَالٌ مُسْطَّرُ

۶۲...... اور کہا کہ میری اس لڑکی کو موت بہتر ہے اور تجھے اس سے فائض المرام ہونا محال اور عقل سے بعید۔

تَجَاوَزْ عَنِ الْفَخْرِ الَّذِيْ قَدْ اَتَيْتَهٗ ضَلَالاً وَبَغْيًا فَالْكِذَابُ يُتَبَّرُ

۶۳...... اور اے مرزا قادیانی تو اپنی ان برائیوں کو چھوڑ جو گمراہی اور سرکشی سے تو کرتا ہے۔ کیونکہ جھوٹا ہلاک ہو جاتا ہے۔

فَمُتْ كَمَدًا فِيْ حُبِّهَا وَاجْنِ حَنْظَلاً فَاِنَّ اَبَاطِيْلَ الْمُنٰى لَيْسَ تُثْمِرُ

۶۴...... اور مرزا تو اس کی محبت کے غم میں مر جا اور تلخی اٹھا۔ کیونکہ بیہودہ آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔

وَلَمَّا تَنَاهٰى ذَا الْجَوَابُ بِلَفْظِهٖ اِلَى الْقَادِيَانِ مِنْ اَبِيْهَا يُحَرَّرُ

۶۵...... اور جب لڑکی کے باپ کا یہ جواب قادیان میں مرزا قادیانی کو لکھا ہوا ملا۔

تَوَقَّدَتِ النِّيْرَانُ فِي الْقَلْبِ اِذْ غَشَتْ بَصِيْرَتَهٗ وَالْقَتَادَةُ الْهَمُّ يَهْصِرُ

۶۶...... تو مرزا قادیانی کے دل میں شعلے بھڑک اٹھے اور آنکھوں میں تاریکی چھا گئی اور کمر ٹوٹ گئی۔

فَحِيْنَئِذٍ اَغْرَاهُ اِبْلِيْسُ قَائِلاً تَوَعَّدْهُمْ بِالْهُلْكِ لَاشَكَّ تُنْصَرُ

۶۷...... اور اب اس کے شہوت کے ناپاک دیو نے اسے اس پر آمادہ کیا کہ تو لڑکی کے رشتہ داروں کو موت سے ڈرا۔ تجھے مدد ملے گی۔

وَقُلْ لَهُمْ اِنْ تُنْكِحُوْهَا لِاٰخَرٍ فَحِيْنًا اِذَا مَا زَوْجُ الْمَرْءَةِ يُقْبَرُ

۶۸...... اور کہہ دے کہ اگر اس لڑکی کا نکاح دوسرے سے ہوا تو خاوند جلد تر ہلاک ہو جائے گا۔

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا كَانَ مَوْعِدُهٗ وَلَا يَزِيْدُ عَلٰى مَا قُلْتُ قَطْعًا فَفَكِّرُوْا

۶۹...... اور دو یا ڈھائی سال میں وہ مر جائے گا اس سے زیادہ وہ ہرگز نہیں رہ سکتا۔ اب سوچ۔

وَاِنِّیْ قَدْ اُلْهِمْتُ اَنَّ مَصِیْرَهَا اِلَیَّ وَاِنَّ الزَّوْجَ لَا شَکَّ یُقْبَرُ

۷۰...... اور خدا نے مجھ پر الہام کیا ہے کہ یہ لڑکی آخر میرے نکاح میں آئے گی اور اس کا خاوند بلا شک مر جائے گا۔

فَاُعْلِنَتِ الْاَخْبَارُ فِیْ کُلِّ بَلْدَةٍ وَشَاعَتْ اَحَادِیْثُ الْمُهَانِ وَتُنْشَرُ

۷۱...... پھر تمام شہروں میں یہ خبریں مشتہر کی گئیں اور ذلیل وخوار کی باتیں مشہور ہوئیں۔

اِلٰی اَنْ مَضَی الْحَوْلَانِ وَالنِّصْفُ وَالنُّهٰی وَمَامَاتَ مَنْ بِالْمَوْتِ قَدْ کَانَ یُنْذَرُ

۷۲...... اب جب کہ دو بلکہ ڈھائی سال بھی گذر گئے اور جس کے موت کی وحی ہوئی تھی وہ نہ مرا۔

بَلِ الْکَیْذَبَانُ مَاتَ هَمًّا وَلَمْ یَنَلْ مِنَ الْوَصْلِ مَا قَدْ کَانَ یَرْجُوْ وَیُضْمِرُ

۷۳...... بلکہ الٹا مرزا ہی غم میں ہلاک ہو گیا...... اور وصال کی آرزو پوری نہ ہوئی......

فَمَنْ یَّکُ هٰذَا شَانُهٗ کَیْفَ یُصْطَفٰی نَبِیًّا لَعَمْرِیْ اِنَّ هٰذَا لَفِتْکِرُ

۷۴...... تو کیا ایسا جھوٹا شخص عہدہ نبوت کے لیے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ بیشک یہ تو بڑی مصیبت ہے۔

وَاٰخَرُ مِنْ اِلْهَامِهٖ قَدْ تَوَاتَرَتْ اِلَیْنَا بِهِ الْاَخْبَارُ عَنْهُ تُحَرَّرُ

۷۵...... اور اس کا ایک الہام یہ بھی تھا۔ جو مجھے متواتر طور سے معلوم ہوا۔

وَذٰلِکَ مَا قَدْ قَالَهٗ مُغْوِاً عِدًا اَبَا الْحَسَنِ الْمَشْهُوْرَ یَتْلُوْهُ جَعْفَرُ

۷۶...... کہ مرزا نے ابوالحسن اور جعفر کے بارے میں کہا اور ان کو ڈرایا۔

وَقَالَ بِاَنْ اُلْهِمْتُ حَقًّا بِلَا مِرٰی مِنَ الْقَادِرِ الْمُحْیِیْ یُمِیْتُ وَیُقْبِرُ

۷۷...... کہ بے شک مجھے اس قادر مطلق نے یہ الہام کیا ہے۔

وَذٰلِکَ اَنِّیْ قَدْ تَضَرَّعْتُ سَائِلًا اِلَی اللّٰهِ فِیْ تَائِیْدِهٖ وَهُوَ یَنْصُرُ

۷۸...... اور جب کہ میں نے اس خدا سے تضرع کیا اور اپنے کام میں اس کی تائید اور مدد چاہی۔

وَقُلْتُ اِلٰهِیْ فَاقْضِ مَا بَیْنَنَا بِمَا بِهٖ یَنْعَفُ هٰذَا الْخُلْفُ وَالْحَقُّ یَظْهَرُ

۷۹...... اور میں نے عرض کی کہ اے خدا تو ہم میں ایسا فیصلہ کر دے۔ جس سے یہ جھگڑا طے ہو اور حق غالب ہو۔

فَاِنْ کُنْتُ دَجَّالًا کَذُوْبًا مُزَوِّرًا فَعَجِّلْ بِتَدْمِیْرِیْ بِاَنِّیْ اَحْقَرُ

۸۰...... پھر اگر میں دجال، جھوٹا، فریبی ہوں۔ تو بہت جلد اس طرح پر مجھے تباہ و برباد کر کہ رسوا ہو جاؤں۔

وَاِلَّا فَلْيَتِرْ مُنْكِرِىْ وَمُكَذِّبِىْ بِمَسْكَنِهٖ مَعْ ذِلَّةٍ فَيُحَقَّرُوْا

۸۱...... ورنہ جن لوگوں نے مجھے نہیں مانا اور جھوٹا ٹھہرایا توان کو مع ان کے گھر بار کے تباہ و برباد کر کہ وہ ذلیل ہوں۔

فَاَضْحٰى دُعَائِىْ مُسْتَجَابًا وَسَرَّنِىْ اِلٰهِىْ بِبُشْرٰى مِنْ لَّدَيْهِ تُبَشَّرُ

۸۲...... تب تو میری دعا قبول ہوگئی اور خدا نے مجھے اپنی طرف سے ایسی بشارت دی جس نے مجھے خوش کر دیا۔

وَقَالَ اَنْتَظِرْ حَوْلاً وَشَهْرًا فَاِنَّنِىْ اُهِيْنُهُمَا بَيْنَ الْوَرٰى وَتُوَقَّرُ

۸۳...... اور خدا نے فرمایا اچھا ایک سال اور ایک مہینہ انتظار کر بیشک میں اسی میں ان دونوں کو رسوا کروں گا اور تجھے عزت ہوگی۔

اَقُوْلُ تَقَضّٰى الْحَوْلُ وَالشَّهْرُ وَانْتَهٰى وَحَوْلٌ وَحَوْلٌ ثُمَّ حَوْلٌ وَاَشْهُرُ

۸۴...... میں کہتا ہوں کہ وہ مدت بھی ختم ہوگئی۔ بلکہ اس پر تین سال اور چند مہینے اور زیادہ ہوگئے۔

وَلَمْ يَبْدُ شَىْءٌ مِنْ مَوَاعِيْدِهِ الَّتِىْ اِلَيْهِ بِهَا اَضْحَى اللَّعِيْنُ يُخَبِّرُ

۸۵...... لیکن مرزا قادیانی کی ان تمام وحی کا ظہور نہ ہوا۔ جن کی شیطان لعین نے اسے خبر دی تھی۔

فَقَالَ عَنِ الْخَلَّاقِ جِئْتُ وَمَا اسْتَحٰى مِنَ الْقَائِمِ الدَّيَّانِ فِيْمَا يُزَوِّرُ

۸۶...... اس پر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ کیا وہ ایسی جھوٹی تحریر کرنے میں خدا سے نہیں شرماتا۔

وَكُلٌّ مِنَ الشَّخْصَيْنِ لَا زَالَ مُنْعَمًا بِاَرْغَدِ عَيْشٍ لَا يَكَادُ يُكَدَّرُ

۸۷...... اور وہ دونوں (ابوالحسن و جعفر) مرزا قادیانی کی وحی کے بعد سے ایسے چین اور راحت میں رہے کہ بے لطفی پاس بھی نہ بھٹکی۔

بَلِ الْكَيْذَبَانُ نَفْسُهٗ نَالَ ذِلَّةً وَمَسْكَنَةً مِنْ قَوْمِهٖ لَيْسَ تُنْكَرُ

۸۸...... بلکہ الٹے مرزا قادیانی کو اپنی قوم کی طرف سے ایسی ذلت اور رسوائی ہوئی...... جو آشکارا ہے۔

هُنَا فَتَاَمَّلْ فِىْ اَحَادِيْثِ وَحْيِهٖ وَاِلْهَامِهٖ وَالْعَنْهُ لَعْنًا يُتَبِّرُ

۸۹...... اب تو مرزا قادیانی کی وحی اور الہام کو دیکھو اور سمجھو اور اس پر ایسی لعنت کرو کہ وہ برباد ہو جائے۔

وَخُذْ غَيْرَ ذَا مِنْ مِثْلِهٖ مُتَعَجِّبًا فَتِلْكَ اَحَادِيْثُ صِحَاحٌ تُشَهَّرُ

۹۰...... اور اس کے سوا اور بہت سے الہام ہیں جو جھوٹے ہوئے۔ حالانکہ ان کے سچائی کی شہرت دی گئی تھی......

وَذٰلِکَ مَا اَمْلَاہُ فِیْ رَدِّ کُتُبِہٖ وَاَعْلَنَہٗ فِی الْکَائِنَاتِ یُسَطِّرُ

۹۱...... اور منجملہ ان کے وہ الہام ہے...... جس کو اس نے اپنی کتابوں میں لکھ کر شائع کیا تھا۔

یَقُوْلُ دَعَوْتُ اللّٰہَ رَبِّیْ قَائِلاً اِلٰھِیْ وَرَبِّیْ خَالِقِیْ یَا مُقَدِّرُ

۹۲...... کہ میں نے اپنے خدا سے دعا کی کہ اے میرے معبود اور میرے رب اور میرے خالق اور میرے حاکم۔

عِبَادُکَ طُرًّا کَذَّبُوْنِیْ وَاَزْمَعُوْا بِاَنِّیْ دَجَّالٌ کَذُوْبٌ مُزَوِّرٌ

۹۳...... تیرے تمام بندوں نے مجھے جھٹلایا اور میرے دجال اور جھوٹا فریبی، ہونے پر اتفاق کیا۔

فَاَرْجُوْکَ اَنْ جَاءَتْ لَھُمْ مِنْکَ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی صِدْقِیْ یَقِیْنًا وَتُخْبِرُ

۹۴...... پس تجھ سے میری یہ آرزو ہے کہ تو ان کے لئے ایسا نشان عطا کر جو میری سچائی پر یقینی دلیل ہو۔

سَمَاوِیَّۃٌ تَاْتِیْھِمْ بِحَقِیْقَتِیْ فَیُدْرِکُھَا کُلُّ الْاَنَامِ وَیَبْصُرُوْا

۹۵...... یہ نشان آسمانی ہو جس سے میری حقیقت کھل جائے اور تمام آدمی اس سے واقف ہو جائیں اور جانیں۔

وَلَا تَکُ مِمَّا یَصْدُرُ النَّاسُ عَادَۃً وَلَا مَا عَلٰی اِیْجَادِہٖ النَّاسُ یَقْدِرُوْا

۹۶...... اور یہ نشان معمولی نہ ہو جس کا لوگوں میں رواج ہو اور نہ ایسا نشان دوسرے لاسکیں۔

فَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَاَخْبَرَ اَنَّہٗ اسْتَجَابَ دُعَائِیْ وَھُوَ لَا شَکَّ یَنْصُرُ

۹۷...... تو میرے رب نے مجھے بشارت دی اور بتلایا کہ ہم نے دعا قبول کی اور بیشک مدد کروں گا۔

فَلَا تَعْجَلُوْا فِیْ اَمْرِہٖ وَتَرَقَّبُوْا ثَلَاثَۃَ اَعْوَامٍ سَنَا الْحَقِّ یَظْھَرُ

۹۸...... اب تم اے لوگو جلدی نہ کرو اور منتظر رہو۔ تین سال میں حق کی روشنی ظاہر ہوگی۔

وَقَدْ مَرَّتِ الْاَعْوَامُ تَتْرٰی وَلَمْ یَبِنْ مِنَ الْاٰیِ شَیْئٌ فَارْتَدِعْ یَا مُزَوِّرُ

۹۹...... اس کو بھی کہے ہوئے بہت سال گذرے۔ لیکن نشانوں سے کچھ بھی ظاہر نہ ہوا۔ اب بھی تو اے فریبی باز آ۔

اُسَائِلُکُمْ بِاللّٰہِ ھَلْ صَحَّ لِلنُّھٰی نَبِیٌّ کَذُوْبٌ فِی الْمَقَالِ یُزَوِّرُ

۱۰۰...... میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا عقل جھوٹے فریبی کی نبوت کو تسلیم کرتی ہے؟

وَاَنْ لَوْ قَطَعْنَا الْفِكْرَ عَنْ كُلِّ مَا مَضٰی ‏ وَقُلْنَا نَبِیٌّ مُعْجِزٌ حِیْنَ یَشْعَرُ

۱۰۱...... اوراگرہم ان تمام باتوں سے قطع نظر کریں اور محض اس پر مرزا قادیانی کی نبوت مان لیں کہ اس کے اشعار معجزہ ہیں۔

فَیَا لَیْتَهٗ لَوْ کَانَ شِعْرًا مُهَذَّبًا ‏ سَلِیْمًا عَنِ الْاَلْحَانِ لَیْسَ یُغَیَّرُ

۱۰۲...... تو کاش اس کے اشعار ہی اچھے ہوتے اور اغلاط سے پاک ہوتے۔

وَاَخْلَاهُ عَنْ قُبْحِ الزِّحَافِ وَصَاغَهٗ ‏ بَرِیْئًا عَنِ الْاِقْوَاءِ اِنْ کَانَ یَسْطُرُ

۱۰۳...... اوراگر شعر ہی لکھنے بیٹھا تھا تو اس کے اشعار زحاف اور اقواء کے عیوب سے پاک وصاف توہوتے۔

وَلٰکِنْ بِحَمْدِ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ شِعْرُهٗ ‏ رَدِیْئًا قَبِیْحًا لَا یَکَادُ یُحَرَّرُ

۱۰۴...... مگراس کے اشعار تو ایسے نکمے اور عیب دار ہیں جو لکھنے کے قابل ہی نہیں۔

وَقَدْ رُمْتُ اُبْدِیْ مِنْ مَفَاسِدِ شِعْرِهٖ ‏ وَاَجْمَعُهَا حَتّٰی بِهٖ الْجَهْلُ یُنْشَرُ

۱۰۵...... اور میرا ارادہ تھا کہ اس کے اشعار کے عیوب کو دکھاؤں اور ان کو جمع کروں جس سے اس کا جہل فاش ہو۔

اُفَرِّقُ مَا بَیْنَ السَّقِیْمِ وَغَیْرِهٖ ‏ وَاَذْکُرُ وَجْهَ الْعَیْبِ فِیْهِ وَاَزْبُرُ

۱۰۶...... اور برے بھلے میں فرق کروں......اوراس کے عیب کی وجہ بیان کروں۔

بَلِ الْعَیْبُ لَا یَنْفَکُّ عَنْ کُلِّ سَطْرَةٍ ‏ اِذَا مَا تَلَاهَا الْعَالِمُ الْمُتَبَحِّرُ

۱۰۷...... بلکہ عالم متبحر اگران کو پڑھے گا......توکسی مصرعہ کو عیب سے خالی نہیں پائے گا۔

وَلٰکِنَّنِیْ عِنْدَ التَّأَمُّلِ لَمْ اَجِدْ ‏ سَلِیْمًا فَاُبْدِی الْغَیْرَ حِیْنَ اُفَسِّرُ

۱۰۸...... لیکن اس کے اشعار میں غور کرنے کے بعد میں نے کسی شعر کو بے عیب نہیں پایا کہ صحیح اور غلط میں فرق کرتا۔

فَطَوْرًا لَدَی الْمَعْنٰی وَفِی اللَّفْظِ تَارَةً ‏ وَفِی الْوَزْنِ اُخْرٰی کُلُّ ذَاکَ مُکَرَّرُ

۱۰۹...... کہیں معنے کی غلطی ہے تو کہیں لفظ کی اور کہیں وزن غلط ہے اور یہ تمام قصیدہ میں ہے۔

فَمِنْ ذَاکَ اَجْمَلْتُ الْکَلَامَ وَلَمْ اُطِقْ ‏ تَفَاصِیْلَ مَا فِیْهَا مِنَ الْعَیْبِ یُنْظَرُ

۱۱۰...... تو میں ان تمام غلطیوں کو تفصیل وار کہاں تک گنواتا۔اس لئے چند مقامات کی غلطیوں پر اکتفا کیا۔

وَمَنْ کَانَ ذَا عِلْمٍ وَعَقْلٍ وَفِطْنَةٍ یُرَاجِعُهَا وَالْحَقُّ بِالْحَقِّ یَظْهَرُ

۱۱۱...... اور اہل علم اور فہم اور ذکا تو خود اس پر قیاس کرلے گا اور حق سے حق کھل ہی جاتا ہے۔

عَلَا اَنَّهٗ مَنْ رَامَ اِثْبَاتَ جَهْلِهٖ کَفَاهُ مِنَ الْاَلْحَانِ لَحْنٌ مُنْکَرُ

۱۱۲...... اور اس کے سوا بھی جو شخص مرزا قادیانی کا جہل ثابت کرنا چاہے تو کافی ہے کہ اس کے اشعار کی غلطیوں سے یہ بڑی غلطی دکھادے۔

وَحَسْبُکَ مِنْ اَشْعَارِهِ الْغُرِّ قَوْلُهٗ وَنَادِ حُسَیْنًا اَوْ ظَفَرًا اَوْ اَصْغَرُ

۱۱۳...... اور اس کے اشعار سے غلطی کے لئے مرزا قادیانی کا یہی مصرعہ کافی ہے۔ وَنَادِ حُسَیْنًا اَوْ ظَفَرًا اَوْ اَصْغَرُ۔

فَاِبْدَالُ فَتْحِ الرَّاءِ ضَمًّا مُقَبَّحٌ وَفُقْدَانُهٗ لِلْوَزْنِ اَیْضًا مُعَیَّرُ

۱۱۴...... قصیدہ کا حرکت روی ضمہ ہے۔ اس کی جگہ فتح کا لانا سخت تر عیب ہے اور اسی عیب کو علم القوافی میں اصراف کہتے ہیں اور اس کے ساتھ مصرعہ کا بے وزن ہونا معیوب ہے۔

وَمَنْ یَّکُ هٰذَا شَانُهٗ ثُمَّ یَدَّعِیْ بَلَاغَةَ اِعْجَازٍ بِهِ الْعَجْزُ اَجْدَرُ

۱۱۵...... اور ایسی فحش غلطی کرنے والا اعجاز اور بلاغت کا دعویٰ کرے۔ تعجب ہے یہ بیچارہ تو بات کرنے سے عاجز ہے۔

عَلٰی اَنَّ کُتُبَ الْاَنْبِیَاءِ وَصُحْفَهُمْ وَمَا جَاءَنَا عَنْهُمْ قَدِیْمًا یُسَطَّرُ

۱۱۶...... اس کو سوا ہمیں انبیاء کے صحیفے اور کتابیں جو پہنچی ہیں اور پہلے سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔

کَذَاکَ اَحَادِیْثُ النَّبِیِّ وَمَا اَتَتْ اِلَیْنَا بِهِ الرُّسُلُ الْکِرَامُ تُخَبِّرُ

۱۱۷...... اسی طرح آنحضرت ﷺ کی حدیثوں نے اور انبیاء کرام نے جو بتلایا ہے۔

نَرٰی لَیْسَ فِیْهَا غَیْرَ عِلْمٍ وَحِکْمَةٍ بِهَا یَهْتَدِیْ عَنْ غَیِّهٖ مَنْ یُّفَکِّرُ

۱۱۸...... جن میں ہم بجز علم اور حکمت کے کچھ نہیں پاتے۔ جس سے سمجھدار آدمی ہدایت پاتا ہے اور گمراہی سے بچتا ہے۔

وَهٰذَا هُوَ الْمَطْلُوْبُ مِنْ کُلِّ مُرْسَلٍ یُبَیِّنُ شَرْعَ اللّٰهِ حَقًّا وَیُظْهِرُ

۱۱۹...... اور ہر نبی کا اصل مقصد یہی رہا ہے کہ خدا کے احکام کو سکھائے اور بتائے۔

وَاَمَّا الَّذِیْ فِیْ شِعْرِهٖ قَدْ اَتَاحَهٗ لِاِثْبَاتِ دَعْوَی الْحَقِّ لِلْحَقِّ یُنْکِرُ

۱۲۰...... لیکن مرزا قادیانی تو اپنے ان اشعار میں جن کو اثبات دعویٰ نبوت میں پیش کیا ہے حق کا منکر ہے۔

فَمَا فِيْهِ مِنْ اَمْرِ الشَّرِيْعَةِ وَالْهُدٰى وَلَا الدِّيْنِ شَيْءٌ مَّا بِهِ الْحَقُّ يَنْصُرُ

۱۲۱...... اوران اشعار میں شریعت اور ہدایت اور دین کی کوئی بھی تو ایسی بات نہیں جس سے حق کی مدد ہو۔

نَعَمْ اَنَّهَا مَحْشُوَّةٌ بِمَدِيْحِهٖ وَاَوْصَافِهِ اللَّاتِيْ بِهَا جَاءَ يَفْخَرُ

۱۲۲...... ہاں تمام اشعار اس کے تعریف سے پر ہیں اور اس کے ان اوصاف سے جن پر وہ فخر کرتا ہے۔

وَيَا لَيْتَهَا بِالْحَقِّ جَاءَتْ قَرِيْبَةً قِيَاسَاتُ عِلْمٍ بِالْهُدٰى تَتَنَوَّرُ

۱۲۳...... اور کاش یہ اشعار حق سے قریب ہوتے اور ایسے یقینی ادلہ ہوتے جو حق کو روشن کرتے۔

وَاَشْعَارُهٗ جَاءَتْ كَمِثْلِ حَدِيْقَةٍ يُجَفِّفُهَا اللّٰهُ وَغُصْنًا يُجَذِّرُ

۱۲۴...... اور مرزا قادیانی کے اشعار اس باغ کی طرح ہیں جسے خدا خشک کر دے اور اس کے درختوں کی ڈال کاٹ دے۔

قَضَايَاهُ تَخْيِيْلِيَّةٌ لَمْ تَكُنْ لَهَا حَقَائِقُ عَنْهَا فِي الدَّلِيْلِ تُعَبَّرُ

۱۲۵...... اس کی باتیں خیالی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں جسے دلیل میں پیش کی جائے۔

عَلَا اَنَّ نَظْمَ الشِّعْرِ لَوْ كَانَ مُعْجِزًا وَاَقْطَى لِدَعْوٰى جَاءَهَا الْمُتَهَوِّرُ

۱۲۶...... اور پھر اگر اشعار معجزہ بھی ہوں کہ جن سے وہ دعویٰ ثابت ہو جس کا اس دلیر نے قصد کیا ہے یعنی نبوت۔

فَكَانَ بِهٰذَا الْفَضْلِ اَوْلٰى اَئِمَّةٌ بَلَاغَتُهُمْ لَمْ يَحْوِهَا الْمُتَاَخِّرُ

۱۲۷...... تو اس کمال یعنی اعجاز کے مستحق وہ ائمہ فن ہیں جن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ بعد کے لوگ نہیں کر سکتے۔

كَلَامِيَّةِ ابْنِ الْوَرْدِ وَ الشَّنْفَرٰى وَمَا اَجَادَ بِهِ الْحَسَّانُ فِي النَّظْمِ يَبْهَرُ

۱۲۸...... جس طرح علامہ ابن الوردی جن کا قصیدہ لامیہ مشہور ہے اور شفری اور حسانؓ کہ جن کے اشعار عمدہ اور فائق ہیں۔

وَشِعْرِ الْمَعَرِّيْ وَالْفَرَزْدَقِ ثُمَّ مَنْ بَلَاغَتُهُمْ لَمْ يَنْفِهَا الْمُتَبَصِّرُ

۱۲۹...... اور معرّی کے اشعار اور فرزدق کے اور ان بلغاء کے جن کی بلاغت سے اہل فضل و کمال کو انکار نہیں ہو سکتا۔

وَنَظْمِ اَبِيْ تَمَّامِ نِ الْحَبْرِ وَالَّذِيْ اَتَتْهُ اَبِيَّاتُ الْمَعَانِيْ تُسَخَّرُ

۱۳۰...... اور علامہ ابو تمام کے اشعار اور اس کے جس کے سامنے سرکش معانی سر جھکائے کھڑے رہتے۔

وَغَيْرِهِمْ مَنْ شَاعَ فِي النَّاسِ ذِكْرُهُمْ   كَشَمْسِ الضُّحٰى فِي الْاُفُقِ لَا تَتَسَتَّرُ

۱۳۱...... اوران کے سوا جو کہ مہر نیمروز کی طرح لوگوں میں مشہور ہیں اور تمام ان کا شہرہ ہے۔

اُولٰئِكَ اَقْوَامٌ لَهُمْ فِي بَلَاغَةِ   الْكَلَامِ الْيَدُ الطُّوْلٰى اَجَلُّ وَاَكْبَرُ

۱۳۲...... یہی وہ لوگ ہیں جن کا فصاحت اور بلاغت میں اعلیٰ پایہ ہے۔

وَمَعْ ذَاكَ لَمْ يُسْمَعْ لَعَمْرِیْ مِنْهُمْ   بِاِعْجَازِهِمْ جَاءَ النُّبُوَّةُ تَبْهَرُ

۱۳۳...... اوران فصحاء اور بلغاء نے باوجود اس فضل وکمال کے ایسے اعجاز کا دعویٰ نہیں کیا جس سے نبوت ثابت ہوتی۔

فَمَا بَالُ مَنْ لَا يُحْسِنُ النَّظْمَ يَدَّعِيْ   النُّبُوَّةَ وَالْاِعْجَازَ زُوْرًا وَيَهْذِرُ

۱۳۴...... پھرایسے شخص کو شرم نہیں آتی جو صحیح اشعار بھی نہیں کہہ سکتا اور اپنے غلط اشعار میں اعجاز کہہ کر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اور بیہودہ بکے۔

اَظَنَّ الْوَرٰى عُمْيًا عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَكُنْ   لَهُمْ نَوْعُ اِدْرَاكٍ بِهِ يَتَبَصَّرُوْا

۱۳۵...... کیا اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمام آدمی حق سے ناواقف ہیں اوران میں اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اس کے مکروفریب کو سمجھیں؟

اَلَمْ يَدْرِ اَنَّ الشِّعْرَ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ   لَهُ نَاظِمٌ يَسْبِي الْعُقُوْلَ وَيَسْحَرُ

۱۳۶...... کیا اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ ہر شہر میں ایسے ایسے کاملین شعراء ہیں جو انسانی عقول کو اپنا گرویدہ اور فریفتہ کر لیتے ہیں۔

وَكَيْفَ يَظُنُّ الشِّعْرَ مِنْ مُعْجِزَاتِهِ   وَاِنَّ نِسَاءَ الْحَيِّ بِالنَّظْمِ تَفْخَرُ

۱۳۷...... اور تعجب ہے کہ یہ شعر کو اپنا معجزہ سمجھتا ہے۔ حالانکہ شعر کہنا ایسا آسان کام ہے جس پر عورتیں فخر کرتی ہیں۔

اَخُصَّ بِهِ دُوْنَ الْخَلَائِقِ فَاغْتَدٰى   يَرَاهُ مِنَ الْاِعْجَازِ اَمْ جَاءَ يَسْخَرُ

۱۳۸...... کیا اس کے اشعار میں کوئی خاص جدت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے اشعار کو معجزہ سمجھتا ہے یا مسخراپن ہے۔

اَلَمْ يَتَّقِ الْجَبَّارَ فِيْمَا يَقُوْلُهُ   ضَلَالًا وَزُوْرًا اَمْ عَلَى اللّٰهِ يَجْسُرُ

۱۳۹...... کیا اس قسم کی فریب اور گمراہی کی باتوں میں خدائے جبار سے خوف نہیں کرتا اور خدا پر کیسی جرأت کرتا ہے۔

لِمَنْ كَانَ ذَا عِلْمٍ وَعَقْلٍ وَحِكْمَةٍ　　يَرَى الْحَقَّ حَقًّا وَالْاَضَالِيْلَ يُنْكِرُ

۱۴۰...... اور جو شخص علم اور عقل والا ہے وہ حق اور باطل میں ضرور امتیاز کر لیتا ہے۔

وَمَنْ رَامَ يَدْعِي سَيِّدًا بَيْنَ قَوْمِهٖ　　فَلَا يَاتِ بِالْبُهْتَانِ فَهُوَ يُحَقَّرُ

۱۴۱...... اور جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ لوگوں میں باوقعت اور ذی رتبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ افتراء سے بچے۔ ورنہ حقیر ہو جائے گا۔

وَمَنْ رَامَ دَرْكَ الْمَجْدِ فَلْيَتْبَعِ الْهُدٰى　　وَاِلَّا فَدَرْكُ الْمَجْدِ عَنْهُ سَمَهْدَرُ

۱۴۲...... اور جو فضل و کمال کا طالب ہو اسے چاہئے کہ سیدھے راہ پر چلے۔ ورنہ فضل و کمال سے دور ہو جائے گا۔

وَمَنْ رَامَ اِدْرَاكَ الْعُلٰى بِمَذَلَّةٍ　　فَذَاكَ ذَلِيْلٌ لَا يَكَادُ يُكَبَّرُ

۱۴۳...... اور جو شخص ذلیل کاموں سے بلند مرتبہ کا طالب ہو تو وہ خود ذلیل ہے۔ کبھی سرفراز نہیں ہو سکتا۔

وَمَنْ رَامَ تَحْصِيْلَ الْعُلُوِّ بِزُوْرِهٖ　　فَبِالزُّوْرِ تَحْصِيْلُ الْعُلٰى مُتَعَذِّرُ

۱۴۴...... اور جو مکر سے بڑائی کو حاصل کرنا چاہے تو فریب سے عالی مرتبہ ہونا دشوار ہے۔

وَمَنْ حَاوَلَ الْاِعْجَازَ فِى النَّظْمِ اِنَّهٗ　　كَمَنْ ظَنَّ اَنَّ فِى الْبَرِّ يُوْجَدُ صُعْقُرُ

۱۴۵...... اور اشعار میں جو معجزہ خیال کرے تو وہ ایسا ہے جو کہے کہ جنگل میں مچھلی کے انڈے ہیں۔

وَمَنْ شَاءَ اِصْلَاحَ الْوَرٰى بِكِذَابِهٖ　　فَمَا هُوَ اِلَّا فِى الْاَنَامِ مُدَعْثِرُ

۱۴۶...... اور جو اپنے دروغ بافی سے خلائق کی اصلاح چاہے تو یقین کرو ایسا ہی شخص مفسد ہے۔

وَمَنْ ظَنَّ اَنْ يَرْقٰى بِدَعْوٰى نُبُوَّةٍ　　مَعَارِجَ اَوْجِ الْمَجْدِ فَهُوَ غَمَيْذَرُ

۱۴۷...... اور جو یہ سمجھے کہ نبوۃ کے جھوٹے دعوے سے بلند مرتبہ اور بزرگ ہو جائے گا تو ایسا شخص بیہودہ گو ہے۔

وَمَنْ لَمْ يُدَنَّسْ عِرْضُهٗ بِمَلَامَةٍ　　فَذٰلِكَ مَهْمَا شَاءَ فِى الْقَوْلِ يَهْذِرُ

۱۴۸...... اور جس شخص کی عزت ملامت سے بھی زائل نہ ہو تو ایسا شخص بے حیائی سے جو چاہے بکے۔

وَمَنْ رَامَ اَنْ يُّحْيٰى سَعِيْدًا مُهَذَّبًا　　فَلَا يَدَّعِيْ اَمْرًا لَهُ الْعَقْلُ يُنْكِرُ

۱۴۹...... اور جو شخص یہ چاہے کہ مہذب اور سعادت مند رہے تو وہ کبھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا جس سے عقل بیزار ہو۔

وَمَهْمَا اَرَادَ الْمَرْءُ يخفى عُيُوْبَهُ — عَلَى النَّاسِ يَوْمًا لَا مَحَالَةَ تَظْهَرُ

۱۵۰...... اور انسان کب تک اپنے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ وہ ایک نہ ایک دن لوگوں پر فاش ہوں گے۔

وَهَاكَ عُقُوْدَ الدُّرِّ اِنِّیْ نَظَمْتُهَا — نَصَائِحَ غُرًّا يَدْرِهَا الْمُتَدَبِّرُ

۱۵۱...... اور میرے ان روشن نصیحتوں جن کو ہر ایک عاقل سمجھتا ہے گرہ باندھ لے اور اپنی یاوہ گوئی سے باز آ۔

فَخُذْهَا اِذَا مَا رُمْتَ تَنْجُو مِنَ الرَّدٰی — غَدَ الْحَشْرِ اِذْفِیْهِ الْفَضَائِحُ تُزْبَرُ

۱۵۲...... اگر تو قیامت میں عذاب سے نجات چاہتا ہے تو میرے ان نصیحتوں کو مان۔ کیونکہ حشر میں برائیاں کھل جائیں گی۔

وَكُنْ مُسْلِمًا فِی السِّرِّ وَالْجَهْرِ وَاعْتَرِفْ — بِكُلِّ نَبِیٍّ جَاءَ لِلْحَقِّ يَنْصُرُ

۱۵۳...... اور ظاہر و باطن میں مسلمان ہو جا اور جو انبیاء حق لے کر آئے اور حق کی مدد کی ان کا اقرار کر۔

وَاِلَّا فَاِنَّ الْمَوْتَ لَاشَكَّ قَادِمٌ — عَلَيْكَ وَيَوْمًا لَا مَحَالَةَ تُقْبَرُ

۱۵۴...... ورنہ یقین رکھ کہ ایک دن تجھے مرنا ہے اور ضرور قبر میں جانا ہے

فَيَغْشَاكَ مَايَغْشَاكَ فِيْهِ وَلَمْ يَكُنْ — هُنَالِكَ اِعْجَازٌبِهٖ اَنْتَ تُنْصَرُ

۱۵۵...... پھر وہ ایسے سخت اور عظیم الشان مصائب جھیلنے پڑیں گے جن سے تیرا یہ اعجاز تجھے نہ بچا سکے گا۔

وَكُلُّ الَّذِیْ قَدَّمْتَهُ الْيَوْمَ تَلْقَهُ — غَدًا يَوْمَ كَشْفِ السَّاقِ وَالْخَلْقُ حُضَّرُ

۱۵۶...... اور جس قدر اعمال بد تو نے کئے ہیں ان کی سزا اس سخت دن میں تجھے بھگتنی پڑے گی جس روز تمام خلائق موجود ہوں گے۔

فَذٰلِكَ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَشَرُّهٗ — غَدًا مُسْتَطِيْرًا نَارُهٗ تَتَنَوَّرُ

۱۵۷...... اور یہ سخت دن ہوگا جس کی سختی عام طور سے محسوس ہوگی اور شرارت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔

فَيَارَبِّ سَهِّلْ كَرْبَنَا فِيْهِ رَحْمَةً — وَلُطْفًا وَاِلَّا فَالْجَرَائِمُ تُنْذِرُ

۱۵۸...... تو اے ہمارے رب! اس روز ہماری دشواریوں کو اپنی رحمت اور کرم سے آسان کر ورنہ ہمیں تو اپنے جرائم سے خوف ہے۔

وَاَصْلِحْ لَنَا الْاَعْمَالَ حَقًّا وَلَا تُزِغْ — عَقَائِدَنَا حَيْثُ الشَّقَاءُ مُقَدَّرٌ

۱۵۹...... اور ہمارے اعمال کو نیک کردے اور ہمارے اعتقادوں کی اصلاح کر۔ کیونکہ شقاوت تیرے اختیار میں ہے۔

وَيَسِّرْ لَنَا حُسْنَ الْيَقِيْنِ وَهَبْ لَنَا ۔ بِحُسْنِ خِتَامٍ فِيْهِ بِالسَّعْدِ نَظْفَرُ

۱۶۰...... اور صحیح اعتقاد کی ہمیں توفیق عطاء فرما اور خاتمہ بخیر کر کیونکہ سعادت ہی سے کامیابی ہے۔

فَبِا الْمُصْطَفٰى خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ ۔ اَتَيْنَاكَ فِيْمَا نَرْتَجِيْهِ وَنُضْمِرُ

۱۶۱...... ہم افضل ترین مخلوقات محمد ﷺ کا وسیلہ پکڑ کر تیرے جناب میں امیدیں اور آرزوئیں لے کر حاضر ہوئے ہیں۔

عَلَيْهِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهٗ ۔ كَذَا الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ مَالَاحَ نَيِّرُ

۱۶۲...... اس نبی پر خدا کی رحمت اور سلامتی ہو اور اسی طرح ان کے اولاد اور اصحاب پر جب تک دنیا قائم رہے۔

مطلع ثانی

تُنَازِعُكَ الْاٰمَالُ مَا لَيْسَ تَقْدِرُ ۔ فَتَقْدُمُ نَحْوَ الْمُسْتَحِيْلِ وَتَجْسُرُ

۱۶۳...... اے عاشق! باوجودیکہ تیری وہ آرزوئیں جن پر تجھے قدرت نہیں ہے۔ کبھی پوری نہیں ہوئیں۔ لیکن تو ہمیشہ ایسی ہی آرزوئیں کرتا رہا۔

عَلَا اَنَّ لَيْلٰى لَمْ تَعِدْكَ بِوَصْلِهَا ۔ وَاِنْ وَعَدَتْ يَوْمًا فَبِا لْخُلْفِ اَجْدَرُ

۱۶۴...... پہلے تو لیلٰی نے تجھ سے وصال کا کبھی وعدہ ہی نہیں کیا اور اگر کرتی بھی تو وعدہ خلافی اس کی شان ہے۔

وَقَلْبَكَ كَمْ صَبَّرْتَهٗ عَنْ طِلَابِهَا ۔ فَلَمْ يَرْضَ اِلَّا الْوَصْلَ اَوْلَا فَيُقْبَرُ

۱۶۵...... اور تو نے اپنے دل کو اس کے طلب سے کس قدر باز رکھا مگر انجام کار وہ نہ مانا اور وصال یا موت سے ایک کو پسند کر لیا۔

بَعَثْتُ لَهَا رُسْلًا وَلَمْ يَصِلُوْا لَهَا ۔ وَبَاءُوْا كَمَا رَاحُوْا وَبِالْيَاسِ اَنْذَرُوْا

۱۶۶...... میں نے لیلٰی کے پاس قاصدوں کو بھیجا۔ لیکن وہاں تک کوئی نہ پہنچا اور جیسے گئے تھے۔ ویسے لوٹے اور مجھے ناامیدی سے ڈرایا۔

مَنِيْعٌ حِمَاهَا لَا يُرَامُ وَاِنَّمَا ۔ يَئُوْبُ مُهَانًا كُلُّ مَنْ رَاحَ يَجْسُرُ

۱۶۷...... اس کی بارگاہ محفوظ ہے کسی کو قدرت نہیں کہ وہاں تک پہنچے اور جانے والا بجز اس کے کہ ناکام پھرے کچھ حاصل نہیں۔

وَمَنْ شَاءَ يُسْقٰى مِنْ رَحِيقِ وِصَالِهَا   فَمَا زَالَ فِي دَرْكِ الْمُحَالِ يُخَسَّرُ

۱۶۸...... اور جو اس کے شراب وصال کے پینے کا خواہشمند ہو تو ایسا شخص ہمیشہ طلب محال میں نقصان پانے والا ہے۔

وَمَنْ ظَنَّ إِمْكَانَ الْوُصُولِ لِحَيِّهَا   يُسَاءَلُ هَلْ فِي الْبَرِّ يُوجَدُ صُعْقُرُ

۱۶۹...... اور جس کو لیلیٰ کے قبیلہ تک پہنچنے کا خیال ہو تو اس سے لیلیٰ یہ دریافت کرے کہ کیا خشکی میں مچھلی کے انڈے ہوتے ہیں۔

وَمَنْ قَالَ إِنِّي قَدْ ظَفِرْتُ بِوَصْلِهَا   فَذٰلِكَ إِمَّا مُفْتَرٍ أَوْ غَمَيْذَرُ

۱۷۰...... اور جو کہے کہ میں اس کے وصال میں کامیاب ہوا تو وہ مفتری ہے یا لغوگو۔

تَعَلَّقْتُ دَهْرًا بِالْغَوَانِيْ وَلَمْ أَزَلْ   أُرَدِّدُ ذِكْرًا هُنَّ سِرًّا وَأَجْهَرُ

۱۷۱...... میں ایک زمانہ تک حسینوں کا گرویدہ رہا اور ہمیشہ دل میں اور زبان پر انہیں کا ذکر رہا۔

وَكَمْ عَايَنَتْ عَيْنِيْ مَحَاسِنَ مَنْظَرٍ   بِهَا الْقَلْبُ مِنْ دَاءِ الْهَوٰى يَتَفَطَّرُ

۱۷۲...... اور اکثر میری آنکھوں نے حسینوں کے خوبی منظر کا نظارہ کیا ہے اور ان کی محبت میں دل پارہ پارہ ہو گیا ہے۔

وَكَمْ عَالَقَتْ مِنِّي الْعَفَافَةُ أَهْيَفًا   تُنَازِعُنِيْ فِيْهِ لِمَا أَنَا أُضْمِرُ

۱۷۳...... اور اکثر جب کہ میں پتلی کمر نازک اندام حسینوں سے ملا ہوں تو میری عفت نے پوشیدہ جذبات کا مقابلہ کیا ہے۔

وَلِيْ شَاهِدٌ مِنِّيْ عَلٰى أَنَّمَا الَّذِيْ   يُثْبِتُ لِيَ الدَّعْوٰى الَّتِيْ أَنَا أُنْكِرُ

۱۷۴...... اور میرے لئے مجھی میں ایک ایسا گواہ ہے جو میرے اس دعوے کو ثابت کرتا ہے جس کا میں منکر ہوں۔

لَدَى الْحِبِّ وَاللَّاحِيْ مُسَلْسَلُ أَدْمُعِيْ   وَيَا لَيْتَ دَمْعِيْ عِنْدَ حِبِّيَ تُثْمِرُ

۱۷۵...... اور یہ گواہ میرے مسلسل آنسو ہیں جو محبوبہ کے روبرو میری محبت کو ثابت کرتے ہیں اور ملامت کرنے والوں کے سامنے وہ امر ثابت کرتے ہیں جس کا میں منکر ہوں یعنی محبت اور کاش یہ گواہ محبوبہ کے پاس بار آور ہوتے۔

وَمَا أَنَا إِلَّا فِي الصَّبَابَةِ مَاهِرٌ   خَبِيْرٌ بِأَحْوَالِ الْحِسَانِ مُبَصِّرُ

۱۷۶...... اور میں کچھ نہیں ہوں مگر عشق میں کامل اور ماہر ہوں اور حسینوں کی حالت کا مبصر ہوں۔

يُجَرِّبُهُمْ غَيْرِيْ وَإِنِّيْ أُكَلِّمُهُمْ   وَطَعْمُهُمْ بَاقٍ بِفِيْ لَيْسَ يُنْكَرُ

۱۷۷...... اوروں نے صرف تجربہ کیا ہے اور میں نے ان کا پھل کھایا ہے۔ان کی لذت آج تک میرے منہ میں باقی ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا۔

فَمَا اَبْصَرَتْ عَيْنَایَ فِيهِمْ مُهَذَّبًا وَفِيًّا اِذَا صَاحَبْتَهُ لَيْسَ يَغْدِرُ

۱۷۸...... ان میں کسی کو میں نے مہذب اور وفادار نہیں پایا اور نہ ایسا پایا جو اپنے احباب سے بے وفائی نہ کرے۔

وَلَا كَامِلًا تَصْفُوْ مَشَارِبُ وُدِّهٖ عَنِ السُّوْءِ بَلْ لَا بُدَّ يَوْمًا تُكَدَّرُ

۱۷۹...... اور نہ ایسا کامل دیکھا جس کی محبت کا گھاٹ ہمیشہ صاف ہے۔کوئی خرابی نہ ہو بلکہ ضرور وہ کبھی مکدر ہو جاتا ہے۔

خَلِيْلَیَّ عُوْجَا بِیْ اِلٰی نَحْوِ طَيْبَةٍ لَعَلِّیْ فِيْهَا بِالْمُؤَمَّلِ اَظْفَرُ

۱۸۰...... میرے دوستو! مجھے مدینہ منورہ کی طرف لے چلو۔شاید وہاں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

فَاِنِّیْ اَرٰی لِلْمَكْرُمَاتِ مَشَارِقًا بِهَا وَبُدُوْرُ الْبِرِّ بِالْبِرِّ تُسْفِرُ

۱۸۱...... کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمام خوبیاں وہیں سے ظاہر ہوتی ہیں اور تمام نیکیاں اسی نیکی کے چاند سے روشن ہیں۔

وَفِیْ اُفْقِهَا نُوْرُ النُّبُوَّةِ سَاطِعٌ اَشِعَّتُهٗ فِی الْكَوْنِ دَوْمًا تَنَوَّرُ

۱۸۲...... اور مدینہ منورہ ہی آفتاب نبوۃ کا افق ہے جس کی روشنی سے تمام عالم ہمیشہ روشن رہے گا۔

بِنَفْسِیَ اُفْدِیْ مَنْ اِذَا عَنَّ ذِكْرُهٗ تَبَادَرَتِ الْاَجْفَانُ بِالدَّمْعِ تَحْدُرُ

۱۸۳...... میری جان نثار ہو اس ذات مقدس پر جن کے ذکر سے آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

وَذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ جَاءَ رَحْمَةً يُبَشِّرُ بِالْفِرْدَوْسِ حَقًّا وَيُنْذِرُ

۱۸۴...... اور یہ آنحضرت ﷺ ہیں رحمت للعالمین اور بشیر ونذیر ہیں۔

نَبِیُّ الْهُدٰی خَيْرُ الْاَنَامِ مُحَمَّدٌ حَبِيْبُ اِلٰهِ الْعَرْشِ لِلْفَضْلِ مَظْهَرُ

۱۸۵...... ان کا نام پاک محمد ﷺ ہے جو خلق کے ہادی افضل ترین عالم اور خدا کے پیارے اور جامع کمالات ہیں۔

هُوَ الْمُصْطَفَی الْمُخْتَارُ مِنْ قَبْلِ اٰدَمٍ وَاٰخِرُ مَبْعُوْثٍ بِهِ الْحَقُّ يَظْهَرُ

۱۸۶...... جو آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت کے لئے منتخب اور پسند کئے گئے اور سب سے پیچھے مبعوث ہوئے اور ان سے حق آشکارا ہوا۔

حَوٰی جَانِبِیْ فَضْلٍ وَذَاكَ لِحِكْمَةٍ يَرَاهَا لَهُ الْمَوْلَی الْحَكِيْمُ الْمُقَدِّرُ

۱۸۷...... جنہوں نے فضل وکمال کا پورا احاطہ کیا اور اس کی حکمت کو خدائے حکیم ہی خوب جانتا ہے۔

شَرِیْعَتُہُ الْغَرَّاءُ حِیْنَ تَلَالَاءَ ت — مَصَابِیْحُھَا لَمْ یَبْقَ لِلْغَیْرِ نَیِّرُ

۱۸۸...... جب اس کے شریعت غراء کا آفتاب روشن ہوا تو دوسروں کے ستاروں کی روشنی ماند پڑ گئی۔

بِہٖ خُتِمَ الْاِرْسَالُ حَقًّا وَدِیْنُہٗ — ھُوَالْحَقُّ لَا یُمْحٰی اِلٰی یَوْمَ نُحْشَرُ

۱۸۹...... وہی خاتم الرسل ہیں ان کا دین حق قیامت تک باقی رہے گا اور نہیں مٹے گا۔

بِہٖ خُتِمَ الْاِرْسَالُ حَقًّا وَلَمْ یَسُغْ — لِشَخْصٍ سِوَاہُ بِالنُّبُوَّۃِ یَفْخَرُ

۱۹۰...... انہیں پر رسالت اور نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کے بعد ہرگز کسی شخص کو جائز نہیں کہ نبوت کے دعوے پر اترائے۔

وَمَنْ جَاءَ بِالْبُھْتَانِ دَعْوٰی نُبُوَّۃٍ — فَذٰلِکَ فِیْ دَعْوَاہُ لَاشَکَّ یُخْسَرُ

۱۹۱...... اور آپ کے بعد جو جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرے...... تو وہ ضرور اپنے دعوے میں ناکام ہوگا۔

فَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ اٰخِرُ مُرْسَلٍ — وَدَاعٍ بِہٖ جَاءَ النُّبُوَّۃُ تَبْطُرُ

۱۹۲...... کیونکہ آنحضرت آخر الانبیاء اور خدا کی طرف آخری بلانے والے ہیں جن پر نبوت فخر کرتی ہے۔

وَمُذْ کَانَ خَیْرُ الْخَلْقِ لِلرُّسْلِ خَاتِمًا — ھِدَایَتُہٗ لَاشَکَّ اَعْلٰی وَاَکْبَرُ

۱۹۳...... اور چونکہ سردار عالم خاتم الانبیاء ہیں اس لئے ضرور آپ کی ہدایت سب سے بڑھی چڑھی ہے۔

وَمِنْ ذَاکَ یُدْرٰی اَنَّ تَاثِیْرَ ھَدْیِہٖ — بَلِیْغٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ یُوَثِّرُ

۱۹۴...... اور اسی سے معلوم ہوا کہ آپ کے اخلاق حمیدہ کی وہ کامل تاثیر ہے جو قیامت تک باقی رہے گی اور تاثیر کرے گی۔

فَلَمْ تَبْقَ بَعْدَ الْمُصْطَفٰی حَاجَۃٌ اِلٰی — نَبِیٍّ بِہٖ سُبُلُ الْھِدَایَۃِ تَظْھَرُ

۱۹۵...... اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہی نہیں جن سے ہدایت کے راستے واضح ہوں۔

فَذٰلِکَ یُزْرِیْ بِالْکَمَالِ الَّذِیْ اَتٰی — بِہِ الْمُصْطَفٰی یَھْدِی الْوَرٰی وَیُذَکِّرُ

۱۹۶...... ورنہ اس سے آپ کے ان کمالات پر حرف آتا ہے جن سے آپ نے مخلوقات کو ہدایت اور نصیحت فرمائی۔

وَقَدْ صَحَّ اَنَّ الْمُصْطَفٰی جَاءَ رَحْمَۃً — اِلَی الْخَلْقِ طُرًّا فِی الْکِتَابِ یُسَطَّرُ

۱۹۷...... بلاشک آپ کی ذات تمام خلق کے لئے رحمت ہے۔ جیسا قرآن شریف میں مسطور ہے۔

وَهَلْ يَقْبَلُ الْعَقْلُ السَّلِيْمُ بِاَنَّهٗ مُصَدِّقُ خَيْرِ الْخَلْقِ فِي النَّارِ يُدْحَرُ

۱۹۸...... اور کیا عقل سلیم اس کو مانے گی کہ آپ کا ماننے والا دوزخ میں جلایا جائے۔

وَلَوْ جَازَ بَعْدَ الْمُصْطَفٰى بَعْثُ مُرْسَلٍ لَكَانَ عَلٰى تَصْدِيْقِهِ الْكُلُّ يُجْبَرُ

۱۹۹...... اور آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی نبی آتا تو ہر شخص کو اس پر ایمان لانا فرض ہوتا۔

وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُ يُؤَبَّدُ فِي لَظٰى وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمُصْطَفٰى قَطُّ يُنْكِرُ

۲۰۰...... اور جو اس پر ایمان نہ لاتا دائمی جہنمی ہوتا۔ خواہ وہ آنحضرت ﷺ پر بھی ایمان کیوں رکھتا۔

وَهٰذَا اَيْنَا فِيْ كَوْنِهٖ جَاءَ رَحْمَةً اِلَى الْخَلْقِ طُرًّا اَيُّهَا الْمُتَدَبِّرُ

۲۰۱...... اور یہ بات آنحضرت ﷺ کے رحمت للعالمین ہونے کے سراسر خلاف ہے۔ ذرا سوچو تو سہی۔

عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِنْ اَتَى الْقَوْمَ مُرْسَلٌ فَلَمْ يَخْلُ اِمَّا مُؤْمِنٌ اَوْ فَمُنْكِرُ

۲۰۲...... کیونکہ اگر آپ کے بعد نبی آئے تو دو ہی قسم کے لوگ ہوں گے۔ اس پر ایمان لانے والے یا اس کے منکر۔

وَمُنْكِرُ مَبْعُوْثِ الْاِلٰهِ مُعَذَّبٌ غَدًا الْحَشْرِ يَوْمَ الدِّيْنِ فِي النَّارِ يُسْعَرُ

۲۰۳...... اور خدا کے رسول کا منکر معذب ہے۔ ضرور قیامت میں آگ میں جلایا جائے گا۔

وَيَلْزَمُ مِنْ ذَا اِنْ يُعَذَّبَ مُؤْمِنٌ بِخَيْرِ الْوَرٰى الْمُخْتَارِ مَنْ جَاءَ يُنْذِرُ

۲۰۴...... اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والا آپ کے بعد والے نبی کا منکر ہو تو عذاب دیا جائے۔

عَلٰى اَنَّ قَوْلَ اللّٰهِ اَكْمَلْتُ دِيْنَكُمْ وَمَا جَاءَ فِيْ نَصِّ الْكِتَابِ يُحَرَّرُ

۲۰۵...... اس کے سوا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کو میں نے کامل کیا اور اسی طرح کی جو اور آیات قرآن میں ہیں۔

يُنَافِيْهِ بَعْثُ الرُّسْلِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ قَاطِعٌ لَيْسَ يُنْكَرُ

۲۰۶...... یہ تمام آیات اس بات کے مخالف ہیں کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی آئے اور ختم نبوت پر یہ آیتیں روشن دلیل ہیں۔

وَذَاكَ لِاَنَّ الْبَعْثَ لِلرُّسْلِ يَقْتَضِيْ لِنَقْصٍ بَدَا فِي الدِّيْنِ اَوْ كَادَ يَظْهَرُ

۲۰۷...... کیونکہ کسی نبی کے بعد نبی کا آنا مستلزم ہے کہ پہلے نبی کے دین میں کوئی نقصان ہوا یا آئندہ ہوگا۔

فَیَبْعَثُ رَبِّی رُسْلَهُ کَیْ یَتَمِّمُوْا نَقَائِصَ شَرْعٍ حَسْبَمَا یَتَبَصَّرُوْا

۲۰۸...... اور ہمیشہ خدا ایسے ہی وقت میں رسولوں کو بھیجتا ہے تا کہ وہ اس نقصان کی جس طرح مناسب ہو تلافی کریں۔

وَمِنْ ذَاکَ قَالَ الْمُصْطَفٰی فِیْ حَدِیْثِهِ خُذُوا الْعِلْمَ عَنِّیْ اَیُّهَا الْقَوْمُ وَانْشُرُوْا

۲۰۹...... اور اسی لئے آنحضرت نے فرمایا کہ اے قوم! مجھ سے علم حاصل کرو اور اس کی اشاعت کرو۔

فَذٰلِکَ تُرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ بَعْدَ مَوْتِهِمْ فَمَنْ نَالَهُ حَقًّا لَهُ الْحَظُّ اَوْفَرُ

۲۱۰...... اور انبیاء علیہم السلام کا ترکہ یہی علم ہے۔ پس جس نے اس علم کو حاصل کیا وہ خوش نصیب ہے۔

وَخِدْمَةُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِی الْخَلْقِ اَنَّهُمْ لِیَهْدُوْا سَبِیْلَ الْحَقِّ فِیْمَا یُذَکِّرُوْا

۲۱۱...... اور علماء پر خلق کی یہی خدمت ہے کہ وہ اپنے وعظ میں راہ حق بتائیں۔

وَاَوْجَبَ تَحْصِیْلَ الْعُلُوْمِ نَبِیُّنَا عَلَی الْکُلِّ حَتْمًا مَا بِهِ الدِّیْنُ یُظْهَرُ

۲۱۲...... اور آنحضرت نے اپنے امت پر علم کا سیکھنا فرض کر دیا جس سے دین اسلام غالب رہے۔

وَلَازَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ کُلِّ بَلْدَةٍ وَکُلِّ زَمَانٍ لِلْهِدَایَةِ یَنْشُرُوْا

۲۱۳...... اور اسی وجہ سے ہمیشہ علماء ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ہدایت کو پھیلاتے رہے۔

فَلَمْ یَبْقَ بَعْدَ الْمُصْطَفٰی حَاجَةٌ لَنَا لِبَعْثَةِ مَبْعُوْثٍ اِلٰی یَوْمِ نُحْشَرُ

۲۱۴...... پس آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک ہمیں کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

وَقَدْ اَخْبَرَ الْمُخْتَارُ اَنْ لَیْسَ بَعْدَهُ نَبِیٌّ کَمَا قَدْ جَاءَ حَقًّا یُسَطَّرُ

۲۱۵...... اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

وَلَا شَکَّ اَنَّ الْمُصْطَفٰی فِیْ حَدِیْثِهِ صَدُوْقٌ بِلَا رَیْبٍ وَمَنْ شَکَّ یَکْفُرُ

۲۱۶...... اور اس میں شک نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی باتیں سچی ہیں اور جو کوئی شک و شبہ کرے وہ کافر ہے۔

وَمَنْ یَجْتَرِیْ زُوْرًا بِدَعْوٰی نُبُوَّةٍ فَذٰلِکَ کَذَّابٌ عَلَی اللّٰهِ یَجْسُرُ

۲۱۷...... اور جو شخص جھوٹی نبوت کے دعوے کی جرأت کرے تو یہ بڑا ہی جھوٹا ہے جو خدا پر جسارت کرتا ہے۔

وَنَقْلًا عَنِ الْمُخْتَارِ قَدْ صَحَّ اَنَّهُ سَیَظْهَرُ دَجَّالُوْنَ بَعْدِیْ یَدْعُرُوْا

۲۱۸...... اور آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث بھی صحیح طور سے مروی ہے کہ میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے بہت جھوٹے اور فریبی ہوں گے جو خلق کو گمراہ کر کے ہلاک کریں گے۔

وَقَدْ صَحَّ مَا قَدْ قَالَهُ حَيْثُ اَنْ بُدَا ۔۔۔ كَثِيرُوْنَ فِيْ مَاضِيْ الزَّمَانِ فَدُمِّرُوْا

۲۱۹...... اور جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آپ کے بعد گذشتہ زمانہ میں بہت دجال ہوئے اور ہلاک کیے گئے۔

فَفِي الْغَرْبِ مِنْهُمْ صَالِحُ بْنُ طَرِيْفِهِمْ ۔۔۔ وَذٰلِكَ فِيْ ثَانِيْ الْقُرُوْنِ مُقَرَّرْ

۲۲۰...... انہی سے صالح بن طریف مغربی ہے جو قرن ثانی میں ظاہر ہوا۔

اَتَاهُمْ بِقُرْاٰنٍ لَهُ بَعْدَ مَا ادَّعٰى ۔۔۔ نُبُوَّتَهُ حَتّٰى تَوَالَاهُ عُنْصُرْ

۲۲۱...... یہی صالح دعوے نبوت کے بعد ایک قرآن بھی لایا یہاں تک کہ جماعت نے اس کی پیروی کی۔

وَبَعْدُ اَبُوْ عِيْسٰى فَقَدْ جَاءَ خَلْفَهُ ۔۔۔ بِدَعْوٰى ضَلَالٍ فِي الْكَلَامِ يُزَوِّرْ

۲۲۲...... اور اس کے بعد اس کی اولاد میں ابوعیسیٰ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دروغگوئی کو زینت دی۔

وَقَدْ كَانَ شَخْصٌ فِيْ جَوْنَفُوْرَ يَدَّعِيْ ۔۔۔ اَلنُّبُوَّةَ وَالْوَحْيَ دَهَاهُ التَّكَبُّرْ

۲۲۳...... ایک شخص جون پور میں بھی دعویٰ نبوت کرتا تھا جسے اس کے تکبر نے گرادیا۔

وَكَمْ قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ مِنْ مُضَلِّلٍ ۔۔۔ اَتٰى يَدَّعِي الْاِرْسَالَ بِاللّٰهِ يَكْفُرْ

۲۲۴...... اور جونپوری کے پہلے اور بعد بہت سے گمراہ کرنے والے آئے جو مدعیٔ نبوت اور خدا کے نافرمان تھے۔

اِلٰى اَنْ رَاَيْنَا الْكَيْذَبَانَ بِعَصْرِنَا ۔۔۔ اَتٰى يَدَّعِيْ اَمْرًا لَهُ الْعَقْلُ يُنْكِرْ

۲۲۵...... اور ہمارے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس نے ایسی بات کا دعویٰ کیا جس کو عقل باور نہیں کرتی۔

يَقُوْلُ مَثِيْلٌ لِلْمَسِيْحِ وَاِنَّنِيْ ۔۔۔ مِنَ اللّٰهِ حَقًّا جِئْتُ لِلْحَقِّ اُظْهِرْ

۲۲۶...... مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں اور میں خدا کا رسول ہوں۔ حق کی اشاعت کے لئے آیا ہوں۔

وَمَا حَثَّهُ فِي الْاَمْرِ اِلَّا بَوَاعِثٌ ۔۔۔ مِنَ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ يُغْرِيْ وَيُوْغِرْ

۲۲۷...... اور مرزا قادیانی کو اس فریب دہی پر محض نفسانی خواہشات نے آمادہ کیا اور بھڑکایا۔

وَذٰلِكَ لَمَّا اَنْ وَهَى الدِّيْنُ اَمْرَهُ ۔۔۔ وَزَادَ عُتُوُّ الْمُفْسِدِيْنَ وَشَمَّرُوْا

۲۲۸...... اورمرزا قادیانی کو شیطان نے اس وقت ابھارا جب کہ دین میں ضعف آ گیا اور مفسدوں کی سرکشی بڑھی اور انہوں نے فساد میں سعی کی۔

وَاَذْ عَنَ اَهْلُ الْحَقِّ اَنْ لَا يُرِيْحَنَا مِنَ الْكَرْبِ اِلَّا مَنْ بِهِ الْحَقُّ يُنْصَرُ

۲۲۹...... اور اہل حق کو یقین ہو گیا کہ ان مصائب سے ہمیں وہی نجات دلائے گا جو حق کا حامی ہوگا۔

وَذٰكَ هُوَ الْمَهْدِيُّ مَنْ شَاعَ ذِكْرُهٗ وَعِيْسٰى نَبِيُّ اللّٰهِ مَنْ سَوْفَ يَظْهَرُ

۲۳۰...... یعنی امام مہدی جن کی نہایت شہرت ہے اور عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام جو عنقریب ظاہر ہوں گے۔

فَحَثَّ النَّصَارٰى الْكَذَّابَ بِمَا ادَّعٰى وَجَاءَ بِهٖ بَيْنَ الْاَنَامِ يُزَوِّرُ

۲۳۱...... اور نیز نصاریٰ نے بھی موقع پا کر مرزا قادیانی کو اس کے اس دعوے پر ابھارا جو فریب کاری سے اس نے کیا تھا۔

وَظَنَّ بِاَنَّ الْقَوْمَ لَا عَقْلَ عِنْدَهُمْ وَاَنْ لَيْسَ فِيْهِمْ مَنْ دَرَى الْحَقَّ يَبْصُرُ

۲۳۲...... اور مرزا قادیانی نے یہ خیال کیا کہ قوم میں عقل نہیں ہے اور نہ ان میں کوئی ایسا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرے۔

وَقَصْدُهُمْ اَنَّ الَّذِيْنَ تَرَبَّصُوْا ظُهُوْرَ الْمَسِيْحِ الْيَوْمَ بِالْمِغْلِ يَظْفَرُوْا

۲۳۳...... اور نصاریٰ کا اس اشتعال سے مقصد یہ تھا کہ جو مسیح کے منتظر ہیں وہ اسی جھوٹے مسیح پر اکتفا کریں۔

كَذٰلِكَ بِالْمَهْدِيِّ حَقًّا فَتَنْتَهِيْ بِذٰلِكَ اَمَانٍ لَهُمْ سَوْفَ تَظْهَرُ

۲۳۴...... اسی طرح اس کو مہدی سمجھ کر سچے مہدی کی تلاش نہ کریں اور ان کی امیدوں کا یوں خاتمہ ہو جائے۔

فَاِمَّا بِمَا يُبْدِيْهِ حَقًّا يُصَدِّقُوْا وَيَرْضَوْهُ مِقْدَامًا لَهٗ وَيُوَقِّرُوْا

۲۳۵...... پھر تمام مسلمان یا تو اس جھوٹے مسیح اور مہدی کی تصدیق کریں گے اور اس کو اپنا امام بنا کر اس کی عزت کریں گے۔

وَاِمَّا يَرَاهُ الْبَعْضُ حَقًّا وَبَعْضُهُمْ ضَلَالًا فَلَا يَرْضٰى بِذَاكَ وَيُنْكِرُ

۲۳۶...... یا بعض مسلمان اس کو سچا جانیں گے اور بعض گمراہ سمجھ کر اسے ناپسند کریں گے اور اس کا انکار کریں گے۔

فَتُوْقَعُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَدَاوَةٌ وَكَمْ فِتْنَةٍ فِيْ طَيِّ ذٰلِكَ تُضْمَرُ

۲۳۷...... تو اس کی وجہ سے مسلمانوں میں باہم دشمنی اور عداوت برپا ہو جائے گی اور اس کے سوا

اور یہی کتنے فتنے اس کے تہ میں پوشیدہ ہیں۔

وَمِنْ ثَمَّ لَمَّا جَاءَ فِیْ بَدْءِ اَمْرِهٖ　　تَظَاهَرَ بِالْاِصْلَاحِ لِلْغَيِّ يُضْمِرُ

۲۳۸...... اور اس لئے مرزا قادیانی نے اوّل میں ایسے کام کئے جن سے اصلاح ظاہر ہو مگر ان میں گمراہی پوشیدہ تھی۔

وَاَوْضَحُ بُرْهَانٍ عَلٰى مَا ذَكَرْتُهٗ　　وَحَرَّرْتُهٗ اِنْ كُنْتَ مِمَّنْ يُفَكِّرُ

۲۳۹...... اور اگر تو صاحب فہم اور فکر ہے تو میرے اس دعوے پر کھلی اور روشن دلیل یہ ہے۔

بِاَنَّ الْمَسِيْحَ الْقَادِيَانِيَّ كَمْ لَهٗ　　اَقَاوِيْلُ سُوْءٍ بِالْمَسِيْحِ تُحَقِّرُ

۲۴۰...... کہ اس مسیح قادیانی کے بہت سے اقوال ایسے ناپاک ہیں۔ جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کی تحقیر ہوتی ہے۔

وَكُلُّ النَّصَارٰى يَعْلَمُوْنَ كَلَامَهٗ　　وَمَا هُوَ يُبْدِيْ لَفْظَهٗ اَوْ يُحَرِّرُ

۲۴۱...... اور تمام نصاریٰ اس کے اس کلام سے واقف ہیں یعنی جو کچھ وہ کہتا یا لکھتا ہے اسے وہ جانتے ہیں۔

وَلَمْ يُنْكِرُوْا يَوْمًا عَلَيْهِ وَاِنَّهُمْ　　بِاَيْدِيْهِمُ الْاَقْلَامُ لَا تَتَعَذَّرُ

۲۴۲...... اور اس پر بھی نصاریٰ نے کبھی اسے روکا نہیں۔ حالانکہ وہ صاحب قلم ہیں۔ ان کو روکنا دشوار نہیں۔

وَعِيْسٰى نَبِيُّ اللّٰهِ حَقًّا نَبِيُّهُمْ　　وَمَعْبُوْدُهُمْ قِدْمًا فَلِمْ لَا يُوَقِّرُوْا

۲۴۳...... حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے نبی ہیں بلکہ معبود بھی پھر کیوں وہ ان کی عزت کیوں نہیں کرتے۔

اَلَمْ تَكُ فِيْهِمْ غَيْرَةٌ فَيُعَظِّمُوْا　　نَبِيَّهُمْ اِذْهُمْ بِذٰلِكَ اَجْدَرُ

۲۴۴...... کیا ان میں یہ حمیت نہیں ہے کہ اپنے نبی کی عظمت کریں۔ کیونکہ ان کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے۔

وَلٰكِنْ لِاَمْرٍ مَّا اَبَاحُوْا لَهُ الَّذِيْ　　يَفُوْهُ بِهٖ فِيْ شَانِهٖ حِيْنَ يَهْذِرُ

۲۴۵...... آخر اس میں کوئی وجہ ہی ہوگی جو قادیانی کی اس گستاخی کو جائز رکھا ہے جس کو وہ بیہودہ بکتا ہے۔

وَمِمَّا يُنَافِيْ مُدَّعَاهُ بِاَنَّهٗ　　مُؤَيِّدُ دِيْنِ الْحَقِّ لِلْحَقِّ مُظْهِرُ

۲۴۶...... اور نیز قادیانی کے اس دعوے کے کہ وہ حق کا طرفدار اور شائع کرنے والا ہے یہ امر بھی خلاف ہے۔

تَعَدِّيْهِ فِيْ شَانِ الْحُسَيْنِ بِمَا اَتٰى　　بِهٖ مِنْ كَلَامٍ لَا يَكَادُ يُسَطَّرُ

۲۴۷...... کہ یہ قادیانی جناب امام حسین علیہ السلام کی جناب میں ایسی گستاخی سے پیش آیا ہے جو لکھنے کے قابل بھی نہیں۔

وَقَدْ قَالَ خَيْرُ الْخَلْقِ فِيْ عَظْمِ شَانِهِمْ مُحِبُّهُمْ يَنْجُوْ وَاٰخَرُ يَكْفُرُ

۲۴۸...... حالانکہ آنحضرت نے اہل بیت کی عظمت کو بتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کا محب نجات پانے والا اور دشمن کافر ہے۔

اَنَا حَرْبٌ مَنْ حَارَبْتُمْ وَبِعَكْسِهٖ وَكَمْ غَيْرُ هٰذَا فِي الْحَدِيْثِ مُسَطَّرُ

۲۴۹...... اور یہ بھی فرمایا کہ جو تم سے لڑے جھگڑے میں اس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے میں بھی اس سے صلح کروں گا۔ اس کے سوا اور بھی بہت سے فضائل حدیث میں موجود ہیں۔

وَاَقْوٰى دَلِيْلٍ قَامَ يُبْدِيْ كِذَابَهٗ وَيُنْبِيْ عَنْ زُوْرِ الْكَلَامِ وَيُخْبِرُ

۲۵۰...... اور قادیانی کے جھوٹے ہونے پر زیادہ قوی دلیل جس سے اس کا جھوٹ صاف معلوم ہوتا ہے۔

تَحَدِّيْهِ فِيْ تَصْدِيْقِ دَعْوَاهُ بِالَّذِيْ اَتَانَا بِهٖ فِي النَّظْمِ وَالنَّثْرِ يَفْخَرُ

۲۵۱...... کہ اس نے اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایک نظم ونثر پیش کیا ہے جسے وہ معجزہ ٹھہرا کر اس پر فخر کرتا ہے۔

يُبَارِيْ كَلَامَ اللّٰهِ جَهْلًا وَاِنَّهٗ لَا عَجْزُ خَلْقٍ عِنْدَ مَنْ يَتَدَبَّرُ

۲۵۲...... وہ جہل مرکب سے اپنے نظم ونثر کا قرآن سے مقابلہ کرتا ہے۔ حالانکہ واقف کار کے نزدیک وہ نظم ونثر میں عاجز ہے۔

اَلَا اِنَّمَا الْقُرْاٰنُ اُنْزِلَ مُعْجِزًا لِكُلِّ بَلِيْغٍ بِالْبَلَاغَةِ يَسْحَرُ

۲۵۳...... اور یہ بھی سمجھو کہ قرآن تو ایسا معجزہ ہے جس کے مقابلہ سے ہر بلیغ جادو بیان عاجز ہے۔

وَمَنْ يَدَّعِي الْاِعْجَازَ فِي النَّظْمِ اِنَّهٗ لَمُزْرٍ بِاِعْجَازِ الْقُرْاٰنِ وَمُنْكِرُ

۲۵۴...... اب جو شخص اپنے نظم میں اعجاز کا دعویٰ کرے وہ درحقیقت قرآن کے اعجاز کا منکر ہے اور اس کی توہین کرتا ہے۔

وَمُنْكِرُ اِعْجَازِ الْقُرْاٰنِ مُكَفَّرٌ بِاِجْمَاعِ اَهْلِ الشَّرْعِ حَقًّا يُقَرَّرُ

۲۵۵...... اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے اعجاز کا منکر باجماع امت کافر ہے۔

وَاَعْجَبُ شَيْءٍ اَنَّ اَشْعَارَهُ الَّتِيْ يُرِيْنَا بِهَا الْاِعْجَازَ لِلْعَجْزِ مُظْهِرُ

۲۵۶...... اور یہ امر عجب تر ہے کہ مرزا اپنے جن اشعار کو معجزہ بتاتا ہے انہیں سے مرزا قادیانی کا

عاجز ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

وَلَیْسَ بِهَا شَیْءٌ مِّنَ النُّصْحِ وَالْهُدٰی ۔۔۔ وَلَا حِکَمٍ یَسْمُوْبِهَا الْمُتَدَبِّرُ

۲۵۷...... اور اس کے سوا بھی نہ ان اشعار میں کوئی نصیحت ہے اور نہ کوئی ہدایت کی بات ہے اور نہ ایسی سودمند باتیں ہیں جن پر کوئی سمجھدار ناز کرے۔

کَمَا هُوَ دَابُ الْاَنْبِیَاءِ وَ کُتْبِهِمْ ۔۔۔ تُبَیِّنُ اَحْکَامَ الْهُدٰی وَتُبْصِرُ

۲۵۸...... جس طرح نبیوں کا طریقہ اوران کی کتابوں کا طرز ہے کہ وہ ہدایت کی باتیں بتلاتے ہیں اوراس کا راستہ دکھاتے ہیں۔

بَلٰی اِنَّهَا مَحْشُوَّةٌ بِفِجَارِهٖ ۔۔۔ وَسَبِّ السِّوٰی وَاللَّعْنُ فِیْهَا مُکَرَّرُ

۲۵۹...... ہاں مرزا قادیانی کے اشعار میں دو باتیں ضرور ہیں ایک اپنی بڑائی اور تعلّی دوسری اوروں پر لعن طعن اور گالیاں۔

وَیَا لَیْتَهٗ جَاءَ الْفَصَاحَةُ عِلْمًا ۔۔۔ اَنّٰی یَدَّعِی الْاِعْجَازَ فِیْمَا یُحَرِّرُ

۲۶۰...... اور کاش مرزا قادیانی اپنے تمام نظم ونثر میں جن میں وہ اعجاز کا دعویٰ کرتا ہے فصاحت کے پاس بھی پھٹکتا اور اعجاز تو مشکل ہے۔

وَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ لَوْخَلَتْ عَنْ مَعَایِبٍ ۔۔۔ تَمُجُّ لَدَی الْاَسْمَاعِ بَلْ وَیُنْکِرُ

۲۶۱...... کاش مرزا قادیانی کا کلام ان عیوب سے پاک ہوتا جن سے سمع خراشی نہ ہوتی۔ بلکہ وہ تو مکروہ ہے۔

مَعَائِبُ شَتّٰی لَیْسَ یُمْکِنُ جَمْعُهَا ۔۔۔ وَاِحْصَائُهَا فِی النَّظْمِ قَدْ یَتَعَذَّرُ

۲۶۲...... مرزا قادیانی کے کلام میں صرفی، نحوی، عروضی وغیرہ مختلف قسم کی اتنی غلطیاں ہیں کہ ان سب کی فہرست بھی دشوار ہے۔

وَلٰکِنْ مُسَابُدِیْ بَعْضَهَا مُتَاَسِّفًا ۔۔۔ وَاِنْ کُنْتُ عَنْ اِحْصَائِهَا الْیَوْمَ اُعْذَرُ

۲۶۳...... لیکن میں نمونہ کے طور پر ان میں سے بعض عیوب کو افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں۔ اگرچہ تمام کے لکھنے سے میں معذور ہوں۔

وَاَمَّا الَّذِیْ قَدْ قَالَهٗ فِیْ جَوَابِ مَنْ ۔۔۔ اَبٰی شِعْرَهٗ فِی اللَّفْظِ وَالْوَزْنُ یُنْکِرُ

۲۶۴...... اور قادیانی نے جو رشید رضا ایڈیٹر المنار کے اس اعتراض کے جواب میں کہ یہ اشعار معجز نہیں کیونکہ نہ ان کا وزن ہی درست اور نہ لفظ۔

بِاَنَّ کَلَامِیْ لَا یُقَاسُ بِغَیْرِهٖ ۔۔۔ مِنَ الشِّعْرِ اِذْ شِعْرِیْ اَجَلُّ وَاَکْبَرُ

۲۶۵...... کہا تھا کہ میرے اشعار کا دوسرے اشعار سے مقابلہ درست نہیں۔ کیونکہ میرے اشعار نہایت ہی اعلیٰ اور ارفع ہیں۔

فَشِعْرِیْ کَمَا الْقُرْاٰنُ لَیْسَ بِلَازِمٍ　　تَطَابُقُهٗ بِالنَّحْوِ حَتّٰی اُعَیَّرْ

۲۶۶...... اور قرآن کی طرح میرے اشعار کے لئے ضروری نہیں کہ وہ قواعد نحوی کے پابند ہوں تا کہ اس کی مخالفت سے مجھ الزام دیا جائے۔

وَقَدْ جَاءَ فِی الْقُرْاٰنِ اَیْضًا مُخَالِفٌ　　اَلْقَوَاعِدِ اَلْفَاظٌ فَلِمْ لَا یُعَیَّرْ

۲۶۷...... کیونکہ قرآن میں بھی نحوی قواعد کے خلاف عبارت ہے۔ پھر وہاں کیوں نہیں اعتراض کیا جاتا۔

فَهٰذَا جَوَابٌ لَا یَسُوْغُ اسْتِمَاعُهٗ　　وَمَا هُوَ اِلَّا بَاطِلٌ وَمُزَوَّرٌ

۲۶۸...... میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا یہ جواب ایسا لچر اور پوچ ہے کہ علماء اس پر کان بھی نہیں دھرتے۔

فَمَا مُرْسَلٌ اِلَّا اَتٰی بِلِسَانِ مَنْ　　اَتَاهُمْ کَمَا عَنْهُ الْکِتَابُ یُخَبِّرُ

۲۶۹...... کیونکہ جو کوئی نبی کسی قوم میں بھیجا گیا ہے وہ اسی کی زبان میں خدا کی وحی لایا ہے۔ چنانچہ خود قرآن بھی اس پر شاہد ہے۔

وَاِنْ لَمْ یَکُنْ یَاْتِیْهِمْ بِلِسَانِهِمْ　　فَکَیْفَ لَهُ الْاِنْذَارُ فِیْمَا یُذَکِّرُ

۲۷۰...... اور اگر وہ اپنے قوم کے زبان میں وحی نہ لائے گا تو کیونکر وعظ ونصیحت میں ان کو ڈرائے گا۔

وَکَیْفَ تَحَدِّی الْاَنْبِیَاءِ بِکُتْبِهِمْ　　لَدٰی قَوْمِهِمْ مَادَامَ فِیْهَا التَّغَیُّرُ

۲۷۱...... اور انبیاء اپنی قوم کے سامنے اپنی کتابوں کو کیونکر معجزہ قرار دے سکتے ہیں۔ جب کہ وہ ان کی زبان ہی میں نہ ہو۔

وَکَیْفَ اعْتِرَافُ الْمُنْکِرِیْنَ بِاَنَّهٗ　　بَلِیْغٌ اِذَا لَمْ یُدْرِکُوْهُ وَیَنْظُرُوْا

۲۷۲...... اور قوم اس کتاب کی بلاغت اور اعجاز کا کس طرح اقرار کرتی۔ خصوصاً منکر لوگ تاوقتیکہ وہ اس کو سمجھیں نہیں۔

وَلَوْ لَمْ یَکُنْ اَمْرُ الْبَلَاغَةِ رَاجِعًا　　اِلَی الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ فِیْمَا یُحَرَّرُ

۲۷۳...... اور کلام عرب کی بلاغت کے جانچنے کا منصب اگر عرب العربا سے مخصوص نہ ہوتا۔

لَاَصْبَحَ کُلٌّ یَدَّعِیْ فِیْ کَلَامِهٖ　　اَلْبَلَاغَةَ وَالْاِعْجَازَ فِیْنَا وَیَفْخَرُ

۲۷۴...... تو اس وقت ہر ایک عربی لکھنے والا اپنے کلام کے اعجاز اور بلاغت کا مدعی بن بیٹھتا اور اس پر فخر کرتا۔

وَلٰـكِـنْ هٰـذَا الْبَـاطِـلُ فَـجَـوَابُـهُ كَـذَالِكَ فَـانْـظُـرْ اَيُّهَـا الْمُتَدَبِّـر

۲۷۵...... لیکن یہ تو صحیح نہیں تو اسی طرح قادیانی کا یہ جواب بھی لغو اور بیہودہ سمجھو۔

وَمَـنْ ظَـنَّ فِـى الْقُرْاٰنِ جَهْلًا بِاَنَّهُ يُخَالِفُ كُتُبَ النَّحْوِ فَهُوَ غَمَيْذَرُ

۲۷۶...... اور جو اپنی جہالت سے یہ سمجھتا ہے کہ قرآن میں بھی عبارت قواعد نحو کے خلاف ہے وہ بیہودہ ہے۔

فَـاِنَّ كَلَامَ الـلّٰـهِ جَلَّ جَلَالُـهُ يُـنَـزَّهُ عَـمَّـا قَـالَـهُ الْمُتَهَوِّرُ

۲۷۷...... اور یہ اس لئے کہ قرآن پاک ان عیوب اور نقصانات سے پاک ہے جن کو اس بے باک نے کہا ہے۔

وَمَـنْ شَكَّ اِعْـرَابُ الْقُرْاٰنِ يَـرُدُّهُ كَـذَا كُـتُـبُ الـتَّـفْسِيْرِ وَالْحَقُّ يَظْهَرُ

۲۷۸...... اور جس کو میری اس بات میں شک ہو وہ ان کتابوں کو دیکھے جن میں قرآن کا اعراب لکھا گیا ہے اور تفسیروں کو بھی تو اس کا یہ شک زائل ہو جائے گا۔

اِلٰى هٰهُنَـا قَـدْتَمَّ مَـارُمْتُ نَظْمَهُ عَـلٰـى رَدِّ دَعْـوَاهُ وَقَـدْ جَـاءَ يَبْهَـرُ

۲۷۹...... اب میرا وہ مضمون تمام ہو گیا جس کے نظم کا میں نے قصد کیا تھا۔یعنی قادیانی کے دعوے کا بطلان۔

وَلٰـكِـنَّـهُ مُـذْ جَـاءَ نَـا بِـقَـصِـيْـدَةٍ يُـبَـارِىْ بِهَـا كُـلَّ الْاَنَـامِ وَيَـبْـطَـرُ

۲۸۰...... لیکن قادیانی جو اپنے اس قصیدہ کو پیش کر کے اتراتا ہے اور تمام لوگوں سے مقابلہ کر کے کہتا ہے۔

يَـقُـوْلُ كَلَامِىْ لَا يُبَارِيْهِ شَاعِرٌ وَاِنْ كَـانَ مِـمَّـنْ فِى الْبَلَاغَةِ يَمْهَرُ

۲۸۱...... کہ میرے اس کلام کا کوئی بلیغ خواہ وہ اعلیٰ پایہ کا ہو مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی اس کے مثل کوئی نہیں لا سکتا۔

تَـاَمَّـلْـتُ هَـاتِيْكَ الْقَوَافِىْ وَلَفْظَهَا وَمَـا قَـدْ حَـوَتْهَـا مِـنْ مَّعَانٍ تُحَرَّرُ

۲۸۲...... تو میں نے قادیانی کے اس قصیدہ میں ہر طرح سے غور کیا اور اس کے قافیوں اور الفاظ اور معانی پر نظر ڈالی۔

فَـلَـمْ اَلْفَ فِيْهَا مَا بِهٖ تَسْبِقُ السِّوٰى سِوَى السَّبِّ وَالشَّتْمِ الَّذِىْ لَيْسَ يُحْصَرُ

۲۸۳...... میں نے تو کوئی بات اس میں ایسی نہیں پائی جس کی وجہ سے وہ سب پر فائق ہو۔بجز بے انتہا گالی گلوچ کے البتہ اس میں ضرور فائق ہے۔

وَلَفظِ التَّعَلِّیْ وَالتَّکَبُّرِ وَالَّذِیْ اَتَاحَ لِاِثْبَاتِ الْکِذَابِ یُزَوِّرُ

۲۸۴...... اور اپنی بڑائی اور تکبر کے الفاظ اور وہ باتیں جو اپنے جھوٹ کے رواج دینے کے لئے گڑھی ہیں۔اس میں بھی مرزا قادیانی کا قصیدہ فائق ہے۔

رَکَاکَۃُ اَلْفَاظٍ وَّلَحْنٌ مُلَمَّمٌ وَکَسْرُ وِزَانٍ کُلُّ ذَاکَ مُکَرَّرٌ

۲۸۵...... اوراس قصیدہ میں لفظوں کی خرابی اور اعراب کی غلطی اور اشعار بے وزن بہت ہیں۔

وَھٰذِیْ اُمُوْرٌ فِی الْحَقِیْقَۃِ اِنَّھَا لَاَبْدَعُ شَیْءٍ فِی الْکَلَامِ یُحَرَّرُ

۲۸۶...... اور یہی باتیں اس کلام میں تعجب خیز ہیں۔بیشک اس قصیدہ کے لکھنے میں مرزا قادیانی کا یہ نیا اعجاز ہے۔

فَدَعْوَاہُ شِعْرِیْ لَا یُبَارٰی لَعَلَّہٗ اَرَادَ بِھٰذَا الْمَعْنٰی وَذَالَیْسَ یُنْکَرُ

۲۸۷...... تواب قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میرے اشعار بے مثل ہیں۔اگر اس سے یہ غرض ہے کہ عیوب میں بے مثل ہیں تو یہ صحیح ہے۔اس سے انکار نہیں۔

وَمِنْ اَجْلِ ذَا وَالَیْتُہٗ بِقَصِیْدَۃٍ حَوَتْ مِنْ شَنِیْعِ اللَّفْظِ مَا لَیْسَ یُذْکَرُ

۲۸۸...... اوراس لئے میں اس کے مقابلہ میں ایسا قصیدہ ترکی بہ ترکی پیش کرتا ہوں جس میں بہت سے الفاظ شنیعہ ایسے ہیں جو مہذب بلغاء استعمال نہیں کرتے۔

وَاُلْجِمُہٗ مَا عِنْدَہٗ مِنْ جَوَابِہٖ وَاُسْکِتُ خَرْسًا لَمَا ھُوَیَزْ عَزُ

۲۸۹...... اور میں مرزا قادیانی کو ایسا خاموش کروں گا جس کا جواب اس کے پاس نہیں اور جیسا وہ شیر کی طرح غراتا تھا میں گونگے شیطان کی طرح اسے ساکت کروں گا۔

وَھَا اَنَا اَنْشِیْ فِیْ مُبَارَاۃِ شِعْرِہٖ وَاَرْدَعُہٗ عَمَّابِہٖ جَاءَ یَھْذِرُ

۲۹۰...... اب میں اس کے مقابلہ میں اشعار لکھتا ہوں اوراس کی بیہودہ گوئی سے اسے روکتا ہوں۔

یُعَارِضُ شِعْرِیْ کُلَّ بَیْتٍ بِشِعْرِہٖ بِاَبْدَعِ اُسْلُوْبٍ کَمَا سَوْفَ یَظْھَرُ

۲۹۱...... میرا شعر اس کے ہر ایک شعر کا مقابلہ کرے گا۔ایسے انوکھے انداز سے جسے تو دیکھے گا۔

وَقَدْ زَادَ بِالتَّعْرِیْضِ حُسْنًا کَمَا تَرٰی وَمَا ھُوَ ھٰذَا قَدْ اَتَاکَ یُسَطَّرُ

۲۹۲...... بلکہ میرے اشعار میں چونکہ تعریض ہے۔اس لئے حسن وخوبی میں مرزا قادیانی کے قصیدہ سے بڑھ گیا ہے۔میرا وہ قصیدہ یہ ہے۔

بدء القصیدہ

اَلَا فِیْ سَبِیْلِ الْغَیِّ مَا اَنْتَ مُظْھِرٌ ضَلَالٌ وَجَھْلٌ وَافْتِرَاءٌ مُّتَبَّرُ

۲۹۳...... سن تو، جو کچھ تو اپنے گمراہی کے راہ میں کہہ رہا ہے وہ تیری جہالت اور افتراء ہے جو تجھے ہلاک کر دے گا۔

تُحَاوِلُ دَرْکَ الْمَجْدِ زُوْرًا وَتَبْتَغِیْ رُقِیًّا بِتَضْلِیْلِ الْاَنَامِ وَتَفْخَرُ

۲۹۴...... کیا تو فریب سے بزرگی کے اعلیٰ زینہ پر چڑھنا چاہتا ہے اور تمام لوگوں کو گمراہ کر کے اس پر فخر کرتا ہے۔

وَتَزْعَمُ اَنَّ الْفَضْلَ فِیْکَ مَقَرُّهٗ وَمَا اَنْتَ اِلَّا لِلْجَهَالَةِ مَظْهَرُ

۲۹۵...... کیا تجھے یہ خیال ہے کہ تو صاحب فضل و کمال ہے۔ حالانکہ تجھ میں جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اَرَاکَ اتَّبَعْتَ النَّفْسَ فِیْمَا ادَّعَیْتَهٗ وَمَا النَّفْسُ اِلَّا بِالْفَوَاحِشِ تَاْمُرُ

۲۹۶...... میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے ان دعاوی میں اپنے نفس کا پیرو ہے۔ حالانکہ انسان کا نفس تو برائی ہی کا حکم کرتا ہے۔

وَاَمُّکَ اِبْلِیْسُ اللَّعِیْنُ فَلَمْ تَزَلْ تُتَابِعُهٗ فِیْ کُلِّ مَا هُوَ یَاْمُرُ

۲۹۷...... اور ابلیس لعین تیرا پیشوا ہے جس کی پیروی تو ہمیشہ ان باتوں میں کرتا رہتا ہے جس کا وہ حکم کرتا ہے۔

اِلٰی اَنْ غَدَوْتَ الْیَوْمَ تُدْعٰی خَلِیْفَةً لِاِبْلِیْسَ حَقًّا فِی الَّذِیْ مِنْکَ یَصْدُرُ

۲۹۸...... اس لئے اب تو اس کا مستحق ہے کہ ابلیس کا صحیح خلیفہ اور جانشین کہلایا جائے ان امور میں جو تو کر رہا ہے۔

وَنَازَعْتَ عِیْسٰی فِی النُّبُوَّةِ قَائِلًا بِاَنِّیْ مَثِیْلٌ لِلْمَسِیْحِ مُصَوَّرُ

۲۹۹...... اور نبوت میں تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمسری کی۔ کیونکہ تو اپنے کو مسیح علیہ السلام کا مثیل کہتا ہے۔

وَجِئْتَ بِاٰیَاتِ الضَّلَالِ مُبَرْهِنًا لِدَعْوَةِ زُوْرٍ عَنْ ضَلَالِکَ تُخْبِرُ

۳۰۰...... اور تو نے اپنے اس جھوٹے دعوے کی تائید میں جس سے تیری گمراہی ظاہر ہے جھوٹے نشان لایا۔

فَیَا مُدَّعِی الْاِعْجَازِ وَالْعَجْزُ شَانُهٗ لَقَدْ جِئْتَ اَمْرًا دَرْکُهٗ مُتَعَذِّرُ

۳۰۱...... او اعجاز کے عاجز مدعی تو نے ایسے امر کا دعویٰ کیا ہے جس کا ملنا دشوار ہے۔

اَتَعْرِفُ مَا الْاِعْجَازُ اَمْ تَدَّعِی الْهَوٰی اَمِ الْجَهْلُ بِالْاِعْجَازِ مِنْکَ تَعَبُّرُ

۳۰۲...... تجھے معلوم بھی ہے کہ اعجاز کیا شے ہے یا محض اپنی نفسانی خواہشوں کا مدعی ہے یا اپنے جہل مرکب کا نام اعجاز رکھ چھوڑا ہے۔

وَهَلْ نَاظِمُ الْاَشْعَارِ يَسْمُوْ بِنَظْمِهٖ　　وَيُنْمٰى لَـهُ الْاِعْجَازُ فِيْمَا يُحَرِّرُ

۳۰۳...... کیا شاعر اپنی شاعری سے بلند مرتبہ ہو سکتا ہے اور کیا شعر گوئی کی وجہ سے وہ اعجاز کا مستحق ہے۔

وَلَوْ ذَاکَ فِی النَّظْمِ الْبَلِيْغِ الَّذِیْ بِهٖ　　تُبَارِیْ اَبِيَّاتُ الْمَعَانِیْ وَتُنْحَرُ

۳۰۴...... اور کاش یہ دعوئ اعجاز ایسے نظم بلیغ میں تو ہوتا جن میں مضامین عالیہ کی بندش ہوتی۔

عَلاَ اَنَّ مَا اَبْدَيْتَهُ مِنْ قَصِيْدَةٍ　　فَلَيْسَ لَهَا حَظٌّ لَدَی الْفَنِّ يُذْكَرُ

۳۰۵...... اور تو نے جو قصیدہ پیش کیا ہے......وہ تو اہل فن کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

وَقَدْ جَاءَ فِی الْقُرْاٰنِ (مَا يَنْبَغِیْ لَهٗ)　　وَاِنْ هُوَ اِلَّا الذِّكْرُ وَالشِّعْرُ مُنْكَرُ

۳۰۶...... اور بے شک قرآن میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان سے بعید ہے کہ آپ شعر فرمائیں اور قرآن تو محض نصیحت ہے اور شعر قبیح۔

وَشِعْرُکَ اَرْدَی الشِّعْرِ مَعْنًی وَلَفْظَةً　　يُحَاكِیْ مَعَانِيْهِ كَمَا سَوْفَ يَظْهَرُ

۳۰۷...... اور تیرے اشعار تو معنے اور لفظ کے اعتبار سے تمام شعروں سے ردی ہیں۔ آگے چل کر اس کی روأت خود ظاہر ہو جائے گی۔

وَلَمَّا اَكُنْ اَدْرِیْ اَدْعُوْیٰ نُبُوَّةٍ　　تَقَوَّلْتَهَا زُوْرًا فَجِئْتَ تُنَصِّرُ

۳۰۸...... اور اب تک مجھے معلوم نہیں کیا تو نے نبوت کا دعوئ اپنی طرف سے اس لئے گڑھا کہ لوگوں کو نصرانی بنائے۔

اَمِ الْخَاسِرُ الْمَلْعُوْنُ اَغْرَاکَ تَدَّعِیْ　　رُبُوْبِيَّةً تُرْدٰی بِهَا وَتُدَمَّرُ

۳۰۹...... یا خانہ خراب شیطان ملعون نے تجھے اس پر آمادہ کیا ہے کہ تو خدائی کا دعوئ کر کے ہلاک ہو جائے۔

فَاِنْ كَانَتِ الْاُوْلٰی فَمَنْ رَّبُّکَ الَّذِیْ　　بُعِثْتَ لَنَا بِالنَّظْمِ مِنْهُ تُخَبِّرُ

۳۱۰...... پہلی صورت اگر ہے تو بتلا کہ وہ تیرا رب کون ہے کہ جس نے تجھے نظم اور اشعار دے کر بھیجا ہے۔

وَحَاشَا اِلٰهِ الْعَرْشِ يَبْعَثُ شَاعِرًا　　اِلَيْنَا بِنَظْمِ الشِّعْرِ فِی النَّاسِ يَفْخَرُ

۳۱۱...... اور خدا کی شان تو اس سے بڑی ہے کہ کسی شاعر کو نظم دے کر ہماری طرف بھیجے جو اپنے نظم پر لوگوں میں اتراتا پھرے۔

وَاِنْ کُنْتَ رَبًّا فَاْتِ بِالْقُدْرَةِ الَّتِیْ تُرِیْنَا عِبَادًا غَیْرَ مَا نَحْنُ نَنْظُرُ

۳۱۲...... دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تو خدا ہے تو اپنی ایسی قدرت ہمیں دکھا جس سے ہم ان مخلوقات کے سوا دوسری خلق کو دیکھیں۔

عَلٰی کُلِّ حَالٍ لَسْتَ تُتْرَکُ فِی الْوَرٰی سُدًی بَلْ قَرِیْبًا بِالْبَلَاءِ تُتَبَّرُ

۳۱۳...... بہر حال تو دنیا میں خدا کے عذاب سے نہ بچے گا۔ بلکہ عنقریب بلا سے ہلاک ہوگا۔

فَاِنْ کُنْتَ فِرْعَوْنًا فَمُوْسٰی بِعَزْمِهٖ یُذِیْقُکَ اَنْوَاعَ الرَّدٰی وَیُدَمِّرُ

۳۱۴...... اور اگر تو فرعون بن بیٹھا ہے تو تیرے لئے کوئی موسیٰ ہوگا جو اپنی ہمت سے تجھے انواع واقسام کا مزہ چکھا کر ہلاک کرے گا۔

وَاِنْ کُنْتَ مِثْلًا لِلْمَسِیْحِ فَلَا اَرٰی مَسِیْحًا سِوَی الدَّجَّالِ بِاللّٰهِ یَکْفُرُ

۳۱۵...... اور اگر تو مثل مسیح ہے تو میں تجھے مسیح دجال کے سوا کچھ نہیں پاتا جو خدا کا منکر ہے۔

وَعِیْسٰی نَبِیُّ اللّٰهِ بَعْدَ نُزُوْلِهٖ عَلٰی فِئَةِ الدَّجَّالِ قَطْعًا یُظَفَّرُ

۳۱۶...... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ تو اپنے نزول کے بعد ضرور دجال کے گروہ پر فتح حاصل کریں گے۔

فَیَا مُدَّعِی الْاِعْجَازِ مَاذَا تَرُوْمُهٗ تَفَکَّرْ بِمَا ذَا تَدَّعِیْ حِیْنَ تَذْکُرُ

۳۱۷...... اے اپنے دعوے سے جاہل...... سوچ تو سہی کہ تو نے کس امر کا دعویٰ کیا ہے۔

وَهَلْ اَنْتَ مُنْشِی الشِّعْرِ هٰذَا اَمِ الَّذِیْ اِقْتَدَیْتَ بِهٖ اَنْشَاهُ وَهُوَ الْمُدَبِّرُ

۳۱۸...... اور بتلا تو سہی کہ ان اشعار کا ناظم تو ہے یا وہ جس کی تو نے پیروی کی ہے یعنی شیطان اور درحقیقت وہی تیرے کام کا ماہر ہے۔

اَجِبْنِیْ سَرِیْعًا اِنْ تَکُنْ عَالِمًا بِمَا تَقُوْلُ وَاِلَّا فَارْتَدِعْ یَا مُزَوِّرُ

۳۱۹...... تو مجھے جلد بتلا اگر تجھے معلوم ہے ورنہ اے دروغگو اس سے باز آ۔

وَاِنْ ضِقْتَ ذَرْعًا فِیْ طِلَابِ حَقِیْقَةِ الْجَوَابِ فَسَلْ اِبْلِیْسَ فَهُوَ یُدَبِّرُ

۳۲۰...... اور اگر تو اصل جواب سے عاجز ہو تو پھر ابلیس لعین سے دریافت کر، وہ سوچے گا۔

وَلَا شَکَّ عِنْدِیْ اَنَّکَ الْیَوْمَ مُرْسَلٌ مِنَ الْمَارِدِ الْمَلْعُوْنِ اِبْلِیْسَ تَمْکُرُ

۳۲۱...... اور مجھے تو اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تو اس زمانہ میں ابلیس لعین کا نامہ بر ہے جو مکر کرتا ہے۔

تُضِلُّ عِبَادَ اللّٰهِ بَغْیًا وَّتَبْتَغِیْ بِذَاکَ رِضَی اِبْلِیْسَ فِیْمَا تُزَوِّرُ

۳۲۲...... تو خدا کے بندوں کو گمراہ کرتا ہے اور اپنے اس فریب سے ابلیس کی رضا مندی چاہتا ہے۔

وَلٰكِنَّنِیْ اُرْضِیْ اِلٰهِیْ وَاُغْضِبُ اللَّعِیْنَ الَّذِیْ اَغْرَاکَ فِیْمَا اُحَرِّرُ

۳۲۳...... اور میں اپنی اس تحریر سے اپنے خدا کو راضی کرتا ہوں اور ابلیس کو ناراض اور غضبناک

وَاَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِیْمِ اِعَانَةً لِاِیْقَادِ نَارٍ فِیْ حَشَاکَ اُسَعِّرُ

۳۲۴...... اور اللہ کریم سے اس میں مدد کا امیدوار ہوں کہ تیرے سینہ میں آگ بھڑکاؤں۔

فَدُوْنَکَ مِنِّیْ یَا اَخَا الْجَهْلِ رَدَّمَا تُرِیْنَا بِهِ الْاِعْجَازَ وَالْعَجْزُ اَظْهَرُ

۳۲۵...... پس او جاہل! مجھ سے ان اشعار کا جواب لے جن میں تو نے ہمیں اعجاز دکھایا ہے۔
حالانکہ اس سے تیرا عجز ظاہر ہے۔

وَلَسْتُ اُبَارِیْهَا بِشِعْرِیْ وَاِنَّمَا اُبَیِّنُ مَا فِیْهَا مِنَ اللَّغْوِ یُنْظَرُ

۳۲۶...... اور میں اپنے اشعار سے اس کے قصیدہ کا مقابلہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ اس قابل نہیں
بلکہ میں ان کے لغویات کو بیان کرتا ہوں تا کہ کھل جائیں۔

فَجَهْلُکَ مِنْ صَدْرِ الْقَصِیْدَةِ بَیِّنٌ یَلُوْحُ لِمَنْ فِیْ لَفْظِهٖ یَتَفَکَّرُ

۳۲۷...... پس تیرا جہل تو قصیدہ کے ابتدا ہی سے ظاہر ہوتا۔ جیسا کہ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔

وَثَامِنُ بَیْتٍ فِی الْقَصِیْدَةِ دُلَّنِیْ عَلٰی وَزْنِهٖ مِنْ اَیِّ بَحْرٍ یُحَرَّرُ

۳۲۸...... اور اپنے قصیدہ کے آٹھویں شعر کو مجھے بتلا کہ کس وزن پر کس بحر میں لکھا گیا ہے۔

وَرَابِعُ بَیْتٍ بَعْدَهٗ جَاءَ فَاقِدًا لِوَزْنٍ وَفِیْهِ خُبْثُ قَوْمٍ تَنَمَّرُوْا

۳۲۹...... اور اس کے بعد چوتھا شعر جس میں وہ خبث قوم تمر وا ہے بالکل بے وزن ہے......

وَعُدَّ اَرْبَعًا مِنْ بَعْدِ عِشْرِیْنَ بَعْدَهٗ هُنَاکَ تَرٰی بَیْتًا بِجَهْلِکَ یُخْبِرُ

۳۳۰...... اور بعد اس کے چوبیسواں شعر تو ایسا ہے جو تیری جہالت کو بتلا رہا ہے۔

وَذَالِکَ فِیْ لَمَّا اعْتَدٰی الْاَمْرُ فَاسِدٌ لَدَی الْوَزْنِ وَالْمَعْنٰی اِذَا کُنْتَ تَبْصُرُ

۳۳۱...... اور یہ شعر وہ ہے جس میں لما اعتدی الامر تسری ہے۔ جس کے معنے اور وزن کا فساد
دیکھنے والوں پر ظاہر ہے۔

وَسَادِسُ بَیْتٍ جَاءَ فِی اللَّفْظِ عَارِیًا عَنِ الْوَزْنِ یَرْوِی الْجَهْلَ عَنْکَ وَیَنْشُرُ

۳۳۲...... اور اس کے بعد کا چھٹا شعر بالکل بے وزن ہے۔ جو تیرے جہل کو آشکارا اور شائع کر
رہا ہے۔

وَقَافِیَةُ الْبَیْتِ الَّذِیْ جَاءَ بَعْدَهٗ بِاَرْبَعَةٍ لِلْوَزْنِ ظَلْتُ تُغَیِّرُ

۳۳۳...... پھر اس کے چار شعر کے بعد جو شعر ہے اس کا قافیہ ایسا قبیح ہے جس سے وزن بھی خراب ہو جاتا ہے۔

وَمَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ كَمِثْلِهِ   تَدَبَّرْهُ كَيْ عَنْ بَاطِلِ الْقَوْلِ تَزْجُرْ

۳۳۴...... پھر اس کے بعد ہی والا شعر مثل سابق کے بے وزن ہے ذرا سوچ سمجھ کر اپنے قول باطل سے رجوع کرے۔

وَتَالِيْهِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ كَمِثْلِهِ   مُضِلٌّ وَفِيْهِ اللَّحْنُ لَاشَكَّ يُنْظَرُ

۳۳۵...... اور اس کے بعد کا شعر فاسد الوزن ہے۔ گمراہ کرنے والا اور اس کی غلطی قابل دید ہے۔

كَذٰلِكَ ثَانِيْ عَشَرَ بَيْتٍ رَأَيْتَهُ   وَفِيْهِ قَضَاءُ اللّٰهِ لِلْوَزْنِ يَكْسِرُ

۳۳۶...... اسی طرح اس کے بعد بارھواں شعر جس میں لفظ قضاء اللہ ہے (اس کا دوسرا مصرعہ) بے وزن ہے۔

وَرَفْعُكَ فِعْلَ الْاَمْرِ لَحْنٌ وَذَاكَ فِيْ   رُوَيْدَكَ لَا تُبْطِلْ صَنِيْعَكَ وَاحْذَرْ

۳۳۷...... اور ایسا ہی فعل امر کو تیرا رفع دینا اس مصرعہ (رویدک لاتبطل واحذر) میں غلط ہے۔

وَمِنْ مِثْلِ هٰذَا اللَّحْنِ لَوْ رُمْتُ جَمْعَهُ   لَاَعْجَزَنِيْ تَعْدَادُهُ الْمُتَكَثِّرُ

۳۳۸...... اور اس قسم کی غلطیاں اگر میں جمع کرنا چاہوں تو وہ اس قدر ہیں کہ میں اس کے شمار سے عاجز ہو جاؤں۔

تُحَاوِلُ اِدْرَاكَ الْبَلَاغَةِ جَاهِلًا   عَنِ الْوَضْعِ وَالتَّرْكِيْبِ يَا مُتَهَوِّرُ

۳۳۹...... اور اپنے آپ کو بلیغ سمجھتا ہے۔ حالانکہ تو او بے باک! وضع الفاظ اور ترکیب کلام سے بالکل جاہل ہے۔

لِسَانُكَ لَمْ تُدْرِكْهُ فَضْلًا عَنِ السِّوٰى   فَتَخْبِطُ كَالْعَشْوَاءِ فِيْمَا تُفَسِّرُ

۳۴۰...... تو تو اپنی زبان یعنی اردو ہی صحیح نہیں لکھ سکتا۔ چہ جائیکہ عربی چنانچہ ترجمہ کرنے میں تو اندھی اونٹنی کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔

تُفَسِّرُ بِالدَّارِ الْفِنَاءَ وَلَمْ يَقُلْ   بِهٖ اَحَدٌ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتَ تَخْبُرُ

۳۴۱...... تو نے فنا کا ترجمہ گھر کیا ہے۔ حالانکہ ایسا کسی نے تیرے سے پہلے نہیں کہا۔ اگر کہا ہو تو بتا۔

وَقَوْلُكَ اِنْ سَاءَتْكَ اَمْرُ خِلَافَتِيْ   فَسَلْ مُرْسِلِيْ مَا سَاءَ قَلْبَكَ وَاخْصُرْ

۳۴۲...... اور تیرا قول ان ساء تک الخ یعنی اگر میری خلافت تجھے بری معلوم ہوئی تو میرے بھیجنے والے سے پوچھ کہ کیوں ایسا کیا۔

اَقُوْلُ مَعَاذَ اللّٰہِ لَیْسَتْ تَسُوْئُنَا خِلَافَۃَ اِبْلِیْسِ بِمِثْلِکَ اَجْدَرُ

۳۴۳...... میں کہتا ہوں کہ معاذ اللہ برا کیوں معلوم ہونے لگا۔ آپ جیسے شخص کے لئے تو خلافت ابلیس ہی نہایت مناسب ہے۔

نَعَمْ کَوْنُ بَعْضِ النَّاسِ ضَلُّوْا بِبَعْضِ مَا تَقَوَّلْتَہٗ لَاشَکَّ اَمْرٌ یُکَدِّرُ

۳۴۴...... ہاں! بعض لوگوں کا آپ کی من گھڑت باتوں سے گمراہ ہوجانا البتہ برا معلوم ہوا۔

وَمَعْ ذَاکَ یَوْمَ الدِّیْنِ کُلُّ مُصَدِّقٍ لِدَعْوَاکَ مَعْ اِبْلِیْسَ فِی النَّارِ یُحْشَرُ

۳۴۵...... اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن تجھ پر ایمان لانے والے ابلیس لعین کے ساتھ دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔

وَلٰکِنَّنِیْ لَمْ اَدْرِ اَنْتَ اَمَامَہٗ فَتَسْبِقُہٗ لِلنَّارِ اَمْ تَتَاَخَّرُ

۳۴۶...... مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ دوزخ میں تو ان سے پہلے سبقت کرے گا یا پیچھے جائے گا۔

لَقَدْ طُفْتَ فِیْ مَرْضَاۃِ اِبْلِیْسَ ھَائِمًا تُضِلُّ عِبَادَ اللّٰہِ فِیْمَا تُزَوِّرُ

۳۴۷...... البتہ تو ابلیس کی رضامندی میں سرگردان گھومتا رہا اور اپنے فریب سے خدا کے بندوں کو گمراہ کرتا رہا۔

وَفِیْ حُبِّہٖ ذَابَتْ عِظَامُکَ کُلُّھَا وَھَبَّتْ عَلَیْکَ الرِّیْحُ مِنْہُ تُکَسِّرُ

۳۴۸...... اور اسی ابلیس لعین کی محبت میں تیری تمام ہڈیاں پگھل گئیں اور اسی کی ہوا نے تجھے توڑ مروڑ دیا۔

وَحُبُّ الْفَتٰی لِلشَّیْءِ یُعْمِیْ فُؤَادَہٗ فَلَمْ یَدْرِ فِیْ مَنْطُوْقِہٖ مَا یُقَرِّرُ

۳۴۹...... اور کسی شے کی محبت آدمی کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنی باتوں کو نہیں سمجھتا کہ کیا بک رہا ہے۔

وَلَا سِیَّمَا مَنْ کَانَ اِبْلِیْسُ حِبَّہٗ فَذَاکَ لَہٗ شَانٌ عَنِ الْغَیْرِ یَکْبُرُ

۳۵۰...... خصوصاً وہ شخص جس کا محبوب ہی ابلیس لعین ہو تو اس کی خباثت کی تو سب سے نرالی شان ہوگی۔

فَیُوْحِیْ اِلَیْہِ زُخْرُفَ الْقَوْلِ عِنْدَ مَا لَدَیْہِ لِاِلْقَاءٍ یُنَاجِیْ وَیَحْضُرُ

۳۵۱...... پھر ایسے شخص کو تو ابلیس وہ وہ مزخرفات اس کی مناجات میں وحی اور القاء کرتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔

فَیَا مُرْسَلَ الْمَلْعُوْنِ اِبْلِیْسَ دَاعِیًا اِلَی الْغَیِّ مَا اَمْرُ الْخِلَافَۃِ مُنْکَرُ

۳۵۲...... او ابلیس ملعون کے فرستادہ! گمراہی پھیلانے میں تو واقعی ابلیس کا خلیفہ ہے۔

دُعَاءُکَ حُسَامٌ لَا یُؤَخِّرُ وَقُعَهُ   وَلٰکِنْ بِلَاحَوْلٍ یُفَلُّ وَیُفْتَرُ

۳۵۳...... تیری دعا واقعی وہ تلوار ہے جس کا وار رکتا نہیں۔ مگر لاحول پڑھتے ہی کند اور بودی ہو جاتی ہے۔

وَلَا شَکَّ قَدْ بَلَّغْتَ کُلَّ ضَلَالَةٍ   وَاَوْفَیْتَ اِذْ اَغْوَیْتَ مَنْ لَیْسَ یَبْصُرُ

۳۵۴...... اور بے شک دل کے اندھوں پر تو نے تمام گمراہی کی پوری تبلیغ کردی۔

وَاٰیَاتُکَ الْعُظْمٰی الَّتِیْ جِئْتَ عَامِدًا   بِهَا لِدِیَارِ الْمُسْلِمِیْنَ تُدَغْمِرُ

۳۵۵...... اور بڑی بڑی نشانیاں تیری جن کو تو نے قصداً گھڑا ہے مسلمانوں کے لئے مہلک ہیں۔

فَاِنَّ ثَنَاءَ اللّٰهِ فِیْهَا لَفَاتِکٌ   لَهُ ضَیْغَمٌ یَوْمَ الْخِصَامِ وَاَغْبَرُ

۳۵۶...... اور بے شک مولوی ثناء اللہ مسلمانوں میں ایک دلیر شخص ہے۔ جو مناظرہ کے وقت مرزا کے لئے شیر اور بھیڑیا ہے۔

وَرَدَّ ثَنَاءُ اللّٰهِ کُلَّ قَضِیَّةٍ   تَقَوَّلْتَهَا زُوْرًا وَقَالَ سَتُخْسَرُ

۳۵۷...... اور مولوی ثناء اللہ نے تیری تمام من گھڑت جھوٹ کو رد کردیا اور کہہ دیا کہ عنقریب تو تباہ ہوگا۔

وَکَمْ مَرَّةٍ قَدْ قَالَ اِنَّکَ کَاذِبٌ   لَعِیْنٌ فَهَلَّا رَدَّ ذٰلِکَ سَرْوَرُ

۳۵۸...... اور بہت مرتبہ مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ نے تجھے جھوٹا ملعون ثابت کیا۔ اگر یہ سچ نہ تھا تو کیوں نہیں سرور شاہ نے اس کا رد کیا۔

عَلَیْکَ مِنَ الْجَبَّارِ مَا تَسْتَحِقُّهُ   مِنَ اللَّعْنِ وَالْاِذْلَالِ حَتّٰی تُدَمَّرُ

۳۵۹...... تیرے مرنے تک تجھ پر خدا کی ایسی لعنتیں اور ذلتیں ہوئیں جن کا تو مستحق تھا۔

تَقُوْلُ اِلٰهِیْ اَنْتَ خُلْدِیْ وَجَنَّتِیْ   کَفَرْتَ لَکَ الْوَیْلَاتُ مِنْهَا تُعَبَّرُ

۳۶۰...... تو کہتا ہے کہ اے میرے معبود تو میری خلد اور بہشت ہے۔ لیکن اس کہنے کا کیا نفع تو نے کفران نعمت کی ہے تجھ پر تو خدا کی ایسی مار پڑے جس سے تو تباہ ہو جائے۔

تَقُوْلُ اِلٰهِیْ اَدْرِکِ الْعَبْدَ رَحْمَةً   وَهَلْ رَحْمَةُ الْمَوْلٰی لِمِثْلِکَ تُؤْثَرُ

۳۶۱...... تو کہتا ہے کہ اے خدا! اپنے بندہ پر رحمت کر اور کیا خدا کی رحمت تجھ جیسے پر بھی کہیں ہوئی ہے؟

تَقُوْلُ اِلٰهِیْ اَیَّ بَابٍ تَرُدُّنِیْ   اِلَیْهِ وَمَا بَابًا سِوَی النَّارِ تَعْبُرُ

۳۶۲...... کہتا ہے کہ الٰہی! مجھے کس دروازہ کی طرف واپس کرے گا۔ حالانکہ تیرے داخل ہونے کو تو جہنم کے سوا کوئی دروازہ ہی نہیں۔

اَتُنْذِرُ بِالْاِضْلَالِ قَوْمًا هَدَاهُمْ   اِلٰهُهُمْ حَتّٰی سَنَا الْحَقِّ اَبْصَرُوْا

۳۶۳...... کیا تو گمراہی سے ان لوگوں کو ڈراتا ہے جن کو ان کے معبود نے ہدایت کی۔ یہاں تک

کہ انہوں نے حق کی روشنی دیکھ لی۔

بَلَاءٌ عَلَیْکَ الْیَوْمَ دَعْوَۃُ بَاطِلٍ فَتُبْ وَانْتَبِہْ فَالْمَوْتُ اٰتٍ مُقَدَّرٌ

۳۶۴...... اب ان کو باطل کی طرف بلانا ہی تیرے لئے آفت ہے۔ پس اس سے توبہ کر اور متنبہ ہو کیونکہ موت سر پر ہے۔

وَدَعْ حُبَّکَ لِلدُّنْیَا وَنَفْسَکَ فَاعْصِہَا فَشُرْبُکَ صَہْبَاءَ الضَّلَالِ مُدَمِّرٌ

۳۶۵...... اور دنیا کی محبت چھوڑ اور اپنے نفس کو ہوئی وہوس سے روک لے۔ کیونکہ گمراہی کی شراب کو پینا ہی تیرے لئے مہلک ہے۔

وَمَا رُبْتَ مِنْ ہَمٍّ فَذٰلِکَ ہَیِّنٌ وَلٰکِنْ یَوْمَ الْحَشْرِ ہَمُّکَ اَکْبَرُ

۳۶۶...... اور تو جو مصیبتیں دنیا میں جھلیں یہ تو آسان ہیں۔ مگر قیامت کے دن کی تیری مصیبت تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

فَسَلْ اَیُّہَا الْمَجْنُوْنُ شَیْخَکَ اَنَّہٗ لِمَا خَدَعَ الْحَمْقٰی فَبِالزُّوْرِ تُنْذِرُ

۳۶۷...... اور دیوانے! تو نے اپنے استاد ابلیس سے پوچھا کہ اس نے تجھ جیسے بیوقوفوں کو کیوں دھوکا دیا۔ پس تو فریب سے ڈراتا ہے۔

فَیَا مُدَّعِیْ مَعْنَی اللُّغَاتِ وَوَضْعِہَا تَرُوْمُ بِاِنْشَاءِ الْقَرِیْضِ تُظَفَّرُ

۳۶۸...... اور عربی الفاظ کے معنی سے جاہل! کیا تو چاہتا ہے کہ اشعار اپنی طرف سے گھڑ کر کامیاب ہو۔

تُفَسِّرُ مَعْنَی الْمَہْلِ بِالتَّرْکِ قَائِلًا اَمُکْفِرُ مَہْلًا کُلَّمَا کُنْتَ تَذْکُرُ

۳۶۹...... تو نے اپنے مصرعہ (امکفر مہلا) میں اپنی جہالت سے لفظ مہلا کا ترجمہ (چھوڑ دے) کر دیا ہے۔

رَضِیْنَا بِاَنْ نَخْتَارَ فِی النَّمْقِ رُفْقَۃً وَاَنَا عَلٰی اِمْلَائِکُمْ لَنُعَیَّرُ

۳۷۰...... ہم اس پر راضی ہیں کہ لکھنے میں اپنے رفیقوں سے مدد لیں۔ لیکن تمہارے جیسے اجماع سے ہمیں عار ہے۔ اس لئے کہ باوجود اس کے کہ اس قصیدہ میں تم نے اجماعی قوت سے کام لیا۔ پھر بھی کلام نہایت رکیک اور خراب رہا۔

فَلَا خَوْفَ فِیْ ہٰذَا الْخِصَامِ اَبَا الْوَفَا فَخُذْ مِنِّی الْاَشْعَارَ وَالْحَقُّ یَظْہَرُ

۳۷۱...... پس اے ابوالوفا! تو شاعری سے خوف نہ کر۔ بلکہ جس قدر اشعار چاہے مجھ سے لے اور حق ظاہر ہو کر رہے گا۔

فَاُفْحِمُہُمْ بِالنَّثْرِ وَالنَّظْمِ دَیْدَنِیْ وَاَنَا بِاِذْنِ اللّٰہِ فِیْہِ نُظَفَّرُ

۳۷۲...... اے ابوالوفا! تو قادیانیوں کی نثر میں خبر لے اور میں اسے نظم میں سمجھوں گا اور ہم خدا کے حکم سے اس میں فتح یاب ہوں گے۔

وَمَنْ کَانَ فِیْهِ مِنْهُمْ دُوْدُ نَخْوَةٍ　　فَنُخْرِجُهُ قَسْرَ الْعَمْرِیِ وَنَجْدِرُ

۳۷۳...... اور ان میں سے جس کسی کے دماغ میں نخوت کا کیڑا ہوگا۔ اپنی جان کی قسم ہم اس کو کاٹ کر زبردستی نکال دیں گے۔

فَیَا مُدَّعِی الْاِعْجَازِ اَیْنَ الَّذِیْ بِهٖ　　اَتَیْتَ تُبَارِیْنَا الْقَوَا فِیْ وَتَفْخَرُ

۳۷۴...... اور مدعی اعجاز تیرا وہ کلام کہاں ہے جس پر تو ہم سے مقابلہ چاہتا تھا اور اتراتا تھا۔

اَمَیْتٌ بِقَبْرِ الْغَیِّ لَایَنْبَرِیْ لَنَا　　اَمِ الْحَقُّ مُذْوَافَاهُ اَبْعَدَ یَنْفِرُ

۳۷۵...... کیا ضلالت کے گڑھے میں مردہ پڑا ہے جو ہمارے سامنے نہیں آتا یا حق کے مقابلہ سے نفرت کرتا ہوا بھاگ گیا۔

فَهَا اَنَا قَدْ اَبْطَلْتُ آیَاتِ شِعْرِهٖ　　بِاَحْسَنِ شِعْرٍ جَاءَ کَالدُّرِّ یُنْثَرُ

۳۷۶...... سنو! میں نے اس کے اشعار کا جھوٹا معجزہ ایسے بہترین اشعار سے باطل کر دیا جو موتی کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔

وَشَیْخُکَ اِبْلِیْسُ اللَّعِیْنُ وَجُنْدُهٗ　　وَاَنْتَ بِمِزْمَارِ الضَّلَالَةِ فَازْمِرُوْا

۳۷۷...... اور تیرا پیشوا ابلیس لعین اور اس کا گروہ اور تو سب کے سب مل کر گمراہی کی بانسری بجایا کرو۔

وَاَمَّا حُسَیْنٌ لَا مَحَالَةَ مُبْطِلٌ　　لِمَا تَدَّعِیْهِ بِالضَّلَالِ وَتَجْسُرُ

۳۷۸...... لیکن مولوی محمد حسین تو ضرور تیرے اس دعوے کا ابطال کرتے رہیں گے۔ جس کا گمراہی سے تو نے دعویٰ کیا ہے اور اس پر دلیری کرتا ہے۔

وَزَعْمُکَ اِیَّاهُ کَمَا الْحُوْتِ کُلَّمَا　　اَتٰی بَحْرَ شِعْرٍ تَقْتَنِصُهٗ وَتَاْسُرُ

۳۷۹...... اور ان کے حق میں تیرا یہ گمان کہ وہ جب شعر کے کسی بحر میں داخل ہوں گے تو تو ان کو شکار کرے گا اور پکڑے گا۔

فَذٰلِکَ زَعْمٌ فَاسِدٌ لَیْسَ یَنْتَمِیْ　　لِغَیْرِکَ بَلْ تَشْبِیْهُهٗ بِکَ اَجْدَرُ

۳۸۰...... تو یہ تیرا خیال خام ہے۔ سوا تیرے کسی شاعر نے ایسا بیہودہ کلمہ نہیں کہا بلکہ تیرے لئے یہ تشبیہ نہایت مناسب ہوئی۔ کیونکہ تیرے اشعار اکثر بے وزن ہیں۔ اس لئے اس بحر میں خود تو ہی شکار ہو گیا۔

فَاَیْنَ التُّقٰی وَالزُّهْدُ یَا مُدَّعِی التُّقٰی　　وَقَلْبُکَ مِنْ رِجْسِ الْهَوٰی لَیْسَ یَطْهُرُ

۳۸۱...... او تقویٰ کے مدعی! تیرا زہد و تقوے کہاں ہے۔ حالانکہ تیرا دل تو خواہشات نفسانی کی نجاست سے بھی پاک نہ ہوا۔

تَقُوْلُ کَلَامِیْ صَادِقٌ قَوْلُ خَالِقِیْ وَمَنْ عَاشَ مِنْکُمْ بُرْھَۃً سَوْفَ یَنْظُرُ

۳۸۲...... تو کہتا ہے کہ میرا کلام خدا کا کلام ہے اور سچا ہے اور جو شخص کچھ دنوں زندہ رہا تو وہ دیکھ لے گا۔

اَقُوْلُ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا ادَّعَیْتَہٗ وَشِعْرُکَ ھٰذَا بَاطِلٌ وَمُزَوَّرٌ

۳۸۳...... میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے جھوٹے دعوے سے منزہ ہے اور یہ شعر تیرا باطل اور فریب ہے۔

وَلَوْ سُلِّمَ الْکَشْفُ الَّذِیْ تَدَّعِیْ بِہٖ فَذَاکَ مِنَ الشَّیْطَانِ لَوْ کُنْتَ تَبْصُرُ

۳۸۴...... اور بالفرض تیرا دعویٰ کشف مان بھی لیا جائے تو یہ کشف شیطانی ہے۔ کاش تو سوچے۔

تَرَکْتَ سَبِیْلَ الْحَقِّ وَالْخَوْفِ وَالْحَیَا وَجُزْتَ حُدُوْدَ الْعَدْلِ وَاللّٰہُ یَنْظُرُ

۳۸۵...... تو نے خدا اور اس کا ڈر اور شرم وحیا کو خیر باد کہہ دیا اور عدل وانصاف کے حدود کو تجاوز کر گیا۔ لیکن خدا تو دیکھتا ہے۔

سَیُصْلِیْکَ یَوْمَ الدِّیْنِ نَارًا لَھِیْبُھَا یُرِیْکَ طَرِیْقَ الْوَحْیِ مِمَّا سَتَنْظُرُ

۳۸۶...... عنقریب قیامت میں خدا تجھے ایسی آگ میں جھونکے گا کہ جن کی لپیٹیں تجھے تیری وحی کا راستہ دکھاویں گی۔

تَقُوْلُ ضِیَائِیْ یَبْلُغُ الْاَرْضَ کُلَّھَا اَقُوْلُ ظَلَامُ الْغَیِّ مَا لَیْسَ یُنْکَرُ

۳۸۷...... تو کہتا ہے کہ میری روشنی تمام زمین پر پھیل جائے گی مگر میں کہتا ہوں کہ یہ روشنی نہیں ہے۔ بلکہ گمراہی کی تاریکی ہے۔

تُفَضِّلُ یَا مَلْعُوْنُ نَفْسَکَ عَامِدًا عَلَی الْحَسَنَیْنِ النَّیِّرَیْنِ وَتَفْخَرُ

۳۸۸...... او ملعون! تو قصداً آسمان ہدایت کے دو روشن ستارے حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ پر اپنے خبیث نفس کو فضیلت دیتا ہے اور فخر کرتا ہے۔

اُوْلٰئِکَ اٰلُ الْمُصْطَفٰی وَصِحَابُہٗ وَبِالْجَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ لَا شَکَّ بُشِّرُوْا

۳۸۹...... وہ تو آل محمد ﷺ اور ان کے اصحاب ہیں اور بلا شک جنت الفردوس کی بشارت سے مبشر ہیں۔

اُوْلٰئِکَ رِضْوَانُ الْجِنَانِ یَحُضُّھُمْ عَلَیْھَا وَاَنْتَ النَّارَ فِیْھَا تُسَعَّرُ

۳۹۰...... یہ وہ نفوس مقدسہ ہیں جن کو خادم جنت جنت میں لے جائے گا اور تو آگ میں جہنم کا

کندہ ہوگا۔

وَاَیُّ حَدِیْثٍ جَاءَ یُخْبِرُ اَنَّہٗ سَیَاتِیْ مَسِیْحٌ شَاعِرٌ فَیُنَصِّرُ

۳۹۱...... اورکس حدیث میں آیا ہے کہ مسیح شاعر آئے گا اور لوگوں کو نصرانی بنائے گا۔

وَاَمَّا نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی فَلَمْ یَکُنْ یُغَیِّرُ شَرْعَ الْمُصْطَفٰی حِیْنَ یَظْھَرُ

۳۹۲...... لیکن حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام تو آپ ظہور کے وقت کبھی شریعت محمدیہ کو نہ بدلیں گے۔

وَلَمْ یَکُ مِنْ اَعْلَی السَّمَآءِ نُزُوْلُہٗ لِاَمْرٍ سِوَی الدَّجَّالِ بِالْقَتْلِ یَظْفَرُ

۳۹۳...... اوران کا آسمان سے تشریف لانا تو محض اس لئے ہوگا کہ دجال کو ماریں اوراس پر فتح یاب ہوں۔

وَدَعْوَاکَ یَا کَذَّابُ اَنَّکَ مِثْلُہٗ فَاَیُّ حَدِیْثٍ بِالْمَثِیْلِ یُخَبِّرُ

۳۹۴...... اور جھوٹے تیرا یہ دعویٰ کہ تو ان کا مثل ہے۔ بتا تو کون سی حدیث مثیل مسیح کے نسبت وارد ہے۔

عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَنْتَ فِیْھَا لَمُفْتَرٍ عَلَی اللّٰہِ یَا مَلْعُوْنُ یَا مُتَھَوِّرُ

۳۹۵...... بہر حال او ملعون، بے باک! تو اپنے اس دعوے میں خدا پر افتراء کرنے والا ہے۔

وَلَوْ کُنْتَ مِنْ رَّبِّ السَّمَاءِ مُوَقَّرًا فَمَنْ ذَا عَلَیْکَ الْیَوْمَ بِاللَّعْنِ یَجْسُرُ

۳۹۶...... اوراگر تو خدا کی طرف سے معظم اور موقر ہوتا تو آج کون شخص تجھ پر لعنت کرنے کی جراٴت کرتا۔

صَبَرْنَا عَلٰی دَعْوَاکَ زُوْرًا وَاِنَّمَا عَلٰی سَبِّ اٰلِ الْمُصْطَفٰی کَیْفَ نَصْبِرُ؟

۳۹۷...... تیرے جھوٹے دعوے پر تو ہم نے صبر کرلیا لیکن آل نبی علیہ السلام کی گالی پر ہم کیسے صبر کریں؟

وَاِنَّکَ کَذَّابٌ وَلَسْتَ بِصَادِقٍ وَعَمَّا قَلِیْلٍ بِالْبَلَاءِ تُدَمَّرُ

۳۹۸...... بیشک تو جھوٹا ہے ہرگز سچا نہیں اور عنقریب تو مصیبتوں سے ہلاک ہوگا۔

وَلَا تَغْتَرِرْ اَنْ لَوْ کَذِبْتُ لَضَرَّنِیْ عَدَاوَۃُ قَوْمٍ کَذَّبُوْنِیْ وَ کَفَّرُوْا

۳۹۹...... اور تو اس وجہ سے کبھی دھوکے میں نہ پڑ کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو اس قوم کی عداوت جنہوں نے میری تکذیب اور تکفیر کی، مجھے نقصان پہنچاتی۔

لِفِرْعَوْنَ مُذْ نَادٰی وَقَالَ اِلٰھُکُمْ فَھَلْ ضَرَّہٗ قَوْمٌ لِذٰلِکَ اَنْکَرُوْا

۴۰۰...... کیونکہ فرعون نے جیسے ڈنکے کی چوٹ پکارا کہ میں تمہارا خدا ہوں تو کیا وقت مقررہ تک وہ قوم جس نے اس کا انکار کیا، کچھ ضرر پہنچا سکی؟

وَلٰكِنْ رَبِّىْ يُمْهِلُ الْعَبْدَ عِنْدَ مَا بِطُغْيَانِهٖ يَسْعٰى وَبِالْبَغْيِ يَكْبُرُ

۴۰۱...... لیکن میرا خدا تو اس بندہ کو ڈھیل دیتا ہے جو اس سے سرکشی، بغاوت، تکبر کرتا ہے۔

فَاِنْ قِيْلَ كَذَّابٌ فَهَا اَنْتَ مُفْتَرٍ وَاِنْ قِيْلَ دَجَّالٌ فَاَنْتَ مُزَوِّرٌ

۴۰۲...... پس اگر تجھے کذاب کہا جائے تو تو مفتری بھی ہے اور اگر دجال کہا گیا تو تو فریبی ہے۔

وَلَا غَرْوَ اِنْ سَمَّوْكَ شَيْطَانَ عَصْرِهٖ وَقَالُوْا لَعِيْنٌ اِذْ مَقَامُكَ اَكْفَرُ

۴۰۳...... اور کیا تعجب ہے کہ لوگوں نے تیرا نام شیطان زمانہ رکھ دیا اور تجھے ملعون کہا۔ کیونکہ تو اس سے بھی بدتر ہے۔

وَقَوْلُكَ لٰكِنَّ الْهَوَانَ مَآلُهُمْ وَجَاءَ تْكَ اٰيَاتٌ بِهَا الْيَوْمَ تُنْصَرُ

۴۰۴...... اور تیرا یہ کہنا کہ ذلت تیرے دشمنوں کا ٹھکانا ہے اور تیرے پاس وہ نشانیاں ہیں جن سے اب تو فتح پائے گا۔

فَاَىُّ هَوَانٍ نَالَنَا مِنْكَ ذُلُّهُ وَجِئْنِىْ بِاٰىِ الْغَيِّ اِنْ هِىَ تَبْهَرُ

۴۰۵...... ذرا بتلا تو سہی کہ کون سی ذلت ہمیں پہنچی اور اپنے گمراہی کی نشانیاں لا اگر وہ غالب ہوں۔

فَاِنْ كَانَ هٰذَا الشِّعْرُ جَاءَكَ اٰيَةً فَاِنَّ نِسَاءَ الْحَيِّ بِالنَّظْمِ تَفْخَرُ

۴۰۶...... اور اگر تیری نشانی یہ اشعار تیرے ہیں تو کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ عورتیں ناقصات العقل نظم پر فخر کرتی ہیں۔

وَيَالَيْتَ شِعْرِىْ لَوْ اَتَى الشِّعْرَ سَالِمًا عَنِ اللَّحْنِ مَا مِنْهُ الطَّبَائِعُ تَنْفِرُ

۴۰۷...... اور کاش میں جانتا کہ تیرا کوئی شعر بھی ان عیوب سے خالی ہوتا جس سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہے۔

عَلٰى اَنَّهٗ فِى اللَّفْظِ وَالْوَزْنِ فَاسِدٌ وَاَمَّا مَعَانِيْهِ فَبِالْجَهْلِ تُخْبِرُ

۴۰۸...... اس کے علاوہ تیرے اشعار کا لفظ اور وزن دونوں فاسد ہیں اور معانی تو تیری جہالت کی بھی خبر دیتے ہیں۔

وَمَا شِعْرُهٗ يُنْبِيْكَ عَنْ فَرْطِ جَهْلِهٖ بِوَزْنٍ وَمَعْنًى بَلْ رَوِيٌّ مُنْكَرٌ

۴۰۹...... اور مرزائی فرط جہالت کے معلوم کرنے کے لئے اس کے ایک ایسے شعر کو لے لے جس کا وزن اور معنی بلکہ حرف روی بھی غلط ہے۔

وَلَا تَحْسَبِ الدُّنْيَا كَنَا طِفِ نَاطِفٍ اَتَدْرِىْ بِلَيْلٍ مَسَرَّةٍ كَيْفَ تَصْبَحُ

۴۱۰...... اور وہ شعر یہ ہے ولا تحسب الدنیا الخ!

تَقَوَّلْتَ زُوْرًا هَلْ تُشَاهِدُ بَعْدَنَا مَسِيْحًا يُوَافِي الْاَرْضَ حَقًّا وَّيُنْذِرُ

۴۱۱...... اورمرزاتونے اپنے دروغ بے فروغ سے یہ شعر گھڑا ہے۔الالیت شعری،ہل تشاہد بعدنا۔ الخ یعنی کیاتو دیکھے گا کہ میرے بعدمسیح علیہ السلام تشریف لاکرزمین کوعدل وانصاف سے بھرویں گےاورلوگوں کوڈرائیں گے۔

نَعَمْ اَنَّ عِيْسٰى سَوْفَ يَنْزِلُ هَادِيَ الْاَنَامِ بِشَرْعِ الْمُصْطَفٰى وَيُبَشِّرُ

۴۱۲...... ہاں ضرورحضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکرلوگوں کوشریعت محمدیہ کی ہدایت کریں گےاوربشارت سنائیں گے۔

اَتُنْكِرُ قَوْلَ الْمُصْطَفٰى اَصْدَقِ الْوَرٰى وَاِنَّ حَدِيْثَ الْمُصْطَفٰى لَا يُغَيَّرُ

۴۱۳...... کیاتو محمد ﷺ کی حدیث سےانکارکرتا ہےجوکہ تمام عالم میں سچے تھے۔حالانکہ ان کی حدیث کبھی بدلنے کی نہیں۔

كَذَاكَ كَلَامُ اللّٰهِ فَهُوَ اِمَامُنَا وَمَا فِيْهِ حَقٌّ وَالْمُكَذِّبُ يَكْفُرُ

۴۱۴...... اسی طرح قرآن شریف بھی تغیر پذیرنہیں اوروہی توہماراپیشواہےاورجواس میں ہے وہی حق ہےاوراس کامکذب کافرہے۔

وَمَعْ ذَاكَ اِنِّيْ لَا اَرٰى فِيْهِ اٰيَةً تَدُلُّ عَلٰى مِثْلِ الْمَسِيْحِ وَتُخْبِرُ

۴۱۵...... اورباوجوداس کےمیں نےکوئی آیت اس میں ایسی نہیں دیکھی جومثیل مسیح کا پتہ دے۔

وَاِنْ كُنْتَ بِالْقُرْاٰنِ تُثْبِتُ دَعْوَةً فَذَاكَ افْتِرَاءٌ يَدْرِهِ الْمُتَفَكِّرُ

۴۱۶...... اوراگرتواپنے دعوےکوقرآن سےثابت کرتا ہےتویہ تیراافتراء ہےجسے سمجھنےوالے خوب سمجھتے ہیں۔

اَضَلَّ كَثِيْرًا رَبُّنَا بِكِتَابِهِ وَاَهْدٰى كَثِيْرًا وَالشِّقَاءُ مُقَدَّرُ

۴۱۷...... خدانےاپنی کتاب سےبہتوں کوگمراہ کردیااوربہتوں کی ہدایت کی اورشقاوت تقدیری امرہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْ يُوْحٰى اِلَيْكَ فَاِنَّهُ اَضَالِيْلُ اِبْلِيْسٍ بِهَا اَنْتَ تَهْذِرُ

۴۱۸...... اورجوکچھ تجھےوحی ہوتی ہےوہ توبیشک ابلیس لعین کی بکواس ہےجن کوتوبکا کرتا ہے۔

تَقَوَّلْتَ اَنْ اَرْوِيْ عَنِ الْحَيِّ مَا اَرٰى وَاَنْتُمْ عَنِ الْمَوْتٰى رَوَيْتُمْ فَفَكِّرُوْا

۴۱۹...... اورمرزاتونےیہ بھی گھڑلیاکہ میں زندہ سےروایت کرتاہوں اورتم لوگ مردوں سے روایت کرتےہو۔پھردونوں کافرق سوچو۔

اَقُوْلُ نَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ بِقَبْرِہٖ وَمَنْ لَّمْ یَقُلْ حَیٌّ فَلَا شَکَّ یَفْجُرُ

۴۲۰...... میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور جس نے آپ کو زندہ نہ کہا وہ بیشک فاسق ہے۔

اَقُوْلُ وَلَا اَخْشٰی بِاَنَّکَ کَافِرٌ وَاِنَّکَ دَجَّالٌ کَذُوْبٌ مُزَوِّرٌ

۴۲۱...... او مرزا! میں کسی سے نہیں ڈرتا اور پکار کر کہتا ہوں کہ تو بلا شک کافر ہے، دجال ہے، جھوٹا ہے، فریبی ہے۔

وَاَنَّکَ اِبْلِیْسٌ لَعِیْنٌ مُضَلِّلٌ وَلَوْ عِنْدَ ھٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّیْفِ اُنْحَرُ

۴۲۲...... اور تو بیشک ابلیس لعین گمراہ کرنے والا ہے اور میں یہی کہتا رہوں گا اگرچہ اس کہنے پر تلوار سے ذبح کیا جاؤں۔

وَقَدْ جَاءَ فِی الْاَخْبَارِ عَنْ سَیِّدِ الْوَرٰی اَحَادِیْثُ حَقٍّ عَنْ خُرُوْجِکَ تُخْبِرُ

۴۲۳...... اور روایتوں میں جناب سرورعالم ﷺ سے ایسی سچی حدیثیں موجود ہیں جو تجھ جیسے دجال کی خبر دیتی ہیں۔

وَاَنَّکَ مِنْ اِبْلِیْسَ لَا شَکَّ مُرْسَلٌ لِمَا فِتْنَۃَ الدَّجَّالِ فِیْنَا تُثَوِّرُ

۴۲۴...... اور تو بلا شک ابلیس کا فرستادہ ہے اور تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ ہم لوگوں میں دجال کا فتنہ برپا کرے۔

تَخَیَّرَکَ الْجَبَّارُ مِنْ دُوْنِ خَلْقِہٖ لِنَارِ جَحِیْمٍ سَوْفَ فِیْھَا تُسَعَّرُ

۴۲۵...... اور خدائے جبار نے اپنے تمام مخلوقات میں تجھے جہنم کی آگ کے لئے پسند فرمایا تو عنقریب اس میں جھونکا جائے گا۔

وَوَاللّٰہِ مَا اَفْرِیْ وَاِنِّیْ لَصَادِقٌ فَرُدَّ قَضَاءَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ تَقْدِرُ

۴۲۶...... اور بخدا! میں جھوٹ نہیں کہتا اور اس میں ضرور سچا ہوں۔ پھر اگر تجھ میں قدرت ہے تو تقدیرات الٰہی کو لوٹا دے۔

تَرَاءَتْ لَنَا کَالشَّمْسِ اَخْبَارُ فِتْنَۃٍ تَثُوْرُ بِھٰذَا الْوَقْتِ جَاءَتْ تُسَطَّرُ

۴۲۷...... ہمیں تو اس زمانہ کی دجالی شورش کی حدیثیں آفتاب نصف النہار کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔

وَلٰکِنَّہٗ یَاْتِیْ زَمَانٌ بُعَیْدَ ذَا یُرِی الشُّوْسَ فِیْ قَیْدِ الْھَوَانِ یُصَغَّرُ

۴۲۸...... لیکن اس کے بعد ہی ایسا زمانہ آئے گا جو بڑے بڑے متکبروں کو قید ذلت میں رسوا دکھاوے گا۔

وَقَدْ سَرَّنِیْ مَا قَدْ ذَکَرْتَ مِنَ الَّذِیْ   اَصَابَکَ فِیْ دَعْوَاکَ مِمَّا سَاَذْکُرُ

۴۲۹...... اور مجھے تو تیرے وہ اشعار بہت بھلے معلوم ہوئے جن میں تو نے اپنی ان مصیبتوں کا ذکر کیا ہے جو تجھے اپنے اس دعویٰ کی وجہ سے پیش آئیں۔ جن کو میں ذکر کرتا ہوں۔

بِقَوْلِکَ عَابُوْنِیْ وَاٰذَوْا وَزَوَّرُوْا   وَحَثُّوْا عَلَی الْجَاهِلِیْنَ وَنَوَّرُوْا

۴۳۰...... تیرے وہ اشعار یہ ہیں۔ ولکنہم عابوا الخ اوعیرنی الخ! یعنی میرے مخالفوں نے میری عیب جوئی کی اور دکھ دیا اور دروغ آرائی کی اور جاہلوں کو مجھ پر برانگیختہ کیا۔

وَعَیَّرَنِی الْوَاشُوْنَ مِنْ غَیْرِ خِبْرَةٍ   وَنَاشُوْا ثِیَابِیْ مِنْ جُنُوْنٍ وَاَغْدَرُوْا

۴۳۱...... اور نکتہ چینوں نے بغیر سمجھے بوجھے مجھے سرزنش کی اور دیوانہ پن سے میرے کپڑے نوچے اور اس میں مبالغہ کیا۔

فَیَالَیْتَ شِعْرِیْ لَوْ اَطَا لُوْا یَدَ الْعُلٰی   وَسَلُّوْا سُیُوْفَ الْحَقِّ فِیْکَ وَشَهَّرُوْا

۴۳۲...... اور مرزا! کاش میں جان لیتا کہ انہوں نے اپنی بلند ہمتی کا ہاتھ تجھ پر دراز کیا ہے اور حق کی تلواریں میان سے نکال کر تجھ پر سونت لی ہیں۔

تَقُوْلُ اَرَی الْاِسْلَامَ مِثْلَ حَدِیْقَةٍ   مُبَعَّدَةٍ مِنْ عَیْنِ مَاءٍ یُنَضِّرُ

۴۳۳...... تو کہتا ہے کہ میں نے اسلام کو اس باغ کی طرح دیکھا تھا جو اس چشمہ سے دور ہو جو تروتازہ کرتا ہے۔

وَلٰکِنَّکَ الْمَحْرُوْمُ عَنْهَا وَاِنَّمَا   لَکَ النَّارُ مَعَ اِبْلِیْسَ فِیْهَا تُسَعَّرُ

۴۳۴...... مگر تو اس باغ اسلام سے محروم ہے اور تیرے لئے تو دوزخ ہی ٹھکانا ہے۔ جس میں ابلیس لعین کے ساتھ تو جھونکا جائے گا۔

وَزَوَّرْتَ یَا عَارَ الْخَلَائِقِ وَالْوَرٰی   وَقُلْتَ اَنَا الْمَوْعُوْدُ فِی النَّارِ تُسْجَرُ

۴۳۵...... او ننگ جہان! تو نے دروغ آرائی کی اور کہا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ خدا تجھے جہنم میں جھونکے۔

نَعَمْ اِنَّکَ الْمَوْعُوْدُ وَالْقَائِمُ الَّذِیْ   یُقَالُ لَکَ الدَّجَّالُ لِلْبَغْیِ تَثْمِرُ

۴۳۶...... ہاں تو نے اپنے کو مسیح موعود اور امام قائم کہا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ تو وہی نامراد گمراہ کرنے والا دجال ہے۔

تَجَلّٰی عَلَیْکَ الْیَوْمَ اِبْلِیْسُ قَائِلًا   لِبَابِ ضَلَالِیْ کُلُّ مَنْ رَامَ یَحْضُرُ

۴۳۷...... اب تجھ پر شیطان سوار ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرے گمراہی کے دروازہ پر جس کا جی چاہے، حاضر ہو۔

خُذُوْا حَظَّكُمْ مِنِّیْ فَاِنِّیْ اِمَامُكُمْ وَبِالنَّارِ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَابْشِرُوْا

۴۳۸...... اور یہ کہتا ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنا اپنا حصہ مجھ سے لے لے۔ کیونکہ میں تمہارا امام ہوں اور تم سب کو قیامت میں دوزخ کی بشارت ہو۔

وَمَنْ قَالَ لِلْمَوْعُوْدِ لَیْسَ بِحَاجَةٍ فَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ یَهْدِیْ وَیُخْبِرُ

۴۳۹...... اور جس نے یہ کہا کہ مسیح موعود کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید پکار کر ہدایت کررہا ہے۔

فَذٰلِکَ حَقٌّ نِعْمَ مَا قَالَهُ الْفَتٰی وَمُنْكِرُهٗ بَغْیًا هُوَ الْمُتَهَوِّرُ

۴۴۰...... تو اس نے کیا خوب کہا اور یہ قول اس کا حق ہے اور بغاوت کی وجہ سے اس کا منکر ہی بے باک ہے۔

وَقَوْلُکَ قَوْلُ اللّٰهِ بِالرُّسْلِ تَوْءَمَا وَمِنْ دُوْنِهِمْ نَهْجُ الْهُدٰی یَتَعَسَّرُ

۴۴۱...... اور تیرا یہ کہنا کہ خدا اور رسول کے قول باہم تو اُم ہیں اور بجز ان دونوں کے ہدایت کا راستہ دشوار ہے۔

نُسَلِّمُ اَنَّ الرُّسْلَ بَابُ هِدَایَةٍ وَمِنْ دُوْنِهِمْ دَرْکُ الْهُدٰی مُتَعَذِّرُ

۴۴۲...... ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا دراقدس باب ہدایت ہے اور ان کے سوا ہدایت کا پالینا دشوار ہے۔

فَیَا اَیُّهَا الْمَجْنُوْنُ اَیُّ هِدَایَةٍ اَتَیْتَ بِهَا اَمْ اَیُّ اٰیٍ فَتَبْهَرُ

۴۴۳...... مگر او مجنون! اتنا تو سہی کہ تو کون سی ہدایت اور نشانیاں لے کر آیا ہے جو سب سے بڑھ گیا۔

وَاَیُّ كِتَابٍ جِئْتَ كَیْ نَقْتَدِیْ بِهٖ وَاِلَّا بِهٰذَا الشِّعْرِ جِئْتَ تُزَوِّرُ

۴۴۴...... اور تو کون کتاب لایا ہے جس کی پیروی کی جائے اور کیا ان اشعار سے اپنی دروغ آرائی کرتا ہے۔

فَاَمَّا مِنَ الْقُرْاٰنِ مَالَکَ دَعْوَةٌ وَاِیَّاکَ یَا مَلْعُوْنُ بِالزُّوْرِ تَجْسُرُ

۴۴۵...... لیکن قرآن مجید سے تو تیرے دعوے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ دیکھ اس سے بچ۔ او ملعون جھوٹ پر دلیری کرنے والے!

نَبِیُّ الْوَرٰی خَیْرُ الْاَنَامِ مُحَمَّدٌ اَتَانَا بِهٖ حَقًّا وَبِالْحَقِّ یُخْبِرُ

۴۴۶...... کیونکہ قرآن پاک کو ہمارے پاس خلائق کے نبی بہترین عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر تشریف لائے اور اس کی صحیح تفسیر بھی بیان کردی۔

فَحَقَّ عَلَیْکَ اللَّعْنُ وَالطَّعْنُ وَالرَّدٰی بِمَا جِئْتَ بِالرُّسْلِ الْكِرَامِ وَتَسْخَرُ

۴۴۷...... پھر تجھ پر لعنت اور طعنہ اور ہلاکت اس وجہ سے واجب ہوئی کہ تو نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اپنی کتابوں میں بے ادبیاں کیں ہیں۔

أَرَى ظُلُمَاتِ الْجَهْلِ لَسْتَ بِتَارِكٍ ذُرَاهَا وَفِي طَمَّاتِ غَيِّكَ تَمْطُرُ

۴۴۸...... میں دیکھتا ہوں کہ تو جہالت کی تاریک چوٹیوں کو نہیں چھوڑتا اور اپنی گمراہی کے اطراف میں اتراتا پھرتا ہے۔

وَأَيُّ بِلَادٍ حَلَّ فِيهَا مُضَلِّلٌ يَقِلُّ بِهَا الْإِصْلَاحُ وَالْغَيُّ يَكْثُرُ

۴۴۹...... اور گمراہ کرنے والا جس شہر میں جائے گا تو وہاں صلاح کم ہوتی جائے گی اور گمراہی پھیلتی جائے گی۔

وَمَا جَاءَنَا فِي ذَا الزَّمَانِ مُضَلِّلٌ كَمِثْلِكَ بِالْإِفْسَادِ وَالسُّوْءِ يَجْهَرُ

۴۵۰...... اور اس زمانہ میں تو تجھ جیسا گمراہ اور فساد کرنے والا کوئی دوسرا نہ آیا جو علے الاعلان برائی کرتا ہو۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا حَظُّ نَفْسٍ أَرَدْتَهُ وَإِرْضَائُكَ الشَّيْطَانَ فِي الْحَظِّ أَوْفَرُ

۴۵۱...... اور یہ تیرا گمراہ کرنا نفسانی خواہشوں کے سوا دوسری کسی وجہ سے نہیں ہے۔ ہاں ایک وجہ اور بھی ہے۔ شیطان کو راضی کرنا جو تیرا اعلیٰ مقصد ہے۔

نَسِيتَ طَرِيقَ الْحَقِّ خُبْثًا وَغَفْلَةً كَأَنَّكَ لَا تَدْرِيْ وَإِنَّكَ أَخْبَرُ

۴۵۲...... تو اپنی خباثت نفس اور غفلت سے حق کی راہ کو ایسا بھول گیا کہ گویا جانتا ہی نہیں۔ حالانکہ تو خوب جانتا ہے۔

وَمَنْ يُرِدِ الْمَوْلٰى يُبَرِّحُ ذَنْبَهُ يُغَادِرُهُ فِي غَيِّهِ وَيُعَمِّرُ

۴۵۳...... اور جسے خدا چاہتا ہے کہ اسی کے گناہ اس کے تکلیف کا باعث ہوں تو اس کو اس کی گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور عمر دراز کر دیتا ہے۔

وَشَرُّ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَأَفْعَالُهُ بِالسُّوْءِ دَوْمًا تُسَطَّرُ

۴۵۴...... اور اللہ تعالیٰ کے بدترین بندوں میں سے وہ ہے جس کی عمر دراز ہوئی اور اس کے برے افعال سے اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہوتا رہے۔

فَمِنْ ذَاكَ لَمْ تُقْتَلْ إِلَى الْآنِ لَا كَمَا زَعَمْتَ بِأَنَّ الرُّعْبَ لِلْمَوْتِ يَدْحَرُ

۴۵۵...... اور اسی وجہ سے تو اب تک تو قتل نہ کیا گیا نہ اس وجہ سے جیسا کہ تیرا خیال ہے کہ تجھ سے تیرا رعب موت کو دفع کرتا ہے۔

وَقَدْ قَالَ رَبُّ الْعَرْشِ اَمْهِلْ فَاِنَّهُمْ　　بِكَيْدِيَ الْمَتِيْنِ لَا مُحَالَةَ دُمِّرُوْا

۴۵۶...... اور بے شک خدا نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ ایسے مکاروں کو ڈھیل دے۔ انجام کار تو میری مضبوط گرفت سے وہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

تَمَنَّيْتَ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ مُتَبِّرًا　　فَقَدْ كُنْتَ لِلْمَخْلُوْقِ ذِئْبًا يُدَعْثِرُ

۴۵۷...... تو نے تمنا کی کہ کاش وبا ملک میں پھیل کر ہلاک کرے تو بیشک خلائق کے لئے بھیڑیا ہے، جو ہلاک کرتا ہے۔

وَقَدْ جِئْتَ بِالطَّاعُوْنِ وَالْقَحْطِ وَالْوَبَا　　اَتَتْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ مِنْكَ تُغَبِّرُ

۴۵۸...... اور تو طاعون قحط وبا سب کو ساتھ لایا۔ یہی نشانیاں تیری ہیں جن سے تو لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ شعر ؎

قدم نا مبارک و مسعود
گر بدیہا رود برآرد دود

يَقُوْلُ بِاَنِّيْ ظِلُّ بَدْرٍ مُنَوَّرٍ　　عَجِبْنَا لَهٗ بِئْسَ الْفَتٰى كَيْفَ يَجْسُرُ

۴۵۹...... مرزا کہتا ہے بیشک میں آنحضرت کا ظل ہوں۔ ہمیں تعجب ہے کہ ایسا برا شخص آنحضرت ﷺ پر کیونکر جسارت کرتا ہے۔

وَاَمَّا نَبِيُّنَا فَقَدْ جَاءَ رَحْمَةً　　وَلٰكِنَّهٗ لِلْخَلْقِ سَبْعٌ غَضَنْفَرُ

۴۶۰...... حالانکہ ہمارے نبی کریم ﷺ تو تمام عالم کے لئے رحمت ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی تو خلائق کے لئے درندہ شیر ہے۔

وَهَمُّكَ فِي الدُّنْيَا وَحُزْنُكَ هَيِّنٌ　　وَلٰكِنْ هَوْلُ الْحَشْرِ اَدْهٰى وَاَكْبَرُ

۴۶۱...... اور دنیا میں تیرا غم والم تو آسان ہے۔ لیکن قیامت کے مصائب بہت ہی بڑے اور سخت ہیں۔

فَرِيْقٌ مِنَ الْاَشْرَارِ لَا يُنْكِرُوْنَ مَا　　تَقُوْلُ وَحِزْبُ اللّٰهِ لَا شَكَّ اَنْكَرُوْا

۴۶۲...... تو کہتا ہے کہ ایک جماعت نے میری بکواس کو مان لیا۔ مگر اللہ والوں نے بیشک انکار کردیا۔

وَاِنَّكَ كَذَّابٌ كَمَا اَنْتَ زَاعِمٌ　　لِاَنَّكَ يَوْمًا لَا مُحَالَةَ تُقْبَرُ

۴۶۳...... اور تو اپنے اس خیال خام میں کہ سچا مرتا نہیں، بیشک جھوٹا ہے کیونکہ تو ضرور ایک نہ ایک دن قبر میں داخل ہوگا۔

فَيَا مُدَّعِي الْاِعْجَازِ مَهْلًا وَلَا تَقُلْ　　اَتَتْكَ بَرَاءَةٌ تَلُوْحُ وَتَبْهَرُ

۴۶۴...... او مدعی اعجاز! ٹھہر جا اور جلدی نہ کر اور یہ مت کہہ کہ تیرے پاس خدا کے روشن برأت نامے آئے ہیں۔

وَلَا تَقْفُ اَمْرًا لَسْتَ تُدْرِکُ کُنْهَهٗ　　فَمَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِالرَّاْیِ یَکْفُرُ

۴۶۵...... اور ایسے امر کے پیچھے نہ پڑ جس کے حقیقت کا تجھے علم نہیں۔ کیونکہ جس نے خلاف امت اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی، وہ کافر ہے۔

وَمَنْ لَّمْ یُدَنَّسْ عِرْضُهٗ بِمَلَامَةٍ　　فَلَا السَّبُّ یُرْدِیْهِ وَلَا الْمَدْحُ یُبْطِرُ

۴۶۶...... اور جس کے دامن آبرو پر ملامت کا دھبہ نہ آئے اس کو نہ گالی کی پرواہ ہے اور نہ مدح کی خوشی۔

وَاِنَّ مَجَالَ السِّلْمِ وَالْحَرْبِ عِنْدَهٗ　　سَوَاءٌ فَفِیْ کُلِّ الْمَحَافِلِ یَحْضُرُ

۴۶۷...... اور ایسے شخص کے لئے صلح اور لڑائی دونوں ہی یکساں ہیں۔ اس لئے وہ تمام مجلسوں میں بیباکانہ حاضر ہوگا۔

تُظَاهِرُ بَالْاِصْلَاحِ فِی النَّاسِ سَالِکًا　　طَرِیْقَ ضَلَالٍ مَابِهِ الْغَیُّ تَنْشُرُ

۴۶۸...... بظاہر تو لوگوں میں اصلاح کی باتیں کرتا ہے۔ حالانکہ باطن میں ضلالت کا راستہ چلتا ہے جس سے گمراہی پھیلائے۔

وَشَتَّانَ مَابَیْنَ الضَّلَالَةِ وَالْهُدٰی　　لَدٰی مَنْ لَّهٗ عَقْلٌ بِهٖ یَتَبَصَّرُ

۴۶۹...... اور عاقل جو عقل سے کام لیتا ہے اس کے نزدیک ہدایت اور ضلالت میں آسمان اور زمین کا فرق ہے۔

وَمَا هُوَ اِلَّا کَاذِبٌ فِیْ ادِّعَائِهٖ　　وَکُلُّ کَذُوْبٍ لَا مَحَالَةَ یَخْسَرُ

۴۷۰...... اور قادیانی ضرور جھوٹا ہے اور ہر جھوٹا یقیناً گھاٹے میں رہے گا۔

وَمَا کُنْتَ اِلَّا فِی الضَّلَالَةِ خَائِبًا　　وَمَا اَنْتَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مُخَسَّرُ

۴۷۱...... اور تو نہیں ہے مگر ضلالت میں نقصان پانے والا اور نہیں ہے تو مگر ظالم یا خسارہ پانے والا۔

تَقُوْلُ اَنَا الْمَعْصُوْمُ یَا فَاقِدَ النُّهٰی　　نَعَمْ اَنْتَ مَعْصُوْمٌ عَنِ الْخَیْرِ مُدْحَرُ

۴۷۲...... او بے عقل! تو کہتا ہے کہ میں معصوم ہوں۔ ہاں بیشک تو نیکیوں سے ضرور محروم ہے۔

عَلَی الْاَرْضِ قَوْمٌ کَالسُّیُوْفِ فَاِنَّهُمْ　　اِذَا ذُقْتَ اَنْوَاعَ الرَّدٰی فَتُتَبَّرُ

۴۷۳...... زمین پر ایسی خدا پرست قوم بھی موجود ہے جس کی کاٹ تلواروں کی طرح ہے۔ وہی لوگ تجھے انواع واقسام کی ہلاکت کا مزہ چکھائیں گے تب تو ہلاک ہوگا۔

تَجَاوَزْتَ حَدَّ اللّٰهِ فِی ابْنِ حَبِیْبِہٖ　　کَاَنَّکَ فِی بُغْضِ الْحُسَیْنِ عُمَیْطِرُ

۴۷۴...... تو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سے گستاخی کر کے حد سے تجاوز کر گیا۔ گویا تو امام حسینؓ کے بغض میں عمیطر سفیانی ہے۔

اَعِنْدَکَ شَکٌّ فِی الْحُسَیْنِ وَفَضْلِہٖ　　عَلَی الْغَیْرِ حَتّٰی فِی کَلَامِکَ تَھْذَرُ

۴۷۵...... حضرت امام حسینؓ کی فضیلت جو دوسروں پر ہے کیا اس میں او مرزا تجھے شک ہے جو اپنے کلام میں ان کی شان مبارک میں بیہودہ گوئی کرتا ہے۔

حُسَیْنُ ابْنُ بِنْتِ الْمُصْطَفٰی اَفْضَلُ الْوَرٰی　　سِوٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ حَقًّا یُحَرَّرُ

۴۷۶...... حالانکہ حضرت امام حسینؓ تو جناب سرور کائنات ﷺ کے نواسے ہیں اور سوائے انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین کے تمام امت سے افضل ہیں۔

وَاَرْبَعَةٍ مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ جَدِّہٖ　　وَفِی غَیْرِ مَنْ حَرَّرْتُھُمْ فَھُوَ اَکْبَرُ

۴۷۷...... اور وہ خلفاء راشدین چار ہیں جو ان کے نانا کے اصحاب میں سب سے بہترین ہیں اور جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کے سوا حضرت امام حسینؓ سب سے افضل ہیں۔

فَاِنَّ حُسَیْنًا اَفْضَلُ النَّاسِ فِی الْوَرٰی　　وَطَھَّرَہُ الْمَوْلٰی وَمَنْ شَکَّ یَکْفُرُ

۴۷۸...... پس بیشک امام حسینؓ انبیاء کرام اور خلفاء راشدین کے سوا سب سے افضل ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں خدا نے ان کے لئے آیت تطہیر نازل کی اور جو اس میں شک کرے، وہ کافر ہے۔

وَلَیْسَ حُسَیْنٌ اَفْضَلُ الرُّسُلِ بَلْ وَلَا　　اَقُوْلُ شَفِیْعٌ فِی النَّبِیِّیْنَ یُؤْثَرُ

۴۷۹...... میں نہیں کہتا کہ امام حسین تمام انبیاء سے افضل ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ وہ شفیع الانبیاء ہیں۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ الْغَیُوْرِ عَلَی الَّذِیْ　　یَمِیْنُ بِاِطْرَاءٍ وَلَا یَتَدَبَّرُ

۴۸۰...... سن لو خدائے غیور کی ایسے شخص پر لعنت ہے جو اپنی مدح سرائی کر کے جھوٹ بکتا ہے اور سوچتا نہیں۔

تَقُوْلُ مَقَامِیْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ خَالِقِیْ　　یُحَمِّدُنِیْ مِنْ عَرْشِہٖ وَیُوَقِّرُ

۴۸۱...... تو کہتا ہے کہ جان لو میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔

وَحَاشَا اِلٰہِ الْعَرْشِ یَحْمَدُ کَافِرًا　　اَعَدَّ لَہُ النِّیْرَانَ فِیْھَا یُسَعَّرُ

۴۸۲...... خدائے عرش اس سے پاک ہے کہ ایسے کافر کی تعریف کرے۔ جس کے لئے دوزخ

بنایا ہے اور وہ اس میں جھونک دیا جائے گا۔

لَکَ النَّارُ مَاوٰی یَالَعِیْنُ اَتَبْتَغِیْ عُلُوًّا عَلَی ابْنِ الْمُصْطَفٰے یَا شَمَخْتَرُ

۴۸۳...... اولعین منحوس! تیرے لئے تو جہنم ہی ٹھکانا ہے۔ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے پر فضیلت چاہتا ہے۔

تُذَکِّرُنَا عَھْدَ الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلَا وَمَا اَنْتَ اِلَّا فِی الْکَلَامِ غَمَیْذَرُ

۴۸۴...... تو ہمیں امام حسین کا وہ زمانہ یاد دلاتا ہے جو کربلا میں گذرا اور اس بات میں تو محض بیہودہ گو ہے۔

اَتَزْعَمُ اَنَّ الْقَتْلَ یُزْرِیْ بِشَانِہٖ اَمَا تَسْتَحِیْ مِنْ جَدِّہٖ حِیْنَ تَفْجُرُ

۴۸۵...... کیا تیرا خیال یہ ہے کہ قتل ان کے شان عالی کے خلاف ہے۔ کیا تجھے جھوٹ بکتے ہوئے ان کے جد امجد آنحضرت ﷺ سے شرم نہیں آتی؟

تَدَبَّرْ اِذَا لَمْ تَدْرِیَا فَاقِدَ النُّھٰی وَلَا تَتَھَوَّرْ فِی الْکَلَامِ فَتَخْسَرُ

۴۸۶...... او بے عقل! سوچ سمجھ کر بات کر اور کلام میں بیباکی نہ کر۔ ورنہ خسارہ میں پڑے گا۔

فَاِنَّ حُسَیْنًا لَمْ یَکُنْ ذَادَنَاءَۃٍ فَیَرْضٰی بِدُنْیَاہُ الدَّنِیَّۃِ یَفْخَرُ

۴۸۷...... کیونکہ حضرت امام حسینؓ تیری طرح دنی الطبع نہ تھے۔ جو دنیا دنی پر فخر کرتے ہوئے راضی ہو جاتے اور یزید کی بیعت کر لیتے۔

وَلَوْلَمْ تَنِلْہُ الْمُوْبِقَاتُ لَدَی الْوَغٰی لَمَا نَالَ فِی الْاِنْعَامِ مَا لَیْسَ یُحْصَرُ

۴۸۸...... اور اگر امام حسینؓ کو لڑائی میں مصیبتیں پیش نہ آتیں تو انعامات کے کیونکر مستحق ہوتے۔ جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

فَدَعْ عَنْکَ ذَا الْجَھْلَ الْمُرَکَّبَ وَارْتَدِعْ وَاِلَّا فَفِیْ نَارِ الْجَحِیْمِ سَتُدْحَرُ

۴۸۹...... پس اپنے جہل مرکب کو چھوڑ اور اپنے دعویٰ باطل سے باز آ۔ ورنہ دوزخ کی آگ میں عنقریب تو پھینکا جائے گا۔

وَمَا تَدَّعِیْ کِذْبًا بِاَنَّکَ مُرْسَلٌ وَتُصْلِحُ قَوْمًا غَافِلِیْنَ وَتُنْذِرُ

۴۹۰...... اور دروغ گوئی سے جو اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ تو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ غافلوں کی اصلاح کرے اور ان کو ڈرائے۔

فَذٰلِکَ زُوْرٌ وَافْتِرَاءٌ وَجُرْاَۃٌ عَلَی اللّٰہِ یَا مَغْرُوْرُ سَوْفَ تُحَقَّرُ

۴۹۱...... او مغرور! یہ دروغ آرائی اور افتراء اور جرأت تیری درحقیقت خدا پر ہے۔ اب تو رسوا ہوگا۔

وَقَوْلُکَ اِنِّیْ قَدْ وَرِثْتُ مُحَمَّدًا   وَمَا اَنَا اِلَّا اٰلُہُ الْمُتَخَیَّرُ

۴۹۲...... اور تیرا یہ کہنا کہ بیشک میں محمد ﷺ کا وارث ہوں اور میں ہی ان کا برگزیدہ آل ہوں۔

کَذَبْتَ عَلَی الْمُخْتَارِ فِیْہِ فَلَا تَعُدْ   اِلٰی مِثْلِہٖ وَاحْذَرْ بِنَا لَکَ عُنْصُرُ

۴۹۳...... اس میں تو نے محمد ﷺ پر جھوٹ افتراء کیا ہے۔ خبردار ڈر اور ایسا نہ کہہ ورنہ تجھ پر سخت مصیبت آئے گی۔

وَھَلْ لَکَ اٰیَاتٌ تَدُلُّ عَلَی الَّذِیْ   تَقُوْلُ وَاِلَّا بِالضَّلَالَۃِ تَھْذُرُ

۴۹۴...... اور کیا تیرے پاس ایسی نشانیاں ہیں جو تیرے بیہودہ قول پر دلیل ہوں؟ ہرگز نہیں اور یہ تو اپنی گمراہی سے بیہودہ بکتا ہے۔

وَاِلَّا بِنَظْمِ الشِّعْرِ اُرْسِلْتَ مُعْجِزًا   عَلَیْکَ مِنَ الْجَبَّارِ لَعْنٌ مُّتَبِّرُ

۴۹۵...... اور صرف اشعار کہنے کے جھوٹے معجزہ سے تو رسول ہو گیا۔ تجھ پر خدائے جبار کی ایسی لعنت پڑے کہ ہلاک کر ڈالے۔

عَلَی الْمُصْطَفٰی فَضَّلْتَ نَفْسَکَ کَاذِبًا   فَذٰلِکَ تُوْھِیْنٌ وَاَنْتَ مُحَقَّرُ

۴۹۶...... اور آنحضرت ﷺ پر تو نے یہ کہہ کر (لہ خسف القمر) دعویٰ افضلیت کیا۔ حالانکہ تو جھوٹا ہے۔ یہ دعویٰ تیرا سردار انبیاء کی توہین ہے اور تو تو خوار ہی رہے گا۔

وَقُلْتَ کَلَامٌ مُّعْجِزٌ اٰیَۃٌ لَّہٗ   کَذٰلِکَ لِیْ قَوْلٌ عَلَی الْکُلِّ یَبْھَرُ

۴۹۷...... اور تو نے کہا کہ آنحضرت کے لئے جس طرح قرآن مجید معجزہ ہے اسی طرح میرا کلام بھی معجزہ ہے بلکہ سب پر غالب ہے۔

اَلَا اَیُّھَا الْمِرْزَا جَھُوْلٌ مُّزَوِّرٌ   وَمَا اَنْتَ اِلَّا فِی الضَّلَالِ مُخَسَّرُ

۴۹۸...... (سن لے) او مرزا! جاہل جھوٹے اور تو تو ضلالت کے تاریک گڑھے میں نقصان پانے والا ہے۔

تَنَبَّأْتَ جَھْلًا یَا سَفِیْہُ وَلَمْ تَخَفْ   مِنَ الْقَاھِرِ الدَّیَّانِ فِیْمَا تُحَرِّرُ

۴۹۹...... تو نے اپنی حماقت جہالت سے دعویٰ نبوت کیا اور خدائے قہار سے ایسے جھوٹ لکھنے میں کچھ بھی خوف نہ کیا۔

وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ الَّذِیْ   کَمَا جَاوَلِیُّ الدِّیْنِ فِی النَّاسِ یُظْھِرُ

۵۰۰...... اور تم اپنی مجلس میں وہ بدتہذیبی کرتے ہو جسے حکیم ولی الدین صاحب نے لوگوں میں بیان کیا تھا۔

عَجِبْتُ لِكَذَّابٍ وَّاِبْلِيْسُ اَصْلُهٗ وَصَلْصَالُهٗ مِنْ طِيْنِهٖ مُتَخَمِّرٗ

۵۰۱...... مجھے تعجب ہے کہ جس کذاب کی طینت ابلیس کی ہو اور جس کی مٹی ابلیس کے خمیر سے بنی ہو۔

يَقُوْلُ اِلَى الْمُخْتَارِ اَصْلِيْ يَنْتَمِيْ وَمِنْ طِيْنِهِ الْمَعْصُوْمِ طِيْنِيْ مُعَطَّرٗ

۵۰۲...... وہ کیونکر کہتا ہے کہ میری اصل آنحضرت ﷺ سے ہے اور ان کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔

يَقُوْلُ نَسِيْبُ الْمُصْطَفٰى ثُمَّ يَدَّعِيْ خِلَافَةَ عِيْسٰى اِنَّ هٰذَا لَفِتْكَرٗ

۵۰۳...... وہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ تو بڑی مصیبت ہے۔

يَقُوْلُ اُنَاسٌ بَايَعُوْنِيْ اَمَا دَرٰى بِاَنَّهُمْ فِى النَّارِ مَعَهٗ وَدُمِّرُوْا

۵۰۴...... وہ کہتا ہے کہ لوگوں نے میری بیعت کی۔ کیا یہ نہیں جانتا کہ وہ سب بھی اسی کے ساتھ دوزخ میں اکٹھے ہوں گے اور ہلاک کئے جائیں گے۔

فَاَكْبَرُ مَنْ قَدْ بَايَعُوْكَ اَشَرُّهُمْ وَاَعْقَلُهُمْ شَيْطَانُهُمْ وَهُوَ اَصْغَرٗ

۵۰۵...... اور تیرے مریدوں میں جو سب سے بڑا ہے وہی زیادہ شریر ہے اور جو سب سے عاقل وہی سب کا شیطان ہے اور حقیقت میں وہ خوار ہے۔

وَهَلْ يُلْفَ فِيْهِمْ ذُوْصَلَاحٍ وَاِنَّهُمْ طَغَوْا فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ بَغْيًا وَّاَكْثَرُوْا

۵۰۶...... کیا ان میں کوئی صالح متقی ہے؟ بیشک انہوں نے باغی ہو کر خدا کے ملک میں فساد پھیلایا اور اس میں بہت بڑھ گئے۔

اِذَا كُنْتَ مَنْ يَّبْغِى الْخُمُوْلَ مِنَ الصِّبَا وَاِنْ جَاءَكَ الزُّوَّارُ عَنْهُمْ تُصَعِّرٗ

۵۰۷...... جب کہ لڑکپن سے تو گمنامی کا خواہاں تھا اور اگر تیرے پاس زائرین آئے تو تو نے ان سے منہ پھیر لیا۔

فَمُذْجَاءَكَ الْمَلْعُوْنُ اِبْلِيْسُ زَائِرًا وَاَغْرَاكَ هَلَّا عَنْهُ اَعْرَضْتَ تَنْفِرٗ

۵۰۸...... تو جب ابلیس لعین تیری زیارت کو آیا اور تجھے برانگیختہ کیا تو کیوں نہیں تو نے اس سے نفرت کر کے منہ پھیر لیا۔

وَاِلَّا لِحَظِّ النَّفْسِ بَادَرْتَ طَائِعًا وَاَظْهَرْتَ بِالْفَحْشَاءِ مَا كُنْتَ تُضْمِرٗ

۵۰۹...... اور محض نفسانی خواہش سے تو نے اس کی فرمانبرداری میں جلدی کی اور تو نے وہ گندگیاں ظاہر کیں جن کو تہ دل میں چھپایا تھا۔

ضَلَالُکَ لَمْ یُدْرِکْہُ غَیْرِیْ وَاِنَّنِیْ سَاُبْدِیْ مَسَاوِیکَ الَّتِیْ اَنْتَ تَسْتُرُ

۵۱۰...... میرے سوا تیری گمراہی کو کسی نے معلوم نہ کیا اور بیشک میں تیری ان برائیوں کو ظاہر کروں گا جن کو تو چھپاتا ہے۔

مَضٰی وَقْتُ نَضْوِ الْمُرْھِفَاتِ وَدَکْوِھَا وَلٰکِنْ بِبُرْھَانٍ مِنَ اللّٰہِ تُنْحَرُ

۵۱۱...... تلواروں کے کھینچنے اور ران سے زخمی کرنے کا زمانہ گذر گیا۔ مگر خدا کی قوی دلیلوں سے تو ذبح کیا جائے گا۔

وَلِلّٰہِ سُلْطَانٌ وَجُنْدُ مَلَائِکٍ شِدَادٍ عَلٰی مَنْ بِالرِّسَالَۃِ یَکْفُرُ

۵۱۲...... اور اللہ ہی کو غلبہ ہے اور اس کی فوج ملائکہ کو جو منکر رسالت پر نہایت سخت ہیں۔

اِذَا مَا عَلِیٌّ جَاءَ لِلْبَحْثِ طَالِبًا فَطَیُّکَ کُتُبَ الْبَحْثِ عَجْزَکَ یُظْھِرُ

۵۱۳...... جب کہ مولوی علی حائری مناظرہ کے لئے تیرے پاس آئے تو تیرا کتب مناظرہ کو بند کرنا تیری عاجزی کو ظاہر کرتا ہے۔

تَفَوَّھْتَ جَھْرًا بِالضَّلَالِ وَلَمْ تَخَفْ عِقَابًا مِنَ الْجَبَّارِ فِیْمَا تُزَوِّرُ

۵۱۴...... تو نے گمراہی کا شور مچایا اور اپنے فریب میں خدائے قہار کے غضب سے نہ ڈرا۔

فَیَا مُبْغِضَ ابْنَیْ بِنْتِ اَفْضَلِ مُرْسَلٍ بِمَا ذَا تُلَاقِیْ جَدَّہٗ یَوْمَ تُحْشَرُ

۵۱۵...... اور افضل الرسل کے نواسوں سے بغض رکھنے والے! قیامت کے دن ان کے نانا محمد ﷺ سے کس منہ سے ملے گا۔

تَجَرَّأْتَ فِیْ شَتْمِ الْحُسَیْنِ وَلَمْ تَخَفْ کَاَنَّکَ غُوْلٌ فَاقِدُ الْعَقْلِ اَعْوَرُ

۵۱۶...... امام حسینؓ کو گالی دینے میں تو نے جرأت شنیعہ کی اور کچھ خوف نہ کیا۔ گویا تو کانا دیوانہ ہے۔

وَاَنْکَرْتَ قَوْلَ الْمُصْطَفٰی وَحَدِیْثَہٗ وَمُنْکِرُ اَخْبَارِ النَّبِیِّ یُکَفَّرُ

۵۱۷...... اور تو نے آنحضرت ﷺ کی حدیثوں کا صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ آپ کے حدیثوں کے منکر کی تکفیر صحیح اور درست ہے۔

اَلَمْ تَخْشَ رَبَّ الْخَلْقِ یَا مُدَّعِی الْھُدٰی وَاَنْتَ مُصِرٌّ بِالضَّلَالِ مُشَمِّرٌ

۵۱۸...... او ہدایت کے مدعی! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے؟ اور ضلالت پر اصرار کرتا ہے اور اس کے پھیلانے کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔

وَقَدْ قُلْتَ مِنْکُمْ یَاْتِیَنَّ اِمَامُکُمْ وَذٰلِکَ فِی الْقُرْاٰنِ نَبَاءٌ مُکَرَّرٌ

۵۱۹...... اور تو نے قد قیل منکم کہا ہے یعنی تم سن چکے کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا اور یہ خبر تو

قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے۔

اَجِئْنِیْ اَیَا اِبْلِیْسُ اَنْتَ مُعَجِّلا　　اَھٰذَا حَدِیْثٌ اَمْ قُرْاٰنٌ مُطَھَّرٌ

۵۲۰...... او ابلیس! تو جلد بتا تو سہی کہ امامکم منکم حدیث ہے یا کلام پاک ہے۔

لَقَدْ قَالَ خَیْرُ النَّاسِ بَدْرُ الدُّجٰی لَنَا　　وَیَاْتِیْکُمْ مِنْکُمْ اِمَامٌ فَاَبْشِرُوْا

۵۲۱...... بیشک امت میں سے بہترین محمد ﷺ نے ہمیں فرمایا ہے کہ تمہارا امام تمہیں میں ہوگا۔ پھر خوش ہو۔

وَفَرَّقَکُمْ مِنَّا النَّبِیُّ بِمِنْکُمْ　　وَاَخْرَجَکُمْ لَیْسُوْا بِمِنَّا فَفَکِّرُوْا

۵۲۲...... اور نبی ﷺ نے منکم فرما کر آپ کی جماعت کو ہم سے الگ کر دیا۔ کیونکہ آپ کی جماعت ہم سے الگ ہے۔ پس سوچو!

اَتَانِیْ کِتَابٌ مِنْکَ فِیْهِ قَصِیْدَةٌ　　حَوَتْ مِنْ رَدِیِّ الشِّعْرِ مَا لَیْسَ یُذْکَرُ

۵۲۳...... مجھے ایک کتاب تیری ملی جس میں ایک ایسا قصیدہ تھا جس کے برے اشعار ذکر کرنے کے لائق نہیں۔

یُسَارِیْ بِھَا اَھْلَ الْقَرِیْضِ وَیَدَّعِیْ　　بِذٰلِکَ اِعْجَازًا بِهٖ جَاءَ یَبْطُرُ

۵۲۴...... اور مرزا اسی قصیدہ پر شعراء کا مقابلہ اور اسی پر اعجاز کا دعویٰ کرتا ہے، اور لطف یہ ہے کہ اس جہل مرکب پر اتراتا ہے۔

وَلَمْ اَرَ فِیْھَا مُعْجِزًا غَیْرَ مَا حَوَتْ　　مِنَ اللَّحْنِ وَالْاَغْلَاطِ اِذْ لَیْسَ یُحْصَرُ

۵۲۵...... حالانکہ میں نے اس قصیدہ میں بیشمار غلطیوں کے سوا اور کوئی معجزہ نہ دیکھا۔

وَذٰلِکَ اِعْجَازٌ بِهٖ اَعْجَزَ الْوَرٰی　　وَقَدْ یُعْجِزُ الْخَیَّاطَ ثَوْبٌ مُقَفَّرُ

۵۲۶...... اور اسی انوکھے اعجاز سے آپ نے تمام مخلوقات کو اس طرح عاجز کر دیا۔ جس طرح موٹا خراب کپڑا درزی کو سینے سے عاجز کر دیتا ہے۔

تَقُوْلُ فِیْھَا اَنَّهٗ جَاءَ مُرْسَلًا　　مِنَ اللّٰهِ حَقًّا لِلْخَلَائِقِ یُنْذِرُ

۵۲۷...... وہ اس قصیدہ میں دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے مخلوقات کے لئے سچا رسول اور ڈرانے والا ہوں۔

وَعَمَّاهُ جَھْلٌ ثُمَّ فِسْقٌ وَبَعْدَذَا　　فُجُوْرٌ وَمَالٌ ثُمَّ حِرْصٌ مُتَبَّرُ

۵۲۸...... اسے جہل اور فسق و فجور و مال اور حرص نے اندھا کر دیا ہے۔

وَمَا ھُوَ اِلَّا کَاذِبٌ وَابْنُ کَاذِبٍ　　عَلَیْهِ مِنَ الْجَبَّارِ لَعْنٌ مُکَرَّرُ

۵۲۹...... مرزا قادیانی نہیں تھا مگر جھوٹا اور جھوٹے کا بیٹا۔ اس پر خدائے جبار کی طرف سے مہلک لعنت پڑے۔

تَقُوْلُ اَنِّیْ نَائِبُ اللّٰهِ فِی الْوَرٰی　　عَجِبْتُ لَهٗ بِالْاِفْتِرَا کَیْفَ یَجْسُرُ

۵۳۰...... وہ کہتا ہے کہ میں مخلوقات کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ مجھے اس کے افتراء پر سخت تعجب ہے۔ کیونکر ایسی دلیری کرتا ہے۔

لَنَطَقْتَ بِزُوْرٍ اَیُّهَا الْغُوْلُ شِقْوَةً　　اَهٰذَا هُوَ الْاِسْلَامُ یَا مُتَکَبِّرُ

۵۳۱...... او دیو! تو شقاوت سے جھوٹ بکتا ہے۔ کیا یہی سچا اسلام ہے۔ او متکبر!

تَعَالَی اِلٰهُ الْعَرْشِ عَمَّا تَقُوْلُهٗ　　وَکُلُّ شَقِیٍّ لَا مَحَالَةَ یُزْجَرُ

۵۳۲...... تو جو کچھ بکتا ہے خدا اس سے برتر اور پاک ہے اور ہر شقی قیامت کے دن ڈانٹ بتایا جائے گا۔

اَاَرْسَلَکَ الشَّیْطَانُ فِی النَّاسِ نَائِبًا　　لِتُفْسِدَ عَنْهُ فِی الْوَرٰی وَتُدَعْثِرُ

۵۳۳...... کیا شیطان نے لوگوں میں تجھے اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ تا کہ تو اس کی طرف سے دنیا میں فساد پھیلا کر لوگوں کو ہلاک کرے۔

وَسَوْفَ تَرٰی مَا تَدَّعِیْهِ مِنَ الْهُدٰی　　اَیُجْدِیْکَ نَفْعًا فِیْ لَظٰی حِیْنَ تُدْحَرُ

۵۳۴...... اور جس ہدایت کا تو دعویٰ کرتا ہے عنقریب اسے دیکھ لے گا۔ کیا اس وقت وہ تجھے کچھ نفع دے گی جب تو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

وَیُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ یَوْمَ لِقَائِهٖ　　مَنِ الْمُدَّعِیْ زُوْرًا وَمَنْ ذَا الْمُطَهَّرُ

۵۳۵...... اور خدا تجھے اپنے ملنے کے دن بتا دے گا کہ کون جھوٹا ہے اور کون جھوٹ کی آلودگی سے پاک ہے۔

اَلَا اِنَّ وَقْتَ الدَّجْلِ وَالزُّوْرِ قَدْ اَتٰی　　وَجَاءَتْ اَمَارَاتُ الْقِیَامَةِ تَظْهَرُ

۵۳۶...... سن لو! فریب اور جھوٹ کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا اور قیامت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

فَیَا اَیُّهَا الدَّجَّالُ خَفْ رَبَّکَ الَّذِیْ　　یَشُجُّ رُؤُسَ الْمُعْتَدِیْنَ وَیَقْهَرُ

۵۳۷...... او دجال! تو اس خدا سے ڈر جو غالب ہے اور قیامت میں گنہگاروں کا سر کچل دے گا۔

تَرَکْتَ طَرِیْقَ الْحَقِّ فِی ابْنَیْ مُحَمَّدٍ　　وَاٰذَیْتَ خَیْرَ الْخَلْقِ یَا مُتَهَوِّرُ

۵۳۸...... تو نے رسول اللہ کے نواسوں کے برا کہنے میں حق کا راستہ چھوڑ دیا۔ او دلیر! تو نے خیر الخلائق آنحضرت ﷺ کو اذیت دی۔

فَاِیَّاکَ وَالتَّوْهِیْنَ وَالسَّبَّ وَالقِلٰی   وَمَنْ جَاءَ تَحْقِیْرًا بِهِمْ فَمُحَقَّرٌ

۵۳۹...... اب بھی تو ان کی اہانت اور گالی دینے اور بغض سے باز آ جا اور جو شخص اپنے خبث باطنی سے ان کی تحقیر کرے گا وہ رسوا ہوگا۔

وَحَاشَا اِلٰهِ الْخَلْقِ یُکْرِمُ فَاسِقًا   اَیَا کَاذِبَ الْحَلَافِ سَوْفَ تُتَبَّرُ

۵۴۰...... اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کسی فاسق کی عزت کرے او جھوٹے قسم کھانے والے! تو اب تباہ ہوگا۔

وَفِی الْاَرْضِ اَشْخَاصٌ کِبَارٌ وَخَیْرُهُمْ   رِجَالٌ اَهَانُوا الْکَیْذَبَانَ وَکَفَّرُوْا

۵۴۱...... اور دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہیں۔ مگر سب سے بہتر وہی ہیں جنہوں نے قادیانی کی اہانت اور تکفیر کی۔

وَاَنْتَ مُصِرٌّ بِالضَّلَالِ مُکَاثِرٌ   وَشَرُّ خِصَالِ الْمَرْءِ کِذْبٌ یُکَرَّرُ

۵۴۲...... تو ضلالت پر مصر اور اس کو پھیلانے والا ہے اور سب سے بری خصلت انسان کی یہ ہے کہ بار بار جھوٹ بولے۔

کَتَبْتَ لَکَ الْوَیْلَاتُ فِیْمَا کَتَبْتَهٗ   وَتَبَّتْ یَدٌ تُغْوِی الْاَنَامَ وَتَهْذِرُ

۵۴۳...... تو نے جو کچھ لکھا ہے اس میں تیرے لئے خرابیاں ہوں اور ٹوٹ جائے وہ ہاتھ جو لوگوں کو گمراہ کرے اور تو بیہودہ بکتا ہے۔

فَتُبْ وَاتَّقِ الْقَهَّارَ رَبَّکَ وَاخْشَهٗ   وَمَا تَدَّعِیْ زُوْرًا فَبِاللَّعْنِ تُحْسَرُ

۵۴۴...... تو اب توبہ کر لے اور خدائے قہار سے ڈر اور اس کے عذاب سے بچ اور جھوٹا دعویٰ نہ کر ورنہ لعنتوں سے کچلا جائے گا۔

وَلَا تَقْفُ اَمْرًا لَسْتَ تُدْرِکُ کُنْهَهٗ   فَتُبْتَلٰی بِاَنْوَاعِ الْبَلَا وَتُتَبَّرُ

۵۴۵...... اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کی حقیقت کا تجھے علم نہیں۔ ورنہ انواع واقسام کی بلا میں مبتلا کر کے ہلاک کیا جائے گا۔

وَلَا تَتَعَرَّضْ لِلْحُسَیْنِ فَاِنَّهٗ   لَیُؤْذِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا مُتَهَوِّرُ

۵۴۶...... او بے باک امام حسینؓ سے تعرض نہ کر۔ کیونکہ یہ بات رسول خدا ﷺ کو تکلیف دیتی ہے۔

وَدَعْوَاکَ فِیْهِ اَنَّهٗ کَانَ عَاجِزًا   اِلٰی عَجْزِ رَبِّ الْخَلْقِ یُفْضِیْ فَتَکْفُرُ

۵۴۷...... اور تیرا یہ دعویٰ کہ حضرت امام حسینؓ عاجز تھے، تجھے خدا کے عجز تک پہنچاتا ہے۔ دیکھ تو کافر ہوا چاہتا ہے۔

وَحَاشَا اِلٰهِ الْعَرْشِ اَنْ یَّکُ عَاجِزًا   وَلٰکِنْ قَضَاءُ اللّٰہِ فِیْنَا مُقَدَّرٌ

۵۴۸...... حالانکہ خدا کی ذات اس سے پاک اور منزہ ہے کہ وہ عاجز ہو۔ مگر خدا کی قضا ٹلتی نہیں۔

عَلَا اَنَّـهُ لِلْمَوْتِ لَمْ یَکُ کَارِهًا   وَلَمْ یَکُ مَوْتُ الْمَرْءِ مِمَّا یُحَقِّرُ

۵۴۹...... علاوہ اس کے یہ بات بھی ہے کہ امام حسینؓ ہرگز موت سے کارہ نہ تھے اور نہ موت سے آدمی کی تحقیر ہوتی ہے۔

وَلَا سِیَّمَا مَنْ بِالشَّهَادَةِ خَصَّهُ   اِلٰـهٌ کَرِیْمٌ بِالْمَکَارِمِ یَغْمُرُ

۵۵۰...... خصوصاً اس کی موت جس کو خدائے کریم نے اپنی حسانات سے مرتبہ شہادت سے ممتاز اور مشرف کیا ہو۔

وَاَمَّا بَلَا الدُّنْیَا فَاَعْظَمُ مَا بِهٖ   یَنَالُ الْفَتٰی اَوْجَ الْمَعَالِیْ وَیَفْخَرُ

۵۵۱...... لیکن دنیا کی بلا تو جتنی زیادہ ہوں گی اتنا ہی نیک آدمی اس پر صبر کر کے مراتب عالیہ پائے گا اور اس پر فخر کرے گا۔

وَلَمْ یَخْلُ فِعْلُ اللّٰهِ عَنْ حِکْمَةٍ بِهَا   یُضِلُّ وَیَهْدِیْ وَالشَّقَاءُ یُقَدَّرُ

۵۵۲...... اور اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ حکمت ہی سے بعضوں کو گمراہ کرتا ہے اور بعضوں کو ہدایت۔

وَحَسْبُکَ مَا اَوْرَدْتُـهُ مِنْ اَدِلَّةٍ   اِذَا کُنْتَ مِمَّنْ فِی الْاُمُوْرِ یُفَکِّرُ

۵۵۳...... او مرزا قادیانی! اگر تجھے کچھ بھی غور و فکر کا مادہ ہے تو تیرے رد میں جو دلیلیں میں نے بیان کیں ہیں، وہ کافی ہیں۔

وَشَتَّانَ مَا بَیْنَ الْحُسَیْنِ وَبَیْنَ مَنْ   یُضِلُّ الْوَرٰی بَغْیًا وَفِی النَّاسِ یَسْحَرُ

۵۵۴...... اور حضرت امام حسینؓ میں اور اس شخص میں جو بغاوت اور سحر سے لوگوں کو گمراہ کرے زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فَاِنَّکَ یَا مَلْعُوْنُ فِی النَّارِ خَالِدٌ   وَذٰلِکَ بِالْجَنَّاتِ حَقًّا مُبَشَّرٌ

۵۵۵...... او ملعون مرزا! تو بیشک جہنم میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور امام حسینؓ کو صحیح بشارت جنت کی مل چکی ہے۔

نَسِیْتَ جَلَالَ اللّٰهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلٰی   وَغَادَرْتَ نَهْجَ الْحَقِّ لِلْحَقِّ تُنْکِرُ

۵۵۶...... تو خدا کی عظمت اور بزرگی اور بلندی کو بھول گیا اور انکار کرتے ہوئے حق کے وسیع راستہ کو چھوڑ دیا۔

وَاِنْ کَانَ ھٰذَا الزُّوْرُ فِی الدِّیْنِ جَائِزًا فَبِا للّغو رُسُلُ اللّٰہِ فِی النَّاسِ یَعْثِرُوْا

۵۵۷...... اور اگر یہ جھوٹ دین میں جائز ہوتا تو انبیاء علیہم السلام محض لغو بیکار ظاہر ہوئے۔

وَاَیُّ صَلَاحٍ جِئْتَنَا بِضِیَائِہٖ وَھَلْ لِلدُّجَی الْاِضْلَالِ صُبْحٌ فَیُسْفِرُ

۵۵۸...... اور تو کون سی نیکی کی روشنی لے کر ہمارے پاس آیا ہے۔ وہ کیا گمراہ کرنے والوں کے لئے صبح ہے جو اسے روشن کر دے۔

وَکَاَیِنْ مِنَ الْاٰیَاتِ قَدْ مَرَّ ذِکْرُھَا وَمَا ھِیَ اِلَّا عَنْ ضَلَالِکَ تُخْبِرُ

۵۵۹...... اور بہت سی نشانیاں تیری ہیں جن کا ذکر اوپر گزرا ہے۔ مگر سب کی سب تیری گمراہی کی خبر دیتی ہیں۔

وَھَلْ مِنْ شُئُوْنِ الْاَنْبِیَاءِ بِاَنَّھُمْ بِحِیْلَۃِ نَظْمِ الشِّعْرِ فِی النَّاسِ اَمْکَرُوْا

۵۶۰...... اور کیا انبیاء علیہم السلام کی شان کے یہ مناسب ہے کہ وہ نظم اشعار کے حیلہ سے لوگوں میں مکر کا دام پھیلائیں۔

تَقُوْلُ لَنَا بَعْدَ التَّجَارِبِ حِیْلَۃً لِنَکْتُبَ اَشْعَارًا بِھَا الْاٰیَ تُشْعَرُ

۵۶۱...... تو کہتا ہے "نحن لنا" یعنی ہمیں بہت سے تجربوں کے بعد یہ حیلہ ہاتھ آیا ہے کہ ہم ایسے اشعار لکھیں جن سے تو نشانیوں کو معلوم کر لے۔

فَھٰذَا ھُوَا لتَّبْکِیْتُ مِنْ فَاطِرِ السَّمَا عَلَیْکَ وَمِنْ فَرْطِ الْعَمٰی لَیْسَ تَشْعُرُ

۵۶۲...... پھر تیرے اشعار میں اس قدر غلطیوں کا ہونا خدا کی طرف سے تیری شکست ہے۔ مگر تو فرط حماقت سے سمجھتا ہی نہیں۔

وَھٰذَا ھُوَالْاِفْحَامُ اِنْ کُنْتَ عَالِمًا بِمَعْنَی الَّذِیْ قَدْ قُلْتَہٗ حِیْنَ تَھْذِرُ

۵۶۳...... اور اگر تجھے اپنی بیہودہ بکواس کا کچھ علم ہے تو یہ تیری شکست فاش ہے۔

فَاِنْ عُدتَّ لِلتَّزْوِیْرِ یَا ابْنَ تَصَلُّفٍ فَھٰذَا عَلٰی بَطْنِ الْمُکَذِّبِ خَنْجَرُ

۵۶۴...... اولاف زن کے بیٹے! پھر اگر دوبارہ تو نے دروغ آرائی کی تو یاد رکھ یہ دروغ تجھ جیسے جھوٹے کے پیٹ پر خنجر ہوگا۔

وَلَعْنَۃُ رَبِّیْ کُلَّ حِیْنٍ وَّسَاعَۃٍ عَلٰی کُلِّ کَذَّابٍ کَمِثْلِکَ یَفْجُرُ

۵۶۵...... اور اس جھوٹے پر جو تیری طرح علے الاعلان جھوٹ بکے خدا کی ہزاروں لعنتیں ہر وقت اور ہر گھڑی پڑتی رہیں۔

وَاِنْ کَانَ حَقًّا کُلُّ مَاجِئْتَ تَدَّعِیْ وَمَا اَنْتَ فِیْ دَعْوَی الصَّلَاحِ مُزَوِّرٌ

۵۶۶...... اگر تو جن کا دعویٰ کرتا ہے وہ سب سچ ہیں اور اپنے دعویٰ میں تو جھوٹا نہیں ہے۔

فَمَا لَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ تَهْدِیْ وَاِنَّهٗ ۔ لِاَهْلِ الصَّلَاحِ کُلُّ عُسْرٍ مُیَسَّرٗ

۵۶۷...... پھر تجھ میں ہدایت کرنے کی استطاعت کیوں نہیں ہے۔ حالانکہ ہادی کے لئے تمام دشواریاں آسان ہیں۔

وَلٰکِنْ عَمَاکَ اللّٰهُ عَمَّا تَقُوْلُهٗ ۔ فَمَرْجِعُ مَعْنَاهُ عَلَیْکَ وَیَبْهَرُ

۵۶۸...... لیکن تجھ کو تیرے بیہودہ اقوال سے خدا نے اندھا کر دیا ہے۔ پس جو تو دوسروں کو کہتا ہے اس کے معنے تجھی پر لوٹ آتے ہیں۔

لَعُمْرِیْ لَقَدْ شَجَّتْ قَفَاکَ رِسَالَتِیْ ۔ وَاِنْ مُتَّ لَا یَاتِیْکَ عَوْنٌ مُعَزِّرٗ

۵۶۹...... مجھے اپنی عمر کی قسم! میرے اس رسالہ نے تیری گردن توڑ دی اور اگر تو مر گیا تو تیرے پاس ہرگز کوئی مددگار نہ آئے گا۔

فَابْشِرْ وَبَشِّرْ کُلَّ مَنْ بِکَ یَاْتَسِیْ ۔ بِنَارِ لَظٰی فِیْهَا جَمِیْعًا تُسَعَّرُ

۵۷۰...... تو بھی خوش ہو اور اپنے متبعین کو بھی خوشخبری دے دے۔ جہنم کے آگ کی جس میں سب کے سب جھونکے جاؤ گے۔

وَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا ۔ تُعَدُّ اَدِیْبًا اَوْ بِشِعْرِکَ تَفْخَرُ

۵۷۱...... اور اگر تو تمام پورب اور پچھم میں ادیب شمار کیا جاتا ہے اور اپنے اشعار پر فخر کرتا ہے۔

فَاِنِّیْ اَرَی الْاَطْفَالَ فِی الْحَیِّ وَالنِّسَا ۔ یُجِیْدُوْنَ فِیْ نَظْمِ الْقَرِیْضِ وَاَکْثَرُوْا

۵۷۲...... تو میں دیکھتا ہوں کہ لڑکے اور عورتیں بھی عمدہ عمدہ نظمیں کہہ لیتی ہیں اور مشاعرہ میں غالب آتی ہیں۔

وَمُذْ قِیْلَ اِنَّ ابْنَ اللَّئِیْمَةِ شَاعِرٌ ۔ فَیَا شِعْرُ مُتْ اِنَّ الرَّدٰی بِکَ اَجْدَرُ

۵۷۳...... اور جب کہ تجھ جیسے کو شاعر کہا گیا تو میں کہتا ہوں کہ اے شعر تو مر جا کیونکہ ایسی شاعری سے تو تیرے لئے ہلاکت بہتر ہے۔

اَشِعْرُکَ هٰذَا شِعْرُ عِلْمٍ وَحِکْمَةٍ ۔ وَاِلَّا بِاَهْلِ الْفَنِّ یَا اِبْنُ تَسْخَرُ

۵۷۴...... کیا تیرے ان اشعار میں کچھ بھی علم و حکمت ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اے غلام بچے تو شاعروں سے مسخرہ پن کرتا ہے۔

فَفِی اللَّفْظِ وَالتَّرْکِیْبِ وَالْوَزْنِ فَاسِدٌ ۔ قَبِیْحٌ وَمَعْنَاهُ رَدِیٌّ مُغَیَّرُ

۵۷۵...... یہ تیرے اشعار لفظ اور ترکیب اور وزن میں فاسد اور قبیح ہیں اور ان کے معنے نہایت

ردی اور برے ہیں۔

وَقَوْلُکَ ھٰذَا اٰیَۃٌ تُفْحِمُ الْعِدَی   بِعَجْزِکَ یُنْبِیْ بَلْ بِجَھْلِکَ یُخْبِرُ

۵۷۶...... اور تیرا یہ کہنا کہ یہ قصیدہ ایسی نشانی ہے جو دشمنوں کو مغلوب اور ساکت کر دے گا مگر میں کہتا ہوں کہ اس کا الٹا ہو گیا۔ یعنی یہ قصیدہ تو تیرے عجز کو بتلاتا ہے۔ بلکہ تیرے جہل کی خبر دیتا ہے۔

فَدَعْ ذِکْرَکَ الْاِعْجَازَ فِی الشِّعْرِ وَارْتَدِعْ   وَفَکِّرْ بِنُوْرِ الْقَلْبِ فِیْمَا اُکَرِّرُ

۵۷۷...... اور تو جو اپنے اشعار میں اعجاز کا ذکر کرتا ہے اسے چھوڑ دے اور باز آ جا اور میں جو بار بار کہتا ہوں نور قلب سے اس کو سوچ۔

لَکَ الذُّلُّ فِی الدُّنْیَا وَاَنْفُکَ رَاغِمٌ   وَکُلُّ کَذُوْبٍ لَا مَحَالَۃَ یَخْسَرُ

۵۷۸...... دنیا میں بھی تجھے ذلت ہے اور تو فلکا ہے اور اسی طرح تمام جھوٹے ضرور خسارہ اٹھائیں گے۔

عَلَاکَ بِسَیْفِ الْحَقِّ شِعْرِیْ مُبَارِزًا   وَقَلْبُکَ مِمَّا فِیْہِ قِطَعًا یُفَطَّرُ

۵۷۹...... میرے ان اشعار نے حق کی تلوار سے تیرا مقابلہ کیا اور اس کے زد سے یقیناً تیرا دل پارہ پارہ ہو گیا۔

وَقَدْ جَاءَ نُوْرُ الْحَقِّ لِلنَّفْیِ مَا جِئَا   فَاَبْطَلَ سِحْرَ الْمُعْتَدِیْنَ وَخَسِرُوْا

۵۸۰...... اور بیشک گمراہی کے مٹانے کو خدا کی روشنی پہنچ گئی اور ظالموں کے جادو کو باطل کر دیا اور وہ خسارہ میں پڑ گئے۔

وَفِی النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ تَمَّتْ قَصِیْدَۃٌ   اَتَیْتَ بِھَا زُوْرًا عَلَی اللّٰہِ تَجْسُرُ

۵۸۱...... اور تیرا وہ قصیدہ نصف شعبان میں تمام ہوا تھا جس میں تو نے جھوٹ کا طومار باندھا تھا اور خدا پر جسارت کی تھی۔

وَقَدْ طَبَعَ الْمَوْلٰی عَلٰی قَلْبِکَ الشَّقَا   فَبَادَرْتَ فِیْ طَبْعِ الْقَصِیْدَۃِ تَبْطُرُ

۵۸۲...... اور بے شک خدا نے تیرے دل پر مہر شقاوت لگادی۔ اس لئے تو نے اترا کر قصیدہ کے چھاپنے میں جلدی کی۔

وَیَا حَبَّذَا فِیْہِ تَصَادُفُ طَبْعِھَا   فَاِنَّ الشَّقَا وَالسَّعْدُ فِیْہِ یُقَدَّرُ

۵۸۳...... اور تیری جہالت کے اظہار کے لئے اس وقت اس کا چھپنا کیا ہی خوب ہوا۔ بیشک شقاوت اور سعادت خدا کی طرف سے ہے۔

وَیَا نِعْمَ مَا اَعْدَدْتَہٗ مِنْ فَظَائِعٍ   لِیَوْمٍ بِہٖ کُلُّ الْخَلَائِقِ تَحْضُرُ

۵۸۴...... اور تو نے کیا اچھا برائیوں کا انبار اس دن کے لئے تیار کر رکھا ہے جس دن تمام خلائق حاضر ہوگی۔

رَمَیْتَ لِتَغْتَالَ الْاَنَامَ بِفِتْنَۃٍ وَلٰکِنْ رَمَاکَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۵۸۵...... تو نے باطل اور جھوٹ کا جال پھینکا کہ لوگوں کو اپنے فتنہ سے ہلاک کرے۔ لیکن خدا نے اپنا تیر مار کر تجھے ہلاک کر دیا اور اللہ بہت بڑا ہے۔

وَاَقْدَرَنِیْ رَبِّیْ لِرَدِّکَ مِنَّۃً فَبَادَرْتُ فِیْ نَظْمِ الْجَوَابِ اُحَرِّرُ

۵۸۶...... اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل واحسان سے تیرے رد کرنے کی قدرت دے دی۔ پھر میں نے جلدی سے نظم میں جواب لکھ دیا۔

وَمَا اَنَا مِمَّنْ فِی الْقَرِیْضِ لَہٗ یَدٌ وَلَا النَّظْمُ مِنْ دَابِیْ وَلَا اَنَا اَنْثُرُ

۵۸۷...... اور میں ان لوگوں میں نہیں ہوں۔ جن کو شاعری میں ید طولیٰ ہے اور نہ شاعری میرا شیوہ ہے اور نہ نثار ہوں۔

وَلٰکِنَّنِیْ مُذْ رُمْتُ رَدَّکَ لَمْ اَزَلْ بِعَوْنٍ مِنَ الرَّحْمٰنِ فِی النَّظْمِ اُظْفَرُ

۵۸۸...... لیکن خدا کی مدد سے جب سے میں نے تیرے قصیدہ کا جواب نظم میں شروع کیا ہے۔ ہمیشہ فتح یاب ہوتا رہا۔

وَھٰذَا دَلِیْلٌ لِّیْ عَلٰی صِدْقِ دَعْوَتِیْ وَتَکْذِیْبِ مَا اَوْرَدْتَ وَالْحَقُّ یَبْھَرُ

۵۸۹...... اور یہ میرے دعوے کے صدق اور تیرے دعویٰ کے کذب پر قوی دلیل ہے اور حق ضرور غالب ہو کر رہے گا۔

رَاٰی عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ الْحَیِّ ظَنَّہٗ لَوَاقِحَ اِنْعَامٍ مِنَ اللّٰہِ تَمْطُرُ

۵۹۰...... اس نے یوں ہی بکھرتے دیکھ لیا اور سمجھ بیٹھا کہ یہ خدا کی طرف سے انعام کی اونٹنیاں ہیں۔

لَکَ الْوَیْلُ لَا تَمْرَحْ بِھَوْجَاءَ ضِمْنُھَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ کُلَّ شَیْءٍ تُکَسِّرُ

۵۹۱...... تجھ پر خرابی ہے اس آندھی پر مت اترا جس کے پہلو میں دردناک عذاب ہے جو ہر چیز کو توڑ مروڑ دے گا۔

رَاٰی ھَفَوَاتٍ کَاللَّوَاقِحِ اُنْزِلَتْ فَلَمْ یَدْرِ فِیْ تَشْبِیْھِھَا مَا یُحَرِّرُ

۵۹۲...... اس نے اپنے گناہوں کو اونٹنیوں کی طرح اترتے دیکھا اور بغیر سمجھے اس کے تشبیہ میں جو چاہا لکھ مارا۔

فَقَالَ کَمَا النُّوْقُ اللَّوَاقِحُ اُنْزِلَتْ لَنَا بَرَکَاتٌ اِنَّ ھٰذَا لَمُفْتَکِرُ

۵۹۳...... اور یوں کہہ دیا کہ ہم پر برکتیں اونٹنیوں کی طرح نازل ہوئیں۔ بے شک یہ بڑی مصیبت ہے۔

عَلاَ اَنَّهَا لَوْ بِالرِّيَاحِ تَفَسَّرَتْ — لَصَحَّ وَلٰكِنْ جَهْلُهٗ كَيْفَ يَظْهَرُ

۵۹۴...... ہاں اس کی ہوا کے جھونکے سے تعبیر کرتا تو البتہ صحیح تھا مگر اس سے اس کا جہل کیونکر ظاہر ہوتا۔

وَقَدْتَمَّ مَا قَدْرُمْتُ اِيْرَادَهٗ عَلٰى — قَصِيْدَةِ دَجَّالٍ كَذُوْبٍ يُزَوِّرُ

۵۹۵...... اور بے شک دجال جھوٹے دروغ آراء کے قصیدہ کا پورا جواب ہو گیا۔ جس کا میں نے ارادہ کیا تھا۔

وَاَرْجُوْ مِنَ الرَّحْمٰنِ اَنْ لَا يُضِلَّنَا — بِفِتْنَتِهٖ فَالْوَقْتُ بِالشَّرِّ اَجْدَرُ

۵۹۶...... اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ ہمیں اس کے فتنہ سے گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ شر و فساد ہی کا زمانہ ہے۔

وَاَسْئَلُهٗ حُسْنَ الرِّضَاءِ بِعَفْوِهٖ — وَغُفْرَانَهٗ يَوْمَ اللِّقَاءِ حِيْنَ اُحْشَرُ

۵۹۷...... اور خدا سے اس کی رضامندی اور عفو اور مغفرت اس دن چاہتا ہوں جس دن حاضر کیا جاؤں۔

كَذَاكَ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ يَعُمُّهُمْ — بِرَحْمَتِهِ الْعُظْمٰى اِذَا النَّاسُ بُعْثِرُوْا

۵۹۸...... اور اسی طرح تمام مسلمانوں کے لئے اس کے رحمت عظمیٰ کا خواستگار ہوں۔ جب کہ تمام لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے۔

وَاَزْكٰى صَلَاةٍ مَعْ اَتَمِّ تَحِيَّةٍ — تَخُصَّانِ خَيْرَ الْخَلْقِ مَا لَاحَ نَيِّرُ

۵۹۹...... اور نہایت پاکیزہ درود شریف اور کامل تحفے خیر الخلائق محمد ﷺ پر ہوں۔ جب تک دنیا قائم رہے۔

كَذَا الْاٰلُ وَالْاَصْحَابُ مَا اَسْفَرَ الْهُدٰى — وَاَدْبَرَ دَيْجُوْرُ الضَّلَالَةِ يُدْحَرُ

۶۰۰...... اور اسی طرح آپ کے آل اطہار اور اصحاب کرام پر ہوں۔ جب تک آفتاب ہدایت روشن رہے اور ضلالت کی تاریکی دفع ہوتی رہے۔

وَمَا قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ فِيْ رَدِّ كَافِرٍ — اَلَا فِيْ سَبِيْلِ الْغَيِّ مَا اَنْتَ مُظْهِرُ

۶۰۱...... اور جب تک اللہ والے کسی منکر کے رد میں یہ کہیں الا فی سبیل الغی۔ الخ!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلَّذِيْ — عَطَانَاهُ وَفْقًا لِلْجَوَابِ فَنَشْكُرُ

۶۰۲...... اور سب سے آخر بات ہماری یہ ہے کہ تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں مرزا قادیانی کے جواب کی توفیق دی اور اس پر ہم اس کا شکر کرتے ہیں۔

مُنَاظَرَةُ الْمُوْنَكِيْرِ اَعْظَمُ شَانِهَا — اِلٰى هٰذِهِ الْاَيَّامِ تَبْكُوْنَ فَانْظُرُوْا

۶۰۳...... اور مناظرہ مونگیر کی تو بڑی شان ہے۔ اب تک تم لوگ اس کو یاد کر کے روتے ہو۔

وَصُلْنَا کَصُوْلِ اللَّیْثِ غَضْبًا وَحِکْمَةً   اَتَانَا بِشَخْصٍ اَبْکَمٍ وَهُوَ اَعْوَرُ

۶۰۴...... ہم لوگ اس مناظرہ میں غصہ اور دانائی سے شیر کی طرح جھپٹے اور مرزا قادیانی کی طرف سے ایک شخص گونگا آیا اور وہ کانا بھی تھا۔

وَحِزْبٌ مِنَ الْاَبْرَارِ قَامُوْا وَذَکَّرُوْا   وَرَهْطٌ مِنَ الْاَشْرَارِ ضَلُّوْا وَدَمَّرُوْا

۶۰۵...... اور ہماری طرف سے چند حضرات نے کھڑے ہو کر وعظ فرمایا اور مرزا قادیانی کی جماعت خود تو گمراہ تھی ہی، کچھ کہہ کر اوروں کو بھی تباہ کیا۔

فَمَازَالَ بَحْثٌ فِیْ حَیَاتِ مَسِیْحِنَا   اِلٰی اَنْ طَوَی الْبَحْثَ عَلِیٌّ مُدَبِّرٌ

۶۰۶...... اور بحث حیات مسیح علیہ السلام پر ہونے لگی۔ یہاں تک کہ مرزا کی طرف کے میر مجلس منشی قاسم علی نے بحث کو بند کر دیا۔

وَنَادَاهُ اِبْرَاهِیْمُ مُلْقَامٍ صَوْلَةً   اُذَکِّرُکُمْ اِذْ قَالَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ

۶۰۷...... پھر تو مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جب کھڑے ہو کر خدا کو پکارا۔ حاضرین جلسہ میں تم کو یاد دلاتا ہوں جب کہ انہوں نے نعرہ اللہ اکبر کا مارا۔

هُنَا زُلْزِلَتْ اَرْضُ الْمُنَاظَرَةِ الَّتِیْ   عَلَیْهَا خَبِیْثُ الْقَوْمِ جَاءُ وَاَوْتَبَّرُوْا

۶۰۸...... اسی وقت نعرہ سے مناظرہ کی وہ سرزمین کانپ اٹھی۔ جس پر قوم خبیث تھی اور لوگوں کو تباہ کر رہی تھی۔

فَلَمَّا تَغَشَّی الْغَمُّ وَالْهَمُّ وَالْفَجَا   عَلٰی رَاسِهِ الْکُرْسِیُّ وَلَّوْا فَاَدْبَرُوْا

۶۰۹...... پھر جب کہ مرزائیوں کو دکھ اور درد مصیبت نے گھیر لیا تو منہ موڑ کر سر پر اپنی اپنی کرسی لے کر چلتے ہوئے پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔

یَفِرُّوْنَ اِذْ جَآءَ ابْنُ سَیِّدَةِ النِّسَا   وَاِنْ کُنْتُ نَقَّاشًا فَجِئْتُنَا اُصَوِّرُ

۶۱۰...... پس جب کہ ابن شیر خدا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری تشریف لائے تو سب کے سب بھاگ گئے اور اگر میں فوٹو گرافر ہوتا تو اسی وقت ان کی تصویر کھینچ لیتا۔

وَمُخْتَارُ وَالسَّهُوْلُ وَالْمُرْتَضٰی وَمَنْ   اَتَا بَعْدَهُمْ لَا سِیَّمَا الشَّیْخُ اَنْوَرُ

۶۱۱...... اور مولوی مختار احمد مرحوم اور مولوی سہول اور مولوی مرتضیٰ حسن اور ان کے بعد جو علماء اسلام تشریف لائے خصوصاً مولوی انور شاہ (کشمیری) صاحب۔

وَثَبْنَا عَلَیْهِمْ کَالْهِزَبْرِ مُبَاحِثًا   بِسَاحَتِ قَوْمٍ اِذْ نَزَلْنَا وَنَحْضُرُ

۶۱۲...... پھر تو مناظرہ کے لئے ہم ان پر شیر کی طرح جا پڑے اور جب ہمارا آنا اس طرح کسی قوم میں ہوتا ہے۔

فَسَاءَ صَبَاحَ الْمُنْذِرِيْنَ اِذَا سَطَا   جُنُوْدٌ عَلَيْهِمْ لَا يَرَاهَا الْمُلَمَّرُ

۶۱۳...... یا جب ہماری وہ فوج جسے تباہ شدہ قوم نہیں دیکھتی ہے ان پر حملہ آور ہوتی ہے تو منکروں کے لئے وہ صبح نہایت منحوس ہوتی ہے۔

وَاَتْمَمْتُ هٰذَا مَا وَعَدْتُ جَوَابَهٗ   بِحَمْدِ وَشُكْرِ مَنْ لَهُ الْحَمْدُ اَكْبَرُ

۶۱۴...... اور جس کے جواب کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ بحمد اللہ وہ پورا ہوا۔

"وصلى الله علىٰ سيد المرسلين خاتم النبين شفيع المذنبين محمد واله وصحبه اجمعين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين"

عرصہ ہوا کہ اس کے پہلے ابطال اعجاز مرزا کا پہلا حصہ جس میں مرزا قادیانی کی سینکڑوں غلطیاں ہر قسم کی ہیں، طبع ہو کر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ خصوصاً قادیان وغیرہ میں اہتمام سے بذریعہ ڈاک بھیجا گیا تھا۔ لیکن الحمدللہ! اس وقت تک بھی مرزائی صاحبان نے ان غلطیوں کو نہ اٹھایا اور نہ اٹھا سکتے ہیں۔ اب اس حصہ میں مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ان کے قصیدہ اعجازیہ سے بہتر قصیدہ جوابیہ پیش کیا گیا ہے جو ۱۳۲۱ھ میں لکھا گیا تھا۔ مگر بعض وجہ سے اس کے طبع میں دیر ہوئی۔

مرزا قادیانی نے اپنی اردو تمہید جو قصیدہ اعجازیہ کے اوّل میں لکھی ہے اس کے (اعجاز احمدی ص۲۷، خزائن ج۱۹ ص۱۳۷) میں لکھتے ہیں: "دیکھو ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا کتابوں میں جو حدیثیں ہیں، ان کی دو ٹانگیں تھیں۔ ایک ٹانگ مہدی والی سو وہ مولوی محمد حسین صاحب نے توڑ دی۔ اب دوسری ٹانگ مسیح کی آسمان سے اترنے کی ہم توڑ دیتے ہیں۔"

اب حضرات ناظرین اہل علم کی خدمت میں التماس ہے کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کو پیش نظر رکھ کر انصاف کی عینک لگا کر بغور ملاحظہ فرمائیں اور مقابلہ کر کے دیکھیں کہ مرزا قادیانی کے اعجاز کی رہی سہی دوسری مفلوج ٹانگ اس قصیدہ جوابیہ نے توڑ دی اور ایک ٹانگ ان کے اعجاز کی تو اس کے پہلے حصہ نے صرفی، نحوی، عروضی، قوافی وغیرہ کی غلطیاں دکھا کر اس کے قبل توڑ دی تھی۔ ایسی حالت میں مرزا قادیانی کے اعجاز کا وجود موہوم اب لنجہ بیمار جان بلب کی طرح دم توڑ رہا ہے۔ بلکہ ناظرین اہل انصاف کی نظر میں سڑے اور گلے ہوئے مردہ سے بدتر ہے۔ فللّٰہ الحمد!

الملتمس غنیمت حسین مخدوم چکی مونگیری ۱۳۲۷ھ

ضروری گذارش

حضور اقدس وانور ﷺ نے بوجہ غایت شفقت ورأفت ان تمام فتنوں سے جو قیامت تک آنے والے ہیں متنبہ کر کے ان سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک فتنہ عظیم کی خبر احادیث صحیحہ میں یہ ہے کہ قیامت آنے سے پہلے میری امت میں سے بہت سے جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جو کہیں گے "ہم نبی ہیں" ان سے اجتناب کرو اور بچو۔ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ باوجود اس ارشاد نبوی ﷺ کے لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ کم علمی اور نافہمی ہے جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ اوّل ہی صدی میں شروع ہو گیا تھا۔ یہ لوگ بڑے لستان و چرب زبان تھے۔ قریباً ان سب نے حضور اقدس وانور ﷺ کی رسالت ونبوت کو قائم رکھ کر اور اپنے کو حضور کا امتی ہونا ظاہر کر کے اپنے کو نبی اور رسول اور مسیح موعود اور مامور من اللہ وغیرہ قرار دیا ہے۔ تمام آیات قرآن پاک اور احادیث نبویہ جو ان کی جھوٹی نبوت ورسالت کو باطل کرتی ہیں ان کی من گھڑت معنی بنائے اور تاویلات باطلہ کر کے اپنے ادّعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

خاتم النّبیین کا مطلب ایسا گھڑا کہ ان کذاب نبیوں کی نبوت ان کے زعم باطل میں نہ ٹوٹے۔ غرض یہ کذاب مفتری دجال مدعیان نبوت ورسالت بہت کچھ مصالحہ تحریف مضامین قرآن پاک وتغیر مطالب احادیث صاحب لولاک ﷺ کا جمع کر گئے ہیں۔ ہر زمانہ میں جو ایسے جھوٹے مدعی نبوت ہوئے ان کی تردید حضرات علماء کرام بخوبی کرتے رہے جن کے حالات کتب تواریخ وسیر میں موجود ہیں۔ مگر زبان عربی سے اس زمانہ میں واقفیت کم ہو گئی ہے۔ اس لئے ہند کے مسلمان کم واقف ہیں اور یہ ناواقفیت اور بھی ایسے فتنوں میں پھنسنے کا سبب ہوتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں بھی مرزائی قادیانی نے خروج کیا اور اپنے زعم باطلہ اور دعاوی فاسدہ سے مجدد، محدث، مامور من اللہ، رسول اللہ، نبی اللہ، مسیح موعود، مہدی مسعود، مثل ابن اللہ وغیرہ وغیرہ ہونے کا دعویٰ کیا اور پہلے جھوٹے نبی جو مصالحہ ومادہ تحریفات مضامین کا جمع کر گئے تھے۔ ان سے مرزا قادیانی پورے مستفید ہوئے اور "یحرفون الکلم عن مواضعہ" کے مصداق بنے۔ انہوں نے بجز ان طریقوں کے جو پہلے جھوٹے نبی نکال گئے تھے اور بیان کر گئے تھے، کوئی نئی بات نہیں نکالی۔ بلکہ ان کا تتبع جدید عنوانات کے ساتھ کیا ہے (جو صاحب اس کو تفصیل سے دیکھنا چاہیں وہ کتاب افادۃ الافہام محمد حیدر اللہ مہتمم انجمن ابداد المعارف مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن سے جو قریباً ڈھائی روپیہ کی ملے گی، منگا کر ملاحظہ کریں)

غرض مرزا قادیانی نے ناواقف مسلمانوں کو طرح طرح کی ترکیبوں سے اپنے فتنہ میں پھانسا۔ حضرات علماء کرام نے ان کی تردید میں کوشش بلیغ کی اوران کا نبی کاذب ہونا ثابت کر دیا۔ جولوگ کہ حضرات علماء کرام کی تصانیف نہیں دیکھتے یاان کے مضامین سے واقفیت نہیں حاصل کرتے اس فتنہ میں ان کے پھنس جانے کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جولوگ دین میں کماحقہ آگاہی نہیں رکھتے ان کا ایسی شاطر چالوں اور فریبوں سے بچنا مشکل ہے، جو ان لوگوں کی تحریر وتقریر میں کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان ماہرین علماء سے مدد لینے کی ضرورت ہے جنھوں نے ان کے مکروفریبوں پر آگاہی حاصل کی ہے۔ خودمرزا قادیانی کی تصانیف میں ایسا کثیر اختلاف ان کی مزعومہ ادّعا کی نسبت ہے جس سے ان کا کاذب ہونا پورے طور پر ثابت ہے۔ جنھوں نے غور سے ان کی تصانیف دیکھی ہیں اور دین سے بھی واقف ہیں۔ وہ اس کو بخوبی جانتے ہیں۔ مسلمانوں کو دین حق پر قائم رکھنے میں سعی کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر کسی جگہ ایک شخص بھی ایسی سعی نہ کرے اور سب غافل رہیں تو سب گنہگار ہوں گے۔ پس جہاں کہیں بھی اس دجالی فتنہ کا اثر پہنچا ہے یا پہنچنے کا اندیشہ ہے وہاں کے ذی ہمت لوگوں کو چاہئے کہ اس فرقہ باطلہ کے رد کی کتب منگائیں جہاں ایسے ذی ہمت اشخاص نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں کو چاہئے کہ آپس میں چندہ کر کے کتب منگائیں۔ اُس خریداری کتب میں اپنا نفع بھی ہے۔ دوسرے فرقہ ضالہ کی رد میں کتب چھپنے میں مدد ہوگی جو نہایت ضروری ہے۔ اس گروہ باطلہ کی طرف سے شہر وقصبات میں مبلغین گمراہ کرنے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے جہاں ان کے آنے کی خبر ہو وہاں آپس میں چندہ مصارف وغیرہ کے لئے کر کے کسی عالم حقانی کو بلاویں تاکہ ان کے اغوا سے لوگ بچیں۔ ہم مسلمانوں کی خیرخواہی کے لئے ان حضرات علماء کے اسم گرامی درج کرتے ہیں جو اس فرقہ قادیانی کی تردید میں ہمہ تن ساعی ہیں اور بوقت ضرورت ان حضرات سے خط وکتابت کر کے کتب منگائی جائیں۔ اس فرقہ کی تردید کے لئے کسی بزرگ کو بلایا جاوے مگر مصارف وغیرہ کا انتظام پہلے کر لینا چاہئے۔

مونگیر خانقاہ رحمانی حضرت سیدنا ومولانا مولوی شاہ سید محمد علی صاحب

آپ نے کثرت سے کتب قادیانیوں کے رد میں نہایت مدلل چھپوائی ہیں جو بہت مفید ہیں۔ ان کو منگا کر دیکھنا چاہئے۔ آپ کی توجہ عالی سے بہار میں قادیانیوں کا فتنہ بہت دب گیا۔ آپ کے مرید علماء میں متعدد حضرات ایسے ہیں جو اس گروہ باطلہ کی تردید باحسن طریق کرتے ہیں۔ جہاں ضرورت ہو وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ حضرت سے استدعا کر کے کسی بزرگ کو بلائیں اور کتب منگائیں۔

لاہور بھاٹی دروازہ مولوی پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائید الاسلام

یہ انجمن خاص قادیانیوں کی تردید کے لئے قائم ہے۔ مفید کتب اس انجمن سے شائع ہوئی ہیں۔ ایک ماہوار رسالہ انجمن سے شائع ہوتا ہے۔ ایک روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ اس کو خریدنا چاہئے۔ مولوی پیر بخش صاحب قادیانیوں سے مباحثہ کا اچھا تجربہ رکھتے ہیں اور بلایا جاوے تو غالباً جا بھی سکتے ہیں۔

لکھنؤ پاٹا نالہ مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر رسالہ النجم

آپ کو مباحثہ میں خوب مہارت ہے اور بلانے پر تشریف بھی لے جاتے ہیں۔

مراد آباد مدرسہ امدادیہ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب مدرس مدرسہ

اگر کسی قادیانی سے مباحثہ کی ضرورت ہو تو آپ اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں اور بلانے پر تشریف بھی لے جاسکتے ہیں۔

امرتسر مولوی ثناء اللہ فاتح قادیان

آپ نے متعدد جگہ قادیانیوں سے مباحثہ کر کے فتح حاصل کی ہے اور اس فرقہ سے رقم ہرجانہ بھی لی۔ اس فرقہ کے مکروفریب اور چال بازیوں سے خوب واقف ہیں۔ متعدد کتابیں بھی ان کی رد کی چھاپی ہیں اور ضرورت کے وقت ممکن ہوتا ہے تو جاتے ہیں۔

ریاست پٹیالہ جناب ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خان صاحب ایم. بی

آپ نے قادیانی فتنہ کا خوب قلع قمع کیا ہے۔ آپ کی کتابیں قابل دید ہیں۔ باوجود اشتہار انعام پانچ ہزار روپیہ کے کوئی مرزائی جواب نہ دے سکا۔ الحکیم نمبر ۴،۶ المسیح الدجال مرزائیوں پر قطع حجت جو بارہ آنے میں آویں گے مبارک احمد صاحب منیجر کتب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ریاست پٹیالہ سے منگائیے۔

ان حضرات کے علاوہ اور بھی حضرات اس فتنہ کے دور کرنے میں ساعی ہیں۔ خدائے عزوجل سب کو جزائے خیر عطاء کریں اور اللہ پاک جل شانہ اس فتنہ وابتلاء سے مسلمانوں کو بچادیں۔ آمین یارب العباد! ملتمس محمد نور الحسن خان مہتمم مدرسہ جامع العلوم واقع مسجد جامع کانپور

(لوٹ: تمام متذکرہ بالا کتب بحمدہ تعالیٰ ''احتساب قادیانیت'' میں چھپ گئی ہیں۔ یہ اعلان محض اس لئے دے دیا کہ قارئین کو اس زمانہ کے حالات سے آگاہی ہو۔

فقط: فقیر اللہ وسایا

۷رمحرم ۱۴۳۶ھ، مطابق یکم رنومبر ۲۰۱۴ء ملتان)

خاتم النبیین لا نبی بعدی

حقیقت رسائل اعجازیہ



حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ للہ العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم!

مسلمانوں کو ہوشیار ہوکر متوجہ ہونا چاہئے کہ اس وقت کے فتنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا فتنہ ہے۔ اس خاکسار نے باوجود ضعف ونا توانی کے متعدد رسالوں میں انکا جھوٹا ہونا نہایت روشن دلیلوں سے ثابت کر کے دکھایا ہے۔ مگر دیکھتا ہوں کہ زمانے کی تاریکی اور کفر والحاد کی ظلمت نے دلوں کو تاریک کر دیا ہے۔ دینی امور کی ضرورت انہیں نظر نہیں آتی۔ اکثر حضرات کو اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ بہر حال اہل علم خدا ترس کا جو فرض ہے وہ حتی الوسع ادا کیا گیا اور کیا جاتا ہے۔ رسالہ ''فیصلہ آسمانی'' میں کامل طور سے دکھایا گیا کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور ایسی یقینی جھوٹی ہوئیں کہ کوئی شک وشبہ اس میں نہیں رہا۔ خصوصاً منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی جسے مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اور تقریباً بیس برس تک اس کے ظہور کے متمنی رہے مگر وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اور قرآن مجید کی صریح آیتوں سے اور توریت مقدس کے صریح بیان سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ اس کا کامل ثبوت فیصلہ آسمانی کے سارے حصہ میں اور کچھ تیسرے حصہ میں کیا گیا ہے۔ دوسرے اور تیسرے حصہ میں ان کے رسائل اعجازیہ کا ذکر بھی آ گیا تھا۔ ان کی حالت بھی دکھائی گئی اور ثابت کر دیا گیا کہ جس طرح منکوحہ آسمانی والا معجزہ جھوٹا ثابت ہوا۔ اسی طرح یہ بھی جھوٹا ہے۔ مگر چونکہ ان کی حالت ایک بڑے رسالے کے ضمن میں بیان ہوئی ہے۔ اس لئے یہ امید کم ہے کہ مسلمانوں کی پوری توجہ اس طرف ہو۔ اب میں برادران اسلام کی آسانی کے لئے اس مضمون کو علیحدہ کر کے طالبان حق کو دکھانا چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے دو رسالے لکھے ہیں ایک کا نام ''اعجاز احمدی'' اور دوسرے کا نام ''اعجاز المسیح'' ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ کا معجزہ قرآن مجید ہے کہ اس کے مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میرا معجزہ یہ دو رسالے ہیں۔ ایک نظم اور ایک نثر۔ اس رسالہ میں ان کی واقعی حالت پیش کر کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جس طرح وہ ''آسمانی نکاح'' اس کے کاذب ہونے کا کامل نشان ہوا اسی طرح یہ دونوں رسالے متعدد طور سے ان کے کاذب ہونے کی دلیل ہیں اور انہیں کامل جھوٹا اور فریبی ثابت کرتے ہیں۔ براہ مہربانی تحقیق اور حق پسندی کی نظر سے ملاحظہ کریں۔

ناظرین! ان دونوں رسالوں کو معجزہ کہنا اور ان سے اپنی صداقت ثابت کرنا، عوام کو فریب دینا ہے۔ یہ دونوں رسالے مرزا قادیانی کے لئے معجزہ ہرگز نہیں ہوسکتے۔ بلکہ ان کے جھوٹا ہونے کی نہایت روشن دلیل ہیں اور ایک طریقہ سے نہیں بلکہ کئی طریقوں سے، اہل حق غور سے ملاحظہ کریں۔ ان دونوں رسالوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جس طرح قرآن مجید جناب رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے عرب وعجم کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اس کے مثل لاؤ اور پھر یہ کہہ دیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ کوئی اس کے مثل نہ لاسکا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے یہ دو رسالے پیش کئے ایک نظم، دوسرا نثر اور ایسا ہی دعویٰ کیا اور کوئی ان دونوں کے مثل نہ لاسکا۔

مناظرہ مونگیر کی کیفیت میں جو انہوں نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں پیش کی ہیں ان میں وہ آیت بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی رسالت کے دعویٰ میں پیش کی تھی۔ یعنی آیت ’’وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (بقرہ:۲۳)‘‘ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اگر تمہیں قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو اس کی ایک ہی سورت کی مثل تم بنا لاؤ۔﴾

جناب رسول اللہ ﷺ کے وہ صفات کاملہ جو آپ ﷺ کی ذات مقدس سے مخصوص تھے ان میں مرزا قادیانی نے کہیں برابری کا اور کہیں تفوق کا دعویٰ کیا ہے۔ حضور انور ﷺ نے جو کلام الٰہی ہدایت خلق کے لئے پیش کیا اس کے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ بھی نہایت زور سے فرمادیا کہ تم کسی وقت اور کسی طرح اس کے مثل نہیں لاسکتے۔

یہ امر بھی غور کے لائق ہے کہ حضور انور ﷺ نے کسی معجزے یا کسی پیشین گوئی کو اپنی صداقت میں پیش نہیں فرمایا۔ کیونکہ منکر متعصب ہر ایک میں احتمال نکال سکتا ہے۔ کم سے کم ساحر کہہ دینا آسان ہے اور ایسا ہی کفار نے کہا مگر اس معجوے میں کوئی جائے دم زدن نہیں ہے۔ اس لئے اس میں دعویٰ کیا مگر مرزا قادیانی اپنے باطل خیال میں اس کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے اور اپنے تفوق کا اظہار اسے مدنظر ہے۔ اس دعوے سے مرزا قادیانی کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر نے تو صرف ایک کتاب نثر میں جواب کے لئے پیش کی تھی۔ میں نظم اور نثر دونوں پیش کرتا ہوں اور کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ یعنی میں اس میں بھی پیغمبر اسلام سے بڑھ گیا ہوں۔ یہاں جن حضرات نے مرزا قادیانی کے مدحیہ اشعار اور غلامی کا دعویٰ دیکھا ہوگا انہیں اس بیان سے تعجب ہوگا۔ مگر آئندہ بیان سے انہیں یہ تعجب جاتا رہے گا۔ یہاں حق پسند حضرات کامل طور سے توجہ فرمائیں اور اس فریب مرزائی اور اعجاز محمدیؐ میں فرق ملاحظہ کریں۔ یہاں کئی باتیں میں کہنا چاہتا ہوں:

۱...... پہلے سمجھ لینا چاہئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا مقصد اس دعویٰ سے یہ تھا کہ اس وقت اہل عرب، کلام کی فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ درجہ کا کمال رکھتے ہیں اور شب و روز انہیں فصیح و بلیغ نظم و نثر لکھنے کا مشغلہ ہے اور مضامین لکھ کر ایک دوسرے پر فخر اور مباہات کیا کرتے ہیں اور دوسرے ملک کے لوگوں کو عجم کہتے ہیں۔ یعنی بے زبان ''گونگے'' اس لئے ایسے وقت میں ان کاملین فصحاء کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص دعویٰ کرے جو معمولی طور سے بھی کچھ پڑھا لکھا نہ ہو اور پھر وہ فصحائے عرب جن کی حالت ابھی بیان کی گئی اس کے جواب سے عاجز ہو جائیں اور ان کی غیرت و حمیت اور اس فن میں دعویٰ فضل و کمال انہیں جواب لکھنے کی ہمت نہ دے۔

یہ بلاشک و شبہ بدیہی طور سے نہایت عظیم الشان معجزہ ہے اور ایسا معجزہ ہے کہ سخن شناس فصحاء کسی احتمال سے بھی اس کو غلط نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ قرآن شریف کی عبارت اور اس کے مضامین عالیہ ان کے پیش نظر تھے۔ وہ مہر سکوت ان کے منہ پر لگا رہے تھے اور مرزائیوں کی طرح بے شرم بھی نہ تھے۔ پھر اس کا معجزہ ہونا ایک طور سے نہیں بلکہ کئی طور سے ہے۔

(۱) اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا کوئی فصیح و بلیغ ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا۔

(۲) اس کے مضامین ایسے عالی اور باعث ہدایت عالم ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا ارفار مر اور مقنن ایسی کامل ہدایت کی باتیں اور پبلک کے لئے مفید قانون نہیں بنا سکتا اور پھر وہ قانون بھی ایسا ہو جو کسی وقت لائق منسوخ ہونے کے نہ ہو۔ یہ صفت صرف قرآن مجید ہی میں ہے اور اس کا اقرار بڑے بڑے عقلاء مخالفین اسلام نے بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا یہ دعویٰ کسی وقت اور کسی شخص سے خاص نہیں ہے۔ یعنی کوئی شخص خود لکھ کر پیش کرے یا کسی دوسرے کا لکھا ہوا ہو اور کسی وقت کا لکھا ہو وہ سامنے لائے یا آئندہ کوئی لکھے۔ مگر اس وقت اہل زبان نہ اپنا کلام پیش کر سکے نہ اپنی کسی گذشتہ بزرگ کی تحریر اس کے مثل دکھا سکے اور اب تیرہ سو برس سے زیادہ ہو گیا مگر کوئی مخالف اس کے مثل نہ لا سکا۔ ایسے کلام کے لئے آیت مذکورہ میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ مرزائیوں کو شرم نہیں کہ مرزا قادیانی کے ان رسالوں کے لئے یہ آیت پیش کی جاتی ہے جن میں سینکڑوں غلطیاں الفاظ کی ہوں اور وہ دوسروں سے لکھوایا جائے۔ اس کے مقابل میں متعدد رسالے اور قصیدے ان سے نہایت اعلیٰ موجود ہیں۔

۲...... قرآن مجید امور ذیل کی وجہ سے معجزہ بینہ قرار پایا:

(۱) ایسے انسان کی زبان سے نکلا جو معمولی طریقہ سے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے، امی کہلاتے تھے اور یہ بدیہی بات ہے کہ ایسا شخص ایسی بے نظیر کتاب نہیں بنا سکتا جیسا قرآن مجید ہے۔ یہ

انسانی طاقت سے باہر ہے۔مرزا قادیانی ایسے نہ تھے بلکہ لکھے پڑھے تھے۔

(۲) قرآن مجید جس ملک میں نازل ہوا اسی ملک کی زبان میں لکھا گیا جس کو اس ملک والے کامل طور سے جانتے تھے اور اس کے جاننے کا انہیں دعویٰ تھا اور اس دعویٰ کے وقت اس زبان کی فصاحت وبلاغت انسانی کمال کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوئی تھی۔مرزا قادیانی نے ایسا نہیں کیا۔اگر اردو میں لکھ کر دعویٰ کرتے تو فصحائے ہند پر بالمعائنہ ان کی فصاحت کا انکشاف ہوجاتا۔اب رہی عربی کی عبارت، نہ اس کا حال ویسا ہے جیسا کہ عرب کی جاہلیت میں تھا اور نہ اس قدر توجہ علماء کو ہے جیسی اس وقت عرب کو تھی۔

(۳) اس ملک کے رہنے والوں کو اس وقت اپنی زبان میں کمال پیدا کرنے کا نہایت شوق ہی نہ تھا بلکہ اسے مایہ فخر سمجھتے تھے۔

(۴) پھر یہ خالی شوق ہی نہ تھا بلکہ اس کمال کو حاصل کرتے تھے اور نظم ونثر لکھنا ان کا مشغلہ تھا۔ مرزا قادیانی کے وقت میں یہ ہرگز نہ تھا۔اب اگر ان کے رسالوں کی طرف کوئی توجہ نہ کرے تو اعجاز کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(۵) اس تحصیل کمال کے ساتھ ان کے دماغ میں کبر بھی تھا کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے سے زیادہ کمال میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور اپنی عمدہ نظم ونثر کو دعویٰ کے ساتھ عام جلسوں میں پڑھتے تھے اور بعض وقت یہ دعویٰ بھی کرتے تھے کہ کوئی اس کے مثل لائے۔جس وقت حضور انورﷺ پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا ہے اس وقت اس قسم کے سات قصیدے سات شخصوں کے لکھے ہوئے خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے تھے اور جب قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت کو دیکھا تو وہ قصائد اتار لئے گئے۔اس بنیاد پر کہ قرآن مجیدؐ نے ان کی فصاحت وبلاغت کو گرد آلود کر دیا۔اب وہ اس لائق نہ رہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں انہیں خانہ کعبہ پر لٹکا کر ان پر دعویٰ کیا جائے۔ایسے وقت میں ان عربوں کے مقابلہ میں جن کا مایہ ناز فصیح وبلیغ عبارت کا لکھنا تھا۔قرآن مجید کا یہ دعویٰ پیش ہوا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے۔باوجودیکہ جواب کے لئے میدان نہایت وسیع رکھا گیا تھا۔نہ اس کے لئے کوئی میعاد معیّن کی تھی نہ کسی زمانی کی تخصیص تھی کہ آئندہ کوئی لکھے۔گذشتہ کا لکھا ہوا نہ ہو۔بلکہ الفاظ آیت کا عموم صاف طور سے یہ مطلب بتا رہا ہے۔

(۶) کہ تم خود اس کا جواب لکھ کر لاؤ۔(۱) یا کسی استاد۔(۲) یا کسی گذشتہ شخص کا لکھا ہوا پیش کرو۔(۳) یا آئندہ کسی وقت کوئی لکھے۔(۴) اور یہ بھی ضرور نہیں۔(۵) کہ سارے قرآن کا جواب ہو بلکہ اس کی ایک ہی سورت کا جواب لاؤ۔غرضیکہ قرآنی تحدّی ایسی عام ہے کہ مذکورہ پانچ

حالتیں اس میں داخل ہیں۔

اب غور کیا جائے کہ ان امور کے ساتھ ان مخالفین عرب سے جواب کا طلب کرنا کس قدر غیظ و غضب کا باعث ہوسکتا ہے اور اپنی طبعی حالت کی وجہ سے انہیں کس قدر جوب دینے کا جوش ہوا ہوگا؟ مگر چونکہ کلام کی فصاحت و بلاغت میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو عاجز سمجھے، نہ خود جواب دیا اور نہ کسی دوسرے کا کلام پیش کیا اور نہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں کوئی پیش کرسکا۔ تمام دنیا کے مخالفین عاجز رہے۔ اس وجہ سے قرآن مجید معجزہ باہرہ اور اعجاز بینہ ٹھہرا اور اس کے اعجاز میں کسی طرح کا شبہ نہ رہا۔ اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دعوے کی صداقت میں اسے پیش کیا اور ارشاد خداوندی ہوا۔ ”فاتوا بسورۃ من مثلہ“ یعنی اس وقت کفار قریش سے کہا کہ اگر تمہیں قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو اس کی ایک ہی سورت کے مثل لے آؤ۔ مگر کوئی نہ لاسکا اور کسی طرح کا کوئی شبہ نہ کرسکا۔ اب اس آیت کو مرزا قادیانی کے رسالوں کے لئے پیش کرنا محض غلط اور صریح فریب ہے۔ ان کے اعجازیہ رسالوں کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ متعدد طریقوں سے ان کا دعویٰ اعجاز غلط ہے اور اعلانیہ فریب ثابت ہوتا ہے۔ اوّل تو یہ دیکھا جائے کہ یہ چھ باتیں جو قرآن مجید کے دعوے کے وقت تھیں مرزا قادیانی کے وقت ان میں سے ایک بات بھی تھی؟ ہرگز نہیں۔

رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی پہلی دلیل

مرزا قادیانی امی نہ تھے، اچھے لکھے پڑھے تھے اور ان کے مقابلہ کے علماء جن میں ان کا نشوونما ہوا تھا انہیں عربی عبارت لکھنے کا شوق تو کیا توجہ بھی نہ تھی اور یہ تو بڑی بات تھی کہ کمال درجہ فصیح و بلیغ عبارت لکھنے کا خیال ہو اور لکھنے کا مشغلہ رکھتے ہوں۔ ایسی حالت میں اگر کسی کو عربی ادب سے طبعی مناسبت ہو تو تھوڑی توجہ سے وہ ایسی عبارت لکھ سکتا ہے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے۔ خصوصاً جس وقت یہ لکھنے والا دوسروں کے لئے میعاد مقرر کردے اور وہ میعاد ہی اس قدر کم ہو کہ مشاق لکھنے والے کو بھی لکھنا اور چھپوا کر بھیج دینا اس کی وسعت سے باہر ہو۔ نہایت ظاہر ہے کہ اگر ایسی حالت میں کوئی جواب نہ دے تو اس شخص کی عربی تحریر معجزہ کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک معمولی مولوی صاحب زبان فارسی یا اردو میں رسالہ لکھ کر اپنے قریب کے دیہات میں پیش کر کے یہ کہیں کہ ہم نے جیسا یہ رسالہ لکھا ہے تم تو یسا لکھ دو۔ وہاں اگرچہ پڑھے لکھے اشخاص بھی ہوں۔ مگر اس طرح کا رسالہ نہیں لکھ سکتے۔ مگر اس سے اس کا اعجاز ثابت نہیں ہوسکتا۔ اب مرزا قادیانی کے رسالوں کا جواب نہ لکھنے کے متعدد وجوہ ہوسکتے ہیں۔ مثلاً:

۱...... علماء کو عربی تحریر کی طرف توجہ نہیں ہے اس لئے نہیں لکھا۔

رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی دوسری وجہ

۲...... یا یہ کہ لکھنے کی میعاد اس قدر کم رکھی گئی تھی کہ اس میں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا ممکن نہ ہوا اور میعاد کے بعد بھیجنا بے کار سمجھے اس لئے نہیں لکھا۔ یہ ایسی بدیہی باتیں ہیں کہ کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا۔ یہ وجہ ہے مذکورہ رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی اور نہایت بجی اور قوی وجہ ہے۔

۳...... میرے بیان سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کے دعوے کے وقت ہندوستان میں عربی تحریر کا مذاق کسی ذی علم کو نہ تھا۔ مرزا قادیانی اس فن میں اس وقت کے لحاظ سے اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ میری یہ غرض ہرگز نہیں ہے بلکہ اکثر اہل علم کے لحاظ سے کہا گیا ہے کہ انہیں عربی نظم ونثر کی طرف توجہ نہیں تھی۔ جن حضرات کو عربی تحریر کا مذاق ہے اور عربی نظم ونثر میں کسی قدر کمال رکھتے ہیں یا رکھتے تھے۔ وہ مرزا قادیانی کی نظم ونثر سے بدرجہا زائد عمدہ عبارت لکھتے تھے اور اب لکھ سکتے ہیں۔ ان کی توجہ نہ کرنے کی نہایت روشن وجوہ بھی موجود ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ توجہ اور وہ ذوق جو اہل عرب کو اس وقت تھا وہ اس وقت کسی کو نہیں ہے اور نہ اس طرح کا مشغلہ کسی کا سنا گیا۔ جیسا کہ اہل عرب کو تھا۔ مگر اس فن میں ایک حد تک کمال رکھنے والے موجود ہیں اور اس وقت بھی موجود تھے۔ مگر نہایت ظاہر ہے کہ اہل کمال جسے اس فن میں لائق نہیں سمجھتے اس کی تحریر کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اور اس طرف توجہ کرنے کو ننگ وعار سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے توجہ نہ کی۔ البتہ یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کے دعوے کے باطل کرنے کے لئے لکھنا ضرور تھا۔ صرف اس لئے لکھتے کہ مخلوق اس غلطی میں نہ پڑے۔ یہ کہنا میرے خیال میں کسی قدر صحیح ہے۔ مگر اس پر نظر کرنا ضرور ہے کہ یہ توجہ اسی وقت ہوسکتی ہے کہ علماء کے قلب میں مرزا قادیانی کی اور ان کے دعوے کی کوئی وقعت ہوتی، یا انہیں یہ خیال ہوتا کہ ایسے بے سروپا دعوے سے کوئی گمراہ ہوگا اور جو گمراہ ہونے والے ہیں وہ ہر طرح ہوں گے۔ نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے عظیم الشان دعوے غلط ثابت کر دیئے گئے۔ پھر کسی ماننے والے نے اسے مانا؟ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی ان رسالوں کے جواب کے بعد بھی ہوتا۔

اب خیال کیجئے کہ منکوحہ آسمانی والے نشان پر کس قدر زور تھا اور تمام عمر اس کے پورا ہونے کا دعویٰ کرتے رہے اور آخر میں تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ دعویٰ غلط تھا اور کامل طور سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر مرزائیوں نے اس کا کچھ بھی خیال نہیں کیا۔ ایسے ہی یہاں بھی ہوتا۔ ہندوستان کے ادیب اور اہل کمال کے نزدیک مرزا قادیانی کی جو وقعت ہے وہ ذیل کے دو شاہدوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

مرزا کے قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر کی مہمل غیر فصیح ہونے پر دو ادیبوں کی شہادت

پہلا شاہد

ہندوستان میں عربی کے مشہور ادیب مولوی شبلی صاحب نعمانی ہیں۔ ان سے ان دونوں رسالوں کی حالت دریافت کی گئی۔ وہ لکھتے ہیں: ''قادیانی کو عربیت سے مطلق مس نہ تھا۔ ان کا قصیدہ اور تفسیر فاتحہ میں نے خوب دیکھی ہے۔ نہایت جاہلانہ عبارت ہے۔ مصر کے مشہور رسالے نے لوگوں کے اصرار سے اس کی غلطیاں بھی نہایت کثرت سے دکھائی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ عربیت اس قدر مفقود ہے کہ قادیانی کو ایسی جرأت ہوسکی۔'' (۵رجولائی ۱۹۱۱ء کا یہ خط ہے)

دوسرا شاہد

مولوی حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی بھی مشہور عالم ہیں۔ انہیں بھی عربی ادب سے پورا مذاق تھا۔ ان سے کہا گیا کہ اعجاز المسیح کا جواب لکھیں۔ انہوں نے رسالہ منگوایا اور رسالہ کو دیکھ کر کہا کہ اس کا جواب کیا لکھوں؟ جس کتاب میں نہ عمدہ مضامین ہوں، نہ اس کی عبارت فصیح وبلیغ ہو اس کے جواب میں کون ذی علم اپنے اوقات عزیز کو خراب کر سکتا ہے؟ اگر مضامین کچھ عمدہ ہوتے یا عبارت ہی فصیح وبلیغ ہوتی تو اس کے جواب دینے میں دل لگتا۔ غرضیکہ کوئی ادیب ذی علم تو اسکو عمدہ اور فصیح وبلیغ بھی نہیں کہہ سکتا اور معجزہ کہنا تو عظیم الشان بات ہے اور جن میں یہ مادہ ہی نہیں ہے کہ عمدہ مضامین اور معمولی باتوں اور فصیح وغیر فصیح عبارت میں تمیز کر سکیں، یا مرزا قادیانی کی محبت نے ان کی عقل وتمیز کو کھو دیا ہے۔ ان کے لئے اگر سو جواب لکھے جائیں گے تو وہ ہرگز نہ مانیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی متعدد باتوں میں تجربہ ہو رہا ہے۔ کیسے کیسے صریح اقوال انہیں کے قلم سے لکھے ہوئے ان کے کاذب ہونے کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر سوائے بیہودہ باتیں بنانے کے کچھ نہیں کہتے۔ پھر ایسے حضرات کی خیر خواہی میں محنت کرنا بے کار ہے۔ جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ دوسرے حصہ میں لکھی گئی ہے۔

اس کے جواب میں حضرات مرزائی دم نہیں مارتے۔ مگر رسالوں کے اعجاز کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی نے جواب نہ دیا۔ اے جناب! اگر ہم یہ مان لیں کہ جواب نہیں دیا تو اس سے اعجاز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان رسالوں کی کمال حقارت ثابت ہوتی ہے کہ اہل کمال کے لائق توجہ نہیں ہیں۔ جب ان رسالوں کی یہ حالت ہے تو انسانی نیچر کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی لچر تحریر کی طرف اہل کمال کی توجہ نہ ہو۔ اگرچہ ناواقف کیسا ہی عمدہ اسے سمجھیں۔ مگر اہل کمال اس کی طرف

توجہ کرنا عار سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان رسالوں کی طرف کسی ذی علم صاحب کمال نے توجہ نہ کی۔ یہ ایسی روشن وجہ ہے کہ کوئی حق پسند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہ دوسری وجہ ہے ان رسالوں کے جواب نہ لکھے جانے کی۔

اب انہیں معجزہ خیال کرنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ جب یہ رسالے فصیح و بلیغ نہ تھے تو ان کا جواب لکھنا زیادہ آسان تھا۔ پھر کیوں نہ جواب دیا گیا؟ سخت نادانی ہے۔ افسوس ہے کہ جو مرزا قادیانی کے معتقد ہو گئے ہیں۔ ان کی عقل کی حالت بعینہ ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے تثلیث پرست عیسائیوں کی کہ دنیا کی باتوں میں اگرچہ وہ کیسے ہی دانشمند اور ذی رائے ہیں۔ مگر تثلیث و کفارہ کے ماننے پر نجات کو منحصر جانتے ہیں اور کیسی ہی یقینی اور روشن دلیلوں سے اسے غلط ثابت کیا گیا اور کیا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنے غلط اعتقاد سے ہرگز نہیں ہٹتے۔

اسی طرح مرزائیوں کا حال ہے کہ مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی کیسی روشن اور کھلی کھلی دلیلیں پیش ہو رہی ہیں۔ مگر ایک نہیں سنتے اگر کسی کو شبہ ہوا اور کسی مرزائی نے کوئی لچر اور مہمل سی بات اس کے جواب میں کہہ دی۔ اسے وہ فوراً ماننے لگتے ہیں اور اہل حق کیسی ہی سچی اور محقق بات کہے۔ مگر وہ خیال بھی نہیں کرتے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اہل کمال کا نیچرل اقتضاء یہ ہے کہ ایسی تحریر کی طرف ان کی توجہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس طرف توجہ کرنے کو عار سمجھتے ہیں۔ پھر وہ حضرات کیوں قلم اٹھانے لگے۔ یہی آسمانی مانع ہے۔ جس کو مرزا قادیانی نے عوام کے خوش کرنے کے لئے الہام کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ اس بے توجہی سے ان رسالوں کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کمال درجہ کی ان کی بے وقعتی ثابت کرتا ہے کہ اہل کمال نے انہیں نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور قابل توجہ نہ سمجھا۔

رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی تیسری وجہ

۴...... اس کے علاوہ اہل کمال صاحب قلب ان کی طویل طویل متضاد تحریروں کو دیکھ کر اور ان کے اثر میں ظلمت قلب کا معائنہ کر کے ان کی تحریروں سے اجتناب کرتے ہیں اور بعض تو انہیں مجنون ہی خیال کرتے ہیں اور جو کوئی ان کے جواب کی طرف توجہ کرے اسے روکتے ہیں۔ چنانچہ مؤلف (سوانح احمدی ص۲۲۷) میں لکھتے ہیں: ''جب یہ کتاب چھپ رہی تھی اس وقت ایک صاحب باشندہ پنجاب جو پہلے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے اور اب جھٹ پٹ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے۔ پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے اعتقاد قدیم کے دیکھ کر مجھ کو بھی تعجب ہوا تھا مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے۔ اس کا ثانی نہ آج

تک کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ ان کا یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مجھ کو قبول کرو ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک دیوانہ آدمی یہ کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں حکیم اور مولوی نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے۔ اے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے اس کو اپنے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ مدعی اگر دراصل مسیح موعود ہے تو عنقریب اس کے جلال واقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار اور مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت و مہدویت اور مسیحیت کے جھک مار کے تھوڑے دنوں کے بعد خود ہلاک ہوجائے گا اور ہزارہا[1] مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کرجائے گا۔"

طالبین حق غور فرمائیں کہ مخصوص علماء کا یہ خیال ہے پھر وہ مرزا قادیانی کے اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی طرف کیوں توجہ کریں گے اور یہ بے توجہی کسی دانشمند کے نزدیک ان کے اعجاز کا باعث نہیں ہوسکتی۔

یہ تیسری وجہ ہے ان رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی یہ تین وجہیں تو عام تھیں۔ جن سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا رسالہ "اعجاز المسیح" اور "اعجاز احمدی" دونوں معجزہ نہیں ہوسکتے۔ اب ہر ایک کے معجزہ نہ ہونے کے وجوہ علیحدہ علیحدہ ملاحظہ کیے جائیں۔

اعجاز المسیح کی حالت

تفسیر کے معجزہ نہ ہونے کی چوتھی وجہ

۵...... چونکہ کیفیت مناظرہ مونگیر میں قادیانی حضرات نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ثبوت میں وہ آیت پیش کی تھی جو قرآن مجید میں حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کے ثبوت نبوت میں پیش کی گئی ہے اور اس میں قرآن کے مثل دوسری کتاب طلب کی گئی ہے۔ جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اس لئے میں نے اعجاز المسیح کے جواب میں دو کتابیں پیش کی تھیں۔ (ایک) "مدارج السالکین" (دوسری) "اعجاز البیان" یہ دونوں کتابیں سورۂ فاتحہ کی عربی تفسیر ہیں۔ پہلی تفسیر[2] دو جلدوں میں ہے اور دوسری ایک جلد میں۔

---

[1] مؤلف سوانح احمدی کی یہ پیشین گوئی نہایت صحیح ثابت ہوئی۔

[2] اسی طرح میں دس بارہ تفسیروں کے نام بتا سکتا ہوں جو خاص سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں۔ مگر جب مقابلہ میں کوئی طالب حق راست باز نہیں ہے تو کلام کو طول دینا بیکار ہے۔

مگر ۲۵۰ صفحوں میں ہے اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں اور ہر سطر میں گیارہ بارہ الفاظ ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں مرزا قادیانی کے رسالہ ''اعجاز المسیح'' سے بہت عالی مرتبہ رکھتی ہیں اور ان کا حجم بھی ''اعجاز المسیح'' سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا دعویٰ اعجاز اپنی تفسیر کی نسبت محض غلط ہے اور ان کے بیان سے صرف ان کے دعوے کی غلطی ہی نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ ان کا اعلانیہ فریب ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کا اعلانیہ فریب

مرزا قادیانی نے جو غل مچایا ہے کہ میں نے ستر دن میں ساڑھے بارہ جز لکھ دیئے۔ صریح فریب دیا ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ستر دن میں لکھے؟ جب ہم تفسیر کی لکھائی دیکھ کر ان کے ساڑھے بارہ جز کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار دلی صداقت یہی کہتی ہے کہ صریح دھوکا دے رہے ہیں کہ تخمیناً ڈھائی جز کو موٹے موٹے حرفوں میں لکھ کر ساڑھے بارہ جز لکھنے کا دعویٰ بڑے زور سے کیا ہے۔ جب اس فریبی حالت کو ہم معائنہ کررہے ہیں تو ان کے اس قول پر کیونکر اعتبار کریں کہ ستر دن میں لکھی؟ اس کی مفصل حالت ملاحظہ کر کے انصاف کیجئے۔

اس تفسیر کے اعلان میں دو شرطیں لگائی تھیں۔ ایک یہ کہ ستر دن میں لکھی جائے۔ دوسرے یہ کہ چار جز سے کم نہ ہو۔ اب کیونکر معلوم ہوا کہ یہ تفسیر اعلان کے بعد لکھی؟ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ رسالہ اس اعلان کے پہلے کل یا اکثر نہیں لکھا گیا؟ مذکورہ فریب تو اس کی پوری تائید کرتا ہے کہ یہ رسالہ پہلے لکھا گیا۔ اس کے بعد زیادہ قابلیت دکھانے کے لئے یہ اعلان بڑے دعوے سے کیا گیا ہے کہ ہم نے اس میعاد میں ساڑھے بارہ جز لکھ دیئے اور ہمارے مخالف نے ایک ورق بھی نہ لکھا۔ اب کوئی انصاف پسند ساڑھے بارہ جز کی حالت کو دیکھے۔ اوّل تو رسالے کو دیکھا جائے کہ کیسے کیسے موٹے حرفوں میں لکھا گیا ہے۔ پھر یہ کہ صفحہ میں اصل عبارت کی دس سطریں ہیں۔ اب بنظر تحقیق حق تفسیر ''اعجاز التنزیل'' مطبوعہ دائرہ المعارف حیدرآباد دکن کی صرف لکھائی اور مقدار تحریر سے مقابلہ کیا جائے۔ اگرچہ ''اعجاز التنزیل'' بھی نہایت کشادہ لکھی گئی ہے۔ مگر اسی واضح تحریر سے اعجاز المسیح کی تحریر کا مقابلہ کیا جائے تو بالیقین معلوم ہو جائے گا کہ جنہیں ساڑھے بارہ جز کہا جاتا ہے وہ معمولی واضح تحریر سے تقریباً ڈھائی تین جز سے زیادہ نہیں ہے۔ جسے تحقیق کرنا منظور ہو وہ دونوں تفسیروں کے صفحات کے الفاظ شمار کر کے دیکھ لے اور پھر اس پر بھی نظر کرے کہ مرزا قادیانی کی تفسیر میں جو دو سو صفحوں کی مقدار ہے وہ صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں نہیں ہے۔ بلکہ شروع سے ۶۶ صفحہ تک تو تمہید ہے جس میں مرزا قادیانی نے اپنی تعریف اور

دوسرے علماء کی سختی کے ساتھ مذمت کی ہے۔ اس صفحہ پر پہنچ کر لکھتے ہیں: ’’وسمیتہ اعجاز المسیح ‘‘ یعنی میں نے اس کا نام اعجاز المسیح رکھا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ مصنفین یہ جملہ اکثر پہلے یا دوسرے صفحہ میں لکھتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر کے بڑھانے کو چار جز فضول باتوں میں سیاہ کر کے یہ جملہ لکھا۔ اس حساب سے اصل تفسیر کے تقریباً آٹھ ہی جز ہوتے ہیں۔ اس لئے مقتضائے دیانت یہ ہے کہ اسی آٹھ جز کا اندازہ کیا جائے۔ اگر اس مقدار کا اندازہ کیا جائے گا تو فاتحہ کی تفسیر میں دو سوا دو جز سے زیادہ نہ ہوگا۔ اب اس قلیل مقدار کی تحریر کو بڑے زور سے ساڑھے بارہ جز بار بار کہا جاتا ہے۔ پھر یہ ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہے؟ خدا کے واسطے خلیفہ صاحب یا اور اہل علم کہیں تو غور کر کے انصاف سے کہیں۔ مگر ان سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ افسوس!

اب خیال کیا جائے کہ جب اعلانیہ بات میں ایسا صریح دھوکا دیا جاتا ہے تو اس کہنے پر کیوں کر اعتبار کر لیا جائے کہ ستر دن میں لکھی۔ جو حضرت اظہار فخر کے لئے ایسی صریح ابلہ فریبی کریں۔ ان سے ظہور اعجاز کی امید رکھنا کسی ذی عقل کا کام نہیں ہے۔ ان دونوں تفسیروں کو میں نے اس لئے پیش کیا تھا کہ یہ دونوں تفسیریں بلحاظ عمدگی مضامین اور باعتبار فصاحت وبلاغت عبارت کے اس قدر بلند پایہ ’’اعجاز المسیح ‘‘ سے ہیں کہ کوئی ذی کمال ادیب ان کی فصاحت وبلاغت اور ان کے مضامین نادرہ اور مفید دیکھ کر اگر ’’اعجاز المسیح ‘‘ کو دیکھے گا تو نفرتیں کرنے لگے گا اور پھر اس کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے گا۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اس قابل سمجھے کہ اس کا جواب دیا جائے؟

بھائیو! اگر کچھ علم وفہم ہے تو ان صریح اسباب میں غور کرو اور خدا سے ڈر کر انصاف سے کہو کہ جب ان رسالوں کی طرف توجہ نہ کرنے کے یہ اسباب ہیں تو ان کے جواب نہ لکھے جانے سے ان کا اعجاز کیونکر ثابت ہو جائے گا۔

مرزائیوں کے جواب کا رد

اس کے جواب میں بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے جواب میں ان کتابوں کو پیش کرنا مرے مردوں کی ہڈیاں اکھیڑنا ہے۔ ایسے ہی بیہودہ جوابوں کی وجہ سے کوئی ذی علم ان کے جواب کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اعرض عن الجاھلین پر عمل کرتا ہے۔ مگر بعض کی خیر خواہی نے خاکسار کو کسی قدر ان کی طرف متوجہ کر دیا۔ اب جنہیں کچھ علم وفہم ہو وہ ملاحظہ کریں۔

(اعجاز المسیح کے فصیح وبلیغ ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور اسے اعجاز بتایا ہے)

(حقیقت الوحی ص۳۷۹، خزائن ج۲۲ ص۳۹۳)

اسی لئے اس کا نام بھی اعجاز المسیح رکھا ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ کلام معجز کسے کہتے ہیں؟ اگر کسی قادیانی کو علم ہے تو علم معانی وبیان کی کتابیں دیکھے۔ ان میں کلام کی دو طرف بیان کی ہیں۔ ایک اعلیٰ، دوسری ادنیٰ، اعلیٰ مرتبہ کو اعجاز کہا ہے اور طاقت بشری سے اسے خارج بتایا ہے۔ یعنی کوئی انسان کسی وقت ویسا کلام نہیں لکھ سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اعجاز اور معجزہ اسی کلام کو کہیں گے جس کے مثل لانے پر انسان عاجز ہو۔ وہ نہ زمانہ گذشتہ میں اس کا مثل لکھ سکا ہو نہ حال اور آئندہ میں کوئی لکھ سکے۔ اسی تحقیق علمی کی بنیاد پر میں نے ان تفسیروں کو پیش کیا تھا۔ جس سے بالیقین ثابت ہو گیا کہ ''اعجاز المسیح'' کو اعجاز کہنا محض غلط ہے۔ کیونکہ اس سے ہر طرح نہایت عمدہ سورہ فاتحہ کی تفسیریں موجود ہیں۔ اب تفسیر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے کار وقت ضائع کرنا ہے۔ مگر چونکہ جماعت مرزائیہ علم وفہم سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے سچے علمی جواب کو مذاق میں اڑاتی ہے اور یہ نہیں سمجھتی کہ اس جواب سے ظاہر ہو گیا کہ جن تفسیروں کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ مرزائی مولویوں کے نزدیک بھی ایسی ہی عمدہ اور اعجاز المسیح سے ہر طرح افضل ہیں۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں اور جب یہ مسلّم ہے تو یقینی طور سے ثابت ہوا کہ اعجاز المسیح معجزہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ چوتھی وجہ ہے اعجاز المسیح کے معجزہ نہ ہونے کی۔

یعنی جب اعجاز المسیح سے عمدہ تفسیریں بلحاظ عبارت اور مضمون کے پہلے سے موجود ہیں تو اہل علم کے نزدیک اعجاز المسیح معجزہ نہیں ہو سکتی۔ اسے اعجاز کہنا اور معجزہ سمجھنا محض غلط ہے۔ اب اعجاز المسیح کا شان نزول بھی ملاحظہ کرنا چاہئے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب جو پنجاب اور خصوصاً سیالکوٹ کے نواح میں زیادہ مشہور بزرگ ہیں مرزا قادیانی نے ان سے مناظرہ کا اشتہار بڑے زوروشور سے دیا تھا۔ اس کی تفصیل علامہ فیضی کے اس خط سے معلوم ہوگی جو انہوں نے سراج الاخبار میں مشتہر کیا ہے۔ (یہاں سے وہ خط حذف کر دیا ہے۔ کیونکہ احتساب کی اسی جلد میں مولانا فیضی کا قصیدہ اور اس کا تفصیلی تعارف تذکرہ میں وہ خط شامل اشاعت ہے۔ مرتب!)

علامہ محمد حسن فیضی

یہ وہی علامہ فیضی مرحوم ہیں جن کا ایک مضمون اسی سراج الاخبار سے نقل ہو چکا ہے۔ اس میں بھی علامہ مرحوم نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اور ہر طرح مناظرہ کے لئے آمادہ تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے دم نہیں مارا۔ اسی طرح اس خط میں مناظرہ کا چیلنج ہے۔ اس کے جواب میں بھی مرزا قادیانی مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے اور عربی نویسی کا اعجاز نہ دکھایا۔ اس سے ان کے اعجاز یہ

رسالوں کی حقیقت اہل دانش سمجھ سکتے ہیں۔ ہوا یہ کہ علامہ ممدوح مرزا قادیانی کے سامنے انتقال کر گئے اور انہیں خوشیاں منانے کا موقع ملا۔ مگر جب ان کے بڑے مقابل فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ان کی آخر زندگی تک ان کی سرکوبی کرتے رہے اور اب تک ان کی روح کو مناسب ثواب پہنچاتے ہیں تو ان کی خوشیوں کی تلافی کافی طور سے ہو جاتی ہے اور جب فاتح قادیان مرزائیوں کو چیلنج دیتے ہیں تو ان کی روح تڑپ تڑپ کر رہ جاتی ہوگی۔

یہ خط تاریخ مناظرہ کے پہلے کا ہے۔ تاریخ مناظرہ لاہور ۲۵ راگست ۱۹۰۰ء مقرر ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی کے مشتہرہ مضمون میں قدرت خدا کا نمونہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے تکبر کے جوش میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ: ’’اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو میں ملعون جھوٹا ہوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۳۱)

اور اس شدومد کے اشتہار و اقرار کے بعد قدرت خدا سے صداقت کا ظہور نہایت آب وتاب سے اس طرح ہوا کہ باید وشاید اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیر صاحب مرزا قادیانی کی تمام شرطیں منظور کر کے مناظرہ پر آمادہ ہو گئے اور ۲۵ راگست ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوگئی اور پیر صاحب اپنے اقرار کے بموجب ۲۴ راگست ۱۹۰۰ء کو مع دیگر علماء اور معززین اہل اسلام کے لاہور پہنچے اور ۲۹ راگست ۱۹۰۰ء تک منتظر رہے۔ مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے۔ اس نواح کے مریدوں نے بہت زور لگایا۔ مگر وہ نہ آئے اور اپنے اس اشتہاری اقرار کی بھی پرواہ نہ کی جو لکھ چکے تھے کہ: ’’اگر مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو میں جھوٹا اور ملعون ہوں۔‘‘ مہتممان جلسہ نے اس جلسہ کی روداد طبع کرا کے مشتہر کرائی تھی۔ اس میں ذیل کا مضمون لائق ملاحظہ ہے۔

’’جملہ حاضرین جلسہ کے اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور شرمناک دروغگوئی سے اپنی دکانداری چلانا چاہتا ہے۔ اس لئے آئندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی یا اس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نہ کریں۔‘‘ یہ روئیداد مسلمانوں میں بہت شائع ہوئی ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حالت اظہر من الشمس ہوگئی اور اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے اور ملعون ٹھہرے۔ اس شرمناک ذلت مٹانے کے لئے مرزا قادیانی نے تفسیر اعجاز المسیح لکھی یا لکھوائی اور پیر صاحب سے جواب طلب کیا اور ’’منعہ مانع من السماء‘‘ کا الہام بھی سنا دیا۔ کیونکہ روئیداد سے معلوم کر چکے تھے کہ پیر صاحب اور تمام علمائے حاضرین جلسہ مجمع عام میں ہزاروں معززین اسلام کے روبرو کہہ چکے ہیں کہ کوئی مسلمان مرزا قادیانی کو مخاطب نہ بنائے اور نہ ان کی کسی بات کا جواب دے اور ظاہر ہے کہ

یہ راست باز علماء اپنے قول کے خلاف ہرگز نہ کریں گے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے عمدہ موقع پاکر اپنی تفسیر پیش کی اور جواب طلب کیا اور پیر صاحب اور دیگر علماء نے انہیں قابل خطاب نہیں سمجھا اور اپنے اقرار کے پابند رہے اور مرزا قادیانی کی طرح بدعہد اور جھوٹا ہونا پسند نہیں فرمایا اور مرزا قادیانی نے یہ موقع پاکر اپنے اعجاز کا غل مچادیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ پیر صاحب اور دیگر علماء کے لئے یہ آسمانی مانع تھا۔ کیونکہ اپنے قول پر قائم رہنا آسمانی حکم ہے۔ اس لئے الہام کا مضمون بلاشبہ صحیح ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اصلی حالت کو پوشیدہ کر کے ایسے پیچ سے اسے بیان کیا ہے کہ مریدیں اسے معجزہ سمجھ رہے ہیں۔

ایک اور راز ملاحظہ کیجئے وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خیال کیا ہوگا کہ جو علماء اس جلسہ میں شریک تھے وہ تو اپنے عہد کے خیال سے جواب نہیں دیں گے اور دوسرے علماء جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہیں انہیں کیا خبر ہوگی؟ اور اگر کسی کو ہوئی بھی تو دیر میں ہوگی۔ اس لئے جواب کے لئے ستر دن کی قید لگادی اور معلوم کرلیا کہ اوّل تو اس میعاد کے اندر دوسرے علماء کو خبر ہی نہیں ہوسکتی اور اگر کسی کو ہوئی بھی اور جوش اسلامی نے انہیں آمادہ بھی کیا تو انہیں اتنی مدت نہیں مل سکتی کہ وہ اس قدر تفسیر لکھیں اور چھپوا کر بھیج دیں۔ اس لئے یہ میعاد مقرر کردی۔

اب اہل حق اس داؤ پیچ کے اعجاز کو ملاحظہ کریں۔ جس سے مرزا قادیانی کی حالت آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

یہ وہ سچا بیان ہے کہ کسی مرزائی کی مجال نہیں کہ اسے غلط ثابت کرسکے۔ الغرض اس بیان سے دنیا پر دو باتیں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہوگئیں۔ ایک یہ کہ اعجاز المسیح کے جواب نہ لکھے جانے کی اصل وجہ کیا تھی۔ دوسرے یہ کہ ان کے صریح اقرار سے یہاں بھی ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا۔ اسی وجہ سے قدرت الٰہی نے انہیں مناظرہ کے لئے لاہور جانے نہ دیا اور روک لیا۔ اگرچہ جانے کے بعد بھی جھوٹے ٹھہرتے۔ مگر وہ جھوٹ دوسرے کی زبان سے ثابت ہوتا اور نہ جانے سے ان کی زبان سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا اور ان کے دعوؤں کی حالت بھی معلوم ہوگئی۔ اس زور وشور سے مناظرہ کا اشتہار دیا اور پیر صاحب کو نہایت سخت اور توہین کے الفاظ لکھ کر انہیں آمادہ کیا اور جب وہ آمادہ ہوکر میدان میں آگئے تو گھر سے باہر نہ نکلے۔ اسی طرح ان کے بعض مریدین بھی کرتے ہیں۔

حق پرست حضرات اس واقعہ پر انصاف سے نظر کریں اور بہتر ہے کہ روئیداد جلسہ اسلامیہ لاہور کو ملاحظہ کرلیں۔ پھر فرمائیں کہ خدا کے برگزیدہ رسول اس کے نیک بندے سے نہایت

سخت کلامی کر کے عہد و پیان کریں اور نہایت پختہ اقرار کر کے اسے پورا نہ کریں۔ ایسا ہوسکتا ہے؟ خدا کو عالم الغیب جان کر جواب دیجئے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا کے مقبول کسی سے ایسا پختہ وعدہ کریں کہ اس کے پورا نہ ہونے پر اپنے کذب کو منحصر کر دیں اور خدا ان کی اس قدر مدد نہ کرے کہ وہ وعدہ پورا کرسکیں۔ حالانکہ "واللہ یعصمک من الناس" کا الہام ہو چکا ہو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا اور سنا گیا کہ نہ جانے کا عذر مرزا قادیانی نے یہ کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ولایتی مولوی مجھے مار ڈالیں گے۔

بھائیو! ذرا تو غور کرو کہ مرزا قادیانی نے خود ہی مناظرہ کا اشتہار دیا اور نہایت غیرت دار الفاظ لکھ کر پیر صاحب کو آمادہ کیا اور جب مناظرہ کا ٹھیک وقت آپہنچا اور مقابل سامنے آ گیا۔ اس وقت یہ الہام ہوتا ہے کہ ولایتی مولوی مارنے کے لئے بلاتے ہیں۔ کیا اس عالم الغیب کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا کہ اگر مناظرہ میں اجتماع ہوگا تو وہ مار ڈالنے کی فکر کریں گے۔ اس ملہم نے اشتہار دینے کے وقت یہ الہام نہ کیا کہ اشتہار نہ دے۔ ورنہ روکا جائے گا اور جھوٹا اور ملعون ٹھہرے گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس فعل سے تو نہ روکا جس سے تمام خلق کے نزدیک بدعہد اور جھوٹا قرار پائے اور اس کی اس رسوائی اور کذب کو پسند کر کے اس کے بچانے کے لئے الہام کیا۔ کون صاحب عقل اسے باور کرسکتا ہے؟ مگر ان کے معتقدین خوب خیال کر لیں کہ اگر یہاں مرزا قادیانی کو سچا مانا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کو جھوٹا اور وعدہ خلاف ماننا ہوگا۔ کیونکہ مقربین خدا خصوصاً انبیاء بغیر الہام الٰہی ایسا اعلان ہرگز نہیں کر سکتے اور اگر غلطی کریں تو انہیں فوراً اطلاع خداوندی نہ ہو یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ عام مخلوق کے روبرو وہ اپنی زبان سے جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے مقام پر انبیاء کی حمایت نہ ہو اور انبیاء کو اس کی حمایت پر اعتماد نہ ہو۔ یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ جماعت مرزائیہ انبیاء کے قتل نہ ہونے پر آیت: "لاغلبن انا ورسلی" پیش کرتی ہے۔ پھر کیا مرزا قادیانی کو اس وقت تک اس آیت پر نظر نہ تھی جو ولایتی مولویوں سے ڈر گئے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ نہ جانے سے میں جھوٹا ٹھہروں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی خجالت مٹانے کے لئے یہ دعویٰ کیا کہ ستر دن کے اندر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہم بھی لکھیں اور تم بھی لکھو۔ مگر چار جز سے کم نہ ہو۔ اب مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ہم نے اس میعاد کے اندر تفسیر لکھی اور پیر صاحب لکھنے سے عاجز رہے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم مان لیں کہ یہ تفسیر خود مرزا قادیانی نے لکھی اور اسی مدت میں لکھی اور کسی دوسرے نے مدد نہیں دی۔ پھر اس میں اعجاز کیا ہوا؟ اتنی بات معلوم ہوئی کہ مرزا قادیانی کو ادب میں اس قدر مذاق تھا کہ وہ ڈھائی مہینہ میں ڈھائی تین جز تفسیر کے عربی عبارت میں لکھ سکتے تھے اور وہ بھی اتنی محنت اور مشغولی کے بعد کہ نمازیں بھی بہت سی قضا کیں۔

اتنی مدت میں ایسی شدید مشغولی کے ساتھ ڈھائی تین جز عربی عبارت لکھ دینا کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ اگر شب و روز میں ایک صفحہ بھی لکھا جاتا تو چار جز سے زیادہ ہوتا اور مرزا قادیانی کی تفسیر تو معمولی طریقے سے اگر لکھی جائے تو تین جز سے زیادہ کسی طرح نہیں ہوتی۔ پھر شب و روز کی محنت میں نمازیں قضا کر کے ایک صفحہ تفسیر کا لکھ دینا کوئی بڑی قابلیت کی دلیل ہے کہ دوسرے نہیں کر سکتے؟ ذرا کچھ تو انصاف کرنا چاہئے اور بہت اچھا ہم نے مانا کہ اس وقت چونکہ اکثر علماء کو عربی تحریر کا مذاق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی عربی میں ایسی عبارت اور مضمون لکھ سکتے تھے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے[1]۔ اس سے ان کے رسالے کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی میں اتنی قابلیت تھی کہ شب و روز کی محنت میں ایک صفحہ عربی عبارت لکھ سکتے تھے اور وہ چند علماء جنہیں ان کے اعلان کی خبر بھی پہنچی مگر وہ اس لئے نہ لکھ سکے کہ عربی لکھنے کی مشق نہیں رکھتے تھے۔ یا بوجہ مذکورہ بالا متوجہ نہ ہوئے۔ اس میں مرزا قادیانی کا اعجاز کیا ہوا؟

الحاصل اس رسالہ کو معجزہ کہنا اور اس کا نام اعجاز المسیح رکھنا محض غلط ہے اور اس کی تصدیق خود مرزا قادیانی کا دل بھی کرتا تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے ستر دن کے اندر لکھنے کی قید لگائی۔ ورنہ اعجاز کے لئے کوئی قید نہیں ہوسکتی۔

رسالہ اعجاز احمدی کی حالت اور قصیدہ اعجازیہ کی بنیاد

۵؍نومبر ۱۸۹۹ء میں مرزا قادیانی نے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ: ''اے میرے مولیٰ اگر میں تیری طرف سے ہوں تو ان تین سال میں جو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اگر تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید اور تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلائے تو میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔'' (ملخص مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۱تا۱۷۵)

---

[1] فرضی طور پر یہ لکھا گیا ہے ورنہ اس وقت بھی جن کو عربی تحریر کا مذاق ہے وہ مرزا قادیانی سے بدرجہا عمدہ تفسیر لکھ سکتے ہیں۔ البتہ عرب کا سا مشغلہ اور ان کے سے خیالات کسی ذی علم کے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے جواب لکھنے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنی قابلیت کا اظہار کریں اور خصوصاً ایسے شخص کے مقابل میں جسے وہ لائق خطاب نہیں سمجھتے جس کی تحریر کو جاہلانہ عبارت سمجھتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے متعدد مقامات پر تو صرف اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کیا ہے۔ مثلاً احمد بیگ کے داماد کی نسبت کہا ہے کہ اگر وہ میرے روبرو نہ مرے ”تو میں بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

یہ بھی کہا ہے کہ: ”اگر تثلیث پرستی کے ستون کو نہ توڑ دوں تو میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

اور اعجاز المسیح کے شان نزول میں بیان کیا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے لئے تین لقب تحریر کئے تھے اور لکھا تھا کہ: ”اگر میں علماء کے جلسہ میں نہ جاؤں تو میں مردود، ملعون، جھوٹا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۱)

الحمدللہ کہ اس جلسہ میں نہیں گئے اور اپنے اقرار سے ان تین صفتوں کے مستحق ہوئے۔ یہاں اپنے پانچ لقب بیان فرمائے۔ (۱) مردود، (۲) ملعون، (۳) کافر، (۴) بے دین، (۵) خائن۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنی حجت سارے خلق پر تمام کر دی اور انہیں اپنے اقرار سے جھوٹا، مردود، ملعون ثابت کر دیا۔ اس قول میں انہوں نے اپنی پانچ صفتیں بیان کیں ہیں۔ اس کا ثبوت کس طرح ہوا اس کی حالت ملاحظہ کیجئے۔ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے کی میعاد تین برس بیان کی تھی۔

اب ظاہر ہے کہ اس نشان کے دکھانے کا خیال کس قدر ہوگا اور کیا کیا تدبیریں سوچ رہے ہوں گے؟ مگر بحمداللہ یہ تین برس خالی گذر گئے۔ صرف ایک مہینہ باقی تھا کہ اتفاق سے اسی ۱۹۰۲ء میں موضع مد ضلع امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزائیوں کو مناظرہ میں بڑی زک دی۔ اس میں مرزائی بہت ذلیل ہوئے۔ جس کی کیفیت ضمیمہ شحنہ ہند مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ (بحمدہ تعالیٰ ضمیمہ شحنہ ہند کی فائل بھی (احتساب قادیانیت ج ۵۷،۵۸) میں شائع ہوگئی ہے۔ مرتب!) جب مرزا قادیانی کو اس ذلت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے رسالہ اعجاز احمدی کا اشتہار دیا کہ: ”اگر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم میں جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ انہیں انعام دوں گا اور اگر وہ اس کے جواب سے عاجز رہے تو سمجھ لیا جائے کہ یہی قصیدہ وہ نشان ہے۔ جس کے ظہور کے لئے میں نے دعا کی تھی کہ تین سال کے اندر اس کا ظہور ہو۔“ (ضمیمہ نزول المسیح ص ۴۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۷ ملخص)

غرضیکہ اسی سہ سالہ پیشین گوئی کے پورا کرنے اور اپنے مریدوں کی رسوائی مٹانے کے لئے یہ اشتہار دیا اور اعجاز کا دعویٰ کیا۔ یہ رسالہ ساڑھے پانچ جز کا ہے۔ اس میں ۳۸ صفحوں پر اردو

عبارت ہے جس میں بہ کثرت جھوٹے دعوے ہیں۔اب یہ تو نہایت ظاہر ہے کہ دو تین جز میں جھوٹی سچی باتیں اردو زبان میں بنا دینا تو مشکل بات نہیں ہے۔البتہ عربی کا قصیدہ لکھنا کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ مشکل ہے۔

اب اس مرزائی اعجاز پر جو اعتراضات ہوتے ہیں جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اعجاز نہیں ہے بلکہ فریب ہے۔انہیں ملاحظہ کیجئے۔

قصیدہ اعجازیہ کے معجزہ نہ ہونے کی پانچویں وجہ

۱...... پہلا اعتراض اس اشتہار میں جو دعا ہے۔(رسالہ اعجاز احمدی ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲) میں اسے پیشین گوئی قرار دیا ہے۔بہر حال وہ دعا ہے یا پیشین گوئی ہے۔مگر ایسی عظیم الشان ہے کہ اس دعا کے قبول ہونے پر اور اس پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے پر اپنے آپ کو مردود اور کافر قرار دیتے ہیں۔اس لئے اس دعا کے بعد تین برس تک اس فکر و تجویز میں ضرور رہے کہ کوئی نشان تراش کر مسلمانوں کو دکھایا جائے تاکہ میں اپنے اقرار سے ملعون و کافر قرار نہ پاؤں۔میرے خیال میں انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ ہندوستان میں عربی ادب کا مذاق نہیں ہے۔اس لئے ایک عربی قصیدہ لکھوا کر اور اس کی تمہید اردو میں لکھ کر رسالہ شائع کر کے اعجاز کا دعویٰ کیا جائے۔اسی زمانے میں ایک عرب طرابلس کی طرف کے رہنے والے ہندوستان میں آئے ہوئے تھے۔جا بجا وہ پھرتے رہے اور حیدر آباد میں ان کا قیام زیادہ رہا ہے۔یہ عربی کے شاعر تھے اور مزاج میں آزادی بھی شاعروں کی سی رکھتے تھے۔

قصیدہ اعجازیہ کا لکھنے والا؟ سعید طرابلسی کی کہانی

اس شہر (حیدر آباد دکن) میں مرزائی زیادہ ہیں۔انہوں نے مرزا قادیانی سے رابطہ کرا دیا اور خط و کتابت ہونے لگی۔انہوں نے قصیدے کی فرمائش کی عرب صاحب نے پانچ سو روپیہ لے کر قصیدہ لکھ دیا اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کو عربی ادب سے مذاق تھا۔اس لئے نواب صاحب نے انہیں بلوایا تھا۔اتفاق سے جس مکان میں وہ بھوپال میں مقیم تھے اس میں ایک اور مولوی صاحب بھی ٹھہرے تھے جو اطراف امروہہ کے رہنے والے تھے۔وہ مولوی صاحب کانپور میں میرے پاس آئے اور ان عرب کے قیام کا تذکرہ کیا۔اس میں یہ کہا کہ ایک روز وہ مرزا قادیانی کو خط لکھ رہے تھے۔میں قریب جا کر کھڑا ہو گیا تو دیکھا کہ خط کے عنوان پر انہوں نے مرزا قادیانی کو مسیح زمان لکھا تھا۔میں نے دریافت کیا کہ آپ انہیں مسیح مانتے ہیں۔انہوں نے سختی

سے کہا کہ میں اس کو مسیح کیا مانتا اس نے پانچ سو روپیہ دے کر مجھ سے قصیدہ لکھوایا ہے۔ اس لئے میں اس کی تالیف قلب کرتا ہوں۔

اس کی تائید میں دو شاہد اور ہیں مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری سے معلوم ہوا کہ سعید نامی ایک شخص طرابلس کا رہنے والا بڑا ادیب تھا۔ مگر آزاد مزاج کا شخص تھا۔ جیسے اکثر شاعر ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی سے اس سے خط وکتابت تھی۔ پانی پت میں آ کر اس نے بعض معقول کی کتابیں پڑھی تھیں۔ مولوی محمد سہول صاحب پورینوی بھاگلپوری کہتے ہیں کہ حیدرآباد میں میں نے اس سے ادب کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔ بڑا ادیب تھا کہتا تھا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت پیش آئی تھی۔ میں نے مرزا قادیانی کو لکھا اس نے قصیدہ لکھوایا میں نے لکھ دیا۔ اس نے روپیہ مجھے دیا۔

ان تین شاہدوں کے بیان سے ثابت ہوگیا کہ یہ قصیدہ مرزا قادیانی کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ مگر ان باتوں کو کون جانتا ہے اور جس نے جانا بھی وہ اس کے شور وغل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مرزا قادیانی نے اپنی میعادی پیشین گوئی پوری کرنے کے لئے سامان کرلیا۔ کیونکہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں ادب کا مذاق نہیں ہے اور یہ قصیدہ ایک ادیب عرب کا ہے اس کا جواب یہاں کوئی نہیں دے سکے گا۔ اس کی تمہید میں اپنی تعریف بھی بہت کچھ لکھ لی۔ اسی عرصہ میں اتفاق سے موضع مدّ میں ان کے مریدین نے مناظرہ میں بڑی شکست کھائی اور نہایت ذلیل ہوئے اور اپنے مرشد کے پاس جاکر روئے۔ یہ واقعہ اس کا محرک ہوا کہ وہ قصیدہ جو سعید طرابلسی سے لکھوایا ہے اس میں مناظرہ مدّ کے متعلق اشعار کا اضافہ کر کے مشتہر کیا جائے اور اعجاز کا دعویٰ کیا جائے۔ اس لئے اسے چھاپ کر مع اشتہار کے مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجا تا کہ عام مریدین اور خاص ان مریدین کو جو مناظرہ کی شکست سے نہایت افسردہ ہوگئے تھے خوش کریں۔ اس بیان سے مرزائی اعجاز کی حقیقت تو کامل طور سے منکشف ہوگئی۔ البتہ اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ سعید شامی تو بڑا ادیب تھا۔ وہ ایسی غلطیاں نہیں کرسکتا۔ جیسی مرزا قادیانی کے قصیدہ میں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض الفاظ اس میں ایسے ہیں جو عرب ہرگز نہیں بولتے۔ اس لئے یہ قصیدہ اس شامی کا نہیں ہوسکتا۔ اس کا جواب نہایت ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ سعید مرزا کو جھوٹا جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ عربی ادب سے مرزا قادیانی کو مس نہیں ہے۔ اس لئے اس نے قصداً یہ غلطیاں کی ہیں تا کہ اہل علم اس سے واقف ہوکر اس کی تکذیب کریں۔ چونکہ عرصہ تک ہند میں رہا ہے اور بعض علوم عقلیہ اس نے یہاں پڑھے ہیں۔ اس لئے وہ ہندی محاورات سے بھی واقف تھا۔ مرزا قادیانی کو فریب دینے کی غرض سے بعض غلط الفاظ بھی اس میں داخل کر دیئے تا کہ اہل علم انہیں دیکھ کر اس کے اعجاز کی تکذیب کرسکیں۔

الحاصل یہ قصیدہ مرزا قادیانی کا اعجاز نہیں ہے۔ اگر اسے اعجاز کہا جائے تو سعید طرابلسی شامی کا اعجاز ہوگا۔ اس مضمون کی پوری شہادت اس واقعے سے ہوتی ہے جو فاضل ابوالفیض مولوی محمد حسن فیضی مرحوم اور مرزا قادیانی سے ہوا۔ علامہ، ممدوح نے جب مرزا قادیانی کی لن ترانیاں بہت کچھ سنیں اور اتفاق سے مرزا قادیانی اپنے مریدوں میں سیالکوٹ گئے ہوئے تھے۔ وہیں علامہ ممدوح پہنچے اور ایک عربی قصیدہ اپنا لکھا ہوا پیش کیا۔ اس وقت جو گفتگو ہوئی اس کی کیفیت مولانا مرحوم نے سراج الاخبار ۲ رمئی ۱۹۰۲ء میں شائع کی تھی۔ (وہ مضمون وقصیدہ مولانا محمد حسن فیضی کے حوالہ سے اسی کتاب میں دوسرے مقام پر درج ہے۔ یہاں سے حذف کیا جاتا ہے۔ مرتب!)

مولانا فیضی کا قصیدہ اکتالیس شعر کا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں کہ اس عربی قصیدہ کا مرزا قادیانی ترجمہ نہ کر سکے۔ پھر وہ عربی قصیدہ کیا لکھتے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اوّل اسی واقعہ کی شرم انہیں ہوئی اور قصیدہ لکھوانے کا خیال ہوا اور لکھوایا۔ پھر مدّ کا واقعہ پیش آ گیا۔ اس کے متعلق اشعار کا اضافہ کر کے قصیدہ کا اعلان کیا۔ علامہ فیضی نے صرف قصیدہ ہی پیش نہیں کیا بلکہ مناظرہ کا دعویٰ کیا اور مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر مرزا قادیانی دم بخود رہے۔ مولانا کے روبرو کچھ نہ کہہ سکے۔ اب حیرت ہے کہ مرزا قادیانی اس طرح علماء کے مقابلہ سے عاجز رہے ہیں۔ اس پر یہ بے شرمی ہے کہ پھر وہی دعویٰ ہے، یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمارے اس دعوے کو بہت ایسے لوگ بھی دیکھیں گے جنہوں نے پہلا واقعہ دیکھا سنا نہ ہوگا اور ہمارے سکوت وعجز سے واقف نہ ہوں گے۔ یہی حالت ان کے مریدوں کی ہے کہ بڑے معرکہ میں نہایت ذلیل ہوتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت وہی دعویٰ ہے۔ بہت رسائل لکھے ہوئے موجود ہیں۔ خلیفہ اوّل کے عہد میں ان کے پاس بھیجے گئے ہیں اور اب بھی بھیجے جاتے ہیں اور یہ وہ رسائل ہیں جن میں متعدد طریقے سے نہایت کامل طور سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے اور یہاں سے قادیان تک کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکا۔ تمام مرزائی ان کے جواب سے عاجز ہیں۔ یا اینہمہ ان کے جاہل متبعین پکارتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کریں گے اور جب اہل حق پکارتے ہیں کہ سامنے آؤ تو منہ چھپاتے ہیں۔

۲...... دوسرا اعتراض: پہلے بیان کر دیا گیا کہ معجزہ اور نشان وہی کلام ہوسکتا ہے جس کے مثل نہ اس کے پہلے کوئی لکھ سکا ہو نہ اس کے بعد لکھ سکے۔ قصیدہ مرزائیہ کے قبل تو بہت قصیدے عمدہ عمدہ لکھے گئے ہیں اور بعض چھپے ہوئے موجود ہیں۔ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا قصیدہ نعتیہ دیکھا جائے۔ کیسے نادر مضامین ہیں اور اسکی تضمین جو شاہ عبدالعزیز صاحب نے کی ہے اسے فن ادب کے اہل مذاق ملاحظہ کریں۔ اسی طرح مولوی فضل حق صاحب مرحوم کا قصیدہ جس میں انہوں نے

غدر کے حالات بیان کئے ہیں قابل دید ہے۔ جنہیں اہل علم دیکھ کر مرزا قادیانی کے قصیدہ کو ردی میں پھینک دینے کے قابل سمجھیں گے۔

آزاد بلگرامی کے قصائد اہل علموں نے دیکھے ہیں۔ مگر مرزائی جہلاء کو علمی باتوں سے کیا واسطہ۔ وہ کیا جانیں کہ کون ذی علم کس فن کا زیادہ جاننے والا ہے؟ پہلے قصیدوں کے علاوہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کے بعد بھی اس کے جواب میں قصیدے لکھے گئے ہیں۔

پہلا قصیدہ جوابیہ

قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم نے مرزا قادیانی کی زندگی میں لکھا تھا اور ۱۹۰۷ء کے شروع میں اخبار اہل حدیث میں وہ قصیدہ چھپا ہے اور پھر ۱۹۱۳ء کے رسالہ الہامات مرزا میں اس کے باسٹھ شعر نقل کئے گئے ہیں۔ (مکمل قصیدہ اس جلد میں دوسری جگہ موجود ہے۔ مرتب!)

دوسرا قصیدہ جوابیہ

نہایت ہی عمدہ اور لاجواب جو ۱۳۲۱ھ میں لکھا گیا ہے یہ قصیدہ چھ سو چھبیس اشعار کا ہے۔ البتہ چھپا نہیں ہے۔ عنقریب چھپنے والا ہے۔ اہل علم اسے دیکھ کر مسرور ہوں گے۔ چند اشعار اس کے نقل کئے جاتے ہیں جن کے الفاظ ومضمون سے اہل علم مسرور ہوں گے۔ (چھپ گیا تھا ہمارے مرکزی دفتر کی لائبریری میں موجود ہے۔ احتساب قادیانیت کی جلد ہذا میں ابطال اعجاز مرزا کے نام سے شامل اشاعت ہے۔ مرتب!)

اہل علم اس کے اشعار کی خوبی کو ملاحظہ کریں۔ کیسا بے نظیر مضمون ان میں ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ آنے کی کیسی عمدہ وجہ بیان کی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان دکھائی ہے اور مرزائیوں کی جہالت ظاہر کی ہے۔ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں سوائے اپنی تعلّی اور دوسرے علماء کی برائی کے اور کوئی مضمون نہیں ہے۔ جب یہ قصائد قصیدہ مرزائیہ سے نہایت عمدہ موجود ہیں تو مرزا قادیانی کے قصیدہ کو معجزہ کہنا آنکھوں پر پٹی باندھ کر کنوئیں میں گرنا ہے اور عوام کو فریب دینا ہے۔

۳...... تیسرا اعتراض: اس قصیدہ کے جواب کے لئے تو زیادہ سے زیادہ بیس روز کی میعاد مقرر کی تھی اور پھر اس قید شدید ہی پر بس نہیں کی۔ بلکہ یہ بھی لکھا کہ اسی میعاد میں رسالہ چھپا کر اور مرتب کرا کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ یعنی اس اعجاز میں لوہے اور پتھر اور صناع اور کاریگروں کو بھی دخل ہے؟ اس لئے اس کے جواب میں بھی ان کو دخل ہونا چاہئے۔ محض قلمی لکھ کر بھیجنا کافی نہیں ہے۔ اب جن کے قلب میں کچھ بھی انصاف کی بو ہے وہ صرف ان قیدوں میں تھوڑا سا غور کر

کے مرزا قادیانی کی حالت معلوم کر سکتے ہیں۔ کیا صادقین کی باتیں ایسی چالاکی اور عیاری کی ہو سکتی ہیں؟ اس پر نظر کی جائے کہ مرزا قادیانی اس کے جواب میں چار قیدیں لگاتے ہیں۔

۱...... باریک قلم سے لکھا ہوا ۹۰ صفحہ کا رسالہ ہو۔

۲...... آدھا رسالہ اردو میں ہو اور آدھا عربی نظم میں۔

۳...... بیس روز کے اندر لکھیں۔

۴...... اور اسی میعاد میں چھپوا کر میرے پاس بھیج دیں۔ اہل انصاف اس ''روشن زبردستی'' کو ملاحظہ کریں کہ ان قیدوں کے ساتھ ظاہری اسباب کی نظر سے جواب لکھ کر بھیجا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جس کے بعض صفحوں پر ۲۲ سطریں ہوں اور بعض میں ۲۱ سطر، پھر اتنے بڑے رسالے کی تالیف کرنا اور تالیف بھی معمولی نہیں ایک بڑے عیار مشاق کی باتوں کا جواب دینا اور وہ بھی صرف اردو نہیں بلکہ عربی قصیدہ بھی اس طرح کا ہو۔ جیسا کہ اس میں ہے۔ ان قیدوں کو دیکھ کر ہر ایک منصف کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کا جواب لکھ دیں گے۔ اس لئے ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ ان کی وجہ سے لکھنا غیر ممکن ہو اور دام گرفتہ مرید خوش ہو جائیں۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کا رسالہ ساڑھے پانچ جز میں ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک ذی علم پانچ روز میں اس کی نقل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زود نویسی کے عادی بہت ہی کم اہل علم ہوتے ہیں۔ جب اس مدت میں نقل نہیں ہو سکتی تو تصنیف کرنا کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس قصیدہ کے اوّل ۳۸ صفحوں میں تو مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی تعلّی اور دوسروں کی مذمت کی ہے اور آخر صفحہ میں عام فریبی پیرایہ سے حضرت امام حسینؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجو[1] کو الہامی بتا کر خود بری الذمہ ہوئے ہیں اور عوام کو فریب دیا ہے۔ پھر ان باتوں کا کافی جواب تو ۳۸ یا ۴۸ صفحوں میں نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے تو اگر آٹھ دس جز میں جواب لکھا

---

[1] قصیدہ اعجازیہ میں مرزا قادیانی نے اپنی تعلّی ایسی کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؓ سے اپنا تفوق اس طرح بیان کیا کہ ان حضرات کی کامل ہجو ہو گئی ہے۔ اس لئے انہیں خیال ہوا کہ مسلمان ان سے بدگمان ہوں گے۔ آخر صفحہ میں اس بدگمانی کو مٹانا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: ''جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا۔ یعنی بالہام الٰہی لکھا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے لکھتا تو میں وعید الٰہی میں پکڑا جاتا۔''

(اعجاز احمدی ص ۴۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

یہاں عجب طرح کا فریب دیا ہے کہ ان بزرگوں کی کامل ہجو کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے برگزیدہ حضرات میں نہیں تھے۔ ورنہ مجھ پر ضرور وعید نازل ہوتی۔ مگر باایں ہمہ ان کے نام عظمت سے لئے ہیں۔ جس سے عوام سمجھتے ہیں کہ ان کی عظمت کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے فریب اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ خدا ان سے پناہ دے۔ اپنی زبان درازی کو خدا کا الہام بتا کر انہیں مقبولان خدا سے گرادیا۔ یہاں غور سے دیکھنا چاہئے۔

جائے تو شاید کچھ جواب ہو۔ پھر دیکھا جائے کہ اتنے جز کے روز میں انسان تصنیف کرے گا۔ پندرہ بیس روز سے کم میں تو لکھنا غیر ممکن ہے۔ اب عربی قصیدہ کی تالیف کا اندازہ کیجئے۔

غرضیکہ بیس روز میں یہ دونوں کام ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ بدیہی اور عقلی بات ہے۔ اب اس کے چھپنے کی مدت پر نظر کی جائے۔ اس کی حالت تجربہ کار اور صاحب مطبع خوب جانتے ہیں۔ اگر دوسرے کے مطبع میں چھپوایا جائے تو حسب خواہ اس قدر جلد چھپوالینا اس کے اختیار سے باہر ہے۔ ہاں اگر خود مولوی صاحب کسی پریس کے مالک ہوں اور وہ خود لکھیں اور چھپوائیں اور درمیان میں کوئی مانع پیش نہ آئے اور پریس میں وغیرہ صحیح وسالم رہ کر مستعدی سے کام کریں تو چھوٹے پریس میں ایک مہینہ میں اور بڑے میں غالباً بیس روز میں رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بھیجا جائے گا۔ غرضیکہ تخمیناً دو ماہ میں ایسے رسالے کا لکھا جانا اور چھپنا ہو سکتا ہے۔ اگر مؤلف کو کوئی بیماری یا کوئی شدید ضرورت نہ آئے۔ اس کے علاوہ رسالہ لکھے جانے کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ لکھنے والے کو مرزا قادیانی یا ان کے مریدین کی بات پر ایسا اعتماد ہو کہ اگر میں محنت شاقہ اٹھا کر جواب لکھوں گا تو کوئی نتیجہ اس پر مرتب ہوگا اور مرزا قادیانی خود اپنے آپ کو یا ان کے مرید انہیں جھوٹا جانیں گے۔ مگر کسی صاحب تجربہ کو اس کی امید نہیں ہو سکتی۔ بہت تجربہ ہو چکا ہے کہ بڑے معرکہ کی پیشین گوئیاں ان کی جھوٹی ہوئیں۔ مگر ان کے مریدین کے قلب ایسے تاریک ہو گئے ہیں کہ کسی کو ایسی اعلانیہ کذابی نظر ہی نہیں آتی۔ پھر عربی عبارت کا اعجاز یا عدم اعجاز مرزائی جہلاء کیا سمجھیں گے؟ انہی مشکلات پر نظر کر کے مرزا قادیانی نے ایسی قیدیں لگائیں کہ ان قیدوں کی وجہ سے جواب غیر ممکن ہو جائے اور اگر ان قیدوں کو چھوڑ کر کوئی جواب لکھے تو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ہم اسے ردی کی طرح پھینک دیں گے۔

ان دنوں خلیفہ قادیان سے دریافت کیا گیا کہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا اگر کوئی جواب دے تو وہ جواب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب مفتی محمد صادق قادیانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا کہ: ''اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم[1] ہوگئی اور اعجاز المسیح کی میعاد ۲۵ر فروری ۱۹۰۱ء کو ختم ہوگئی۔''

---

[1] اس کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تین برس کے اندر جو نشان دکھانے کی پیشین گوئی مرزا قادیانی نے کی تھی وہ آخر دسمبر ۱۹۰۳ء تک ختم ہوتی ہے۔ اس لئے قصیدہ بنانا مرزائیوں کا فرض ہے۔ اگر نہ بنائیں تو مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے جاتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی سترہ اٹھارہ برس میں پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی نے خدا کو جھوٹا قرار دیا تو اگر اس تین برس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہوتا تو کوئی الزام خدا پر یا اپنی سمجھ پر لگا دینا آسان تھا ایسی اعلانیہ غلطی اور فریب دہی کی ضرورت نہ تھی۔

لیجئے جناب خلیفہ قادیان کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ ان رسالوں کا اعجاز بہت تھوڑی مدت کے اندر محدود تھا۔ اس کے بعد وہ اعجاز سلب ہوگیا۔ اب اس کے مثل اہل علم لکھ سکتے ہیں۔ مگر وہ جواب جماعت مرزائیہ کے لائق توجہ نہ ہوگا۔ البتہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ رحمانی اعجاز کسی میعاد کے اندر محدود نہیں ہوسکتا۔ اگر شیطانی اعجاز ایسا ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے؟ البتہ ایسے اعجاز کو ہمارے روبرو پیش کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔

برادران اسلام نے ایسا اعجاز نہ سنا ہوگا کہ بیس دن کے اندر تک تو معجزہ رہے اور اس کے بعد وہ اعجاز جاتا رہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حد بندی کی اطلاع ان کے مریدین اور معتقدین کو ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اب تک ان رسالوں کو جواب کے لئے پیش کرتے ہیں اور بآواز بلند کہتے ہیں کہ اب تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ مگر جب یہ امر مشتہر ہو چکا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کی جماعت کو خبر نہ ہو۔ بلکہ ناواقفوں کو دھوکا دینا انہیں مدنظر معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر کوئی جواب نہ لکھے تو اس کا اعلان ہے کہ کسی نے جواب نہیں دیا۔ اعجاز ثابت ہوگیا اور اگر کسی نے جواب دیا تو فوراً کہہ دیا جائے گا کہ جواب کی تاریخ گزر گئی۔ اب توجہ کے لائق نہیں ہے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کی اور ان کے متبعین کی باتیں عجب پیچ در پیچ ہوتی ہیں۔ صادقوں کی سی سچائی اور صفائی ہرگز نہیں ہے۔ اس حد بندی کی توجیہ خلیفہ اوّل نے جو بیان کی ہے وہ لائق دید ہے۔ ص۲۳۳ میں لکھتے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی زمانی تحدید بھی کرتا ہے بلکہ کہتا ہے ایسا بےنظیر کلام فصیح وبلیغ عربی میں پیش کرو۔ پس دونوں قیود سے قرآن کی طرح توسیع نہیں۔ مرزا قادیانی حقیقتاً واقعی طور پر عین محمد واحمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے...... آقا کی برابر پسند نہیں کرتا۔''

خلیفہ قادیان کی ایسی باتوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کیا اسی عقل وفہم پر حکیم الامتہ کا خطاب دیا گیا ہے؟ یہ تو فرمائیے کہ برابری کا نہ ہونا اور ادب اور غلامی کا ثبوت اسی پر منحصر تھا کہ جواب کے لئے ایسے انداز سے قید لگائی جائے کہ اس میعاد میں جواب لکھ کر اور چھپوا کر بھیجنا غیر ممکن ہو۔ ادب اور غلامی کا ثبوت تو اس طرح بھی ہوسکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تمام عمر میں اس کا جواب دیں یا دوسرے سے لکھوائیں اس قدر قید ان کی غلامی کے ثبوت کے لئے بہت کافی تھی۔ اس طرح کہنے سے اس قول کی بڑی عظمت ہوجاتی اور غلامی بھی قائم رہتی۔ مگر یہ نہیں کیا بلکہ نہایت سخت اور تنگ میعاد مقرر کی اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے جو ابھی بیان کی گئی۔

اس کے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ اگر برابری کا دعویٰ نہیں ہے تو:

۱...... منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد (تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ص۱۳۴) کس نے کہا ہے؟

۲...... اعجاز احمدی کا وہ شعر بھی آپ کو یاد ہے جس میں مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میرے لئے چاند گہن اور سورج گہن دونوں ہوئے۔“

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

کہیے جناب یہاں تو برابری سے گذر کر فضیلت کا دعویٰ ہے۔ یہاں غلامی کہاں چلی گئی؟

۳...... (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳) کا وہ منقولہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ ”رسول اللہ ﷺ سے تین ہزار معجزے ہوئے۔“ اس کے بعد اس قول پر نظر کیجئے۔ جہاں لکھتے ہیں کہ: ”مجھ سے تین لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوئے۔“ (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ص۷۰)

اب فرمائیے کہ یہاں سو حصے زیادہ فضیلت کا دعویٰ ہے یا نہیں؟ ضرور ہے پھر یہاں دعویٰ غلامی کہاں چلا گیا؟ اسی طرح مرزا قادیانی کے دعوے بہت ہیں۔ مگر جب جیسا موقع ان کے خیال میں آ گیا ویسا دعویٰ کر دیا۔ حکیم صاحب کچھ تو ہوش کیجئے۔ آپ کہاں تک بات بنائیں گے؟ ”لن یصلح العطار ما افسد الدھر“ خلیفہ صاحب کے حال پر سخت افسوس ہے کہ باوجود واقف ہونے کے ایسی مہمل بات کہتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں۔ اگر ان کی عقل پر ایسے پردے پڑے ہوئے نہ ہوتے تو مرزا قادیانی کے حلقہ بگوش ہرگز نہ ہوتے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کی باتوں نے آفتاب کی طرح روشن کر دیا کہ اس اعجاز کے دعوے سے مقصود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا اور معلوم کر لیا تھا کہ ان شرطوں کے ساتھ جواب دینا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ جو کام اسباب ظاہری کے لحاظ سے کم سے کم ڈیڑھ دو مہینہ کا ہو وہ بیس دن میں کیونکر ہو سکتا ہے؟ مگر قدرت خدا کا نمونہ ہے کہ جماعت مرزائیہ کے پڑھے لکھے بھی ایسی موٹی بات کو نہیں سمجھتے اور ان رسالوں کو معجزہ مان رہے ہیں۔ قصیدہ اعجازیہ کی تفصیلی حالت اور اس کے اغلاط اوّلاً، الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم کے ص۹۳ سے ص۱۰۶ تک دیکھنا چاہئے۔ مولوی صاحب نے قصیدہ کی غلطیاں دکھا کر یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے قصیدہ کو ان اغلاط سے پاک کریں اور پھر زانو بزانو بیٹھ کر عربی تحریر کریں۔ اس وقت حال کھل جائے گا۔ مگر مرزا قادیانی نے تو اس کے جواب میں دم بھی نہ مارا۔ اگر عربیت میں دعویٰ تھا اور یہ قصیدہ خود انہوں نے لکھا تھا تو کیوں سامنے نہ آئے۔ یہ بدیہی دلیل ہے کہ قصیدہ دوسرے سے لکھوایا اور اپنے فہم کے موافق سمجھ لیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ

ایسے ادیب نہیں ہیں جو ایسا قصیدہ عربی میں لکھ سکیں۔ پھر بطور احتیاط بیس دن کے اندر چھپوا کر بھیجنے کی قید لگادی اور سمجھ لیا کہ اس مدت کے اندر تو وہ لکھ کر کسی طرح بھیج ہی نہیں سکتے۔ اگرچہ وہ ادیب بھی ہوں اس لئے ایسا دعویٰ کر دیا۔

ثانیاً ۱۳۲۳ھ میں رسالہ ابطال اعجاز مرزا کا پہلا حصہ چھپا ہے جو ۱۰۴ صفحہ کا ہے۔ (یہ رسالہ بھی احتساب کی جلد ہذا میں شامل اشاعت ہے۔ مرتب!) اس میں صرف قصیدے کی غلطیاں دکھائی ہیں اور ہر قسم کی غلطیاں ہیں اور خاص قادیان بھیجا گیا ہے۔ مگر تیسرا برس ہے۔ اب تک کسی مرزائی کی مجال نہیں ہوئی کہ جواب دے۔ پھر کیا ایسے ہی مہمل اور پر اغلاط رسالہ کو معجزہ کہا جاتا ہے شرم نہیں آتی۔ اب اس کو ملاحظہ کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اس دعویٰ اعجاز کی وجہ سے کئی دلیلوں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

پہلی اور دوسری دلیل کلام معجز کی تعریف ان دونوں رسالوں پر صادق نہیں آتی۔ کلام معجز کے لئے زمانے کی تعیین نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی نے دو طرح سے زمانہ متعین کیا۔ ایک یہ کہ آئندہ زمانہ کا کلام جواب میں پیش کیا جائے۔ گذشتہ زمانہ کا کلام نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ چند روز میں جواب دیا جائے۔ ان دونوں وجہوں سے ان کا اعجاز غلط ثابت ہوا اور یہ دو دلیلیں ان کے جھوٹے ہونے کی قرار پائیں۔

تیسری دلیل جس میں سات دلیلیں ہیں ہم نے اعجاز المسیح اور قصیدہ اعجازیہ کے جوابات پیش کر دیئے جو ان دونوں رسالوں سے بدرجہا ہر طرح سے عمدہ ہیں۔ جب ان کے جوابات ان سے بدرجہا عمدہ موجود ہیں تو وہ معجزہ نہیں ہو سکتے اور ہر ایک جواب مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی دلیل ہے اور بیان سابق میں پانچ جواب قصیدہ کے اور دو اعجاز المسیح کے ذکر کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ سات دلیلیں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ہوئیں اور دو پہلے بیان ہولیں۔ اس لئے یہاں تک نو دلیلیں ہوئیں۔

دسویں دلیل ایک رسالہ اعجاز المسیح پر ریویو مطبع فیض عام لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں صرف لفظی غلطیاں اعجاز المسیح کی دکھائی ہیں۔ کئی برس ہوئے اسے چھپے ہوئے مگر کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے سکا۔ جو کلام اس قدر غلط ہو وہ تو فصیح وبلیغ بھی نہیں ہو سکتا اور اعجاز تو بہت بلند مرتبہ ہے۔ یہ دسویں دلیل ہوئی اس کے معجزہ نہ ہونے کی۔

قادیانی کے سرگروہوں نے اپنے جہلاء کو یہ جواب سکھا دیا ہے کہ ایسے اعتراضات تو

عیسائیوں نے قرآن مجید پر بھی کئے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف ابلہ فریبی ہے جو ذی علم عیسائی ہیں۔ وہ تو قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت کو ایسا مانتے ہیں کہ جابجا قرآن مجید کی عبارت کو سند میں پیش کرتے ہیں۔ اگر کچھ علم ہے تو...... اقرب الموارد دیکھو اور اگر کسی جاہل عیسائی نے اعتراض کیا تو وہ قابل عیسائیوں کے اقوال سے لائق توجہ نہیں ہوسکا۔ اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں ان سب کے جوابات ہمارے علماء نے دیئے ہیں۔ اب اگر کسی قادیانی کا دعویٰ ہو کہ عیسائی کے کسی اعتراض کا جواب نہیں دیا گیا تو ہمارے سامنے پیش کرے۔ پھر دیکھئے کہ ہم اس کو کیسا جواب دیں گے اور پھر مرزا قادیانی پر اعتراض پیش کریں گے اور پوچھیں گے کہ اس کا جواب کس نے دیا ہے اور اگر کسی نے نہیں دیا تو اب کوئی جواب دے۔ مگر ہم یقینی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ مؤلف (قادیانی) القاء فرماتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ جو اعتراضات اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی پر کئے گئے ہیں۔ اس وقت تک کوئی جواب اسکا نہیں دے سکا۔

(اس کے بعد نزول المسیح وغیرہ کا صرف حوالہ دے کر لکھتے ہیں) اگر ابو احمد صاحب کا دعویٰ علمیت ہے تو ان دونوں کتابوں پر اعتراض شائع کریں۔ انشاء اللہ! خود تجربہ ہو جائے گا کہ معاملہ کیا ہے۔ (ص ۱۶) مولوی صاحب جھوٹ کہہ دینا تو آسان ہے مگر اس جھوٹ کو سچا دکھا دینا مشکل ہے۔ ایک دو اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب نقل کیا ہوتا۔ تاکہ نمونہ دیکھتے اور جواب کی حالت دکھاتے۔ یا یوں لکھا ہوتا کہ مثلاً الہامات مرزا قادیانی میں جو اعتراض کئے گئے ہیں ان کے جوابات فلاں رسالہ میں ہیں اور پیر مہر علی شاہ صاحب نے جو اعتراضات کئے ہیں ان کا جواب فلاں رسالے میں ہے۔ رسالہ اعجاز المسیح پر ریویو میں جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا جواب کامل فلاں رسالہ میں ہے۔ یہ نہیں لکھتے کیونکہ سچی اور قابل توجہ بات کہنے سے عاجز ہیں اور یوں کسی وقت کسی رسالہ میں بے تکی بات کہہ دی یا ممکن ہے کہ سو اعتراضوں میں سے کسی اعتراض کا کوئی جواب دے دیا۔ اس سے وہ رسالے اعتراضوں سے بری نہیں ہوسکتے۔ خیر ان مدت کی گذری ہوئی باتوں کو میں اس وقت نہیں چھیڑتا۔ یہ کہتا ہوں کہ تین برس ہوئے ابطال اعجاز مرزا کا پہلا حصہ ۱۰۴ صفحہ پر چھپا ہے۔ جس میں قصیدہ اعجازیہ پر ہر قسم کے اعتراضات کئے گئے ہیں اور بہت شرمناک اعتراضات ہیں اور قادیان بھیجا گیا ہے۔ مگر اس وقت تک تو ان کے دو چار اعتراض کا جواب بھی دے کر ہمارے پاس نہیں بھیجا گیا۔ تاکہ ہم نمونہ دیکھتے۔ اب تو تجربہ ہو گیا

اور آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ آپ کیا آپ کی ساری جماعت ان اعتراضوں کے جواب سے عاجز ہے۔ اب فرمایئے کہ بالکل جھوٹی بات کس کی ہے۔ چونکہ آپ کو ادب میں دخل نہیں ہے اور بے جا شغف محبت نے عقل کو سلب کر دیا ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کہتے ہیں اور حق کو قبول نہیں کرتے۔ یہ تو فرمایئے کہ اس کے علاوہ آپ کے اس قول کے بعد کتنے رسالے مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کے ثبوت میں لکھے گئے۔ ایک کا بھی جواب آپ نے یا آپ کی جماعت نے دیا؟ اس تجربہ کے بعد بھی تو آپ نے امر حق کو قبول نہیں کیا اور اعلانیہ کاذب کی پیروی سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنے مرشد سے بصرف الزام اٹھانے ہی کے لئے راست بازی سے کنارہ کشی نہیں فرمائی۔ بلکہ قرآن مجید پر بھی ایسا ہی الزام لگانا چاہتے ہیں جیسا الزام انسانی تصنیف یعنی مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی واعجاز المسیح پر لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ ص ۱۶ میں لکھتے ہیں کیا ابو احمد صاحب کا یہ غلط دعویٰ کبھی صحیح ہو سکتا ہے کہ مخالفین کے) اعتراضات صرف معنی ہی کے لحاظ سے ہیں اور فصاحت اور بلاغت اور قواعد کے لحاظ سے مخالفین اسلام چپ ہیں۔ کیا غرائب القرآن اور مقالید وغیرہ الفاظ نے کران ہذان لساحران کو پیش کر کے تناقض اور اختلاف آیات بینات کو دکھا کر سورۃ اقترب[1] الساعۃ بعض فقرات دیوان امراء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس بتا کر فصاحت اور بلاغت اور قواعد کی غلطی کا اعتراض سرقہ کا الزام مخالفین کی کتابوں میں نہیں ہے۔

اس لمبے چوڑے فقرہ کا اہمال اردو کے ادیب بخوبی جان سکتے ہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ مخالفین اسلام نے فصاحت وبلاغت اور قواعد صرفیہ ونحویہ کے لحاظ سے قرآن مجید پر اعتراض کئے ہیں اور اس کی سند میں تین لفظ لکھے ہیں۔

۱...... غرائب القرآن، مگر کسی لفظ غریب کا حوالہ نہیں دیا۔

۲...... مقالید۔

۳...... ان ہذان لساحران۔

اب ہم مؤلف القاء سے دریافت کرتے ہیں کہ جو اعتراض آپ نے نقل کئے یہ تحقیق طلب علمائے اسلام کے شبہات ہیں جو تحقیق کی غرض سے انہوں نے کئے اور ان کے جواب دیئے گئے یا کسی خاص مخالف اسلام کے اعتراضات ہیں؟ اگر آپ کا خیال ہے کہ یہ اعتراضات مخالفین،

---

[1] قرآن مجید میں اقتربت الساعۃ ہے۔ مگر مؤلف القاء نے اقترب الساعۃ لکھا ہے۔

اسلام کے ہیں تو اس کو ثابت کیجئے کہ کس مخالف اسلام نے سب سے اوّل یہ اعتراض کیا ہے۔ مگر آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ اعتراض کا بانی مخالف اسلام ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بعض علمائے اسلام نے جو بغرض تحقیق شبہات کئے تھے اور ان کے جوابات دیئے گئے۔ مخالف نے بنظر تعصب شبہ نقل کر دیا اور جواب اڑا دیا۔ غرضیکہ مخالف کو اعتراض کرنے کا شعور نہیں ہوا۔ بلکہ دوسروں سے معلوم کر کے ایک بات کہہ دی اس سے ظاہر ہے کہ ابواحمد نے جو لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتایئے کہ جو اعتراضات لفظی قرآن مجید پر کئے گئے اور ان کے جوابات ہمارے علماء نے دیئے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کے علم میں جوابات دیئے گئے ہیں تو وہ جواب صحیح ہیں اور آپ کے نزدیک قرآن مجید ان اغلاط سے پاک ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک قرآن مجید ان اغلاط سے پاک ہے تو اس بات میں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہوا۔ اب انہیں ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا کس قدر عوام کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ جس کتاب الٰہی پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں۔ اس کو اعتراضوں سے منزہ آپ بھی اسی طرح مانتے ہیں۔ جس طرح ہم مانتے ہیں اور ان اعتراضوں کو غلط سمجھتے ہیں جس طرح ہم غلط سمجھتے ہیں پھر اس کتاب الٰہی کا منزہ ہونا تو متفق علیہ ہو گیا۔ مگر جو کتاب آپ پیش کرتے ہیں۔ اسے تو صرف آپ ہی مانتے ہیں۔ اس پر جو اعتراضات ہوں ان کا جواب دینا آپ پر فرض ہے اور اس کے جواب میں مخالفین کے اعتراضات آپ پیش نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر درپردہ آپ کے دل میں قرآن مجید پر خود شبہ ہے اور مرزا قادیانی کے رسالوں پر شبہ نہیں ہے تو جواب ملاحظہ ہو۔

جواب...... پہلا لفظ آپ نے غرائب القرآن لکھا ہے مگر اس کی ایک مثال بھی نہیں لکھی۔ پھر ہم کس کا جواب دیں۔ اتنا کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو لائق اعتراض ہو۔ اگر آپ کا دعویٰ ہے تو کوئی لفظ پیش کیجئے اور پھر ہم سے جواب لیجئے۔ اگر کوئی رسالہ آپ نے دیکھا ہے تو اس کے سمجھنے میں آپ نے غلطی کی۔ جس زمانہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔ وہ وقت زبان عربی کے کمال عروج کا تھا۔ اس وقت اس زبان کے ماہرین نے کسی لفظ کو غریب نہیں لکھا اور بہت سے اہل زبان صرف قرآن مجید سن کر ایمان لے آئے۔ اس بیان میں رسالہ لکھا گیا ہے۔ دیکھنے والے دیکھیں گے۔ انشاءاللہ!

دوسرا لفظ آپ نے مقالید لکھا ہے۔ مگر اس کی نسبت کیا اعتراض ہے اسے نہیں لکھا۔ اگر یہ شبہ ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے تو محض غلط ہے۔ کیونکہ لفظ مقالید جمع ہے۔ مقلد کی اور یہ لفظ مختلف

معنوں میں مختلف طور سے شائع ہے۔ (لسان العرب ج ۴ ص ۳۶۷) ملاحظہ کیجئے۔ عرب میں جو مشہور شاعر الاعشی ہے۔ اس کا شعر بھی اس لفظ کی سند میں لکھا ہے۔ پھر جس کسی نے اس کو فارسی لفظ سمجھا ہے۔ یہ اس کی ناواقفی ہے اور یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ جس کتاب میں اس کے فارسی ہونے کا شبہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی میں اس کے جواب بھی لکھے ہیں۔ ایک جواب یہ ہے: "قال ابن جریر ماورد عن ابن عباس وغیرہ من تفسیر الفاظ من القرآن انها بالفارسية او الحبشية او النبطية او نحو ذلک انما اتفق فيها توارد اللغات فيتكلم بها العرب والفرس والحبشة بلفظ واحد (اتقان)"

اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے جس لفظ کو فارسی وغیرہ کا لفظ کہہ دیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ لفظ عربی کے سوا فارسی وغیرہ میں بھی ہے۔ اب فرمائیے کہ مقالید کو اگر کسی نے فارسی لکھا ہو تو قرآن پر کیا اعتراض ہوا اور یہ فرمائیے کہ یہ اعتراض کس مخالف اسلام نے کیا ہے؟ آپ تو مخالف اسلام کے اعتراض دیکھنا چاہتے ہیں۔

تیسرا جملہ: "ان هذان لساحران" یہ جملہ آپ نے لکھا مگر اس پر آپ کا کیا اعتراض ہے؟ اسے آپ نے کچھ تو بیان کیا ہوتا۔ اب ہم آپ سے کہتے ہیں کہ شاید قرآن مجید آپ کی تلاوت میں نہیں رہتا ہے۔ آپ کو جدید نبی کی تصانیف کے دیکھنے سے فرصت نہیں ملتی ہوگی اور جو ان پر اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے جواب سوچنے میں غلطاں و پیچاں رہتے ہوں گے یا مناسبت طبعی کی وجہ سے کاذب کی تصانیف زیادہ پسند ہیں۔ قرآن مجید جو ہندوستان میں مشہور ہے اس میں تو مذکورہ جملہ کا لفظ ان مخفف ہے۔ مشدد نہیں ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں جو الفاظ ہیں وہ بالکل قاعدہ کے موافق ہیں۔ اگر علم سے ممارست ہے تو آپ کو انکار نہیں ہو سکتا۔

غرضیکہ قرآن مجید پر کچھ اعتراض نہیں ہے اور جس نے ان پر تشدید کیا ہے اس کے متعلق متعدد جواب بھی دیئے ہیں۔ تفاسیر اور رسالہ شرح شذور الذہب فی معرفۃ کلام العرب کا ص ۱۴ ملاحظہ کیجئے۔

مؤلف صاحب کے لفظی اعتراضات کا تو خاتمہ ہو لیا۔ اب ص ۱۷ میں ان لفظی اعتراضات کی مثال میں پادری فنڈر کے اعتراضات نقل کرتے ہیں وہ چند اعتراض ہیں۔ ایک یہ کہ یونانی وغیرہ زبانوں میں ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن کی عبارت قرآن مجید سے عمدہ ہے۔ اب مولوی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ یہ معترض عربی اور یونانی کا بڑا ادیب ہے جو دونوں کا

مقابلہ کر کے فیصلہ کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر اس جاہل متعصب کے قول کو پیش کرنا جہالت کے سوا اور کیا ہے؟ اس کے علاوہ اب آپ تو لفظی اغلاط کا ثبوت دے رہے ہیں۔ پھر کیا پادری کا یہ قول کوئی لفظی اعتراض ہے؟ ہوش کر کے جواب دیجئے۔ بفرض محال اگر دوسری زبان میں کوئی کتاب عمدہ ہو تو اس سے قرآن شریف کے کسی لفظ یا جملہ پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ دوسری کتاب کی عبارت عمدہ ہونے سے قرآن کی فصاحت و بلاغت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ نہ اس پر خلاف قاعدہ کا کوئی الزام ہوسکتا ہے۔ پھر اس کو فصاحت و بلاغت اور قواعد کی غلطی کے مثال میں پیش کرنا ان کے علم و عقل کے سلب ہو جانے کی دلیل ہے۔

دوسرا یہ کہ بعض عیسائیوں نے مقامات حریری اور مقامات ہمدانی کی عبارت کو قرآن مجید کے برابر بلکہ افضل کہا ہے۔ اس اعتراض سے بھی قرآن کی کوئی لفظی غلطی ثابت نہیں ہوسکتی۔ باقی رہا مقامات کی عبارت قرآن مجید سے افضل کہنا ان کی جہالت ہے۔ صرف کچھ عربی پڑھ لینے سے عبارت کی کمال فصاحت و بلاغت ہرگز معلوم نہیں کرسکتا۔ نہایت ظاہر بات ہے کہ ان مقامات کے لکھنے والے ایسے بڑے ادیب اور عربی زبان کے ماہر تھے کہ ان کی کتاب ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ عیسائی پادری اسے قرآن کے مثل سمجھ گئے۔ مگر یہ خیال نہ کیا کہ ان کتابوں کے مصنف باوجود اس قدر ماہر ہونے کے اس پر ان کا ایمان ہے کہ قرآن مجید کے مثل کوئی کتاب عربی میں نہیں لکھ سکتا اور اپنی کتابوں کی حالت اور ان کی عمدگی سے ان عیسائیوں سے بدرجہا زائد واقف ہیں۔ مگر پھر بھی اپنی کتابوں کو اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں سمجھتے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ مزدار معتزلی نے یہ کہا ہے کہ انسان اس پر قادر ہے کہ جیسا فصیح و بلیغ قرآن مجید ہے۔ اسی طرح کا فصیح و بلیغ وہ کلام لکھے۔

یہاں مولوی صاحب سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ آپ تو اس کے مدعی ہیں کہ مخالفین اسلام نے قرآن مجید کے الفاظ میں غلطیاں دکھائی ہیں اور فصاحت و بلاغت میں کلام کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں فنڈر کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اب آپ کو یہ بتانا چاہئے کہ اس قول سے قرآن مجید کے کسی لفظ یا جملہ کا غلط ہونا ثابت ہو گیا یا یہ معلوم ہوا کہ اس کی عبارت فصیح و بلیغ نہیں ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس قول کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ مگر یہ فصاحت و بلاغت ایسی نہیں ہے کہ انسانی قوت سے باہر ہو۔ جب یہ مطلب ہے تو مولوی صاحب کے علم پر افسوس ہے کہ لفظی غلطی کی مثال میں مزدار کے قول کو سمجھتے ہیں اور ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ اس قول سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مزدار معتزلی قرآن کے اعجاز کا منکر ہے۔ کیونکہ تمام معتزلی اعجاز قرآنی کو مانتے ہیں۔ مگر چونکہ قرآن مجید کا دعویٰ اعجاز عام الفاظ میں ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس کے مثل لے آؤ۔ اس کا ذکر نہیں ہے کہ کس بات میں مثل ہو۔ یعنی مرزا قادیانی تو بار بار کہتے ہیں کہ ایسا فصیح و بلیغ ہو جیسا ہمارا رسالہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ فصاحت و بلاغت میں اس کے مثل ہو۔ قرآن مجید کس بات میں بے مثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں متعدد باتیں ہیں۔ مثلاً کمال درجہ کا فصیح و بلیغ ہے۔ خلق کی ہدایت کے لئے اس میں نہایت مفید احکام وہدایات ہیں۔ اس میں گذشتہ اور آئندہ کی ایسی خبریں ہیں کہ کسی کی عقل وفہم انہیں معلوم نہیں کر سکتی اور کسی علم کے ذریعہ سے وہ باتیں معلوم نہیں ہوسکتیں۔ مثلاً قیامت کے حالات اور جنت و دوزخ کی خبریں، ان باتوں میں وہ بے نظیر ہے۔ انسان کی طاقت نہیں ہے کہ ایسی کتاب بنائے جس میں یہ باتیں ہوں۔ بعض صرف احکام وہدایات کی وجہ سے معجزہ کہتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے نہیں یعنی اگرچہ اس کی فصاحت و بلاغت اعلیٰ مرتبہ کی ہے۔ مگر یہ نہیں ہے کہ اس کے مثل کوئی نہ لا سکے۔ یہ ایک طویل بحث ہے جس کو بعض تفسیروں اور عقائد کی بڑی کتابوں میں لکھا ہے۔ پادری فنڈر تو ہمارے علوم سے جاہل ہے۔ اس نے اپنی جہالت سے اس قول کو پیش کر دیا اور سمجھ لیا کہ اس قول سے قرآن کا اعجاز غلط ہو گیا۔ افسوس یہ ہے کہ مؤلف القاء قادیانی اس کی اس جہالت میں شریک ہو گئے۔ میں اہل حق سے پھر کہتا ہوں کہ کسی مخالف ماہر زبان عرب نے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں صرف ونحو اور محاورات کی غلطیاں نہیں بتائیں۔ جس کو دعویٰ ہو وہ مخالف عربی کے ادیب کا کلام پیش کرے اور جہلاء نے جو اعتراض کئے اس کے جواب دیئے گئے ہیں۔ مؤلف القاء (عبدالماجد قادیانی) نے جو اعتراض پیش کئے تھے ان کے جواب دیئے گئے اور مرزا قادیانی پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں اور خاص رسالے اس میں لکھے گئے ہیں ان کا جواب نہیں دیا گیا۔ اگر کسی نے دیا ہو تو ہمارے سامنے پیش کرے۔ پہلے بہت غل مچاتے تھے۔ اب سامنے نہیں آتے۔ جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں ہمارے اعتراضوں کے جواب نہیں ہیں۔

ناظرین! مؤلف القاء کی علمی حالت ملاحظہ کیجئے کہ ایک صفحہ میں آٹھ غلطیاں کی ہیں۔ بااینہمہ بہت بڑی قابلیت کا دعویٰ ہے۔ اہل حق کے اعتراضوں کا جواب دینے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر اہل انصاف غور فرمائیں کہ جو اپنی تحریر میں اس قدر غلطیاں کرے وہ کسی قابل کے

اعتراضوں[1] کا جواب دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

پہلی غلطی

دعویٰ تو یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے الفاظ قرآن پر اعتراض کئے ہیں اور اس کے ثبوت میں صرف دو لفظ اپنی طرف سے پیش کئے اور کسی مخالف کا قول نقل نہیں کیا کہ اس مخالف نے یہ اعتراض کیا ہے۔

دوسری غلطی

یہ کی کہ جن کتابوں سے انہوں نے یہ دو لفظ نقل کئے ان کے مصنفین کے مطلب کو نہیں سمجھے۔ یعنی ان کا مقصد تو ان الفاظ کی تحقیق ہے اور جس ناواقف کو شبہ ہو اس کے شبہ کا دور کرنا ہے۔ مگر مؤلف القاء اسے اعتراض سمجھ کر ہمارے روبرو پیش کرتے ہیں۔ الحمدللہ! ہم نے جواب دے دیا۔ اب ان اعتراضوں کا جواب دیجئے جو آپ کے نبی پر کئے گئے ہیں۔

تیسری غلطی

ہمارے قرآن میں ''ان ھذان لساحران'' ہے۔ اس جملہ میں لفظ ان مخففہ ہے...... اس پر کوئی اعتراض قاعدہ کے رو سے نہیں ہے۔ پھر آپ کا اعتراض محض غلط ہے۔ مگر آپ موٹی غلطی کو بھی نہیں سمجھتے۔

چوتھی غلطی

دعویٰ تو صرف الفاظ کی غلطی کا ہے اور اس میں تناقض واختلاف کو بھی پیش کرتے ہیں۔ مؤلف صاحب کو شاید یہ بھی خبر نہیں کہ تناقض معانی میں ہوتا ہے الفاظ میں نہیں ہوتا۔

پانچویں غلطی

پادری فنڈر کے تین اعتراض نقل کئے۔ ان تینوں اعتراضوں کو لفظی غلطی یا فصاحت وبلاغت کے نقص میں کچھ دخل نہیں ہے۔ کیونکہ پادری کی جھوٹی بات کو اگر مان لیا جائے کہ یونانی زبان میں کوئی عمدہ کتاب ہے تو اس سے قرآن مجید کے الفاظ پر اور ان کی فصاحت وبلاغت پر کیا اعتراض ہوا۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربیت کے قواعد سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے

---

[1] انہیں مولوی صاحب کے رسالہ القاء کے ایک ورق میں ۳۱ غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ رسالہ اغلاط ماجدیہ (صحائف رحمانیہ نمبر۱۰، ۱۱، ۱۲/ احتساب قادیانیت جلد پنجم) ملاحظہ کیا جائے۔ اس کے سوا متعدد رسالے ان کے اغلاط میں لکھے گئے ہیں۔

اور پادری کا جھوٹا ہونا اس لئے ظاہر ہے کہ آن کی آسمانی کتاب انجیل یونانی میں ہے وہ بھی قرآن مجید سے افضل نہیں ہے۔ پھر دوسری انسانی تالیف اس سے افضل کیا ہوگی؟ یہ پانچویں غلطی ہوئی۔

چھٹی غلطی

یہ ہے کہ انہوں نے فنڈر کا یہ اعتراض لفظی غلطی کے ثبوت میں پیش کیا کہ مقامات کی عبارت مثل قرآن مجید کے ہے یا اس سے افضل ہے۔ اب ظاہر ہے کہ معترض مقامات کی عبارت کو اغلاط سے پاک اور کامل فصیح و بلیغ سمجھتا ہے اور اس کتاب کو قرآن مجید کے مثل قرار دیتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کو بھی وہ اغلاط سے پاک سمجھتا ہے۔ پھر اس اعتراض کو لفظی غلطیوں کے ثبوت میں پیش کرنا کیسی صریح غلطی ہے اور پادری کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔

ساتویں غلطی

یہ ہے کہ مزدار کے قول کو پیش کر کے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں اور اس کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس غلط فہمی پر افسوس ہے۔ مزدار نہ قرآن کی فصاحت و بلاغت پر کوئی شبہ کرتا ہے نہ اس کے الفاظ پر بلکہ اسے نہایت فصیح و بلیغ مانتا ہے۔ مگر یہ کہتا ہے کہ فصاحت و بلاغت ایسی نہیں ہے کہ انسانی قوت سے باہر ہو۔ پھر اس سے مؤلف القاء کا مدعاء کیونکر ثابت ہوا۔ مزدار کو قرآن مجید کے اعجاز سے انکار ہرگز نہیں ہے۔ مگر اعجاز کی وجہ مؤلف القاء کے قول کے بموجب وہ دوسری بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فصاحت و بلاغت زبان کی اہل زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس میں وہ کیا عاجز ہوں گے مگر قرآن مجید کا معجزہ یہ ہے کہ باوجود اہل زبان کے قادر ہونے کے پھر وہ اس کے مثل نہ لاسکے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی قدرت کو سلب کر لیا اور قرآن کے مثل نہ لاسکے۔ یہ اعلانیہ معجزہ ہے جو انسانی طاقت سے باہر ہے۔ یہ ان کی آٹھویں غلطی ہے کہ مزدار کے اصل مدعاء کو نہیں سمجھے اور اس کے مدعاء کے خلاف اسے الزام دینے لگے یا یوں کہا جائے کہ ایک ناواقف الزام دینے والے کے ہم زبان ہو گئے۔

اب مؤلف القاء متوجہ ہوں کہ یہ جو آپ نے اور آپ کے ہم مشربوں نے عوام مرزائیوں سے کہہ دیا ہے کہ مرزا قادیانی کے اعجاز یہ رسائل پر اعتراضات ایسے ہی ہیں جیسے قرآن مجید پر مخالفین اسلام نے کئے ہیں۔ یہ بالکل فریب ہے۔ قرآن مجید پر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہے جس کا جواب نہ دیا گیا ہو۔ اس وقت نمونہ اس کا آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ جو اعتراض آپ نے کئے تھے ان کا کافی جواب دیا گیا۔ مرزا قادیانی کے رسالوں پر جو اعتراضات کئے گئے اور کئے جاتے ہیں ان کے جواب نہیں دیئے گئے۔ میں ان کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ اسی کا جوب دیجئے۔

مرزائی قصیدہ کی بعض لاجواب غلطیاں

پہلی غلطی

سولہویں شعر کا مصرعہ اور اس کا ترجمہ یہ ہے۔ ''تحر ولھذا البحث ارضا شجیرۃ'' اور بحث کے لئے ایک زمین اختیار کی گئی جس میں ایک درخت تھا۔

یہاں شجیرۃ کے معنے ایک درخت لکھتے ہیں اور یہ موضع بد کی زمین کا بیان ہے۔ اسے ان کے مریدین معائنہ کر کے آئے تھے۔ انہوں نے آ کر بیان کیا ہوگا کہ وہاں ایک درخت ہے اس کو مرزا قادیانی شجیرہ کہتے ہیں۔ مگر یہ لفظ اس معنی میں غلطی ہے۔ شجیرہ اس زمین کو کہتے ہیں۔ جہاں بہت درخت ہوں۔ (لسان العرب ملاحظہ ہو) اس شعر میں اور بھی غلطیاں ہیں۔

(دیکھو ابطال اعجاز ص ۱۷)

دوسری غلطی

۹۴ شعر کا دوسرا مصرعہ اور اس کا ترجمہ یہ ہے: ''وان کنت قد انست ذنبی فسفر'' اگر تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر۔ اس مصرعہ میں کئی غلطیاں ہیں:

۱...... ''سفر'' امر ہے۔ ''تسفیر'' سے، اور کلام عرب میں یہ لفظ نہیں آیا۔ اس لئے لفظ سفر محض غلط ہے۔

۲...... سفر کے معنی معاف کرنا بالکل غلط ہیں۔ اس لفظ کا مجرد آیا ہے۔ مگر اس کے معنی ہیں آفتاب کی تیزی سے دماغ اور چہرے کا جھلس جانا۔ جب اس لفظ کے یہ معنی ہیں تو بالضرور یہ معنی مرزا قادیانی کے مقصود کے خلاف ہوں گے۔

۳...... عیب شاعری کے رو سے اقواء ہے۔

تیسری غلطی

۷۹ شعر کا دوسرا مصرعہ ہے۔ ''وایاته مقطوعة لا تغیر'' اس کی آیتیں قطعی ہیں جو بدلتی نہیں۔ آیات کو مقطوعہ کہنا محض غلط ہے۔ آیات قاطعہ عرب بولتے ہیں۔

رسالہ ابطال اعجاز مرزا میں قصیدہ مرزائیہ کی کئی سو غلطیاں دکھائی ہیں اور اس کی تمہید میں سینکڑوں ان کے جھوٹ صراحۃً اور کنایۃً بتائے ہیں۔ میں نے بغرض نمونہ تین لفظی غلطیاں پیش کی ہیں۔ مؤلف القاء اس کا جواب دیں یا اس کتاب کا نام اور صفحہ بتائیں جس میں ان کا جواب دیا ہو۔ مگر مؤلف القاء اور ان کی جماعت سر رگڑ کر مرزا قادیانی کے ساتھ جا ملیں۔ مگر کچھ

نہیں کر سکتے اور ہم انہیں حلف دیتے ہیں کہ قرآن مجید پر کوئی ایسا اعتراض وہ اپنا یا کسی مخالف اسلام کا پیش کریں جس کا جواب نہ دیا گیا ہو اور ہم نہ دے سکیں۔ مگر ہم قطعی اور یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی ایسا اعتراض جماعت مرزائیہ پیش نہیں کر سکتی۔ پھر مرزا قادیانی کے قصیدہ کے اعتراضوں کو ایسا ہی بتانا جیسے قرآن مجید پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ کس قدر جھوٹ اور اعلانیہ فریب ہے۔ اے ناواقفو! اے فریب دینے والو! تواریخ شاہد ہیں کہ سچے اور جھوٹے ہر قسم کے مدعیوں پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ پھر کیا اس لفظی اشتراک سے جھوٹے سچے ہو جائیں گے اور مطلق اعتراض کا ہونا صداقت کا معیار ہو جائے گا۔ جیسا مرزائی کہہ رہے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو کوئی جھوٹا مدعی کسی وقت دنیا میں نہ پایا جائے گا اور یہ اعلانیہ صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مسیلمہ کذاب پر اعتراضات کئے گئے۔ مگر وہ اور اس کی جماعت ان اعتراضوں کے جواب سے عاجز رہ کر واصل جہنم ہوئے اور حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضوں کا جواب سن کر ہمیشہ کی ندامت اور تکلیف میں پہنچے اور ان کے ماننے والے ان اعتراضوں کے جواب سے عاجز رہے۔ یہی مرزا قادیانی کی حالت ہے۔ اب ان کے پیروؤں کی بھی وہی حالت ہونی چاہئے جو مسیلمہ وغیرہ کے پیروؤں کی ہوئی۔ یہ ضمنی بیان درمیان میں آ گیا۔ ورنہ اصل مقصود رسائل اعجازیہ کے جھوٹے ہونے کے دلائل پیش کرنا ہے۔ دس دلیلیں تو بیان ہو لیں۔

گیارھویں دلیل

یہ ہے کہ اعجاز المسیح دو تین جز کا رسالہ ہے اور اسے فریب سے ساڑھے بارہ جز کہتے ہیں۔ پھر ایسے شخص سے معجزہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ایسے فریبی شخص سے معجزہ ہو تو انبیائے صادقین سے اعتبار اٹھ جائے۔

بارھویں دلیل

اعجاز المسیح کے شان نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی باوجود سخت وعدے کے پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ پر نہیں آئے۔ اس شرم کے مٹانے کو مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر ان کے پاس بھیجی۔ پیر صاحب چونکہ جلسہ عام میں عہد کر چکے تھے کہ اب مرزا قادیانی سے خطاب نہ کریں گے اس لئے سکوت کیا اور مرزا قادیانی کو فریب دینے کا موقع ملا اور ”منعه مانع من السماء“ کا الہام بنا کر مریدوں کو خوش کر دیا۔ یہ اعلانیہ فریب ان کے جھوٹے ہونے کو آفتاب کی طرح چمکا رہا ہے۔

تیرھویں دلیل

جواب لکھنے کی میعاد ایسی کم مقرر کی کہ اس میں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا غیر ممکن تھا۔ خصوصاً علماء کی حالت کے لحاظ سے اس لئے نہایت ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ اعلانیہ مرزا قادیانی کا فریب ہے۔ اوّل تو مدت معیّن کرنا ہی اعجاز کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ ایسی کم مدت مقرر کر کے اس کا جواب طلب کرنا عوام کو فریب دینا ہے۔

چودھویں دلیل

میں نے شاہدوں کی شہادت سے ثابت کر دیا کہ یہ دونوں رسالے معجزہ کیا ہوتے فصیح و بلیغ بھی نہیں ہیں اور متعدد رسالوں سے اس کا ثبوت بھی ہو گیا۔

الحاصل مرزا قادیانی کا یہ عجب طرح کا اعجاز تھا جس کی وجہ سے ہم نے چودہ دلیلیں ان کے جھوٹے ہونے کی قائم کر دیں اور ایک آئندہ بیان کی جائے گی۔

جماعت مرزائی کا عاجز ہونا

ان سب باتوں سے قطع نظر اگر اب بھی خلیفہ صاحب کو اور اس جماعت کے دوسرے ذی علموں کو اس کے اعجاز کا دعویٰ ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں لکھ سکتا تو اس کا اعلان دیں کہ اگر کوئی عالم ایسا قصیدہ یا ایسی تفسیر سورہ فاتحہ لکھ دے گا تو ہم مرزا قادیانی کو کاذب سمجھیں گے۔ اس کے بعد وہ دیکھیں کہ ان کا جواب کس زور و عمدگی سے ہوتا ہے۔ اگر اس کے لئے میعاد معیّن کریں تو اوّل اس بات کو ثابت کر دیں کہ اعجاز میں ایسی قیدیں ہو سکتی ہے؟ اس کے بعد ایسی میعاد مقرر کریں جسے چند اہل علم تجربہ کار مجیب کی حالت پر نظر کر کے کہہ دیں کہ اتنے دنوں میں تالیف اور طبع ہو کر خلیفہ صاحب تک پہنچ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کی طرح قید نہ لگائی جائے۔ جس میں لکھا جانا اور چھپ کر ان کے پاس بھیجنا غیر ممکن ہو اس کے سوا یہ بھی بتائیں کہ اس کا فیصلہ کون ذی علم ادیب منصف مزاج کرے گا کہ مرزا قادیانی کا قصیدہ اور تفسیر عمدہ ہے یا ان کا جواب ہر طرح فائق اور بدرجہا زائد عمدہ ہے۔ اگر ایسا اعلان ایک ماہ کے اندر نہ دیا جائے گا تو معلوم ہو گا کہ اعجاز کا دعویٰ غلط ہے۔

یہ کتابی اعلان ۱۳۳۲ھ میں چھپ کر مشتہر ہوا ہے اور اب ۱۳۳۵ھ کا آخر ہے۔ اس وقت تک کسی مرزائی کی مجال نہ ہوئی کہ اس مضمون کا اعلان دے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ پنجاب اور بنگال اور حیدرآباد وغیرہ ہر جگہ کے مرزائی دل میں جان گئے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ

غلط ہے اور مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ مگر کچھ تو حرام خوری کی وجہ سے خاموش ہیں۔ جس طرح بعض پادریوں نے رسالہ پیغام محمدی کا مطالعہ کر کے کہا کہ لاجواب رسالہ ہے۔ ہمارے تمام شبہات کا جواب اس نے دے دیا۔ اس کے جواب میں ہمارے ایک برادر نے کہا کہ پھر اب توبہ کرنے میں کیوں دیر ہے۔ جواب دیا کہ سو روپے ماہوار کون دے گا۔ لڑکے بالوں کی پرورش کس طرح ہوگی۔ بعض کو اپنی بات کی پاسداری ہے۔ افسوس اس فہم وعقل پر۔

مرزا قادیانی کی عربی دانی کا نمونہ

مرزا قادیانی کے اعجاز کا تو خاتمہ ہولیا اور ان کے رسالوں کی غلطیاں چھپ کر مشتہر ہو چکی ہیں۔ میں اس کی تائید میں مرزا قادیانی کی ایک عبارت نقل کر کے ان کی عربی دانی کا نمونہ ان حضرات کو دکھاؤں جنہیں زبان عربی میں کچھ دخل ہے یا انگریزی میں پورے قابل ہیں اور قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اعجاز المسیح کی لوح پر مرزا قادیانی نے عربی عبارت لکھی ہے جس میں اس رسالہ کی نسبت لکھا ہے: ”ھذا رد علی الذین یجھلوننا“ یعنی یہ ان لوگوں کا رد ہے جو ہمیں جاہل بتاتے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں: ”وانی سمیعه اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوما من شھر الصیام وکان من الھجرة ۱۳۱۸ھ ومن شھر النصاری ۲۰/فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان“

(اعجاز المسیح ٹائٹل، خزائن ج۱۸ص ا ٹائٹل)

جن کو علم وفہم سے اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ دیا ہے وہ غور فرمائیں کہ کیسی لچر عبارت ہے اور جو نہایت معمولی مضمون مرزا قادیانی ادا کرنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ کر سکے اور بہت غلطیاں کیں۔ اس عبارت سے مقصود تو مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ اس رسالہ کا نام میں نے اعجاز المسیح رکھا اور مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں یہ رسالہ ستر دن میں چھاپا گیا اور اس کی ابتداء ماہ رمضان سے ہوئی اور ہجری ۱۳۱۸ھ تھا اور عیسوی ۲۰/فروری ۱۹۰۱ء تھا۔ اب قدرت خدائی اور اس ہادی مطلق کی رہنمائی کا یہ عجب نمونہ ہے کہ وہ رسالہ جس کی فصاحت وبلاغت کو مرزا قادیانی اعجاز سمجھتے ہیں اس کی لوح کی دو سطر عبارت صحیح نہ لکھ سکے اور جو مضمون لکھنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ ہوسکا۔ ایسا شخص چار پانچ جز یا بارہ جز معجز نما عربی عبارت کیا لکھے گا؟

اگرچہ اس مضمون کو صحیح طور سے ادا کر دینا بڑی قابلیت کی دلیل نہ تھی۔ مگر اس قادر کریم کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جس مدعی نے اپنے متکبرانہ خیال میں اپنے آپ کو علمی کمال کی نظر سے ایسا بلند پایہ سمجھ لیا ہو کہ ایک مضمون میرا لکھا ہوا معجزہ ہوسکتا ہے اور اسی خیال سے اس نے رسالہ لکھا

ہو۔اس کے اوّل صفحہ میں دوسطر معمولی مضمون کی عبارت صحیح نہ لکھے اور ایسی غلطی کرے جو کم فہم بھی یقینی طور سے معلوم کر سکیں۔ جن کو عربی صرف ونحو سے واقفیت ہے اور جنتریاں دیکھ لیا کرتے ہیں۔ وہ ملاحظہ کریں۔ مرزا قادیانی کا مطلب تو یہ ہے کہ اعجاز اسیح میں نے ستر دن میں لکھی اور انہیں دنوں میں وہ طبع بھی ہوئی اور ستر دن کی ابتداء وانتہاء بھی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ مگر منقولہ عبارت کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

غلطیاں ملاحظہ ہوں:

۱...... نہایت ظاہر ہے: ''قد طبع فی سبعین یوما '' کے یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ ستر دن میں چھاپی گئی اس عبارت سے یہ کسی طرح نہیں سمجھا جاتا کہ ان ایام میں تصنیف اور طبع دونوں کام ہوئے۔ اس مطلب کے لئے ضرور تھا کہ صنف کا لفظ زیادہ کیا جاتا۔

۲...... سیاق عبارت یہ چاہتا ہے کہ: ''من شهر الصيام '' بیان ہو سبعین کا، اس کا حاصل یہ ہوگا کہ ماہ صیام ستر دن سے زیادہ کا ہے۔ اب ناظرین اس غلط بیانی کو دیکھ لیں۔ میں نے اس غلطی سے چشم پوشی کر کے دوسرے پہلو سے ترجمہ کیا ہے۔

۳...... اگر سوق عبارت سے ''من شهر الصيام '' کے من کو ابتدائیہ کہا جائے اور یہ مطلب قرار دیا جائے کہ ماہ صیام سے رسالہ کی تالیف کی ابتداء کی گئی تو ضرور تھا کہ تاریخ بھی لکھتے۔ کیونکہ اس بات کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ستر دن میں ہم نے لکھا۔ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ بیان مہینے کے ساتھ تاریخ بھی لکھی جائے۔

غرضیکہ یہ تین غلطیاں ہوئیں۔ اب اگر تیسری غلطی سے چشم پوشی کی جائے اور مرزا قادیانی کی دوسری عبارت سے تاریخ معین کرنے کی نوبت آئے تو بھی کوئی تاریخ متعین نہیں ہوتی۔ سارے احتمالات غلط ہیں اس کی وجہ ملاحظہ ہو۔

۴...... مذکورہ عبارت کے بعد مرزا قادیانی تالیف اور طبع کا ہجری سال اور عیسوی سال معہ مہینے اور تاریخ کے بیان کرنا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں: ''وکان من الهجرة ۱۳۱۸ھ ومن شهر النصارىٰ، ۲۰/فروری ۱۹۰۱ء''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس ماہ صیام سے رسالہ لکھنے کی ابتدء ہوئی وہ ماہ صیام ۱۳۱۸ھ کا تھا۔ اس عبارت کا ناقص ہونا نہایت ظاہر ہے۔ کیونکہ مہینہ کی تعیین کے ساتھ یہاں تاریخ کا معین کرنا ضرور تھا تا کہ ستر دن کی ابتداء معلوم ہوتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ یہ چوتھی غلطی ہے۔

۵...... رسالے کے ص۶۵ تا۶۷ تک دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر کے لکھنے کی ابتداء ۲۳رمضان کے قبل نہیں ہوئی۔ بلکہ بعد ہوئی ہے مگر بعد کی کوئی تاریخ یہاں بھی بیان نہیں کی اور اس رمضان کی ۲۳ر مطابق ہے۔ ۱۵رجنوری ۱۹۰۱ء کے اس لئے لکھنے کی ابتداء ۱۵رجنوری یا اس کے بعد ۱۶،۱۷ کو ہوگی۔ اس کے بعد یہ جملہ ہے من شہر الںصاریٰ ۲۰رفروری ۱۹۰۱ء عربی کی طرز تحریر کا مقتضا یہ ہے کہ جس طرح پہلے جملہ میں لکھنے کی ابتداء نبوی ماہ اور سنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اس جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان ہو۔ یہ طرز بالکل مطابق ہے۔ اردو طرز کے کہ اکثر ہجری سنہ کو بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ کی مطابقت لکھا کرتے ہیں۔ مگر سوق عبارت اور عرف عام کے خلاف مرزاقادیانی اس جملہ میں انتہائے تحریر کا زمانہ بتاتے ہیں۔ جیسا کہ لوح کے دوسرے صفحہ سے ظاہر ہے۔

یہ پانچویں غلطی ہے قاعدہ عربیت کے لحاظ سے مگر افسوس ہے اس پر بھی بس نہیں ہے۔

۶...... بلکہ انہیں کے بیان سے فروری کے مہینے میں رسالے کی نہ ابتداء ہوئی نہ انتہاء۔ اس لئے یہ بیان بالکل غلط ہے۔ کیونکہ پہلے بیان سے معلوم ہوا کہ ۱۳۱۸ھ کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتداء ہے اور یہ ماہ صیام ۲۴ردسمبر ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ سے شروع ہے اور ۲۱رجنوری ۱۹۰۱ء روز دوشنبہ کو ختم ہوگیا۔ اس لئے فروری کی کسی تاریخ سے ابتداء نہیں ہوئی اور اگر ختم کی تاریخ کا بیان ہے تو اس کی ابتداء رمضان کی کسی تاریخ سے نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر پہلی تاریخ سے فرض کریں تو آخری دن فروری کے بعد یکم رمارچ کو ہوگا۔ ۲۰رفروری نہیں ہوسکتی اور اگر ابتداء ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۵ ماہ صیام سے ہے تو اس کا اختتام مارچ کی ۲۵، ۲۶یا ۲۷ تاریخ مطابق ۴، ۵، ۶رتاریخ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ کو ہوگا۔ غرضیکہ ۲۰رفروری کو انتہاء بھی کسی طرح نہیں ہوسکتی۔

یہ چھٹی غلطی ہے اور ایسی غلطی ہے جس سے بخوبی عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل سلب کردی ہے تاکہ ان کے دعوے کی غلطی ادنیٰ ذی علم بھی معلوم کر سکے۔ یہ امر بھی لحاظ کے لائق ہے کہ ۲۰رفروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا ختم ہونا کئی مقام پر لکھتے ہیں۔

۱...... ٹائٹل کے دوسرے صفحہ پر اطلاع لکھی ہے اس کی پہلی اور دوسری سطر میں ہے۔
’’خدا تعالیٰ نے ستر دن کے اندر ۲۰رفروری ۱۹۰۱ء کو اس رسالہ کو اپنے فضل وکرم سے پورا کردیا۔‘‘
(اعجاز المسیح ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲)

۲...... اس اطلاع کے آخر میں بھی یہی تاریخ لکھی ہے۔

۳...... اس رسالہ کے آخر میں اعجاز کا اشتہار دیا ہے۔ اس میں بھی ۲۰ر فروری ہے اور ٹائٹل کے پہلے صفحہ پر بھی یہی تاریخ ہے اور اس رسالہ کے آخر ص۲۰۰ میں لکھتے ہیں۔ ”قد طبع بفضلک فی مدة عدة العیدین فی یوم الجمعة وفی شهر مبارک بین العیدین“ (اعجاز المسیح ص۲۰۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۴)

تیرے فضل سے یہ کتاب عیدین کے عدد کی مدت میں جمعہ کے دن اور مبارک مہینے میں دو عیدوں کے درمیان چھاپی گئی۔ اس سے تین باتیں ظاہر ہیں۔

اوّل...... یہ کہ اس رسالہ کا اختتام جمعہ کے دن ہوا۔

دوم...... یہ کہ ماہ مبارک میں ہوا۔

سوم...... یہ کہ وہ ماہ مبارک دو عیدوں کے درمیان میں ہے۔

اب دیکھا جائے کہ ۲۰ر فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا اختتام ہے تو روز جمعہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ تاریخ روز چہارشنبہ ۳۰ر شوال ۱۳۱۸ھ کو ہے۔

اب کہئے کہ ۲۰ر فروری کو صحیح مانا جائے یا روز جمعہ کو غرضیکہ اسی طرح اس عبارت میں اور بھی اغلاط ہیں۔ سب کے بیان میں بے کار تقریر کا طول دینا ہے۔ جن کو حق طلبی ہے۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ رسالہ جس کی نسبت یہ دعویٰ بڑے زور سے ہو رہا ہے کہ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ اس کے مثل کوئی نہ لاسکا اور نہ لاسکے گا۔ اس کے لوح کی دو سطر عبارت نہایت خبط اور محض غلط ہے۔ پھر ایسا شخص فصیح و بلیغ عبارت کیا لکھے گا؟ اور اگر لکھ سکتا تھا مگر یہاں ایسی غلطیاں ہوگئیں تو یہ روشن دلیل ہے کہ خداتعالیٰ نے ایسے مدعی کے دعوے کے غلط کرنے کو اس عبارت کے لکھنے کے وقت اس کے حواس سلب کر دیئے کہ ایسی مہمل عبارت لکھی کہ ادنیٰ طالب علم ادب پڑھنے والا نہ لکھے گا۔ یہ پندرھویں دلیل ہے۔ مرزاقادیانی کے جھوٹے ہونے پر اب افسوس یہ ہے کہ کذب کے ایسے بیّن ثبوت موجود ہیں مگر ماننے والے کچھ نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد میں مرزاقادیانی کے اس دعوے کی نسبت ایک عظیم الشان بات کہنا چاہتا ہوں جو حضرات علم و دانش سے حصہ رکھتے ہیں اور خوف خدا سے کسی وقت ان کے دل لرزنے لگتے ہیں۔ وہ متوجہ ہوکر غور فرمائیں۔

اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کے معجزہ کہنے پر گہری نظر

اور مرزا قادیانی کی اندرونی حالت کا اظہار

حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بہت معجزات ظاہر ہوئے اور کثرت سے پیشین گوئیاں آپ ﷺ نے کیں اور جن کے پورا ہونے کے وقت گذر چکا وہ پوری ہوئیں اور کسی کے پورا ہونے میں سر مو فرق نہیں ہوا۔ مگر حضور انور ﷺ نے بجز قرآن مجید کے کسی کو اپنے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا اور کفار کے معجزہ طلب کرنے کے وقت آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے فلاں فلاں معجزہ دکھایا ہے۔ اس پر نظر کرو۔ صرف قرآن مجید ہی کو پیش کر کے کہا: ''فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صادقين ٠ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة (بقرہ:۲۳،۲۴)'' ﴿یعنی اگر تم (مجھ پر الزام دینے میں) سچے ہو تو قرآن مجید کی ایک سورت کے مثل لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے معین اور مددگاروں کو بلاؤ اور اگر نہ لا سکو اور ہرگز نہ لا سکو گے تو جہنم کی آگ سے ڈرو۔﴾ (اس فرمانے کے ساتھ یہ پیشین گوئی بھی کر دی کہ تم اس کے مثل ہرگز نہ لا سکو گے۔ یہ دعویٰ قرآن مجید سے مخصوص ہے۔ کسی آسمانی کتاب کے واسطے ایسا نہیں کہا گیا) مرزا قادیانی اپنے زبانی معجزوں کو ہر جگہ پیش کرتے ہیں اور انہیں تین لاکھ سے زیادہ بتاتے ہیں۔ اب جناب رسول اللہ ﷺ کی عاقلانہ روش پر نظر کی جائے اور مرزا قادیانی کی لن ترانیوں کو دیکھا جائے اس کے علاوہ اپنے رسالوں کو اپنی تصنیف کہتے ہیں۔ مگر بعینہ وہی دعویٰ اپنے دونوں رسالوں کی نسبت کرتے ہیں جو قرآن مجید میں کلام الٰہی کی نسبت کیا گیا۔ اگرچہ قید لگا کر کہا مگر عوام کو قید کا خیال کب رہتا ہے۔ اب میں اہل دل حقانی حضرات سے ملتجی ہوں کہ اس بیان میں محققانہ طور سے غور فرمائیں اور ملاحظہ کریں کہ جب مرزا قادیانی نے اپنے رسالوں کی نسبت بے مثل ہونے کا ویسا ہی دعویٰ کیا جیسا کہ قرآن مجید میں کیا گیا تھا اور اس کے مثل نہ لانے پر اسی طرح پیشین گوئی کر دی جس طرح قرآن مجید کے مثل نہ لانے پر کی گئی تھی اور جماعت مرزائیہ اس پر ایمان لے آئی اور اسے مرزا قادیانی کا معجزہ سمجھی تو نہایت صفائی سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے رسالے ان کے خیال کے بموجب ویسے ہی بے مثل ہیں جیسے قرآن مجید بے مثل ہے۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی کی صداقت میں قرآن مجید کی وہی آیت پیش کرتے ہیں جو کلام الٰہی نے حضرت سرور انبیاء علیہ

السلام کی صداقت میں پیش کی ہے۔ جب اس خاص صفت میں یعنی مثل ہونے میں وہ رسالے اور قرآن مجید یکساں ہوئے اور قرآن مجید کی خصوصیت نہ رہی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ رسالے قرآن مجید کے مثل ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کا یہ دعویٰ کہ اس کے مثل کوئی نہیں لا سکے گا۔ غلط ٹھہرا اور جناب رسول اللہ ﷺ کا وہ عظیم الشان معجزہ جسے حضور انور ﷺ نے اپنے دعویٰ نبوت میں پیش کیا تھا۔ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب باطل ہوا۔ (نعوذ باللہ) اب اس کا فیصلہ ناظرین اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ جس دعویٰ کا انجام یہ ہے جو ابھی بیان کیا گیا۔ کس غرض سے کیا گیا۔ ایسے دعوے کرنے والے کا دلی منشاء کیا معلوم ہوتا ہے؟ آپ ہی فرمائیں میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتا۔

اس کے علاوہ اس پر بھی نظر کی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف قرآن مجید اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا۔ جو عربی نثر میں ہے۔ مرزا قادیانی اسی طرح کے دو رسالے پیش کرتے ہیں۔ ایک نظم اور دوسرا نثر ہے اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نظم و نثر میں دونوں طرح کے رسالے لکھ کر مخالفوں کے سامنے پیش کئے اور تمام مخالفین عاجز رہے۔ اس لئے ہمارا اعجاز بڑھ گیا۔

اے اسلام کے سچے بہی خواہو! مرزا قادیانی کی باتوں پر خوب غور کرو۔ میں نہایت خیر خواہی سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ اس بیان پر روشنی ڈالنے کے لئے اور بھی چند باتیں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ انصاف دلی سے ان پر آپ نظر کریں۔ تاکہ آپ کو یقینی طور سے معلوم ہو جائے کہ مرزا قادیانی اور اصل مذہب اسلام کی بے وقعتی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر ایسے طریقے سے کہ مسلمان ماننے والے برہم نہ ہو جائیں۔ اس کے ثبوت میں مذکورہ بیان کے علاوہ امور ذیل ملاحظہ کئے جائیں۔

۱...... رسول اللہ ﷺ کے قرۃ العینین حضرات حسنینؓ کی کیسی مذمت کی ہے اور اس پر طرہ یہ کیا ہے کہ اس مذمت کو الہام الٰہی بتایا ہے۔ یعنی یہ مذمت میں نے نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

اس مذمت کا نمونہ میں نے ”حقیقت المسیح“ اور ”دعویٰ نبوت مرزا“ میں دکھایا ہے اور ان کے اقوال اعجاز احمدی سے نقل کئے ہیں۔ پھر کیا عاشق رسول اللہ ﷺ امت محمدی ہو کر ایسا کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس ہجو سے ان کی دلی حالت معلوم ہوتی ہے کہ انہیں جناب رسول اللہ ﷺ سے کیسا اعتقاد تھا۔ حضرت سرور انبیاء ﷺ کی اولاد کی تو بڑی شان ہے۔ کوئی سچا مرید اپنے مرشد

کی اولاد سے ایسا بدگمان نہیں ہوتا اور ان کی ہجو نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں بعض مرزائی حضرات امام کی مدح میں ان کے اشعار پڑھ کر عوام کو فریب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پر یہ الزام غلط ہے کہ وہ امام صاحب کی مذمت کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے یہ اشعار ہیں جن میں حضرت امام کی مدح ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی تو تمہارے جھوٹے امام کی ابلہ فریبی ہے کہ ایک جگہ اپنا دلی خیال ظاہر کر کے دوسری جگہ اس پر روغن قاز ملتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں۔ مگر احمق وناداں بھی اس چال کو سمجھ جائے گا کہ ایک جگہ نہایت برے طور سے مذمت کر کے اور اس مذمت کو الہامی بتا کر دوسری جگہ ان کی تعریف کرنا ناواقفوں کو فریب دینا ہے۔ کیونکہ مذمت کو تو انہوں نے الہامی بیان کیا ہے۔ اب ان اشعار کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ الہامی نہیں ہیں۔ اس لئے الہام کے مقابلہ میں ان کا کچھ اعتبار نہیں ہوسکتا۔ غرضیکہ اس سے بھی ہر ایک فہمیدہ ان کا ایک فریب سمجھ سکتا ہے اور اس کی تائید میں مرزا قادیانی کے وہ نعتیہ اشعار وقصیدے ملاحظہ کیجئے جو براہین احمدیہ کی ابتداء میں لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے عاشق رسول ہیں اور دوسری جگہ اپنی فضیلت اس زور سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی سچا مسلمان اسے سن نہیں سکتا۔ اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

۲...... کیا جناب رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین اور خاتم النبیین مان کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے نشانات ومعجزات جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو حصے زیادہ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ تو فضیلت کلی کا دعویٰ ہے۔ اس دعوے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

اپنے باب میں ایک فیصلہ شائع کیا ہے۔ اس دعوے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں: ’’جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

’’اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گذرتا۔‘‘ (اخبار بدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۲ء)

تعجب ہے کہ ابھی تو یہ دعویٰ تھا کہ تین لاکھ سے زیادہ میرے نشانات ہوئے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ پیدائش کے روز سے مرنے کے دن تک بارہ تیرہ نشان روز صادر ہوتے تھے۔ نشانات اور عمر کے ایام حساب کر کے دیکھ لو۔ پھر اب ایک مہینہ میں چند نشانوں کا دعویٰ کرنا اپنے آپ کو مرتبہ سے گرا دینا ہے۔ ان نشانوں میں نہایت عظیم الشان نشان یہ ہوں گے کہ مرزا قادیانی (۱)مرد سے عورت بنے۔ یعنی غلام احمد سے مریم ہوگئے۔ (۲)اور بغیر مرد کے صحبت کے حاملہ ہو گئے اور دس مہینے حاملہ رہے۔ (۳) پھر وضع حمل اس طرح ہوا کہ گھر کے کسی عورت ومرد نے نہیں

دیکھا۔ بلکہ ظاہر میں اس مرزائی صورت میں نظر آتے رہے اور اس سے مسیح پیدا ہوئے۔ (۴) پھر عجب نشان یہ ہوا کہ مرزائی مریم کا پیٹ ایسا وسیع ہوا کہ جوان لڑکا داڑھی مونچھ والا نکل آیا اس کے بعد۔ (۵) پانچواں نشان عجیب وغریب ہوا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر عادت اللہ اور سنت اللہ کے خلاف کچھ نہ ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو سنت اللہ کے خلاف کو غیر ممکن سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے پہلی تاریخ کے چاند گہن کو غیر ممکن خیال کرتے ہیں۔ (۶) چھٹا نشان یہ ہوا کہ صرف لفظ استعارہ کہہ دینے سے واقعی عالم میں مرزا قادیانی مجسم ابن مریم ہوگئے اور حدیث کے مصداق بن گئے۔ ایسے نشانات کا کیا ٹھکانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی حضرات اس وقت کو روشن ضمیری کا زمانہ کہتے ہیں۔ (ایسے وقت میں مرزا قادیانی کے ان خرافات پر ایمان لانا بڑی روشن ضمیری ہے)

اس تعداد بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے نشانات کے شمار کا رجسٹر کھتے تھے اور وہ تعداد اپنی صداقت کے جوش کے وقت مشتہر کی جاتی تھی۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اور مرزائیوں کو یہ دعویٰ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اتباع وپیروی سے یہ رتبہ انہیں ملا اور ظلی اور بروزی اور اصلی نبی ہوگئے۔ مگر وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی ایسا دعویٰ کیا کہ میرے اس قدر نشانات ومعجزات ہوئے؟ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ پھر بھی اتباع سنت اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے؟ ہاں! مرزا قادیانی حضور انور ﷺ کے معجزات شمار کر کے لکھتے ہیں کہ: ''تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۳۹، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

یہاں تین ہزار سے زیادہ ایک کا بھی اضافہ مرزا قادیانی بیان نہیں کرتے۔ مگر اپنے تین لاکھ نشانوں سے بھی بے تعداد اضافہ بیان کرتے ہیں۔ اب اس پر غور کیجئے کہ معجزہ خاص خدا کی طرف سے رسول کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اب جس قدر نشانات اور معجزات زیادہ ظاہر ہوں گے اسی قدر اس رسول کی عظمت اور مرتبت زیادہ ہوگی۔

اب مرزا قادیانی اپنے تین لاکھ سے زیادہ معجزات بیان کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے تین ہزار۔ اس سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عظمت اور مقبولیت کو حضور انور ﷺ سے سو حصے زیادہ بلکہ سوا سو حصے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں اور ان کے پیرو اس پر آمنا کہہ رہے ہیں۔ اس ایمان پر غور سے نظر کی جائے۔

بھائیو! اس پر غور کرو جو رسول اللہ سید الاولین والآخرین ہو۔ جس پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہو۔ خداتعالیٰ نے قطعی طور سے جسے آخر الانبیاء قرار دیا ہو اور اسے عالم کے لئے رحمت فرمایا ہو اس

کے بعد اس کی امت میں کوئی نبی آئے۔ وہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوجھے زیادہ عظمت رکھتا ہو۔ یہ ہوسکتا ہے کسی مسلمان کا دل اسے باور کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی ہیں۔ (استغفراللہ)

اب غور کرو کہ مرزا قادیانی کا خیال جناب رسول اللہ ﷺ سے کیسا ہے اور ان کی مدح کرنے کا کیا منشاء ہے۔ اس کی تائید میں ان کا الہام ملاحظہ کیجئے۔

۳...... (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲) میں ان کا الہام ہے۔ ''لولاک لما خلقت الافلاک'' یعنی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدح میں مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا، تو آسمان زمین کچھ پیدا نہ کرتا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ دنیا میں جس قدر مخلوقات پیدا کی گئی وہ سب مرزا قادیانی کا طفیل ہے۔ اگر مرزا قادیانی کا وجود شریف نہ ہوتا تو اس عالم کا وجود نہ ہوتا۔ دنیا کے تمام اولیاء انبیاء اور ان کے کمالات نبوت وغیرہ سب مرزا قادیانی کے طفیلی ہیں۔ انہیں کے طفیل سے تمام انبیائے کرام اور حضرت سید الانام کا وجود شریف ظہور میں آیا اور انہیں کی ذلہ ربائی سے انہیں کمالات نبوت ملے۔ اب یہ فریب دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے مرزا قادیانی کو نبوت ملی اور ان کے اس اعلانیہ دعویٰ پر نظر نہیں کی جاتی۔ جس میں وہ حضور انور ﷺ کو اپنا طفیلی بنا رہے ہیں۔ (استغفراللہ نعوذ باللہ)

بھائیو! اس تعلّی کی کچھ انتہاء ہے۔ سچے مسلمان کے لئے یہ تعلّیاں کیسی صدمہ رساں ہیں۔ اب ان دعوؤں کو دیکھ کر ان کے نعتیہ اشعار کو جو ذی فہم دیکھے گا وہ قطعی فیصلہ کرے گا کہ مرزا قادیانی نے سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دیا ہے۔

۴...... اسی طرح ان کا یہ شعر ''تکدر ماء السابقین وعیننا الی اخر الایام لا تتکدر'' (اعجاز احمدی ص۵۸، خزائن ج۱۹ ص۱۷۰)

اس شعر میں سابقین جمع ہے اور اس پر الف اور لام استغراق یا جنس کا آیا ہے۔ اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنے اولیاء اور انبیاء پہلے گذر گئے۔ ان کے فیض کا پانی میلا اور مکدر ہوگیا اور میرا چشمہ کبھی میلا نہ ہوگا۔ یہ نہایت بدیہی دعویٰ ہے تمام انبیائے کرام پر فضیلت کا۔ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا اور اپنی نبوت قیامت تک باقی رہنے کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے مریدین مرزا قادیانی کو خاتم الانبیاء اپنے اخباروں میں لکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی فضیلتیں مرزا قادیانی نے اپنی بیان کی ہیں جس سے ان کا دلی راز اہل دانش معلوم کرسکتے ہیں۔

۵..... کیا ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مان کر اور آپ کا پیرو ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ایسے بیہودہ اور سخت کلمات زبان سے نکالے جیسے مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ میں نکالے ہیں اور ایک اولوالعزم نبی کی بے حرمتی کی ہے۔ ہرگز نہیں کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے۔ بلکہ قوی الاسلام ان الفاظ کو سن نہیں سکتا۔ اس کا دل لرز جاتا ہے۔ اگر کوئی دہریہ خدا کے ساتھ گستاخی کرے یا کوئی مردود، حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نسبت زبان سے بے ادبانہ کلمات نکالے تو کسی مسلمان سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ یا کسی برگزیدہ خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگے۔

---

۱ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۴تا۹، خزائن ج۱۱ص۲۸۸تا۲۹۳) دیکھا جائے کہ کیسے سخت اور فحش کلمات لکھے ہیں۔ جب یہ حاشیہ پیش کیا جاتا ہے تو ناواقفوں سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کلمات یسوع کو کہے ہیں۔ جب ان کے رسالہ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ص۵۲) سے دکھایا جاتا ہے کہ خود مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع کو ایک بتاتے ہیں تو اور بیہودہ باتیں کہنے لگتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ الزاماً ایسا کہا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ توہین کی نیت نہ تھی۔ مگر یہ سب فریب ہے۔ الزام دینا ہم بھی جانتے ہیں اور ہم نے بھی الزام دیئے ہیں۔ مگر جس طرز سے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بے حرمتی کی ہے کوئی مسلمان کسی طرح نہیں کرسکتا اور نہ شریعت محمدیہ سے اسے اس طرح کہنا جائز ہے۔ اس واقعہ کو یاد کرنا چاہئے جسے (امام بخاری ج۲ص۹۶۵) نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی اور یہودی سے لڑائی ہوئی اور یہودی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہاں پر ترجیح دی اور صحابی نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اور اس یہودی کو ایک طمانچہ مارا اور یہودی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس فریاد لے گیا اور حضور ﷺ نے اس یہودی کے سامنے فرمایا کہ: ''لا تخیرونی علی موسیٰ'' یعنی موسیٰ علیہ السلام پر مجھے بڑھاؤ نہیں۔ غور کیا جائے کہ صحابی نے کوئی لفظ بے ادبی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں کہا تھا۔ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کو فضیلت دی تھی اور وہ بھی یہودی کے مقابلہ میں الزاماً کہا تھا اور سچی بات تھی۔ مگر حضور ﷺ نے اس کو بھی جائز نہ رکھا اور فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر نہ بڑھاؤ۔ اس کو حقیقت المسیح میں دیکھنا چاہئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صرف یہود کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کو منع فرمایا تو ایسی بیہودہ گوئی اور بے حد فضیحتی پادری کے مقابلہ میں کیونکر جائز ہوسکتی ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی کی ہے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا دعویٰ ہے۔ اسی کی وجہ سے نبوت کا مرتبہ مل گیا؟ یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کے علاوہ دافع البلاء کے آخر میں تو کسی پادری کے مقابلہ میں نہیں لکھتے۔ بلکہ قرآن مجید کا حوالہ دے کر مسلمانوں سے خطاب کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو شرمناک الزام دیا ہے۔ اب خلیفہ صاحب فرمائیں کہ جن کی عظمت وشان قرآن مجید میں بار بار بیان کی گئی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ رسول فرمایا ہے۔ ان کی نسبت کوئی مسلمان ایسے خیالات کرسکتا ہے جیسے مرزا قادیانی نے دافع البلاء کے آخر میں کئے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے ان کی دہریت ثابت ہوتی ہے۔

یہ باتیں نہایت صفائی سے ثابت ہو رہی ہیں کہ مرزا قادیانی کے قلب میں حضرات انبیاء کی عظمت نہیں ہے۔ وہ دہریوں کی طرح کسی نبی کو نہیں مانتے۔ اپنے مطلب کے لئے کسی وقت کسی کی تعریف کر دی۔ یہ نہایت ظاہر باتیں ہیں۔ اگر صاف دل ہو کر میرے بیان میں غور کیجئے گا تو خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کی تصدیق آپ کے دل میں ہو جائے گی۔ اب جناب رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی اور ان کی اتباع اور ظلیت کا دعویٰ اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ باوجود بے انتہاء کوشش کے کوئی گروہ، ہندو، عیسائی یا دوسرے مذہب کا ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ کرتے اور ان کے اتباع وظلیت کا دعویٰ مسلمانوں پر ظاہر نہ کرتے تو کوئی مسلمان بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ اس لئے اوّل انہوں نے دین اسلام کی کچھ تائید کی اور رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کی پھر اپنی مدح سرائی اور ضمناً اپنے بیان اور الہامات میں اپنا تفوق جابجا ظاہر کیا۔ پھر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت عظیم الشان معجزہ کا اس انداز سے ابطال کیا کہ مسلمان برہم نہ ہوں۔ یہ سب تمہید آئندہ اپنے مقصود کے اظہار کے لئے کی، جس طرح عبداللہ چکڑالوی پہلے مقلد حنفی تھا۔ اس وقت اس نے لوگوں کو اپنا معتقد اور پیرو بنایا۔ پھر وہ غیر مقلد ہو کر اہل حدیث بنا اور اپنے تئیں حدیث کا پیرو بتایا اور اپنے معتقدین کو غیر مقلد بنایا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد احادیث نبویہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل منہ پھیر لیا اور تمام حدیثوں کو غلط اور جھوٹی کہنے لگا۔ جب اس کے معتقدین نے اس سے کہا کہ پہلے آپ مقلد تھے اور ہم سے آپ نے تقلید کی ضرورت اور تعریف کی تھی۔ پھر آپ نے غیر مقلد ہو کر عمل بالحدیث کی طرف ہمیں متوجہ کیا۔ اب آپ اس کی مذمت کرتے ہیں اور حدیثوں کو جھوٹی اور موضوع بتاتے ہیں اور صرف قرآن پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اگر میں آہستہ آہستہ تمہیں بتدریج راہ پر نہ لاتا تو تم ہرگز میری بات کو نہ مانتے۔ میرا شروع سے یہی خیال تھا جو میں اب کہہ رہا ہوں۔ چونکہ اس کے معتقدین کا اعتقاد راسخ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اس کے پیرو رہے اور جو اس نے کہا انہوں نے اسے مانا۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی کی حالت پر پوری روشنی ڈالتا ہے اور طالبین حق کے لئے آفتاب کی طرح مرزا قادیانی کی حالت کو دکھا رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے پہلے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور مثیل مسیح بنے اور نہایت صفائی سے مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔ (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

پھر بڑے زور سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے منتظر تھے اور اس نازک وقت میں ان کا بہت زیادہ انتظار تھا۔ اس

لئے بعض نیک دل مولوی بھی ان کے معتقد ہو گئے۔ پھر افضل الانبیاء ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور خدائی اختیارات ملنے کے بھی مدعی ہوئے۔ (صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷ ملاحظہ ہو) اور کشفی طور سے خدا ہو گئے اور آسمان و زمین بنایا۔ مگر وہ ابھی تک اپنے اصلی مدّعا پر کامیاب نہ ہوئے تھے اور مصلحت اعلانیہ دعویٰ خدائی سے مانع تھی کہ یکبارگی اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ مگر اپنے اصلی مقصد یعنی مذاہب کی بیخ کنی کے لئے تخم پاشی کرتے رہے اور بہت سادہ دل حضرات اس سے بے خبر رہے۔ جب ان کے بعض مقلدین نے ان کے اختلاف اقوال کی نسبت دریافت کیا تو جب کوئی بات نہ بنی تو کہہ دیا کہ جس طرح مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر کیا گیا۔ ویسا ہی میں نے کہا۔ اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ اور وعدہ خلافی کا الزام اور خدا کے رسولوں پر نا سمجھی اور غلط فہمی کی تہمت لگا کر اپنے آپ کو الزاموں سے بچایا اور شریعت الٰہی اور قرآن مجید کو غیر معتبر ٹھہرایا۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے کسی کلام پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔ جب وہ وعدہ خلافی کرتا ہے تو قرآن مجید میں جس قدر وعدے مسلمانوں کے لئے ہیں اور منکروں کے لئے وعیدیں ہیں سب بے کار ہیں۔ کوئی لائق اعتبار نہیں۔ اسی طرح جب انبیاء کسی وقت وحی کو نہیں سمجھتے یا غلط سمجھتے ہیں اور وہی غلط مطلب مخلوق سے بیان کرتے ہیں تو تمام وحی قرآنی لائق اعتبار نہ رہی۔ کیونکہ ہر وحی پر غلطی کا احتمال ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا مدّعا اور راز دلی یعنی خدا اور رسول اور اس کا کوئی کلام لائق توجہ اور قابل اعتبار نہیں ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے خیال میں ابھی تک مریدین کی وہ حالت نہ پہنچی تھی کہ ان کے اعلانیہ کہنے سے یہ لوگ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کر کے میرے پیرو ہو جائیں گے۔ اس لئے در پردہ ایسی باتیں کہیں تا کہ آئندہ کسی وقت اصلی منشاء کے اظہار کا موقع رہے اور جب وقت آ جائے تو صاف طور سے کہہ دیں کہ فلاں فلاں بات اس لئے کہی تھی۔ مگر چونکہ تمہاری طرف سے پورا اطمینان نہ تھا۔ اس لئے صاف طور سے نہیں کہا۔

برادران اسلام! اس رسالے کو مکرر ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے کیسے کیسے جھوٹ بولے ہیں اور فریب دیئے ہیں۔ مگر الحمدللہ! انہی کے بیان سے ان کے جھوٹے ہونے کی پندرہ دلیلیں بیان کی گئیں اور آخر میں ان کا در پردہ منکر اسلام اور دہریہ ہونا نہایت روشن کر کے دکھا دیا گیا۔ اب تو مسلمانوں کو ضرور ہے کہ ان سے پرہیز کریں اور ان بندہ درہم و دینار کی باتوں کو نہ سنیں جو ایسے جھوٹے اور فریبی کو ظلی نبی یا خدا کا رسول کہتے ہیں اور دوسروں سے منوانا چاہتے ہیں۔ مرتبہ نبوت تو بہت بڑی چیز ہے میں نے تو ثابت کر دیا کہ ایسا شخص تو مسلمان بھی نہیں ہو سکتا وہ تو در حقیقت منکر خدا اور رسول ہے۔" واللہ الموفق والمعین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین "

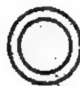
(خاکسار ابو احمد رحمانی)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

شہباز محمدی

بجواب

اعجاز احمدی



مولانا حکیم میر محمد ربانی صاحب ؒ

فہرست مضامین

رائے وقیع

از: صاحب قلم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ، مدیر ماہنامہ بینات کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرزا غلام احمد قادیانی کے ہفوات باطلہ میں سے کوئی بات ایسی نہیں جس کا مسکت اور دندان شکن جواب، علمائے امت کی طرف سے نہ دیا گیا ہو۔ لیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ ’’ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ‘‘

ہمارے مخدوم جناب مولانا حکیم میر محمد ربانی مدظلہ العالی نے زیر نظر کتاب ’’شہباز محمدی‘‘ مرزا قادیانی کی کتاب ’’اعجاز احمدی‘‘ کے جواب میں رقم فرمائی ہے۔ اس ناکارہ کو اس کے مسودہ کے چند صفحات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایک گمنام محقق نے بتوفیق ایزدی کس طرح نام نہاد ’’اعجاز احمدی‘‘ کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں قادیانی علم الکلام کا اسی کے انداز میں ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا ہے۔ مولانا موصوف نے علم الاعداد اور نشان نمائی کے قادیانی ہتھیار کو بطور خاص استعمال کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر یہ چیزیں مرزا قادیانی اپنی صداقت میں پیش کر سکتا ہے تو ٹھیک انہی اصولوں پر مرزا قادیانی کا کذب ودجل اظہر من الشمس ہے۔

چونکہ مصنف کے پاس کتابیں نہیں تھیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذہن وحافظہ اور عقل خداداد کی روشنی میں لکھا ہے۔ اس لئے کہیں کہیں لائق اصلاح چیزیں بھی نظر پڑیں اور اس ناکارہ نے ان کے بارے میں اپنا مشورہ عرض کر دیا ہے۔ امید ہے کہ نظر ثانی میں ان کی اصلاح کر دی جائے گی۔ اس ناکارہ کا احساس یہ ہے کہ یہ کتاب شائع ہو جائے تو انشاء اللہ اپنے موضوع پر نہایت دلچسپ، منفرد اور فکر انگیز کتاب ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہ، اسے قبول فرمائیں اور اسے ہدایت ونجات کا ذریعہ بنائیں۔ آمین!

ناکارہ: محمد یوسف لدھیانوی!

مدیر ماہنامہ بینات، کراچی، مورخہ یکم رشوال ۱۴۰۲ھ

رائے ثمین

از: محقق عصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی، مدیر دار العلوم کراچی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مولانا حکیم میر محمد ربانی صاحب نے اپنی تازہ تالیف ''شہباز محمدی'' کا مسودہ احقر کو عنایت فرمایا۔ اس کتاب میں موصوف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''اعجاز احمدی'' کا جواب تحریر فرمایا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اس عہد کے سنگین ترین فتنوں میں سے ہے، اور الحمد للہ امت مسلمہ نے اس گمراہی کے سدباب کے لئے ہر پہلو سے ایسا لٹریچر تیار کر دیا ہے جو ایک منصف مزاج اور حق کے طالب کے لئے بالکل کافی ہے۔ مرزائیت نے عقیدۂ ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام جیسے مسائل پر جو مغالطے پیدا کئے تھے ان کا علمائے امت نے ہر ممکن طریقے سے کافی وشافی رد فرما دیا ہے۔ لیکن خود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں پر لفظ بہ لفظ تبصرہ اور اس کی کتابوں کو موضوع بنا کر ان کی مفصل تردید اب تک احقر کی نظر سے نہیں گذری تھی۔

مولانا میر محمد ربانی نے زیر نظر کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''اعجاز احمدی'' کا لفظ بہ لفظ جواب تحریر فرمایا ہے۔ ان کی ایک ایک بات پر تبصرہ کیا ہے اور پھر ان کے قصیدے کا جواب قصیدے ہی کی زبان میں دیا ہے۔

احقر کو پوری کتاب کے مطالعے کا موقع نہیں مل سکا۔ جستہ جستہ مقامات سے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مفید، نافع اور لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔ آمین!

احقر: محمد تقی عثمانی عفی عنہ

خادم طلبہ دار العلوم کراچی، مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

رائے گرامی

از: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، مدیر مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفٰى والصلوٰة والسلام علىٰ عباده الذين اصطفٰى خصوصاً علىٰ افضل المرسلين وخاتم الانبياء وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين ۰ وبعد!

''شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی'' کے شستہ شستہ مقامات پر نظر پڑی تو زبان سے بے ساختہ نکلا ''لكل فرعون موسىٰ'' اور واقعی خداوند ذوالجلال کی قدرت کے نمونے ہیں کہ مچھر سے نمرود جیسے طاغوتوں کو تہ وبالا کر دیتا ہے۔

مولانا مصنف ''شہباز محمدی'' موصوف باوجودیکہ ایک مستور شخصیت ہیں۔ دین حق کی صداقت اور محمد ﷺ کا بیّن اعجاز ہے کہ: ''انا لننصر رسلنا والذين اٰمنوا معه''

جزاه الله تعالىٰ ونفعه وسائر المسلمين فى الدنيا والاٰخرة

الفقر الی اللہ تعالیٰ ابوالفتح محمد یوسف عفی عنہ، مورخہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

رائے ثمین

از: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب، مدیر مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علىٰ من لا نبى بعده اما بعد! فقد سرحت نظرى فى كتاب الدكتور الربانى فوجدته شهاباً ثاقباً على المتنبى القاديانى! ورجماً طارداً اهل الردة والطغيان وسيفاً صارماً اعناق اولياء الشيطان ومطرقاً قامعاً جماجم اصحاب الربوة والقاديان ۰ ادعوا من الرحمٰن ان يفيض علىٰ المؤلف شابيب الفضل والاحسان وارجوا من الاخوان ان يتنا ولوه تناول القبول والتبيان ويعاونوا المؤلف فى اشاعته بالاموال والاثمان ۰ تعاونوا على البر والتقوىٰ ولاتعاونوا على الاثم والعدوان!

خادم العلم والعلماء: منظور احمد نعمانی

اردو ترجمہ:

خدائے واحد کی حمد وثناء اور خاتم النبیین پر درود وسلام کے بعد واضح رہے کہ میں نے ڈاکٹر ربانی کی کتاب میں اپنی نظر کو دوڑایا۔ جس پر میں نے اس کتاب کو قادیانی متنبی پر گرنے والا ستارہ اور مرتد گمراہ لوگوں کو بھگانے والا ڈنڈا اور اولیاء شیطان کی گردنوں کو کاٹنے والی تلوار اور اصحاب ربوہ وقادیان کی کھوپڑیوں کو پھوڑنے والا ہتھوڑا پایا۔

اور میں خدائے رحمٰن سے دعاء مانگتا ہوں کہ وہ مصنف کتاب پر اپنے فضل واحسان کے چشمے جاری کر دے اور میں اپنے مسلم بھائیوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ہذا کی نشر واشاعت میں اپنے مال وزر کے ساتھ مؤلف کتاب سے پورا پورا تعاون کریں۔ کیونکہ فرمان خداوندی ہے کہ نیکی اور بھلائی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ لیکن گناہ اور حد شکنی میں تعاون نہ کرو۔

رائے گرامی

حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، شیخ الحدیث ومدیر اعلیٰ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ، خان پور ضلع رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

فقیر نے کتاب ”شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی“ مصنفہ محترم ڈاکٹر میر محمد ربانی صاحب مدظلہ کو اگرچہ مکمل نہیں دیکھا۔ مگر اہم مقامات دیکھے ہیں۔ بحمد اللہ مصنف نے مذہبی خدمت کا فرض اہم طریق پر سرانجام دیا ہے۔ یہ کتاب قابل قدر ہے اور شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی الزام تراشیوں کا مسکت اور دندان شکن جواب ہے اور اس میں ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ جس سے مسلمان کے لئے سامان ہدایت ملتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور مسلمانوں کے لئے سامان ہدایت بنائے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس دور فتن میں اس کتاب کو خود بھی پڑھے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے معاون ثابت ہو۔ والسلام!

الفقر الی الرحمٰن شفیق الرحمٰن درخواستی، مورخہ ۸/ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

رائے وقیع

حضرت مولانا حافظ ارشاد احمد صاحب دیوبندی، اسلامی دواخانہ ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

بسم اللہ حسن الابتداء

ونسئلہ الرضاء فی الانتہاء

ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کثر اللہ سوادہم کا طریق اپنے مخالفین کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور وہ ہمیشہ اعتدال ومیانہ روی کے جو طریق صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی ہے پابند رہے ہیں۔ جس شخص میں ننانوے حصے کفر تھا مگر ایک حصہ اسلام کا بھی وہ اپنے پہلو میں رکھتا تھا تو ہمارے اکابرین نے احتیاطاً ان پر کبھی بھی کفر کا فتوی صادر نہیں فرمایا...... مگر جب مرزا قادیانی نے بتدریج انگریز سامراج کے ایماء پر نبوت کا اعلان کر دیا تو ہمارے اکابرین کے سینہ بے کینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور انہوں نے مردانہ وار اس مرتد فرقے کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ اکابرین دیوبند کا یہ جہاد متعدد اقسام پر مشتمل تھا۔ جانی، مالی، تحریری، تقریری وغیرہ وغیرہ۔ الغرض مرزائیت نے بفضل رب ذوالجلال ہر محاذ پر اکابرین سے شکست فاش کھائی۔ یہ کتاب ’’شہباز محمدی‘‘ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جسے ہمارے علاقہ کے العلامتہ الفاضل حضرت مولانا میر محمد ربانی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔

ممدوح حضرت الفاضل ایک بڑے وسیع علمی ذوق کے مالک ہیں۔ قدرت نے آپ کے اندر علمی جواہرات کا ایک بڑا خزینہ ودیعت فرما رکھا ہے۔ مذہب، علوم وفنون، ادب، انشاء، شاعری وغیرہ۔ یعنی کوئی وادی ایسی نہیں ہے جس کی بے شمار راہیں مبداء فیاض نے آپ کے دماغ پر نہ کھول دی ہوں۔ غرضیکہ علم وادب سے آپ کا دامن مالا مال ہے۔ آپ بھی حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کی طرح بالکل بجا فرما سکتے ہیں کہ: ’’جس ہاتھ نے فکر ونظر کی ان دولتوں سے گراں بار کیا۔ اس نے شاید بے سروسامانی کے لحاظ سے تہی دست ہی رکھنا چاہا۔ میری زندگی کا سارا ماتم یہ ہے کہ اس عہد ومحل کا آدمی نہ تھا۔ مگر اس کے حوالے کر دیا گیا۔‘‘ (ابوالکلام آزادؒ)

حضرت العلامتہ الفاضل مصنف کتاب ہذا نے اپنی یہ کتاب مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ کی تصنیف ’’اعجاز احمدی‘‘ کے رد میں لکھی ہے جو علماء طلباء اور عام قارئین حضرات کے ذوق مطالعہ کی تسکین کے لئے پوری تحقیق اور بڑے عجائب وغرائب دلائل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ حضرت

العلامۃ الفاضل نے مرزا قادیانی کی اس کتاب کا رد بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ بلکہ آپ نے نظم کا جواب نظم میں، نثر کا نثر میں، حتیٰ کہ جملے جملے اور لفظ لفظ کے دندان شکن جوابات دے کر پوری امت مرزائیہ کو بے بس اور عاجز کر دیا ہے۔ ایک مفکر کا قول ہے کہ: ''اعتراف عظمت کے لئے بھی باعظمت انسان ہونا ضروری ہے۔''

مگر افسوس کہ اس مخصوص گروہ میں جنہیں یہ پاک وصاف آئینہ دکھایا گیا ہے قلوب میں انابت کی کوئی رمق بھی باقی نہیں ہے۔ ورنہ ان کو اس کتاب کا اعتراف کر کے اپنے باطل مذہب سے ہندو ہریجنوں کی طرح ''یدخلون فی دین اللہ افواجاً'' مرزائیت ترک کرنے میں کوئی تأمل نہ ہو۔ تاہم پھر بھی ناامیدی نہیں ہے۔ اس کتاب کے میدان عمل میں آنے سے بفضل الٰہی دلوں کی سیاہی دور ہونے کے کافی حقائق موجود ہیں۔ اس لئے کہ سورج جب نکل آئے تو لوگوں سے کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ لو جی وہ سورج نکل آیا ہے۔ بلکہ ہر شخص اسے خود بخود دیکھ لیتا ہے اور کسی شخص کو اس کے وجود سے انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی اور تو اور آنکھوں کی بینائی سے محروم لوگ بھی اگرچہ اسے دیکھ نہیں سکتے۔ مگر اس کی حرارت کو محسوس کر کے اس کے وجود سے منکر نہیں ہوتے۔ ہاں! اگر صرف ایک روایتی جانور یا پرندہ یا آپ اس کو جس سے بھی موسوم کریں سورج سے انکار کر دے تو یہ سورج کا قصور نہیں ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

بلکہ ''آفتاب آمد، دلیل آفتاب'' سورج اپنے وجود کے لئے خود ایک بڑی دلیل ہے۔

احقر راقم عفا اللہ عنہ نے حضرت مولانا ممدوح مدظلہ کی اس کتاب کا مکمل مطالعہ کیا ہے۔ میں اس کتاب کی نشر واشاعت کو پاکستان اور ان ممالک کے لئے جہاں جہاں یہ فرقہ ارتداد پھیلا رہا ہو بہت ہی اہم یقین کرتا ہوں۔ بلکہ اس کتاب کی گھر گھر میں موجودگی کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کتاب ہذا کو اس کی محنت کا اجر عظیم عطاء فرمائے اور مسلمان بھائیوں سے استدعاء کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو بہت زیادہ ہاتھوں تک پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب مرزائیت زدہ معاشرہ کے لئے ایک مذہبی تریاق کا کام دے گی۔ ''وما علینا الا البلاغ''

حافظ ارشاد احمد دیوبندی عفا اللہ عنہ!

رائے گرامی

فاضل اجل حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب اعوان، مراد پور (تعلقہ رکن پور ضلع رحیم یار خان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین • اما بعد!

بندہ نے کتاب ''شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی'' کے اکثر مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ میں اس لائق نہیں ہوں کہ اس کتاب پر جسے میرے محسن استاذ المکرّم حضرت علامہ مولانا حکیم میر محمد ربانی مدظلہ العالی نے تالیف وتصنیف فرمایا ہے۔ اس پر اپنی ادنیٰ رائے کا اظہار کروں۔ ایک شاگرد کی حیثیت سے ''چہ نسبت خاک را بعالم پاک''۔ اس مقام پر اس وقت ہمارے آقا مربی ومشفق استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ یا حضرت العلامہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ یا حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ ہوتے تو اس قدر محنت کی داد اور دعا دیتے۔

قدر زر، زرگر بد اند، قدر جوہر جوہری

ایک بار حضرت بنوریؒ حرم پاک مدینہ منورہ میں تھے۔ اچانک آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی۔ فرمایا وہ ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ یہ میرے استاذ محترم مولانا حبیب اللہ صاحب گمانویؒ ہیں۔ آپ نے گلے سے لگایا۔ معانقہ فرمایا۔ تھوڑی دیر محو گفتگو ہوئے۔ پھر بازار سے چند تحائف خرید کر بندہ کو دیئے کہ مولانا کی خدمت میں پہنچا دو۔ بندہ نے تعمیل ارشاد کی۔ میری گذارش یہ ہے کہ داد دینے والے اکثر بزرگ عالم بقاء کو تشریف لے گئے ہیں۔ پھر بھی علمائے حقہ کی کمی نہیں ہے۔ مصنفؒ نے ہر طریقہ سے نظم، نثر اور عربی، اردو، فارسی، ہر زبان میں دندان شکن اور مسکت جوابات سے باطل کو شکست فاش دی ہے۔

ہر مسلم ہمدرد کا فرض ہے کہ اس کی اشاعت میں تعاون کرے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو عالم اسلام کے لئے مفید اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین!

احقر العباد: حکیم محمد عبداللہ اعوان، فاضل عربی، فاضل السنہ شرقیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم • رب یسرو لا تعسر وتمم بالخیر • ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ • انک انت الوھاب!

تالیف کتاب کے اسباب

سبب اوّل

یہ ہے کہ چند ایام ہوتے ہیں کہ میں حسن اتفاق سے قصبہ ظاہر پیر، ضلع رحیم یار خان کے مشہور مدرسہ عربیہ احیاء العلوم کے اندر اوقات فرصت بسر کرنے کے لئے چلا گیا۔ اساتذہ مدرسہ سے ملاقات ہوئی اور کچھ قدر گفتگو کے بعد خیال پیدا ہوا کہ مدرسہ کی لائبریری سے کوئی کتاب حاصل کر کے ضیافت طبع کا سامان مہیا کیا جائے۔ اس پر میں نے کتب خانہ کا دروازہ کھلوایا اور کمرہ کے اندر آ گیا اور حسب منشاء کتاب کی تلاش شروع کر دی۔ ایک الماری میں چند مرزائی کتب بھی موجود تھیں۔ ان پر طائرانہ نظر ڈالنے سے مشہور مرزائی کتاب ''اعجاز احمدی'' میرے سامنے آ گئی۔ میں نے اسے اٹھالیا اور اس کو کھول کر دیکھنے لگا۔ اچانک میری اس کے ''قصیدہ اعجازیہ'' کے درج ذیل دو شعروں پر آ کر ٹھہر گئی۔

تعالوا جمیعا وانحتوا اقلامکم　　　وامّلوا کمثلی اوذرونی وخیروا

تم سب آ جاؤ اور قلمیں تیار کرو اور میری مانند لکھو یا مجھے چھوڑ دو اور اختیار دے دو۔

اور پھر متکبرانہ انداز کے اندر اپنے مخاطبین کو نجاست و غلاظت قرار دیتے ہوئے کہا کہ:

واعطیت آیات فلا تقبلونھا　　　فلا تلطخوا ارضی وبالموت طھروا

میں نے نشانات دیئے اور تم ان کو قبول نہیں کرتے۔ پس میری زمین کو نجاست سے آلودہ مت کرو اور اپنے مرنے سے اس کو پاک کرو۔　　(اعجاز احمدی ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۸)

گویا کہ مرزا قادیانی نے ان دونوں اشعار کی وساطت سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور سید پیر مہر علی شاہ صاحب وغیرہ کو جواباً اسی نوعیت کے قصیدہ لکھنے کی دعوت دی اور کہا کہ اگر مولوی صاحب مذکور بمعہ اپنے یاران طریقت کے ایسا قصیدہ لکھ کر شائع نہیں کرے گا تو اس پر موت آئے گی اور مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے گا۔ لیکن مرزائی بددعا کے برعکس اور مرزائی دعوت کے

برخلاف مرزا قادیانی کے دونوں کٹر مخالفین نے نہ کوئی جوابی عربی قصیدہ لکھا اور نہ موت کا شکار ہوئے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی بوجہ دجال ہونے کے اپنی بددعا کو خود شکار ہو گیا اور اس بددعا کے چھ سال بعد کاذب ہلاک ہو گیا۔ کیونکہ یہ قصیدہ ۱۹۰۲ء کو تحریر ہوا اور مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوا اور پھر طرفہ تر بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے چار بڑے مخالفین مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور پھر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور علی حائری شیعہ لاہوری عرصہ دراز تک بخیر و عافیت زندہ رہے۔ ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی خود ہی ارض خدا پر ایک قرار یافتہ نجاست تھا اور زمین لاہور کے اندر جو پاکستان بننے والی تھی ہلاک ہوا۔ لیکن اس ارض پاک نے اسی ناپاک لاش کو قبول نہ کیا اور اس کو ہندوستان کی طرف دھکیل دیا اور وہ لاش اپنے آبائی قصبہ قادیان میں مدفون ہوئی اور "شد فی النار /۱۳۷۲" بن گئی اور مرزا غلام احمد /۱۳۷۲ سے لپٹ گئی اور مفہوم یہ رہا کہ مرزا غلام احمد مر کر آگ میں گر گیا۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ہے۔ (مرزا غلام احمد)/۱۳۷۲ "شد فی النار /۱۳۷۲" یعنی مرزا غلام احمد آگ میں گر گیا۔ چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے مندرجہ بالا دونوں اشعار میں مولوی ثناء اللہ وغیرہ کی معیت میں دیگر اہل علم و فضل کو بھی جواب لکھنے کی دعوت دی ہے۔ اس لئے مجھ پر بھی جب کہ میں بھی عربیت سے قدرے شغف رکھتا ہوں۔ یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حسب استطاعت اس کا موزوں و مناسب جواب لکھ کر شائع کروں تا کہ جواب خشت بخشت یا جواب خشت بسنگ ثابت ہو اور پھر مجھ کو بھی سخت و کرخت جواب لکھنے کی بھی اجازت رہے گی۔ کیونکہ مرزائی شعر اوّل کے فقرہ "واملوا کمثلی" کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

مفہوم اوّل: یہ کہ تم میری مانند ایسی کتاب لکھو جس میں میرے اردو مضمون کی تردید اردو مضمون میں اور عربی قصیدہ کا جواب عربی قصیدہ میں ہو۔

مفہوم دوم: یہ ہے کہ جس طرح میں نے اپنی کتاب کے اندر اپنے مخالفین و معاندین کو سب و شتم اور گالی گلوچ کا نشانہ بنایا ہے۔ اسی طرح تم بھی مجھے اپنی گالی گلوچ اور سب و شتم اور غیر مہذب الفاظ سے موسوم و مخاطب کر سکتے ہو۔ گویا کہ ہمیں مرزا قادیانی کی جانب سے اجازت مل چکی ہے کہ ہم بھی مرزائی گالیوں کا جواب گالیوں میں اور بکواس کا جواب بکواس سے پیش کریں۔ اس پر فریق ثانی کو ناراض ہونے اور برا منانے کا حق و جواز نہیں ہو گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین و مخاصمین کو زمین پر چلنے پھرنے والی نجاست و نحوست قرار دے کر کہا ہے: "فلا تلطخوا

ارضی ''تم میری زمین کو پلید نہ کرو۔ اس پر ہم بھی اس کو اعداداً ''نجس فی الارض'' بمعنی زمین کا ایک پلید ونجس آدمی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ (غلام احمد قادیانی)/۱۱۲۴، اور ''نجس ارض/۱۱۲۴'' کے اعداد حروف یکساں ہیں۔ جو صحیح طور پر ۱۱۲۴ بنتے ہیں۔ جس سے وہ ارض خدا پر ایک پلید آدمی قرار پاتا ہے۔ کیونکہ وہ انگریزوں کے ناپاک نظام حکومت کا داعی رہا۔

قلت جواباً لشعریه المذکورین

اتینا کم باقلام نحتنا فنملی مثلکم او بالفضال

۱...... ہم اپنی قلمیں تیار کر کے تمہارے پاس آ گئے۔ پس ہم تمہاری مثل یا تم سے بڑھ کر لکھیں گے۔

فنهجو کم کما انتم هجوتم ونهدیکم نعالاً بالنعال

۲...... پس ہم تمہاری شکایت کریں گے۔ جیسا کہ تم نے ہماری شکایت کی ہے اور ہم تم کو جوتوں کا ہدیہ جوتوں سے دیں گے۔

وان تاتوا کاشراف الینا نعاملکم نوالاً بالنوال

۳...... اور اگر تم شریفوں کی مانند ہمارے پاس آ ؤ گے تو ہم تمہارے ساتھ شرافت کا معاملہ شرافت سے کریں گے۔

وان تاتوا کاجلاف علینا نکایلکم کمالاً بالکیال

۴...... اور اگر تم کمینوں کی مانند ہم پر چڑھائی کرو گے تو ہم بھی بھرتی کے عوض میں برابر کی بھرتی پیش کریں گے۔

وعند الله انتم مثل قذرٍ ویُمحی کل قذر بالکمال

۵...... اور تم خدا تعالیٰ کے نزدیک نجاست کی مانند ہو اور ہر نجاست کو پوری طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

ولما کنتم قذراً بارض محاکم رب ارض بالعجال

۶...... اور جب تم زمین کے اندر نجاست تھے تو زمین کے مالک نے تم کو جلدی سے مٹا دیا۔

حسین مع ثناء الله کانا طهورین تحیّا بالجلال

۷...... مولوی محمد حسین بمعہ ثناء اللہ کے دونوں آدمی پاکیزہ تھے جو شان وعظمت سے زندہ رہے۔

کذا مهر علی عند ربٍّ طهور ثم عالٍ ثم جال

۸...... اسی طرح خدا کے نزدیک مہر علی شاہ، ایک پاکیزہ پھر بالاتر پھر روشن آدمی تھا۔

کذا ایضاً علی حائری تحیی بعد ھذا بین ال

۹...... نیز اسی طرح علی حائری اس کے بعد اپنی اولاد میں زندہ رہا۔

تحیی بعد ھذا ظفر دین وروحیّ علی فی معال

۱۰...... اس کے بعد ظفرالدین اور علی روحی اپنی اپنی عیال گاہ میں زندہ رہے۔

مضی قذر بقیٰ فینا طھار وھذا فصل ربّ بالعدال

۱۱...... نجاست چل بسی اور پاکیزہ لوگ ہمارے اندر باقی رہے ہیں اور یہ خداتعالیٰ کا باانصاف فیصلہ ہے۔

آلم انتم تکونوا مثل قذرٍ نعم کنتم کقذرٍ فی الاصال

۱۲...... کیا تم نجاست کی طرح نہیں ہو۔ ہاں! تم دراصل نجاست کی طرح ہو۔

ومنّا قد مُحیتم مثل قذرٍ وفی لاھور متّم بالنّمال

۱۳...... تم نجاست کی طرح ہم سے مٹائے گئے اور تم لاہور کے اندر درد شکم (ہیضہ) سے ہلاک ہو گئے۔

ومن ارض محاکم ربّ ارضٍ والقاکم بھندٍ ذی بَطَال

۱۴...... اور زمین کے مالک نے تم کو زمین سے مٹا دیا اور تم کو باطل ہندوستان کے اندر پھینک دیا۔

وابقی بعدکم اطھار قومٍ الی السنوات اذوات الطوال

۱۵...... اور اس نے تمہارے بعد قوم کے پاکیزہ لوگوں کو کئی طویل سالوں تک باقی رکھا۔

غُواۃٌ انتم جئتم بغیٍ واُغذِیتم بغیّ والضلال

۱۶...... تم گمراہ لوگ ہو اور گمراہی کو لائے ہو اور تم کو گمراہی وضلالت کی غذا دی گئی ہے۔

اتاکم ذا غذاء من فرنجٍ فھم آباءکم انتم کآل

۱۷...... تم کو یہی غذا فرنگیوں سے ملی ہے۔ پس وہ لوگ تمہارے آباواجداد ہیں اور تم ان کی اولاد ہو۔

ومنکم قد اتانا ذا کتابٌ یؤذی ختم نباٍ ذا کمال

۱۸...... اور تمہاری طرف سے یہی کتاب ہمارے پاس آئی ہے۔ جو کامل ختم نبوت کو ایذا دیتی ہے۔

رأیناہ یؤذی مثل صلٍّ ویوذی ختم نبا کالصلال

۱۹...... ہم نے اسی کتاب کو دیکھ لیا ہے کہ وہ سانپ کی طرح موذی ہے اور ختم نبوت کو سانپ بن کر ایذا دیتی ہے۔

رأیناہ یؤذینا کصلٍّ ویؤذینا باسباب ثقالٍ

۲۰...... ہم نے اسی کتاب کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیں سانپ کی طرح ستاتی ہے اور بھاری گالیوں سے ہم کو دکھاتی ہے۔

کشجرٍ انت مغروسٌ لکفرٍ وکفر فوقکم مثل الضلال

۲۱...... تو ایک درخت کی مانند کفر کا کاشت کیا ہوا پودا ہے اور کفر تمہارے اوپر سایہ کی مانند تنا ہوا ہے۔

واعنی انت مغروسٌ نبیّاً من الفرنج کذوبٌ ذی دجّال

۲۲...... میرا مطلب یہ ہے کہ تو کاذب ومکار یورپ کی طرف سے بطور نبی کے بویا گیا ہے۔

فالفرنج لکم ابناء بطلٍ وانتم مثل اولاد البطال

۲۳...... پس اہل یورپ تمہارے باطل باپ ہیں اور تم باطل اولاد ہو۔

مضیٰ من بیننا نجیس ارضٍ وفینا قد بقیٰ مهرٌ مُعال

۲۴...... ہمارے درمیان سے زمین کا پلید آدمی نکل گیا اور ہمارے اندر اونچا مہر علی باقی رہا۔

فبقی فینا ثناء الله ایضاً الی السنوات فی اهل وال

۲۵...... اور مولوی ثناء اللہ بھی ہمارے اندر سالہا اپنے اہل وعیال میں باقی رہا۔

تالیف کتاب کا دوسرا سبب

یہ ہے کہ میں نے متعدد مشہور ونامور مرزائی علماء وفضلاء کے ساتھ اختلافی مسائل وعقائد پر خط وکتابت کی ہے۔ جس پر وہ لاجواب وساکت ہوکر سلسلہ کو ختم کر کے بیٹھ گئے اور میرے بار بار بلانے پر بھی وہ مرد میدان بن کر سامنے نہ آئے اور نہ اس بارے میں کوئی معقول عذر پیش کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں میرے مخاطبین میں سے مسٹر جلال الدین شمس قادیانی مبلغ ممالک عربیہ اور مولوی ابوالعطاء جالندھری قادیانی مدیر ماہنامہ ''الفرقان'' ربوہ اور قاضی محمد نذیر لائل پوری قادیانی اور شیخ مبارک احمد قادیانی مدیر تالیفات ربوہ اور روشن دین تنویر قادیانی مدیر روزنامہ الفضل ربوہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چونکہ اس خط وکتابت کے بیشتر خطوط بے حد اہمیت کے متحمل تھے اور ان کی نشر واشاعت دینی اعتبار سے قابل قدر اور وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ اس لئے میری دلی تمنا تھی کہ کسی نہ کسی طرح یہ خطوط زیور اشاعت سے آراستہ ہوجائیں اور دینی ذوق رکھنے والے حضرات ان سے استفادہ کرسکیں۔ چنانچہ میں انشاء اللہ تعالیٰ موقع بموقع ان خطوط کو اپنی اس کتاب میں درج کر کے ناظرین حضرات کے لئے ایک دینی خدمت بجالاؤں گا اور پھر یہی خطوط میری جوابی

کتاب کا ایک اہم حصہ قرار پائیں گے۔ بہرحال ان خطوط کی اشاعت نے مجھ کو تالیف کتاب کے لئے آمادہ کیا ہے اور میں نے بفضل خدا اسی اہم دینی کام کو رواں کر دیا ہے۔

السعی منی و الاتمام من اللہ تعالیٰ!

میری کتاب کی وجہ تسمیہ

میں نے مرزا قادیانی کی کتاب ''اعجاز احمدی'' کے اندر دیکھا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اپنے مخالفین پر گرنے والا باز کہا ہے اور مخالفین کو شکار باز گردانا ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ہے۔

وانّی انا البازی المطلّ علی العدا   وانّی معان من معین یکبّرو

اور میں وہ باز ہوں جو دشمنوں پر جا پڑتا ہے اور میں خدا تعالیٰ سے مدد دیا گیا ہوں۔

(اعجاز احمدی ص ۸۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۸)

چونکہ ایک باز کا مقابلہ صرف شہباز ہی کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی جوابی کتاب کا نام ''شہباز محمدی'' تجویز کیا ہے۔ تاکہ ایک باز کو ایک شہباز کی وساطت سے شکست دی جاسکے اور پھر میں نے مرزا قادیانی کے شعر بالا کا جواب اپنے تین درج ذیل اشعار سے دیا ہے۔

کتابی مثل شہبازٍ مُطِلٌّ   علیٰ مغل مخلٍّ فی المغال

۲۶...... میری کتاب شہباز کی مانند ایسے مغل پر گرتی ہے جو غول گاہ کے اندر ایک کھوٹا آدمی ہے۔

کتاب المغل یوذی مثل غولٍ   ختام النبأِ فی دار المغال

۲۷...... مغل کی کتاب مغلوں کے گھر کے اندر غول کی مانند۔ ختم نبوت کو دکھ دیتی ہے۔

وانّی صرت شہباز لغولٍ   مضلٍّ ذوالغواء والضلال

۲۸...... اور میں ایک کھوٹے اور گمراہ شیطان کے لئے شہباز بن گیا ہوں۔

کتاب شہباز محمدی کی عظمت و رفعت

میں مورخہ یکم رشوال المکرم ۱۴۰۴ھ کو کسی تقریب سعید کے سلسلہ میں مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ مدیر ماہنامہ بینات کراچی کے ہاں پہنچا اور اپنی اسی کتاب کو تصحیح و تنقیح کے لئے ان کے آگے رکھا اور عرض کی کہ اسی کتاب کو اپنی نظر اشرف سے سرفراز فرما کر اس پر اپنی تصدیقی رائے کو قلم بندی میں لائیں اور اس کے مضامین کی صحت و سقامت سے متعلق بھی آگاہی بخشیں اور میں خود بھی ان کے مکان پر ان کا مہمان رہا اور میں نے اپنی یہی کتاب بعد نماز مغرب ان کے حوالہ کی اور میں کھانا کھا کر سو گیا اور انہوں نے نماز صبح سے قبل مجھے بیدار کیا اور کتاب مذکور واپس کر

کے فرمایا کہ یہ کتاب ایسی مدلل اور مبنی بر حقیقت ہے کہ اس نے مجھے ساری رات بیدار رکھا اور میں اس کا قاری بنا رہا اور اپنی نیند سے بے نیاز ہو کر اسی کا نیاز مند بنا رہا۔

انہوں نے مجھے اس محنت پر پانچ سو روپے نقد بطور انعام کے عنایت کئے اور میں نے اس رقم کو عطیہ ایزدی سمجھ کر قبول کر لیا اور اپنی طرف سے ان کو شکریہ پیش کیا۔ کیونکہ ''ان اللہ یرزق من یشاء ویھدی من یشاء''

میرے اعدادی استدلالات

میں نے اپنی جوابی کتاب کے اندر بعض مقامات پر اعداد حروف کو بطور الزامی استدلالات کے استعمال کر کے تردید مرزائیت کی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی بھی اپنی صداقت کو بھی اعداد حروف کے بل بوتے پر استوار کیا ہے اور اپنے نام ''غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰'' کے تیرہ صد اعداد نکال کر اسی بات کو اپنا ایک نشان قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے زمانہ کو میرے نام کے اندر چھپا کر مجھے اطلاع دے دی ہے۔ جب کہ میں نے ۱۲۹۰ھ میں اپنے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

جاننا چاہئے کہ میں نے بھی اپنی کتاب کے اندر اسی طور وطریق کے اعدادی استدلالات استعمال کئے ہیں اور اس کو کاذب وبطال اور غدار الدین وغیرہ ثابت کیا ہے۔ بنابرایں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر حروف تہجی کے اعداد اور مرزا قادیانی کے نام واجزائے نام کے اعداد درج کر دیئے جائیں تاکہ فریقین کے اعدادی استدلالات کو سمجھنے کے لئے کسی قسم کی دقت ومشقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہ۔ و۔ ز۔ ح۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ س۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔
۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۲۰۔ ۳۰۔ ۴۰۔ ۵۰۔ ۶۰۔ ۷۰۔ ۸۰۔ ۹۰۔ ۱۰۰۔ ۲۰۰۔
ش۔ ت۔ ث۔ خ۔ ذ۔ ض۔ ظ۔ غ
۳۰۰۔ ۴۰۰۔ ۵۰۰۔ ۶۰۰۔ ۷۰۰۔ ۸۰۰۔ ۹۰۰۔ ۱۰۰۰

مرزا قادیانی کے نام واجزائے نام کے اعداد

مرزا غلام احمد قادیانی......	غلام احمد قادیانی......	مرزا غلام احمد......	غلام احمد
۱۵۴۸	۱۳۰۰	۱۳۷۲	۱۱۲۴

مرزا......	میرزا......	غلام قادیان......	غلام قادیانی......	قادیان......	قادیانی
۲۴۸	۲۵۸	۱۲۳۷	۱۲۴۷	۱۶۶	۱۷۶

مرزائی اعجاز کی حقیقت کے خلاف چھ وجوہات

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے کتاب ''اعجاز احمدی'' کا اردو مضمون اور عربی قصیدہ اور اشتہار انعام اور مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی کے باہمی مباحثہ پر ریویو صرف پانچ ایام میں لکھا ہے۔ گویا کہ یہی سالم کتاب جو ایک سو گیارہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ ۸ ر نومبر ۱۹۰۲ء سے شروع ہو کر ۱۲ ر نومبر ۱۹۰۲ء کو پانچ ایام کے اندر ختم کر لی گئی ہے اور اگر یہی بات ہے اور اس کا مؤلف ایک صاحب اعجاز آدمی بن سکتا ہے۔ تو واقعات اس کے خلاف شہادت مہیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ چند وجوہات بطور ذیل ہیں۔

اوّلاً...... یہ کہ مرزا قادیانی نے یہ کتاب ۱۵ ر نومبر ۱۹۰۵ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے تین دن کے اندر چھپوا کر شائع کر دی۔ گویا کہ قادیان کے اسی مطبع نے سالم کتاب مذکور کو تین ایام کے اندر اپنے کاتب سے لکھوا کر چھپوا کر دی۔ یعنی کتاب مذکور کا سالم مضمون مرزا قادیانی نے پانچ ایام میں تالیف کر لیا اور مطبع مذکور نے کتاب کے سالم مضمون کو صرف تین ایام میں لکھوا کر چھاپ لیا۔ لہٰذا مرزائی مطبع خود مرزا قادیانی سے دو قدم آگے نکل گیا اور اس کو عبرتناک ہزیمت میں گرا کر دم لیا۔ ان حالات کے پیش نظر معجزہ قائم کرنے کا دعویٰ مطبع ضیاء الاسلام ہی کر سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نہیں کر سکتا اور مسیح موعود بھی مطبع قادیانی بن سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نہیں بن سکتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ نہ مرزا قادیانی نے یہ کتاب پانچ ایام میں لکھی ہے اور نہ اس کے مطبع نے تین دن کے اندر سالم کتاب لکھوا کر چھاپی ہے۔ بلکہ کتاب مذکور کی تالیف و ترتیب پر مؤلف کتاب نے کافی مدت صرف کی ہے اور اس کی طباعت و اشاعت پر بھی ایک طویل عرصہ صرف ہوا ہے۔ لیکن از راہ خیانت کافی مدت کو قلیل مدت میں اور طویل عرصہ کو قلیل عرصہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ثانیاً...... یہ کہ اس کتاب کا اکثر حصہ پہلے سے لکھا ہوا مرزا قادیانی کے پاس موجود تھا اور اس کو اس حصہ کے شائع کرنے کا موزوں و مناسب موقعہ میسر نہ تھا اور وہ اس کی تلاش میں مضطرب تھا کہ اتفاق سے اس کو مباحثہ مدّ کا موقعہ مل گیا۔ جس پر اس نے پیشتر لکھے ہوئے حصہ کو واقعات مدّ سے پیوستہ کر کے شائع کر دیا۔

وجہ یہ ہے کہ اسی مناظرۂ مدّ میں صرف مولانا ثناء اللہ صاحب موجود تھے۔ باقی زیر تنقید علماء و فضلاء از قسم سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، علی حائری صاحب، مولوی اصغر علی روحی اور قاضی ظفر الدین صاحب اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب حاضرین مباحثہ میں سے نہیں تھے۔ بلکہ یہ

لوگ دوران مناظرہ اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ ان سے متعلقہ عربی اشعار پہلے سے تیار شدہ اس کے پاس مہیا تھے۔ جن کو اس نے شامل قصیدہ کر لیا۔ ورنہ اس کو قطعاً یہ جواز نہ تھا کہ وہ غیر متعلق اشخاص کو زیر تنقید لا کر قصیدہ کے اندر لاتا اور ان کو اپنی سب وشتم کا نشانہ بناتا۔

ثالثاً...... یہ کہ زیر جواب کتاب کے متعلق دس ہزاری اشتہار سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ودیگر مخاطبین کو کتاب مذکورہ میعاد مقررہ کے اندر پہنچا دی گئی تھی ایسا قطعاً نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی طرف سے بروقت کتاب پہنچانے میں بالضرور تخلف واقع ہو گیا اور مخاطبین پابند جواب نہ رہے۔

رابعاً...... یہ کہ کتاب مذکور کی تردید میں جوابی کتاب کو پانچ ایام میں لکھنے کا مطالبہ خلاف قرآن ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کو معجزہ سمجھ کر مثیل قرآن قرار دے دیا اور پھر اس کی مثال لانے کا مطالبہ کر دیا تو اس پر لازم تھا کہ وہ اپنے مطالبہ کو غیر محدود اور بلا میعاد چھوڑتا۔ کیونکہ قرآن عزیز نے اپنی مثال لانے والے پر پانچ ایام یا پانچ ماہ یا پانچ سال کی کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ بلکہ ان کو آزادی دے کر کہا ہے کہ میری مثال لانے والے جب چاہیں میری مثال لا کر میرا مطالبہ پورا کریں اور مرد میدان بن کر میری تغلیط وتردید میں اپنا زور اور بلاغت فصاحت دکھائیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے پہلے پہل مکمل قرآن کی مثال لانے کو کہا جیسا کہ بطور ذیل ہے۔

”قل لئن اجتمعت الانس والجنّ علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً (بنی اسرائیل:۸۸)“ ﴿کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان وجنات اس قرآن کی مثال لانے پر جمع ہو جائیں تو اس کی مثال نہیں لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔﴾

جب مخالفین قرآن نے ایک مدت تک یہی مطالبہ قرآن پورا نہ کیا تو قرآن حکیم نے اپنے مطالبہ میں تخفیف کر کے کہا: ”ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریٰت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین (یونس:۱۴)“ ﴿کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قرآن کو خود بنایا ہے کہہ دیجئے کہ تم اس جیسی خود بنائی ہوئی دس سورتیں لاؤ اور خداتعالیٰ کے بغیر جس کو بلا سکتے ہو بلا لاؤ۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔﴾

لیکن جب دوسری مدت تک بھی یہ مطالبہ لاجواب رہا تو پھر قرآن عزیز نے اپنے مطالبہ میں مزید کمی کر دی اور فرمایا: ”وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من

مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین (بقرہ:۲۳)" ﴿اگر تم لوگ اس کتاب پر شک وشبہ رکھتے ہو جو ہم نے اپنے عبد کو دی ہے تو تم اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور خداتعالیٰ کے بغیر اپنے حاضر فضلاء کو بھی بلالاؤ۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔﴾

چنانچہ مخالفین قرآن نے قرآن مجید کا یہ خفیف اور ہلکا سا مطالبہ بھی پورا نہ کر سکے جس پر قرآن حکیم لاجواب رہا اور اس کا معجزہ ہونا ثابت ہوگیا۔ ان حالات میں اگر مرزا قادیانی عامل قرآن اور عالم قرآن تھا۔ جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے تو وہ بھی قرآن کی اتباع میں اپنے مطالبہ کو تین اقساط میں تقسیم کر کے پہلے پہل مکمل کتاب کی مثال لانے کو کہتا۔ اگر اس کے مخاطبین ومعاندین اس سے عاجز وناتواں رہتے تو پھر ان کو نصف کتاب کی مثال لانے کی فرمائش کرتا۔ اگر وہ اس سے بھی قاصر رہتے تو پھر ان کو تہائی کتاب کی مثال لانے کو کہا جاتا۔ اگر وہ اب بھی ناکام ونامراد رہتے تو پھر یہ کتاب ایک اعجازی کتاب بن جاتی اور مرزا قادیانی صاحب اعجاز قرار پاتا۔ لیکن اس نے اس لطیف تجویز سے انحراف کر کے اپنے کو تارک قرآن ثابت کر دیا۔ "آنکہ خود گم ست کرا رہبری کند" والا معاملہ ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی اس کتاب کے اندر مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو متعدد بار تارک قرآن کا خطاب دیا ہے۔ لیکن دراصل خود ہی شخص تارک قرآن اور منحرف عن القرآن ہے۔

خامسا...... یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کے اندر اسلامی جہاد السیف سے انکار کر کے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ:

۱...... "یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹادیا جاوے اور ایسے خون ریز مہدی اور خون ریز مسیح سے انکار کیا جائے۔"

(اعجاز احمدی ص۳۴، خزائن ج۱۹ ص۱۴۴)

مضی وقت ضرب المرھفات ودفوھا وانا ببرھان من اللہ ننحر

۲...... تلواروں کے چلانے کا وقت گذر گیا اور ہم خدا کی برہان سے منکروں کو ذبح کرتے ہیں۔

(اعجاز احمدی ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸۶)

چنانچہ جب حوالہ جات بالا کے پیش نظر جہاد اسلام حرام وقبیح ہو کر قابل عمل نہیں رہا تو پھر مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے اندر جہاد سیفی سے متعلقہ الفاظ کو اپنے اوپر اور اپنے قصیدہ کے اوپر کیوں استعمال کیا ہے؟ حالانکہ حرام شدہ چیز کے تمام متعلقات بھی حرام وممنوع قرار پاتے ہیں

اور قابل استعمال نہیں رہتے۔ چنانچہ جب بذریعہ قرآن مجید شراب کی حرمت آگئی تو مسلمانوں نے مٹکوں اور بوتلوں وغیرہ میں موجود شراب کو زمین پر گرادیا اور شراب کی بھٹیاں توڑ پھوڑ دیں اور شراب کے مٹکوں اور بوتلوں کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے جہاد سیفی کو حرام و قبیح کہہ کر جہاد سے متعلقہ الفاظ از قسم سیف بمعنی تلوار اور رمی (بمعنی تیر چلانا) کو اپنے قصیدہ کے اندر بار بار استعمال کیا ہے اور فخریہ طور پر اپنے آپ کو سیاف (تلوار چلانے والا) اور رامی (تیر پھینکنے والا) قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل لکھا ہے۔

وجئناک یا صید الرّدیٰ بهدیّۃ ولهندی الیک المرهفات ولعقر

اور اے وبال کے شکار (ثناء اللہ) ہم تیرے پاس ایک ہدیہ لے کر آئے ہیں اور ہم تیز تلواروں کا یعنی لاجواب قصیدہ کا تجھے ہدیہ دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۸۴، خزائن ج۱۹ ص۱۹۷)

علونا بسیف اللہ خصماً ابا الوفا فنملی لثناء اللہ شکراً ونسطر

ہم نے اپنے دشمن ابوالوفاء کو خدا کی تلوار (قصیدہ) سے مار لیا۔ پس ہم خدا کی تعریف ازروئے شکر کے لکھتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۸۷، خزائن ج۱۹ ص۲۰۰)

الست تریٰ یزمی القنا من عندکم جهول ولا یدری العلوم واکفر

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ شخص تم پر نیزے چلا رہا ہے۔ جو تمہارے نزدیک بے علم اور کافر ہے۔ (اعجاز احمدی ص۸۵، خزائن ج۱۹ ص۱۹۸)

جاننا چاہئے کہ حالات کے پیش نظر صاف طور پر عیاں ہے کہ جہاد سیفی کو حرام و قبیح کہنے والا مرزا قادیانی جہاد سے متعلقہ الفاظ کو قطعاً استعمال نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس کو حرام خور یا مردار کھانے والا کہا جائے گا۔ حالانکہ اس کو چاہئے تھا کہ وہ حرام و ممنوع چیز کے اپنانے سے کوسوں دور بھاگتا اور اپنے مفہوم و مطلب کو دیگر جائز الفاظ کی وساطت سے بیان کرتا۔ جب کہ اس کا بیان کردہ مقصد بطور ذیل اور بطریق احسن بیان ہو سکتا ہے تو اس نے حرام خوری اور مردار خوارگی کی راہ کیوں اختیار کی ہے اور عمداً دینی شرارت کے اندر اپنے کو کیوں ملوث کیا ہے۔ دیکھئے اس کا مطلب میرے نزدیک یوں ادا ہو سکتا ہے اور بہتر طور و طریقہ سے بیان ہو جاتا ہے کہ:

وجئناک یا صید الردیٰ بقصیدۃٍ بها اللہ یعلیني وایاک یصغر

۲۹...... اور اے وبال کے شکار ہم تیرے پاس ایک قصیدہ لائے ہیں۔ خدا تعالیٰ مجھے اس کی مدد سے اونچا کرے گا اور تجھے ذلیل کرے گا۔

علوناک یا عبد الهوی بقصیدۃ فنملی لثناء اللہ ربی و نشکر

۳۰...... اے ہوا وہوس کے بندے! ہم اپنے قصیدہ کی مدد سے تجھ پر غالب آ گئے۔ پس ہم اپنے رب کی تعریف لکھتے ہیں اور شکر کرتے ہیں۔

علاکم بفضل اللہ من کان عندکم جھولاً وفضل اللہ ایاہ یظھر

۳۱...... بفضل خدا وہ شخص تم پر غالب آ گیا جو تمہارے نزدیک جاہل تھا اور فضل خدا اس کو غالب بنا رہا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر کہ مرزا قادیانی نے جہاد اسلام کو حرام وقبیح کہہ کر اس سے متعلقہ الفاظ کو اپنے اور اپنے قصیدہ میں استعمال کیا ہے۔ یہ کہنا بجا اور حق بجانب ہے کہ مرزا قادیانی اس کلب کی مانند ہے جو قے کرنے کے بعد اپنے قے کردہ گندے اور غلیظ مواد کو بلا کراہت ونفرت کھا جاتا ہے اور ذرہ بھر بھی نہ شرماتا ہے اور نہ ہچکچاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو واہب شخص اپنے موہوب لہ آدمی سے ہبہ کردہ چیز کو واپس لے لیتا ہے وہ اس کتے کی مانند قرار پاتا ہے جو قے کر کے اپنی قے کردہ مکروہ ونجس مواد کو کھا جاتا ہے۔

''الواھب العائد فی ھبتہ کالکلب العائد فی قیئہ '' اپنے ہبہ کو واپس لینے والا واہب شخص ایک کتا ہے جو قے کر کے اپنی قے کو کھا جاتا ہے۔

خلاصۃ الباب یہ ہے کہ مرزا قادیانی جہاد اسلام کی تنسیخ کا فتویٰ دینے کے بعد اس کے متعلقہ الفاظ کو اپنے اور اپنے قصیدہ کے لئے استعمال کر کے یقیناً اس کلب کی مانند ہے جو قے کر کے اپنی قے کھا جاتا ہے اور کسی قسم کی کراہت ونفرت کو محسوس نہیں کرتا اور بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتا ہے۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ (غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰) کلب الاغیار آباء یعنی غلام احمد قادیانی اپنے آباء واجداد سے اغیار کا کتا ہے۔ (یامرزا قادیانی/۴۲۴)''کلب الکفار بالجد/۴۲۴'' یعنی مرزا قادیانی صحیح طور پر کلب کفار ہے۔

سادساً...... یہ کہ مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسین بٹالوی ومولوی عبداللہ چکڑالوی کے مابین مباحثہ پر اپنا ریویو بلا جواز شامل کتاب کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اسی ریویو کی مانند بہت سا ایسا مواد بھی موجود ہے جو حجم کتاب کو بڑھانے کے لئے بلاوجہ بطور ضمیمہ یا اضافہ کے کتاب میں چسپاں کیا گیا ہے۔ ورنہ اصل مضمون بہت تھوڑا ہے جو اظہار کردہ مدت میں لکھا جا سکتا ہے اور پھر ہر مؤلف ومصنف ایسا مضمون اسی قدر عرصہ میں لکھ سکتا ہے۔ بنابراں مرزا قادیانی کی موجودہ تعلّی خالی ڈھول کا مقام رکھتی ہے اور حقیقت سے ڈھولک کی مانند خالی ہے۔

شدت کا جواب شدت سے

مرزا قادیانی نے اپنی زیر جواب کتاب کے اندر اپنے مخاطب علماء وفضلاء کے علمی مقام اور ذاتی وقار کا قطعاً لحاظ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو کمینہ اور فرومایہ اور اوباش اور گانڈو اور مفعول تک بھی کہہ دیا۔ مرزا قادیانی کا یہ کردار اور غیر مہذب اور غیر شریفانہ ہے۔ چنانچہ اس قسم کے کردار کا مالک آدمی ایک دجال وبطال شخص تو ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ نبی ورسول یا مہدی ومسیح ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ اس کو اعداداً بطور ذیل کہا جاسکتا ہے۔

(غلام احمد/۱۱۲۴) ''البطال العظیم/۱۱۲۴'' اور ''میرزا قادیانی/۴۳۴''، ''المسیح المردود/۴۳۴'' یعنی غلام احمد بڑا بطال ہے اور میرزا قادیانی مردود مسیح ہے۔

میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کے منقولہ بالا شعر کے فقرہ ''وامسلوا کمثلی'' سے ہمیں صاف طور پر اجازت میسر ہے کہ ہم بھی اس کو اس کی مانند لکھنا اور گالی کا جواب گالی میں اور بکواس کا جواب بکواس سے پیش کریں۔ کیونکہ اس نے بلاریب یہی کہا ہے کہ تم بھی میری طرح تحریر کرو اور میرے نقش قدم پر گامزن ہو جاؤ اور پھر اس مرزائی اجازت کے علاوہ قرآن عظیم بھی ہم کو یہ اجازت اور جواز دیتا ہے کہ ہم بھی شدت کا جواب شدت سے دیں اور سختی کا بدلہ سختی سے پیش کریں اور گالیوں کے عوض گالیاں سنائیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

الف...... ''لا یحب اللہ الجهر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعاً علیماً (النساء:۱۴۸)'' ﴿خدا تعالیٰ بری بات کے علانیہ کہنے کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن مظلوم کے لئے ایسا کرنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی سنتا اور جانتا ہے۔﴾

یعنی اگر مظلوم کی طرف سے بری باتوں اور گالیوں کا برملا اظہار ہو جائے تو وہ عنداللہ قابل گرفت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی مظلومیت اور ستم رسیدگی کو بخوبی سنتا اور جانتا ہے کہ یہ مظلوم آدمی مجبور ہو کر اپنے فطرتی تقاضا سے ایسا کرنے پر اتر آیا ہے اور اس نے اپنے مظلوم ومغموم دل کی بھڑاس نکال کر قدرے آرام وسکون پایا ہے اور مظلوم آدمی کا سکون وآرام عنداللہ پسندیدہ اور محبوب ومرغوب عمل ہے۔

ب...... ''وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص (مائدہ:۴۵)'' ﴿ہم نے تورات کے اندر ان پر لکھ دیا ہے کہ جان کے عوض جان، آنکھ کے عوض آنکھ، ناک کے عوض ناک، کان کے عوض کان اور دانت کے عوض دانت توڑا جائے اور زخموں کا بدلہ بھی لیا جائے۔﴾

جاننا چاہئے کہ کسی شخص کا اپنی زبان سے کسی شخص کو سب وشتم کرنا اور گالی گلوچ دینا اخلاقاً وشرعاً ایک کاری زخم شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک عربی شعر کہتا ہے۔

جراحات السنان لها التیام   ولا یلتام ما جرح اللسان

نیزوں کے زخم اچھے ہو جاتے ہیں لیکن زبان کا زخم اچھا نہیں ہوتا۔

ج...... "ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم من سبیل ۔ انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق ۔ اولئک لهم عذاب الیم ولمن صبر وغفران ذلک لمن عزم الاموره (شوریٰ: ۴۱ تا ۴۳)" ﴿جس نے اپنی مظلومیت کے بعد اپنا بدلہ لے لیا ان پر کوئی راہ ملامت نہیں ہے۔ راہ ملامت صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین کے اندر بلا جواز سرکشی کرتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب الیم ہے اور جس نے ظلم پر صبر کر لیا اور ظلم کو بخش دیا یہ ان کی بڑی ہمت کا کام ہے۔﴾

و...... "وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خیر للصّٰبرین (النحل: ۱۲۶)" ﴿اگر تم کسی کو سزا دینا چاہو تو اسی قدر سزا دو جس قدر تم کو سزا دی گئی ہے اور اگر تم صبر کر لو تو یہ بات صابرین کے لئے بہتر ہے۔﴾

ز...... "فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدیٰ علیکم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقین (بقرہ: ۱۹۴)" ﴿پس جس شخص نے تم پر زیادتی کی ہے تم بھی اس پر اتنی زیادتی کرو جس قدر اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔﴾

س...... "ولا تجادلوا اهل الکتٰب الا بالتی هی احسن الا الذین ظلموا منهم (عنکبوت: ۴۶)" ﴿تم اہل کتاب کے ساتھ احسن طریق سے جھگڑو۔ لیکن ان کے ظالمین کے ساتھ شدت اختیار کرو۔﴾

آیات بالا صراحۃً وضاحت کرتی ہیں کہ اگر مظلوم شخص ظالم کی جانب سے ہونے والے مظالم کا بدلہ لے لے تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے اور وہ اس میں حق بجانب ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ حتی المقدور زیادتی کرنے سے گریز کرے اور حدود و مظالم تک اپنا بدلہ حاصل کرے اور اپنی مظلومیت کے برابر ظالم پر سزا قائم کرے۔ چنانچہ مظلوم تھپڑ کے بدلے تھپڑ اور ڈنڈے کے بدلے ڈنڈا جوتا کے عوض جوتا مارے اور گالی کے عوض گالی دے اور بکواس کے بدلے

بکواس کرے۔ بالجملہ ظلم کا جواب ظلم سے دینا عند اللہ قابل گرفت نہیں ہے۔ ہاں اگر مظلوم آدمی ظالم کو معافی دے دے اور اس کا قصور بخش دے اور ظالم آدمی آئندہ کے لئے ظلم کرنے سے باز آجائے تو یہ ایک بڑی ہمت اور وسعت قلب کا کام ہے اور عند اللہ موجب ثواب ہے۔ ورنہ مظلوم آدمی کو ہر حالت میں ظالم سے اپنا بدلہ چکانے کی ہر وقت اجازت ہے۔

چونکہ مرزا قادیانی نے اخلاق وشائستگی سے الگ ہو کر علمائے کرام اور سادات کرام کو اپنی بازاری گالیوں اور فاحش سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے۔ اس لئے ہم بھی اپنی کتاب میں اس کو معاف نہیں کرتے اور گالیوں کا جواب گالیوں سے اور بکواس کا جواب بکواس سے دیں گے اور اسکی شدت بیان کے مقابلہ میں شدت بیان اور سخت کلامی پیش کی جائے گی تا کہ اس کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

مرزائی عذرات اور محمدی جوابات

عذر اوّل

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس کی تائید وتصدیق کے لئے ڈیڑھ صد نشانات واقع ہو چکے ہیں جو اس کو مہدی ومسیح اور نبی ورسول اور محمد واحمد ثانی بناتے ہیں۔ جیسا کہ بطور ذیل متکبرانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔

’’ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صدہا گواہوں کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۱، خزائن ج۱۹ ص۱۰۷)

جواب اوّلاً

یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے پاک نشانات ایک صالح اور پارسا شخص کی تائید وتصدیق میں بھی مہیا ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ نشانات آسمانی کا ظہور ایک شخص کو نبی ورسول یا مہدی ومسیح بنا دیتا ہے۔ غلط اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظامؒ سے صدہا نشانات ظاہر ہوئے۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی نشانات کی بنیاد پر اپنے کو نبی ورسول قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ظہور نشانات کے بل بوتے پر اپنے کو نبی ورسول اور مسیح ومہدی بنالیا۔ اب خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ ہر نبی ورسول سے نشانات ظاہر ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے دعویٰ نبوت ورسالت کی عمارت کو ظہور نشانات کی بنیاد پر کھڑا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنی نبوت ورسالت

کوعطائے ربانی اور موہبت آسمانی کہا ہے اور ظہور نشانات کونبوت ورسالت کا نتیجہ اور ثمر گردانتا ہے۔

دیکھیے بی بی مریم طاہرہ اور آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام سے باوجود غیر نبی وغیر رسول ہونے کے نشانات ظاہر ہوئے۔ لیکن انہوں نے ان نشانات کی بنیاد پر اپنے کو نبی ورسول نہیں کہا۔ بنابرآں مرزا قادیانی کا ظہور نشانات کی بنیاد پر اپنے کو نبی ورسول اور مسیح ومہدی کہنا صحیح نہیں ہے۔

ثانیاً...... یہ کہ مجھ ناکارہ اور کمتر خادم اسلام کی تائید میں چند ایسے نشانات ظاہر ہوئے ہیں جو مرزا قادیانی کے نشانات سے بدرجہا بالاتر اور زیادہ عبرتناک ہیں۔ ان کے مقابلے میں مرزائی نشانات ایک روی کی ٹوکری کا سرمایہ ہیں۔ قارئین کرام دونوں نشانات کو پڑھیں اور انصاف کے ساتھ ان کا موازنہ کریں۔

چند محمدی نشانات اور ان کے نتائج

نشان اوّل

یہ ہے کہ ہمارے علاقہ کے ایک نامور عالم وفاضل اور اس کے ایک ادیب وشاعر شاگرد کے ساتھ (جن کے ناموں کا اظہار میں نے مناسب وموزوں نہیں سمجھا) کسی ادبی بات پر میری خط وکتابت شروع ہوگئی۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ میں سال ۱۹۲۵ء میں جامعہ عباسیہ بہاول پور میں زیر تعلیم تھا اور ادبی جھگڑوں سے الگ تھلگ رہ کر خاموش زندگی بسر کر رہا تھا۔ جب ہماری یہی ادبی مکاتبت طول پکڑ گئی اور دونوں، استاذ وشاگرد بالکل ساکت ولاجواب ہوگئے تو انہوں نے مجھے گلستان سعدی کے درج ذیل دو اشعار لکھ کر بھجوا دیئے اور خط وکتابت بند کردی۔

توانم اینکہ نیازارم اندرون کسے ولے حسود راچہ کنم کہ زخود برنج ورست

میں یہ کرسکتا ہوں کہ کسی کا دل نہ دکھاؤں لیکن حاسد کو کیا کروں کہ وہ خود تکلیف میں ہے

بمیرتا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت اوجز بمرگ نتواں رست

اے حاسد مر جا کیونکہ حسد ایسا دکھ ہے کہ مرے بغیر اس کی مشقت سے چھٹکارا نہیں

میں ان کا یہ آخری خط پڑھ کر بہت پریشان ہوا اور سمجھ گیا کہ یہ دونوں بزرگان مجھے اپنا حاسد سمجھتے ہیں اور اپنی موجودگی میں میری موت کے متمنی ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ان کو درج ذیل شعر لکھ کر بھجوادیا اور خداتعالیٰ کے فیصلہ کی انتظار کرنے لگا۔

مردماں میر، میری گویند من نہ میرم مرداں میرند

لوگ مجھے کہتے ہیں کہ مرجا، مرجا لیکن میں نہیں مروں گا یہی لوگ مریں گے

خداتعالیٰ کی طرف سے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ دونوں استاد، شاگرد میرے آخری خط کے قلیل عرصہ بعد فوت ہو گئے اور میں اب تک بفضل خدا زندہ ہوں اور تردید مرزائیت میں اپنی زیر تحریر کتاب کی تکمیل وترتیب میں مشغول ہوں۔

من نہ مردم حاسد انم مردہ اند زانکہ بہرم حسد خود آوردہ اند

میں نہیں مرا میرے حاسد مر گئے ہیں کیونکہ وہ میرے لئے اپنا حسد لائے ہیں

نشان دوم

یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار نے ایک ہندو مالک اراضی سے کچھ رقبہ خرید کیا اور انتقال منظور کرالیا۔ اس میں سے چار کنال رقبہ پر ہمارا ایک قریبی رشتہ دار قابض تھا۔ والد مرحوم نے اس کو قبضہ چھوڑنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ رضامند نہ ہوا اور قبضہ پر ڈٹا رہا۔ والد محترم نے اپنے بیٹوں اور عزیزوں کی مدد سے مقبوضہ رقبہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ ہمارے قابض رشتہ دار نے میرے والد سمیت آٹھ افراد پر فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ کچھ عرصہ مقدمہ چلتا رہا اور پیشی در پیشی ہوتی رہی۔ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا جب کہ میں اس رشتہ دار کے گھر کے پاس سے گذر رہا تھا کہ ایک سانپ میرے آگے آ گیا۔ میں نے خواب کے اندر اس سانپ کو ایک ڈنڈے سے ہلاک کر دیا۔ بیداری پر میں نے سانپ کی ہلاکت کو مقدمہ کے اخراج میں تعبیر کیا اور زیر مقدمہ افراد کو اطلاع دی کہ پیشی پر مقدمہ خارج ہو جائے گا اور ملزمان بری ہو جائیں گے۔ چنانچہ پیشی آنے پر میری تعبیر صحیح ثابت ہوئی اور میرا ایک نشان قرار پائی۔ کیونکہ مقدمہ ہذا پیشی پر خارج ہو گیا۔

نشان سوم

یہ ہے کہ میرے والد مرحوم ومغفور کی وفات سال ۱۳۶۶ھ کو واقع ہوئی۔ میں نے چاہا کہ آپ کے سال وفات کو قرآن کی کسی آیت سے بطریق اعداد حروف کے اخذ کیا جائے۔ میں اسی سوچ بچار میں پوری طرح منہمک ہو گیا اور کافی دیر تک سوچنے کے بعد آیت ذیل میرے دل ودماغ پر محیط ہو گئی۔

’’وظن داؤد انما فتنا ○ فاستغفر ربه وخر راكعاً واناب ○ فغفرنا له ذلك (ص:۲۴)‘‘ ﴿داؤد علیہ السلام نے گمان کر لیا کہ ہم نے اس کو فتنہ میں ڈال دیا ہے۔ اس پر اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور جھکتے ہوئے گر گیا اور پشیمان ہوا۔ اس پر ہم نے اس کو معافی دے دی۔﴾

میں نے آیت ہذا کو بغور وخوض پڑھا اور یقین کر لیا کہ چونکہ فقرہ: ''غفرنا لہ'' اور میرے والد مرحوم کے نام ''غلام رسول'' کا پہلا حرف ''غ'' دونوں جگہوں موجود ہے۔ اس لئے دونوں مقامات سے والد کا سال وفات برآمد ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ جب میں نے دونوں مقامات کے اعداد حروف نکالے تو فقرہ آیت کے اعداد پورے تیرہ صد چھیاسٹھ (۱۳۶۶) نکلے جو والد کا سال وفات ہے اور والد کے نام کے اعداد تیرہ صد ستاسٹھ (۱۳۶۷) برآمد ہوئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ فقرۂ آیت مرکب تام ہے اور والد کا نام مرکب ناقص ہے۔ کیونکہ مرکب اضافی ہے۔ لہٰذا یہاں پر ایک حرف کو کم کرنا ہوگا اور وہ حرف الف ہے۔ اب اگر اس نام کو قرآنی رسم الخط کی بناء پر برخاستہ زبر کے ساتھ ''غُلٰمُ رَسُوْلٍ'' لکھا جائے تو پھر بھی آپ کا سال وفات (۱۳۶۶) نکل آتا ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ آپ کی تمام زندگی رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں گذری اور آپ کی وفات مغفرت خداوندی پر ہوئی اور میرا اعدادی استدلال میرا ایک نشان بن گیا۔

نشان چہارم

یہ ہے کہ میرا بھتیجا حافظ عبدالمجید اپنی پیدائش کے تین دن بعد یتیم الام ہوگیا۔ یعنی اس کی ماں مرگئی اور اس کی خالہ اس کو اٹھا کر تربیت کے لئے اپنے گھر لے گئی۔ جب بچہ تین سال کا ہوگیا تو اس کو بندش پیشاب کا عارضہ پیدا ہوگیا۔ متعدد ڈاکٹروں اور اطباء کے زیر علاج آیا۔ مگر صحیح طور پر افاقہ نہ ہوا اور ہمیں سخت پریشانی لاحق ہوئی۔

میری بیوی ایک صالحہ اور پابند صوم وصلوٰۃ عورت تھی۔ بعض دفعہ اس کو خواب کے اندر ایک سفید ریش سبز پوش بزرگ دیکھنے میں آتا تھا۔ میں نے بیوی سے کہا کہ اگر وہی بزرگ خواب کے اندر دیکھنے میں آئے تو اسے میرا اسلام کہہ کر بچے کی تکلیف بیان کر دینا اور پھر رفع تکلیف کے لئے بالضرور علاج دریافت کر لینا۔ میری ہدایت پر میری بیوی کی خواب کے اندر اس مرد صالح اور خواب کے شیخ وقت سے گفتگو ہوئی اور علاج دریافت کیا گیا تو اس بزرگ نے ''نمک بکھرا'' کو باترکیب خاص تیار کر کے استعمال کرانے کی ہدایت کی۔ میں نے حسب ہدایت تعمیل کی اور بچہ کی پتھری ریت بن کر بذریعہ پیشاب خارج ہوگئی اور بچہ تندرست ہوگیا اور وہ آج کل ایک نوجوان اور حافظ القرآن مرد ہے اور اس کی بچگانہ تکلیف نے کبھی بھی اس میں عود کرنے کی جرأت نہیں کی۔ چونکہ میں اس بزرگ کی ہدایت کا عامل بنا اس لئے میں بھی شریک نشان رہا۔

نشان پنجم

یہ ہے کہ میں نے طالب علمی کے وقت میں دیوان حسانؓ کے چند قصائد کی عربی شرح

بنام ''مختار البیان فی شرح دیوان الحسان'' اور ساتھ ہی ''لامیہ ابی طالب'' کی عربی شرح بنام ''مختار المطالب فی شرح الامیہ ابی طالب'' لکھی اور ان میں سے کسی ایک شرح کی طباعت واشاعت کے لئے جدوجہد کی، مگر ناکام رہا۔ صدر ایوب خان کے دور صدارت میں ان سے رابطہ قائم کیا۔ صدر صاحب نے ہر دو غیر مطبوعہ کتابیں طلب کیں۔ مگر چند ایام کے بعد دونوں کتابیں مجھے واپس کروی گئیں اور مجھے اس نے اپنے نام پر انتساب کرنے سے روک دیا۔ اس کارروائی پر مجھے سخت قلبی رنج پہنچا اور یقین کرلیا کہ جس شخص نے آنحضرت ﷺ کی شان وعظمت میں لکھی گئی کتابوں کی تحقیر کی ہے۔ وہ پاکستان جیسے عظیم مسلم ملک کا صدر نہیں رہ سکتا اور اسی وقت میرے دل ودماغ پر لفظ ''خاب وغاب'' آگئے۔ یعنی وہ ناکام رہا اور چھپ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ رہا کہ چند ہفتوں کے بعد طلبہ وعوام نے صدر ایوب کے خلاف بغاوت کردی اور وہ عہدۂ صدارت کو چھوڑ کر اپنے گھر میں جا چھپا اور اس کی تحقیر میرا نشان بن گئی۔

عذر دوم

یہ ہے کہ: ''آسمان نے میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہیں کیا۔'' (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

جواب...... یہ ہے کہ آسمان اور زمین دونوں نے مرزا قادیانی کے خلاف شہادت دی ہے اور اس کو کاذب ودجال ظاہر کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ شخص عیار اور فریب کار آدمی تھا۔ اس لئے اس نے اپنے خلاف زمین وآسمان کی شہادت کو موڑ توڑ کر اپنے حق میں پیش کر دیا۔ حالانکہ واقعات بتاتے ہیں کہ آسمان وزمین کے نزدیک اس کا کذب ودجل عیاں اور اس کی بطالیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ چنانچہ آسمان کی جانب سے آسمانی کتابیں اور زمین کی طرف سے زمینی واقعات اس کو بطال وکذاب ٹھہراتے ہیں۔ جن کی قدرے تفصیل بطور ذیل مذکور ہے۔

قرآن مجید کی چند آیات

الف...... ''کتب اللہ لا غلبنّ انا ورسلی (المجادلہ: ۲۱)'' ﴿خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول یقیناً غالب رہیں گے۔﴾

یہ آیت صاف طور پر ظاہر کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ مکتوبہ اور تحریری فیصلہ ہے کہ ایک رسول دعویٰ رسالت کے بعد ضرور بالضرور اپنی غالبیت اور اقتدار کو پیدا کر لیتا ہے اور اس کا بے اقتدار رہ کر غلام کفار رہنا بروئے آیت ہذا بالکل غیر معقول اور سراسر خلاف آیت ہے۔ لیکن

مرزا قادیانی خلاف آیت اپنی تمام زندگی میں اپنے دعویٰ رسالت کے بعد محکوم برطانیہ اور غلام کفار رہا۔ بلکہ اپنی غلامی ومحکومی کو اپنی سعادت ورفعت سمجھتا رہا اور انگریزوں کے ماتحت رہ کر ان کی ایجنسی کا کاروبار سرانجام دیتا رہا اور پھر طرفہ تر یہ کہ وہ تادم زیست اپنے آپ کو اور اپنی پیدا کردہ جماعت کو انگریز کی رضا کار اور بے دام کام کرنے والی فوج قرار دیتا رہا۔ جیسا کہ اعداد اٰیوں ہے:

میرزا غلام احمد /۱۳۸۲ ''غلیب الکفار ابدا /۱۳۸۲'' یعنی وہ دائمی مغلوب کفار ہے

اور پھر قرآن عزیز نے خدا اور رسولان خدا کی غالبیت کو یکجا اور ملا کر بیان کرنے سے یہ اشارہ کیا ہے کہ جس مدعی رسالت نے دعویٰ رسالت کے بعد اپنی غالبیت اور اقتدار علی الکفار کو مہیا نہیں کیا اور نہ اس نے اس بارے میں سرتوڑ اور جاں گداز کوشش کی ہے وہ قطعاً رسول خدا نہیں ہے بلکہ کاذب ومفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی معیت سے استفادہ کر کے اس نے اقتدار حاصل نہیں کیا اور غلامی پر راضی رہا اور یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔

ب...... ''وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (نساء:۶۴)'' ﴿ہم نے ہر رسول کو باذن اللہ مطاع ومقتدر بنانے کے لئے بھیجا ہے۔﴾

یہ آیت بھی آیت سابق کی تائید وتوثیق کرتی ہے کہ خداتعالیٰ نے اپنے کسی رسول کو غلام ومحکوم رہنے کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ اس کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنے زور رسالت سے کفار ومنکرین خدا پر اقتدار اعلیٰ حاصل کر کے ان کو اپنا غلام ومحکوم رکھے۔ بنابرآں جو مدعی رسالت اپنے کو غلام ومحکوم رکھ کر کفار کے اقتدار کی حمایت کرتا ہے اور اس کے بقاء واستحکام کے لئے ساعی دکوشاں بنتا ہے وہ رسول خدا نہیں بلکہ دجال وبطال ہے۔ جیسا کہ وہ اعداداً غیر المطاع اور محکوم بنتا ہے۔ (مرزا غلام احمد /۱۳۷۲) ''ہو غیر المطاع /۱۳۷۲'' یعنی وہ غیر مطاع اور محکوم ہے۔

ج...... ''قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الیٰ جہنم وبئس المہاد (آل عمران:۱۲)'' ﴿کفار کو کہہ دیجئے کہ تم مغلوب رہو گے اور دوزخ کی طرف دھکیلے جاؤ گے اور دوزخ ایک بری جگہ ہے۔﴾

اس آیت میں بطور قبل از وقت پیش گوئی کے مرزا قادیانی کو کافر اور مغلوب کافر اور جہنمی بتایا گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ''ستغلبون /۱۵۴۸'' کے اعداد حروف پندرہ صد اڑتالیس (۱۵۴۸) ہیں۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی /۱۵۴۸ کے پندرہ صد اڑتالیس اعداد ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال قبل اعدادی صورت میں خبر دے دی کہ مرزا غلام احمد قادیانی

اپنی تمام زندگی میں مغلوب کفار اور محکوم فرنگ رہ کر غلامی ومحکومی کی جہنم میں پڑا رہے گا اور اس سے نکلنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ بنابرآں مرزا قادیانی نے اپنی تمام زندگی محکومی میں گذار کر آیت بالا کی حرف بحرف تصدیق کردی۔ جیسا کہ مساوات ہائے ذیل سے وضاحت ملتی ہے۔ (غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰) ''جندی الغرب /۱۳۰۰'' یعنی غلام احمد قادیانی یورپ کا فوجی ہے یا ''مسجاد الغرب /۱۳۰۰'' یعنی وہ یورپ کا ساجد ہے یا مرزا قادیانی /۴۲۴ ''صطی الافرنج /۴۲۴'' یعنی مرزا قادیانی یورپ کی سواری ہے۔

و...... ''فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغآء الفتنة وابتغآء تاویله (آل عمران:۷) ''﴿جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ مسیح کے متعلق متشابہ بات کے پیچھے صرف تلاش فتنہ اور طلب تاویل کے لئے چلتے ہیں۔﴾

آیت ہذا میں بھی بطور اعداد حروف کے مرزا قادیانی کی پیدا کردہ تحریک مرزائیت کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے۔ کیونکہ اس مذموم تحریک کی بنیاد فتنہ اور تاویلات پر رکھی گئی ہے اور اعداداً اس تحریک کا سال آغاز بھی بیان کردیا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک کی داغ بیل اور اس کا خاکہ سال ۱۲۹۰ھ میں تیار کیا جیسا کہ وہ خود بیانی ہے کہ: ''ٹھیک ۱۲۹۰ھ پر خداتعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پاچکا تھا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۰، خزائن ج۲۲ ص۲۰۸)

اور جیسا کہ قرآن حکیم نے آیت بالا کے فقرہ ''فی قلوبهم زیغ /۱۲۹۰'' میں بھی اس تحریک کا سال آغاز بعینہ یہی بتایا ہے۔ کیونکہ اس فقرہ کے اعداد حروف پورے بارہ صد نوے (۱۲۹۰) ہیں جو مرزائی تحریک کو تحریک زیغ بتاتے ہیں۔

بنابرآں ''مرزا غلام احمد قادیانی /۱۵۴۸'' اعداداً ''فتان زیغ /۱۵۴۸'' یعنی وہ کجی کا فتنہ باز ہے اور غلام احمد /۱۱۲۴، اعداداً ''قائد زیاغ /۱۱۲۴'' بمعنی کجرو رہنما بن جاتا ہے اور آیت بالا کا مصدق دموید بن کر سامنے آتا ہے۔

ر...... ''فلمّا زاغوا ازاغ الله قلوبهم والله لایهدی القوم الفٰسقین (الصف:۵)'' ﴿جب انہوں نے کجی اختیار کی تو خدا نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا بنادیا اور خداتعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت یاب اور مہدی نہیں بنائے گا۔﴾

آیت ہذا بھی اعدادی طور پر مرزائی تحریک کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کو تحریک زیغ کا نام دیتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فقرہ ''ازاغ الله قلوبهم'' کے اعداد حروف بارہ صد اٹھاون

(۱۲۵۸) برآمد ہوتے ہیں اور یہی اعداد مرزا قادیانی کے نام میرزا غلام احمد کے ابتدائی حصہ میرزاغ / ۱۲۵۸ کے اعداد بن جاتے ہیں اور اس کے ہجری سال پیدائش (۱۲۵۸) کو ظاہر کرتے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ آیت بالا کے اندر دیگر کفار کے ساتھ میرزاغ صاحب کو بھی زائغ القلب اور تحریک زیغ چلانے والا کہا گیا ہے۔

انجیل متی اور دانیال کی شہادت

الف..... چونکہ احادیث نبویہ میں تیس دجالوں کے آنے کا ذکر موجود ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت ورسالت اور دعویٰ مسیحیت ومہدویت کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح پر انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے مسیحیوں اور کاذب نبیوں کا آنا بطور ذیل مذکور ہے۔

''اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں۔''

مرزا قادیانی بھی چونکہ اپنے مسیح ونبی ہونے کا مدعی ہے اس لئے بروئے بیان متی وہ کاذب نبی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کاذب مسیحوں اور کاذب نبیوں کی مانند بڑے بڑے نشانات اور عجیب کام دکھانے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اعداداً ''المسیح الخبیث ابداً / ۱۳۰۰'' بمعنی ہمیشہ کا خبیث مسیح ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس فقرہ کے اعداد حروف پورے تیرہ صد (۱۳۰۰) ہیں اور غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰ کے اعداد سے برابری کرلیتے ہیں اور پھر وہ اعداداً مسیح کاذب اور نبی کاذب ہے۔ جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ''ھو مسیح کاذب دائم شرعاً الی الابد / ۱۵۴۸'' یعنی مرزا غلام احمد قادیانی شرعاً ہمیشہ کا جھوٹا نبی ہے۔ غلام احمد / ۱۱۲۴ ''ھو نبی کاذب بالحقیقۃ واللہ / ۱۱۲۴'' یعنی بخدا غلام احمد حقیقتاً جھوٹا نبی ہے۔ (مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲) ''غیر النبی بجد / ۱۳۷۲'' یعنی مرزا غلام احمد صحیح طور پر غیر نبی ہے اور نبی نہیں ہے۔

ب..... دانیال نبی کی پیش گوئی بطور ذیل ہے۔ ''جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی۔ ایک ہزار دوسو نوے دن ہوں گے۔''

اس پیش گوئی میں دن سے مراد سال ہے۔ کیونکہ الہامی کتابوں میں بعض دفعہ سال کو دن کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے اور دائمی قربانی کے موقوف ہونے سے مراد تنسیخ جہاد ہے۔ جس کو

مرزا قادیانی نے حرام وقبیح قرار دے کر منسوخ کر دیا۔ کیونکہ جہاد میں عام طور پر جان کی قربانی دینی پڑتی ہے اور پھر اجاڑنے والی مکروہ چیز سے مراد تحریک مرزائیت کا اجراء ونفاذ ہے۔ کیونکہ اسی تحریک کی بنیاد تنسیخ جہاد اور انکار ختم نبوت پر کھڑی کی گئی ہے اور پھر اس تحریک کا سال آغاز بھی بموجب اقرار مرزا ۱۲۹۰ھ بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ سابقاً آ چکا ہے۔ جاننا چاہئے کہ آسمانی کتابوں کی طرح زمین نے بھی مرزا قادیانی کے خلاف شہادت دی ہے۔ کیونکہ وہ دارالحرب ہندوستان میں نبی ومسیح بنا اور اسی دارالحرب میں مر کر مدفون ہوا اور اس کو بذریعہ جہاد اسی دارالحرب کو دارالاسلام میں تبدیل کرنے کی توفیق نہ ملی۔

عذر سوم

یہ ہے کہ: ”وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہوگئے اور پیش گوئی آیت کریمہ ”واذ العشار عطلت“ پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ”ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیها“ نے اپنی پوری پوری چمک دکھادی۔“ (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

جواب اوّلاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے لفظ عشار کا معنی اونٹ کیا ہے۔ جو غلط ہے اور لغات عرب کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس لفظ کا معنی لغۃً دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں ہے اور بمعنی اونٹ نہیں ہے جیسا کہ المنجد میں ہے: ”العشار جمع عشراء والعشراء من النوق التی مضیٰ لحملها عشرة اشهر“ عشار عشراء کی جمع ہے اور عشراء اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو دس ماہ کی حاملہ ہو۔

ثانیاً

یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا کا وہ مفہوم صحیح نہیں ہے جو مرزا قادیانی نے سمجھا ہے بلکہ درست مفہوم یہ ہے کہ قرب قیامت میں دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں کے حمل بوجہ رعب قیامت گر جائیں گے اور آئندہ کے لئے ان میں حاملہ ہونے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی اور پھر منقولہ حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ سفید رنگ کی نوجوان اونٹنیاں بیکار اور ناقابل حمل ہو جائیں گی اور ان کے حاملہ کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ قیامت کے رعب وخوف سے ان کے حاملہ ہونے اور رہنے کی صلاحیت مفقود ہو جائے گی اور وہ اولاد پیدا کرنے سے بیکار ہو جائیں گی۔ چنانچہ قلاص لغۃً قلوصۃ کی جمع ہے اور معنی لمبی ٹانگوں والی جوان اونٹنی ہے۔ جیسا کہ قرآن عزیز کی آیت ذیل تصریح وتوضیح کرتی ہے اور آیت بالا وحدیث بالا کی تائید کرتی ہے۔

''یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها (الحج: ۲)'' ﴿اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی مادہ اپنے شیر خوار بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی۔﴾

ثالثاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا زیر جواب آیت وحدیث کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بننے والی ریلوے لائن پر محمول کرنا بھی درست نہیں ہے۔ واقعات نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں وہ مکمل نہ ہو پائی۔

عذر چہارم

یہ ہے کہ: ''مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور حج روکا جائے گا اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ موعود ظاہر ہوگا اور دمشق کی مشرقی سمت میں اس کا ظہور ہوگا اور صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔'' (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

جواب...... یہ ہے کہ طاعون کا پھیلنا علامت دجال تو ہو سکتا ہے۔ علامت مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے مترشح ہوتا ہے۔ جس میں دجال کے ساتھ طاعون کو ذکر کیا گیا ہے۔

''علیٰ انقاب المدینة ملائکة لا یدخلها الدجال ولا الطاعون'' ﴿مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہوں گے جن کی وجہ سے دجال اور طاعون دونوں مدینہ میں داخل نہیں ہوں گے۔﴾

حدیث ہذا میں دجال وطاعون کو یکجا ذکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ طاعون رفیق دجال ہے اور دجال رفیق طاعون ہے۔ کیونکہ

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اور پھر حدیث ہذا میں مذکور لفظ الدجال سے مراد خود مرزا قادیانی ہے کیونکہ بقول اس کے اس کی پیدائش سال ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ جیسا کہ لکھا ہے: ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری عہد میں ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا۔'' (کتاب البریہ ص۱۴۶، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

اور اس کی وفات باتفاق اہل مرزا سال ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی۔ بنا برآں اس کی عمر یا

۶۸ سال (۱۹۰۸ء- ۱۸۴۰=۶۸) ہے اور یا ۶۹ سال (۱۹۰۸- ۱۸۳۹=۶۹) ہے۔ اب جاننا چاہئے کہ لفظ الدجال کے اعداد حروف پورے ۶۹ ہیں اور پھر ہر اسم صفت میں اس کی مصدر موجود ہوتی ہے۔ جیسے ''العلام'' میں ''العلم'' اور ''الظلام'' کے اندر ''الظلم'' موجود ہے اور اسی پر ''الدجال'' کے اندر بھی اس کی مصدر ''الدجل'' مستور ہو کر موجود ہے جس کے اعداد ۶۸ ہیں۔ بنابرآں تشریح بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث زیر بحث کے اندر لفظ ''الدجال'' سے مراد خود مرزا قادیانی ہے۔ کیونکہ بصورت ظاہر اس کے اعداد حروف مرزا قادیانی کی ۶۹ سال عمر اور بصورت باطن اس کی مصدر ''الدجل'' سے اس کی ۶۸ سال عمر برآمد ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ زیر بحث حدیث میں مذکور لفظ ''الدجال'' مرزا قادیانی ہے اور لفظ ''الطاعون'' سے مراد وہ طاعون ہے جس کو مرزا قادیانی اپنا نشان قرار دیتا ہے اور بروئے حدیث مذکور یہی دونوں مرزا وطاعون مدینہ منورہ میں نہیں جاسکے اور مذکورہ بالا حدیث کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

حج کے متعلق جواب اوّلاً یہ ہے کہ انگریزی دور اقتدار میں بعہد مرزا قادیانی ہندوستان کے اندر کبھی بھی حج کی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ لہٰذا بیان مرزا غلط اور غیر صحیح ہے۔

جواب ثانیاً

یہ کہ حج کی رکاوٹ ایک برائی اور جرم عظیم ہے جو علامت دجال اور نشان بطال ہے اور مسیح موعود اس قسم کی رکاوٹوں کو اٹھا دے گا۔

جواب ثالثاً

یہ کہ حج کی رکاوٹ خود مرزا قادیانی نے پیدا کی ہے۔ کیونکہ اس نے قادیان کو ارض حرم اور اس کے سالانہ جلسہ کو حج قادیان قرار دے کر کہا ہے

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص۵۲)

اور اس نے اپنے تابعین ومریدین کے اندر یہ تاثر پیدا کیا کہ قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہونے والا حاجی ہے اور حج کے برکات وفضائل کو حاصل کرنے والا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے اپنی تحریرات واشتہارات کی طاقت سے حج کو روکنے کی اسی طرح سے کوشش کی جیسے یمن کے ابرہہ نامی شخص نے اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر حج بیت اللہ کو روکنا چاہا اور مرزا قادیانی کی مانند ہیضہ سے ہلاک ہوا۔ چونکہ ان دونوں آدمیوں کا کردار حج کے روکنے میں برابر ہے۔ اس لئے

مرزا قادیانی کو اگر ابرہۃ الہند کہا جائے تو بجا اور روا ہے۔ جیسا کہ اعداد اُبطور ذیل ہے۔

مرزا قادیانی / "۴۲۲" ابرھۃ الھند بآباء حقاً / "۴۲۲" یعنی مرزا قادیانی حقیقتاً اپنے آباء و اجداد کے ساتھ ابرہۃ الہند ہے۔

میں نے مرزائی اشعار کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے۔

زمین قادیان اب بے بھرم ہے ۔۔۔ کہ آیا اس پہ ہندو کا قدم ہے
بنی جب سے ہے وہ ہندو رعایا ۔۔۔ گیا انگریز ہندو اس پہ چھایا
کیا ہندو نے اس کو زیر اپنے ۔۔۔ نہیں دیتا ہے خو اس کو پنپنے
ہے ڈنڈا اس پہ ہندو کا ہمیشہ ۔۔۔ لگاتا چوٹ ہے ڈنڈا ہمیشہ
کہا مرزا نے یہ ارض حرم ہے ۔۔۔ بنی لیکن وہ اب ارض صنم ہے
نکالا مل گیا جلسہ کو یاں سے ۔۔۔ گیا حج اس کا اس کی قادیاں سے
بنی یہ قادیاں ہندو کا گھر ہے ۔۔۔ نہ یاں حج ہے نہ حج کی کرّوفر ہے
ہوئے مرزا کے اندازے غلط یاں ۔۔۔ ہوا جلسہ یہاں کا داستاں یاں
گئی اولاد اس کی قادیاں سے ۔۔۔ نکالا مل گیا ان کو یہاں سے
ملی کافر کو کافر کی زمیں ہے ۔۔۔ اگر ہو شک تو وہ اس میں دفیں ہے
ملی تانیث اس کی قادیاں کو ۔۔۔ ملا تحفہ یہی اردو زباں کو
ہوئی اردو زبان اس سے ملوث ۔۔۔ کہ یہ چلتی ہے اردو میں مؤنث
ہوئی پیدا مؤنث سے مؤنث ۔۔۔ نہیں بلکہ مؤنث سے مخنث
ہوا پیدا وہ اپنی قادیاں سے ۔۔۔ ملی تانیث اس کو بھی یہاں سے
رہا مرزا مؤنث قادیاں میں ۔۔۔ یہی تاثیر ہے دارالاماں میں
اگائی قادیاں نے ایک مریم ۔۔۔ یہ مریم بن گئی پھر ابن مریم
یہی ہے شعبدہ مرزا کا نادر ۔۔۔ کہ ہے جنات کے کرتب پہ قادر
وہ تھا خنثٰی مشکل قادیاں میں ۔۔۔ کہ تھا وہ مرد و زن اپنے مکاں میں
وہ تھا جماع زن مجموع مرداں ۔۔۔ کہ خنثٰی مشکل است او بیگماں اندر جہاں

ذوالسنین ستارہ کا نکلنا اگر کبھی بوقت مرزا وقوع میں آیا ہے تو یہ اس کی ہلاکت کا نشان ہے۔ کیونکہ بعض منجمین اس ستارہ کو ذوالاسنان (دانتوں والا ستارہ) کہتے ہیں اور دیگر بعض منجمین

اس کو ذوالسنین (متعدد سالوں کے بعد نکلنے والا ستارہ) کا نام دیتے ہیں۔ پہلے نام کی بنا پر وہ کسی عظیم دجال کو یا عظیم فتنہ کو کہا جاتا ہے اور دوسرے نام کی بنیاد پر وہ کسی عظیم شخصیت کو عمر طویل اور بقائے دراز عطاء کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ستارہ بحق مرزا ذوالاسنان تھا کہ مرزا قادیانی کو زیر جواب کتاب کی اشاعت کے چھ سال بعد ہلاک کر گیا اور اپنے دانتوں سے اس کو کھا گیا اور مولوی ثناء اللہ و پیر مہر علی شاہ صاحبان وغیرہ مخالفین مرزا کے حق میں ذوالسنین ثابت ہوا کہ ان لوگوں کو ہلاکت مرزا کے بعد چالیس سال تک زندہ رکھا۔

ساتویں ہزار کے سر پر مرزا قادیانی کا آنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس ہزار کے سر پر مبعوث ہونے والی شخصیت صرف آنحضرت ﷺ ہیں مرزا قادیانی نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خلقت آدم علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار سال بنتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک دو ہزار سال ہوتے ہیں۔ اس حساب سے آپ ﷺ کی بعثت ٹھیک ساتویں ہزار کے سر پر ہوئی ہے جس کی تائید سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں سے ملتی ہے۔ کیونکہ یہی سات آیتیں یہ اشارہ بھی کرتی ہیں کہ یہی سورت ساتویں ہزار کے سر پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس سورت کے نام ''الفاتحہ'' کا مطلب دو طرح پر ہے۔ ایک ''فاتحة الالف السابع'' بمعنی ساتویں ہزار کو شروع کرنے والی سورت ہے اور دوسرا مفہوم ''فاتحة المنازل السبعة القرآنیه'' یعنی قرآن کی سات منازل کو شروع کرنے والی سورت ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے اسی مفہوم کا اشارہ ملتا ہے۔

''ولقد اتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم (الحجر:۸۷)'' ﴿ہم نے آپ کو دو طرفہ تعلق کی سات آیتیں اور قرآن عظیم عطاء کیا ہے۔﴾

یہاں پر لفظ ''المثانی'' سے مراد دو طرفہ تعلق ہے۔ کیونکہ یہی سات آیتیں ساتویں ہزار سال اور سات منازل قرآن سے متعلق ہیں اور وضاحت کرتی ہیں کہ یہی سات آیتیں آنحضرت ﷺ کو ساتویں ہزار کے شروع میں ملی ہیں۔ بنابرآں ساتویں ہزار کے سر پر آنے والا مرزا نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ ہیں۔ جیسا کہ ایک طویل حدیث سے جس کے راوی ضحاک ابن نوفل ہیں۔ ثابت ہے کہ آپ ﷺ ساتویں ہزار کے سر پر مبعوث ہوئے اور یہی حدیث بیہقی میں مذکور ہے اور الفاظ حدیث یہ ہیں۔

''فالدنیا سبعة الاف سنة وانا فی اخرھا ایضاً'' ﴿یعنی دنیا کی موجودہ عمر سات

ہزار سال ہے اور میں آخری ہزار میں ہوں اور مفہوم یہ ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں۔﴾

اور مرزا قادیانی تقریباً نویں ہزار سال کے ثلث گذرنے پر مدعی نبوت و مسیحیت بنا ہے۔ کیونکہ اس کی پیدائش ۱۲۵۸ھ میں ہوئی اور اس نے ۳۲ سال بعد ۱۲۹۰ھ میں دعویٰ نبوت ورسالت کیا۔ بنابر آں مرزا قادیانی آٹھویں ہزار سال کی تہائی گذرنے پر مدعی نبوت ورسالت بنا اور وہ نو ہزار سال کی پیداوار قرار پایا اور پھر اس شخص کا ادّعا تیرھویں صدی عیسوی کے آخری حصہ کی پیداوار ہے۔ جیسا کہ میں قبل ازیں اس کی خود نوشتہ تحریرات سے بتا چکا ہوں کہ اس نے خود لکھا ہے کہ: ''مجھ پر مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ٹھیک سال ۱۲۹۰ھ سے شروع ہوا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸)

اور پھر اس کے نام غلام احمد قادیانی کے پورے تیرہ صد اعداد بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ شخص چودھویں صدی کی بجائے تیرھویں کی پیداوار ہے۔ اگرچہ اس نے چودھویں صدی کا ابتدائی حصہ بھی پایا ہے۔ کیونکہ اس کی وفات سال ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ہے جو لفظ ''خبیث روح / ۱۳۲۶'' اور لفظ ''ذریۃ الشیطن / ۱۳۲۶'' سے بطریق اعداد حروف برآمد ہوتی ہے اور پھر ''سبعاً من المثانی'' کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کو دو دفعہ اترنے والی آیات میں سے سورۃ فاتحہ کی سات آیات بھی ملی ہیں۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقامات پر اتری ہے اور دو نزول حاصل کرنے والی سورت ہے۔

اور بروئے حدیث شریف مرزا قادیانی اس مسیح موعود کا غیر ہے جو دمشق میں نازل ہونے والا ہے۔ وجوہات بطور ذیل ہیں۔

۱...... نازل ہونے والے کا نام مسیح ابن مریم ہے اور یہ شخص غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ اگر بفرض محال اس کو مسیح ابن مریم بننے کا شوق ہے تو پھر اس کو ''ذریۃ البغایا'' اور بن باپ بننا پڑے گا اور غلام مرتضیٰ کی ولدیت سے علیحدگی اختیار کرنی ہوگی۔ کیونکہ یہ شخص بجائے مسیح و معالج کے مریض وعلیل ہے اور مراق و کثرت بول کی دو خطرناک امراض میں مبتلا ہے اور ایک مرد غلام مرتضیٰ کو چھوڑ کر مریم نامی عورت کا بیٹا بنتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بن باپ ہو کر ظہور کرتا ہے۔ الفاظ حدیث درج ذیل ہیں:

''اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہرو ذتین واضعاً کفیہ علیٰ اجنحۃ ملکین (الحدیث)'' ﴿جب خداتعالیٰ

مسیح ابن مریم کو برپا کرے گا تو وہ دمشق کے شرقی حصہ کے سفید مینار کے پاس دو زرد چادریں پہن کر اور دو فرشتوں کے پروں پر دو ہاتھ رکھ کر نزول کرے گا۔

۲...... دمشق کے شرقی حصہ میں واقع ایک سفید مینار کے پاس نزول کرے گا۔ یعنی مینار سفید پہلے سے دمشق کے شرقی حصہ میں موجود ہوگا اور بعد میں مسیح علیہ السلام اس کے قرب میں نزول کرے گا۔ لیکن اس شخص نے دعویٰ مسیحیت پہلے کر لیا اور بعد میں چندہ کر کے مینار سفید تعمیر کرایا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اس نے پانی سے استنجا پہلے کر لیا اور بعد میں ٹٹی کرنے بیت الخلاء میں چلا گیا اور ہمیشہ پلید اور نجس رہا۔ (غلام احمد /۱۱۲۴) "نجس ارض /۱۱۲۴" یعنی غلام احمد زمین کا ایک پلید آدمی ہے۔

۳...... مسیح علیہ السلام بوقت نزول ایک محرم کی مانند احرام کی دو زرد چادروں میں ملبوس ہوگا اور حج یا عمرہ کے ارادہ سے نازل ہوگا۔ لیکن اس شخص نے حج و عمرہ سے متنفر ہو کر احرام کی دو زرد چادروں کو اپنی دو بیماریاں بنالیا اور بجائے مسیح کے مریض بن کر ہمارے سامنے خم ٹھونک کر نمودار ہوا اور ہم نے اس کو ڈنڈا مار کر بھگا دیا۔

۴...... مسیح بوقت نزول از آسمان دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر یوں نزول کرے گا جیسا کہ ایک جنگی ہوائی جہاز میں سے ایک فوجی اپنے دو ہاتھوں میں دو ہوائی چھتریاں لے کر نیچے اترتا ہے اور جنگ میں شامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام بھی بعد النزول میدان جنگ کے اندر دجال لعین کے خلاف اعلان جنگ کر کے شامل جہاد اور قائد مجاہدین بن جائے گا۔ لیکن مرزا قادیانی اپنی ساری زندگی میں منکر جہاد بن کر ایسے انگریز حکمران کی حمایت کرتا رہا جس کو وہ خود ہی دجال کہتا تھا۔ اب خلاصہ یہ رہا کہ مسیح علیہ السلام دجال کے خلاف جہاد کرے گا اور اس شخص نے خود گفتہ دجال کی حمایت کی اور اس کا ایک سپاہی بن کر زندہ رہا۔

۵...... یہاں پر دو فرشتوں کے ذکر سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح کا نزول آسمان سے ہوگا۔ کیونکہ فرشتے اس کے مکین ہیں اور یہاں پر لفظ نزول اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے جو اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور بعثت کے مفہوم میں استعمال نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی چودھویں صدی کے سر پر آنے والا مجدد اسلام بھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ میں سابقاً بتا چکا ہوں کہ یہ شخص تیرھویں صدی کے آخری حصہ کی پیداوار ہے۔ اگرچہ اس نے چاردہم صدی کا ابتدائی حصہ بھی پایا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی تحریرات میں صاف طور پر اقرار کیا ہے کہ اس کے ایزدی مخاطبات و مکالمات کی ابتداء سال

۱۲۹۰ھ سے ہوئی ہے۔ جو تیرھویں صدی کا آخری حصہ ہے اور پھر اس کے نام ''غلام احمد قادیانی'' کے تیرہ صد (۱۳۰۰) اعداد بھی اس کو تیرھویں صدی کا ''غدار الدین/۱۳۰۰'' اور غدار بالنبی/۱۳۰۰ ظاہر کرتے ہیں اور ''اخبث القادیان/۱۳۰۰'' بتاتے ہیں۔ دراصل مجدد دین کا مفہوم یہ ہے کہ دین کے اصول واحکامات پر غل وغش اور میل کچیل آچکی ہے۔ اس کو دور کر کے دین اسلام کو صاف ستھرا بنانے والا ہی مجدد اسلام ہے۔ لیکن دین اسلام کے اندر ترمیم وتنسیخ یا کمی بیشی کرنے والا مجدد اسلام نہیں ہے۔ بلکہ ایسا شخص محدد اسلام اور مخرب دین ہے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی کا جہاد اسلام کو منسوخ اور حرام وقبیح قرار دینا اور کامل ختم نبوت کو ناقص سمجھنا اور انگریز حکمران کی اطاعت وغلامی کو نصف اسلام کہنا اور اپنی جماعت کو انگریز کی وفادار فوج بتانا ایک عظیم گمراہی اور بے پردہ ضلالت ہے اور اس کو مجدد اسلام کے جلیل القدر اعزاز سے کوسوں دور بھگاتی ہے۔ اب یہاں پر وہ حدیث بھی نقل کی جاتی ہے جو ہمارے اور اس کے درمیان محل نزاع ہے۔

''ان اللہ یبعث لھٰذہ الامة علیٰ رأس کل مائة سنة من یجددلھا دینھا (الحدیث)'' ﴿بلاشبہ خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو اس امت کے لئے برپا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔﴾

بروئے لغات عربیہ لفظ تجدید کا معنی کسی چیز کی میل کچیل کو دور کر کے اس کو صاف ستھرا اور نئے سرے سے پہلی شکل وصورت کے اندر پیش کرنا ہے۔ اس میں تراش وخراش کر کے اس کی پہلی شکل وصورت کو بگاڑنا یا اس کے کسی جزو کو اس سے نکال دینا یا کسی دیگر جزو کا اس میں اضافہ کرنا نہیں ہے۔ چنانچہ ابتداء اسلام سے امت محمدیہ کا دین وعقیدۂ جہاد سیفی اور عقیدۂ کامل ختم نبوت اور حریت اسلام وغیرہ پر مشتمل تھا۔ لیکن اس شخص نے ان عقائد حقہ کی تجدید اور ان کا تصفیہ وتنقیہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تخریب وتنسیخ اور ترمیم کی ہے اور ان میں کمی بیشی کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حکومت پاکستان ہر سال ریڈیو استعمال کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے کہ میعاد لائسنس ختم ہونے پر وہ اپنے لائسنوں کی تجدید کرالیں۔ ورنہ خلاف ورزی کرنے پر ان کو جرمانہ ہوگا یا سزا ملے گی اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ سابقہ سال کی طرح فیس ادا کر کے سابقہ فارم پر سابقہ شکل وصورت کا لائسنس بنوالیا جائے۔ اب اگر ایک لائسنسدار بیس روپے فیس کی بجائے دس روپے پر اپنا لائسنس بنوانا چاہے تو نہیں بنے گا۔ کیونکہ یہ تجدید لائسنس نہیں ہے۔ بلکہ تخریب وتنقیص لائسنس ہے اور حکومت کے قانون کی توہین وتحقیر ہے۔ یہی حال مرزا قادیانی کا ہے

کیونکہ اس شخص نے دین اسلام کے اصول واحکامات کے اندر شکست وریخت اور کمی بیشی کر کے اسلام کی تجدید نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کی تحقیر وتنقیص اور تخریب کی ہے اور اس کو اپنے باغیانہ خیالات کا تختہ مشق بنایا ہے۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ (غلام احمد /۱۱۲۴) ''مسخرب دین حقیق /۱۱۲۴'' یعنی غلام احمد قادیانی دین حق کا مخرب ہے اور پھر وہ صدی چہاردہم کے سر پر نہیں آیا بلکہ تیرھویں صدی کے آخری حصہ کی پیداوار ہے۔ کیونکہ ۱۲۹۰ھ کو اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں لکھا گیا ہے۔

عذر پنجم

یہ ہے کہ: ''عبداللہ آتھم کی موت پیش گوئی کے مطابق واقع ہوئی ہے۔''

(اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ص۱۰۸)

اور ''لیکھرام بھی بموجب پیش گوئی چھ سال کے اندر مقتول ہوا ہے اور اس کا یوم قتل یوم عید سے ملا ہوا تھا۔'' (اعجاز احمدی ص۳، خزائن ج۱۹ص۱۱۰)

جواب...... عرض ہے کہ پیش گوئی اوّل کی حقیقت یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی آتھم کے ساتھ مناظرۂ توحید وتثلیث میں فاتح وکامران نہ ہوسکا اور اس کو لاجواب وساکت بنا کر کامیابی کا تمغہ نہ جیت سکا تو آتھم کے ہاویہ میں گرنے کی پیش گوئی کر دی اور ساتھ ہی تقریباً ساٹھ نامور علماء ومشائخ کو مباہلہ کرنے کا نوٹس بذریعہ رجسٹری دے دیا۔ جن میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ بھی شامل تھے۔ حالانکہ اس کی مذکورہ دونوں باتیں خلاف قرآن وسنت تھیں اور اس کو ایسا کرنے کا قطعاً جواز میسر نہ تھا۔ کیونکہ قرآن حکیم اور آنحضرتﷺ کا عمل صرف جھوٹے اور ضدی مناظر سے مباہلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے اور غیر متعلق اشخاص خصوصاً ایک مسلمان کے ساتھ مباہلہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا کرنے سے روکتا ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مباہلہ کے اندر فریقین مباہلہ کی تعداد برابر ہو اور مباہلہ میں دونوں کے اہل وعیال اور بیوی بچے بھی شامل ہوں۔ قال تعالیٰ: ''فمن حاجک فیہ من بعد ماجاء ک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة اللّٰہ علی الکاذبین (آل عمران:۶۱)'' ﴿علم ویقین آجانے کے بعد جو شخص درباره مسیح تجھ سے جھگڑتا ہے تو اس کو کہہ دیجئے کہ آجاؤ۔ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور ہم اپنے کو اور تم کو بلالیں اور مباہلہ کریں اور کاذبین پر خدا کی لعنت ڈالیں۔﴾

آیت ہذا سے بالصراحت واضح ہے کہ مباہلہ اتمام حجت اور اقامت براہین کے بعد ہونا چاہئے اور پھر فریقین مباہلہ کی تعداد برابر ہو اور مباہلہ میں فریقین مباہلہ کے بیوی بچے بھی شامل مباہلہ ہوں۔ کیونکہ ان کے شامل کرنے سے جھوٹا فریق بالضرور مرعوب ومغلوب ہو جاتا ہے اور سچا فریق فاتح وفائق رہتا ہے اور مباہلہ صرف مباحثہ میں حصہ لینے والے اشخاص ہی کر سکتے ہیں اور غیر متعلق اشخاص کو شامل مباہلہ کرنا بھی درست نہیں ہے اور ان کے خلاف کسی قسم کی انذاری وتہدیدی کارروائی کرنا بھی آداب مباہلہ میں شامل نہیں ہے۔ بنا برآں اگر مرزا قادیانی کو شوق مباہلہ دامن گیر تھا تو وہ صرف فریق مباحثہ عبداللہ آتھم اور اس کے معاونین سے کر سکتا تھا۔ غیر متعلق علماء وشیوخ کو دعوت مباہلہ دینا خلاف قرآن وسنت ہے اور پھر مباہلہ میں فریق مباہلہ دینا بھی صحیح نہیں ہے اور پھر مباہلہ سے اپنے بیوی بچوں کو الگ رکھنا بھی آداب مباہلہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ بہرحال مرزا قادیانی نے اپنے اپنائے ہوئے کردار مباہلہ سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسرار قرآن اور معارف فرقان کا آشنا اور شناسا نہیں ہے۔ ورنہ وہ ایسا کرنے سے ضرور بالضرور گریز کرتا۔

اب ہم اصل پیش گوئی کی طرف آتے ہیں اور اس کا صحیح تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ پیش گوئی کی عبارت بطور ذیل ہے: ''اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔'' (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

چنانچہ اس عبارت سے یہ پایا جاتا ہے کہ مرزا اور آتھم کے مابین موضوع بحث صرف توحید وتثلیث تھا اور مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ توحید حق ہے اور تثلیث باطل ہے اور آتھم توحید کو باطل اور تثلیث کو حق ثابت کرنے والا تھا۔ بنا برآں مرزائی پیش گوئی کا یہ مطلب تھا کہ اگر آتھم نے تثلیث کو چھوڑ کر توحید کی طرف رجوع نہ کیا۔ جب کہ وہ ایک وقت میں توحید کا قائل تھا تو وہ ذلت کے گڑھے میں گرایا جائے گا۔ یعنی وہ پندرہ ماہ کے اندر ضرور بالضرور ذلیل ہوگا۔ مگر آتھم نے نہ توحید خداوندی کی طرف رجوع کیا اور نہ اس کو کسی قسم کی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ مرزائی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ وہ عمر بھر منکر توحید رہ کر قائل تثلیث رہا اور بکلی صحت وسلامت سے زندہ رہا۔

مرزا قادیانی نے اپنی پیش گوئی کی تصحیح میں یہ عذر پیش کیا ہے کہ آتھم نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو بلفظ دجال ذکر کیا ہے اور مرزائی پیش گوئی کے اندر رجوع الی الحق سے مراد آتھم کا لفظ دجال کو واپس لینا ہی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ عذر پیش کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دوران مباحثہ یہ لفظ زیر بحث نہیں آیا۔ بلکہ صرف توحید وتثلیث ہی موضوع مباحثہ رہے۔ ان حالات میں رجوع الی الحق کو لفظ دجال کے واپس لینے پر چسپاں کرنا درست اور حق بجانب نہ رہا۔ بلکہ پیش گوئی کے لئے رجوع الی الحق سے مراد قبول توحید رہا جس کو آتھم نے مرتے دم تک قبول نہیں کیا اور وہ بدستور قائل تثلیث رہا اور مرزائی پیش گوئی کی مکمل طور پر تغلیط وتعطیل کر گیا۔ بنابر آں پیش گوئی کے لفظ رجوع الی الحق کو لفظ دجال سے چسپاں و مرتبط بتانا بلاوجہ کی سینہ زوری اور بے مطلب شوراشوری ہے۔

باقی رہا آتھم کے قسم کھانے کا معاملہ جس کو اس نے رد کر دیا اور قسم نہ کھائی قابل تصفیہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آتھم مرزا قادیانی کی طرح حریص زر اور عاشق دولت نہیں تھا کہ وہ مرزائی چکر میں آجاتا اور قسم کھا کر مرزا قادیانی سے چار ہزار روپے کی خطیر رقم بٹور لیتا۔ مگر وہ اس کی مانند زر پرست اور لالچی نہیں تھا۔ بلکہ وہ صاحب جائیداد اور باضمیر شخص تھا۔ جس نے لالچ پر قسم کھانے سے گریز کیا۔

پیش گوئی دوم متعلقہ لیکھ رام کے متعلق عرض یہ ہے کہ وہ ایک آریہ سماجی شخص تھا اور گوسالہ پرستی کا منکر اور توحید کا قائل تھا۔ مرزا قادیانی سے اس کا اختلاف صرف رسالت محمدیہ کے بارے میں تھا۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کی بجائے رشی دیانند کی رسالت کا معتقد تھا اور اسی کا پیروکار اور مقلد تھا اور محمدی تعلیم وتقلید سے منحرف تھا۔ اس پر مرزا قادیانی نے اس کو اپنے نشانات دکھلانے کے لئے قادیان آنے کی دعوت دی اور وہ بے خوف وخطر قادیان میں آگیا اور مرزائی نشانات دکھلانے کے لئے ایک مدت تک انتظار کی۔ مگر مرزا قادیانی اس کو اپنا ایک نشان بھی نہ دکھلا سکا اور بے حد رسوا اور پریشان ہوا اور حیلے بہانے تراشنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اپنی پریشان کن رسوائی اور ہوش ربا خجالت کو مٹانے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنا درج ذیل الہام شائع کر دیا۔

’’عجل جسداً له خوار له نصب وعذاب ‘‘جسیم بچھڑا بن کرڈکارتا ہے۔ اس کے واسطے تھکن اور دکھ ہے۔ (تذکرہ ص۲۸۱ طبع سوم)

جواب اوّلاً

یہ ہے کہ یہ الہام خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ اس میں ایک ایسے شخص کو بچھڑا کہا گیا ہے جو بچھڑا پرستی اور الوہیت گوسالہ کا منکر تھا اور اس کے خلاف قلمی وزبانی تردید کیا کرتا تھا۔ پھر بھی اگر بزعم مرزا یہی الہام خداتعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر اس سے خداتعالیٰ پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوست ودشمن کے امتیاز سے بالکل غافل اور ساہی ہے۔ کیونکہ اس نے بچھڑا پرستی کے مخالف کو بچھڑا کہہ کر اس کی بے توقیری اور اپنی بے تدبیری کا ثبوت بہم پہنچایا ہے جو شان خداوندی کو زیب نہیں دیتا۔

ثانیاً

یہ کہ الہام ہذا کے فقرہ اوّل سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ڈکارنے والے بچھڑے کی طرح زندہ رہے گا اور بچھڑے کے ڈکارنے کی مانند بے مطلب اور لایعنی بکواسیں کرتا رہے گا۔

ثالثاً

یہ کہ الہام ہذا کے دوسرے حصہ سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ رہ کر بحالت زندگی ایک قسم کا رنج اور دکھ پائے گا۔ اس کے مرنے یا قتل ہونے کے لئے یہاں پر کوئی لفظ موجود نہیں ہے جو مرزائی مطلب کی تائید وتوثیق کر سکے۔ ہاں! اگر یہی الہام بطور ذیل ہوتا اور اس میں لفظ ''تبــــار'' کا اضافہ کر دیا جاتا تو پھر اس سے مرزائی مطلب کی تصدیق ہو جاتی اور الفاظ دونوں فقرے برابر رہتے۔

''عجل جسداً له خوار له نصب وعذاب وتبار'' جسم بچھڑا ڈکارتے ہوئے تھکن دکھ اور ہلاکت پائے گا۔

مگر چونکہ یہ الہام رحمانی نہیں تھا بلکہ شیطانی تھا۔ اس لئے اس میں مناسب لفظ کی کمی ہوگئی اور الہام مذکور مرزائی مقصد کا مؤید ومصدق نہ بن سکا۔

رابعاً

یہ کہ الہام ہذا سے یہ نہیں پایا جاتا کہ وہ چھ سال کے عرصہ میں مرے گا یا قتل ہوگا۔ چھ سال کی تحدید مرزا قادیانی کی خود ساختہ ہے اور بعد کا اضافہ ہے۔

مزید برآں مرزا قادیانی نے اپنے درج ذیل عربی شعر سے بھی لیکھرام کی موت بالقتل پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے:

وبشرنی ربی وقال مبشراً ستعرف یوم العید والعید اقرب

(حقیقت الوحی ص۲۸۶، خزائن ج۲۲ص۲۹۹)

اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور بشارت دیتے ہوئے کہا کہ تو عنقریب روز عید کو جان لے گا اور عید بہت قریب ہے۔ استدلال یوں کیا گیا ہے کہ یوم العید سے مراد مسلمانوں کا روز عید ہے اور ''والعید اقرب'' سے مراد لیکھرام کے قتل کا روز عید ہے اور مطلب یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل کا روز عید مسلمانوں کے روز عید سے ملا ہوا ہوگا۔ چنانچہ لیکھرام رمضان شریف کی عید کے بعد آنے والے دن یکم شوال کو مقتول ہوا جو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کا دن تھا۔

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ جب شعر ہذا کے سیاق وسباق میں لیکھرام کا ذکر موجود نہیں ہے تو پھر اس شعر کے اندر لیکھرام کو لے آنا اور غیر موجود کو موجود بنانا قطعاً درست نہیں ہے۔

ثانیاً

یہ کہ جب ایک معرف باللام لفظ کو دوبارہ معرف باللام لایا جائے تو دونوں جگہ پر اسی لفظ کا ایک ہی مفہوم ومطلب ہوگا۔ جیسے: ''اشتریت الفرس ثم بعت الفرس'' میں نے گھوڑے کو خریدا اور پھر گھوڑے کو فروخت کر دیا۔ بنابرآں اس فقرہ کا مفہوم ومطلب یہ ہے کہ خرید ہونے والا گھوڑا اور بکنے والا گھوڑا ایک ہے دو نہیں ہیں۔ چونکہ مرزاقادیانی نے اپنے شعر بالا میں یوم العید سے مسلمانوں کا روز عید مراد لیا ہے۔ اس لئے فقرہ ''والعید اقرب'' سے بھی مسلمانوں کا روز عید مراد ہوگا اور مفہوم یہ ہوگا کہ تو عنقریب مسلمانوں کے روز عید کو جان لے گا اور مسلمانوں کا روز عید بہت قریب ہے۔ اسی طرح اگر بقول مرزالیکھرام کے روز قتل کو دوسرے ''العید'' سے مراد لیا جاوے تو پھر اس کو ''یوم العید'' میں قتل ہونا تھا جو نہیں ہوا۔ کیونکہ بظاہر متبادر لفظ ''العید'' سے مراد ایک ہی روز عید ہے۔ جس میں مسلمانان ہند نماز عید پڑھیں گے اور لیکھرام قتل ہوگا۔ مگر لیکھرام عید رمضان کے دن میں مقتول نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے اگلے دن میں مارا گیا۔

ثالثاً

یہ ہے کہ اگر مرزاقادیانی کو بذریعہ شعر پیش گوئی کرنی تھی اور مرزائی ملہم نے مرزاقادیانی کو صحیح طور پر بشارت دینی تھی تو زیر نزاع شعر بطور ذیل ہونا چاہئے تھا۔

وبشرنی ربی بان علو حق سیقتل بعد العید والقتل اقرب

اور خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ حق کا دشمن (لیکھرام) عید کے بعد قتل ہوگا اور اس کا قتل عید سے بہت قریب تر ہے۔

لیکن اس شعر کے بالمقابل مرزائی شعر جس پر مرزا قادیانی کو ناز وافتخار ہے بالکل حامل پیش گوئی نہیں بن سکتا اور نہ اس کو کوئی عقلمند اور سلیم الفطرت آدمی پیش گوئی کا نام دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں قاتل ومقتول دونوں کے لئے کوئی اشارہ موجود نہیں ہے جیسا کہ میرے شعر سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عدو حق لیکھرام ہے اور پھر لفظ سیقتل سے ضمناً قاتل بھی ذہن میں آجاتا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (نزول المسیح ص۱۸۴،۱۸۵، خزائن ج۱۸ ص۵۶۲،۵۶۳) کے اندر لیکھرام والی پیش گوئی کے لئے ایک ساتھ دو تاریخیں (۲۰رفروری ۱۸۸۶ء، ۲۰رفروری ۱۸۹۳ء) لکھی ہیں۔ حالانکہ ایک تاریخ ہونی چاہئے تھی اور پھر دونوں تاریخوں کے درمیان سات سال فاصلہ حائل ہے اور ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا! کالا ضرور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار ہلاکت لیکھرام کی پیش گوئی شائع کر کے اس کو آگاہ کیا کہ تو چھ سال کے عرصہ تک کسی ہولناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔ مگر وہ اس عرصہ میں کسی قسم کے درد اور عذاب میں گرفتار نہ ہوا۔ بلکہ بخیر وسلامتی زندہ رہا اور اپنے مشاغل میں مشغول رہا۔ چنانچہ اس کو بروئے پیش گوئی مرزا ۲۰رفروری ۱۸۹۲ء تک معذب بعذاب ہونا تھا۔ مگر وہ نہ ہوا اور مرزا قادیانی کو اس سے سخت رسوائی اور ندامت اٹھانی پڑی اور احباب واغیار کے سامنے سخت تر رسوا اور پریشان رہا اور بس سے ایک سال تک چھیڑ چھاڑ بند کردی اور اپنی زبان بندی وخاموشی کا پابند ہوگیا اور پھر از سرنو ے سال کے بعد مورخہ ۲۰رفروری ۱۸۹۳ء کو دوبارہ ۶ سال کے اندر ہلاکت لیکھرام کی پیش گوئی کا ایک اشتہار شائع کر دیا اور وہ اسی اشتہار کے مطابق ہلاک ہوکر جہنم رسید ہوا۔ لیکن کبھی کبھی ایک جھوٹے آدمی سے بھی سچی بات کہی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ بطور ضرب المثل کہا گیا ہے: ’’قد یصدق الکذوب‘‘ کبھی جھوٹا آدمی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ بنابرآں دوسری تاریخ اس کو سچا نہیں بنا سکتی۔ جب کہ پہلی تاریخ نے اس کو جھوٹا کاذب ثابت کر دیا ہے۔ بہرحال چونکہ پہلے اشتہار سے اس کا کذب وبطلان ثابت ہوچکا تھا۔ اس لئے وہ کذب وبطالت کا داغ سے حتماً داغدار بن گیا اور بعد کی صفائی ستھرائی بے کار اور غیر مفید رہی۔

ہاں! مرزا قادیانی بذات خود اپنی بدنام اور اذیت ناک کتاب ''اعجاز احمدی'' کی اشاعت کے بعد چھ سال کے عرصہ میں ضرور ہلاک ہوا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب سال ۱۹۰۲ء میں مرتب ہو کر شائع ہوئی اور مرزا قادیانی اشاعت کتاب کے چھ سال بعد ۱۹۰۸ء میں شہر لاہور کے اندر ہلاک ہو کر اپنے پیدائشی قصبہ قادیان میں مدفون خاک ہوا۔ سچ ہے۔

''چاہ کن را چاہ در پیش'' یا ''کردنی خویش آمدنی پیش'' یا ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' مشہور مثالیں ہیں۔ چنانچہ لیکھرام کو چھ سال کے اندر مارنے والا مرزا خود چھ سال کے اندر ہلاک ہو گیا اور اپنے موضوعان پیش گوئی عبداللہ آتھم اور لیکھرام کو لاجواب اور ساکت نہ کر سکا۔ جس سے اس کی سخت تر اور قبیح تر رسوائی ہوئی اور اپنے دوستان و دشمنان کے آگے سر اٹھانے کے قابل نہ رہا اور مرتے دم تک اپنی دونوں پیش گوئیوں کی تصحیح میں ہیرا پھیری اور حیلے بہانے تراشتا رہا۔ لیکن ان کا تسلی بخش دفاع نہ کر سکا اور آخر دم تک کڑھتا رہا۔ اب میں ان مرزائی پیش گوئیوں کے بالمقابل اپنی چند پیش گوئیاں اور چند درخشاں نشانات پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین حضرات فریقین کی پیش گوئیوں اور نشانات کا موازنہ کر سکیں اور مرزائی الہام اور قادیانی کشوف سازی کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے۔

چند محمدی پیش گوئیاں

پیش گوئی اوّل دربارہ لفظ توفی

پیش گوئی اوّل یہ ہے کہ مرزائیت کا ایک مشہور اور نامور مبلغ جلال الدین شمس نامی ایک شخص تھا جس سے میں اس وقت متعارف ہوا جب کہ یہ شخص بہاول پور کے مشہور مقدمہ تنسیخ نکاح (مسماۃ عائشہ) بنام عبدالرزاق مرزائی میں بطور گواہ مدعا علیہ کے عدالت سول جج بہاول پور میں پیش ہوا اور مرزا و اہل مرزا کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے اپنا زبانی و تحریری بیان پیش عدالت کیا۔ میں نے اس کو بذریعہ ایک خط مسجل (رجسٹرڈ) کے اطلاع دی کہ اگر میں مرزا قادیانی کے چیلنج لفظ ''توفی'' اور لفظ ''الدجال'' کو دلائل و براہین سے غلط ثابت کر دوں تو کیا آپ لوگ مجھ کو دونوں موعودہ انعامات ادا کرو گے یا نہیں۔ ان کی جانب سے مجھے اطلاع ملی کہ چیلنج اوّل کے شکستہ کرنے پر آپ کو متعلقہ موعودہ انعام دے دیا جائے گا۔ لیکن چیلنج دوم کے متعلق خاموشی اور سکوت اختیار کیا گیا اور مجھ سے مطالبہ کیا گیا کہ میں اپنی چیلنج شکن مثال ان کے سامنے لاؤں تاکہ ان کو مثال کی

صحت وسقامت کا اندازہ ہو سکے۔ میں نے ان کو درج ذیل آیت قرآن بمعہ مختصر تشریح کے بھجوادی اوران سے ان کے فیصلہ کی ترسیل کا مطالبہ کیا۔قال تعالیٰ:

''یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا (آل عمران:۵۵)'' ﴿اے عیسیٰ! میں تجھے پورا وصول کرنے والا اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔﴾

چونکہ مرزا قادیانی کا چیلنج یہ تھا کہ:''اگر کوئی شخص قرآن کریم یا حدیث رسول اللہ سے یا اشعار وقصائد نظم ونثر قدیم وجدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ ''توفی'' کا لفظ خداتعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اوروفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ میں ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ کے لئے اس کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا۔'' (ازالہ اوہام ص۹۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰۲)

اس لئے میں نے مذکورہ بالا پیش کردہ آیت کی یہ تشریح وتوضیح پیش کی کہ فقرہ جار ومجرور ''من الذین کفروا'' ''علی سبیل التنازع جو علمائے نحو کا ایک مشہور نحوی مسئلہ ہے۔ اپنے ماقبل کے تینوں الفاظ''متوفیک''اور''رافعک الیّ''اور''ومطھرک'' کے ساتھ متعلق ہے اور آیت ہذا کی اصل عبارت بطور ذیل ہے:''یٰعیسیٰ انی متوفیک من الذین کفروا ورافعک الیّ من الذین کفروا ومطھرک من الذین کفروا''

اوراس پر میرا استدلال یہ ہے کہ بصورت بالا لفظ''توفی'' کا فاعل خداتعالیٰ اور مفعول ذی روح انسان (حضرت عیسیٰ) ہے اور معنی قبض جسم اور پورا پورا وصول کرنا ہے۔ مارنا اور وفات دینا نہیں ہے۔ چنانچہ اب معنی آیت بصورت بالا یوں ہے کہ:''اے عیسیٰ! میں تجھ کو کفار سے پورا پورا وصول کرنے والا ہوں اور تجھ کو کفار میں سے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے تیری تطہیر کرنے والا ہوں۔''

ان حالات میں جب لفظ''توفی'' کا صلہ حرف من واقع ہو جیسا کہ مری توجیہ کے مطابق آیت بالا سے موجود ہے تو اس لفظ کا معنی صرف قبض جسم اور پورا پورا وصول کرنا ہے۔ جیسا کہ لغت کی مشہور کتاب''المنجد'' میں مذکور ہے۔

"توفیت من فلان مالی علیه" میں نے فلاں آدمی سے اپنا پورا مال وصول کرلیا جو اس کے ذمہ تھا۔

بنابرآں میں نے بفضلہ تعالیٰ اور بتائید قرآن مجید مرزا قادیانی کا چیلنج لفظ "توفی" غلط ثابت کر دیا ہے اور اب میں موعودہ انعام لینے کا مستحق قرار پاچکا ہوں اور پھر میری توجیہ میرا ایک علمی نشان ہے۔ کیونکہ دیگر کسی مفسر نے اسی توجیہ کو اپنی تفسیر میں نہیں لیا۔ قلت:

بهر عیسیٰ دعویٰ قرآن چیست　　　قبض جسم وتا قیامت زندگیست

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید کا کیا دعویٰ ہے۔ ایک جسم کو قبضہ میں لینا اور قیامت تک کی زندگی دینا ہے۔

معنی لفظ توفی نزد او　　　اخذ عیسیٰ وافیاً ای کلہ

۲...... اس کے نزدیک لفظ توفی کا معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر اور بلکلی وصول کرلینا ہے۔

میرزا از فهم آیه دور ماند　　　که نجات از موت را خود موت خواند

۳...... مرزا قادیانی آیت کے سمجھنے سے دور رہ گیا۔ کیونکہ اس نے موت سے بچنے کو خود موت کہہ دیا۔

موت عیسیٰ زو سراسر افترا است　　　نزد قرآن مفتری خود میرزا است

۴...... اس کی طرف سے عیسیٰ کو موت دینا بالکل افتراء ہے اور قرآن مجید کے نزدیک خود مرزا قادیانی ہی مفتری بنتا ہے۔

اے جلال الدین دین واو گذر　　　که زقرآن دین او دارد فرار

۵...... اے جلال الدین! اس کے دین کو چھوڑ دے۔ کیونکہ اس کا دین قرآن مجید سے بھاگتا ہے۔

دین او از آیۂ قرآن رفت　　　که زآیه دین او راشد شکست

۶...... اس کا دین قرآن عزیز کی آیت کو چھوڑ گیا۔ کیونکہ آیت سے اس کے دین کو شکست ہوگئی ہے۔

بے خبر از راز این آیه مشو　　　بر پئے او ہچو بے چشماں مرو

۷...... اس آیت کے راز سے بے خبر نہ بن اور نابینوں کی مانند اس کے پیچھے نہ چل۔

میرزا در قعر این آیه نرفت　　　هیچ از آیه بوئے مایه نرفت

۸...... مرزا قادیانی اس آیت کی گہرائی میں نہیں گیا اور آیت کی طرف سے اس کو کوئی سرمایہ نہیں ملا۔

ماند بر ساحل نہ دریا نرفت   ہندرا ورزید دور بطحا نرفت

۹...... وہ کنارہ پر رہا اور دریا کی گہرائی میں نہیں گیا۔ ہندوستان کو اختیار کیا اور حجاز میں نہ گیا۔

قد توفاہ من الکفار چیست   گر تو دانی فرق را در موت وزیست

"خدا تعالیٰ نے اس کو کفار سے وصول کرلیا" کا کیا مطلب ہے۔ اگر تو موت اور زندگی کا فرق جانتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ میری مذکورہ بالا توجیہہ کے پیش ہونے پر جلال الدین شمس بالکل لاجواب ہوگیا اور اس کی جلالت الٹ کر خجالت کی صورت اختیار کر گئی اور بحالت گھبراہٹ اس کی طرف سے یہ عذر پیش کیا گیا کہ چونکہ آیت زیر بحث فریقین کے درمیان متنازعہ فیہ ہے۔ اس لئے ابطال چیلنج کے لئے دیگر آیت یا کوئی حدیث یا کوئی عربی شعر پیش کیا جاوے۔ ورنہ تمہیں تمہارے خط کا جواب نہیں ملے گا۔ میں نے اسے اسی عذر کے جواب میں درج ذیل اشعار لکھ کر بھجوا دیئے اور لکھا کہ مرزائی چیلنج میں نہ کسی قسم کی تحدید و تخصیص موجود ہے اور نہ کسی آیت وحدیث کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ چیلنج شکن مثال کے مطالبہ کو عمومیت کا مقام دیا گیا ہے۔ قلت:

عذر تو ازراہ حق معقول نیست   کہ برت احوال او مجہول نیست

۱...... تیرا عذر حقانیت کے لحاظ سے معقول نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ پر اس کی حالت مخفی نہیں ہے۔

گر تو داری خوف حق اندر ذلت   زود بیروں آر خودرا زیں کلت

۲...... اگر تو اپنے دل میں خوف خدا رکھتا ہے تو جلد تر اپنے آپ کو اس کیچڑ سے نکال لے۔

عذر تو ایں جا یقیناً بے پرست   پیش تیرم مرگ او لازم ترست

۳...... یہاں پر تیرا عذر یقیناً بے پر ہو چکا ہے اور میرے تیر کے آگے اس کی موت لازمی ہو چکی ہے۔

غور کن ایں جا کہ عقلت لنگ نیست   گامزن کہ راہ برتو تنگ نیست

۴...... یہاں پر غور کر کیونکہ تیری عقل لنگڑی نہیں ہے اور قدم مار کر چل کیونکہ تجھ پر راستہ تنگ نہیں ہے۔

دانم عذرت را کہ او مدقوق شد   واز تعصب قلب تو مشقوق شد

۵...... میں جانتا ہوں کہ تیرا عذر مدقوق بن گیا ہے اور تعصب کی وجہ سے تیرے دل میں شگاف آ گیا ہے۔

من فریسم آیۂ قرآن ترا کوز آیات نزاع باشد ورا

۶...... میں تجھے قرآن کی ایک ایسی آیت بھیجوں گا جو آیات نزاع کے علاوہ ہوگی۔

لیک چورو باہ داری صد حیل باحیل کے دور باشی از علیل

۷...... لیکن تو لومڑی کی مانند سینکڑوں حیلے رکھتا ہے۔ حیلوں کی موجودگی کے ساتھ تو ایمانی بیماری سے دور نہیں رہے گا۔

چوں غراب حیلہ ساز ومکر باز حیلہ ہاؤ مکرہا داری دراز

۸...... تو حیلہ باز اور فریبی کوے کی طرح، لمبے چوڑے فریب اور حیلے رکھتا ہے۔

کیست بہر صحت وسقمش کفیل کہ توئی درفن خود دانا حیلل

۹...... اس کی صحت اور سقم کا کون شخص ضامن ہے جب کہ تو اپنے فن کے اندر ایک سمجھدار حیلہ باز ہے۔

حیلہ ہارا دورکن صحت بخواہ کہ بقرآن مرض تو جوید پناہ

۱۰...... تو حیلوں سے الگ ہوجا اور تندرستی مانگ لے۔ کیونکہ تیری بیماری قرآن مجید کے پاس پناہ لیتی ہے۔

جہد کن ایں آیہ را برچشم نہ کہنہ مرض خویش را زو ساز بہ

۱۱...... کوشش کر کے اس آیت کو آنکھوں پر رکھ دے اور اس سے اپنی پرانی بیماری کو اچھا کر لے۔

من دوائے توز قرآن جستہ ام ہم بقرآن علتت راکشتہ ام

۱۲...... میں نے تیری دوا قرآن مجید سے تلاش کر لی ہے اور قرآن کی مدد سے میں نے تیری بیماری کو قتل کر دیا ہے۔

ہست قرآن شافی اسقام ما او دوائے روح ما اجسام ما

۱۳...... قرآن مجید ہماری بیماریوں کے لئے شافی علاج ہے اور وہ ہمارے ارواح واجسام کا علاج ہے۔

ایں کتاب ماست شمشیر صقیل بہر کشتن کذب ہائے ہر دجیل

۱۴...... ہماری یہی کتاب ہر دجال کے جھوٹوں کو کاٹنے کے لئے تیز تلوار کا کام دیتی ہے۔

میرے اسی خط کے پہنچتے ہی علاءالدین شمس نے میرے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ بند کر دیا اور اس پر یہ عذر لنگ پیش کیا کہ تم مرزا قادیانی کو سخت سست کہتے ہو اور ان کے احترام کو پیش

نظر نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس کا یہی الزام باطل تھا اور فرار کر جانے کا ایک ناروا حیلہ تھا۔ بحالات بالا میں نے اس کو متعدد بار لکھا کہ آپ راہ گریز اختیار نہ کریں اور خط و کتابت کے رواں سلسلہ کو درمیان سے نہ کاٹیں۔ تاکہ مسئلہ تو فی کسی نتیجہ خیز مرحلہ پر پہنچ سکے۔ مگر اس شخص نے مردگان کی سی خاموشی اپنالی اور اپنے کیے ہوئے تمام وعدوں سے منحرف ہوگیا۔ اس پر میں نے مجبور ہو کر بطریق حرف آخر کے اس کو درج ذیل اشعار لکھ کر بھجوا دیئے اور نتیجہ کی انتظار میں منتظر رہنے لگا۔ قلت:

تو حقائق را مده نام شتام　　هم شتامت را مگو قول سلام

۱...... تو حقائق کو گالیوں کا نام نہ دے اور گالیوں کو صحیح بات مت کہہ۔

قول من راشتم گفته نه مرد　　گو تو مردی قول حق از من شنو

۲...... میری بات کو گالی کہہ کر مت چھوڑ۔ اگر تو جواں مرد ہے تو بچی بات مجھ سے سن۔

از من واز قول من یابی حیات　　گر روی ازمن روی اندر ممات

۳...... تو مجھ سے اور میری بات سے زندگی پائے گا اور اگر تو مجھے چھوڑے گا تو موت کے اندر چلا جائے گا۔

قول من جویان حق راحق نمود　　هر که از حق رفت شد قوم ثمود

۴...... میری بات نے طالبان حق کو حق دکھا دیا اور جو شخص حق سے منحرف ہوا وہ قوم ثمود بن گیا۔

قول من حق است قول حق بگیر　　ورنه اندر کذب رو درکذب میر

۵...... میری بات صحیح ہے اور صحیح بات کو لے لے۔ ورنہ جھوٹ کے اندر جا کر مر جا۔

ازمن مسکین نور دین بگیر　　گرنگیری تا ابد مانی ضریر

۶...... مجھ مسکین سے دین کی روشنی حاصل کر لے۔ اگر حاصل نہیں کرے گا تو ہمیشہ کے لئے بے بصر رہے گا۔

دامن مرزا ات جمله تیرگی است　　شمس را تقلید بنده خیرگی است

۷...... تیرے مرزا کا دامن سیاہی سے پر ہے اور شمس کو غلام کی پیروی پر شرم آنی چاہیے۔

گر جلال دین خواهی از خدا　　خویش را از دین مرزا کن رہا

۸...... اگر تو خدا تعالیٰ سے دین کا جلال مانگتا ہے تو اپنے کو مرزائی دین سے آزاد بنا لے۔

نزد این مرزا جلال دین کجاست　　که جلال دین از بنده جداست

۹...... اسی مرزا کے پاس جلال دین نہیں ہے۔ کیونکہ دین کا جلال ایک غلام سے الگ رہتا ہے۔

واضح ہونا چاہئے کہ میرے اشعار بالا میں جلال الدین شمس کے بارے میں ایک واضح پیش گوئی تھی کہ اگر وہ میرے پیش کردہ حق (حیات مسیح) کو دل سے تسلیم نہیں کرے گا تو اس پر اتمام حجت قائم ہونے کے بعد موت آجائے گی۔ جیسا کہ اشعار بالا میں وضاحت ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ اس نے میری درخواست حق کو قبول نہ کیا۔ اس لئے بحالت گھبراہٹ وحواس باختگی ربوہ (چناب نگر) چھوڑ کر اپنے گھر واقع سرگودھا میں چلا گیا اور صاحب فراش ہو کر اپنی موت کی انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ یہ شخص میرے خط کے گیارہ دن بعد مورخہ ۱۵، ۱۶ر نومبر ۱۹۶۶ء کی درمیانی شب کو ہلاک ہو کر وفات پا گیا اور میری پیش گوئی صاف طور پر اور جلد تر پوری ہو گئی۔ اس پر میں نے مورخہ ۲۸ رمارچ ۱۹۶۷ء کو قاضی محمد نذیر لائل پوری اور شیخ مبارک احمد کو بطور خاص خط لکھ کر ان سے استصواب رائے اور وقوع پیش گوئی کے بارے میں ان کی آراء دریافت کی۔ مگر دونوں فاضلان نے خاموشی اختیار کر کے میری پیش گوئی کی تصدیق کر دی اور اس کو صحیح اور تیر بہدف تسلیم کر لیا اور پھر میں نے مرزائی چیلنج کے توڑنے پر ان سے ایک ہزار روپیہ انعام کا بھجوانے کے لئے کئی دفعہ خط لکھا۔ مگر وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے اور ہلاکت میں چلے گئے۔

محمدی چیلنج بنام خلیفہ آف ربوہ

میں نے بفضلہ تعالیٰ اور بکرم ایزدی مرزا قادیانی کے چیلنج لفظ ''توفی'' کو اپنی پیش کردہ آیت ''یٰعیسیٰ انی متوفیک'' سے شکستہ اور ریزہ ریزہ کر کے اس کے ذرات ہوا میں اڑا دیئے ہیں۔ جن کو آج تک امت مرزائیہ جمع نہیں کر سکی۔ بلکہ اپنے چیلنج کے دفاع سے عاجز آکر خاموشی سے یارانہ گانٹھ لیا ہے اور طوعاً وکرہاً میری غالبیت کو اور اپنی مغلوبیت کو مان چکی ہے۔ ''فللّٰہ الحمد'' اب میں اپنی طرف سے آپ کے سامنے اسی لفظ توفی کے بارے میں ایک چیلنج پیش کر کے عارض ہوں کہ:

اگر آپ یا آپ کی جماعت کا کوئی فاضل وعالم قرآن حکیم یا احادیث نبویہ یا اشعار واثار عرب میں سے ایک ایسی مثال پیش کر دے کہ لفظ ''توفی'' اور لفظ ''رفع'' دونوں اکٹھے بصلہ حرف ''من'' استعمال ہو کر وفات دینے اور رفع روحی ہونے کا معنی رکھتے ہوں اور ان کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول ذی روح انسان ہو تو میں ایسے شخص کو ایک ہزار روپیہ نقد ادا کروں گا اور اس کے تبحر علمی کو مان لوں گا یا وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر کسی دیگر نبی ورسول کے لئے جو عند الفریقین طبعی موت سے وفات پا چکا ہے۔ لفظ ''توفی من الکفار'' اور ''رفع من الکفار'' کا

استعمال بطریق بالا ثابت کردے تو پھر وہ ایک ہزار روپیہ نقد انعام پانے کا مستحق ہوگا اور مجھے یہ رقم لازمی طور پر ادا کرنی ہوگی۔

اگر بفرض محال آپ لوگ ایسی مثال پیش نہ کر سکیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پیش نہیں کر سکیں گے تو پھر آپ کو اپنی ہار مان کر مرزائیت سے توبہ کرنی ہوگی اور از سر نو مسلمان ہونے کا اعلان کرنا ہوگا۔

پیش گوئی دوم درباره ابوالعطاء مرزائی

یہ ہے کہ ایک عرصہ کی بات ہے کہ میں نے مشہور مرزائی مبلغ مولوی ابوالعطاء جالندھری مدیر "الفرقان ربوہ" سے بذریعہ ایک خط استدعا کی کہ اگر وہ میرے چند شبہات کا ازالہ کر کے مجھے دولت اطمینان سے نوازیں تو میں بیحد ممنون و مشکور ہوں گا اور وہ اس کوشش میں اجر عظیم پانے والے ہوں گے۔ مدیر مذکور نے میری استدعاء کو قبول کرتے ہوئے اطلاعاً مجھے درج ذیل خط لکھا:

مکرم جناب حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط کے جواب میں دیر کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آپ ایک ایک سوال بھجواتے رہیں انشاء اللہ جواب دیا جاتا رہے گا۔ وباللہ التوفیق! ابوالعطاء جالندھری!

میں نے انسے سوال اوّل کے طور پر درج ذیل حدیث بمعہ چند وجوہات کے بھجوادی۔

"کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (متفق علیہ)" ﴿تم کیسے خوش قسمت ہوگے جب ابن مریم تمہارے اندر نازل ہوگا اور تمہارا امام تم سے ہوگا۔﴾

اور میں نے اس میں ثابت کیا کہ ابن مریم اور امام دو اشخاص ہیں۔ ایک شخص کے دو القاب نہیں ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی والے مرزا کہتے ہیں۔ اب میں یہاں پر اپنی پیش کردہ وجوہات میں سے صرف پہلی وجہ ذکر کرتا ہوں اور باقی وجوہات کو دیگر موقع کے لئے چھوڑتا ہوں اور میری وجہ اوّل یہ ہے کہ حدیث ہذا میں ابن مریم کے ساتھ لفظ "فیکم" اور امام کے پہلو میں لفظ "منکم" مذکور ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ کلمہ "فی" اپنے ماقبل ومابعد کے متغائر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے "الماء فی الکوز" بمعنی پانی کوزے کے اندر ہے۔ چنانچہ پانی اور کوزہ دو الگ الگ چیزیں ہیں اور پھر اس کے برعکس کلمہ من اپنے ماقبل ومابعد کے متجانس ہونے پر دال ہوتا ہے۔ جیسے "الخاتم من فضۃ" بمعنی انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ انگوٹھی اور چاندی دونوں ہم جنس اشیاء ہیں اور ایک چیز کے دو نام ہیں۔ کیونکہ زرگر آدمی اپنے ہنر و پیشہ کی مدد سے چاندی کو انگوٹھی کی شکل دیتا ہے اور چاندی انگوٹھی کا نام حاصل کر لیتی ہے۔ تائیداً آیت ذیل کے اندر دونوں مفہوم یکجا جمع ہوتے ہیں۔

"ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (النساء:۱۴۵)" ﴿بلاشبہ منافقین آگ کے نچلے درجہ میں ہوں گے۔﴾

یہاں پر حرف فی منافقین اور درک اسفل کے دور ہونے کو بتاتا ہے اور حرف من درک اسفل اور نار کے ایک ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ بنابر آں یقین سے کہنا پڑتا ہے کہ حدیث مذکور کے اندر حرف فی ابن مریم اور کم بمعنی محمدی مخاطبین کے باہم متغائر ہونے کو اظہار کرتا ہے اور حرف من امام اور کم بمعنی محمدی مخاطبین کے متجانس ہونے کو بتاتا ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ ابن مریم امت محمدیہ میں سے باہر کا آدمی ہوگا اور امام امت محمدیہ کا ایک جلیل القدر فرد ہوگا۔ لہٰذا مرزا و اہل مرزا کا یہ نظریہ غلط اور باطل قرار پایا کہ بطور پیش گوئی کے ابن مریم اور امام، مرزا قادیانی کے دو القاب ہیں اور اسی کو حدیث ہذا میں ابن مریم اور امام کہا گیا ہے۔ حالانکہ توجیہہ بالا کے مطابق یہاں پر دو اشخاص کا ذکر ہے۔

میرے اسی سوال کے پہنچنے پر ابوالعطاء صاحب نے ایک گول مول جواب ضرور بھجوایا جس سے میں نے اندازہ کر لیا اور میرے دل نے فتویٰ دے دیا کہ یہ شخص آئندہ کے لئے میرے کسی خط یا سوال کا جواب نہیں دے گا اور خاموش رہنے میں اپنی خیر و سلامتی خیال کرے گا۔ اس پر میں نے اپنے حلقۂ احباب و اصحاب کے اندر اپنے اسی خیال و اندازے کا بھی اظہار کر دیا۔ چنانچہ یہ شخص میرے جواب الجواب کے پہنچنے پر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا۔ اس پر میں نے خیال کیا کہ وہ خط و کتابت کے مصارف ڈاک سے گھبرا گیا ہے اور جواب دینا بند کر دیا ہے۔ میں نے اس کو بیس لفافوں کی رقم اور ماہنامہ "الفرقان ربوہ" کے ختم نبوت نمبر کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی اور اس نے منی آرڈر وصول کر لیا۔ لیکن اس نے خط و کتابت کو بدستور بند رکھا اور جواب دینے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ مگر میں نے اس کو سوالات بھجوانے کا سلسلہ جاری رکھا اور اس نے اپنی خاموشی کو سد سکندری بنائے رکھا۔ میں نے تنگ آ کر اسے ایک رجسٹرڈ خط بھجوایا۔ لیکن اس نے بذریعہ انکار میرے خط کو ڈیڈ آفس میں بھجوا دیا اور وہ خط ڈبل اجرت ادا کرنے پر مجھے واپس ملا۔ اسی طرح میں نے اسے تیرہ سوالات بھجوائے اور سوال اوّل اس کے علاوہ تھا۔ میرے ان سوالات نے اس پر کاری ضربات کا عمل کیا اور ان کی صداقت نے اس کے دل کو دبا لیا اور اس پر دل کا دورہ پڑا اور فوری طور پر ہلاک ہوگیا اور میری فراست اور میرے دل کا فتویٰ صحیح ثابت ہوا اور ان کو اس کی مکتوبہ "انشاء اللہ" اور "وباللہ التوفیق" ہلاکت سے نہ بچا سکی۔

پیش گوئی سوم در بارہ روشن دین تنویر مدیر روزنامہ الفضل ربوہ (چناب نگر)

یہ ہے کہ میں نے روشن دین تنویر مدیر روزنامہ الفضل ربوہ (چناب نگر) سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کیا اور استدعاء کی کہ وہ مجھے ایک آیت قرآن کا مفہوم سمجھائیں اور اس پر میرے ایک اعتراض کا ازالہ کریں۔ تنویر صاحب نے میری التجاء کو شرف قبولیت بخشا جس پر میں نے اس کو آیت ذیل بمعہ ایک اعتراض کے بھجوا دی۔

”ولقد جآء کم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شک مما جاء کم بہ حتّٰی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً کذالک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب الذین یجادلون فی اٰیات اللہ (المؤمن:۳۵) “ ﴿بلاشبہ یوسف علیہ السلام قبل ازیں تمہارے پاس روشن نشانات لائے اور تم ان میں شک کرتے رہے حتیٰ کہ جب وہ فوت ہوا تو تم نے کہہ دیا کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ ہرگز کسی رسول کو نہیں بھجوائے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس شخص کو گمراہ کرے گا جو حد شکن اور شک کرنے والا ہوگا۔ یہی لوگ خداوندی آیات میں جھگڑتے ہیں۔﴾

جاننا چاہئے کہ آیات ہذا کے اندر آنحضرت ﷺ کے عہد میں موجود قوم یہود کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ جس طرح یہ لوگ جاری رسالت کو بند کر کے کافر و فاجر بنے ہیں اور گمراہ و ملحد ہوئے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ رسالت و نبوت کے معاملہ میں ایک ایسے شخص کو گمراہ و ملحد بنائے گا جو حد شکن اور شک کرنے والا ہوگا۔ قرآن حکیم نے آنے والے گمراہ شخص کے لئے بطور پیش گوئی کے دو صفات (ایک صفت مسرف بمعنی حد شکن اور دوسری صفت مرتاب بمعنی شک کرنے والا) کہہ کر اس کی تلاش و گرفتاری ہم پر چھوڑ دی اور ہم نے بعد جستجوئے بسیار کے غلام احمد قادیانی کو پکڑ لیا اور یقین کر لیا کہ قرآن حکیم کا معینہ گمراہ شخص یہی آدمی ہے۔ کیونکہ:

اوّلاً...... اس نے ختم نبوت کی حد کو توڑ کر اجرائے نبوت کا عقیدہ تراش لیا ہے اور پھر حیات مسیح کے مسئلہ میں شک کرتے ہوئے اس کو وفات مسیح کا مسئلہ بنا لیا ہے۔

ثانیاً...... یہ کہ ”غلام احمد“ کے گیارہ سو چوبیس (۱۱۲۴) اعداد کے مطابق فقرہ ”من ھو مسرف مرتاب“ کے اعداد بھی ۱۱۲۴ بنتے ہیں اور غلام احمد کو ہی مسرف و مرتاب بتاتے ہیں۔

ثالثاً...... یہ کہ لفظ من کے نوے (۹۰) اعداد بعد حذف سینکڑہ جات (۱۲۰۰) کے تحریک مرزائیت کے سال آغاز بارہ صد نوے (۱۲۹۰) کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور لفظ ”ھو“ کے

گیارہ (۱۱) اعداد سے بعد حذف سینکڑہ جات (۱۳۰۰) کے مرزا قادیانی کے عہد میں سال ۱۳۱۱ھ میں ہونے والے چاند گرہن وسورج گرہن کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو غلام احمد قادیانی ختم رسالت کا اور حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کر کے سال ۱۲۹۰ھ کو تحریک مرزائیت کا آغاز کرتا ہے اور سال ۱۳۱۱ھ کے چاند وسورج گرہن کو اپنی صداقت قرار دیتا ہے۔ وہ گمراہ اور ملحد ہے۔ چنانچہ امت موسوی کے یہود نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خاتم الرسل بنادیا اور گمراہ ہوئے اور امت محمدیہ کے یہودی صفت ''غلام احمد قادیانی'' نے آنحضرت ﷺ پر بند شدہ رسالت کی حد کو توڑ کر رسالت کو آگے بہادیا اور سلسلہ رسالت کو رواں کر دیا اور خود رسول بن گیا۔

رابعاً...... یہ کہ فقرہ ''الذین یجادلون فی اٰیات اللہ '' بھی اسی شخص کو آیات اللہ کے ساتھ جدال وقتال کرنے والا قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اوّل تو یوں ہے کہ یہ شخص ختم نبوت اور حیات مسیح کی آیات قرآنیہ کی غلط اور ٹیڑھی تاویلیں کر کے مجادل فی آیات اللہ بنتا ہے اور دوم یہ کہ عند اللہ وعند القرآن حضرت مسیح اور اس کی ماں آیات اللہ ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

''وجعلنا ابن مریم وامّہ اٰیۃ (المؤمنون:۵۰)'' ﴿ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو آیۃ اللہ بنایا۔﴾

اور یہ شخص ان دونوں آیات اللہ کو اپنے غلط اور فاحش الزامات کا نشانہ بنا کر صریحاً مجادل فی آیات اللہ قرار پاتا ہے۔ مذکورہ بالا چاروں وجوہات کی بنا پر آیت زیر بحث کے اندر اسی شخص کے ضلال والحاد کا ایک نمایاں پیش گوئی کے رنگ میں تذکرہ ہوا ہے۔

تنویر صاحب نے میرے اسی سوال کے پہنچنے پر ایک لایعنی اور غیر معقول خط بھجوا کر یہ عذر پیش کیا کہ آیت ہذا میں جس گمراہ وملحد شخص کا ذکر ہے وہ غلام احمد پرویز ہے جو احادیث نبویہ کا منکر ہے۔ غلام احمد قادیانی نہیں ہے جو احادیث نبویہ کا قائل وعامل ہے۔

میں نے تنویر صاحب کو واپس جواباً لکھا کہ اوّلاً تو دونوں آدمی احادیث نبویہ کے منکر ہیں۔ غلام احمد پرویز تمام احادیث کا اور غلام احمد قادیانی اکثر احادیث کا منکر ہے۔ جیسا کہ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں۔

ثانیاً...... یہ کہ اوّل الذکر آدمی احادیث کا انکار کر کے اور اسلام میں کمی کر کے مقتر بنتا ہے اور ثانی الذکر ختم نبوت کی حد کو توڑ کر اسلام میں اپنی نبوت اور اپنے الہامات کا اضافہ کر کے مسرف بمعنی حد شکن ہو جاتا ہے اور قرآن مجید نے لفظ مسرف کو اختیار کر کے غلام احمد قادیانی کی تعیین کر دی ہے اور غلام احمد پرویز کو چھوڑ دیا ہے۔

ثالثاً...... یہ کہ دونوں ہی مسرف بمعنی حد شکن ہیں۔ کیونکہ پہلا آدمی اسلام کی حد کو توڑ کر احادیث نبویہ کو اسلام سے خارج کرتا ہے اور دوسرا آدمی ختم نبوت کی حد کو توڑ کر اس میں اپنی نبوت کا اضافہ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ رہا کہ ایک آدمی اسلام کے اندر کمی کا اور دوسرا آدمی بیشی کا مرتکب ہے اور دونوں حد شکن ہیں۔

میں نے اپنا جوابی خط بھیجتے ہوئے جب آیت ہذا پر بار بار غور کیا تو آیت ہذا کے لفظ "ھلک" نے کچھ دیر کے لئے مجھے اپنے پاس روک رکھا اور مجھے اس خیال کی طرف موڑ دیا کہ اگر تنویر صاحب نے اس قدر واضح اور روشن پیش گوئی کو قبول نہ کیا اور بدستور مرزائیت پر ڈٹا رہا تو وہ بالضرور ہلاک ہو جائے گا اور پیش گوئی قرآن کی صداقت و وضاحت اس کے حق میں جان لیوا ثابت ہوگی۔ اس نے اسی مرحلہ پر خط و کتابت بند کر دی اور میں نتیجہ کی انتظار کرنے لگا۔ مجھے تھوڑی سی مدت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص ہلاک ہو گیا ہے اور روزنامہ الفضل کی ادارت دوسرے آدمی کے پاس چلی گئی ہے۔ بہر حال میری فراست اور میرا اندازہ صحیح و درست ثابت ہوا۔

پیش گوئی چہارم دربارہ تاج محمد درّانی

یہ ہے کہ میں سال ۱۹۳۰ء سے کافی عرصہ تک محکمہ تعلیم ریاست بہاول پور میں ملازم رہا ہوں اور میں سال ۱۹۵۴ء کو مڈل سکول رکن پور میں عربی مدرس متعین تھا۔ جب کہ ضلع رحیم یار خان کا ڈپٹی انسپکٹر تعلیم تاج محمد خان درّانی تھا۔ جو اندرونی طور پر مرزائیت رسیدہ اور مرزائی نواز تھا اور اس کے مقامی مرزائی افسران سے گہرے روابط تھے اور میں اس سے اپنے لئے سلیکشن گریڈ مانگتا تھا اور وہ میری بجائے اپنے ایک عزیز مرزائی ماسٹر کو دینا چاہتا تھا۔ اسی سلسلہ میں میرے اور اس کے درمیان خفیف سی کشیدگی پیدا ہوگئی اور وہ اندرونی طور پر میرا مخالف بن گیا۔

ایک دن میں صبح سویرے سائیکل پر سوار سکول جا رہا تھا کہ اچانک سائیکل سے گر کر نہر کی تہہ میں جا پڑا اور اوپر سے سائیکل آ کر گر گیا۔ جس سے میرے سر میں کافی زخم آ گیا۔ میں اٹھ کر ہسپتال پہنچا اور سر پر مرہم پٹی کرائی۔ ڈاکٹر ہسپتال کے مشورہ پر میں نے نصف ماہ کی درخواست رخصت دے دی۔ اس پر تاج محمد خان موصوف کو میرے علیحدہ کرانے کا ایک اچھا موقع میسر آ گیا اور میری درخواست رخصت بلا منظوری واپس کر دی۔ میں نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کر کے لف درخواست کیا اور درخواست واپس ان کے پاس بھیج دی۔ اس نے ناانصافی کی سفارش پر میری درخواست تلف کر دی اور مجھے غیر حاضر قرار دے کر ملازمت سے فارغ کرا دیا اور میری

کارکردگی کی چند تنخواہات جو سکول میں زیر امانت تھیں واپس داخل خزانہ کر دیں۔ اس پر مجھے سخت صدمہ ہوا اور میں بے روزگار ہونے پر بے حد پریشان ہوا اور بحالی ملازمت کے لئے ضلعی دفتر تعلیم میں پہنچا اور خان صاحب موصوف کو السلام علیکم کہا۔ اس نے جواب سلام نہ دیا اور خاموش بیٹھا رہا۔ کیونکہ میں نے اسے ایک وقت میں اپنی کتاب کا ابتدائی حصہ دکھایا تھا اور وہ اسے دیکھ کر چیں بجبیں اور لال پیلا ہو گیا تھا اور آئندہ کے لئے مجھ سے سلام وکلام اور علیک سلیک بند کر دی تھی۔ میں پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھنے لگا۔ اس نے فوراً مجھے کرسی پر بیٹھنے سے روک دیا اور دفتر سے چلے جانے کو کہا۔ اس پر میرے اور اس کے درمیان تو تو میں میں پر معاملہ آ گیا۔ معاً دفتر کے اہل کار اور دفتر میں موجود لوگ جمع ہو گئے اور مجھے باصرار باہر جانے کو کہا گیا۔ میں نے باہر جاتے ہوئے خان صاحب سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے کرسی پر بیٹھنے نہیں دیا تو آپ بھی دفتری کرسی پر نہیں بیٹھیں گے۔ میں بحالت افسوس ورنجش اپنے گھر آ گیا اور نتیجہ کی انتظار کرنے لگا۔ اس پر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ خان صاحب اسی مہینہ کے اندر اپنی ملازمت سے قبل از وقت ریٹائر ہو گیا اور دفتر پر بدستور ڈٹے رہنے کی ٹھان لی اور رضا کارانہ طور پر بلا تنخواہ کام کرنے کی محکمہ تعلیم کو پیشکش کر دی۔ مگر محکمہ تعلیم اس پر رضامند نہ ہوا اور اس کو چارج تعلیم کے چھوڑنے کا حکم دیا اور وہ نہ مانا۔ لیکن محکمہ تعلیم نے بذریعہ پولیس اس کو دفتر سے نکالا اور دفتر کا چارج دیگر آدمی کو دیا گیا۔ اسی طرح اس کی زبردست ذلت ہوئی اور وہ رسوا ہو کر اپنے گھر واقع احمد پور شرقیہ چلا گیا۔ پہلے اس کا اکلوتا بیٹا فوت ہوا اور پھر وہ خود اس صدمہ سے بیمار رہ کر ہلاک ہو گیا اور میرا قلبی صدمہ اس کو کھا گیا۔

پیش گوئی پنجم درباره قاضی محمد نذیر و شیخ مبارک احمد مرزائیان

میں نے ان دونوں مرزائیان کو غلام احمدی چیلنج لفظ ''الدجال'' کے متعلق لکھا کہ اگر میں مرزا قادیانی کے اسی چیلنج کو غلط ثابت کر دوں تو کیا آپ صاحبان مجھ کو ایک ہزار روپیہ نقد جو اسی چیلنج کی تغلیط پر مقرر ہے۔ ادا کرو گے یا نہیں؟ انہوں نے جواباً لکھا کہ ہم یہ رقم ضرور بالضرور ادا کریں گے۔ میں نے ان کو بطور ذیل لکھا کہ:

مرزا قادیانی کا چیلنج یہ ہے کہ لفظ ''الدجال'' جو احادیث میں وارد ہے۔ اس سے مراد آنے والا یہودی دجال ہے۔ اب اگر کوئی اہل علم اسی لفظ کا اطلاق کسی اور آدمی پر ثابت کر دے تو میں اس کو ایک ہزار روپیہ نقد دوں گا اور میرا یہی بیان مؤکد بالحلف ہے۔ میں نے اسی لفظ کا اطلاق خود مرزا قادیانی پر بطور ذیل ثابت کر کے ان کو بھجوا دیا کہ:

مرزا قادیانی کی یافتہ عمر ۶۸ یا ۶۹ سال ہے۔ کیونکہ باتفاق اہل مرزا اس کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے۔ اب اگر اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے تو اس کی عمر ۶۹ سال (۱۹۰۸_۱۸۳۹) ہے اور اگر اس کی پیدائش ۱۸۴۰ میں ہوئی تو اسکی عمر ۶۸ سال (۱۹۰۸_۱۸۴۰) ہے۔ بنابرآں مرزا قادیانی ۶۸ سال کی عمر پاکر مکمل طور پر الدجل ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے اعداد ۶۸ ہیں اور یہی لفظ الدجال میں موجود ہے۔ کیونکہ ہر مصدر اپنی صفت میں مستور ہوتا ہے۔ جیسے ''العلام'' میں ''العلم'' اور ''الظلام'' میں ''الظلم'' موجود ہے اور اگر اس کی عمر ۶۹ سال (۱۹۰۸_۱۸۶۸) ہے تو وہ صحیح طور پر ''الدجال'' ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے اعداد ۶۹ ہیں۔ لہٰذا بحالت بالا مرزا قادیانی دجال ہے اور مسیح ومہدی اور نبی ورسول نہیں ہے۔ چنانچہ میرے اسی خط کے پہنچنے پر وہ دونوں آدمی ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے اور میرے اس خط کا جواب نہ دیا تو اس پر جواباً میں نے ان کو لکھا کہ تم دونوں آدمی مرزا قادیانی کو دجال قرار دے کر مرزائیت سے تائب ہو جاؤ۔ ورنہ بہت جلد ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد میں نے کچھ عرصہ انتظار کی اور معلوم ہوا کہ وہ دونوں موت وہلاکت کی غذا بن چکے ہیں اور میرا بیان صحیح اور تیر بہدف ثابت ہوا۔

عذر ششم

''یہ ہے کہ حال میں ایک یہودی شخص کی ایک تالیف شائع ہوئی ہے جو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ گویا وہ کتاب محمد حسین یا ثناء اللہ کی تالیف ہے اور یہ دونوں اشخاص مثیل یہود ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۰)

الجواب

یہ ہے کہ بحوالہ یہودی کتاب میں بقول مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی شکایات اور ان پر غیرمہذب الزامات درج ہیں اور یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور اس کی کوئی پیش گوئی سچی نہیں نکلی اور وہی حضرت مسیح کی نسبت سخت بدزبانی کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی سینہ زوری دیکھئے کہ وہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اسی یہودی مؤلف کا مثیل گردانتا ہے اور اس کی یہودی تالیف کو ان کی تالیف سمجھتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں بزرگان نے حضرت مسیح علیہ السلام پر آنے والے غلط الزامات کا دفاع کیا ہے اور ہر طرح سے اس کی تطہیر وصفائی پیش کرنا اپنی دینی فریضہ سمجھا ہے۔ دراصل اگر ہم خود مرزا قادیانی کو اسی یہودی مؤلف کا مثیل ورفیق قرار دیں تو قطعاً بیجا اور غلط الزام نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک صحیح اور حق بجانب فیصلہ قرار پائے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی اسی زیر جواب کتاب کے اندر اسی یہودی مؤلف کی

مانند حضرت مسیح علیہ السلام پر بری طرح سب وشتم کیا ہے اور اس پر غیر موزوں اور سوقیانہ الزامات عائد کئے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب کے اندر حضرت مسیح علیہ السلام پر بطور ذیل گستاخیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

الف...... ''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔''

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

ب...... ''حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اس کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پر ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص۲۴، خزائن ج۱۹ ص۱۳۳)

ج...... ''انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام ہوتے تھے۔ مگر آپ ان الہامات کو رد کر دیتے تھے۔''

(اعجاز احمدی ص۲۴، خزائن ج۱۹ ص۱۳۳)

د...... ''افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں۔ اس کی نظیر کسی نبی میں نہیں پائی جاتی۔''

(اعجاز احمدی ص۲۵، خزائن ج۱۹ ص۱۳۵)

ر...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیش گوئیوں میں دھوکے کھائے تھے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے۔''

(اعجاز احمدی ص۲۶، خزائن ج۱۹ ص۱۳۵)

اب قارئین کرام ہی بتا سکتے ہیں کہ یہودی مؤلف کا ہمنوا اور اس کا خوشہ چین کون ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی ہے یا اس کے زیر عتاب فاضلان مولوی محمد حسین و مولوی ثناء اللہ ہیں؟ صرف ہم مرزا قادیانی کو نیم یہودی نہیں کہتے۔ بلکہ زیر جواب کتاب کے اندر غیر مہذب تحریرات اس کو یہودی قرار دیتی ہیں اور اس کو بکواسی بنا کر ہمارے سامنے لاتی ہیں۔

مرزا قادیانی نے بحوالہ یہودی مؤلف کے کہا ہے کہ سچے مسیح سے قبل الیاس آئے گا جو مسلمانوں میں یوحنا کے نام سے موسوم ہے۔ غلط کہا ہے۔ حالانکہ ملاکی نبی کی کتاب میں مسیح سے قبل ایلیا کے آنے کا ذکر ہے۔ الیاس کا ذکر نہیں ہے اور ایلیا کا معنی مبشر اور مصدق ہے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بطور مبشر و مصدق کے حضرت مسیح سے قبل ضرور آیا۔ لہٰذا یہودی مؤلف اور مرزا قادیانی دونوں غلطی پر ہیں۔ جب کہ حضرت مسیح کی کوئی خبر اور پیش گوئی غلط نہیں نکلی۔ کیونکہ قرآن حکیم اس کو ''وجیهاً فی الدنیا والآخرة'' کہہ کر دنیا وآخرت میں معزز ومحترم قرار دیتا ہے اور اس سے یہودی و مرزائی الزامات کا دفاع کرتا ہے۔

عذر ہفتم

یہ ہے کہ: ”مخالفین کے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں ان کی آمد ورفت کا خرچ بھی دیتا اور بطور مہمان کے ان کو رکھتا تب دل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے۔“
(اعجاز احمدی ص۶، خزائن ج۱۹ ص۱۱۲)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اسی بیان میں کاذب وبطال ہے۔ کیونکہ لیکھرام اس کے بلانے پر قادیان میں آ گیا تھا۔ لیکن اس نے اس کو نہ اپنی کوئی کرامت دکھائی اور نہ اس کی ضیافت کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ بنابرآں مرزا قادیانی کے مخالفین علماء وفضلاء قادیان جانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ لیکن اگر فی الواقع یہ شخص تصفیہ اور رفع نزاع میں نیک نیت اور مخلص تھا تو خود مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد حسین کے پاس چلا جاتا اور ان کی تسلی میں حق تبلیغ ادا کرتا۔ مگر یہ شخص اپنے ارادہ میں مخلص نہیں تھا اور ان کے پاس جانے کو گوارا نہ کیا۔

بعینہ اسی طرح مشہور مرزائی مبلغ جلال الدین شمس نے مجھے ربوہ آنے کی دعوت دیتے ہوئے ذیل خط لکھا۔ لیکن میں لیکھرام کی مرزائی دعوت کا حال معلوم کر کے ڈر گیا اور ربوہ جانے کی مرزائی دعوت کو قبول نہ کیا اور معذرت پیش کر دی۔ محولہ خط یہ ہے:

محترمی ومکرمی جناب حکیم میر محمد ربانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی ملا۔ جو کاشف حالات ہوا۔ میری دلی خواہش ہے کہ اگر آپ تکلیف فرما کر ایک دو دن کے لئے ربوہ تشریف لے آئیں تو میرے لئے باعث مسرت ہوگا تاکہ آپ یہاں قیام فرما کر اپنے معاملات مخصوصہ کے بارے میں تبادلہ خیالات بھی فرما سکیں اور اس طرح آپ کو یہاں کے ادارہ جات وحالات سے واقف کرایا جا سکے۔ نیز میرے لئے یہ امر نہایت درجہ مبارک ہوگا کہ چونکہ آں مکرم تحقیق حق کے لئے تشریف لائیں گے۔ اس لئے آپ کے اخراجات آمد ورفت اور قیام وطعام ہمارے ذمہ ہوں گے اور اگر آپ دنیاوی علائق کی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں تو پھر آں محترم اپنے سوالات لکھ کر بھجوائیں۔ میں ان کا جواب اپنی نگرانی میں لکھوا دوں گا۔ چونکہ میرے ذمہ سلسلہ کے بہت اہم کام سپرد ہیں۔ اس لئے پورے احترام کے ساتھ آپ کے سوالات کے جوابات اپنی نگرانی میں لکھوا کر بھیج دوں گا۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔ والسلام!

المخلص جلال الدین شمس، مورخہ ۲۸؍اگست ۱۹۶۳ء

میں نے اس کے وعدے پر اس کے ساتھ چیلنج لفظ ''کـــوفـــی'' کے بارے میں خط وکتابت کی۔ لیکن یہ شخص غیر معقول عذر پیش کر کے اپنے وعدہ سے منحرف ہوگیا اور خط وکتابت بند کردی اور میری پیش گوئی کے مطابق ہلاک ہوگیا۔ جیسا کہ میں قبل ازیں تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

عذر ہشتم

یہ ہے کہ: ''یونس نبی کی پیش گوئی جو عذاب کے لئے تھی۔ اس کے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب ٹل گیا۔'' (اعجاز احمدی ص۵، خزائن ج۱۹ص۱۱۲)

الجواب

یہ ہے کہ مرزاقادیانی نے اس پیش گوئی کو نقل کر کے اپنے آپ کو یونس نبی اور آتھم لیکھرام وغیرہ کو قوم یونس قرار دیا ہے۔ لیکن قوم یونس یونس نبی پر ایمان لاکر ہلاک نہ ہوئی اور عذاب الٰہی سے بچ گئی۔ جیسا کہ قرآن حکیم خبر دیتا ہے:

''لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوٰۃ الدنیا ومتعناہم الیٰ حیـــن'' ﴿جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیاوی ذلت کا عذاب ان پر سے ہٹالیا اور ایک وقت تک ان کو متاع زندگی دے دی۔﴾

مگر مرزاقادیانی کے معتوب غیر مسلم آتھم دلیکھرام وغیرہ اس پر ایمان نہ لاکر بھی میعادی عذاب ذلت سے بچ گئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ حالانکہ ان لوگوں کو اس پر ایمان نہ لانے کی پاداش میں میعاد کے اندر ہلاک ہو جانا تھا۔ مگر وہ لوگ بطور پیش گوئی کے میعاد مقررہ کے اندر ہلاک نہ ہوئے۔ بنابرآں یونس نبی کی مثال اس پر صادق نہیں ہوئی۔ بلکہ اسے کاذب ودجال بنا کر چھوڑا۔ چنانچہ میں نے آتھم دلیکھرام کی پیش گوئیوں پر سابقاً پوری تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ وہاں رجوع کیا جاوے۔

عذر نہم

یہ ہے کہ: ''بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی...... اس پر بعض بدبخت مرتد ہوگئے اور حضرت عمرؓ چندروز ابتلاء میں رہے۔''

(اعجاز احمدی ص۶، خزائن ج۱۹ص۱۱۲)

الجواب

یہ کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک خواب کی بناء پر یہ سفر اختیار کیا تھا اور تقریباً ۱۵۰۰سو

صحابہ کرام آپ کے رفقائے سفر تھے۔ جب قریش مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر اس محمدی قافلہ کو روک دیا تو حاضرین قافلہ پر بالضرور رنج وغم کا اثر ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے اہل قافلہ یعنی اصحاب سفر کو اطلاع دی کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابھی ابھی اطلاعی ہدایات آنے والی ہیں۔ ہم سب اہل قافلہ کو ان ہدایات کا انتظار کرنا لازمی ہے۔ تا کہ ہمارا اگلا قدم انہی ہدایات کے تحت اٹھے۔ ابھی اہل قافلہ سے یہی بات چیت کر رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام ہدایات خداوندی کو بصورت آیت ذیل لاکر حاضر خدمت ہو گئے۔ قال تعالیٰ:

''لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام انشاء الله امنين محلقين رؤسكم ومقصرين لا تخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحاً قريباً (اعجاز احمدی ص۶، خزائن ج۱۹ ص۱۱۲)'' ﴿بلاشبہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کے سچے خواب کی تصدیق کر دی ہے کہ تم لوگ انشاء اللہ بالضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو کر کے اپنے سر منڈواؤ گے اور بال کٹواؤ گے اور بے خوف رہو گے۔ تم جس بات کو نہیں جانتے۔ خدا تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اسی طواف کی بجائے قریب کی فتح مقرر کر دی ہے۔﴾

مطلب یہ تھا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ ہمارے رسول کا خواب سچا ہے ہو کر رہے گا اور تمہارے طواف کا ارادہ ضرور پورا ہوگا۔ لیکن تمہارے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ تم کعبۃ اللہ کے اندر محکوم اور پابند شرائط ہو کر نہ جاؤ۔ کیونکہ اس طرح کے داخلہ حرم سے تمہاری ذلت وخفت ہوگی اور خدا تم کو عزت وعظمت کے ساتھ اور فاتحانہ شان کی معیت میں اپنے گھر کے اندر لے جانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس رکاوٹ کو بار خاطر نہ بناؤ اور تم بخوشی واپس لوٹ جاؤ۔ کیونکہ آئندہ سال تم کو فاتحانہ شان کے ساتھ داخلہ حرم میسر آئے گا اور تمہاری محکومی وغلامی کی تمام زنجیریں ہمیشہ کے لئے کٹ جائیں گی اور تم اس ملک کے حاکم اعلیٰ بن جاؤ گے۔ چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ یہی آیت سن کر مطمئن ہو گئے اور واپس جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر آئندہ سال حسب وعدہ خداوندی دس ہزار صحابہ کرامؓ کی جمعیت سے مکہ مکرمہ آن واحد میں فتح ہو گیا اور ان کو فاتحانہ شان عظمت کے ساتھ داخلہ حرم میسر آ گیا اور باشندگان مکہ کی اکثریت حلقہ بگوش اسلام ہو گئی اور معدودے چند اشخاص نے یہاں سے بھاگ کر دیگر علاقوں میں پناہ لی۔ بنا برآں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ بعض صحابہ کرامؓ مرتد ہو گئے اور حضرت عمرؓ چند ایام کے اندر ابتلاء اور ایمانی کمزوری کا شکار رہے۔ بالکل افتراء اور

بہتان عظیم ہے۔ دراصل یہ شخص اپنی زیر بحث پیش گوئی کی ناکامی پر اپنی خجالت و رسوائی کے مٹانے کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر غلط الزام ڈالتا ہے اور ڈال رہا ہے۔

عذر دہم

یہ ہے کہ: ’’براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد میری ذاتی رائے ہے اور اس کی وفات کا عقیدہ اپنانا الہامات خداوندی کی بناء پر ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

جواب...... یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا عقیدہ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ وہ صحیح اور حق بجانب ہے۔ کیونکہ:

اوّلاً...... یہ ہے کہ ’’قد یصدق الکذوب ‘‘ کبھی جھوٹا آدمی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں طوعاً کرہاً سچی بات کہہ دی ہے۔

ثانیاً...... یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہی عقیدہ حلف اٹھا کر بیان فرمایا ہے اور حلف اٹھانے کے بعد بیان حالف کو من وعن تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ اور شکست و ریخت یا تاویل و تغیر کرنا بالکل ناروا اور ناجائز ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا بیان حلفی بطور ذیل احادیث نبویہ میں وارد ہے۔

’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً (بخاری) ‘‘ ﴿مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) عنقریب تمہارے اندر حکم عادل بن کر نزول کرے گا۔﴾

بروئے حلف محمدی ایک محمدی شخص پر لازم ہے اور وہ حتماً اس عقیدہ کا پابند ہے کہ آخری زمانہ میں نازل ہونے والا صرف ابن مریم علیہ السلام ہے جو مریم طاہرہ کا فرزند ہو کر بنام عیسیٰ اور بلقب مسیح مشہور ہے اور وہی عیسیٰ حقیقی طور پر اور بجسد عنصری نزول کرنے والا ہے اور اس کا نزول آسمان سے زمین کی طرف ہوگا۔ اب جو شخص محمدی کہلا کر آپ ﷺ کی پیش کردہ حلف کو لغو اور غیر مؤثر گردانتا ہے وہ گمراہ اور خارج از اسلام ہے اور اس کو حرامزادہ اور ذریۃ البغایا بننے کا شوق دامنگیر ہے۔ عارف رومی حلف نبوی کی تائید میں فرماتا ہے۔

عیسیٰ و ادریس برگردوں شدند   زانکہ از جنس ملائک آمدند

عیسیٰ اور ادریس دونوں آسمان پر چلے گئے۔ کیونکہ وہ دونوں ملائکہ کی جنس میں سے تھے۔

بازآں ہاروت ماروت از بلند جنس خاک بودند زاں زیر آمدند

ہاروت وماروت دو فرشتے جنس خاک میں سے تھے۔اس لئے وہ دونوں نیچے زمین پر آ گئے۔

ثالثاً...... یہ ہے کہ قرآن عزیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثیل آدم علیہ السلام قرار دے کر فرماتا ہے:''ان مثل عیسیٰ عندالله کمثل ادم'' ﴿بلاشبہ نزد خدا رہنے والا عیسیٰ مثل آدم ہے۔﴾ چونکہ یہی آیت آیت توفی ''یٰعیسیٰ انّی متوفیک'' کے بعد مذکور ہے اور اسی سلسلہ میں وارد ہے۔اس لئے حیات مسیح کے ساتھ ساتھ نزول مسیح پر دو دلائل رکھتی ہے۔

دلیل اوّل

یہ ہے کہ عیسیٰ وآدم کی باہمی مماثلت دلالت کرتی ہے کہ جیسے آدم علیہ السلام آسمان پر جاکر مقیم بہشت رہا اور پھر آسمان سے نازل ہوکر زمین پر آیا اور زمین پر طبعی موت سے وفات پائی اور زمین کے اندر مدفون ہوا۔اسی طرح مسیح بن مریم بھی آسمان پر چلایا گیا ہے اور پھر آسمان سے نازل ہوکر کے زمین پر آئے گا اور زمین پر طبعی موت سے وفات پائے گا اور زمین کے اندر مدفون ہوگا۔ان حالات کے پیش نظر اگر ہم بزعم مرزا دونوں کے حالات حیات وممات کو بخلاف قرآن متوافق ومتماثل نہیں مانیں گے تو پھر قرآن مجید کا عیسیٰ وآدم کو باہم متماثل کہنا لغو اور خلاف واقعات قرار پائے گا جو صریحاً کفر وضلالت ہیں۔

دلیل دوم

یہ ہے کہ چونکہ آیت ہذا کے اندر عیسیٰ کے ساتھ لفظ''عند الله'' مذکور وموجود ہے اور آدم کے ساتھ یہ لفظ موجود ومذکور نہیں ہے۔اس لئے یقین محکم سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسیٰ عندالله بمعنی نزد خدا موجود ہے اور زندہ ہے اور آدم نزد خدا زندہ موجود نہیں ہے۔کیونکہ قرآن عزیز کا فیصلہ ہے کہ:''ما عندکم ینفد وما عند الله باقٍ'' ﴿جو چیز تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو چیز نزد خدا ہے وہ زندہ اور باقی ہے۔﴾

بنابرآں مرزا قادیانی کا زیر جواب کتاب کا بیان بالکل غلط ہے اور صریحاً مخالفت قرآن میں جاتا ہے اور اس کو کاذب بناتا ہے اور پھر مرزا قادیانی کا آیت:

''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے۔'' (براہین احمدیہ، خزائن ج۱)

کو اپنے اوپر چسپاں کر کے خود کو رسول حق بنانا بھی غلط اور سراسر بہتان عظیم ہے۔

اوّلاً...... یہ کہ آیت ہذا آیت رؤیا "لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق" کے بعد بالاتصال واقع ہے اور تصدیق رؤیا کے لئے بطور دلیل واقعہ کے لائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ فتح مکہ میسر آنے کے بعد دین حق (اسلام) کو عرب کے تمام ادیان باطلہ پر اقتدار حاصل ہو جائے گا اور دیگر سب ادیان مغلوب ہو کر محکوم اسلام ہو جائیں گے۔ مگر مرزا قادیانی مفہوم آیت کے خلاف اپنی تمام زندگی میں اپنے نام کی طرح عیسائی حکمران کا محکوم و غلام بنا رہا اور تکذیب آیت بالا کرتا رہا اور عملاً بتاتا رہا کہ نہ میں آیت ہذا کا مصداق ہوں اور نہ رسول خدا ہوں۔ بلکہ رسول فرنگ اور جاسوس برطانیہ ہوں۔

ثانیاً...... یہ کہ جب مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے اندر محولہ آیت کے بعد فقرہ "وکفی باللہ شہیدا" کو ذکر نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ اس کے رسول ہونے کی شہادت نہیں دیتا۔

ثالثاً...... یہ کہ آیت ہذا کے بعد لفظ "محمد رسول اللہ" مذکور و موجود ہے جس سے بروز روشن پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا رسول مقتدر صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ غلام احمد قادیانی نہیں ہے جب کہ وہ غلام کفار اور محکوم فرنگ ہے۔ کیونکہ:

"لکل شیء من اسمہ نصیب" ﴿ہر چیز کو اپنے نام سے بالضرور حصہ ملتا ہے۔﴾ لہٰذا غلام احمد پر انگریزوں کی غلامی سوار رہی اور وہ اس کے اشاروں پر ناچتا رہا۔

عذر یازدہم

یہ ہے کہ: "محمدی بیگم کی پیش گوئی میں اس کا والد مقررہ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔" (اعجاز احمدی ص۱۰، خزائن ج۱۹ ص۱۱۶)

الجواب

یہ ہے کہ مبینہ پیش گوئی کے تین اجزاء یا تین حصے ہیں:

اوّل...... یہ کہ محمدی بیگم بالضرور اس کے نکاح میں آئے گی۔ جیسا کہ درج ذیل مرزائی الہام بتاتا ہے: "فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ" "خدا تعالیٰ تجھ کو ان سے کافی رہے گا اور وہ مطلوبہ عورت کو تیرے پاس لوٹائے گا۔ کیونکہ خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور بصورت دیگر اس پر مصیبت و ذلت آئے گی۔ جیسا کہ درج ذیل الہام سے مترشح ہوتا ہے۔ "توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک" "توبہ کر توبہ کر۔ کیونکہ مصیبت تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔" (اعجاز احمدی ج۱۰، خزائن ج۱۹ ص۱۱۶)

اور اگر اس الہام میں اس کی نانی کو خطاب ہے تو مفہوم یہ ہے کہ اے عورت! توبہ کر توبہ کر۔ کیونکہ مصیبت تیری نواسی (محمدی بیگم) پر آنے والی ہے۔ کیونکہ اس وقت عقب سے مراد اس کی نواسی محمدی بیگم اور الہام ہذا میں نانی کو نواسی کے بارے میں کہا گیا ہے۔ لیکن یہ انوکھی بات ہے کہ نانی کے توبہ کرنے سے نواسی پر آنے والی بلا ٹل جائے گی۔

دوم...... یہ کہ اس سے نکاح کرنے والا آدمی اڑھائی سال کے عرصہ میں مرے گا۔

سوم...... ''یہ کہ اس کا باپ تین سال کی مدت میں مرے گا۔''

اس مرزائی پیش گوئی کا نتیجہ یہ رہا کہ مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم جو ایک دائم المرض اور مدقوق و مسلول آدمی تھا، فوت ہو گیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس کے پژمردہ چہرہ کو دیکھ کر اندازہ کر لیا تھا کہ وہ جلد تر مرے گا اور اس کو پیش گوئی میں شامل کر لیا اور باقی ماندہ دو آدمی زندہ رہے۔ یعنی نہ مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم مقررہ میعاد کے اندر فوت ہوا اور نہ محمدی بیگم پر کسی قسم کی بلا کی مصیبت پڑی۔ چونکہ پیش گوئی ہذا ناکام رہی۔ بلکہ اس کا مرکزی حصہ محمدی بیگم کہ نہ تو وہ مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی اور نہ اس کو کسی قسم کی ذلت و مصیبت پہنچی۔ بنابرآں اکثریت واقلیت کے پیش نظر فیصلہ یہ ہے کہ پیش گوئی ناکام رہ کر قابل استدلال نہ رہی۔ کیونکہ: ''القلیل کالمعدوم'' اور ''للاکثر حکم الکل'' اقلیت کالعدم ہوتی ہے۔ اکثریت کو کل کا حکم ملتا ہے۔

لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ واویلا کہ میری پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔ غلط ہو کر ناقابل التفات ہے۔ علاوہ ازیں احمد بیگ کا سلطان محمد سے پہلے مرنا بھی پیش گوئی کی تغلیط و تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ بموجب پیش گوئی سلطان محمد کا احمد بیگ سے پہلے مرنا ضروری تھا۔ کیونکہ اوّل الذکر کی میعاد ہلاکت اڑھائی سال اور ثانی الذکر کی میعاد موت تین سال تھی۔

بنابرآں دونوں کی موت کا خلاف الہام ہونا بھی پیش گوئی کو داغدار کرتا ہے اور قابل استدلال نہیں بناتا۔

عذر دوازدہم

یہ ہے کہ: ''مولوی ثناء اللہ نے مد بحث کے اندر لڑکے والی پیش گوئی کو غلط کہا تھا۔ حالانکہ وہ درست ثابت ہوئی۔'' (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷)

الجواب

یہ کہ مبینہ حمل سے بجائے لڑکا کے لڑکی پیدا ہوئی اور مرزائی پیش گوئی غلط ہو کر خجالت ورسوائی کی گرفت میں آ گئی۔ اس پر مرزا قادیانی نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ میرا ذاتی خیال تھا جو غلطی کا

شکار ہوگیا۔ جیسا کہ انبیاء کرام کے ذاتی خیالات کبھی کبھی اغلاط سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔مثال کے طور پر آنحضرت ﷺ نے یمامہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ اور خیال کیا تھا۔ لیکن مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے آپ کا پہلا خیال غلطی سے ملوث ہوگیا اور ہجرت محمد یہ خلاف ارادہ واقع ہوئی۔

ہماری طرف سے اسی مرزائی گستاخی کا جواب:

اوّلاً...... یہ ہے کہ یہ واقعہ کسی مستند حدیث یا معتمد تاریخ میں مذکور نہیں ہے۔اگر فی الواقع اس واقعہ کا کوئی وجود موجود ہے تو پھر بھی محمدی اور مرزائی واقعات میں ایک نمایاں فرق ملتا ہے۔کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی خبر کو ایک اعجاز اور پیش گوئی کا نام دیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے خیال مبارک کو بطور تحدّی اور پیش گوئی کے پیش نہیں کیا تھا اور

ثانیاً...... یہ کہ آپ ﷺ نے پہلے پہل مدینہ منورہ جانے کے معتاد راستہ کو چھوڑ کر براستہ یمامہ جانے کا خیال کیا تھا۔لیکن آپ نے ہجرت کا یہی سفر براہ ''رابغ'' اختیار کیا جو یمامہ کی نسبت سے بھی راستہ بہت ہی مختصر اور بے خطر تھا۔نتیجہ یہ رہا کہ آپ نے قطعاً اور کبھی بھی یمامہ کو دار ہجرت بنانے کا خیال نہیں کیا تھا۔ بلکہ شروع ہی سے آپ نے مدینہ منورہ کو اپنا دار ہجرت مقرر کر لیا تھا۔ کیونکہ یہاں پر مسلمانوں کی ایک معتدبہ جماعت بن چکی تھی۔جس نے آپ کے پرامن قیام کی ضمانت دے دی تھی اور یمامہ اس قسم کے حالات سے بالکل خالی تھا۔

عذر سیزدہم

یہ ہے کہ:''مولوی محمد حسین نے اپنے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کے اندر مہدیٔ موعود کے انکار کو کفر کہا اور گورنمنٹ برطانیہ کو خوش کرنے کے لئے مہدی موعود کا انکار کر لیا۔''

(اعجاز احمدی ص۱۲، خزائن ج۱۹ ص۱۱۸)

الجواب اوّلاً

یہ کہ ایک باعلم اور متدین شخص سے ایسا ہونا بالکل خلاف توقع ہے جب کہ ایک معمولی فہم وفراست کا آدمی بھی ایسا کرنے سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔دراصل مرزا قادیانی کی طرف سے یہی بات ایک بہتان عظیم اور سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ ہے کہ اتنے بڑے بہتان کے لئے دونوں متضاد بیانوں کا یہاں پر نقل کرنا ضروری

تھا تا کہ مولوی محمد حسین کی ہیرا پھیری سے پردہ اٹھ جاتا اور وہ ذلیل ورسوا ہوتا۔ لیکن ایسا نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کا سب منصوبہ مرزا قادیانی کی عیاری اور گہری چالا کی کا نمونہ ہے۔ ورنہ اصل واقعہ لاشئی کا درجہ رکھتا ہے جس کو موجود کا نام ومقام دیا گیا ہے۔ یعنی مولوی محمد حسین دو متضاد بیانوں کا قطعاً مجرم نہیں ہے اور اس کو بلا جواز مجرم کہا گیا ہے۔

عذر چہارم وہم

یہ ہے کہ آیت: ''**اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم**'' بتاتی ہے کہ مثیل مسیح اسی امت محمدیہ سے آئے گا۔ (اعجاز احمدی ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰)

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ آیت ہذا میں مغضوب اور گمراہ لوگوں کی راہ کے خلاف ایک راہ مستقیم کو حاصل کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ چنانچہ یہود نے بزعم خود حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکا کر مارا اور نصاریٰ نے اسی صلیبی موت کو درست اور صحیح تسلیم کر لیا اور اہل اسلام نے یہود ونصاریٰ کے برعکس حضرت مسیح کو صلیبی موت کے الزام سے محفوظ رکھا اور اس کو رفع آسمانی کا اعزاز دیا۔ ان حالات میں مرزا قادیانی یہود ونصاریٰ کا مثیل بن کر حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا قائل ہے اور راہ مستقیم کو چھوڑ کر راہ غضب وضلال کو اپنانے والا ہے۔

بنابرآں مرزا قادیانی یقیناً یہود ونصاریٰ کا مثیل ہے اور مثیل مسیح نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح نے حکومت یہود کا محکوم ہونا قبول نہ کیا اور مرزا قادیانی نے عیسائیوں کی کافر حکومت کی غلامی قبول کر لی اور غلامی ومحکومی میں مر کر جہنم رسید ہوا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اعداد اغلام کفار یا کافر غلام ثابت ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد /۱۳۷۲ (غلام کفار /۱۳۷۲) یا غلام کافر /۱۳۷۲ یعنی مرزا قادیانی برطانیہ کا غلام رہا یا وہ خود کافر غلام رہ کر مر گیا۔

لیکن یہود ونصاریٰ اور مرزا قادیانی میں فرق صرف اتنا ہے کہ یہود ونصاریٰ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر صلیب پر مارتے ہیں اور مرزا قادیانی اس کو صلیب پر چڑھانے کے بعد بحالت بیہوشی صلیب سے اتارتا ہے اور پھر باہوش بنا کر ریاست کشمیر میں لے جاتا ہے اور وہاں پر اس کو طبعی موت سے مار کر مدفون بتاتا ہے۔ قلت:

ہر کہ عیسیٰ را دہد دار یہود یا یہودی ہست یا یار یہود

جو شخص حضرت عیسیٰ کو صلیب یہود دیتا ہے وہ یا تو یہودی ہے اور یا وہ یہود کا یار ہے۔

داد اورا چوں یہوداں دارایں — حیف بر کردار ایں مرد لعیں
اس نے یہود کی مانند اس کو صلیب دے دی ہے۔اس ملعون شخص کے اسی کام پر افسوس آتا ہے۔
می دہد ایں مرد عیسیٰ را صلیب — ہست ایں کردار کردار رقیب
یہ شخص حضرت عیسیٰ کو صلیب دیتا ہے اور یہی کام ایک مخالف آدمی کا کام ہوسکتا ہے۔
کرد ایں کس خویش را مثل یہود — تاشود حاصل اورا وصل یہود
اس شخص نے اپنے کو یہود کا مثیل بنالیا تاکہ اس کو یہود کا وصال میسر آجائے۔

نیز جاننا چاہئے کہ آیت ہذا کے کسی لفظ سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ مسیح موعود امت محمدیہ میں سے برپا ہوگا۔ میں کچھ قدرے آگے چل کر بیان کروں گا اور قدرے بیان کرچکا ہوں۔ دراصل عبارت یوں ہے: ”الذین انعمت علیھم“ سے مراد رفعت وعظمت کی بنیاد پر آنحضرت ﷺ ہیں۔ دراصل عبارت یوں ہے: ”اھدنا الصراط المستقیم صراط محمدن الذی انعمت علیه“ یعنی ہم کو محمد ﷺ کی راہ کی ہدایت دے جو سیدھی راہ ہے۔
علاوہ ازیں فقرہ ”الذین انعمت علیھم“ کے اعداد ۱۵۰۷ ہیں اور فقرہ ”محمد المنعم بختم النبوۃ دائماً“ کے اعداد بھی ۱۵۰۷ ہیں۔ بنابراں معلوم ہوگیا کہ مذکورہ قرآنی فقرہ سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں جن کو ختم نبوت کا انعام مل چکا ہے اور مؤمنین قرآن کو آپ ﷺ کے راستہ پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے جو فی الحقیقت صراط مستقیم اور راہ راست ہے۔

عذر پانزدہم

یہ ہے کہ: ”مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہے۔ لیکن مباہلہ کے اندر قتل کی موت کو فیصلہ کن نہ بنایا جائے۔ کیونکہ مروجہ حکومت ایسی موت کے مباہلہ سے مانع ہے۔“ (اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۲)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی چونکہ کاذب وبطال تھا۔ اس لئے گورنمنٹ کے قانون کو بہانہ بناکر مباہلہ قتل سے ڈر کر میدان مباہلہ میں آنے سے بھاگ نکلا۔ کیونکہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے بالمقابل آنے سے ایسے ڈرتا تھا۔ جیسے کہ ایک کوا شکاری آدمی کے ہاتھ میں تیروکمان کو دیکھ کر فوراً بھاگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اعداداً ایک عیار کوا بن کر سامنے آتا ہے۔ غلام احمد/۱۱۲۴، زاغ قوی/۱۱۲۴، وہ ایک طاقتور کوا ہے یا غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰، مرغ دون/۱۳۰۰ وہ ایک کمینہ پرندہ ہے۔

مولوی غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کے ساتھ شرائط مباہلہ طے کر کے کبھی بھی مباہلہ نہیں کیا۔ ہاں اس نے اس کے بارے میں صرف یہ دعا کی تھی کہ اے خدائے برتر! اس کو ہدایت وہلاکت میں سے ایک چیز ضرور دے دے تاکہ عوام الناس میں اس کے برپا کردہ فتنہ سے بچ جائیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے بموجب آیت:

''ویمدھم فی طغیانھم یعمھون'' ﴿اور خدا تعالیٰ ان کو سرکشی اور بے راہ روی میں ڈھیل دیتا ہے۔﴾

اس کو ڈھیل دے دی اور آنے والے وقت کے لئے اس کی ہلاکت کو ٹال دیا۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ ''ویمدھم فی طغیانھم یعمھون /۱۳۹۱'' میرزا غلام احمد حقا/۱۳۹۱ یعنی آیت ہذا سے مراد قرآن، حقیقتاً مرزا غلام احمد ہے۔ چنانچہ اس نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کر دی اور اپنی عبرتناک ہلاکت کو بلانے کی ابتداء کرتے ہوئے ان کو آخری فیصلہ کی دعوت دے دی۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کو شائع کرنے کے بعد تقریباً چار سال تک خاموشی اختیار کر لی اور مولوی صاحب سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کا اقدام نہ کیا اور نہ ان سے بحث ومباحثہ کے لئے کسی نوع کا رابطہ پیدا کیا۔ لیکن چونکہ اس شخص کی فطرت میں فتنہ وفساد اور ہیرا پھیری کا مواد کوٹ کوٹ کر بھرا گیا تھا۔ اس لئے اس کا خاموش وساکن رہنا ناممکنات میں سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اس نے اپنی فطرت وجبلت سے مجبور ہو کر مولوی صاحب کے خلاف آخری فیصلہ کا ایک لمبا چوڑا اشتہار شائع کر دیا جس کے آخر میں درج ذیل دعائیہ فقرات لکھے:

''اے اللہ! مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹)

اور اس نے اس کے علاوہ بطور دو گواہان کے اپنے اشتہار کے شروع میں آیت:

''ویستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ لحق'' مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا دہی عذاب درست ہے تو کہہ دے ہاں! خدا کی قسم یہی عذاب درست ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۸)

درج کی اور پھر اشتہار کے آخر میں آیت: ''ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین'' اے اللہ! ہمارے اور ہماری قوم (ثناء اللہ) کے درمیان سچا فیصلہ دینے والا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۹)

تحریر کی اور خداتعالیٰ سے اسی طرح کا فیصلہ مانگا جس طرح کا فیصلہ نوح اور قوم نوح کے درمیان ہو چکا تھا۔ بنابراں حسب استدعاء مرزا خداتعالیٰ نے مورخہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مرزا قادیانی صوبہ پنجاب کے صدر مقام لاہور کے اندر اچانک مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا اور بروئے اشتہار خود اور موافق دعائے خود کاذب ٹھہرا اور صادق کی زندگی میں مر گیا اور قرآن حکیم کی ہر دو آیات نے بطور دو گواہان کے شہادت دے دی کہ یہی فیصلہ خدائی فیصلہ ہے اور بالکل صحیح فیصلہ ہے۔ جس طرح کا صحیح فیصلہ نوح اور قوم نوح کے درمیان ہو چکا ہے۔ چنانچہ اعداد ا مرزا قادیانی کا ہجری سال وفات لفظ ''روح خبیث /۱۳۲۶'' اور لفظ ''ذریۃ الشیاطین /۱۳۲۶'' بمعنی اولاد شیطان اور فقرہ ''ھو غوی ھلک بلاھور /۱۳۲۶'' اور وہ گمراہ آدمی لاہور میں ہلاک ہو گیا اور ''غدار الملک /۱۳۲۶'' سے برآمد ہوتا ہے اور عیسوی سال وفات آیت:

''حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین /۱۹۰۸'' کافروں پر عذاب کا فیصلہ حق ہے۔

اور لفظ ''مغضب اللہ /۱۹۰۸'' بمعنی مغضوب خدا سے نکلتا ہے اور اس کی ناری اور عذابی موت صحیح ہے اور مرزا قادیانی خود اعداد ا جہنمی اور ناری بنتا ہے۔

مرزا غلام احمد /۱۳۷۲ ''شذ فی النار /۱۳۷۲'' یعنی مرزا غلام احمد قادیانی آگ میں گر گیا اور ناری بنا، اور پھر اسی کتاب (اعجاز احمدی ٹائٹل بار اوّل، خزائن ج۱۹ ص۱۰۵) پر ۱۸ بار مکتوبہ آیت ''الیس اللہ بکاف عبدہ'' نے اس کی مدد نہ کی اور اس کو ہلاک ہونے سے نہ روکا۔

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے صفحہ ۲۰، ۲۱ پر بھی اسی قسم کی فیصلہ کن دعا لکھی ہے اور خدائی فیصلہ مانگا ہے: ''تو ہم میں اور مخالفین (ثناء اللہ ومحمد حسین وپیر مہر علی شاہ صاحبان) میں فیصلہ کر دے اور وہ جو تیری نگاہ میں صادق ہے اس کو ضائع مت کر کہ صادق کے ضائع ہونے سے ایک جہان ضائع ہوگا...... میں کیوں کر کہوں اور کیوں کر میرا دل قبول کرے کہ تو صادق کو ذلت کے ساتھ قبر میں اتارے گا اور اوباشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔''

(اعجاز احمدی ص۱۶، ۱۷، خزائن ج۱۹ ص۱۲۴، ۱۲۵)

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی اسی بددعا کے چھ سال بعد ہلاک ہو گیا اور اس کے مذکورہ مخالفین عرصہ دراز تک زندہ اور مرفہ الحال رہے۔ چونکہ زیر جواب کتاب کا مؤلف (غلام احمد قادیانی) خود بذاتہ اوباش زندگی سے ہمکنار رہا۔ اس لئے اعداداً بجائے اپنے مخالفین کے وہ خود ہی اعداداً اوباش شخص ثابت ہوا اور اس کے مخالفین اوباش شخصیت کی زد سے محفوظ و مامون رہے۔ کیونکہ اعدادی طور پر صرف ''غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰'' اور ''اوباش شخص/۱۳۰۰'' کے اعداد برابر ہیں جو پورے تیرہ صد (۱۳۰۰) ہیں اور اس کے مخالفین اسی اعدادی اتحاد سے الگ تھلگ رہ جاتے ہیں اور اوباش اشخاص نہیں بنتے۔

عذر شانزدہم

یہ ہے کہ: ''آیت ''فلما توفیتنی'' کی موجودگی میں خدا تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں (نعوذ باللہ) کاذب ٹھہرتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۵)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی فہم وفراست آیت ہذا کے سمجھنے سے قاصر رہی ہے۔ جس سے اس کو خدا تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاذب نظر آئے۔ وجہ یہ ہے کہ امت عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں بگڑ کر عیسیٰ پرست بن گئی تھی اور اس کو خدا یا ابن اللہ ماننے لگے تھے۔ جیسا کہ آیت ذیل: ''وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم'' ﴿میں جب تک ان میں موجود رہا ان کے خلاف شاہد و نگران رہا۔﴾

سے واضح ہے۔ چنانچہ ''شهدت علیه'' اور ''کنت علیه شهیداً'' کا مفہوم یہ ہے کہ میری نگرانی اور دیکھ بھال اس کے خلاف رہی اور وہ میرے خلاف ارادہ و مشاہدہ کام کرتا رہا۔ جیسا کہ آیت ذیل سے وضاحت ہوتی ہے۔

''وشهدوا علیٰ انفسهم انهم کانوا کٰفرین'' ''انہوں نے اپنے خلاف یہ شہادت دی کہ وہ خود کافر ہیں۔

بنا برآں زیر بحث آیت کا مطلب یہ رہا کہ امت عیسیٰ منشائے عیسیٰ کے خلاف کام کرتی رہی اور حضرت عیسیٰ اپنی موجودگی میں ان کی اصلاحات میں کوشاں رہے۔ مگر وہ بدستور حضرت عیسیٰ کو خدا یا ابن خدا کہتے رہے۔ جیسا کہ انجیل متی باب ۱۶ آیت ۱۵، ۱۶ سے پایا جاتا ہے۔

''اس (عیسیٰ) نے ان (شاگردوں) سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو، شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔''

ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ امت عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نہیں بگڑی۔ بلکہ اس کے جانے یا مرنے کے بعد بگڑی ہے، غلط ہے۔ کیونکہ آیت زیر بحث کا کوئی لفظ بھی مرزائی نظریہ کی تائید وتصدیق کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ باقی یہاں پر ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب امت عیسیٰ خود حضرت عیسیٰ کی موجودگی میں بگڑی تھی اور حضرت عیسیٰ ان کا بگاڑ بچشم خود دیکھ چکے تھے تو پھر وہ بقول قرآن خداتعالیٰ کے سامنے اپنی عدم ذمہ داری کا اظہار کیوں کریں گے۔ جب کہ وہ اپنی امت کا بگاڑ وضلال بچشم خود دیکھ چکے تھے اور ان کو اپنی موجودگی میں باز رہنے کے لئے کہتے رہے۔

جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو زمانے ہیں۔ ایک اپنی امت میں رہنے کا زمانہ ہے اور دوسرا زمانہ اپنی امت کو چھوڑ کر قیام آسمان کا زمانہ ہے۔ بنابرآں ان کی عدم ذمہ داری کا تعلق صرف قیام آسمان کے زمانے سے ہے۔ اپنی امت کے اندر رہنے کے زمانہ سے نہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداتعالیٰ کی جواب دہی پر کہیں گے کہ میں جب تک اپنی امت میں موجود رہا تو ان کے بگاڑ وفساد سے باخبر رہا اور ان کی اصلاح میں کوشاں رہا۔ لیکن جب میں ان کو چھوڑ کر آسمان پر آ گیا تو ان کے حالات کا ذمہ دار نہیں کہ انہوں نے کیا کیا اور ان پر کیا گذری۔ اب صرف تو ہی اے اللہ ان کے حالات سے باخبر اور باعلم ہے۔ کیونکہ تو علیم وخبیر ہے اور عالم الغیب والشہادت ہے اور میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ اب زیر بحث پوری آیت کی مختصر تشریح وتفسیر بطور ذیل ہے۔

الف...... ''ماقلت لھم الا ما امرتنی به ان اعبدوا اللہ ربی وربکم'' ﴿میں نے ان کو وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم صرف خداتعالیٰ کی عبادت کرو۔﴾

مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو صرف توحید خالص کی تعلیم وتبلیغ کی اور تثلیث وغیرہ کا عقیدہ انہوں نے از خود گھڑ لیا۔

ب...... ''وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم'' ﴿میں جب تک ان میں رہا ان کے خلاف نگران وشاہد رہا۔﴾

مطلب یہ ہے کہ جب تک عیسیٰ علیہ السلام ان میں رہے ان کے کرتوت اور عقائد دیکھتے رہے اور ان کو باز رہنے کے لئے کہتے رہے۔ مگر وہ نہ مانے اور اپنی گمراہی پر بشدت قائم رہے اور بدستور حضرت عیسیٰ کو خدا یا ابن خدا کہتے رہے۔

ج...... ’’فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شیٔ شھید‘‘ ﴿پھر جب تو نے مجھے اپنے قبضہ میں لیا تو صرف تو ہی ان کا نگران رہا۔ کیونکہ تو ہر چیز پر حاضر وناظر ہے۔﴾

مطلب یہ ہے کہ جب خداتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے قبضہ میں لے کر مقیم آسمان بنالیا۔ تو حضرت عیسیٰ کی ذمہ داری ختم ہوگئی اور بجائش خداتعالیٰ کی ذمہ داری نے چارج سنبھال لیا اور عیسیٰ علیہ السلام عنداللہ اسی زمانہ کے جوابدہ نہ رہے۔

اب یہاں صرف لفظ ’’توفی‘‘ کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی لفظ عندالفریقین محل نزاع ہے اور اسی لفظ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وممات کا دارومدار ہے۔ جاننا چاہئے کہ کلام عرب میں لفظ ’’توفی‘‘ کے دومعانی مستعمل ہیں۔ ایک معنیٰ ’’اخذ الشیٔ وافیاً‘‘ کسی چیز کا پورا پورا وصول کرنا جیسے ’’توفیت دارھمی من فلان‘‘ میں نے فلاں آدمی سے اپنے پیسے پورے وصول کر لئے اور جیسا کہ آیت ذیل میں ہے:

’’واتقوا یوماً ترجعون فیه الیٰ الله ثم توفیٰ کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون‘‘ ﴿اور تم لوگ اس دن سے ڈرو جس میں تم خداتعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اپنی کمائی پوری دی جائے گی اور اس میں کمی نہیں ہوگی۔﴾

اور دوسرا معنیٰ ’’اماتة الشیٔ الحی‘‘ کسی زندہ چیز کو مارنا اور موت دینا ہے۔ جیسے ’’توفاہ الله علیٰ فراشه‘‘ خداتعالیٰ نے اس کو اس کے بستر پر موت دے دی۔

بحالت بالا آیت زیرنزاع ’’فلما توفیتنی‘‘ میں لفظ ’’توفی‘‘ کا معنیٰ اوّل مراد ہے۔ یعنی جب تو نے مجھ کو میری امت سے پورا پورا بمع جسم وروح کے وصول کر لیا تو میری بجائے تو ہی ان کا شاہد ونگران بن گیا۔ اگر کہا جاوے کہ لفظ توفی کا معنیٰ پورا پورا وصول کرنا اس وقت لیا جاتا ہے جب کہ اس کا صلہ حرف من لفظاً موجود ہو۔ مگر یہاں پر جب یہ صلہ موجود نہیں ہے تو پھر یہاں پر پورا پورا لینے کا معنیٰ نہیں لیا جاسکتا۔

جواب یہ ہے کہ یہاں پر حرف من صلہ توفی محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے۔ ’’فلما توفیتنی منھم‘‘ جب تو نے مجھے ان سے پورا وصول کر لیا تو تو ہی ان کا نگران رہا۔

میں نے یہاں پر حرف من کا محذوف ہونا اس لئے کہا ہے کہ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ آیت ’’یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا‘‘ میں فقرہ ’’من الذین کفروا‘‘ علی سبیل التنازع ماقبل کے تینوں اسمائے فاعل سے متعلق ہے اور

اصل عبارت یوں ہے: ”یعیسیٰ انی متوفیک من الذین کفروا ورافعک الیّ من الذین کفروا ومطھرک من الذین کفروا“

چنانچہ جب یہاں پر لفظ توفی کا صلہ حرف من لفظاً موجود ہے تو وہاں پر بھی لفظ توفی کا صلہ حرف من معناً اور حذفاً موجود ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید کے اندر آیت: ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ میں بھی لفظ توفی کا صلہ حرف من محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ”اللہ یتوفی الانفس من ابدانھا حین موتھا (الآیہ)“ جب اللہ تعالیٰ بوقت موت روحوں کو ان کے ابدان سے پورا پورا وصول کرتا ہے تو مرنے والوں کی ارواح کو روک لیتا ہے۔ ان کے ابدان سے اور پھر وہ اپنے ابدان میں واپس آجاتی ہیں۔ چونکہ دیگر مفسرین نے مذکورہ بالا توجیہ کو صراحۃً ذکر نہیں کیا۔ اس لئے یہی توجیہہ میرا ایک علمی نشان ہے۔

عذر ہفدہم

یہ ہے کہ آیت: ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ کے اندر خدا نے سب نبیوں کی وفات ایک مشترک لفظ ”خلت“ میں ظاہر کردی اور حضرت عیسیٰ کے لئے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں کیا کہ وہ اسی لفظ میں شامل نہ رہے۔

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶)

الجواب اوّلاً

خلت کا معنی بعث ہے نہ کہ موت۔ اگر موت معنی لیں بھی تو یہ ہے کہ آیت ہذا اکثریت کی بنیاد پر رسولوں کی وفات کا اظہار کرتی ہے۔ کیونکہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے پیش نظر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مقام اقلیت میں تھی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی استثنائی لفظ نہیں لایا گیا۔ کیونکہ ”للاکثر حکم الکل“ اکثریت کو حکم کل ملتا ہے اور ”القلیل کالمعدوم“ اقلیت کالعدم سمجھی جاتی ہے۔ بنابرآں قرآن عزیز نے اقلیت کی بناء پر موت عیسیٰ کا استثناء نہیں کیا۔

الجواب ثانیاً

یہ ہے کہ واقعی آیت ہذا بلفظ ”خلت“ تمام انبیاء کی وفات پر مشتمل ہے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر تمام انبیاء ورسل حقیقتاً وفات یافتہ ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام صرف حکمی مردہ بمعنی تارک وطن ہے۔ کیونکہ مدت دراز کے تارک وطن کو حکماً مردہ اور وفات یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ جیسے

پاکستان کے تارکین وطن کو ہندوستان نے اور ہندوستان کے تارکین وطن کو پاکستان نے مردہ اور ہالک قرار دے کران کی متروکہ جائیداد نیلام کر دی ہیں اور وہ مستحقین کو الاٹ ہوگئی ہیں۔ حالانکہ دونوں قسم کے تارکین وطن کی اکثریت حقیقتاً اب تک زندہ ہے اور شاغل بکار ہے۔ لہٰذا چونکہ عیسیٰ علیہ السلام مدت دراز کے لئے تارک وطن ہو کر بطور مہاجر کے مقیم آسمان ہیں۔ اس لئے ان کو مجازاً لفظ ''خلت'' میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن وہ اب تک زندہ ہیں۔

الجواب ثالثاً

یہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید کے اندر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نفی قتل کے بعد رفع الی اللہ کا لفظ صراحۃً مذکور تھا۔ جیسے: ''وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه '' اور مفہوم یہ ہے کہ وہ قتل سے بچ کر مرفوع الی اللہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آگے حیات عیسیٰ کا عذر پیش نہ کیا۔ جب کہ حضرت عمرؓ نے حیات عیسیٰ کی بنیاد پر وفات مصطفیٰ کا انکار کر دیا تھا۔

ہاں! یہاں ایک اعتراض باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت ہذا میں علم البلاغۃ کی ایک قسم قصر الموصوف علی الصفۃ مستعمل وموجود ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ موصوف اپنی مذکورہ صفت کا پابند ہے اور صفت آزاد ہو کر دیگر مواصیف میں بھی پائی جاسکتی ہے۔ اب آیت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے پابند رسالت اور رسول خدا ہونے کے بعد آپ ﷺ سے پہلے اور پیچھے بھی رسولان خدا ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا مسیلمہ کذاب اور غلام پنجاب بھی سچے رسولان خدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے قبل رسولان خدا فقرہ ''قد خلت من قبله الرسل '' کے پیش نظر ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نہ رسولان خدا ہو سکتے ہیں اور نہ ہوں گے۔ کیونکہ اسی امکان کے لئے آیت ہذا میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا یہی آیت ختم رسالت کے بارے میں مقام صراحت کی حامل ہے۔

الجواب رابعاً

یہ ہے کہ آیت زیر بحث سے حیات مسیح کا صریح ثبوت مہیا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر آیت ہذا کو آیت: ''ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل '' ﴿ کہ بلاشبہ مسیح ابن مریم رسول خدا ہے اور اس سے پہلے بھی رسولان خدا گذر چکے ہیں۔ (وفات پا چکے ہیں) ﴾ سے ملا کر بالترتیب قرآن محمدی آیت کو پہلے اور مسیحی آیت بعد میں رکھ کر پڑھ جائے تو دونوں آیات کا مفہوم یہ ہوگا کہ محمد ﷺ سے پہلے تمام رسول بمع عیسیٰ کے فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن

جب یہ کہا جائے گا کہ مسیح ابن مریم سے پہلے تمام رسولان خدا فوت ہو چکے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ رسولوں سے مستثنیٰ رہیں گے اور زندہ قرار پائیں گے۔ گویا محمدی آیت مستثنیٰ منہ کے مقام میں ہے اور مسیحی آیت مستثنیٰ کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ محمدی آیت نے تمام انبیاء و رسل کو بمع عیسیٰ کے وفات یافتہ بتایا اور مسیحی آیت نے حضرت عیسیٰ کو ان سے بصورت استثناء الگ کر لیا اور زندہ قرار دے دیا۔ جیسے ''ماجآء نی القوم الازیداً'' کہہ کر یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ ساری قوم بمعہ زید کے متکلم کے پاس نہیں آئی اور زید نہ آنے والوں میں شامل رہا اور پھر زید کو قوم سے الگ کر کے کہا گیا کہ صرف زید آیا ہے۔ بنابر آں خلاصۃ الکلام یہ رہا کہ جس طرح مثال ہذا میں ساری قوم زید کی نفی کر کے صرف زید کو آنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح دونوں آیات بالا کے ملانے پر پہلے پہل آیت محمدی میں تمام رسل کو وفات یافتہ بنا کر کے آیت مسیحی میں حضرت عیسیٰ کو بطور استثناء کے زندہ ثابت کیا گیا ہے۔ میری تشریح بالا کے بعد قارئین کرام کو یہ بات ہرگز نہ بھولنی چاہئے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی صاحبان قرآن مجید کی موجودہ تنظیم و ترتیب کو جو اعجاز قرآن کا ایک اہم حصہ ہے۔ بدل کر آیت مسیحی کو پہلے اور آیت محمدی کو پیچھے رکھ لیتے ہیں اور وفات مسیح کو ثابت کر کے عوام و جہال کو مغالطہ دے کر کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن مجید سے وفات مسیح ثابت ہے۔ حالانکہ قرآن کی موجودہ ترتیب کو بدل کر ایک غلط مفہوم نکالنا بھی تحریف قرآن کا ایک حصہ ہے۔ جس کو یہود نما مرزا اور مرزائی صاحبان انجام دیتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی کا یہ مغالطہ قابل افسوس ہے کہ عیسیٰ کے مقیم آسمان ہونے اور آنحضرت ﷺ کے زیر خاک جانے سے توہین نبی ﷺ نکلتی ہے۔ حالانکہ ایک تنکہ پانی کے اوپر تیرتا ہے اور آبدار موتی پانی کی تہہ میں بیٹھتا ہے۔ کیا اس طرح پر موتی کی قدر و منزلت گھٹ جاتی ہے اور تنکہ موتی کا مقام حاصل کر لیتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ موتی جہاں بھی ہو بادشاہوں کے تاج پر بیٹھتا ہے اور تنکہ جہاں بھی ہو خاک پر ڈالا جاتا ہے یا جلتی آگ میں جگہ لیتا ہے۔ کیونکہ

صدر آنجا کہ نشیند صدر است

''بادشاہ جہاں بیٹھتا ہے بادشاہ رہتا ہے۔''

عذر ہشد ہم

یہ ہے کہ: ''ابوہریرہؓ ایک غبی اور کم فہم صحابی تھا جس نے آیات واحادیث میں سے حیات عیسیٰ کو صحیح سمجھا ہے۔ حالانکہ حیات عیسیٰ قرآن واحادیث سے ثابت نہیں ہے۔''

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

الجواب

یہ ہے کہ ایک حافظ الاحادیث صحابی کو غبی اور کم فہم اور بے درایت اور بے فراست کہنا انتہاء درجہ کی گستاخی اور خطرناک گمراہی ہے۔ حالانکہ تمام مشہور صحابہ عقلائے امت تھے اور سیدنا ابو ہریرہؓ خصوصی طور پر افہم الرجال آدمی تھا۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے: ''(ابو هريره /۴۲۹) هو عاقل الصحابة ابداً والله /۴۲۹'' یعنی بخدا! سیدنا ابو ہریرہؓ ہمیشہ کا عقیل تر صحابی ہے اور اس کے بالمقابل مرزا قادیانی ایک غبی اور کم فہم آدمی ہے۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے۔
(غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰) ''غبی ابداً بالجد '' یعنی غلام احمد قادیانی صحیح طور پر ایک غبی آدمی ہے۔

دراصل مرزا قادیانی اس بزرگ صحابی پر اس لئے ناراض و ناخوش ہے کہ وہ حیات مسیح کی احادیث کا راوی ہے اور بالخصوص اس کی مرویات میں درج ذیل حدیث زیادہ مشہور ہے۔ جو ایک آیت قرآن پر بھی مشتمل ہے اور علامات مسیح اور رفع مسیح کے ساتھ نزول مسیح کو بھی بیان کرنے والی ہے۔

''عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتّٰی لا يقبله احد حتی تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها ثم يقول ابوهريرة فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنّن به قبل موته '' ﴿حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب تمہارے اندر ابن مریم حاکم عادل بن کر نازل ہوگا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جنگ کو بند کردے گا اور مال وزر کو بہائے گا۔ حتیٰ کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک شکریہ کا ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ: ''اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص مسیح کے قبل الموت رفع پر ایمان لائے گا۔''﴾

میں اس سلسلہ میں قارئین کرام کے سامنے حدیث بالا کی تشریح وتفصیل میں اپنا وہ تیسرا خط پیش کرتا ہوں جو میں نے مشہور مرزائی مبلغ ابوالعطاء جالندھری مدیر ماہنامہ ''الفرقان ربوہ'' کو لکھا تھا اور وہ خاموش وساکت رہ کر جواب دینے سے کترا گیا اور جلدتر ہلاکت کی آغوش میں چلا گیا۔ کیونکہ میرے خط کی حقانیت نے اس پر دل کا دورہ ڈال دیا اور وہ ہلاک ہوگیا۔

مکرمی جناب ابوالعطاء صاحب جالندھری!

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ میرے سوالات کے جوابات دینے سے کترا رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو یہ گریز وفرار قطعاً زیبا نہیں ہے۔ بہرحال میں آپ کے سامنے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ وہ متفق علیہ حدیث لاتا ہوں جس میں نازل ہونے والے مسیح کی علامات مذکور ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے علامات مسیح کے متعلق اپنے بیان کو بحلف ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قسم بخدا! تمہارے اندر ابن مریم بالضرور اور عنقریب نازل ہوگا اور قاعدہ یہ ہے کہ حالف کے بیان کو من وعن بغیر کسی قسم کی تاویل وتغیر کے ماننا پڑتا ہے۔ ورنہ حلف بےکار اور غیر مؤثر قرار پائے گی۔ بنابرآں ابن مریم سے مریم طاہرہ کا بیٹا عیسیٰ اور نزول سے مراد اوپر سے نیچے کو آنا ہوگا۔

نیز یہ بھی پیش نظر رہے کہ حدیث بالا میں مذکور سب علامات جنگ وجہاد سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ فقرہ: ''ویضع الحرب'' یا بروایت دیگر فقرہ ''ویضع الجزیۃ'' سے مترشح ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ابن مریم علیہ السلام کا نزول از آسمان ہوگا تو وہ ملک کے اندر مقام نزول کی جگہ پر جنگ وقتال کو موجود پائے گا اور شامل جہاد ہوکر میدان جنگ کو فتح کرلے گا اور جنگ کے خاتمہ کا اعلان کرے گا۔ کیونکہ جنگ کا بانی دجال لعین میدان جنگ میں مارا جائے گا اور ابن مریم دجالی فوجوں کے تمام ساز وسامان اور اسلحہ جنگ اور زر ودولت پر قبضہ کرلے گا اور مفتوحین پر کسی قسم کا جزیہ وٹیکس عائد نہیں کرے گا۔ بلکہ ان سے صرف اسلام کو ہی قبول کرے گا۔ اب علامات مسیح اور الفاظ حدیث کی تشریح بطور ذیل ہے۔

۱...... ''ینزل فیکم ابن مریم'' ﴿تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔﴾ یہاں پر حرف فی کے استعمال سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ابن مریم محمدی مخاطبین کا غیر ہوگا اور ان سے باہر کا آدمی ہوگا اور ان پر حاوی وحاکم ہوگا اور وہ اس کے ماتحت ومحکوم ہوں گے اور ان سب پر امام مہدی امیر وخلیفہ ہوگا۔ جیسے ''الماء فی الکوز'' پانی کوزے کے اندر ہے۔ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ پانی کوزے سے ایک الگ چیز ہے اور کوزہ پانی سے ایک علیحدہ شی ہے اور کوزہ اسی پانی پر حاوی وحاکم ہے اور پانی محوی ومحکوم ہے اور پھر اس فقرہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جب ابن مریم کا نزول ہوگا تو وہاں پر اسلامی حکومت ہوگی (محمدی مخاطبین) حاکم وبادشاہ ہوں گے اور ابن مریم ان کے ماتحت رہ کر حاکم وفیصل ہوگا۔ ان حالات میں بطور استعارہ کے مرزا قادیانی کو ابن مریم بنانا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ

اس کے دعویٰ مسیحیت کے وقت بجائے اسلامی حکومت کے برطانیہ کی کافر حکومت قائم تھی اور یہ شخص اسی حکومت کا کاشتہ پودا بن کر اٹھا تھا۔

۲...... نازل ہونے والے کا نام بجائے عیسیٰ کے ابن مریم لایا گیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اترنے والا صرف ماں رکھتا ہوگا اور بے پدر ہوگا اور مرزا قادیانی با مادر و پدر ہو کر ابن مریم نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مماثلت میں جسماً و روحاً یکساں ہونا ضروری ہے۔ جیسے قرآن مجید نے آدم و عیسیٰ کو ایک دوسرے کا مکمل مماثل قرار دے کر کہا ہے: ''انّ مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم'' ﴿بلا شبہ حضرت عیسیٰ عند اللہ حضرت آدم کا مثیل ہے۔﴾

۳...... حکماً عدلاً: وہ باانصاف فیصل ہوگا اور اس کے فیصلہ جات اقتدار کی بناء پر ہوں گے۔ کیونکہ حکم شخص کو فیصلہ دینے کا کلی اختیار حاصل ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ ایک حتمی اور آخری فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ حاکم نہیں ہوتا اور صرف حکم ہوتا ہے۔ نیز بجائے ''حاکماً'' کے ''حکماً'' اختیار کرنے میں یہ لطافت ملحوظ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا حاکم اور امیر المسلمین ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ دیگر آدمی ہوگا جو امام مہدی کے ممتاز لقب سے موسوم و معروف ہوگا اور ابن مریم کے پاس صرف عدالتی اختیارات اور بالواسطہ حکومت ہوگی اور مرزا قادیانی کو نہ بلاواسطہ اور نہ بالواسطہ حکومت ملی۔ بلکہ عمر بھر غلام فرنگ رہا اور ان کی کفش برداری کو اپنا کارنامہ سمجھا۔

نیز ''حکم'' سن رسیدہ شخص کو بھی کہا جاتا ہے: ''رجل حکم ای مسنّ'' کذا فی المنجد۔ لہٰذا اس لفظ سے قرآن کریم کے لفظ ''کہلا'' کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ ابن مریم بوقت نزول سن رسیدہ اور شیخ وقت ہوگا۔

۴...... ''فیکسر الصلیب'' وہ دجال کے فوجی علم کو توڑے گا۔ چنانچہ اس جگہ پر لفظ صلیب بمعنی علم اور جھنڈا ہے کذا فی المنجد۔

بنا برآں مطلب یہ ہے کہ ابن مریم نازل ہونے کے فوراً بعد شامل جہاد ہو کر دجال کے فوجی علم کو توڑ کر پارہ پارہ کرے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام جس وقت بھی نازل ہوگا دجال کو برسر پیکار پائے گا اور شامل جہاد ہو کر پہلے پہل اس کے فوجی علم کو زیر قبضہ لائے گا اور اسے شکستہ کرے گا۔ جیسا کہ میدان جنگ کے اندر متحارب فریق کے علم پر قابض ہو کر اسے شکستہ اور ریزہ ریزہ کیا جائے۔ کیونکہ علم کے شکستہ ہونے سے عموماً اس فریق کو شکست ہو جاتی ہے۔

دجال اپنے علم کو صلیب اس لئے کہتا ہوگا کہ وہ اس قوم یہود میں سے ہوگا جو مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مارنے کی مدعی ہے۔

۵...... ''یقتل الخنزیر'' وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ یعنی ان کے قتل کا حکم دے گا۔ مرزا قادیانی نے اس فقرہ کا یہ مطلب لیا ہے کہ وہ جنگل کے خنزیروں کا شکار کھیل کر ان کو قتل کرے گا جو سراپا غلط اور غیر معقول مفہوم ہے۔ کیونکہ جنگل کے خنازیر کا مارنا اس کے مشن میں داخل نہیں ہوگا۔ بنابر آں فقرہ بالا اور فقرہ ہذا کا مجموعاً یہ مطلب ہے کہ مسیح علیہ السلام دجال کے فوجی علم کو توڑ کر برسر پیکار دجال کو بھی قتل کر دے گا۔ جس سے دجالی فتنہ مکمل طور پر ختم ہو کر ہمیشہ کی نیند سو جائے گا اور اس کو کوئی بھی نہیں جگائے گا۔

۶...... ''ویضع الحرب'' وہ جنگ کو ختم کر دے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام جس وقت بھی نازل ہوگا وہ ملک کے اندر جنگ وقتال کو موجود پائے گا اور حق وباطل کی افواج باہم برسر پیکار ہوں گی اور وہ آتے ہی حق کی طرف سے شامل جہاد ہو کر باطل کی فوجوں کو شکست دے گا اور پوری کامیابی سے میدان جنگ کو جیت لے گا۔

ایک دیگر روایت میں زیر بحث فقرہ کی بجائے ''ویضع الجزیۃ'' کے الفاظ آئے ہیں اور معنی یہ ہے کہ وہ جنگی ٹیکس کو ختم کر دے گا اور دجالی مفتوحین پر کسی قسم کا عسکری ٹیکس عائد نہیں کرے گا۔ بلکہ ان سے صرف اسلام کو ہی قبول کرے گا اور بصورت دیگر ان پر تلوار کو زیر استعمال لائے گا اور مرزا قادیانی کبھی بھی جنگ میں شامل نہیں ہوا۔ بلکہ جنگ وجہاد کو حرام کہتا رہا۔

۷...... ''ویفیض المال'' وہ مال وزر کو پانی کی طرح بہائے گا اور داخل خزانہ نہیں کرے گا۔ یعنی وہ دجالی فوجوں سے چھینے ہوئے مال غنیمت کو صرف مجاہدین ومحتاجین پر تقسیم کرے گا اور اسکو اپنے بیت المال میں جمع نہیں ہونے دے گا۔ ان حالات میں کوئی دیانت دار آدمی انعامی چیلنجوں کے اشتہارات کو افاضۂ مال نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ کاغذی گھوڑے دوڑانا تقسیم زر اور افاضۂ مال سے ہمنوائی اور یکسانیت نہیں رکھتا۔

۸...... ''حتیٰ لا یقبلہ احد'' حتیٰ کہ اس مال وزر کو کوئی شخص از قسم مجاہدین ومحتاجین قبول نہیں کرے گا۔ یہ فقرہ افاضۂ مال کی حد وغایت ہے۔ یعنی مسیح علیہ السلام اسی فتح وکامرانی کی خوشی میں تمام مجاہدین ومحتاجین کو اس قدر مالا مال کر دے گا کہ ان کے دلوں سے جلب زر کی حرص وہوس مٹ جائے گی اور وہ بے نیاز ہو کر قبول زر سے گریز کریں گے۔

۹...... ''حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا'' حتیٰ کہ شکر وامتنان کا صرف ایک سجدہ ہی دنیا ومافیہا سے بہتر وبرتر سمجھا جائے گا۔ یہ فقرہ بھی افاضۂ مال کی

دوسری حد و غایت ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجاہدین اسلام اور محتاجین عوام دجالی فتنہ کو ختم کرنے کے بعد بے شمار اموال غنیمت حاصل کر کے خدا تعالیٰ کے آگے بطور شکریہ کے سربسجود ہو جائیں گے اور شکریہ کا صرف ایک ہی سجدہ کریں گے۔ ان کو اسی ایک سجدہ میں ایسی لذت و فرحت میسر آئے گی کہ دنیا و مافیہا کی تمام لذتوں سے بہتر و بالا ہوگی۔

۱۰...... حدیث بالا کے آخر میں حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان حدیث کی توثیق و تصدیق میں آیت پڑھی اور سامعین کو اس کے پڑھنے کا مشورہ دیا: ’’وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته‘‘ اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص مسیح کے قبل الموت رفع پر ضرور ایمان لائے گا۔

جاننا چاہئے کہ آیت ہذا کو حدیث بالا کے ساتھ ملانے سے راوئ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ آیت ہذا میں جس مسیح ابن مریم کے رفع الی اللہ کا ذکر ہے وہی مسیح ابن مریم قرب قیامت میں نازل از آسمان ہو کر دجال کو قتل کرے گا۔ دراصل وجہ یہ ہے کہ آیت ہذا کے اندر لفظ ’’به‘‘ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع نہیں ہے۔ جیسا کہ مفسرین قرآن اور مرزا و اہل مرزا کا خیال ہے۔ بلکہ یہ ضمیر مسیح کے رفع الی اللہ کی طرف عائد ہے جس کا ذکر آیت ہذا سے متصلاً قبل کی آیت: ’’وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه‘‘ ﴿یہود نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔﴾ میں ہے۔ کیونکہ قرآن عزیز کے پیش نظر ایمان بالمسیح کا اثبات نہیں ہے۔ بلکہ مقصود قرآن صرف مسیح کے رفع الی اللہ کو ثابت کرنا ہے۔ جس کا ذکر آیت ہذا سے قبل کی متعدد آیات میں آرہا ہے۔ چنانچہ جس سلسلہ میں یہ آیت آئی ہے اسی سلسلہ کا اثبات مقصود قرآن ہے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو پھر قرآن مجید پر خلط مبحث کا الزام عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے رفع الی اللہ کے دعویٰ پر ایمان بالمسیح کو بطور دلیل کے پیش کر دیا۔ جس سے دعویٰ و دلیل میں تناسب نہ رہا۔ بہرحال میرے نزدیک یہ بات حق الیقین کا درجہ رکھتی ہے کہ لفظ ’’به‘‘ کی ضمیر فعل ’’رفعه الله‘‘ کے اندر مستور مصدر ’’رفع الی الله‘‘ کی طرف اسی طرح پر عائد ہے جیسے آیت: ’’اعدلوا هو اقرب للتقوىٰ‘‘ کے اندر ضمیر ’’هو فعل اعدلوا‘‘ کے اندر مستور مصدر لفظ ’’عدل‘‘ کی طرف لوٹتی ہے اور پھر لفظ ’’موته‘‘ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ عقل و سائنس کا ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر ایک کتابی حضرت مسیح کے قبل الموت رفع کو ضرور مان لے گا۔ جب کہ وہ عمر بھر اسی عقیدہ سے بشدت منحرف و منکر رہا۔ بنابر آں آیت بالا اور حدیث بالا میں یہ مطابقت ہے کہ آیت میں مسیح کا قبل الموت رفع مذکور ہے اور حدیث زیر بحث میں اسی مسیح کا نزول قبل

الموت موجود ہے۔ یعنی جو ابن مریم مرنے سے قبل آسمان کی طرف مرفوع ہوا ہے۔ وہی ابن مریم قرب قیامت میں نازل از آسمان ہوکر دجال لعین کو قتل کرے گا۔ گویا کہ مرفوع الی اللہ ہونے والا اور نازل من اللہ ہونے والا ایک ہی شخص ہے اور وہ مسیح ابن مریم ہے اور اگر لفظ ''موتہ'' کی ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹایا جائے تو پھر بھی معنی آیت یہ ہے کہ جدید مشاہدات ومکاشفات کے پیدا ہونے پر ہر ایک کتابی اپنے مرنے سے قبل مسیح کے رفع الی اللہ بالجسم کو ضرور بالضرور مان لے گا اور منکر رفع ہونے کی بجائے قائل رفع ہو جائے گا اور اگر مفسرین کی آراء کے مطابق لفظ بہ کی ضمیر کو عیسیٰ کی طرف راجع کیا جاوے تو اوّلاً آیت کا الحاق بالحدیث لایعنی اور بے ربط قرار پاتا ہے اور ثانیاً راوی حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی رائے وقیع سے انحراف لازم آتا ہے۔ جب کہ اس کی رائے یہ ہے کہ آیت ملحقہ سے رفع مسیح بالجسم اور حدیث مرویہ سے نزول مسیح بالجسم ثابت ہے اور یہی بات اس وقت بنتی ہے جب کہ بہ کی ضمیر کے بارے میں میری رائے سے اتفاق کیا جائے۔ بہرحال میری رائے درست ہے اور راوی حدیث کی رائے سے ہمنوائی رکھتی ہے۔ ان حالات میں بفضل خدا میری رائے بہتر اور بالاتر قرار پائی ہے اور میرا ایک علمی نشان بن جاتی ہے۔ اب میرے نزدیک حدیث کا لب لباب بطور ذیل ہے:

۱...... آنے والا مسیح نازل فی الامت ہوگا اور مرزا قادیانی خارج من الامت ہے اور دونوں باتیں باہم متضاد ومتصادم ہیں۔

۲...... آنے والا بے پدر ہے اور مرزا قادیانی باپدر ہے۔ اب اگر یہ شخص آنے والا مسیح بنتا ہے تو پھر وہ بے پدر ہوکر خودرو پودا قرار پاتا ہے۔

۳...... آنے والے کو حاکمانہ اقتدار اور شاہانہ اختیار حاصل ہوگا اور مرزا قادیانی غلام ومحکوم بن کر اپنے فیصلہ جات عیسائی عدالتوں سے کراتا رہا۔

۴...... آنے والا فوجی علم کو توڑ کر میدان جنگ میں قاتل دجال ہوگا اور مرزا قادیانی جہاد سیفی کا منکر رہا اور خنزیر کھانے والے انگریز کا غلام ومحکوم رہا۔

۵...... آنے والا خنزیر نما دجال کو تہ تیغ کر کے فاتح وکامران ہوگا اور مرزا قادیانی جہاد سیفی کا منکر رہا اور خنزیر کھانے والے انگریز کا غلام ومحکوم رہا۔

۶...... آنے والا عسکری ٹیکس کو ختم کردے گا اور مرزا قادیانی نے بصورت چندہ اپنے مقلدین پر متعدد ٹیکس قائم کئے۔

۷...... آنے والے کے عہد میں جلب زر کی حرص مٹ جائے گی اور مرزا قادیانی حریص زررہ کر جلب زر میں کوشاں رہا۔

۸...... بالفاظ دیگر آنے والا میدان جنگ سے حاصل کردہ مال غنیمت کو پانی کی طرح بہائے گا اور مجاہدین ومحتاجین کو بے نیاز اور مالا مال کردے گا اور مرزا قادیانی وصول کردہ چندہ جات کو پانی کی طرح نوش کر گیا اور غرباء کو کچھ نہ دیا۔

۹...... آنے والا ایک جنگ کو فتح کر کے سجدہ شکر بجالائے گا اور مرزا قادیانی عمر بھر خود جنگ وجہاد کا منکر رہا۔

۱۰...... آنے والا وہی ہے جو حدیث بالا اور آیت ملحقہ کا مصداق ہے اور مرزا قادیانی کا دونوں سے تصادم ہوتا ہے۔ جواب کا منتظر: حکیم میر محمد ربانی!

مرزا قادیانی نے: ’’حضرت حسان بن ثابتؓ کے درج ذیل دو شعر نقل کر کے جو ترجمہ کیا ہے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ بھی زندہ بن جاتے ہیں اور وہ اسی کو اپنا ایک کارنامہ سمجھتا ہے اور اس پر اتراتا ہے:

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

تو اے نبیﷺ میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیری جدائی سے اندھا ہو گیا۔ اب جو چاہے میرے خواہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ، مجھے تو تیری موت کا دھڑکا تھا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۱۹، خزائن ج۱۹ ص۱۲۷)

دیکھئے! مرزا قادیانی نے اپنے ترجمہ سے تسلیم کر لیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں آنحضرت کی وفات تک زندہ تھے۔ بہرحال جب مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات نبوی تک زندہ مان لیا ہے تو پھر وہ قیامت تک بھی اس کے علی الرغم زندہ ہے اور قرب قیامت کو واپس آکر مرزائیت کی ناک کاٹ لے گا۔ دراصل بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا ہر دو اشعار سے شاعر نبوت کا مقصد وہ لوگ ہیں جو آنحضرتﷺ کی وفات کے وقت جمع تھے اور شاعر سے مرثیہ النبی کہنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس پر شاعر نے زیر بحث دونوں اشعار بداہتہً وارتجالاً کہہ دے اور مطمع نظر یہ تھا کہ حاضرین میں سے جو شخص چاہے مرسکتا ہے۔ لیکن مجھے پیارے نبی کی موت کا دھڑکا ہے اور دیگر آدمی کی موت کی ہرگز اور قطعاً پرواہ نہیں ہے۔

عذر نہد ہم

یہ ہے کہ: ’’خدا تعالیٰ نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ اور اس کی ماں کو ایک ٹیلہ پر جگہ دی، جہاں صاف پانی تھا اور آرام کی جگہ تھی۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے: ’’واوینا ھما الیٰ ربوۃ ذات قرار وّمعین‘‘ اور وہی ٹیلہ خطۂ کشمیر جنت نظیر ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۱۹، خزائن ج۱۹ ص۱۲۷)

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے عوام الناس کو مغالطہ دینے کی خاطر آیت ہذا کا سابق فقرہ چھوڑ دیا ہے جب کہ مکمل آیت بطور ذیل ہے: ’’وجعلنا ابن مریم وامّه اٰیة واوینا ھما الیٰ ربوۃ ذات قرار وّمعین‘‘ ﴿ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ان کو ایک آرام دہ اور چشمہ دار ٹیلہ کے پاس پناہ دی۔﴾

جاننا چاہئے کہ آیت بالا میں دو نشانات یا دو واقعات کا ذکر ہے۔ ایک دونوں کا نشان قدرت بننا ہے اور دوسرا معاً دونوں کا ایک ٹیلہ کے پاس جگہ پانا ہے اور پھر دونوں واقعات کو بذریعہ واؤ عاطفہ یک جا لا کر یہ بتایا گیا ہے کہ دونوں واقعات ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں اور پھر دونوں واقعات کا وقوع یکے بعد دیگرے بلا اتصال ہوا ہے اور ان دونوں کے وقوع کے درمیان ایک لمبا عرصہ اور دور دراز کا زائد علاقہ حائل نہیں تھا۔ بلکہ یہی دونوں واقعات ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں۔ بنابرآں آیت بالا کا مفہوم وخلاصہ یہ رہا کہ ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک آرام دہ اور چشمہ دار ٹیلہ کے پاس اس وقت جگہ ملی جب کہ ابن مریم بے پدر پیدا ہو کر نشان قدرت بنا اور مریم طاہرہ بن خاوند بچہ جن کر نشان عظمت بن گئی۔ گویا کہ پیدائش مسیح کے فوراً بعد ان دونوں کو موصوفہ ٹیلہ مل گیا۔ بنابرآں ایسا ٹیلہ جو ان دونوں کو ایسے وقت میں ملا کہ وہ بیت المقدس کے نزدیک یا اس سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہونے والا ہی ہوسکتا ہے اور اس سے بہت ہی دور اور فاصلۂ دراز پر واقع ہونے والا ٹیلہ بنام وادیٔ کشمیر یا اسی نوعیت کی دیگر بعیدی وادی قطعاً نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور اہل مرزا کا زعم باطل اور خیال عاطل ہے۔ کیونکہ آیت بالا اسی وہم وخیال کی مؤید ومصدق نہیں ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ کہ خطۂ کشمیر وادیٔ کشمیر کے نام سے موسوم ومشہور ہے اور لفظ ربوہ لفظ وادی کے خلاف

ایک اونچی جگہ اور فرازیٔ مقام (ٹیلہ) کو کہا جاتا ہے۔ اگر فی الواقعہ بزعم مرزا آیت بالا کے اندر لفظ ربوہ سے خطۂ کشمیر بمعنی وادیٔ کشمیر مراد ہے تو قرآن مجید کو بطور ذیل فرمانا چاہئے تھا۔

''واوینا هما الیٰ وادِ ذی قرار ومعین'' ﴿ہم نے ان دونوں کو ایک آرام دہ چشمہ دار وادی میں پناہ دی۔﴾

ورنہ قرآن مجید پر یہ الزام عائد ہوگا کہ اس نے لغت عرب کے خلاف ایک وادی کو ربوہ یا ایک نیچی جگہ کو اونچی جگہ کہہ کر اپنی فصاحت وبلاغت اور اپنے اعجاز وامتیاز کو داغدار بنادیا ہے اور اپنے شان تکلم پر ایک سیاہ داغ اور بدنما دھبہ ڈال دیا ہے۔ ''قلت خطا باللمرزا''

معنی ربوہ تو وادی چراست چونکہ وادی ضد ربوہ برملاست

تیری طرف سے ربوہ کا معنی وادی کیوں ہے۔ جب کہ علانیہ طور پر وادی ربوہ کی ایک ضد ہے۔

وادیٔ کشمیر را ربوہ مگو نیز در ربوہ تو وادی راجو

تو وادیٔ کشمیر کو ربوہ مت کہہ اور پھر ربوہ کے اندر وادی کی تلاش مت کر۔

ربوہ دیگر وادیٔ او دیگر است احمدم دیگر غلامش دیگر است

ربوہ اور ہے اور اس کی وادی اور ہے۔ جیسا کہ احمد اور ہے اور اس کا غلام اور ہے۔

وادیٔ کشمیر از ربوہ جداست در نشیبے از فرازے فرق ہاست

وادی کشمیر ربوہ سے ایک الگ چیز ہے۔ کیونکہ نشیب وفراز کے درمیان بہت فرق ہے۔

چوں نشیبے را فرازے گفتہ واں کہ از فہم حقیقت رفتہ

جب تو نے نیچ کو اونچ کہہ دیا ہے تو جان لے کہ تو اصلیت کے سمجھنے سے دور چلا گیا۔

ایں غلام احمدے احمد کجاست چوں نشیبے از فراز ماجد است

یہ غلام احمد، احمد کب بن سکتا ہے۔ جب کہ نیچ ہماری اونچ سے ایک الگ چیز ہے۔

بندۂ احمد چراچوں احمد است چوں میان بندۂ و احمد حداست

احمد کا بندہ احمد کی مانند کیوں بن سکتا ہے۔ جب کہ احمد اور غلام احمد کے درمیان ایک حد واقع ہے۔

بندۂ را آقا شمردن کے رو است چوں میان این وآں فرقے بپاست

بندہ کو آقا سمجھنا کب جائز ہوسکتا ہے۔ جب کہ اس میں اور اس میں ایک فرق موجود ہے۔

احمد بر ولد آدم سید است غیر اورا بندہ ماندن جید است

میرا احمد تمام اولاد آدم کا سردار ہے اور اس کے غیر کو بندہ رہنا اچھا ہے۔

چوں غلام احمدے احمد نشد وادیٔ کشمیر ہم ربوہ نشد

جب تیرا غلام احمد احمد نہیں بن سکا تو وادیٔ کشمیر بھی ربوہ نہیں بن سکتی۔

احمدم راچوں غلام او مکن بوئے خوش را نیز چوں بد بومکن

میرے احمد کو غلام احمد کا مثیل نہ بنا اور پھر خوشبو کو بد بو نہ بنا۔

بندگی راخواجگی گفتی چرا مردگی را زندگی کر دی چرا

تو نے بندگی کو آقائی کیوں کہہ دیا ہے اور موت کو زندگی کیوں بنا دیا ہے۔

بندگی در خواجگی آمیختی وزغشاشت دین خودرا ریختی

تو نے بندگی کو آقائی میں ملا دیا ہے اور ملاوٹ کرنے سے اپنے دین کو گرا دیا ہے۔

ایں غشاشت نزد تو جائز چراست چونکہ غش آب در شیرے خطاست

تیرے نزدیک یہی ملاوٹ کیوں جائز ہے۔ جب کہ پانی کا دودھ میں ملانا جرم ہے۔

ایں گلم را خار گل ہر گز مخواں ایں غراب دین را بلبل مداں

میرے اسی پھول کو پھول کا کانٹامت کہہ اور دین کے اس کوے کو بلبل مت جان۔

الجواب ثالثاً

یہ کہ جب کلمہ ''الی'' کا اپنے ماقبل مابعد سے متغائر ہوتا ہے تو مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں شامل نہیں ہوتا۔ جیسے: ''اتموا الصیام الیٰ اللیل'' ﴿روزہ کو رات تک پورا کرو اور رات روزہ سے باہر رہے گی۔﴾

''واوینا ھما الیٰ ربوۃ'' ﴿ہم نے دونوں کو ٹیلہ تک پناہ دی اور ٹیلہ پناہ گاہ سے الگ ہوگا۔﴾

بنا برآں ثابت ہوتا ہے کہ ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک ربوہ (ٹیلہ) کے پاس پناہ ملی۔ ربوہ کے اندر پناہ نہ ملی۔ جیسا کہ روزہ رات کے پاس جاتا ہے اور رات کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ ان حالات کے پیش نظر کشمیر کے صدر مقام سری نگر میں جس یوز آصف نامی شخص کا مقبرہ موجود ہے۔ وہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور شخص کا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید حضرت ابن مریم کو ربوہ بمعنی کشمیر کے پاس لے جاتا ہے اور کشمیر کے اندر داخل نہیں کرتا۔

اب صرف یہ بات تصفیہ طلب رہ جاتی ہے کہ سری نگر کے اندر یوز آصف کا مقبرہ حضرت مسیح کے بغیر دیگر کسی شخص کا مقبرہ ہے۔ چنانچہ اسی عقدۂ لاینحل کا جواب میری طرف سے یہ

دیا جاتا ہے کہ یوز آصف کا لفظ یوز اصفہان بمعنی شیر اصفہان ہے جو شہر اصفہان کے ایک شہزادہ کا لقب تھا۔ کیونکہ فارسی زبان میں یوز بمعنی شیر مستعمل ہے۔ جیسا کہ کشمیر کے اندر شیخ عبداللہ کشمیری کو بعض لوگ شیر کشمیر اور امرتسر کے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اہل حدیث اشخاص شیر پنجاب کا لقب دیتے ہیں۔ چنانچہ شہر اصفہان کا یہی شہزادہ اپنے شہر اصفہان سے ہجرت کر کے کشمیر کے صدر مقام سری نگر میں آ کر مقیم ہو گیا اور اس نے اپنی صوفیانہ زندگی کا کثیر حصہ یہاں پر بسر کیا اور یہاں پر وفات پا کر یہیں مدفون ہوا اور یہاں پر اس نے بہت سے مرید معتقد پیدا کر لئے۔ جنہوں نے اس کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرا لیا اور پھر اس کا لقب یوز اصفہان کثرت استعمال سے یوز آصف رہ گیا اور نیز یوز آصف صاحب شاہ ایران کا نبیرہ بمعنی نواسہ جو کثرت استعمال سے نبی رہ گیا اور پھر دونوں القاب باہمی امتزاج پا کر بصورت ''یوز آصف نبی'' بطور مرکب لقب کے استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ وہی شہزادہ اہالیان کشمیر کے اندر اب تک ''یوز آصف نبی'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی سادہ لوحی اور سطحی فہم کی بناء پر ''یوز آصف نبی'' کے لفظ کو جو دراصل ''یوز اصفہان نبیرۂ ایران'' تھا۔ عیسیٰ مسیح قرار دے کر اس کو وفات یافتہ بنا لیا اور دنیا میں شور وغوغا برپا کر دیا کہ عیسیٰ مسیح مر گیا ہے اور اس کی بجائے میں ہی خود مسیح یا مثیل مسیح بن گیا ہوں۔ قلت

شیخ کشمیری است شیر کاشمیر ہم چنیں تو یوز آصف را بگیر

شیخ عبداللہ کشمیری شیر کشمیر ہے۔ اسی طرح تو یوز آصف کو بھی سمجھ لے۔

شیر را دراصفہان نامند یوز ہمچنیں کجے راہی گویند کوز

اصفہان کے اندر شیر کو یوز کا نام دیتے ہیں اور اسی طرح ٹیڑھی چیز کو کوز کہتے ہیں۔

تو بدین خویش کو زد کج مرو وزکجی در قادیان از حج مرد

تو اپنے دین کے اندر ٹیڑھا اور کبڑا ہو کر نہ چلا اور اپنی کجی کی بناء پر قادیان کے اندر حج کو نہ لیجا۔

ہمچو مکہ قادیان تو چراست یوز آصف عین عیسیٰ از کجاست

تیرا قادیان مکہ مکرمہ کی مانند کیوں ہے اور یوز آصف عیسیٰ کی مانند کہاں سے بن گیا۔

یوز آصف بود یوز اصفہان جزو آخر را ربود اہل زمان

یوز آصف دراصل یوز اصفہان تھا اور زمانہ کے لوگ اس کے آخری حصہ کو چھین کر لے گئے۔

ایں لقب مشہور شد اورا چناں کہ زنامش محو شد نام و نشان

اس کا یہی لقب (یوز آصف) اتنا مشہور ہو گیا کہ اس کے اصلی نام کا نام ونشان مٹ گیا۔

یوز آصف نیست عیسیٰ بالیقین ہم چنیں ایں اصفہان و فلسطین
یقیناً یوز آصف عیسیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ شہر اصفہان شہر فلسطین نہیں ہے۔
مولد آں بود شہر اصفہان مولد عیسیٰ فلسطین را بداں
اس کی ولادت گاہ شہر اصفہان تھا اور عیسیٰ کی ولادت گاہ کو فلسطین سمجھ لے۔
آن نبیرہ بود در ایران خویش برد در کشمیر ایں سامان خویش
وہ اپنے ایران میں شاہ ایران کا نواسہ تھا اور وہ کشمیر کے اندر اپنا یہی سامان یوز آصف لقب لے گیا۔
چوں بکشمیر آمد اواز اصفہان شد نبی از گفتن اہل زماں
جب وہ اصفہان کو چھوڑ کر کشمیر میں آ گیا تو لوگوں کی گفتگو سے نبی بن گیا۔
تو نبیرہ را نبی گوئی چرا ایک فتنہ را بپا کر دی بما
تو نبیرہ کو نبی کیوں کہتا ہے۔ اے وہ شخص جس نے ہم کو فتنہ کے اندر ڈال دیا۔
یوز آصف رامکن عیسیٰ مسیح ورنہ دین خویش را کردی فضیح
تو یوز آصف کو عیسیٰ مسیح نہ بنا۔ ورنہ تو نے اپنے دین کو رسوا کر دیا۔
جلسۂ ایں قادیانیت نیست حج راست قد مردے نباشد کوز و کج
تیرے قادیان کا جلسہ حج نہیں بن سکتا اور سیدھے قد والا آدمی ٹیڑھا اور کبڑا نہیں کہلاتا۔

چونکہ مجھ سے قبل کسی باعلم مؤرخ نے میری بیان کردہ توجیہہ کو ذکر نہیں کیا۔ اس لئے بفضل خدا صرف میں ہی اس میں منفرد ہوں اور یہی توجیہہ میرا ایک علمی و تاریخی نشان ہے۔

عذر بست و ہم

یہ ہے کہ: ”آیت: ”وانہ لعلم للساعۃ“ سے عیسیٰ مسیح مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں اور پھر یہاں پر لفظ ”الساعۃ“ سے مراد روز قیامت نہیں ہے۔ بلکہ وہ موعود عذاب مراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کی طرف سے یہودیوں پر پڑا۔“

(اعجاز احمدی ص۲۰، ۲۱، خزائن ج۱۹ ص۱۲۹)

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ ”انہ“ کی ضمیر اپنے سیاق و سباق یا اپنے مابعد و ماقبل کے پیش نظر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عائد ہے۔ کیونکہ فقرہ زیر بحث سے قبل آیت ”ولما ضرب ابن مریم “مثلاً اور اس کے بعد آیت ”ولما جاء عیسیٰ بالبینٰت “موجود و مذکور ہے۔ جو

متنازعہ فیہ ضمیر کے مرجوع کو متعین کرتی ہے۔گویا کہ سیاق وسباق دونوں تائید کرتے ہیں کہ اسی ضمیر کا مرجع صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی بن سکتے ہیں۔اگر بفرض محال بزعم مرزا آیت ”وانہ لعلم للساعۃ “ کی ضمیر کا مرجع آنحضرت ﷺ کو قرار دیا جاوے۔جب کہ آپ کا ذکر شریف اسی سارے رکوع میں نہیں ہے تو قرآن مجید پر خلط مبحث کا الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے حالات عیسیٰ کو بیان کرتے ہوئے درمیان میں ایک غیر متعلق فقرہ کو لاکر سامعین کے دماغوں کو مشوش اور پریشان کر دیا ہے۔کیونکہ بیان ہونے والے سلسلۂ حالات کے ٹوٹنے سے سامعین پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ فوراً اپنے متکلم پر خبطی ہونے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔بہر حال مرزا قادیانی کا نظریہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔جس سے وہ خود خبطی اور سطحی الفہم قرار پاتا ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ کہ یہاں پر لفظ ”الساعۃ“ سے مراد روز قیامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ بلاشبہ عیسیٰ علیہ السلام علم قیامت بمعنی نشان قیامت اور علامات قیامت ہے۔پس تم لوگ اس روز قیامت پر شک نہ کرو جس سے قبل حضرت عیسیٰ بطور نشان قیامت کے نازل ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں لفظ ”السـاعۃ“ سے مراد روز قیامت اور عذاب قیامت ہی ہے۔جیسا کہ خود آیت متنازعہ ”وانہ لعلم للساعۃ“ کے تھوڑے فاصلہ کے بعد آیت ذیل: ”وان السـاعۃ اٰتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور “ ﴿یقیناً اور بلا ریب قیامت آنے والی ہے اور یقیناً خدا تعالیٰ قبروں سے مردوں کو نکالنے والا ہے۔﴾ موجود ہے جس میں قیامت کا آنا اور قبروں سے مردوں کا نکلنا مذکور ہے۔

الجواب ثالثاً

یہ ہے کہ آیت زیر بحث: ”وانـہ لعلم اللساعۃ“ سے قبل بالاتصال آیت ذیل موجود ہے۔”ولـو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون “ ﴿اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتوں کو پیدا کر کے زمین کے اندر ٹھہرا لیتے۔﴾

جس میں ملائکۃ اللہ کے ذکر کو بلاوجہ اور بلا مناسب حالات عیسیٰ کے درمیان لایا گیا ہے جو بظاہر غیر انسب اور بے ربط معلوم ہوتا ہے اور اس طرح قرآن حکیم نے خلط مبحث کا ارتکاب کر کے اپنی فصاحت وبلاغت کو داغدار کر دیا ہے۔میری طرف سے اسی اعتراض کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اسی آیت کا آخری حصہ جو مشبہ بہ کا مقام رکھتا ہے بطور ایجاز الحذف جو علم البلاغت کی ایک اہم صنعت ہے۔محذوف ہے۔جب کہ حذفیات قرآن اعجاز قرآن کا ایک عظیم حصہ ہیں۔

بنابرآں قرآن مجید کی اصل عبارت بطور ذیل ہے: "ولو نشآء لجعلنا منکم ملآئکة فی الارض یخلفون ٭ کما جعلناہ منھم یخلف فی السمآء" ﴿اگر ہم چاہتے تو تم کو فرشتوں میں سے پیدا کر کے زمین کے اندر ٹھہراتے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو ان فرشتوں سے پیدا کر کے آسمان میں ٹھہرایا ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نفخ جبریل سے پیدا ہو کر مقیم آسمان بنا۔ اسی طرح فرشتگان انسانوں سے پیدا ہو کر مقیم زمین بن سکتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا نے پہلا کام کر لیا ہے تو دوسرا کام بھی اس کے اختیار واقتدار میں شامل ہے اور مفہوم یہ رہا کہ جب فرشتوں کا انسانوں سے بالقوہ پیدا ہو کر زمین پر رہنا عنداللہ ممکن ہے تو عیسیٰ کا جبریل کی پھونک سے بالفعل پیدا ہو کر آسمان پر رہنا بھی درست ہے۔

چنانچہ اس قسم کے حذفیات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہیں۔ جن کو علم البلاغة میں ایجاز الحذف کا نام دیا جاتا ہے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک لفظ یا جملہ کو حذف کر کے عبارت قرآن کو اختصار کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ تاکہ عبارت میں طوالت نہ ہو۔ جیسا کہ آیت ذیل میں شرط موجود ہے اور جزائے شرط محذوف ہے۔

"ولو تریٰ اذ وقفوا علی النار ٭ لرأیت امراً فضیعاً" ﴿اگر تو ان کو دیکھتا جب وہ آگ پر لائے گئے تو تو ایک ہولناک منظر کو دیکھتا۔﴾

یعنی آیت ہذا کا آخری جملہ "لرأیت امراً فضیعاً" جو جزائے شرط بننے والا ہے۔ یہاں پر محذوف ہے اور پھر آیت ذیل کا آخری جملہ جو معطوف بننے والا ہے بمعہ حرف عطف کے محذوف ہے اور صرف معطوف علیہ موجود ہے۔

"لا یستوی من انفق من قبل الفتح وقاتل (ومن انفق من بعدہ وقاتل)" ﴿جس نے فتح مکہ سے قبل خرچہ کر کے جہاد کیا اور جس نے فتح مکہ کے بعد خرچہ کر کے جہاد کیا دونوں برابر نہیں ہیں۔﴾

بنابرآں میں نے آیت زیر بحث کے اندر مشبہ بہ جملہ کو بمعہ حرف تشبیہ کے محذوف قرار دے کر سلسلہ آیات کو مربوط و برمحل بنا دیا ہے۔ جس سے قرآن مجید پر خلط مبحث کرنے کا الزام ختم ہو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلقہ حالات کا سلسلہ ترتیب وار بن جاتا ہے اور وہ زمین سے مرفوع ہو کر مکین آسمان قرار پاتا ہے۔ چونکہ میری بالا توجیہ کو کسی مفسر قرآن نے

ذکر نہیں کیا۔ اس لئے اسی توجیہہ کو میرا ایک علمی نشان قرار دیا جاسکتا ہے۔ بہرحال میری توجیہہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکین آسمان بنا کر اور پھر قبل از قیامت علم قیامت بنا کر نازل ہونے والا ثابت کر دیا ہے۔

عذر بست و یکم

یہ ہے کہ: ”آیت مثلاً: ”لبنی اسرائیل“ میں یہودیوں کے لئے ایک مثالی عذاب کا ذکر ہے۔“ (اعجاز احمدی ص۲۱، خزائن ج۱۹ ص۱۲۹)

الجواب

یہ ہے کہ سالم آیت بطور ذیل ہے جس میں مسیح بن مریم پر ہونے والے ایک عظیم انعام کا تذکرہ ہے اور پھر اس کے نشان قدرت بننے کا ذکر ہے۔ یہاں پر بزعم مرزا کسی قسم کے عذاب وعقاب کا بیان نہیں ہے۔ قال تعالیٰ: ”ان ہو الا عبد انعمنا علیه وجعلناہ مثلاً لبنی اسرائیل“ ﴿مسیح ابن مریم صرف ایک عبد خدا ہے جس پر ہم نے انعام واکرام کیا ہے اور جس کو ہم نے قوم بنی اسرائیل کے لئے نشان قدرت بنایا ہے۔﴾

دیکھئے کہ آیت ہذا تو حضرت مسیح کو نشان قدرت اور منعم علیہ ظاہر کرتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی بے راہ روی اس آیت کو ایک عذاب پر چسپاں کرتی ہے جو طیطوس رومی کے وقت میں یہودیوں پر آیا۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

میں اس وقت مناسب سمجھتا ہوں کہ اسی آیت کی تقریب کے سلسلہ میں اپنا وہ خط یہاں درج کر دوں جو کہ میں نے قادیانی عبداللطیف بہاول پوری کو لکھا تھا جو میرے ساتھ ہائی سکول رحیم یار خان میں رفیق مدرس تھا اور جو مرزائیت اختیار کر کے قادیان چلا گیا اور پھر تقسیم ہندوستان کے بعد پاکستان کے مرزائی قصبہ ربوہ میں آ گیا۔

جناب مولوی عبداللطیف صاحب بہاول پوری

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

میں نے آپ سے بذریعہ خط وکتابت ایک آیت قرآن کے سمجھنے کی استدعا کی تھی اور آپ نے میری گذارش کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔ میری مطلوبہ حل طلب آیت حسب ذیل ہے: ”ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدون“ ﴿جب ابن مریم کو بطور نشان قدرت کے بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس کے متعلق شور وغوغا کرتی ہے۔﴾

یہاں پر لفظ "قومک/ ۱۶۶" کے اعداد حروف یک صد چھیاسٹھ ہیں۔ جیسا کہ مرزائی قصبہ قادیان/ ۱۶۶ کے اعداد حروف یکصد چھیاسٹھ ہیں۔ لہٰذا اسی اعداد توافق سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم آج سے چودہ صد سال قبل پیش گوئی کرتا ہے کہ آئندہ زمانہ کے اندر مرزائی قصبہ قادیان سے ایک ایسی قوم برپا ہوگی جو ابن مریم کے خلاف شور وغوغا کرے گی۔ چنانچہ وہی قوم مرزا اور مرزا کی پیدا کردہ مرزائی جماعت ہے جو قادیان سے برپا ہوکر مسیح ابن مریم کے خلاف ساری دنیا میں شور وغوغا کر رہی ہے اور اس کو مردہ بتا کر مدفون کشمیر یقین کر رہی ہے اور پھر لفظ "قومک" بمعنی تیری قوم سے اشارۃً پایا جاتا ہے کہ ایسی قوم یقیناً کافر قوم ہوگی۔ کیونکہ جہاں پر قران حکیم نے اسی لفظ کو آنحضرت ﷺ کے تعلق سے ذکر کیا ہے۔ اس قوم سے کافر قوم مراد لی ہے۔ بنابرآں بقول قرآن مرزا واہل مرزا کافر اور بے ایمان لوگ ہیں اور اسی آیت کے بعد دیگر آیت یوں ہے: "وقالوا اٰلھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلاً" ﴿اور انہوں نے کہا کہ کیا ہمارے معبودان اچھے ہیں یا وہی اچھا ہے؟ انہوں نے آپ سے اس کا ذکر صرف نزاع وفساد کے لئے کیا ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ ان کا یہی قول بطور استفہام اقراری کے ہے کہ ان کے معبودان مزعومہ مسیح ابن مریم سے بہتر ہیں اور وہ ان سے بہتر نہیں ہے۔ بلکہ کمتر سے کمترین ہے اور بدتر سے بدترین ہے۔ دراصل یہی قول مشرکین مکہ کا ہے کہ وہ اپنے اصنام باطلہ کو مسیح ابن مریم سے بہتر اور بالاتر یقین کرتے تھے اور عند اللہ کافر وملحد قرار پائے اور بعینہ اسی قول مشرکین کے مطابق مرزا قادیانی نے بھی اپنے آپ کو حضرت مسیح سے بہتر اور بالاتر قرار دے کر کہا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

چونکہ مشرکین مکہ اور مرزا قادیانی کے اقوال باہم مطابق ومترادف ہیں۔ کیونکہ اوّل الذکر نے اپنے معبودان باطلہ کو اور ثانی الذکر نے خود اپنے آپ کو حضرت مسیح سے بہتر اور بالاتر کہا ہے۔ اسی لئے مشرکین مکہ کی طرح مرزا اور مرزائی جماعت بھی کافر وملحد ہے اور میں نے اسی مرزائی شعر کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھیڑو — اس سے جلتا غلام احمد ہے

اور پھر مذکورہ بالا آیت کے بعد آیت ذیل موجود ہے جس میں مرزا قادیانی کو شیطان گردانا گیا ہے۔

''ولا یصدنکم الشیطٰن انه لکم عدو مبین '' ﴿اورتم کوشیطان نہ روکنے پائے۔ کیونکہ وہ تمہارا عدو مبین ہے۔﴾

کیونکہ وہ قرآن مجید کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کو علم قیامت اور نشان قیامت نہیں مانتا۔ وجہ یہ ہے کہ لفظ ''الشیطٰن '' کے اعداد حروف پورے چار صد ہیں اور نو صد اعداد کا ایک لفظ محذوف ہے اور لفظ شیطان کے اعداد ۴۰۷ ہیں اور ۹۳۰ عدد کا لفظ ظل محذوف ہے اور ''ظل شیطان '' کے اعداد ۱۳۰۰ ہیں۔ بنابرآں مسیح ابن مریم کا عدو مبین غلام احمد قادیانی ہے اور اصل عبارت قرآن یوں ہے:''ولا یصدنکم مضلل الشیطٰن انه لکم عدو مبین '' ﴿اورتم کو شیطان کا گمراہ کردہ آدمی نہ روکنے پائے۔ کیونکہ وہ تمہارا اعلانیہ دشمن ہے۔﴾

یا یوں ہے:''ولا یصدنکم ظل شیطٰن انه لکم عدو مبین '' ﴿اورتم کو ظل شیطان نہ روکے کیونکہ وہ تمہارا عدو مبین ہے۔﴾

نیز قرآن مجید کے اندر مسیح ابن مریم کے ذکر سے پہلے فرعون اور آل فرعون کا بیان ہے۔ جس میں ان کے انجام بد کی تشریح کی گئی ہے اور بذریعہ غرق دریا ان کی ہلاکت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قال تعالیٰ:''فلما اسفونا انتقمنا منهم فاغرقناهم اجمعین فجعلناهم سلفاً ومثلاً للاٰخرین '' ﴿جب انہوں نے ہم کو ناراض کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کردیا اور ان کو گیا گذرا اور آخرین کے لئے نشان عبرت بنادیا۔﴾

بروئے آیت ہذا فرعون وقوم فرعون کی تباہی بذریعہ غرق دریا عمل میں آئی اور ضمناً مرزا قادیانی کی ہلاکت مخفی بیان کردی گئی ہے۔ کیونکہ فعل ''اغرقنا'' کے اندر لفظ ''غرق'' بطور مصدر کے مستور ومحجوب ہے۔ جس کے اعداد حروف مرزا (غلام احمد قادیانی) کے اعداد حروف کے برابر پورے تیرہ صد ہیں۔

بنابرآں دونوں نے خدا تعالیٰ کو ناراض کیا اور غرق ہوئے۔ اگر کہا جاوے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ہلاکت بذریعہ غرق دریا نہیں ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اس کی ہلاکت دریائے راوی کے کنارے شہر لاہور میں ہوئی ہے اور صرف ایک ادنیٰ اور معمولی مناسبت کی بناء پر اس کی ہلاکت کو لفظ غرق کے اندر بطریق اعداد لایا گیا ہے۔ ورنہ یہ شخص غرق آب نہیں ہوا۔ بلکہ غرق ہیضہ ہوا اور پھر فرعون ومرزا قادیانی کی ہلاکت کو اس لئے ہموا گردانا گیا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کو ناراض وناخوش کیا اور مرزا قادیانی نے

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت اور ختم رسالت کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کو ناخوش اور برہم کیا اور فرعون کی طرح ہلاکت کے منہ میں چلا گیا اور آنے والوں کے لئے نشان عبرت بن کر رہا۔ علاوہ ازیں قرآن مجید نے فرعون اور قوم فرعون کو سلف بمعنی ہالک اور گیا گذرا کہا۔ ''سلفاً ومثلاً للاٰخرین ''اور مسیح ابن مریم کو سلف بمعنی ہالک اور گیا گذرا نہیں کہا۔ بلکہ صرف ''مثل'' بمعنی نشان قدرت کہا: ''وجعلناہ مثلاً لبنی اسرائیل ''بحالات بالا صراحۃً ثابت ہو گیا کہ فرعون بمعہ قوم فرعون کے ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ اب تک زندہ ہے اور کسی وقت واپس آ کر مرزائیت کا منہ کالا کرے گا اور اہل مرزا کو مسلمان بنائے گا۔

مزید برآں آیت فرعون میں لفظ انتقام ہے جو ہلاکت دیتا ہی لاتا ہے اور آیت مسیح میں لفظ انعام مذکور ہے جو زندہ کو مارنے کی بجائے اس کو طویل زندگی دیتا ہے۔ کیونکہ زندہ آدمی کو لمبی زندگی سے نوازنا ایک انعام عظیم ہے۔ (حکیم میر محمد ربانی)

قادیانی مولوی صاحب نے میرے خط کا ایک غیر معقول اور گول مول شتم آمیز جواب ضرور بھجوایا ہے۔ لیکن میرے جواب الجواب پہنچتے پر وہ ہمیشہ کے لئے مبہوت و خاموش ہو کر رہ گیا۔ میرے جوب الجواب کے آخر میں میرے چند فارسی اشعار تھے۔ جن میں اس کی ہلاکت کے لئے ایک واضح پیش گوئی تھی اور وہ قلیل مدت میں ہلاک ہو کر میری صداقت کا نشان بن گیا۔ محولہ اشعار بطور ذیل ہیں:

چوں تو نامیدہ شدی عبداللطیف — فطرت خود راز غصہ کن خفیف

جب تیرا نام عبداللطیف رکھا گیا ہے تو تو اپنی فطرت کو غصہ سے ہلکا کر دے۔

لطف ہائے نام خود بردی کجا — چونکہ برمن آمدی زنبور سا

تو اپنے نام کی مہربانیاں کہاں لے گیا۔ جب کہ تو بھڑ بن کر مجھ پر آ گیا۔

خصلت زنبور از خود دور کن — ورنہ خود را زود در تنور کن

بھڑ کی عادت کو اپنے سے دور کر دے۔ ورنہ جلد تر اپنے آپ کو تنور میں ڈال دے۔

ہر کہ بہر مومناں زنبور ماند — زود تر قہر خدایم را بخواند

جو شخص مؤمنین کے لئے بھڑ بن گیا۔ اس نے جلد تر قہر خدا کو بلا لیا۔

اے برادر خوئے زنبوری فگن — ورنہ آید برتو مرگ نیش زن

اے بھائی جان! بھڑ کی عادت کو پھینک دے۔ ورنہ تم پر ڈنک مارنے والی موت آ جائے گی۔

عذر بست و دوم

یہ ہے کہ: ”مرزا قادیانی کے عہد میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگ چکا ہے۔ لہٰذا وہ مہدیٔ موعود ہے۔“ (اعجاز احمدی ص۳۲، خزائن ج۱۹ ص۱۴۱)

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے عہد میں ہونے والا سورج گرہن اور چاند گرہن محولہ حدیث کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ مبینہ دونوں گرہن بیان حدیث کے بالکل برعکس ہوئے ہیں اور اصل حدیث جو ہم میں اور مرزا قادیانی کے درمیان میں متنازعہ فیہ ہے وہ حسب ذیل ہے اور امام محمد بن علی (امام باقرؒ) سے مروی ہے کہ: ”ان لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموٰت والارض تنكسف القمر لاوّل ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فى النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموٰت والارض“ ﴿بلاشبہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے واقع نہیں ہوئے۔ چاند ماہ رمضان کی پہلی رات کو تاریک ہوگا اور سورج اس کے نصف میں تاریک ہوگا اور یہ دونوں نشان جب سے خدا نے آسمان و زمین کو بنایا، واقع نہیں ہوئے۔﴾ جاننا چاہئے کہ:

اوّلاً...... حدیث ہذا کے مطابق چاند گرہن کا وقوع رمضان شریف کی پہلی رات کو اور سورج گرہن کا وقوع نصف رمضان کے دن کو جو پندرہ تاریخ ہوتی ہے ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا اور اس کے برعکس چاند گرہن رمضان شریف کی تیرھویں رات کو اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کے دن کو ہوا ہے جو بیان حدیث اور الفاظ حدیث کے برخلاف ہوا ہے۔ بنابرآں واقع ہونے والے دونوں گرہن مرزا قادیانی کے مہدی ہونے کی تائید و تصدیق نہیں کرتے۔

ثانیاً...... یہ کہ حدیث بالا میں بیان ہونے والے دونوں گرہنوں کو آیت اللہ کہا گیا ہے اور آیت اللہ اس نشان کو کہا جاتا ہے جو بطور خرق عادت اور رواج عام کے خلاف واقع ہو جیسے: ”وجعلنا ابن مريم وامه اية“ ﴿ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان قدرت بنایا۔﴾

چونکہ پیدائش کا عام دستور یہ ہے کہ بچہ اپنے ماں باپ کے باہمی اجتماع سے پیدا ہوتا ہے اور بیوی اپنے شوہر کے ملنے سے بچہ جنتی ہے۔ اس لئے بے پدر بچہ کا صرف ماں سے پیدا ہونا اور ایک عورت کا بے خاوند جننا، آیت اللہ ہے اور ماں باپ رکھنے والے بچوں کی پیدائش کو آیت اللہ نہیں کہا جاتا۔ بنابرآں مرزا قادیانی کے عہد میں ہونے والے دونوں گرہن آیت اللہ نہیں

ہیں۔ بلکہ عادت اللہ اور سنت اللہ ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں گرہن دستور عام اور رواج مقرر پر ہوئے ہیں اور بطور خرق عادت اور خلاف دستور نہیں ہوئے۔ لہٰذا مرزا قادیانی مہدی موعود نہیں ہے۔

ثالثاً...... یہ کہ حدیث بالا میں مذکور ہونے والے مہدی کو حضرت امام باقر نے بلفظ "مھدینا" بمعنی ہمارا مہدی کہا ہے اور صرف مہدی نہیں کہا۔ وجہ یہ ہے کہ امام موصوف کی طرف سے حدیث ہذا میں دو قسم کے مہدیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک سچا مہدی جس کو "مھدینا" بمعنی ہمارا مہدی بتایا گیا ہے اور اس کو خاندان سادات میں سے ایک عظیم فرد ظاہر کیا گیا ہے اور جو صراحتہً مذکور ہے اور دوسرا جھوٹا مہدی جس کو بطور مفہوم مخالف کے ضمناً اور اشارۃً ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ وہ ہمارا مہدی نہیں ہے بلکہ مہدی الغیر ہے اور اسلام و مسلمین کے خلاف کام کرے گا۔ یعنی امام موصوف کا مقصد وحید یہ ہے کہ جو فرد ہمارا مہدی ہو کر خاندان سادات میں سے ہوگا اس کے عہد میں ہمارے بیان کردہ دونوں گرہن واقع ہوں گے اور جو شخص ہمارا مہدی نہیں ہوگا بلکہ خاندان سادات کی بجائے دیگر خاندان سے برپا ہوگا وہ کاذب وبطال مہدی ہوگا اور اس کے عہد میں ہمارے بیان کردہ دونوں گرہن نہیں ہوں گے۔ بلکہ دیگر تاریخوں کے شمسی وقمری گرہن ہوں گے۔ چنانچہ حدیث بالا کے مطابق مرزا قادیانی کے عہد میں ہونے والے دونوں گرہن سچے مہدی والے گرہن نہیں ہیں۔ بلکہ جھوٹے مہدی والے گرہن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰" اور لفظ "مھدی الغیر/۱۳۰۰" اور لفظ "غیر المھدی/۱۳۰۰" کے اعداد حروف برابر ہیں جو پورے تیرہ صد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز مہدی اسلام نہیں ہے۔ بلکہ غیر المہدی ہے اور پھر وہ اسلام اور اہل اسلام کا مہدی نہیں ہے۔ بلکہ مہدی الغیر ہے جس کو حکومت برطانیہ نے کھڑا کر کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا۔

رابعاً...... یہ کہ حدیث بالا کے اندر بیان ہونے والے دونوں گرہنوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ زمین وآسمان کی پیدائش سے لے کر تا قیام قیامت صرف ایک بار ہوں گے بار بار نہیں ہوں گے اور عادۃ اللہ کے خسوف وکسوف ہر سال ہوا کریں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے عہد میں آیت اللہ بننے والے دونوں گرہن نہیں ہوئے۔ اس لئے یہ شخص مہدی اللہ نہیں ہے بلکہ مہدی الافرنج اور مہدی الکفار ہے۔ کیونکہ عمر بھر کفار کے مفاد میں کام کرتا رہا۔

اب یہاں مرزا قادیانی کا صرف ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حدیث زیر بحث کے اندر خسوف قمر کا ذکر ہے۔ خسوف ہلال کا ذکر نہیں ہے اور قمر تین رات کے بعد والے چاند کو کہا جاتا ہے اور پہلی رات کے چاند کو صرف ہلال کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر فی الواقع پیش گوئی ہذا

کے اندر پہلی رات کے چاند کا گرہن مراد ہوتا تو بجائے انخساف قمر کے انخساف ہلال کا ذکر ہوتا۔ لہٰذا تیرھویں رات کا چاند گرہن مراد لینا صحیح اور درست ہے۔

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ قرآنی اصطلاح میں شمس کے ساتھ ہمیشہ قمر کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ ہلال کا ذکر نہیں ہوتا۔ خواہ قمر سے ہلال ہی مراد کیوں نہ ہو۔ جیسے: ''الشمس والقمر بحسبان'' ﴿سورج اور چاند سے گنتی کا حساب ہوتا ہے۔﴾

اور یہ بات مسلّم بین الفریقین ہے کہ قمری مہینہ کا حساب ہلال سے شروع ہوتا ہے اور ہلال کی پہلی رات کو مہینہ کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ بنابرآں یہاں پر لفظ قمر کو ہلال پر استعمال کیا گیا ہے۔ اور جیسے: ''ھو الذی جعل الشمس ضیآء والقمر نوراً'' ﴿اسی خدا نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور دیا۔﴾

چنانچہ ہلال سے لے کر بدر تک چاند کی سب اشکال وصور کو ذی نور اور چمکنے والا کہا گیا ہے۔ اگرچہ بدر کی نسبت ہلال کے اندر کم روشنی اور قلیل نورانیت ہوتی ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ اعتراض کہ ہلال کو قمر نہیں کہا جاتا۔ غلط ہو کر بے نتیجہ حیلہ کی کوشش کی ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ کہ یہ آیت: ''والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلاھا'' ﴿قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے چاند کی جو سورج کے تعاقب میں رہتا ہے۔﴾

کے اندر چاند کو سورج کے پیچھے آنے والا کہا گیا ہے۔ چنانچہ پہلی رات کا چاند بصورت ہلال سورج کے غروب کے بعد ہی طلوع ہو کر نظر آتا ہے اور پندرہ کی رات کا چاند بصورت بدر سورج نکلنے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ گویا کہ آیت ہذا میں ہلال اور بدر دونوں کو قمر کہا گیا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا اعتراض باطل ہو کر بے نتیجہ رہا۔

جاننا چاہئے کہ بروئے انجیل متی باب:۲۴، آیت:۲۹، ۳۰ مذکور ہے کہ یہ دونوں نشان نزول مسیح از آسمان کے وقت میں واقع ہوں گے۔ جیسا کہ حسب ذیل ہے:

''اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم (مسیح) کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔''

چونکہ مہدی اور مسیح دونوں کا زمانہ اور مشن ایک ہوگا۔ اس لئے حدیث امام نے بھی دونوں نشان امام مہدی کے لئے بتائے اور انجیل متی نے مسیح کے لئے کہے اور پھر یہ بھی واضح ہوگیا کہ مسیح اور مہدی دو اشخاص ہیں اور ایک شخص کے دو القاب نہیں ہیں اور یہ بھی عیاں ہے کہ مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہونے سے یہ مراد ہے کہ مسیح آسمان سے اترتا ہوا دکھائی دے گا اور مہدی پہلے سے موجود ہوگا۔

(نوٹ: مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی ص۳۲، خزائن ج۱۹ ص۱۴۳) پر دس اشعار کی ایک نظم لکھی ہے۔ ذیل میں مصنف نے ۵۵ اشعار پر مشتمل نظم سے جواب دیا ہے۔ مرتب!)

اردو نظم کا جواب اردو قصیدہ میں

آج آیا دل میں میرے یہ خیال — کہ کروں اسلام کی کچھ دیکھ بھال
کیونکہ مرزا اس کے پیچھے پڑ گیا — جس سے یہ رہتا ہے ہر دم پر ملال
شان و عظمت اس کی اب مجروح ہے — ہو گیا کمزور اب اس کا جلال
ہے جہاں میں دین میرا ناتواں — آ گیا ہے شان پر اس کی زوال
خوب تر اسلام تھا ادیان میں — اب ہوا مجروح کیوں اس کا جمال
کافروں کا دین ہے اہل جہاد — اس سے میرا دین کیوں ہے خشک سال
ہر جگہ اسلام کی تذلیل ہے تضحیک ہے — اس میں پیدا کیوں ہوا عزت کا کال
میں نے سوچا ہے بہت اس باب میں — کہ کہاں سے آ گیا یہ اختلال
بات ساری کھل گئی ہے اسلام کی — کھل گیا یہ راز سارا بالکمال
قادیان میں اک غلام احمد ہوا — جس سے ہے اسلام میرا خستہ حال
یہ جہاد دین ہے دیں کا عزیز — ہے یہی اسلام کا ولد الحلال
دین کی ختم نبوت جان ہے — اس سے ہے اسلام زندوں کی مثال
آ گیا اسلام میں رگ گرگ دیں — جب کہ تھا اسلام میں قحط الرجال
آتے ہی اس نے جہاد دین سے — کر لیا آغاز یاں جنگ و قتال
دور تھی ختم نبوت جنگ سے — لیک اس کا بھی ہوا یاں اشتمال
بن گئی یہ قادیاں میدان جنگ — اس میں زوروں پہ رہا جنگ و جدال
قادیان ہے ہند میں اک کربلا — اس میں مرزا ہے یزید پر ضلال

ہو گیا مقتول یاں دینی جہاد مل گیا اس کو نبی کا اتصال
رہ گئی ختم نبوت نیم جاں نیم جاں میں درد کا آیا ابال
پیش حق مظلومہ نے فریاد کی ربنا یا ربنا عندی تعال
ہے شہید قادیان میرا جہاد اے خدا اس کو ملا تیرا وصال
وہ محافظ تھا میرا آفات میں اب کرے گا کون میری یاں سنبھال
میرا حامی چل بسا تنہا ہوں میں اب ہوا جینا مرا مجھ پر وبال
اے خدا ظالم کو میرے غرق کر اور پھر اس کا کچومر دے نکال
غادر الدین میں نہیں ہے درد دیں درد مندی ہے زباں پر ایک چال
ہے بھی غدار دین غدار حق ہیں اسی کے ساتھ سب اہل و عیال
یہ جہاد دین ہے بھائی مرا میں ہوں ہمشیرہ بلا قیل و مقال
ہے برادر کا مرے قاتل بھی اس کو اس کے قتل پر دوزخ میں ڈال
ہے سزا اس قتل کی دوزخ کی آگ آگ سے اس کو نہ تو ہرگز نکال
ہے یزید دین یہ کافر پرست دین میں ثابت ہوا ہے بد مآل
یہ دعا مظلوم کی حق نے سنی آ گئی حق کی طرف سے اس کو کال
قادیاں سے موت اس کو لے چلی جا مرا لاہور میں یہ نونہال
جب کہ تھا لاہور گھر اسلام کا کر دیا کافر کو واپس اس کا مال
قادیاں تھی کھیت اس پودے کی جب بیج تھا اس میں گیا کافر کا لال
کاشتہ پودا تھا جب کفار کا کافروں کو دے کے آئی اس کی آل
گاؤ ماتا ہند کی تھی قادیاں پیٹ میں واپس کیا اپنا اکال
اب رہی باقی یہاں گوبر فقط ہیں لئے پھرتے جسے ربوی رجال
پاس تھا مظلوم کے شیطان بھی اس نے بی بی سے کیا اٹھ کر سوال
میرزا دلال ہے میرا یہاں تو نہ اس کو بددعا سے اپنی گال
قادیاں میں میں ہوں تاجر کفر کا میں بنا ہوں سیٹھ یہ میرا دلال
میری دلالی ہے اس پر فرض عین کیونکہ میں ہوں اصل یہ میرا ظلال
اصل اپنے سایہ سے غافل نہیں مجھ کو بھی ہر وقت ہے اس کا خیال
جب سنی بی بی نے اس کی التجا کہہ دیا مجھ سے نہ کر ایسی مقال

بدعا میری ہے اک تیر قضا
اس سے اس کا بچ نکلنا ہے محال

یہ گیا دوزخ کی جلتی آگ میں
اب نہیں اس کو نکلنے کی مجال

تو ہے شیطاں ظل شیطاں ہے یہی
تو ہے اس کی اصل یہ تیری نقال

دور ہو جا مجھ سے اے شیطان لعیں
ورنہ تجھ پر بھی پڑے گا یہ نکال

دور بھاگا اس سے شیطان بچ گیا
ورنہ اس کو گھیر لیتا یہ ابال

ہے بہشتی مقبرہ نام جہنم کا مقام
کیونکہ زقوم اس میں آیا سر نکال

میں نے خود دیکھا ہے واں پر یہ درخت
یہ فقط میرا نہیں ہے اک خیال

دیکھ کر زقوم کو میں نے کہا
کہ یہاں پر ہے بچھا دوزخ کا جال

میں نکل آیا وہاں سے زود تر
کیونکہ مجھ کو تھی ڈراتی یہ شکال

پڑھنے والو گر ہو تم کو اس میں شک
جا کے خود دیکھو اسی کے خدوخال

ہے حکیم بھیروی مرزا کے ساتھ
جیسے یک جا مرد ہے اور اس کی زال

مرد و بیوی ہیں یہاں پر ساتھ ساتھ
تا قیامت ان کو حاصل ہے وصال

عذر بست وسوم

یہ ہے کہ: ”مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا کہ لفظ ”عجب“ کا استعمال بصلہ لام نہیں آتا اور صرف بصلہ ”من“ آتا ہے اور مرزا قادیانی نے بصلہ لام کی مثالیں دکھا کر اس کو رسوا وذلیل کیا۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۴)

الجواب

یہ ہے کہ غالباً مولوی صاحب کی رائے قلت وکثرت استعمال پر مبنی تھی۔ یعنی ان کا خیال تھا کہ یہ لفظ بصلہ من کثیر الاستعمال ہے اور بصلہ لام نادر الوقوع ہے اور مرزا قادیانی نے مولوی صاحب کے اسی خیال کو کمل نفی کی شکل دے دی اور شور مچا دیا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی عربیت سے کورا ہے اور مولویت کا صرف ایک خالی ڈھول ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں بھی یہی کیفیت ہے کہ: ”عجب“ بصلہ لام صرف ایک آیت میں مستعمل ہے اور بصلہ من تقریباً دو آیات میں زیر استعمال آیا ہے جیسے: ”اکان للناس عجباً ان اوحینا • کانوا من اٰیاتنا عجباً • اتعجبین من امر اللّٰہ“ ﴿ کیا ہمارا وحی کرنا لوگوں کے لئے تعجب ناک ہے۔ ان لوگوں کو ہمارے آیات سے تعجب ہوتا تھا۔ کیا تجھ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے تعجب ہوتا ہے؟ ﴾

اور پھر مرزا قادیانی کے زیر جواب قصیدہ کے اندر بھی عجب بصلہ لام قلت سے اور بصلہ من کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قاری صاحبان قصیدہ کو پڑھ کر معلوم کرلیں گے۔

نیز گورنمنٹ برطانیہ نے مولوی صاحب زیر تذکرہ کو کچھ رقبہ دے کر لوگوں کی طرح آبادکاری کے شرائط پر دے دیا۔ اس پر مرزا قادیانی جل اٹھا کہ اس کو زمین نہ ملی اور اس کے حریف کو مل گئی۔ سچ ہے۔

شور بختاں بآرزو خواہند مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

بدبخت لوگ نیک بختوں کی شان وعظمت کے زوال کی آرزو رکھتے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اگرچہ چگادڑ دن کو نہیں دیکھتا تو اس میں سورج کی روشنی کا کیا قصور ہوسکتا ہے۔

نیز مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ مولوی صاحب مذکور کی طرف سے مرزائی کتاب ’’اعجاز المسیح‘‘ کی اغلاط فاحشہ کی ایک طویل فہرست تیار کر کے اس کے علم میں لائی گئی ہے۔ بلکہ ان اغلاط کو پیش مرزا کر کے ان کی تصحیح کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ مخص تصحیح اغلاط نہ کرسکا اور احباب واعداء میں رسوا ہوا۔

اسی سلسلہ میں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اپنے چند علمی وادبی نشانات لکھ دوں جن میں میں نے مرزائیوں، عیسائیوں، بہائیوں کو مخاطب کیا ہے اور ان کے نظریات باطلہ کی تردید کر کے ان کو ساکت وخاموش بنایا ہے اور انہوں نے میری گرفت کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔

علمی وادبی نشانات محمدیہ

نشان اوّل درباره مسیح ومہدی

یہ کہ کراچی کی مرزائی جماعت کے مربی مولوی محمد اجمل شاہد نے میرے ساتھ حدیث: ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم‘‘ ﴿تم کیسے خوش قسمت ہوگے جب ابن مریم تمہارے اندر نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے برپا ہوگا۔﴾

پر بذریعہ خط وکتابت گفتگو شروع کر کے یہ مؤقف اختیار کیا کہ حدیث ہذا میں مرزا قادیانی کو ابن مریم اور امام کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ میں نے جواباً اس کو مفہوم حدیث کی چند توجیہات پیش کیں۔ پہلی وہ توجیہ ہے جو سابقاً مولوی ابوالعطاء جالندھری کے ذکر میں آچکی ہے اور باقی توجیہات بطور تکملہ تھیں۔

الف...... ابن مریم کو نازل فی الامۃ اور امام مہدی کو باعث من الامۃ کہا گیا ہے: "اذا نــزل ابن مریم فیکم و امامکم باعث منکم" لہٰذا نازل فی الامۃ اور باعث من الامۃ باہم متضاد ہیں۔

ب...... ابن مریم کے ذوالحال اور امام کو مقام حال میں لایا گیا ہے اور معنی حدیث یہ ہے کہ تم کیسے خوش قسمت ہو گے کہ بوقت نزول مسیح تمہارا امام برپا ہونے کے حالات میں ہوگا۔ جیسے "جآءنی زید والشمس طالعة" زید میرے پاس ایسے حالات میں آیا کہ سورج طلوع ہو چکا تھا۔ چنانچہ جیسے اس مثال میں زید اور سورج دو الگ الگ اشیاء ہیں۔ اسی طرح ابن مریم اور امام بھی دو الگ الگ اشخاص ہیں۔ کیونکہ حال ذوالحال کا غیر ہوتا ہے۔

ج...... امام کو منسوب بالامۃ بنا کر "امــامـکـم" تمہارا امام کہا گیا ہے اور ابن مریم کو منسوب بالامۃ بنا کر "ابن مریمکم" تمہارا ابن مریم نہیں کہا گیا۔ لہٰذا منسوب الامۃ اور غیر منسوب الامۃ باہم متغایر ہیں۔

د...... امت محمدیہ سے برپا ہونے والا امام امت ہے اور نازل ہونے والا صرف ابن مریم ہے اور امام امت نہیں۔ بنابر آں امام اور ابن مریم دو اشخاص ہیں۔

اور پھر میں نے اپنے خط کے آخر میں اس کو درج ذیل فارسی اشعار لکھے جس پر وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا اور خط و کتابت بند کر دی۔

ابن مریم از امام ما جد است — آں وزیر ماست وایں فرمانرواست

ابن مریم ہمارے امام سے ایک الگ شخص ہے وہ ہمارا وزیر ہے اور یہ ہمارا امیر ہے۔

ابن مریم پیش مہدی چوں وزیر — مہدئ ما پیش اوہم چون امیر

ہمارے مہدی کے آگے ابن مریم وزیر کی مانند ہے اور ہمارا مہدی اس کے آگے ایک امیر کی مانند ہے۔

من ندانم یک امیرے بے وزیر — ہر امیرے را وزیرے ناگزیر

میں کسی ایک امیر کو بغیر وزیر کے نہیں جانتا۔ کیونکہ ہر امیر کے لئے وزیر ضروری ہوتا ہے۔

میرزائیت نے امیر و نے وزیر — بلکہ پیش کافراں شد چوں فقیر

تیرا مرزا نہ امیر ہے اور نہ وزیر ہے۔ بلکہ کفار کے آگے ایک محتاج و فقیر کی مانند رہتا ہے۔

چوب کافر برسرا وشد فراز — ماند پیشش تادم آخر دراز

کافر کا ڈنڈا اس کے سر کے اوپر بلند رہا اور وہ مرتے دم تک کافر کے آگے لیٹا رہا۔

از کجا ایں مرد ہندی شد امام　　کہ امامت را نمے زیبد غلام

یہ ہندی شخص کہاں سے امام بن گیا۔ جب کہ امامت کے لئے ایک غلام موزوں نہیں ہے۔

ہوش کن ایں را مکن بہرت امیر　　ورنہ مانی تا ابد دردیں ضریر

اپنا ہوش سنبھال کر اس شخص کو اپنے لئے امیر نہ بنا، ورنہ تو ہمیشہ کے لئے اپنے دین کے اندر اندھا رہے گا۔

ہر کرا دردیں بود بندہ امام　　چوں امامش دین او شد ناتمام

جس شخص نے اپنے دین کے اندر ایک غلام کو امام بنالیا، تو اس کا دین اس کے امام کی مانند نامکمل رہا۔

گر توئی آزاد آزادی بگیر　　زیر ایں بندہ تو بربادی مگیر

اگر تو آزاد ہے تو آزادی کو اپنا لے اور اس غلام کے نیچے بربادی کو نہ اپنا۔

زود تراز دل غلامت را بکن　　خویش رابرپائے اوہر گز مزن

تو جلد تر غلام احمد کو اپنے دل سے نکال دے، اور اپنے آپ کو ہر گز اس کے پاؤں پر نہ ڈال۔

زیر پائے بندہ گرمانی بدیر　　ی کنی روباہ خود راجائے شیر

اگر تو دیر تک ایک غلام کا پابند رہے گا تو تو اپنے آپ کو بجائے شیر کے لومڑی بناتا ہے۔

در دو عالم نیست بہرت ہیچ خیر　　گر رسیدی از محمد سوئے غیر

اگر تو محمد ﷺ کو چھوڑ کر غیر کے پاس چلا گیا ہے تو دونوں جہانوں کے اندر تیرے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔

مرترا اندر جہاں احمد بس است　　کہ بجز احمد ہمہ خاک و خس است

تجھے دنیا کے اندر صرف احمد ﷺ ہی کافی ہے۔ کیونکہ احمد کے بغیر سب کچھ خاک دھول ہے۔

پیش احمد مرزا را احمد مکن　　بر محمد ایں ستم بے حد مکن

احمد ﷺ کے آگے مرزا کو احمد نہ بنا اور محمد ﷺ پر یہ بڑا ظلم نہ کر۔

بندۂ بندہ مماں آزاد باش　　برغلام احمدت حداد باش

ایک غلام کا غلام نہ بن بلکہ آزاد بن اور پھر اپنے غلام احمد پر ایک لوہار بن جا۔

بندۂ افرنگ را مہدی مکن　　ورنہ دینت راکنی از بیخ و بن

تو یورپ کے غلام کو مہدی نہ بنا۔ ورنہ تو اپنے دین کو تنا سمیت جڑ سے نکال دے گا۔

آں مسیح تو مسیح دیں نماند کاں بزیر کفر ماند وایں نماند

تیرا وہی مسیح دین کا مسیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کفر کے نیچے رہا اور یہ نہیں رہے گا۔

مہدئ ما عکس مہدی شماست ایں بزیر کفر وآں بر کفر ہاست

ہمارا مہدی تمہارے مہدی کے برعکس ہے۔ کیونکہ یہ مہدی کفر کے نیچے ہے اور وہ کفر کے اوپر ہوگا۔

مہدئ ما راست با کافر جہاد مہدیت راہست با او اتحاد

ہمارا مہدی کافر کے ساتھ جہاد کرنے والا ہے اور تیرا مہدی کافر کے ساتھ ایک ہوگیا۔

ہر دو مہدی ضد یک دیگر شدند چوں غلام احمد و احمد ضد اند

دونوں مہدی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جیسا کہ غلام احمد اور احمد باہم ضد ہیں۔

چوں من وتو درخیال و اعتقاد من مجاہد وزتو انکار جہاد

جیسا کہ میں اور تو اپنے خیال واعتقاد میں متضاد ہیں۔ یعنی میں مجاہد ہوں اور تو جہاد کا منکر ہے۔

نزد ما آ خواجۂ مارا گزیں تا بیابی از خدا دنیا ودیں

ہمارے پاس آ کر ہمارے آقا کا انتخاب کر لے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تجھ کو دین ودنیا مل جائے۔

زیر پائے بندگاں خیرت کجاست آنچہ خواہی زیر پائے مصطفاست

غلاموں کے پاؤں کے نیچے تجھ کو خیریت نہیں ملے گی۔ تو جو کچھ چاہتا ہے وہ مصطفیٰ کے پاؤں کے نیچے ہے۔

از غلامان جز غلامی نایدت برامامت مہدئ ما بایدت

تجھے غلاموں کی طرف سے غلامی کے بغیر کچھ نہیں ملے گا اور امامت کے اوپر ہمارے مہدی کو ہونا چاہئے۔

در غلامی خویش را رسوا مکن مہدیم را گیرد دیگررا مکن

تو اپنے آپ کو غلامی کے اندر رسوا نہ کر۔ میرے مہدی کو لے لے اور دوسرے کو مہدی نہ بنا۔

مہدئ آزاد آزادی دہد مہدئ افرنگ بربادی دہد

آزاد مہدی آزادی دیتا ہے اور یورپ کا مہدی بربادی دیتا ہے۔

زندگی خواہی بنزد زندہ رو نزد بندہ خویش را ما آور گرو

اگر تو زندگی چاہتا ہے تو زندہ مہدی کے پاس آ جا اور بندہ کے پاس اپنے کو گروی مت کر۔

لفظ مہدی بر غلام خود مبر ورنہ اندر دین مانی بے خبر

تو اپنے غلام پر مہدی کا لفظ نہ لے جا، ورنہ تو دین کے اندر بے خبر رہے گا۔

ایں غلامت را مسیح ما مکن ہر چہ خواہی کن ولے ایں را مکن

اپنے اسی غلام کو ہمارا مسیح مت بنا۔ تو جو کچھ چاہتا ہے کر لے۔ لیکن یہی کام نہ کر۔

بندۂ کافر نہ شد ہر گز مسیح کہ مریضے نیست مانند صحیح

کافر کے غلام کو ہرگز مسیح نہ بنا۔ کیونکہ مریض آدمی تندرست آدمی کے برابر نہیں ہے۔

از من مسکیں پند من بگیر ورنہ مانی تا ابد بے من ضریر

مجھ مسکین سے میری نصیحت کو لے لے۔ ورنہ میرے بغیر قیامت تک اندھا رہے گا۔

نشان دوم، در بارہ خواجہ غلام فرید چاچڑانی رحمہ اللہ

اچ شریف کے مشہور مرزائی مولوی غلام احمد اختر کے بیٹے بشیر احمد کے ساتھ ''غلامنی خط و کتابت'' اور مرزائی تعمیر مساجد پر پہلے پہل زبانی اور پھر تحریری گفتگو شروع ہوئی۔ قادیانی بشیر کا مؤقف یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑائی کے درمیان جو خط و کتابت اشارات فریدی حصہ سوم میں درج ہے وہ صحیح اور واقعاتی مکاتبت ہے۔ اس میں خواجہ صاحبؒ نے مرزا قادیانی کو مرد صالح اور مہدیٔ موعود تسلیم کیا ہے اور پھر مرزا قادیانی کی طرف سے غیر ممالک میں تعمیر مساجد کا سلسلہ ایک اہم اور درخشندہ کارنامہ ہے اور میرا مؤقف یہ تھا کہ مذکورہ مکاتبت جعلی اور غیر واقعاتی ہے اور تعمیر مساجد کا سلسلہ مخلصانہ نہیں ہے بلکہ منافقانہ اور جاسوسانہ رنگ سے رنگین ہے۔

پہلی بات کے متعلق اوّلاً جواب یہ ہے کہ مزعومہ ''غلامنی خط و کتابت'' سال ۱۳۱۴ھ کے اندر چند ماہ رہی اور پھر بند ہو گئی بعد میں خواجہ صاحبؒ نے مرزا قادیانی کا اور نہ مرزا قادیانی نے خواجہ صاحب کا تذکرہ کیا۔ ورنہ یہی دونوں باتیں اشارات فریدی حصہ چہارم میں ضرور شرف اندراج پاتیں جب کہ مزعومہ خط و کتابت اشارات فریدی حصہ سوم میں درج ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ کہ خواجہ صاحب نے اپنے مشہور رسالہ ''فوائد فریدیہ'' کے اندر ناری فرقوں کو گنتے ہوئے قادیانی فرقہ کو جو مرزا قادیانی کا تیار کردہ فرقہ ہے۔ ۳۲ نمبر پر درج کیا ہے اور پھر اسی

فرقہ کو ناجی فرقوں کے اندر نہیں لائے۔ بنابر آں مزعومہ خط و کتابت کی مجہولیت درجہ ثبوت کو اپناتی ہے۔ قلت ۔

فرقۂ مرزائیہ نزد فرید ہست از جملہ گروہ ہائے مرید
خواجہ صاحب کے نزدیک مرزائی فرقہ سب ملعون فرقوں میں سے ایک مردود فرقہ ہے۔

دولت ایں فرقہ شد حب فرنگ می زید ایں ربوہ از رب فرنگ
یورپ کی محبت اس فرقہ کی جائیداد ہے اور یہی ربوہ یورپ کے رب سے زندگی پاتا ہے۔

مرد افرنگی است ایں را یار غار مرد مسلم نزد اوشد ہمچوں خار
فرنگی آدمی اس کا گہرا دوست ہے اور مسلمان آدمی اس کے نزدیک کانٹے کی مانند ہے۔

خار اوایں فرقہ راہمچوں گل است زاغ او ایں را مثال بلبل است
اس فرقہ کے لئے اس کا کانٹا پھول کی مانند ہے اور اس کا کوا اس کے لئے ایک بلبل ہے۔

شیخ ما ایں فرقہ را گمراہ گفت قول اورا بیں کہ او ازراہ گفت
ہمارے شیخ نے اس فرقہ کو گمراہ کہہ دیا ہے۔ اس کے قول کو دیکھ لے کہ اس نے درست بات کہی ہے۔

گر تراچشم است قول شیخ بیں ہست قول شیخ ما درثمین
اگر تو آنکھ رکھتا ہے تو شیخ کے قول کو دیکھ لے۔ کیونکہ ہمارے شیخ کا قول ایک قیمتی موتی ہے۔

مرزا را بگذار قول شیخ گیر ورنہ تو بے شیخ مامانی ضریر
تو قول شیخ کو لے کر مرزا کو چھوڑ دے۔ ورنہ تو ہمارے شیخ کے بغیر اندھا رہے گا۔

دامن شیخم پناہ ہر بلاست تخم بے دینی قبول میرزاست
میرے شیخ کا دامن ہر بلا سے پناہ دیتا ہے اور مرزا کو قبول کرنا بے دینی کا بیج ہے۔

منحرف از شیخ ما ہرگز مشو ہمچوں بے چشماں رہ مرزا مرو
تو ہمارے شیخ سے منحرف نہ بن اور اندھوں کی طرح مرزا کی راہ پر نہ چل۔

از چہ بہرت مرزا را کردی امام اے عجب گشتی گرفتار غلام
تو نے کس طرح مرزا کو اپنا امام بنالیا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک غلام نے تجھ کو گرفتار کرلیا ہے۔

از فریدم سوے ایں مرزا مرو ورنہ دینت رفت از دستت شنو
تو میرے فرید کو چھوڑ کر مرزا کی طرف مت جا۔ ورنہ سن لے تیرا دین تیرے ہاتھ سے نکل گیا۔

گر سلامِ دین خواہی زو گریز   آبروئے دین خود پیشش مریز
اگر تو دین کی سلامتی چاہتا ہے تو اس سے بھاگ جا، اور اپنے دین کی عزت اس کے آگے نہ گرا۔

دراصل مزعومہ خط وکتابت کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنا میر منشی غلام احمد اختر اوچی مذکور کو بنا رکھا تھا۔ جو خواجہ صاحب کی طرف سے لکھے جانے والے تمام مکتوبات کا نویسندہ تھا اور مرزائی کتابوں کو دیکھ کر اندرونی طور پر مرزائی دین کو قبول کر چکا تھا اور جعلی طور پر اس نے خواجہ صاحب کی طرف سے تصدیق مرزا کے لئے مرزا قادیانی کو متعدد خطوط لکھ دیئے اور خطوط مرزا کے جوابات بھجوائے اور پھر اس نے خواجہ صاحب کے ملفوظات نویس مولوی رکن دین سے سازش کر کے مزعومہ ''غلامینی خط وکتابت'' اشارات فریدی حصہ سوم میں درج کرا دیا۔

اگر بفرض محال مزعومہ خط وکتابت صحیح ہے اور حقیقتاً خواجہ صاحبؒ کی طرف سے ہوئی ہے تو پھر جواب یہ ہے کہ جب خواجہ صاحب کو یہ علم ہوا کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کا منکر ہو کر مدعی نبوت ہے تو خواجہ صاب نے اپنے عقیدہ تصدیق مرزا سے توبہ کر لی اور مرزا سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اور غلام احمد کاتب مذکور کو اس کی خاص ڈیوٹی سے الگ کر کے چاچڑاں سے نکال دیا۔ تاکہ خس کم اور مجلس پاک ہو۔ چنانچہ خواجہ صاحب اپنے دیوان کے اندر اپنی برأت کا تذکرہ بطور ذیل کرتے ہیں:

روز ازل دی گل وچ پاتم   برہوں تیڈے دی ڈور
میں نے روز ازل سے اپنے گلے میں تیری محبت کی ڈور ڈال رکھی ہے۔

شالا مولھ سلامت نیویں   راہ وچ لڑدن چور
خدا کرے تو اپنی پگڑی باسلامت لے جائے۔ کیونکہ راستہ میں چور لڑتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے ان دونوں اشعار میں مرزا قادیانی کو دزد نبوت قرار دے کر اپنے آپ کو اس دزد نبوت سے ڈرایا ہے اور کہا ہے کہ میں اس دزد نبوت سے ڈرتا ہوں کہ کہیں موقع پا کر مجھ سے عقیدۂ ختم نبوت کی پگڑی نہ اتار لے اور مجھے بے پگڑی اور بے وقار نہ کر دے۔ حالانکہ میں نے روز ازل سے عشق نبی کی رسی اپنے گلے میں ڈال رکھی ہے اور پھر دیگر موقعہ پر دوسری کافی کے اندر تصدیق مرزا کو اپنی گندی عادت قرار دے کر اس سے توبہ اور استغفار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چوریوں جاریوں استغفار   شالا بخشم رب غفار

میں نے چوری اور دوسرے گناہوں سے توبہ کر لی ہے اور توقع ہے کہ رب غفور مجھے بخش دے گا۔

گندڑی عادت گندڑے فعلوں توبہ توبہ لکھ لکھ وار

میں نے گندی عادت اور گندے افعال سے لاکھوں بار توبہ کر لی ہے۔

چنانچہ خواجہ صاحب نے جس گندی عادت اور جس گندے فعل سے توبہ کر لینے کا اظہار کیا ہے وہ صرف تصدیق مرزا کی عادت بد اور قبول مرزا کا فعل بد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ صاحب اور مرزا اعداداً ایک دوسرے کی ضد بنتے ہیں۔" (غلام احمد آبادی /۱۱۲۹) ضد الفرید /۱۱۲۹" اور دوسری بات جو مرزائی تعمیر مساجد کا مسئلہ ہے۔ یقیناً منافقین مدینہ کی مسجد ضرار کی ایک شاخ یا ایک کڑی ہے۔ کیونکہ مرزائی مساجد کی غرض وغایت ہو بہو اور بعینہ وہی ہے جو منافقین مدینہ کی مسجد ضرار رکھتی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت اگرچہ بظاہر مسجد ضرار کا ذکر کرتی ہے۔ لیکن ضمناً و اعداداً مرزائی مساجد ضرار کا تذکرہ بھی اس میں مل جاتا ہے۔ قال تعالیٰ!

"والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل • ولیحلفنّ ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم لکٰذبون" ﴿اور ان لوگوں نے نقصان رسانی اور کافر بنانے اور اہل ایمان کے درمیان تفریق ڈالنے اور خدا اور رسول سے لڑنے والوں کے لئے پہلے سے ایک پناہ گاہ بنانے کے لئے ایک مسجد بنائی ہے اور پھر حلف اٹھا کر کہتے ہیں کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ وہ لوگ اپنے ارادوں میں کاذب ہیں۔﴾

آیت ہذا اگرچہ بظاہر منافقین مدینہ کے عزائم ذمیمہ سے پردہ اٹھاتی ہے کہ یہ لوگ تعمیر مسجد کے سلسلہ میں مخلص اور نیک نیت نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ اس مسجد کی وساطت سے تخریب اسلام اور تفریق بین المسلمین اور مخالفین اسلام کو پناہ دینے کے عزائم بد رکھتے ہیں۔ لیکن بباطن اور در پردہ مرزا و اہل مرزا کی تحریک مساجد کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ یہ تحریک بھی مدنی مسجد ضرار کی ایک شاخ ہے اور اسی کے نقش قدم پر گامزن ہے اور ہو بہو اسی کے عزائم بد رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ "مسجد ضرار" کے اعداد حروف پورے تیرہ صد آٹھ (۱۳۰۸) ہیں۔ جو مرزائی تحریک مساجد کا سال آغاز ہے جس میں مرزا محمود نے تحریک مساجد کا منصوبہ اپنے مبایعین کے سامنے پیش کیا اور ان سے تعمیر مساجد کے لئے چندہ جات اور عطیات کا ایک طویل سلسلہ جاری کر دیا اور

پھر اعداداً یہی مرزائی مسجد نقصان دہ بختی ہے۔ "مسجد الغلام/۱۲۰۹، ضرار ابداً/۱۲۰۹" غلام احمد کی مسجد ہمیشہ نقصان دینے والی ہے۔ یا "مسجد الغلام الهندی/۱۳۰۸، مسجد ضرار/۱۳۰۸" یعنی ہندی غلام کی مسجد، مسجد ضرار ہے۔

جاننا چاہئے کہ آیت مذکورہ بالا کے اندر فتنہ مرزائیت کی تحریک مساجد پر ایک زبردست پیش گوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ منافقین مدینہ کے بعد ایک ایسا فرقہ بپا ہوگا جو تعمیر مساجد کے پردہ میں منافقین مدینہ کے چاروں کام کرے گا اور پھر حلفاً اپنے تدین کے گیت گائے گا۔ چنانچہ جس طرح تعمیر مسجد سے مدنی منافقین کے یہ مقاصد تھے کہ اسلام کو انکار جہاد سے کمزور کیا جاوے اور کفار کی حمایت واعانت ہو اور اہل اسلام میں فرقہ بازی کو فروغ دیا جاوے اور پھر اسی مسجد کو محاربین اسلام کے لئے امن گاہ کا مقام میسر آ جائے۔ اسی طرح مرزائی تحریک مساجد کے بھی یہی عزائم بد ہیں اور انہی عزائم ذمیمہ کی بناء پر قادیان کی مسجد ضرار کو مرکزی درجہ دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے منافقین مدینہ کی طرح حرمت جہاد کا فتویٰ دیا اور برطانوی حکومت کی اطاعت کو نصف اسلام کہا اور اہل اسلام کے اندر ایک نیا فرقہ پیدا کر کے اس کو جماعت احمدیہ کا نام دیا اور پھر اسے فوج برطانیہ کے نام سے موسوم کیا اور قادیان کی مرکزی مسجد کو برطانوی مفاد کے لئے ایک عظیم ترنشر گاہ اور قومی ترفوجی اڈہ قرار دے دیا۔ قلت:

مسجد مرزاست مبنی برضرار ۔۔۔ بلکہ کار اوست ہمگی برضرار
مرزا کی مسجد نقصان رسانی کے لئے بنائی گئی ہے۔ بلکہ اس کا سب کام نقصان رسانی پر مبنی ہے۔

مسجد او راہنمائے کفر وضر ۔۔۔ اندریں مسجد نیاید مرد حر
اس کی مسجد کی بنیاد کفر ونقصان پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں آزاد آدمی نہیں آتا۔

مسجدے کورا باشد بر ضرار ۔۔۔ ایں چنیں مسجد بود مفتاح نار
جس مسجد کی بنیاد نقصان رسانی پر رکھی گئی ہو تو ایسی مسجد نار جہنم کی کنجی قرار پاتی ہے۔

مسجد تو گرچہ سجدہ گاہ شد ۔۔۔ عظمت ایں مسجدت چوں کاہ شد
اگرچہ تیری مسجد ایک سجدہ گاہ ہو چکی ہے۔ لیکن اس کی عظمت ایک تنکا کے برابر بن گئی ہے۔

شد اساس مسجدت کفر ونفاق ۔۔۔ از چنیں مسجد فراق اندر فراق
تیری اسی مسجد کی بنیاد کفر ونفاق پر ہے۔ ایسی مسجد سے بہت دور رہنا چاہئے۔

مسجدت را پاک از تجسس کن ۔۔۔ دور از بام ودرش ابلیس کن
تو اپنی مسجد کو جاسوسی کرنے سے پاک کردے اور اس کے درودیوار سے ابلیس کو ہٹادے۔

برمنار مسجدت بانگ نماز — زیر سقفش مرد افرنگی دراز
تیری مسجد کے مینار پر بانگ نماز ہوتی ہے اور اس کی چھت کے نیچے فرنگی شخص سویا ہوا ہے۔
مسجد ماہست نگران حجاز — مسجد تو بافرنگی درنیاز
ہماری مسجد حجاز شریف کی محافظ ہے اور تیری مسجد فرنگی آدمی سے رازونیاز کر رہی ہے۔
مسجدت راقبلہ شدروئے فرنگ — منبرت رازیب شد خوئے فرنگ
تیری مسجد کا قبلہ فرنگی آدمی کا چہرہ ہے اور فرنگی آدمی کے عادات تیرے منبر کی زینت بن گئے۔
مسجد تو مرض را درتو فزود — مسجد مامرض را از مار بود
تیری مسجد نے تیرے اندر مرض کو بڑھا دیا اور ہماری مسجد نے مرض کو ہم سے چھین لیا۔
مسجد خودرا منزہ کن زغرض — ورنہ مانی تا ابد درکفر و مرض
تو اپنی مسجد کو اغراض بد سے پاک رکھ۔ ورنہ تو ہمیشہ کے لئے کفر و مرض میں رہے گا۔
مسجدت را بہر حق تعمیر کن — وز فرنگی مرورا تطہیر کن
تو اپنی مسجد کو خدا تعالیٰ کے لئے بنا اور خدارا اپنی اسی مسجد کو فرنگی سے پاک کردے۔
از فرنگی مسجدت را دور کن — ورنہ افتادی زدیں از بیخ و بن
تو اپنی مسجد کو فرنگی شخص سے دور رکھ۔ ورنہ تو اپنے دین سے جڑ اور تنا سمیت گر گیا۔

واضح ہونا چاہئے کہ میرے مکتوب الیہ مذکور نے جب مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہا تو اس نے میرے خلاف چند ہندی اشعار لکھ کر بھیج دیئے۔ میں نے ان اشعار کے جواب میں درج ذیل اردو قصیدہ لکھ کر اسے بھجوا دیا۔ جس پر وہ مبہوت ہو کر ساکت ولاجواب ہو گیا اور آئندہ کے لئے خط و کتابت بند کردی اور قلیل عرصہ بعد ہلاک ہو گیا۔

اردو قصیدہ بنام مرزائیت رسیدہ

اے پیارے پیرزادہ بات سن — بات کیا ہے اپنے کچھ حالات سن
تو بنا پھرتا ہے خواجہ اونچ کا — نیچ اپنی کے بھی کچھ کلمات سن
اصل تیری نیچ ہے اونچی نہیں — اصل اپنی کے بھی سفلیات سن
اصل تیری میں نکل آیا ہے نقص — نقص اپنے کے بھی کچھ خطرات سن
میرزا کو تیری طرح تھا مراق — اس نے خود لکھے ہیں قصہ جات سن
اس نے خود مانا کہ مجھ میں ہے مراق — اس مراقی شخص کے بڑ بات سن

اس سے تجھ کو حصہ رسدی مل گیا — مرض میں دونوں کی ہے بہتات سن
وہ مراقی تو مراقی بن گیا — اپنے کچھ اس کے بھی کچھ ہفوات سن
وہ بنا اس مرض سے مثل مسیح — پیرزادہ تو بنا وہوات سن
پھنس گئے تم دونوں ہی اک مرض میں — بن گئی یہ مرض اب آفات سن
نیچ زادہ - پیرزادہ بن گیا — زیر تیری کیوں بنی رفعات سن
تو ہے نیچا اونچ میں کیسے گیا — یہ بدی کب سے بنی حسنات سن
تو مراقی وہ مراقی مسیح سن — ملتی جلتی دونوں ہیں خصلات سن
قرب میں پیروں کے تیرا گھر بنا — سیم کی پیری سے ہیں اثرات سن
سیم سے پیروں کے ہے تیرا ظہور — تو ہے سیمی پیرزادہ ذات سن
تو ہے چھلکا مغز اس میں کچھ نہیں — سر سے پاؤں تک ہو ساگ دپات سن
تیری فرعونی ہے خالی ڈھول ایک — اس میں میں نے کردیئے ہیں پول از ضربات سن
تیرے شبہوں پر پڑی ضربیں مری — ان میں ہر جا زخم در زخمات سن
گر ہے ہمت زور اپنا دکھادے — بل میں چھپنا عادت حشرات سن
بھاگنا میدان سے اچھا نہیں — ورنہ حق سے کھا گیا تو مات سن
مات کھانا حق سے باطل کا اصول — تجھ میں باطل کی ہیں سب عادت سن
چھوڑ دے باطل پرستی حق پہ آ — حق پہ آجانا ہے اچھی بات سن
تو پھلا پھولا ہے باطل میں ضرور — اس پہ مر جانا ہے بد اموات سن
تو ہے مینڈک نیچ کا اونچا نہ بن — خانہ چغزاست درچاہات سن
شور مینڈک کا گیا افلاک میں — کون سنتا ہے تری ٹرات سن
مینڈکی کا شور ہر جا ہیچ ہے — مرد کے ترسد ازیں چغزات سن
تو گلہری باغ مرزا کی بنی — جا کتر اس باغ کے ثمرات سن
میری جنت میں گذر تیرا نہیں — تیرا مسکن ہی نہیں جنات سن
کروٹیں بدلی ہیں تو نے دین میں — دین میں گیندی ہے تو دن رات سن
مکھی تجھ کو نہ آیا دین حق — مانگ لی مرزا سے ہے خیرات سن
یہ نہیں خیرات مرزا کی یہاں — بن گئی خیرات سیئات سن
علم سے بے بہرہ ہے تیرا وجود — اس پہ تجھ کو آ گئے زعمات سن

آب شیریں کذب کو سمجھا ہے تو / پی لئے مرزا سے کچھ جرعات سن
صدق کڑوا کذب میٹھا ہے تجھے / تیری اس عادت پہ ہے ہیہات سن
تو ازل سے کذب کا غواص ہے / تیری گھٹی میں پڑے کذبات سن
کذب ہے تیرا بچھونا اوڑھنا / اس میں تو نے پائی ہے راحات سن
صدق سے تجھ کو عداوت ہو گئی / ہو گئی اس سے تجھے نفرات سن
حمل روحانی ہے ایجاد غلام / ہیں عجب تر اس کی ایجادات سن
حاملہ دس ماہ تک مرزا رہا / بعد اس کے حمل کی وضعات سن
اس نے اپنے پیٹ سے خود کو جنا / ایسے کرتب کرتے ہیں جنات سن
ماں بنا پھر ماں کا بچہ بن گیا / کیسی نادر تر ہیں شخصیات سن
حمل روحانی تھا تیرے باپ کو / اس پہ پیروں کے ہیں احسانات سن
بن گیا وہ پیر ایسے حمل سے / حمل کی اس پر ہوئی برسات سن
آج کل تجھ کو بھی آیا حمل ہے / جلد تر ہو جائے گا سادات سن
تم ہو آدھے مرد آدھی عورتیں / ہے تعجب مرد ہیں نسوات سن
حمل گیری تیری فطرت بن گئی / ہیں تیرے سب کام کج فطرات سن
مرزائی سب ہیں فطرت کے خلاف / حق سے ہٹ کر ان کی ہیں حرکات سن
باپ اختر بیٹا خاطر بن گیا / ہیں برابر دونوں کے خدعات سن
حمل روحانی ہے مرزا کا اصول / اس سے اس کو مل گئے درجات سن
تو بھی اس میں بن گیا مرزا پرست / آ گئے تجھ میں بھی برکات سن
حمل روحانی ہے طاقت کی دوا / ایسی کم ہیں ہم میں ادویات سن
اس دوا سے روح پاتی ہے سکون / اس سے اٹھتے ہیں بہت جذبات سن
روح تیری حاملہ اور جسم بانجھ / فکر کر کیسی ہیں تخلیقات سن
یہ خوراکیں چھوڑ دے اور مرد بن / ورنہ ہوں گی تیری اصلاحات سن
حق پہ آ جا اور مرزا کو بھگا / اس سے تیری ہیں ترقیات سن
عید ہے نزدیک عیدی مجھ سے لے / ہیں یہی اشعار عیدیات سن
میں ہوں بے زر اور بے مایہ یہاں / ورنہ دیتا اور بھی سوغات سن
مجھ سے عیدی مختصر منظور کر / بعد میں بھیجوں گا تحفہ جات سن

تم جہاد دین کے منکر ہو کیوں جب کہ ہے یہ چیز دینیات سن
یہ شرارت ہے تمہاری دین میں دین میں ہو خوب بدنیات سن
میرزائی سب کے سب ہیں پر قصور کیونکہ یورپ کی ہیں ذریات سن
چھوڑ دے مرزا کو مرزائی نہ رہ ورنہ تجھ پر آئیں گے صدمات سن

یہ شخص قصیدہ ہذا کی وصولی کے بعد جلد تر ہلاک ہوگیا اور مرزائیت سے برأت کا اعلان نہ کیا۔ لیکن بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اپنے مرنے سے قبل مرزائیت کے لئے اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب!

نشان سوم درباره بہائی فرقہ

یہ کہ عیسائیوں نے شہر فیصل آباد میں ایک سکول بنام ''بائبل کارسپاڈنس سکول'' جاری کیا ہوا ہے۔ جس میں بذریعہ خط وکتابت عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ میں نے عیسائیت پر عبور حاصل کرنے کے لئے بذریعہ درخواست سکول ہذا میں داخلہ لے لیا اور اسباق بھجوانے کی استدعاء کی۔ مجھے اسباق کی پہلی قسط بھجوادی گئی۔ جس پر میرا داخلہ نمبر ۶۴۲۰ درج تھا۔ میں نے ہر اسباق کی قسط کے آنے پر فوری جواب بھجوانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور جہاں کہیں مجھے کوئی اعتراض محسوس ہوا میں نے ان کو اپنے جواب میں استجوابا لکھ دیا۔ اس پر وہ لوگ عموماً میرے اعتراضات کی اکثریت کو چھوڑ کر حسب منشاء بعض سوالات کے جوابات بھجواتے رہے۔ چنانچہ یہی سلسلۂ اسباق کتاب تورات پر جاری رہ کر ختم ہوگیا اور اس پر انہوں نے مجھے کامیابی کا ایک سرٹیفکیٹ بھجوادیا۔ جس پر میری کامیابی کے نمبرات ۴۸۸، ۵۰۰ درج تھے اور سرٹیفکیٹ کا مضمون بطور ذیل ہے:

تصدیق کی جاتی ہے کہ حکیم میر محمد ربانی کو سکول ہذا کا کورس بنام: ''تورات انبیاء کے صحائف اور زبور کی شہادت'' کامیابی کے ساتھ پاس کرنے پر یہ سند آج مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۷۶ء کو پیش کی جاتی ہے۔ حاصل کردہ نمبر ۵۰۰/۴۸۸۔ دستخط پرنسپل

اس سند کامرانی کے ملنے پر انجیل متی کے اسباق آنے شروع ہوگئے۔ میں نے ان اسباق پر بھی سلسلۂ اعتراضات کو جاری رکھا۔ جب سلسلۂ اسباق انجیل متی کے باب ۱۶ پر پہنچا تو میں نے ان کو درج ذیل اعتراض پیش کیا اور لکھا کہ آیات ۱۵ تا ۱۸۔

اس (یسوع) نے ان (شاگردوں) سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا مبارک ہے تو شمعون

بر یوناہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے۔ تجھ پر ظاہر کی اور میں بھی تجھ کو کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے۔

اور آیات ۲۱ تا ۲۴:

اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ اسے ضرور ہے کہ یروشلم کو جائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جاوے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ اس پر پطرس اس کو الگ لے جا کر ملامت کرنے لگا کہ اے خداوند! خدا نہ کرے یہ تجھ پر ہرگز نہیں آنے کا۔ اس نے پھر کر پطرس سے کہا: اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔ کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔

ایک دوسرے کی مخالفت میں جاتی ہیں اور کھلے طور پر باہمی تضاد و تصادم رکھتی ہیں۔ کیونکہ ایک یہ کہ مسیح نے اوّل آیات میں پطرس کو مبارک اور ملہم من اللہ کہا اور دوم آیات میں اس کو شیطان کہا اور دوسرا یہ کہ:

اوّل...... آیات میں مسیح کے مابین ابن اللہ ہونے کا عقیدہ خدا تعالیٰ کا بتایا ہوا ظاہر کیا گیا۔

دوم...... آیات میں پطرس جیسے شیطان کا تراشا ہوا بتایا گیا۔

تیسرا...... یہ کہ جب مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ پطرس جیسے شیطان کا تراشیدہ ہے تو پھر یہی عقیدہ ایک شیطانی عقیدہ بن گیا اور شیطانی عقیدہ کو ماننے والا بالضرور اور لامحالہ شیطان ہے۔

چوتھا...... یہ کہ جب مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ شیطانی قرار پایا تو تثلیث ختم ہوگئی اور اثنانیت باقی رہی۔ یعنی یہ کہ کائنات کے مالک و مختار صرف دو اقنوم یا دو اجزاء رہ گئے۔ ایک جزو خدا تعالیٰ اور دوسرا جزو، مریم طاہرہ ہے۔ جو عیسائیت میں زوجۃ اللہ کا مقام رکھتی ہے۔

پانچواں...... یہ کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے کو مریم طاہرہ کا زوجۃ اللہ ہونا لازم ہے۔ کیونکہ مسیح کو مریم طاہرہ نے جنم دیا۔ بنابراں جب ثابت ہوگیا کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ بروئے انجیل متی ایک شیطانی عقیدہ ہے تو مریم طاہرہ کے زوجۃ اللہ ہونے کا عقیدہ بھی ایک شیطانی عقیدہ رہا۔ کیونکہ ملزوم ولازم کا ایک ہی حکم ہوتا ہے۔

اب صرف توحید بمعنی خدا تعالیٰ کا ایک ہو کر وحدہ لاشریک ہونا باقی رہا جو عند القرآن و عند الانجیل توحید خالص ہے۔ خلاصۃ الباب یہ رہا کہ بروئے قرآن و انجیل تثلیث باطل ہے اور توحید حق ہو کر ثابت ہے۔

جب میرا ابھی سبق واپس عیسائی سکول کے اندر عیسائی پرنسپل اور پروفیسران کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسباق بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیا اور میرا نام سکول سے خارج کر دیا۔ لیکن مجھے اخراج نام کی اطلاع نہ دی گئی۔ جب ان کی اسی خاموشی کو چند ایام گذر گئے اور ان کی طرف سے میرے پاس کوئی سبق نہ پہنچا تو میں نے یقین کر لیا کہ میرے شاخدار اعتراض نے ان کی کمر ہمت توڑ دی ہے اور اب یہ لوگ مجھ کو اپنے ساتھ منسلک نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ میں نے انہیں متعدد خطوط بطور یاد دہانی کے لکھے۔ مگر انہوں نے خاموش رہنے میں اپنی خیر سمجھی۔

انہی حالات کے پیش نظر تمام عیسائی اساتذہ بمعہ اپنے پرنسپل کے مبہوت ہو کر رہ گئے اور بروئے انجیل بجائے توحید خداوندی کے تثلیث کو ثابت نہ کر سکے۔ لہٰذا ان کی بے بس خاموشی میری صداقت کا ایک نشان بن گئی۔ لیکن مرزا قادیانی آتھم عیسائی کے سامنے پندرہ ایام کے مناظرہ میں تثلیث کو شکستہ کر کے توحید کو ثابت نہ کر سکا اور اپنے اعداء و احباب میں ذلیل و رسوا ہوا اور پھر اس نے اپنی ذلت و خجالت کو مٹانے کے لئے اس کے خلاف پندرہ ماہ کے اندر ہلاک ہونے کی پیش گوئی کر دی جو بری طرح ناکام رہی۔ جیسا کہ قبل ازیں اسی پیش گوئی پر میری تنقید و تردید آچکی ہے۔

نشان چہارم

یہ کہ ہندوستان کی مرزائی تحریک کی مانند ایران کے اندر بہائی تحریک نے جنم لیا۔ جس کا بانی اوّل علی محمد الباب تھا اور اس کا مستقل قائد اور پرمانینٹ انچارج مرزا حسین علی بن گیا۔ جو بعد میں بہاء اللہ کا لقب اختیار کر کے اس تحریک کا سربراہ قرار پایا اور پھر بہائی مشن نے تقسیم ہندوستان پر پاکستان کے اندر بھی داخلہ لے کر لاہور میں بہائی تحریک کو چلانے کے لئے ایک ماہنامہ بنام "بہائی میگزین" جاری کر دیا اور اس کی ادارت سید محفوظ الحق علمی کے سپرد ہوئی جو پہلے مرزائی تھا اور پھر بہائیت اختیار کر کے ماہنامہ ہذا کا مدیر بن گیا۔ میں نے اس سے رابطہ پیدا کر کے لکھا کہ مجھے تحریک بہائیت سے قدرے دلچسپی ہے۔ اگر آپ میرے چند شبہات کا ازالہ کر دیں تو میں آپ کی تبلیغی مساعی پر بہت ممنون و مشکور ہوں گا۔ اس پر علمی صاحب نے حل طلب سوالات بھجوانے کی اجازت دے دی اور میں نے اسے اپنا پہلا سوال بطور ذیل بھجوایا۔

جناب علمی صاحب مجھے اتفاقاً آپ کے ماہنامہ ماہ دسمبر ۱۹۶۷ء کا پرچہ ملا ہے جس میں بہائی شریعت کے مطابق ایک مردہ شخص کی متروکہ جائیداد کو بیالیس حصص پر تقسیم کیا گیا ہے جس کی تفصیل بطور ذیل لکھی گئی ہے۔

۱......	اولاد (لڑکے اور لڑکی میں فرق نہیں)	اٹھارہ حصے
۲......	شوہر یا بیوی	ساڑھے چھ حصے
۳......	باپ	ساڑھے پانچ حصے
۴......	ماں	ساڑھے چار حصے
۵......	بھائی	ساڑھے تین حصے
۶......	بہن	اڑھائی حصے
۷......	معلم	ڈیڑھ حصہ
	میزان	۴۲ حصے

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بہاء اللہ اور بہائی مذہب کی مذکورہ بالا تقسیم وراثت سراسر باطل ہے اور اس کا موجد و بانی بالکل بطال شخص ہے۔ کیونکہ اسی تقسیم وراثت میں بہت سے یک جدی ورثاء (دادا، اور چچا) کو محروم الارث اور غیر جدی شخص (معلم) کو وارث قرار دیا گیا ہے اور پھر ایک جگہ پر مذکر و مونث کو برابر گردانا گیا ہے۔ جیسے بیٹا اور بیٹی میں سے ہر ایک کو ۱۸ حصے دیئے گئے ہیں اور جیسے شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کو ساڑھے چھ حصے ملتے ہیں اور دوسری جگہ پر مذکر و مؤنث میں تفریق اور کمی بیشی اختیار کی گئی ہے۔ جیسے بھائی کو ساڑھے تین اور بہن کو اڑھائی حصے ملتے ہیں اور باپ کو ساڑھے پانچ حصے اور ماں کو ساڑھے چار حصے دیئے گئے ہیں۔ میں نے جب ان حالات وارثت کے پیش نظر لفظ "باطل" اور لفظ "بطال" کے اعداد حروف کی طرف توجہ کی تو دونوں کے اعداد پورے بیالیس (۴۲) برآمد ہوئے جس پر مجھے یقین ہو گیا کہ بہاء اللہ کی مذکورہ بالا تقسیم وراثت (۴۲) حصے باطل ہے اور اس کا بانی و موجد بہاء اللہ ایرانی بطال شخص ہے۔ کیونکہ:

"کل اناءِ یترشح بما فیہ" ﴿ہر برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔﴾

بنابرآں بطال شخص (بہاء اللہ) نے وراثت کے بیالیس (۴۲) حصص ایجاد کر لئے جو اعداداً باطل (۴۲) ہو کر سامنے آتے ہیں۔ میں نے یہی تفصیلی بات اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ قرآن عزیز بھی میرے اعدادی استدلال کی تائید میں فرماتا ہے: "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" ﴿حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل ایک مٹنے والی چیز ہے۔﴾

آیت ہذا میں حق و باطل کا تقابل قائم کر کے بتایا گیا ہے کہ حق بمعنی وراثت کا اسلامی

طریقہ زندہ اور باقی رہنے والا ہے اور باطل بمعنی تقسیم وراثت کا بہائی طریقہ زاہق اور مٹنے والا ہے۔ قلت:

ہست دین ایں بہا بے مغز پوست　　که درو میراث مرده چهل دو ست

اسی بہاء اللہ کا دین مغز کے بغیر صرف چھلکا ہے۔ کیونکہ اس دین میں مردہ کی میراث بیالیس حصص پر ہے۔

چهل دو ویش از نشان باطل است　　هر که باطل راگزیند جاهل است

اس کے بیالیس حصص باطل کی علامت ہیں، اور جو شخص باطل کو اختیار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔

دور شو از باطل و بطال خویش　　ورنه چوں بطال بینی حال خویش

تو اپنے باطل اور بطال سے دور ہو جا، ورنہ بطال کی مانند اپنی حالت کو دیکھے گا۔

چهل دو د اعداد در باطل زدند　　ہمچو او بطال را ماثل زدند

بیالیس کے عدد کو باطل کے اندر رکھا گیا ہے اور اسی کی مانند بطال کو اعداد میں برابر کیا گیا ہے۔

باطل و بطال نزد من یکے است　　چوں بہا باب با یکدیگرے است

میرے نزدیک باطل و بطال ایک چیز ہیں۔ جیسا کہ بہاء اللہ اور علی محمد باب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔

طور تقسیم بہائی باطل است　　موجد ایں طور از حق عاطل است

تقسیم میراث کا بہائی طریقہ باطل ہے اور اس طریقہ کا موجد حق سے خالی ہے۔

چوں بہاء اللہ شد باطل نواز　　ہمچو او برجادهٔ باطل متاز

جب بہاء اللہ باطل نواز بن چکا ہے تو تو اس کی مانند باطل کی راہ پر نہ دوڑ۔

باطل و بطال رابر سر فگن　　جائے شاں برجادهٔ حق گام زن

تو باطل اور بطال کو سر کے بل گرا دے اور ان کی بجائے راہ حق پر چلتا رہ۔

میرے اسی خط کے پہنچنے پر علمی صاحب مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اس کی خاموشی میرا ایک علمی نشان بن گئی۔ چند ایام کے بعد ہی ماہنامہ لاہور سے کراچی منتقل ہو گیا اور اس کا مدیر بجائے محفوظ الحق علمی کے غالباً صدیق الحسن نامی دیگر شخص مقرر ہو گیا۔ جس پر میں نے اپنی خط و کتابت کا رخ اسی شخص کی طرف موڑ دیا اور اس کو ایک طویل خط لکھا جس کا مفہوم بطور ذیل تھا۔

بہائی تحریک کے اندر (۹) اور (۱۹) کے اعداد کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ لفظ

بہاء کے ۱۹ اعداد پر اہل بہاء نے اپنے مرکزی ادارہ "بیت العدل" کے صرف ۹ ممبران مقرر کئے ہیں جو ضرورۃً دین بہائی میں ترمیم و تنسیخ کرنے اور ممبران تحریک کے باہمی نزاعات پر فیصلہ دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور پھر لفظ "بہائی" کے ۱۹ اعداد پر سال کے ۱۹ مہینے اور ہر مہینہ کے ۱۹ دن اور مالی جائیداد پر زکوٰۃ مال انیسواں حصہ مقرر ہوئی اور بہاء اللہ کی پیدائش اور وفات انیسویں صدی میں واقع ہوئی اور شہر عکہ جس میں بہاء اللہ کی قبر ہے کہ پچانوے (۹۵) اعداد ۱۹ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لفظ دجال کے ۳۸ اعداد بھی ۱۹ پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں نتیجہ یہ ہے کہ (۱۹) کے عدد کو تحریک بہائی میں اپنانے والا شخص (بہاء اللہ) دجال ہے۔ مسیح موعود یا رسول خدا نہیں ہے۔

اس کے علاوہ قرآن حکیم بطور پیش گوئی کے بہائی ادارہ (بیت العدل) کو جس کے ممبران ۹ را شخاص بنتے ہیں۔ ایک مفسد اور فتنہ باز ادارہ قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہی ادارہ اس طور وطریق پر بناہ ہے۔ جس طرح صالح علیہ السلام کے خلاف قوم صالح کے ۹ شریر اشخاص کا ایک ادارہ ترتیب دیا گیا تھا۔ جنہوں نے دین صالح علیہ السلام کے بالمقابل ایک نیا دین بنالیا اور موقع پا کر ناقۃ اللہ کی ٹانگ پوری بے دردی اور بے رحمی سے کاٹ دی اور حضرت صالح علیہ السلام کی بددعاء سے ہلاک ہو گئے۔ قال تعالیٰ:

"وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون"

﴿صالح نبی کے شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور قوم کے سدھارنے والے نہیں تھے۔﴾

بنابرآں بروئے آیت بالا کفار مکہ نے قوم ثمود کے طور وطریقہ پر مکہ معظمہ کے اندر دار الندوہ کے نام سے ۹ را شخاص کا ایک ادارہ بنایا جس میں ابوجہل وعتبہ وربیعہ وغیرہ بطور ارکان وممبران کے شامل ادارہ تھے اور خلاف اسلام وبانی اسلام خطرناک منصوبے تیار کر کے ان پر عمل پیرا رہا کرتے تھے اور پھر یہی سب ارکان ندوہ جنگ بدر میں لڑتے ہوئے ہلاک ہوئے۔

کفار مکہ کے تیرہ صد سال بعد مرزا بہاء اللہ ایرانی نے بھی دار الندوہ کے طرز پر ۹ ارکان پر مشتمل ادارہ بنام "بیت العدل" کے ایک ادارہ ترتیب دیا جو خلاف اسلام ایک مفسد اور شرپسند ادارہ ثابت ہوا اور بہاء اللہ سمیت یہی نو ارکان عمر بھر قید میں رہ کر مرے اور بعد الموت ان کی لاشوں کو قید خانہ سے نکالا گیا۔ بہرحال قوم ثمود اور کفار مکہ اور ایرانی بہائیوں کے ہر سہ ادارے باہم ملتے جلتے ہیں اور اپنے مقاصد میں ہموار اور یکرنگ ہیں اور برابر کی سزاؤں سے سزایاب ہوئے۔

مزید برآں قرآن حکیم انیس کے عدد کو علامات دوزخ میں ایک منحوس عدد ظاہر کرتا ہے اور فرماتا ہے: ''وما ادراک ما سقر لا تبقی ولا تذر لواحة للبشر علیها تسعة عشر '' ﴿ کیا تو جانتا ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے اور وہ کسی چیز کو نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی اور انسان کو ڈنڈا مارنے والی ہے۔ اس پر انیس فرشتے ہیں۔﴾

آیت ہذا تین طرح سے بہاء اللہ کو اپنا مصداق مورد بناتی ہے۔

اوّل...... یہ کہ لفظ سقر کا معنی دوزخ ہے اور ''سقر'' سے دوزخی آدمی کے لئے لفظ ''ساقر'' یا ''سقار'' بنتا ہے جس کے اعداد حروف پورے تین صد اکسٹھ (۳۶۱) ہیں اور یہی اعداد بہائی سال کے ایام ہیں۔ کیونکہ بہائی سال کے انیس ماہ اور ہر ماہ کے ۱۹ دن ہیں۔ 19X19=۳۶۱ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بہائی سال ساقر اور دوزخی سال ہے۔

دوم...... یہ کہ دوزخ مجرم انسان کو جلانے والی ہے اور بہاء اللہ بہائی انسانوں کے لئے لوحیں تیار کرنے والا ہے جب کہ ''لواحة'' کا معنی لوح سوز اور لوح ساز دونوں طرح کا ہے۔ چنانچہ دوزخ مجرم انسانوں کے لئے ناری الواح تیار کرے گی اور بہاء اللہ اہل بہاء کے لئے ملعون لوحیں تالیف کرنے والا ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ کی مؤلفہ ششن الواح کتابیں تحریک بہائی میں شہرت کا مقام رکھتی ہیں۔

سوم...... یہ کہ دوزخ کے کارکن انیس ظالم فرشتے ہیں اور بہائی سال کے انیس منحوس ماہ اور ہر ماہ کے انیس ملعون ایام ہیں اور بہائی دین کے اندر انیس کے عدد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا دوزخ اور دین بہائی میں انجام و نتیجہ کے اعتبار سے یکسانیت اور اتحاد پایا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں بہاء اللہ کا پیروکار بہائی کہلاتا ہے اور اعداد انیس عدد کا حامل ہے اور اپنے محمولہ عدد پر فخر کرتا ہے اور اتراتا ہے۔ حالانکہ ہر ایک بہائی نصف دجال ہے۔ کیونکہ لفظ دجال کے اعداد (۳۸) ہیں اور اڑتیس کا نصف انیس ہے اور انیس کا عدد ہی لفظ بہائی کے اعداد ہیں اور دو دجال مل کر ایک بہاء اللہ بنتا ہے۔ یعنی ۱۹+۱۹=۳۸+۳۸=۷۶ ہے اور بحساب قمری بہاء اللہ کی یافتہ عمر ۷۶ سال ہے۔ اگرچہ بحساب شمسی اس کی عمر ۷۵ سال ہے۔ بنابرآں میرا یہ کہنا صحیح ہے کہ ایک بہائی اعدادی طور پر نصف دجال ہے اور دو بہائی مل کر ایک دجال بنتا ہے اور دو دجال مل کر ایک بہاء اللہ بن کر سامنے آتا ہے۔

بہاء اللہ کے اعداد دو دجال بننے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف قرآن اور معاند اسلام بن کر حلت سود اور حرمت صدقات کا فتویٰ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ سودی کاروبار کرنے والا آدمی ہر حالت

میں دین دار اور قوم پرست شخص ہے اور مسکین محتاج آدمی کو صدقات وخیرات دینے والا شخص دین بھائی کا بدخواہ اور ملت بہائیہ کا دشمن ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم اس کے دونوں مسائل کے بارے میں اس ملحد و بے دین کی مخالفت میں جاتا ہے اور اس کو دوزخی اور اصحاب النار میں شمار کرتا ہے۔ قال تعالیٰ:

''یمحق ال الربٰوا ویربی الصدقات احل اللہ البیع وحرم الربوٰا'' ﴿خداتعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ خداتعالیٰ نے خرید وفروخت بمعنی تجارت کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے۔﴾

چنانچہ حرمت سود کے آنے کے بعد مسلمانوں سے کہا گیا کہ تم لوگ فوراً ہی سودی کاروبار سے توبہ کرلو اور آئندہ کے لئے اس کام سے باز آجاؤ۔ خداتعالیٰ تمہیں پہلے کے سودی کاروبار پر گرفت نہیں کرے گا اور مغفرت کردے گا۔ لیکن جس مسلمان نے نزول حرمت سود کے بعد از سر نو یہی شغل اختیار کیا تو وہ جہنمی ہے اور عند اللہ ملعون و مجرم ہوکر ناری ہے۔ قال تعالیٰ:

''فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھیٰ فلہ ما سلف وامرہ الیٰ اللہ ومن عاد فاولئک اصحٰب النار ھم فیھا خالدون'' ﴿پس جس شخص کے پاس نصیحت خداوندی آگئی اور وہ سودی کاروبار سے رک گیا اس کو گذشتہ گناہ معاف ہے اور اس کا معاملہ خداتعالیٰ کے ہاں چلا گیا اور جو شخص اسی کام کی طرف لوٹ آیا وہ ہمیشہ کا ناری اور جہنمی ہے۔﴾

آیت ہذا میں بہاء اللہ کے خلاف دو طرح کی اعدادی پیش گوئی موجود ہے۔

اوّل...... یہ کہ لفظ ''عـــاد'' کے اعداد حروف ۷۵ ہیں۔ جیسا کہ بحساب شمسی بہاء اللہ کی یافتہ عمر ۷۵ سال ہے اور بحساب قمری اس کی عمر ۷۶ سال ہے جو فعل ''عاد'' کے اسم فاعل ''عـائد'' کے اعداد ۷۶ کے برابر ہے۔

چنانچہ آیت ہذا کے اندر سود کی طرف لوٹ آنے والے شخص سے مراد قرآن، بہاء اللہ ہے۔ کیونکہ وہ جواز سود کا فتویٰ دے کر عائد الی الربوا قرار پایا اور اصحٰب الجنت کو چھوڑ کر اصحاب النار میں داخل ہوگیا۔

دوم...... یہ کہ لفظ ''اولئک اصحاب النار'' کے اعداد حروف ۴۴۱ بنتے ہیں۔ جیسا کہ بہاء اللہ نوری عکی کے اعداد حروف ۴۴۱ ہیں۔ جب کہ بہاء اللہ قصبہ نور میں پیدا ہوا اور شہر عکہ میں مرکر مدفون ہوا۔ نتیجہ یہ رہا کہ بہاء اللہ حلت سود اور حرمت صدقات کا فتویٰ دے کر نوری سے ناری بن گیا۔ قلت:

از عدو باشد جہنم نوزدہ — گر گرفتی نوزدہ رفتی بچہ

اعداد میں سے انیس کا عدد دوزخ بن گیا۔ اگر تو نے انیس کو لے لیا ہے تو تو کوئیں میں گر گیا۔

نوزدہ آمد علامات سقر — ہر بہائی را سقر آمد مقر

انیس کا عدد دوزخ کا نشان ہے اور ہر بہائی کا ٹھکانہ دوزخ میں ہے۔

ہست اعداد بہائی نوزدہ — زیں سبب او در جہنم شد زدہ

لفظ بہائی کے اعداد انیس ہیں اور اسی وجہ سے وہ دوزخ میں گرایا گیا ہے۔

ہر بہائی نوزدہ برسر نہد — روز و شب اندر سقر اوبی جہد

ہر بہائی اپنے سر کے اوپر انیس کا عدد رکھتا ہے اور رات دن دوزخ کے اندر اچھلتا ہے۔

اے بہائی نوزدہ از سر فگن — ورنہ افتادی بدوزخ بے محن

اے بہائی تو انیس کے عدد کو اپنے سر کے گرادے، ورنہ تو بلا محنت دوزخ میں گر گیا۔

اے بہائی نوزدہ بہر تو نیست — بہر دوزخ ہست ایں اینجا مایست

اے بہائی انیس کا عدد تیرے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عدد دوزخ کے لئے ہے تو یہاں پر مت ٹھہر۔

نوزدہ ہم نہ برایت خوب نیست — نیک مردے راسقر مرغوب نیست

انیس اور نو کا عدد تیرے لئے اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ نیک مرد کو دوزخ پسند نہیں ہے۔

مرترا ایں نوزدہ سویش کشید — نزد جنت رفت ہر کو زد دوید

انیس کا عدد تجھے دوزخ کی طرف کھینچ کر لے گیا اور جو انیس سے بھاگا وہ بہشت کے پاس چلا گیا۔

ہم چوں من تو زیں عدد فرار باش — در پناہ مصطفےٰ قرار باش

میری طرح تو اسی عدد سے بھاگ جا اور مصطفیٰ ﷺ کی پناہ میں ٹھہرنے والا بن جا۔

نود ودو شد مایۂ من در دو کون — گرازیں رفتی شنورفتی بہون

دونوں جہانوں میں میرا سرمایہ ۹۲ کا عدد ہے۔ اگر تو اس کو چھوڑ گیا تو سن لے کہ تو ذلت میں چلا گیا۔

از محمد دور گشتن سود نیست — کہ بجز او ہیچ کس بے دود نیست

محمد ﷺ سے دور ہونا سودمند نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص بے داغ نہیں ہے۔

دین او در دین و دنیا پر وفاست　　　ہر کہ غیرش را گزیند پر خطاست

دین و دنیا کے اندر اس کا دین وفادار ہے اور جو شخص اس کے غیر کو اختیار کرتا ہے وہ خطا کار ہے۔

دور شواز عکہ سوئے مکہ رو　　　ورنہ در آفاتہا مانی گرو

تو عکہ کو چھوڑ کر مکہ کی طرف چل۔ ورنہ تو آفات میں پھنسا رہے گا۔

عکہ دارد نوزدہ درخود نہاں　　　تاتوانی خویش را کن زود داں

عکہ اپنے اندر انیس کے عدد کو چھپا کر رکھتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے تو خود کو اس سے بھگا کر لے جا۔

ہر بہائی راجدائی از خداست　　　کہ جدائی و بہائی ہمنواست

ہر بہائی کو خدا سے جدائی ملی ہے۔ کیونکہ جدائی اور بہائی (اعداد میں) ہمنوا ہیں۔

عکہ تو نوزدہ را مامنے است　　　برسر تو ہر کجا زود امنے است

تیرا عکہ انیس کے عدد کے لئے جائے امن ہے اور تیرے سر پر ہر جگہ اس کا دامن پڑا ہوا ہے۔

ایں بہار تیرگی ہچوں ہباست　　　کہ بہاؤ گردہا درایں بہاست

اس بہاء اللہ کے لئے گرد و غبار جیسی سیاہی مقدر ہے۔ کیونکہ اسی بہاء اللہ کے اندر گرد و غبار ہے۔

گرہبارا منقلب سازی بہاست　　　در بہارا اواژگوں گردی ہباست

اگر تو ہباء کو الٹا کر دے تو بہاء بن جاتا ہے اور اگر تو بہاء کو اوندھا کر دے تو ہباء موجود ہے۔

نوزدہ درنوزدہ شد سال او　　　وزحقیقت دور شد احوال او

انیس کو انیس میں ضرب دینے سے اس کا ایک سال بنتا ہے۔ کیونکہ اس کی حالت حقیقت سے دور چلی گئی ہے۔

نوزدہ شد روز ہاؤ ماہ ہاش　　　وز خدا شد منحرف ایں راہ ہاش

اس کے مہینوں کے ایام اور مہینے انیس ہیں اور اس کی یہی راہیں خدا تعالیٰ سے منہ موڑ چکی ہیں۔

دور شواز نوزدہ بہر خدا　　　ورنہ مانی ازخدائے خود جدا

تو خدا کے لئے انیس کے عدد سے دور ہو جا، ورنہ تو اپنے خدا سے جدا رہے گا۔

بربہائی روز و شب قہر خداست　　　وزخدائے او برائے او سزاست

بہائی کے اوپر رات دن خدا تعالیٰ کا قہر ہے اور اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا مل رہی ہے۔

برسرا و نوزده زد ضرب ہا نوزده دردین او شد جرب ہا

انیس کے عدد نے اس کے سر پر چوٹیں لگا دیں ہیں اور انیس کا عدد اس کے دین میں خارش بن گیا ہے۔

نوزده اورا قریب شر نمود وزگل وازہا بر اخگر نمود

انیس کا عدد اس کو شرارت کے پاس لے گیا اور اس کو پھولوں سے ہٹا کر انگارے پر ڈال دیا۔

ایں بہاء الله بہاء الله گشت وزعطاء الله خطاء الله گشت

یہی بہاء اللہ ببہاء اللہ بن گیا اور عطاء اللہ سے خطا اللہ بن گیا۔

نوزده صد عیسوی میلاد اوست ہم دریں صد مرگ او راہا وہوست

انیسویں صدی عیسوی میں اس کی پیدائش ہے اور نیز اسی صدی میں اس کی موت کی شوراشوری ہے۔

ماند ایں صد بہر او منحوس تر کہ کشید ایں صدورا نزد سقر

یہی صدی اس کے لئے منحوس تر رہی۔ کیونکہ یہ صدی اس کو دوزخ کے پاس لے گئی۔

نوزده صد گشت عہد ایں بہاء است ہم دریں صد رفت درقبر ممات

انیسویں صدی تیرے بہاء اللہ کا زمانہ ہے اور پھر وہ اسی صدی میں مر کر قبر میں چلا گیا۔

خار ناری در دل نوری خلید نوریؔ تو بردر نارے رسید

آگ کا کانٹا نوری کے دل میں چبھ گیا اور تیرا نوری آگ کے دروازہ پر پہنچ گیا۔

مرورا ایں نوزده برنار برد وزگل وازہار سوئے خار برد

انیس کا عدد اس کو آگ پر لے گیا اور اس کو پھولوں سے ہٹا کر کانٹے کی طرف لے گیا۔

بربہائی نوزده ضربت فگند وزسقر اوراست روز و شب گزند

انیس کے عدد نے بہائی پر چوٹ لگادی اور اس کو دوزخ کی طرف سے دات دن کا دکھ آیا ہے۔

دو بہائی جمع شد دجال شد دین بہائی از خدا بطال شد

دو بہائی جمع ہو کر ایک دجال بن گیا اور یہی بہائی خداتعالیٰ کی طرف سے جھوٹا قرار پایا۔

نوزده بانوزده شد سی وہشت دیں عدد در دو بہائی کرد گشت

انیس اور انیس مل کر اڑتیس بن گئے اور یہی عدد ۳۸ دو بہائیوں میں گشت کرنے لگا۔

گر کنی تجزیہ در دجال دین بینی دو دجال اندر وے مکین

اگر تو اسی دینی دجال کا تجزیہ کرے گا تو تو اس کے اندر دو دجالوں کو مقیم پائے گا۔

ہر بہائی نیم دجال از بہاست دز بہاء اللہ اورا ایں عطاست
تو بہاء اللہ کی طرف سے ہر بہائی کو آدھا دجال پائے گا اور اس کو بہاء اللہ کی طرف سے یہی عطیہ ملا ہے۔

درکنی مجموع دو دجال را پیش خود بینی ہمیں بطال را
اگر تو اعداد او دو دجالوں کو جمع کرے گا تو تو اپنے آگے اسی باطل نواز (بہاء اللہ) کو دیکھے گا۔

از بہاء اللہ ازیں بطال خویش تانہ بینی نزد خود دجال خویش
تو اسی بطال سے کنارہ کش ہو جا تاکہ تو اپنے آگے اپنے دجال (بہاء اللہ) کو نہ دیکھ سکے۔

از بہاء اللہ دینت خوب نیست زانکہ دینت نزد حق مرغوب نیست
بہاء اللہ کی طرف سے آیا ہوا تیرا دین اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تیرا دین پسندیدہ نہیں ہے۔

از محمد دین خود را زود گیر تاشوی در دین و دنیا مستنیر
تو اپنا دین محمد ﷺ سے حاصل کر۔ تاکہ تو دین و دنیا میں چمک دار بن جائے۔

میرے اسی خط کے پہنچنے پر مسٹر صدیق الحسن مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اس کی خاموشی ولاجوابی علمی طور پر میرا ایک درخشاں نشان بن گئی۔

نشان پنجم در بارہ جنگ بھارت

یہ ہے کہ سال ۱۹۶۵ء کو جب بھارت نے پاکستان کے خلاف جارحانہ جنگ کا اقدام کیا تو میں نے قاضی محمد نذیر لائل پوری کو جو شعبہ تالیفات ربوہ کا انچارج تھا بذریعہ ایک ملفوف خط کے اطلاع دی کہ: ”معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ موجودہ جنگ بھارت کے حل وجواز پر دلائل سوچ رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے پیر مغاں نے حرمت جہاد کا فتویٰ دے رکھا ہے۔ لیکن آپ لوگ ہندوستان کی حمایت واعانت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ باوجود انکار جہاد کے کفر کا ساتھ دینا آپ صاحبان کا قدیم شیوہ ہے۔“

چنانچہ میرا یہی خط ایک قسم کی پیش گوئی پر مشتمل تھا کہ اہل مرزا یقیناً ہندوستان کی حمایت کا اعلان کریں گے اور وہ بدل وجان ہندوستان کا ساتھ دے کر پاکستان کے خلاف شامل جنگ ہو جائیں گے۔ ابھی میرے خط کو پہنچے ہوئے چند ایام گذرے تھے کہ ہندوستانی مرزائیوں نے خلیفہ آف ربوہ کے ایماء وارشاد پر حکومت ہند کی حمایت واعانت کا اعلان کر دیا جو ہندی اخبارات کے لئے زینت اشاعت بنا اور اہل مرزا کھلے طور پر بطور رضا کاران ہند بھارتی فوج میں بھرتی ہو گئے

اور پاکستان کے خلاف ہندو افواج کے شانہ بشانہ لڑتے رہے اور پھر انہوں نے خطیر رقومات سے بھارت کی جنگی امداد بھی کی اور میری پیش از وقت اطلاع کو صحیح ثابت کر دیا۔

نشان ششم درباره حیات مسیح

یہ کہ لاہوری مرزائیوں کے ہفت روزہ اخبار ''پیغام صلح'' کے عبوری مدیر پروفیسر خلیل الرحمن کے ساتھ حیات مسیح کے مسئلہ پر میری گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے اس کو اپنے دوسرے خط میں حیات مسیح کے اثبات پر آیت ذیل مع ضروری تشریحات کے لکھ کر بھجوائی۔

''اذ قالت الملآئکة یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیهاً فی الدنیا والآخرة ومن المقربین ویکلم الناس فی المهد وکهلاً ومن الصّٰلحین'' ﴿جب فرشتگان نے کہا: اے مریم! خدا تعالیٰ تجھے اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح ابن مریم ہے جو دنیا و آخرت میں محترم ہے اور نزد خدار ہنے والوں میں سے ایک ہے اور جو لوگوں کے ساتھ پنگوڑے اور بڑھاپے میں کلام کرے گا اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔﴾

آیت ہذا میں حیات مسیح کے اثبات پر سات عدد اشارات و دلائل موجود ہیں۔ ایک لفظ ''کلمه'' دوسرا ''مسیح'' تیسرا لفظ ''عیسیٰ'' چوتھا لفظ ''وجیهاً فی الدنیا والآخرة'' پانچواں لفظ ''من المقربین'' چھٹا لفظ ''کهلاً'' اور ساتواں لفظ ''من الصّٰلحین'' ہے۔ اب ہر ایک لفظ کی مختصر تشریح پیش کی جاتی ہے۔

لفظ ''کلمة منه'' سے کلمۃ اللہ مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک لقب ہے۔ کیونکہ ''منه'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور بصورت اضافۃ یہ لفظ ''کلمة اللہ'' ہو جائے گا اور دیگر کلمات اللہ کی طرح طویل زندگی دیرپا بقاء اور صعود الی السماء حاصل کرے گا۔ قال تعالیٰ: ''کلمة اللہ هی العلیا الیه یصعد الکلم الطیب'' ﴿خدا کا کلمہ ہی اونچا رہتا ہے۔ پاک کلمات خدا کی طرف صعود کرتے ہیں۔﴾ قلت:

کلمۃ اللہ ہی العلیا بخواں کو فرستد عیسیٰ را بر آسماں

تو آیت کلمۃ اللہ ہی العلیا کو پڑھ لے۔ کیونکہ وہ عیسیٰ کو آسمان پر بھیجتی ہے۔

کلمۃ اللہ عیسیٰ را قرآن گفت بہر کلمہ ہاست پر وبال چست

قرآن مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کہہ دیا ہے اور کلمات خدا میں پرواز کے لئے پروں کی چستی موجود ہے۔

ازچہ تو ایں کلمہ رابے پر کنی — دین خود را بے ثمر بے پر کنی

تو کلمۃ اللہ (عیسیٰ) کو بے پر کیوں کرتا ہے اور اپنے دین کو بے پھل اور بے ثمر کیوں بناتا ہے۔

ہست عیسیٰ کلمۃ اللہ نزد ما — رفت چوں کلمات حق نزد خدا

ہمارے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہے جو دیگر کلمات اللہ کی طرح خدا تعالیٰ کے پاس چلا گیا۔

لفظ **"مسیح"** کا معنی لمبا اور طویل سفر کرنے والا ہے جب کہ یہ لفظ صفت فاعلیہ کا مفہوم رکھتا ہے اور یا بمعنی مرہم قدسی یا روغن قدسی مالیدہ ہے۔ جبکہ یہ لفظ **"صفت مفعولیہ"** کے مفہوم میں لیا گیا ہو۔ جیسا کہ مولوی محمد علی لاہوری نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن میں لکھا ہے۔

بنا برآں معنی اوّل کے پیش نظر حضرت مسیح نے آسمان کی طرف لمبا سفر کیا ہے اور کشمیر کی طرف لمبا اور بعید سفر نہیں کیا۔ کیونکہ اس کا کلمۃ اللہ ہونا صعود و رفع کو چاہتا ہے۔ جب کہ تمام کلمات اللہ صعود الی اللہ کی فطرت رکھتے ہیں اور دوسرے معنی کی بنا پر حضرت مسیح کو عمر دراز حاصل ہے۔ کیونکہ اس کے مرہم قدسی یا روغن قدسی ملنے پر اس کی زندگی جلد تر فنا ہونے سے محفوظ و مامون ہوگئی۔ جیسا کہ ایک لاش سائنسی مرہم و روغن ملنے پر بگڑنے اور گلنے سڑنے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

قلت:

مرہم قدسی برو مالیدہ اند — کہ اورا بہر سماہا چیدہ اند

فرشتگان نے اس پر مرہم قدسی مل دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو آسمان کے لئے انتخاب کرلیا ہے۔

مرہم قدسی دہد پروازہا — می پراند تیز چوں آوازہا

پاک مرہم عیسیٰ کو ایک ایسی اڑان دیتا ہے جیسا کہ آوازیں پرواز کرتی ہیں۔

ہر کہ رازیں مرہمے مالش دہند — از زمین برآسمانہا مے برند

جس انسان کو فرشتے ایسی مرہم کی مالش دیتے ہیں تو وہ اس کو زمین سے آسمانوں پر لے جاتے ہیں۔

ہر کہ را ایں مرہم قدسی رسید — از نشیبے برفرازے اوپرید

جس شخص کو یہی پاک مرہم پہنچ گیا۔ تو وہ نیچ سے اونچ کی طرف پرواز کر گیا۔

ایں مسیح ماز مرہم یافت پر — رفت ازما برسما قرآن نگر

قرآن مجید کو دیکھ لے کہ ہمارے اس مسیح نے مرہم سے پر حاصل کر لئے اور ہمیں چھوڑ کر آسمان پر چلا گیا۔

تو چرا رفتی زمرہم ہائے قدس یعنی در زیدی چراغم ہائے قدس

تو کیوں پاک مرہموں کو چھوڑ گیا ہے۔ یعنی تو نے عالم قدس کے بارے میں رنج وغم کو کیوں اختیار کیا ہے۔

برد اورا روغن قدسی زما شد میسر مرورا قرب خدا

پاک مرہم اس کو ہم سے الگ کر کے لے گیا اور پھر اس کو قرب خدا حاصل ہو گیا۔

چوں مسیح ماست ممسوح ملک رفت ازما سوئے قدوس فلک

جب ہمارا مسیح فرشتوں کی طرف سے مالش یافتہ ہے تو پھر وہ ہمیں چھوڑ کر آسمان کے خدائے قدوس کی طرف چلا گیا۔

لفظ "عیسیٰ" دراصل عبرانی زبان میں لفظ عیشیٰ تھا جو بمعنی عمر دراز پانے والا ہے۔ جیسا کہ بہاول پوری زبان میں تفاولاً و تبرکاً ایک بچہ کا نام عمر وڈہ یا فارسی زبان میں عمر دراز رکھ لیتے ہیں اور حضرت مسیح کا نام عیسیٰ ایک الہامی نام تھا جو حضرت زکریا علیہ السلام کو بذریعہ وحی والہام منجانب اللہ بتایا گیا تھا۔

واضح ہونا چاہئے کہ انسانوں کا تجویز کردہ نام عمر وڈہ و عمر دراز موت وفنا سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ملہم من اللہ نام پر جلد تر فنائی کیفیت طاری نہیں ہو گی اور عربی زبان میں بھی لفظ "عیشیٰ" بروزن کسریٰ وضیزیٰ بمعنی عمر وڈہ و عمر دراز مستعمل ہے۔ ان حالات میں اگر ایک لفظ دو زبانوں کے اندر ایک ہی معنی رکھتا ہو تو ایسے استعمال کو توارد کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن جب یہی لفظ عبرانی زبان سے منتقل ہو کر کے آنحضرت ﷺ کے عہد میں عربی زبان میں آیا تو عیشیٰ سے بدل کر عیسیٰ بن گیا۔ قلت:

عیسیٰ و عیشیٰ بیک معنی شدند زانکہ در شکل توارد آمدند

عیسیٰ اور عیشیٰ کا ایک ہی معنی ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے توارد کی شکل لے لی ہے۔

ہچوں عیشیٰ عیسیٰ رامفہوم شد کز لغت ہا ایں چنیں معلوم شد

لفظ عیسیٰ کا مفہوم عیسیٰ کی مانند بن گیا۔ کیونکہ لغات سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

عیشیٰ عبرانی است نزد ماک تو معنی او دیرپا بے گفتگو

ہمارے اور تیرے نزدیک عیسٰیؑ ایک عبرانی لفظ ہے اور بلا قیل وقال اس کا معنی دیر پا اور نہ مرنے والا ہے۔

عیسٰیؑ را مفہوم شد زندہ دراز گر ندانی بیں لغت ہائے حجاز

لفظ عیسٰیؑ کا معنی دیر تک زندہ رہنے والا ہے۔ اگر تجھے علم نہیں تو پھر عربی لغات کو دیکھ لے۔

تو مگر ایں را دہی عمر قلیل بعد ازاں میرانی اورا بے دلیل

مگر تو اس عیسیٰ کو تھوڑی عمر دیتا ہے اور پھر تو بلا دلیل اس کو موت دیتا ہے۔

لفظ ''وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ'' سے مراد قرآن یہ ہے کہ وہ اپنی پہلی اور پچھلی زندگی کے اندر معزز ومحترم رہے گا اور کسی قسم کی ذلت ورسوائی سے دوچار نہیں ہوگا۔ بنابر آں یہاں پر لفظ دنیا اور آخرت کا اصطلاحی معنی دار دنیا اور دار آخرت مراد نہیں ہے۔ بلکہ لغوی معنی زندگی اوّل اور زندگی آخر مراد ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ''وجیھاً فی الحیوٰۃ الاولیٰ وفی الحیوٰۃ الاٰخرۃ'' ﴿یعنی وہ اپنی پہلی اور پچھلی زندگی کے اندر معزز ومحترم ہوگا۔﴾

لفظ ''ومن المقربین'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقرب فرشتگان کی جماعت میں سے ایک مقرب ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ نفخ جبریل سے پیدا ہو کر حضرت مسیح کے اندر ملائکۃ اللہ میں رہنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آیت ذیل: ''لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملآئکۃ المقربون'' ﴿مسیح اور مقرب ملائکہ کو عبد خدا ہونے میں قطعاً کوئی اعتراض وعار نہیں ہے۔﴾ کے اندر حضرت مسیح اور ملائکۃ اللہ کو یکجا لایا جاکر عبد خدا ہونے سے یاد کیا گیا ہے۔ قلت:

شد مسیحم بر فلک اندر ملک تا زید ہمچوں ملک اندر ملک

میرا مسیح آسمان پر جاکر فرشتگان میں شامل ہوگیا۔ تاکہ فرشتوں کے اندر فرشتوں کی سی زندگی گذارے۔

نسبت ملکی اورا بالا کشید یعنی مقناطیس آہن را کشید

فرشتگان کے تعلق نے اوپر کھینچ لیا۔ یعنی مقناطیس نے لوہے کو کشید کرلیا۔

با ملائک شد مسیح ما مقیم تا شود ہمچوں ملائک او طعیم

ہمارا مسیح فرشتوں کے ساتھ اقامت پذیر ہوگیا۔ تاکہ وہ فرشتوں کی خوراک کھاتا رہے۔

خورد اورزق ملائک زندہ ماند رزق او تسبیح حق پائندہ ماند

اس نے فرشتوں کی خوراک کھائی اور زندہ رہا۔ اس کی خوراک ذکر خدا تھی اور وہ اس سے پائیدار ہو گیا۔

لفظ "ویکلم الناس فی المھد و کھلاً" کا یہ مطلب ہے کہ وہ پنگوڑے اور بڑھاپے میں اعجازاً کلام کرے گا۔ چنانچہ مہد سے مراد اس کی پہلی زندگی ہے جو قبل از رفع گذری۔ اور کہل سے مراد اس کی پچھلی زندگی ہے جو بعد النزول ہوگی اور یہاں پر ذکر الجزء وارادۃ الکل کی بنیاد پر لفظ مہد سے جوانی کی زندگی اور لفظ کہل بمعنی شروع بڑھاپے سے جوانی کے بعد کی زندگی مراد ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری نے لفظ کہل کو ۳۰ تا ۵۰ سال تک کی زندگی کے لئے کہا ہے اور دونوں زمانے باہم متغائر ہوں گے۔ جیسا کہ لفظ مہد و کہل ہیں۔ صرف معرف باللام اور غیر معرف باللام کا فرق ہے۔

جاننا چاہئے کہ قرآن حکیم نے "فی المھد والکھل" کی بجائے "فی المھد و کھلاً" کہہ کر یہ بتایا ہے اور واضح کیا ہے کہ مسیح کا عہد طفولیت اور عہد کہولیت باہم ملا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ دونوں عہدوں کے درمیان ایک طویل مدت حائل ہوگی۔ چنانچہ مسیح کا رفع الی السماء ۳۱ سال کی عمر میں ہوا جس سے کہولت وادھیڑپن کا آغاز ہوتا ہے۔

نتیجہ یہ رہا کہ مسیح علیہ السلام اپنے نیم بڑھاپے کے شروع میں مرفوع الی اللہ ہوا ہے اور آسمانی قیام کے اندر اس کی زندگی پر کوئی تغیر وتبدل نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ جس شکل وصورت میں مرفوع ہوا ہے اسی شکل وصورت میں نزول کرے گا اور اس کا سن کہولت قبل الرفع اور بعد النزول یکساں ہوگا۔ لہٰذا کلام فی الکھولت سے مراد قرآن، مسیح کا وہ کلام کہولت ہے جو بعد النزول ہوگا اور عہد مہد سے کلام کہولت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کا کلام کہولت تو ہر شخص کرتا ہے۔ قلت:

بود اندر مہد ایں عیسیٰ کلیم   کرد ہچوں بالغاں گفت فہیم

یہ عیسیٰ بچپن میں پنگوڑے کے اندر بولنے والا بن گیا اور بالغوں کی طرح سمجھدار بات کہی۔

گفت او آیندگاں را السلام   باز با پرسندگاں شدہم کلام

اس نے آنے والوں سے السلام علیکم کہا اور پھر پوچھنے والوں سے باتیں کرنے لگا۔

بر زمیں شد کہل ہچوں کہل ماند   زندگی خویش ہچوں کہل راند

وہ زمین پر نیم بوڑھا ہو گیا اور نیم بوڑھا رہا اور ایک نیم بوڑھے کی طرح اپنی زندگی گذاری۔

باز اورا آسماں آواز داد   رفت ہچوں کہل بالا ہچوں باد

پھر اس کو آسمان نے آواز دی اور وہ ایک نیم بوڑھے کی طرح ہوا کی مانند اوپر چلا گیا۔

ماند اندر آسماں چوں کہل او   زانکہ شد ایں زیستن را اہل او

وہ ایک نیم بوڑھے کی شکل میں آسمان کے اندر رہا۔ کیونکہ وہ ایسے جینے کا اہل بن چکا تھا۔

چون قیامت خواہد آمد از خدا   آید او چوں کہل برما وشما

جب خدا تعالیٰ کی طرف سے قیامت آ جائے گی تو وہ نیم بوڑھے کی طرح ہم پر اور تم پر آ جائے گا۔

باشد او چوں کہل گویا وفہیم   تاشود برما از و لطف عمیم

وہ نیم بوڑھے کی طرح بولنے والا اور سمجھدار ہوگا، تاکہ وہ ہم پر لطف عمیم کرتا رہے۔

لفظ ''من الصالحین'' سے مراد قرآن یہ ہے کہ وہ صالح انسانوں میں سے ایک ہوگا اور یہاں پر اس کو ''نبیاً من الصالحین'' نہیں کہا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے بعد النزول دور کے اندر نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف صالح انسان ہوگا۔ اس کی نبوت محمدی دور کے اندر آ کر اس طرح پر مستور ومحجوب ہو جائے گی جیسا کہ طلوع آفتاب سے چاند اور ستاروں کی روشنی در پردہ اور زیر حجاب آ جاتی ہے۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بقول قرآن مرا نہیں۔ بلکہ زندہ ہے اور ایک ایسا دور اس پر آنے والا ہے جس میں وہ صرف صالح انسان ہوگا اور نبی ورسول نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ''نبیاً من الصالحین'' کہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں کہا اور اسے صرف ''من الصالحین'' کہا تاکہ یہ فرق وامتیاز نمایاں رہے کہ دور محمدی پانے والا عیسیٰ نبی نہ رہا اور صالح انسان بن گیا اور دور محمدی نہ پانے والا یحییٰ نبی بدستور نبی رہا۔ قلت:

عیسیٰ پیش مصطفےٰ ناید نبی   ہر کہ گوید عکس ایں باشد غبی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مصطفیٰ ﷺ کے آگے نبی بن کر نہیں آئے گا اور جو شخص اس کے برعکس کہتا ہے وہ غبی ہے۔

اختران نایند روشن پیش مہر   نیست زندہ پیش موسیٰ جملہ سحر

ستارے سورج کے آگے روشن نہیں رہتے اور سب جادو حضرت موسیٰ کے آگے زندہ نہ ہے۔

چوب موسیٰ مارہائے سحر کشت   احمد ماہر نبوت را بشست

موسیٰ کی لاٹھی نے جادو کے سب سانپ مار دیئے اور ہمارے احمد ﷺ نے ہر نبوت کو دھو ڈالا۔

دین احمد دین عیسیٰ رانجورد   تاشود آں دین دین شیخ و خورد

احمد ﷺ کا دین دین عیسیٰ کو کھا گیا۔ تاکہ یہی دین ہر چھوٹے بڑے کا دین بن جائے۔

عیسیٰ پیش مصطفیٰ شد مرد نیک   کہ بقرآں عیسیٰ شد خود مرد نیک

عیسیٰ علیہ السلام حضرت مصطفیٰ ﷺ کے آگے مرد نیک بن گیا۔ کیونکہ خود قرآن مجید کے اندر عیسیٰ علیہ السلام مرد نیک بنا ہوا ہے۔

گفت قرآن مرد صالح ہست او   چوں بدور مصطفایم رفت او

جب عیسیٰ علیہ السلام میرے مصطفےٰ ﷺ کے دور میں چلا گیا تو قرآن مجید نے اس کو صرف مرد صالح کہا ہے۔

نیست بعدش موسیٰ و عیسیٰ نبی   ازانکہ او خود گفت بعدی لانبی

آپ کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں رہے۔ کیونکہ خود آپ نے کہہ دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

میرے مذکورہ بالا خط کے پہنچنے پر مدیر مذکور ساکت ولاجواب ہو گیا اور اس کی یہی خاموشی میری صداقت کا ایک علمی وادبی نشان بن گئی۔

نشان ہفتم درباره مفہوم توفی

یہ کہ آیت: "توفی (یعیسیٰ انی متوفیک) " کی ایک قابل اعتماد اور مرزائیت شکن توجیہ گذشتہ صفحات میں آ چکی ہے اور اب اس کی باقیماندہ دو توجیہات قارئین کرام کے سامنے لائی جاتی ہیں۔

الف...... جاننا چاہئے کہ باب تفعل اپنے اندر متعدد خواص رکھتا ہے جن میں سے ایک اہم خاصہ بصورت فعل لازم "بتعد" اور "تجنب" ہے۔ جیسے "تاثم زید فصلح " بمعنی "تجنب عن الاثم وصار صالحاً " وہ گناہ سے دور ہو گیا اور نیک بن گیا اور جیسے "تہجد " بمعنی "بتعد عن الهجود وصار یا قظاً " وہ نیند سے الگ رہا اور بیدار ہو گیا اور بصورت فعل متعدی تجنیب اور تبعید کی خاصیت ہے۔ جیسے "توفاہ اللہ " بمعنی "بعدہ عن الوفات " خدا تعالیٰ نے اس کو مرنے اور وفات پانے سے دور رکھا۔ بنابر آں اسی اہم خاصہ تفعل کی بنیاد پر آیت زیر نزاع کے لفظ "متوفیک " میں بھی "تبعید " اور تجنیب واقع ہے اور معنی آیت یہ ہے کہ: "اے عیسیٰ میں تجھے مرنے اور وفات پانے سے دور رکھنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے تیری جسمی تطہیر کرنے والا ہوں۔"

جاننا چاہئے کہ یہاں پر یہی مفہوم لینا اس لئے ضروری ہے کہ آیت ہذا کا سباق وسیاق اسی مفہوم کی تائید وتصدیق کرتا ہے۔ سباق میں آیت ذیل واقع ہے: "ومکروا ومکر اللہ واللہ

خیــر الـمـا کـرین " ﴿یہود نے مسیح کو مارنے کی اور خدا تعالیٰ نے اس کو بچانے کی تدبیر کی اور خدا تعالیٰ بہتر مدبر ہے۔﴾

اسی آیت کی موجودگی میں اگر ہم فقرہ: "یٰعیسیٰ انی متوفیک" کا یہ مفہوم لیں کہ اے عیسیٰ! میں تجھے مارنے والا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بجائے "خیر الماکرین" کے "شر الماکرین" ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس نے یہود کی موافقت میں عیسیٰ کو مارنے کا اظہار کر دیا۔ حالانکہ اس کو یہود کی مخالفت میں عیسیٰ کے بچانے کا اظہار کرنا تھا جو نہیں کیا اور پھر اگر ہم لفظ "الی متوفیک" کا معنی یہ کر دیں کہ میں تجھے مارنے والا ہوں تو یہی معنی جملہ "ومکر اللہ" کی مخالفت میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے یہ کہا گیا کہ خدا تعالیٰ نے "خیر الماکرین" بن کر عیسیٰ کے بچانے کی تدبیر کر لی ہے اور پھر کہہ دیا کہ اے عیسیٰ میں "شر الماکرین" بن کر تجھے مارنے والا ہوں اور یہ ایک قسم کا تضاد ہے اور قرآن مجید ایسے تضادات سے پاک ہے۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ یہاں لفظ "توفی" کا معنی بچانا ہے اور مارنا نہیں ہے اور سیاق میں فقرہ ذیل موجود ہے۔

"ومطہرک من الذین کفروا" ﴿اور میں تجھے کافروں سے بچانے والا ہوں۔﴾ جو صراحۃً حضرت عیسیٰ کی تطہیر جسمانی کا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ: "طہرت زیداً من اعدائہ" ﴿میں نے زید کو اس کے دشمنوں سے بچالیا۔﴾

بنابرآں میری رائے کے مطابق بطور تجنیب وتبعید کے آیت زیرنزاع کا یہ معنی ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات وموت سے دور رکھ کر اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور تیری تطہیر جسمانی کرتا ہوں۔

ہاں! یہاں پر ایک اعتراض باقی رہ جاتا ہے کہ بخاری شریف کے اندر بقول ابن عباسؓ لفظ "متوفیک" کا معنی بلفظ "ممیتک" موجود ہے اور جس کا معنی یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات وموت دینے والا ہوں۔ لہٰذا آیت زیرنزاع میں تجنیب وتبعید کا طریقہ جاری نہیں ہوسکتا۔

جواب یہ ہے کہ لفظ "ممیتک" باب افعال سے اسم فاعل ہے اور بعض اوقات باب افعال کے اندر ہمزہ سلب اور تبعید کے لئے آتا ہے۔ جیسے: "اشکیت المریض فصح" ﴿میں نے مریض کی شکایت اور بیماری دور کر دی۔ پس وہ تندرست ہوگیا۔﴾

اور پھر اسی ہمزہ سلب کا استعمال قرآن مجید کے اندر بھی موجود ہے۔ جیسے: "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" ﴿اور جن لوگوں میں روزہ رکھنے کی طاقت مسلوب ہے۔ ان پر ایک مسکین کا کھانا بطور ہرجانہ کے مقرر ہے۔﴾

اوراس فقرہ کی اصل عبارت یوں ہے:"وعلى الذين يسلب عنهم طوق الصوم فدية طعام مسكين "﴿یعنی جن لوگوں سے روزہ رکھنے کی طاقت چھینی جائے گی ان پر ایک مسکین کے کھانے کا ہرجانہ ہے۔﴾

اور پھر مرزا قادیانی واہل مرزا عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں آنے والی آیت:"فاماته الله مائة عام ثم بعثه "﴿خدا تعالیٰ نے اس کو سو سال تک موت سے الگ رکھا اور پھر اس کو کھڑا کر دیا۔﴾ میں ہمزۂ سلب وتبعید کا قرار دے کر جملہ"اماته الله "کا یہ مفہوم لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کو موت سے دور رکھا اور بے ہوشی کو مجازاً موت کہہ دیا گیا ہے اور وہ سو سال تک بے ہوش رہا۔ بنا برآں مذکورہ بالا اعتراض بالکل کالعدم ہو گیا اور میرا ماخوذ مفہوم باقی رہا۔

ب...... یہ کہ آیت زیر نزاع کے اندر لفظ"توفی "لفظ"توفیه "کا مطاوع اور اس کا اثر لینے والا لفظ ہے۔ جیسے:"كسرت الزجاج فتكسر وفيت زيد اماله فتوفاه منى "﴿میں نے شیشہ کو توڑ دیا اور وہ ٹوٹ گیا۔ میں نے زید کو اس کا پورا مال دے دیا اور اس نے مجھ سے اپنا پورا مال لے لیا۔﴾

چونکہ آیت زیر نزاع کے بعد آیت ذیل:"واما الذين امنوا وعملوا الصالحات فيوفيهم اجورهم "﴿جو لوگ مؤمن بنے اور اعمال صالحہ کئے خدا تعالیٰ ان کو پورا پورا ثواب دے گا۔﴾ موجود ہے اور توفی کے معنی کو متعین کرتی ہے۔ کیونکہ یہاں پر توفیہ بمعنی پورا دینا کے ہے اور آیت زیر نزاع میں توفی بمعنی پورا لینا کے ہی ہو سکتا ہے اور پھر دونوں جگہوں پر دونوں الفاظ کا فاعل بھی خدا تعالیٰ ہے۔ بنا برآں یہاں پر خدا تعالیٰ نے مؤمنین کو پورا پورا اجر وثواب دینے کا اظہار کیا اور وہاں پر حضرت عیسیٰ کو کفار سے پورا پورا وصول کرنے کا وعدہ کیا ان حالات میں لفظ توفی کو بمعنی مارنا اور وفات دینا کے سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

نشان ہشتم دربارہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ

یہ کہ غیر مقلدین کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین عند الرکوع اور آمین بالجہر تین اہم مسائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان پر عمل کئے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ میں نے ان مسائل پر ان سے خط وکتابت کی ہے اور لکھا ہے کہ نماز کے اندر یہی ہر سہ کام متروک ہو چکے ہیں۔ مسئلہ اوّل کے متعلق مولوی محمد اشرف صاحب فیصل آبادی کو استدلالاً بطور ذیل لکھا ہے:

الف...... سورۃ فاتحہ قرآن مجید کے شروع میں اور آیت"واذا قرئ القرآن "سورت اعراف کے آخر میں واقع ہے اور ہر دو کے درمیان کافی فاصلہ حائل ہے اور عند الفریقین یہ بات اتفاق کا

درجہ رکھتی ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب آسمانی اور الہامی ہونے کی وجہ سے ناقابل تبدیل ہے اور بوقت استدلال اسی ترتیب کو بحال رکھا جائے گا اور پھر سورۃ فاتحہ قرآن مجید کا ایک اہم جزو اور غیر منفک حصہ ہے۔ بنابرآں چونکہ سورۃ فاتحہ اور آیت مذکورہ میں تقدم اور تاخر واقع ہے۔ اس لئے آیت بالا نے قرأت فاتحہ خلف الامام کو روک دیا اور مقتدی پر خاموش رہنے کی پابندی عائد ہوگئی۔ کیونکہ اعرافی آیت نے بتادیا کہ جب قرآن پڑھا جائے خواہ وہ سورۃ فاتحہ ہی کیوں نہ ہو تم اس کو سنو اور چپ رہو تا کہ رحمت خداوندی کے مستحق بن جاؤ۔

ب...... سورت فاتحہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس کا نزول اوّل درج قرآن ہوا اور دوسرا نزول درج قرآن نہ ہوا۔ چنانچہ قرأت فاتحہ خلف الامام کا حکم رکھنے والی احادیث سورۃ فاتحہ کے مکی نزول سے متعلق ہیں اور ترک فاتحہ خلف الامام کے حکم پر مشتمل احادیث سورۃ فاتحہ کے مدنی نزول سے وابستہ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ہجرت نبویہ سے قبل قرأت فاتحہ خلف الامام پر عمل ہوتا رہا۔ کیونکہ تعلیماً یہی عمل ضروری تھا اور ہجرت نبویہ کے بعد یہ عمل بند ہو کر متروک ہوگیا۔ کیونکہ کتب احادیث کے اندر قرأت فاتحہ خلف الامام اور ترک فاتحہ خلف الامام کے متعلق احادیث موجود ہیں جو تضاد وتصادم کو اپناتی ہیں اور میرے نزدیک ان کے درمیان یوں توفیق وتطبیق کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر لکھ دیا ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ سے متضاد ومتصادم اقوال کا ثابت ہونا ناممکنات میں سے ہے اور پھر کتب احادیث کے اندر قرأت فاتحہ خلف الامام کی احادیث پہلے اور ترک فاتحہ خلف الامام کی احادیث بعد میں مذکور ہیں۔ لہٰذا اسی طرز بیان کا یہ نتیجہ ہے کہ کچھ عرصہ تک قرأت فاتحہ کا حکم رہا اور بعد میں یہ حکم متروک ہوگیا اور مولوی بہادر بیگ راولپنڈی والے کو مسئلہ دوم کے بارے میں بطور ذیل لکھا:

الف...... رفع الیدین کا عمل ہجرت نبویہ سے قبل تھا اور بعد از ہجرت منسوخ ہوگیا۔ جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے: ''حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین'' ﴿تمام نمازوں کی عموماً اور درمیانی نماز کی خصوصاً حفاظت کرو اور خدا را سکون وآرام سے قیام نماز کو ادا کرو۔﴾

یہ آیت مدنی النزول ہے اور قیام نماز کو بالسکون ادا کرنے کی ہدایت کرتی ہے اور قیام نماز کی حالت میں رفع الیدین کرنا ایک قسم کی حرکت ہے اور سکون وآرام کے خلاف ہے۔ بنابرآں مفہوم آیت یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے قیام بمعنی قومہ کو سکون وآرام سے ادا کرو اور اس میں رفع الیدین کی حرکت سے اجتناب کرو ورنہ تم اپنی نماز کے محافظ وپاسبان نہیں رہو گے۔ بلکہ اس کے مخرب ومعطل بن جاؤ گے اور وجہ یہ کہ یہاں پر قنوت بمعنی سکون ہے اور بمعنی سکوت نہیں ہے۔

ب...... ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ بعض صحابہ کرام اپنی کسی نماز کے اندر رفع الیدین کر رہے ہیں۔اس پر بطور تحقیر ونفرت کے فرمایا: "مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ (رواہ مسلم عن جابر ابن سمرۃ)" ﴿کیا وجہ ہے کہ میں تم کو اس طرح پر ہاتھ اٹھانے والا دیکھتا ہوں جیسا کہ ٹٹو گھوڑے اپنی دموں کو اٹھاتے ہیں۔تم اپنی نماز میں سکون وآرام سے رہو۔﴾

حدیث ہذا میں بیان شدہ تشبیہ وتمثیل سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ نماز کے اندر رفع الیدین کرنا سکون فی الصلوٰۃ کے خلاف ہے اور آداب نماز کے منافی ہے۔گویا کہ نماز کے اندر رفع الیدین کرنے والا شخص ایک ٹٹو گھوڑا ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلاوجہ اور بے مطلب اسی طرح اوپر نیچے کرتا ہے جس طرح ایک ٹٹو گھوڑا بے غرض وغایت اپنی دم کو اوپر نیچے مارتا ہے۔بہر حال آنحضرت ﷺ نے نماز کے اندر رفع الیدین کرنے کو بنظر حقارت ونفرت دیکھا ہے اور اس کو نماز کے اندر خشوع وخضوع اور سکون وآرام کے خلاف قرار دیا ہے اور پھر حدیث مذکور میں استفہام انکاری ہے جو فعل نہی کے مفہوم میں ہوتا ہے اور اصل عبارت یوں ہے:

"لاترفعوا ایدیکم کاذناب خیل شمس بل اسکنوا فی الصلوٰۃ" ﴿تم ٹٹو گھوڑوں کی طرح اپنے ہاتھ مت اٹھاؤ بلکہ نماز کے اندر سکون وآرام سے رہو۔﴾

اور مولوی چراغ الدین گوجرانوالہ کو آمین بالجہر کے مسئلہ پر بطور ذیل تحریراً لکھا:

الف...... جب قرآن مجید نے سورۃ فاتحہ کے بعد لفظ "امین" کو مخفی رکھا ہے اور اس کو تحریر میں نہیں لایا گیا تو پھر نمازی کا آمین بالجہر کرنا قرآن عزیز کی مخالفت میں جاتا ہے۔کیونکہ جو لفظ عند القرآن مستور ومخفی ہے اس کا بالجہر ادا کرنا آداب قرآن کے خلاف ہے۔قال تعالیٰ:

"ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم" ﴿بلاشبہ یہی قرآن اک ایسی راہ کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھی ہوتی ہے۔﴾

بنابر آں آمین بالجہر کا عمل جو غیر مقلدین میں رواج پذیر ہے وہ ہدایت قرآن اور دستور قرآن کے برعکس پڑتا ہے۔

ب...... لفظ "امین" ایک دعائیہ کلمہ ہے جو سورت فاتحہ کے دعائیہ فقرات کی قبولیت کے پیش نظر دہرایا جاتا ہے۔کیونکہ اس لفظ کا معنی "اللھم تقبل دعائی" ﴿اے خدا میری دعا قبول فرما۔﴾ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! میری مطلوبہ دعا کو قبول فرما اور پھر دعا کے متعلق قرآن مجید کی ہدایت یہ ہے کہ اسے اخفاء اور تضرع سے ادا کیا جائے۔قال تعالیٰ:

''ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة واللہ لا یحب المعتدین'' ﴿تم اپنے رب کو خشوع واخفاء سے پکارو اور خدا تعالیٰ حد شکنوں کو پسند نہیں کرتا۔﴾

آیت ہذا نے دعا کے لئے تضرع اور اخفاء کو بطور دو حدود کے ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان دو حدود کے اندر رہ کر دعا مانگی جائے اور جو شخص اخفاء کو چھوڑ کر زور سے اور بالجہر دعا کرتا ہے وہ قرآن کی قائم کردہ حدود کو توڑنے والا ہے۔ کیونکہ بلند آواز سے دعا مانگنا تضرع اور اخفاء دونوں کے برعکس ہے اور ایسا شخص عند القرآن متعدی اور حد شکن ہے۔ ان حالات میں چونکہ آمین بالجہر کرنا اور اخفاء دونوں کی مخالفت میں جاتا ہے۔ اس لئے آمین بالجہر کرنے والا نمازی یقیناً متعدی اور حد شکن ہے اور قرآن حکیم کی مخالفت پر گامزن ہے۔

ج...... بروایت ابی ہریرہؓ مروی ہے کہ: ''اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکة غفرلہ ما تقدم من ذنبہ'' ﴿جب امام نماز آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس مقتدی کا آمین کہنا فرشتگان کے آمین کہنے کے موافق رہا تو نماز کے اندر اس کی ہوئی غلطی مغفرت پا گئی۔﴾

اس حدیث نے صراحۃً وضاحت کردی کہ آمین کہنے کا صحیح اور شرعی طریقہ وہ ہے جس کو باجماعت نماز کے وقت فرشتگان خدا نے اپنایا ہے اور یہ طریقہ آمین بالاخفاء ہے اور آمین بالجہر نہیں ہے اور چونکہ فرشتے آمین بالاخفاء کے عامل ہیں اور آمین بالجہر کے عامل نہیں ہیں۔ اس لئے امام نماز اور اس کے مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ آمین بالجہر کو چھوڑ کر آمین بالاخفاء پر عمل کریں تاکہ عمل کے اندر ان کی ہونے والی کوتاہیاں مغفرت خداوندی کو حاصل کر سکیں۔ ورنہ فرشتگان کی مخالفت سے ان کی مغفرت نہیں ہوگی۔

میرے ان تین خطوط کے پہنچنے پر صرف میرے پہلے مکتوب الیہ نے ایک غیر مکتفی اور غیر شافی جواب بھجوایا اور باقی دو صاحبان خاموش ہوگئے اور خاموشی میں اپنی خیر سمجھی۔

دس ہزاری اشتہار جواب باصواب

اوّل...... یہ کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''میں نے مکمل کتاب اعجاز احمدی کو پانچ ایام میں لکھا ہے غلط ہے اور دجالی ڈینگ ہے۔ کیونکہ اس نے اسی کتاب کو چھ ایام میں لکھا ہے۔ جب کہ اس نے ایک یا دو ابتدائی اشعار مورخہ ۷؍نومبر ۱۹۰۲ء کو بٹالہ شہر کو جاتے ہوئے لکھے اور باقی اردو مضمون اور عربی قصیدہ ۸؍نومبر ۱۹۰۲ء کو شروع کر کے ۱۲؍نومبر کو پانچ ایام کے اندر ختم کر لیا۔''

(اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶)

گویا کہ یہی سالم کتاب پانچ ایام کی بجائے چھ ایام میں تیار ہوئی اور مرزا قادیانی کا چھ ایام کو پانچ ایام کہنا غلط رہا اور وہ کاذب قرار پایا اور کاذب آدمی نبی و رسول اور مہدی و مسیح نہیں بن سکتا۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی کی یہی کتاب ۱۲ر نومبر ۱۹۰۲ء کو جا کر مکمل کر لی گئی اور اس کا کوئی حصہ لکھنے سے باقی نہ رہا۔ (اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶)

بنابرآں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ: ''خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ کتاب نشان اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظاہر ہوگا۔'' (اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۷)

غلط رہا کیونکہ کتاب مذکور ۱۲ر نومبر ۱۹۰۲ء کو مکمل ہوگئی اور اخیر دسمبر کو نہ پاسکی اور اس کو اس کا موعد ملہم صحیح تاریخ نہ بتا سکا۔

سوم...... یہ کہ مرزا قادیانی کی دی ہوئی میعاد ۲۰ دن ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۵)

لیکن حقیقتاً یہی میعاد ۲۱ یوم بنتی ہے۔ کیونکہ ۲۰ر نومبر سے ۱۰ر دسمبر تک بجائے ۲۰ ایام کے ۲۱ ایام بنتے ہیں جو مرزا قادیانی کو غلط نویس بنا دیتے ہیں اور غلط نویس آدمی مہدی و مسیح اور نبی و رسول نہیں بن سکتا۔ کیونکہ جب اس کی ایک یا دو غلطیاں ثابت ہوگئیں تو وہ قابل اعتماد نہ رہا اور مرزا قادیانی کے دونوں اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا گیا ہے۔

مرزا کا کاروبار ہی بے ثمر رہا ۔۔۔ کیونکہ اس نے جو بھی کہا بے اثر رہا
کافر ہی تھا دین سے اپنے بے خبر رہا ۔۔۔ مرا تو اپنی ٹٹی میں زیر و زبر رہا

مرزائی تعلّیات اور محمدی جوابات

پہلی تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کو خلیفہ و مسیح قرار دے کر کہتا ہے کہ: ''ولکننی من امر ربی خلیفة مسیح سحتم وعدہ فتفکروا مگر میں خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو۔'' (اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

الجواب: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نہ خلیفہ اسلام ہے اور نہ مسیح محمدی ہے۔ بلکہ یہ شخص اصطلاحات اسلام سے استہزاء اور ٹھٹھا مخول کر رہا ہے۔ کیونکہ بروئے لغات عرب خلیفہ اس حکمران اعظم کو کہا جاتا ہے جس کے نیچے چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہوں اور اس کے اوپر دیگر حکمران نہ ہو۔ جیسا کہ المنجد میں ہے: ''الخلیفة امام لیس فوقه امام'' خلیفہ وہ امام ہے جس کے اوپر دیگر امام بمعنی حکمران نہ ہو، اور مرزا قادیانی عمر بھر غلام فرنگ اور محکوم برطانیہ رہا۔ لہٰذا محکوم و غلام آدمی کا اپنے کو خلیفہ سمجھ لینا ایک بدنما حماقت ہے۔

اور لفظ مسیح بروئے قرآن مجید حضرت عیسیٰ ابن مریم کا لقب ہے جو بعد النزول من السماء امام مہدی کا وزیر مملکت اور مشیر حکومت ہوگا۔ بنابرآں غلام احمد قادیانی نہ خلیفۂ اسلام ہے اور نہ مسیح موعود ہے۔ بلکہ خلیفہ شیطان اور مسیح کفران ہے۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے۔

(غلام احمد /۱۱۲۴) ''هو خليفة شياطين ابداً /۱۱۲۴'' وہ ہمیشہ کے لئے شیاطین کا خلیفہ اور جانشین ہے۔ (میرزا غلام احمد /۱۳۸۲) ''هو متضاد مسيح ابداً /۱۳۸۲'' وہ ہمیشہ کے لئے حضرت مسیح سے متضاد اور برعکس ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ''هو ضد خليفة ابداً / ۱۵۴۸'' یعنی مرزا قادیانی ہمیشہ کے لئے ضد خلیفہ ہے۔ کیونکہ مسیح بعد النزول مملکت اسلام کا بااقتدار وزیر اعظم ہوگا اور یہ شخص غلام کفار رہا اور شعر بالا کو بطور ذیل تبدیل کر دیا۔

ولکنه من امر ربی خلیفة   وعهد بلا شک ومرا مکفر

کیونکہ خداتعالیٰ نے امت محمدیہ کو مقتدر خلافت اور باعظمت حکومت وسیاست دینے کا وعدہ تو ضرور بالضرور کیا ہے اور اس کے برعکس کبھی بھی نبوت ورسالت دینے کا وعدہ نہیں کیا۔ جیسا کہ آیت ذیل سے مترشح ہوتا ہے: ''وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنّهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنّن دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنّهم من بعد خوفهم امناً يعبدوننى ولا يشركون بى شيئاً ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الكفرون '' ﴿خداتعالیٰ نے تم میں سے اہل ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو بالضرور زمین کے اندر اقتدار وحکمرانی دے گا۔ جیسا کہ اس نے سابقہ امم کو دی تھی اور ان کے خلاف وخطر کو امن وسلامتی میں تبدیل کرے گا اور جس شخص نے اس خدائی وعدہ کے بعد کفر کو اختیار کیا وہ فاسق وفاجر ہوگا۔﴾

یہ آیت صاف طور پر وضاحت کرتی ہے کہ باعمل مؤمنین سے خدائی وعدہ صرف خلافت وحکمرانی دینے کا ہے۔ نبوت ورسالت دینے کا نہیں ہے۔ کیونکہ قرآنی اصطلاح میں خلافت فی الارض سے مراد حکومت وفرمانروائی ہے۔ بے اقتدار نبوت اور غلام کفار رسالت مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''يا داؤد انا جعلناک خليفة فى الارض فاحكم بين الناس بالحق '' ﴿اے داؤد ہم نے تجھے زمین کے اندر حکمران بنادیا۔ پس تو لوگوں کے درمیان حاکم بن کر اپنا صحیح حکم چلا۔﴾

بنابرآں مذکورہ بالا دونوں آیات کے ملانے سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ خداتعالیٰ نے صالح مؤمنین سے اسی طرح کی حکمرانی وفرمانروائی دینے کا وعدہ کیا جس طرح امم سابقہ کے اندر

حضرت داؤد وغیرہ علیہم السلام کو خلافت فی الارض بمعنی حکومت وملوکیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ موعودہ خلافت والی آیت کے بعد موعود خلفائے امت کو صرف اطاعت رسول اور نماز وزکوٰۃ کا حکم ہے۔ قال تعالیٰ: ''واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون'' ﴿اور تم اے خلفائے امت نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول خدا کی اطاعت کرو تاکہ تم رحمت خداوندی سے نوازے جاؤ۔﴾

اگر بفرض محال امت محمدیہ سے خدا تعالیٰ کا وعدہ نبوت دینے کا ہوتا تو آیت زیر بحث کے اندر بجائے خلافت کے نبوت کا وعدہ ہوتا اور آیت بطور ذیل ہوتی: ''وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستنبئنھم فی الارض کما استنبأ الذین من قبلھم'' ﴿خدا تعالیٰ نے تم میں سے نیکوکار مؤمنین کے ساتھ نبوت فی الارض دینے کا اسی طرح وعدہ کیا ہے جیسا کہ پہلے لوگوں کو اس نے نبوت دی تھی۔﴾

چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبوت فی الارض کو چھوڑ کر خلافت فی الارض کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس لئے آیت خلافت کے اندر خلافت فی الارض سے مراد صرف حکومت وملوکیت ہے۔ بنابرآں یہی آیت ختم نبوت کے بارے میں حرف آخر کا مقام رکھتی ہے۔ چنانچہ ایک متفق علیہ حدیث میں مذکور ہے کہ امم سابقہ کے اندر نبوت وحکومت دونوں چیزیں انبیاء کرام کے پاس تھیں اور امت محمدیہ کے اندر نبوت ختم ہوکر صرف حکومت وخلافت جاری رہے گی۔ جیسا کہ بروایت ابی ہریرہؓ الفاظ حدیث بطور ذیل ہیں: ''کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوابیعۃ الاوّل فالاوّل'' ﴿بنی اسرائیل کی سیاست وحکومت انبیاء کے پاس تھی جب ایک نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا اور یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ اب ہم کو آپ کا کیا فرمان ہے۔ فرمایا کہ پہلے خلیفہ کی بیعت کرکے اس کے وفادار بنو اور اس کے بعد اوّل رہنے والے کی بیعت کرو۔﴾

حدیث ہذا کے اندر تین اہم باتوں کا تذکرہ ہے:

اوّل...... یہ کہ امت محمدیہ کے اندر نبوت ختم ہوگئی اور صرف خلافت بمعنی حکومت وسیاست جاری رہی۔

دوم...... یہ کہ بروئے حدیث ہذا خلیفہ اوّل کون ہے اور اس نے پہلے پہل کون سا اہم کام سرانجام دیا تاکہ آنے والے سب خلفاء اسی کی تقلید میں اسی کے کئے ہوئے کام کی پابندی کریں۔

سوم...... یہ کہ ختم نبوت کے بعد انبیاء کا آنا بند ہے اور صرف خلفاء بمعنی حکام و امراء کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نہ خلیفہ ہے اور نہ مسیح موعود ہے۔

جب کہ اعداد بالطور ذیل ہے۔(مرزا غلام احمد قادیانی/ ۱۵۴۸)"وھو ضد خلیفة ابداً/ ۱۵۴۸" وہ ہمیشہ سے خلیفہ کی ضد ہے۔ یا (مرزا غلام احمد/ ۱۳۸۲)"ھو متضاد مسیح ابداً/ ۱۳۸۲" وہ ہمیشہ سے متضاد مسیح ہے۔(مرزا غلام احمد مسیلمۃ الہند بطالاً ظاہر و باطن/ ۱۳۸۲)

خلافت صدیقؓ اور کار صدیق

بروئے حدیث ہذا خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر الصدیقؓ ہے کیونکہ نقرہ "فـــوا بیـــعة الاوّل" کے اندر لفظ "فوا" بصیغہ جمع وارد ہے اور اس کا واحد نقرہ "ف بیعة الاوّل" بنتا ہے جو ہر امتی کو خلیفہ اوّل کی وفاداری کا حکم دیتا ہے۔ اب اگر نقرہ "ف بیعة الاوّل/ ۲۳۵" اور حضرت ابوبکرؓ کے لقب الصدیق/ ۲۳۵ کے اعداد پر غور کیا جاوے تو دونوں کے اعداد پورے ۲۳۵ بنتے ہیں اور پھر یہی اعدادی استدلال ہمیں یہی نتیجہ دیتا ہے کہ بروئے فرمان نبی خلیفہ اوّل صرف اور صرف ابوبکر صدیقؓ ہے اور جس کی وفاداری کا ہر ایک امتی پابند ہے اور اسے کہا گیا ہے کہ اے مسلمان! تو خلیفہ اوّل سیدنا صدیقؓ کا وفادار رہ۔

ان حالات میں شیعہ حضرات کا سیدنا علیؓ کو خلیفہ اوّل بنانا فرمان نبوی کی مخالفت میں جاتا ہے اور ان کو گمراہ اور منحرف عن الحدیث قرار دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بطور خلیفہ اوّل کے جو پہلا اہم کام کیا وہ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے خلاف جہاد اسلام تھا اور اس کی نبوت کاذبہ کا ابطال و افناء تھا۔

بنابرآں ہر آنے والا خلیفہ مدعی نبوت بننے کی بجائے مدعیان نبوت سے جہاد و قتال کرنے کا پابند رہے گا اور پھر ہر خلیفہ اسلام کے عہد خلافت کے اندر ہر مدعی نبوت واجب القتل قرار پائے گا۔

حدیث ہذا کے لفظ "فالاوّل" کا اصل تھوڑے سے تغیر کے ساتھ بصورت واحد "فف بیـــع الاوّل" ہے جس کے اعداد حروف پورے ۳۱۰ ہیں۔ جیسا کہ خلیفہ ثانی کے نام نامی لفظ عمر کے اعداد پورے ۳۱۰ بنتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حدیث بالا میں دوسرے لفظ "الاوّل" سے مراد حضرت عمر فاروقؓ بنتا ہے جو خلیفہ اوّل کے بعد دوسرے نمبر پر آ کر خلیفہ ثانی بن جاتا ہے اور شیعہ صاحبان کی مزعومہ خلافت کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

پھر زیر نزاع شعر کے اندر مرزا قادیانی کا دوسرا دعویٰ مسیح موعود بننے کا ہے۔ لیکن یہ دعویٰ بھی غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ جب وہ بروئے قرآن وحدیث خلیفہ فی الارض ثابت نہیں ہوسکا تو اس کا مسیح موعود ہونا بھی باطل ہے۔ کیونکہ مسیح موعود حاکم عادل اور امام مہدی اس کا وزیر مقتدر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ''مرزا قادیانی /۴۳۴'' اور لفظ ''المسیح المردود /۴۳۴'' یا لفظ ''المسیح المرید /۴۳۴'' کے اعداد حروف برابر ہیں جو چار صد چونتیس بنتے ہیں اور اس کو بجائے مسیح موعود کے مسیح مردود ثابت کرتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا شعر کے بعد آنے والے ایک شعر کے اندر ایک صحیح حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''حدیث صحیح عندکم تقرأونہ فلا تکتموا ما تعلمون واظہروا تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو۔ پس جو کچھ جانتے ہو مت چھپاؤ اور اس کو ظاہر کرو۔''

(اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

لیکن حاشیہ کتاب پر محولہ حدیث کو تحریر نہیں کیا گیا۔ تاکہ ہمیں بھی اس کا علم ہو جاتا اور ہم اس پر غور وفکر کرتے۔ بہرحال میرے اندازہ کے مطابق وہی محولہ حدیث بطور ذیل ہے۔

''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم'' ﴿تم کیسے خوش قسمت ہوگے جب ابن مریم تمہارے اندر ایسی حالت میں نازل ہوگا کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾ مرزا قادیانی نے اس حدیث سے ابن مریم اور امام مہدی کے ایک ہونے پر استدلال کر کے اپنے آپ کو ان دونوں کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ میں نے جواباً اسی حدیث کی ایک قابل اعتماد توجیہ سابقہ صفحات میں ذکر کردی ہے اور اس کی چند جوابی توجیہات حسب ذیل ہیں۔

الف...... ابن مریم کو امت محمدیہ کا متعلق آدمی نہیں بتایا گیا اور امام کو امت محمدیہ کا متعلق آدمی ظاہر کر کے اسے ''امامکم منکم'' تمہارا امام تم میں سے ہوگا کہا گیا ہے۔ لہٰذا متعلق امت آدمی غیر متعلق آدمی سے الگ رہا۔

ب...... امام کو اس کے منصب امامت سے یاد کیا گیا ہے اور ابن مریم کو بے منصب آدمی قرار دے کر اس کا صرف کنایاتی نام لایا گیا ہے۔ لہٰذا بے منصب آدمی با منصب آدمی سے الگ رہا۔

ج...... ذوالحال اپنے حال کا غیر ہوتا ہے جیسے: ''جاء نی زید والشمس طالعۃ'' ﴿زید میرے پاس اس وقت آیا جب کہ سورج طلوع کر چکا تھا۔﴾

اور حدیث بالا میں بھی یہی صورت کارفرما ہے کہ دوسرا فقرہ ''وامامکم منکم'' پہلے فقرہ ''اذا نزل ابن مریم فیکم'' سے حال واقع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم کیسے خوش قسمت

ہو۔ جب ابن مریم تمہارے اندر ایسے حالات میں نازل ہوگا کہ تمہارا امام تم میں برپا ہو چکا ہوگا۔ بنابرآں ان حالات کے پیش نظر ابن مریم اور امام کے دو ہونے پر مذکورہ چار قرائن موجود ہیں اور بقول مرزا دونوں کے ایک ہونے پر حدیث ہذا کے اندر ایک جلی یا خفی اشارہ بھی موجود نہیں ہے اور میں نے مذکورہ بالا مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل وترمیم کر دیا۔

''ولکنہ من امر ربی جلیفۃ مطاتحت الفرنج وعبد محقر ''لیکن وہ میرے رب کے حکم سے ایک فرومایہ آدمی ہے جو فرنگیوں کے نیچے سواری بن کر چلتا رہا اور ایک حقیر غلام ہے۔

''ذکرت حدیثاً فی کتابی وانہ حدیث صحیح ثم خبر مشھر ''میں نے اپنی کتاب کے اندر ایک حدیث ذکر کی ہے اور بلاشبہ وہ ایک صحیح اور مشہور حدیث ہے۔

''فکلبہ ھذا الحدیث لانہ کذوب بدعواہ ودیناً مخسر ''پس اسی حدیث نے اس کو کاذب بنا دیا۔ کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا اور دینی طور پر زیاں کار ہے۔

اور پھر یہی شخص اعداداً بطور ذیل جلیف ولیئم ثابت ہوتا ہے۔ (غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰)''ھو جلیف ابد مطاتحت کافر /۱۳۰۰''یعنی غلام احمد قادیانی ایک کمینہ آدمی ہے جو کافر برطانیہ کے نیچے سواری بنا رہا۔

دوسری تعلّی: یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ قرآن مجید کے اندر اس کے محامد وفضائل اور اس کے ظہور کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے:''وقد جاء فی القرآن ذکر فضائلی وذکر ظھوری عند فتن تنور ''قرآن میں میرے فضائل کا ذکر آ گیا اور خطرناک فتنوں کے وقت میرے ظہور کا تذکرہ موجود ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

الجواب: یہ ہے کہ قرآن مجید کے اندر مرزائی محامد وفضائل کو بہت تلاش کیا ہے۔ لیکن مجھے اس کی ایک فضیلت بھی نہیں ملی بلکہ بجائش اس کے بے شمار ذمائم ورذائل میرے سامنے آئے ہیں۔ چنانچہ اب میں اسی سلسلہ میں قرآن واحادیث میں سے اس کے کاذب وبطالی ہونے کے چند نشانات وعلامات پیش کرتا ہوں اور اس کے چند ذمائم درج ذیل ہیں۔

الف...... قرآن مجید سجدۂ آدم سے انکار ابلیس کے واقعہ کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:''قال فاھبط منھا فما یکون لک ان تتکبر فیھا فاخرج انک من الصاغرین'' ﴿خداتعالیٰ نے شیطان کو فرمایا کہ بہشت سے نکل جا۔ کیونکہ تجھے زیبا نہ تھا کہ تو اس کے اندر غرور کرتا۔ پس تو نکل جا کیونکہ تو رذیلوں میں سے ایک ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ لفظ "صٰغرین / ۱۲۹۰" کا واحد "صاغر" ہے جس کا معنی رذیل اور فرومایہ اور کمینہ ہے اور جس کے اعداد حروف پورے ۱۲۹۰ بنتے ہیں اور ابلیس کے انکار سجدہ کے سال وقوع کی طرف بصورت اعداد اشارہ کرتے ہیں اور اس اشارہ کا مفہوم یہ ہے کہ ابلیس لعین نے تخلیق جنات کے بعد ٹھیک ۱۲۹۰ جنی میں سجدۂ آدم سے انکار کیا تھا اور جیسا کہ مرزا قادیانی کی طرف سے اجرائے نبوت اور وفات مسیح کا فتنہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ کو اٹھایا گیا اور امت محمدیہ کے اندر ظلی و بروزی نبوت کی داغ بیل ڈالی گئی۔ کیونکہ اس شخص نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۱۹۹، خزائن ج ۲۲ص ۲۰۸) پر لکھا ہے کہ وہ اسی سال (۱۲۹۰) کے اندر مکالمہ الٰہیہ سے شرف پا چکا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی کو لفظ "صٰغرین" میں شامل مان کر اس لئے "صٰغر" قرار دیا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو زیر جواب قصیدہ کے اندر لفظ "اصغر" بمعنی رذیل تر سے یاد کرتے ہوئے لکھتا ہے: "وکم من علو کان من اکبر العدیٰ فلما اتانی صاغراً کنت اصغر" بہت لوگ میرے سخت دشمن ہیں جب دشمن صاغر بن کر آتا ہے تو میں اصغر بن جاتا ہوں۔

اور بظاہر شعر ہذا کا مطلب یہ ہے کہ جب میرا دشمن رذیل بن کر میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو میں رذیل تر بن کر اس کا مقابلہ کرتا ہوں اور اس کو دشمنی کرنے کا مزہ چکھاتا ہوں۔

نیز عربی زبان کے اندر "صغر" مصدر کی دو صفات مستعمل ہیں: ایک "صاغر" اور دوسری "صغیر" ہے۔ چنانچہ جب قرآن مجید نے شیطان کو "صاغر" کہہ دیا تو دلالت التزامی کے طور پر مرزا قادیانی کو "صغیر" قرار دے دیا۔ کیونکہ دونوں لفظ ایک ہی مصدر "صغر" سے بنی ہوئی صفات ہیں اور پھر "غلام احمد قادیانی" اور "صغیر" کے اعداد حروف پورے ۱۳۰۰ ہیں جن سے یہ شخص اعدادی طور پر صغیر بمعنی رذیل ثابت ہوتا ہے۔

ب...... قرآن مجید اعدادی رنگ میں مرزا قادیانی کی کجروی اور دینی بے راہ روی کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: "اما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ" ﴿جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ و تاویل کی خواہش میں متشابہ بات کا اتباع کرتے ہیں۔﴾

اس آیت میں کج رو اشخاص کی ایک خاص علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ فتنہ بازی اور تاویل سازی کے خیال سے ایک متشابہ اور غیر واضح بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور لوگوں کے اندر گمراہی کو فروغ دیتے ہیں اور یہی علامت مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مزعومہ واقعہ قتل و صلب کو اپنے مذہب کی بنیاد بنالیا۔ حالانکہ یہی واقعہ از قسم متشابہات

ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے: "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم " ﴿یہود نے نہ حضرت مسیح کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب پر لٹکایا ہے۔ بلکہ یہی واقعہ ان پر مشتبہ رہا۔﴾

مرزا قادیانی نے اسی مشتبہ واقعہ کو اپنی بہت سی کتابوں میں درج کر کے اپنا زورِ قلم نمایاں کیا ہے اور اپنے آپ کو اسی آیت زیغ کا بروز اور مصداق و مورد بنالیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی تحریک کا سال آغاز بارہ صدنوے اعدادی طور پر فقرہ "فی قلوبھم زیغ /۱۲۹۰" سے برآمد ہو کر مرزا قادیانی کو کجرو اور زائغ القلب بنالیتا ہے اور پھر وہ اعداداً "غدار النباء /۱۲۹۰" بمعنی غدار الانبیاء بھی ہے اور پھر قرآن مجید کی تائید و توثیق میں دانیال نبی نے بھی مرزائی تحریک کا سال آغاز بیان کر دیا ہے اور اسے ایک مکروہ اور اجاڑنے والی تحریک قرار دیا ہے۔ چنانچہ کتاب دانیال باب: ۱۲، آیت: ۱۲ میں مذکور ہے کہ: "جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی۔ ۱۲۹۰ دن ہوں گے۔"

چونکہ بعض دفعہ الہامی کتابوں میں ایام سے سال مراد ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں پر ۱۲۹۰ دن سے ۱۲۹۰ سال مراد ہیں جو مرزائی تحریک کا سال آغاز ہے اور پھر یہاں پر دائمی قربانی کے موقوف ہونے سے تنسیخ جہاد مراد ہے اور اجاڑنے والی مکروہ چیز سے مراد اجرائے نبوت ہے جو مرزائی تحریک کے مغلوب کفامسائل ہیں۔

ج...... "قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الیٰ جھنم وبئس المھاد ": ﴿اے پیغمبر! کفار کو کہہ دیجئے کہ تم مغلوب رہو گے اور دوزخ کی طرف لائے جاؤ گے۔ جو برا ٹھکانا ہے۔﴾ اس آیت میں کفار کی مغلوبیت و محکومیت اور ان کے حشر بد کا بیان ہے اور پھر اعدادی طور پر اس میں مرزا قادیانی کی محکومیت و مغلوبیت کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ کیونکہ جملہ "ستغلبون" اور "مرزا غلام احمد قادیانی" کے اعداد برابر ہیں جو ۱۵۴۸ ہیں جس سے قرآن مجید کی چودہ صد سال قبل کی اعدادی پیش گوئی صحیح طور پر پوری ہوگئی اور مرزا قادیانی عمر بھر انگریز کافر کا محکوم و غلام اور ان کا بندۂ بے دام بنا رہا اور وہ ہمیشہ مغلوب الکافرین رہا۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی /۱۵۴۸) "مغلوب الکفرین الی الابد /۱۵۴۸"

د...... "کان من الغوین /۱۲۵۸" ﴿وہ گمراہوں سے ایک ہے۔﴾

اس آیت میں اعدادی طور پر مرزا قادیانی کو غاوی اور گمراہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت کے اعداد حروف ۱۲۵۸ بنتے ہیں اور مرزا قادیانی کے نام "میرزا غلام احمد" کے ابتدائی حصہ "میرزا غ /۱۲۵۸" کے اعداد بھی یہی ہیں جس سے وہ اعداداً ایک گمراہ اور غاوی شخص قرار پاتا

ہے اور پھر اس کا ہجری سال پیدائش بھی ۱۲۵۸ ہے۔ دراصل یہی فقرہ بلعم باعوراء کے متعلق ہے۔ جو امت موسیٰ علیہ السلام کا ایک ممتاز و مشہور آدمی تھا اور انکار جہاد کر کے فرعونی فوج میں بھرتی ہو گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ کرتا ہوا مقتول ہو گیا تھا۔ چونکہ مرزا قادیانی بھی منکر جہاد ہو کر اور اسلام کے مجاہدین آزادی کو چھوڑ کر انگریزوں کا حامی بن گیا۔ اس لئے قرآن حکیم کے بظاہر بلعم باعوراء کو غاوی و گمراہ کہا ہے اور اعدادی طور پر مرزا قادیانی کو غوایت و گمراہی میں بلعم باعوراء کا رفیق و سہیم گردانا گیا ہے۔

ر...... ''فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم '' ﴿جب انہوں نے کجی کو اختیار کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو کج بنا دیا۔﴾

اس آیت میں بظاہر قوم موسیٰ کی کج روی کا بیان ہے کہ وہ جنگ پر جاتے ہوئے انکار جہاد کر کے راستہ میں بیٹھ گئے اور صاف کہہ دیا کہ: ''فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون'' ﴿اے موسیٰ تو اور تیرا رب جا کر لڑو! اور ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔﴾

اور اعداداً مرزا قادیانی کو بھی اس آیت کا مورد و مصداق بنایا گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ''ازاغ الله قلوبهم '' اور مرزا قادیانی کے نام ''میرزا غلام احمد'' کے ابتدائی حصہ ''میرزاغ'' کے اعداد برابر ہیں جو ۱۲۵۸ ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی بھی بلعم باعوراء کی مانند منکر جہاد اور کفار برطانیہ کا حامی و ناصر بن کر سامنے آتا ہے۔ گویا کہ جس طرح بلعم باعوراء نے انکار جہاد کر کے اپنی ایک جماعت بنائی تھی اور اپنی جماعت کو فرعونی فوج کا ایک حصہ قرار دے دیا تھا۔ اسی طرح پر مرزا قادیانی نے بھی انکار جہاد کی بنیاد پر جماعت مرزائیہ بنائی اور پھر اپنی جماعت کو فوج برطانیہ کا نام دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے: ''ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آ چکا۔''

(ضمیمہ جہاد ص۱۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۲۷)

اور پھر ''بلعم باعوراء/۴۲۴'' اور ''مرزا قادیانی/۴۲۴'' اعداد میں برابر ہیں اور نظریات میں ہمنوا اور متحد العقیدہ ہیں۔

س...... ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے ''فتنة الاحلاس '' کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر ایک سائل نے دریافت کیا کہ یہ فتنہ کس نوعیت کا ہوگا۔ آپ نے جواباً فرمایا: ''وهی هرب وحرب'' یہ جملہ اگرچہ بظاہر کسی خاص علامت کا اظہار نہیں کرتا۔ کیونکہ متبادر اس کا یہ مفہوم ہے کہ وہی لوگ بھاگنے والے اور جنگ و قتال

کرنے والے ہوں گے اور مطلب یہ ہے کہ وہی لوگ مفاد پرست ہوں گے۔ چنانچہ جب شامل جہاد ہونے سے ان کا مفاد ضائع ہوتا ہوگا تو وہ انکار جہاد پر عمل کریں گے اور اگر شامل جہاد ہونے سے ان کو دنیاوی مفاد ملنے کی توقع ہوگی تو وہ فی الفور اعلان جہاد کر کے شامل جہاد ہو جائیں گے۔ گویا وہ وہ دورنگی چال کو اپنا کر منافقین اسلام کا جامہ اوڑھ لیں گے اور یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا کہ وہ قلمی جہاد کا قائل و عامل تھا اور سیفی جہاد کا منکر تھا اور یہی حال موجودہ مرزائیوں کا رہا کہ پاک و ہند کی جنگ میں ہندوستانی مرزائیوں نے اعلان جہاد کر کے پاکستان کے خلاف جنگ کی اور بھارتی افواج کے شانہ بشانہ لڑتے رہے اور پاکستانی مرزائیوں نے انکار جہاد کر کے غیر جانبدار پالیسی کو اپنا لیا اور پاکستانی افواج کے ساتھ مل کر بھارت کے خلاف جنگ نہ کی اور اپنے گھروں میں بیٹھ کر شکست پاکستان کی دعائیں مانگتے رہے۔

علاوہ ازیں فقرۂ حدیث کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہاں پر حرف واؤ کو حرف ''من'' کی بجائے استعمال کیا گیا ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ''وھی ھوب من حوب'' وہ جنگ و جہاد سے بھاگنے والے ہوں گے۔ یعنی وہی لوگ جہاد اسلام کو حرام و قبیح کہنے والے ہوں گے اور اپنے مکانوں کے اندر پڑے ہوئے ٹاٹوں کی طرح اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلیں گے اور ایک ٹاٹ کی مانند غلامی و محکومی کی ذلیل زندگی کو راجح و فائق قرار دیں گے اور ٹاٹ کی طرح احساس کمتری سے بالکل کورے رہیں گے۔

اب اگر زیر بحث فقرہ ''ھی ھوب من حوب'' کے اعداد حروف پر غور کیا جاوے تو اس کے اعداد پورے ۴۲۳ برآمد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ''مرزا قدنی'' اور اس کے پیغامچی مسٹر ''ٹیچی'' کے اعداد ۴۲۳ بنتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مرزا قدنی نے اپنے پیغامچی مسٹر ''ٹیچی'' کے فرمان پر انکار جہاد کا شریر و خبیث فتویٰ جاری کیا اور بقول نبی ''فتنة الاحلاس'' بمعنی ٹاٹوں کا فتنہ قرار پایا۔

ص:..... ایک حدیث میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ ''ھلکة امتی علیٰ یدی غلمة من قریش'' ﴿میری امت کی ہلاکت بجائے قریش کے ایک غلمہ کے ہاتھوں پر ہوگی۔﴾

حدیث ہذا کے اندر حرف من بدل اور عوض کے مفہوم میں آیا ہے۔ جیسے: ''ارضیتم بالحیٰوة الدنیا من الاٰخرة'' ﴿کیا تم آخرت کے عوض میں حیات دنیا پر راضی ہو چکے ہو۔﴾

اور پھر لفظ ''غلمہ'' غلام احمد کا عرف عام اور مختصر نام ہے۔ جیسا کہ عرف عام میں گل احمد کو گلہ اور کریم بخش کو کریمہ کہا جاتا ہے۔ بنا بر آں مفہوم حدیث یہ ہے کہ قریش کی بجائے غلام احمد ہی اپنے ہاتھوں سے میری امت کو ہلاکت و تباہی میں گرائے گا۔ چونکہ تالیف و تصنیف کا

کام دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وقت تحریر دائیں ہاتھ میں قلم ہوتا ہے اور بائیں ہاتھ سے کاغذ کو تھاما جاتا ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے زور تحریر و تالیف سے جہاد اسلام کو حرام و قبیح اور ختم نبوت کو ناقص و ناتمام کہہ کر میری امت کو گمراہ اور ملحد بنائے گا اور حیات مسیح کو وفات مسیح بنا کر قدرت خداوندی اور ترقیات انسانیہ کا انکار کرے گا اور یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ میری لمۃ کی ہلاکت قریشی بننے والے ایک غلام کے دو ہاتھوں پر ہوگی۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود کو قریش میں سے بتلاتا تھا۔

ط...... ایک حدیث میں وارد ہے: ''الآیات بعد المأتین '' اور محدثین کے نزدیک اصل عبارت بطور ذیل ہے: ''الآیات بعد المأتین والالف '' ﴿بارہ صد ہجری کے بعد نشانات ظاہر ہوں گے۔﴾

یہاں پر آیات کا معنی علامات و نشانات ہے۔ خواہ وہ علامات حقہ ہوں یا علامات باطلہ ہوں۔ چنانچہ بارہ صد ہجری کے بعد علی محمد باب اور حسین علی بہاء اللہ نے مہدی و مسیح کا دعویٰ کر کے تنسیخ اسلام کا خبیث و شریر نظریہ پیش کیا اور غلام احمد قادیانی نے مہدی و مسیح اور نبی و رسول اور بروز محمد و احمد وغیرہ کے متعدد دعاوی کا ارتکاب کیا اور جہاد اسلام کی تحریم و تقبیح کا فتویٰ صادر کیا اور میں نے کتاب ہذا کے اندر متعدد مقامات پر ثابت کیا ہے کہ بروئے اعداد حروف ''غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰'' ہی غدار الدین اور غدار بالنبی اور غدار ملکہ اور غیر المہدی اور مہدی الغیر بنتا ہے اور پھر یہ شخص اپنی یافتہ عمر ۷۶ سال کے اعتبار سے جس کو اس کے فرزند ارجمند مرزا بشیر احمد صاحب نے پوری جدوجہد اور تاریخی کیلنڈر کی مدد سے صحیح اور درست بتایا ہے۔ ڈبل دجال بن جاتا ہے۔ کیونکہ دجال / ۳۸ + دجال / ۳۸ کی میزان ۷۶ بنتی ہے جو مرزا قادیانی کی یافتہ اور مصدقہ عمر ۷۶ سال ہے۔ حالات بالا کے مطابق ایک شاعر نے بالکل درست کہا ہے کہ:

در سن غاشی ہجری دو قرآں خواہد بود — از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

یہاں پر لفظ ''غاشی '' کے ۱۳۱۱ اعداد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ۱۳۱۱ کے سال کو سورج گرہن و چاند گرہن ایک مہینہ میں واقع ہو کر مہدی اور دجال کا نشان قرار پائیں گے۔ یعنی یہی دونوں نشانات مہدی کو چھوڑ کر دجال کا نشان بنیں گے اور مہدی کا نشان نہیں بن سکیں گے۔ کیونکہ یہی بات لفظ ''غاشی '' سے برآمد ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی لفظ دراصل بصورت غاشش تھا۔ جس کا معنی کھوٹا اور غدار شخص ہے اور جس کی دوسری ش حرف ''ی'' میں تبدیل ہوگئی اور یہ لفظ غاشش سے غاشی بن گیا۔ جیسے لفظ حاجج کو حاجی بنالیا گیا ہے۔

بنابرآں شعر زیر بحث کا مفہوم یہ ہے کہ ہجرت کے ایک غاشی اور کھوٹے سال کے اندر دو اجتماع وقران ہوں گے۔ ایک اجتماع وقران سورج گرہن اور چاند گرہن کا ہوگا جو ماہ رمضان میں واقع ہوگا اور دوسرا اجتماع وقران مہدی اور دجال کا ہوگا جو غلام احمد قادیانی کے وجود میں سکونت پذیر ہوگا اور مطلب یہ ہے کہ پہلے اجتماع کا نشان غلام احمد قادیانی کے لئے ہوگا جس میں مہدی ودجال کا اجتماع ہوگا اور خود کو مہدی کہتا ہوگا۔ لیکن درحقیقت وہ دجال ہوگا۔ جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ثابت ہے:

(غلام احمد /۱۱۴۴) دجال عظیم ویانا /۱۱۴۴، وہ دینی طور پر بڑا دجال ہے اور ''البطال العظیم'' اور غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰ ''غیر المھدی /۱۳۰۰'' وہ غیر المہدی ہے اور مہدی نہیں ہے بلکہ بطال عظیم ہے۔

میں نے شعر بالا کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے:

درسن غاشی ہجری مہر و ماہ   درمہ رمضان شدہر دو سیاہ

ہجرت کے غاشی سال میں چاند اور سورج دونوں سیاہ اور بے نور ہوگئے۔

ایں نشان ہا بہرآں بطال بود   گفت خودرا مہدی و دجال بود

یہ دونوں نشانات اس بطال آدمی کے لئے ہوئے جس نے خود کو مہدی کہا۔ حالانکہ وہ دجال تھا۔

مہدی و دجال ایں جا یک کس است   فہم کن از من کہ ایں برتو بس است

اس جگہ پر مہدی اور دجال ایک شخص کو کہا گیا ہے۔ یہی بات مجھ سے سمجھ لے کہ تیرے لئے کافی ہے۔

چنانچہ اعدادی طور پر یہی شخص غاشی اور خبیث الہند بنتا ہے۔

(غاشی /۱۳۰۰) خبیث الھند حقاً /۱۳۰۰ =(ھو غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی ایک کھوٹا اور صحیح خبیث الہند ہے۔

ع...... ''فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً'' ﴿ان کے دلوں میں بیماری ہے اور خدا نے ان کی بیماری کو بڑھا دیا۔﴾

جاننا چاہئے کہ آیت ہذا ایسے لوگوں کے متعلق ہے جن کے دلوں میں کفر ونفاق کی بیماری ہے اور وہی بیماری ہر آن اپنے اندر قوت وشدت پیدا کررہی ہے اور مرزا قادیانی بھی ضمناً اسی بیماری کا مریض ہے۔ کیونکہ آیت ہذا بصورت واحدیوں ہے۔

"فی قلبہ مرض فزادہ اللہ مرضا" "اس کے دل میں بیماری ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے اور مرزا قادیانی اعداد ان دونوں واحد فقرات میں مستور ہے۔ جیسا کہ مساوات ہائے ذیل سے عیاں ہے۔

(غلام قادیانی بابیہ)=(فی قلبہ مرض)" وھو غلام قادیانی بجد/ ۱۲۶۷" اپنے باپ کے ساتھ اپنے دل میں کفر ونفاق کی بیماری رکھتا ہے۔

(غلام احمد/ ۱۲۶۷)" زادہ اللہ مرضاً/ ۱۲۶۷" خدا نے اس کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے اور وہ لا علاج ہے۔

ف...... "واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر" ﴿تو اپنی رفتار میں درمیانہ رو اور اپنی آواز کو نیچا رکھ۔ کیونکہ سب سے بری آواز گدھا کی آواز ہے۔﴾

یہی آیت بظاہر حضرت لقمان نبی کے بیٹے سے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ بے ڈھنگی تیز رفتاری سے چلتا تھا اور مکروہ اونچی آواز رکھتا تھا جس کو باپ اور عوام پسند نہیں کرتے تھے۔ بنا بر آں باپ نے بروئے آیت ہذا اس کو نصیحت کی کہ تو اپنی رفتار کو میانہ رکھ اور اپنی آواز کو پست رکھ تا کہ تو لوگوں کی نفرت وکراہت کا نشانہ نہ بنارہے اور آیت ہذا کے دونوں فقرات میں ضمناً مرزا قادیانی بھی مراد قرآن ہے۔ کیونکہ یہ شخص بھی فرزند لقمان کی مانند بے ڈھنگی رفتار سے چلتا تھا اور مکروہ آواز سے بولتا تھا۔ گویا کہ اس کی رفتار رفتار خر تھی اور اس کی گفتار گفتار خر معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ثابت ہے:

(الحمیر/ ۲۸۹)=(المیرزا/ ۲۸۹) یعنی گدھا اور میرزا اپنی گفتار ورفتار میں برابر ہیں۔

(صوت الحمیر/ ۷۸۵)=(صوت المیرزا/ ۷۸۵) یعنی مرزا کی آواز گدھا کی آواز کے برابر ہے۔

(مشی الحمیر/ ۶۳۹)=(مشی المیرزا/ ۶۳۹) یعنی مرزا کی رفتار گدھا کی رفتار سے ملتی جلتی ہے۔

ق...... "وما لھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ" ﴿وہ یادگاری بات سے کیوں روگردان ہیں۔ گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ گئے۔﴾

جاننا چاہئے کہ میرے نزدیک قرآن مجید کے یہی تین فقرات ایک قبل از وقت پیش گوئی پر مشتمل ہیں اور یہی پیش گوئی وہ علمی مناظرہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے درمیان حیات ووفات مسیح کے مسئلہ پر لاہور کی شاہی مسجد میں قرار پایا تھا۔ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ انتظار مرزا میں شاہی مسجد کے اندر متعدد ایام مقیم رہے۔ لیکن مرزا قادیانی ایک دن کے لئے لاہور میں نہ آیا اور مجلس مناظرہ میں شریک نہ ہوا۔ چنانچہ آیات بالا میں اسی مناظرہ کو بلفظ ''تذکرہ'' ذکر کیا گیا ہے اور مناظرہ سے بھاگنے والے مرزا کو معرض عن التذکرہ اور بھاگنے والا گدھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب کو شیر کہا گیا ہے اور مفہوم یہ لیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی پیر صاحب کے رعب وخوف سے اس طرح بھاگ نکلا۔ جس طرح ایک گدھا شیر کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ چنانچہ اعداداً مرزا قادیانی گدھا اور پیر مہر علی شاہؒ صاحب شیر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

(حمر /۲۴۸)=(مرزا /۲۴۸) یعنی مرزا قادیانی چند گدھوں کے مجموعہ سے بنتا ہے اور گدھا بن کر اہل اسلام کے خلاف ہینکتا ہے اور پیر صاحب ''شیر بن کر اسی گدھا کو بھگاتا ہے۔

(قسورۃ /۳۷۱)=(مہر علی ابداً /۳۷۱) یعنی مہر علی شاہ صحیح طور پر ہمیشہ کا شیر ہے جس نے قادیانی گدھا کو بھگا دیا۔

ک...... ''حتیٰ اذا ادرکہ الغرق قال اسلمت انہ لا الہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل'' ﴿حتیٰ کہ جب غرق آبی نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے کہا کہ اس خدا کے بغیر خدا نہیں ہے۔ جس کو ابناء بنی اسرائیل نے مانا ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ آیت ہذا میں فرعون مصر کے غرق آب ہونے اور خدائے اسرائیل کو ماننے کا بیان ہے۔ لیکن اس نے اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام کو رسول خدا نہیں مانا۔ ورنہ بطور ذیل کہتا: ''اسلمت انہ لا الہ الا الذی اٰمن موسیٰ'' اور پھر ضمناً مرزا بھی آیت ہذا میں مذکور ہے۔ کیونکہ لفظ ''غرق /۱۳۰۰'' اور غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰ کے اعداد برابر ہیں جو پورے ۱۳۰۰ ہیں۔ یعنی قرآن مجید نے بظاہر لفظ غرق سے فرعون مصر کی تباہی اور ضمناً بصورت اعداد غلام احمد قادیانی کی تباہی بھی بیان کر دی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود کو فرعون قادیان اور آمر قادیان خیال کرتا تھا اور پھر اس کو اپنی تباہی سے ایک سال قبل درج ذیل الہام ہوا تھا۔ ''کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔'' اور مفہوم یہ ہے کہ میں کمترین تباہ ہو گیا۔ کیونکہ اردو زبان میں بیڑا غرق ہونے سے عام تباہی مراد ہوتی ہے۔ خواہ وہ تباہی غرق آب سے ہو، یا خشکی پر کسی حادثہ سے ہو۔ چنانچہ

مرزا قادیانی بروئے الہام خود لاہور کی احمدیہ بلڈنگس میں بمرض ہیضہ ہوگیا اور اس کو بوقت مرگ کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت پڑھنے کی توفیق نہ ملی اور وہ گمراہ اور اوباش شخص د کافر بن کر مرا۔ جیسا کہ اعداد اس کی ہجری تاریخ وفات بطور ذیل ہے:

(شخص اوباش /۱۳۲۶) اور "ھو غوی ھلک بلاھور /۱۳۲۶" اور "روح خبیث /۱۳۲۶" اور "ذریۃ الشیاطین /۱۳۲۶" اور "غدار الملک /۱۳۲۶" اور اس کا عیسوی سال وفات بطور ذیل ہے: "حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین /۱۹۰۸"

ل...... "ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ فاعرض عنھا انا من المجرمین منتقمون" ﴿اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جس کو خدا کی آیات یاد دلائی گئیں اور اس نے ان سے اعراض کرلیا اور ہم مجرمین سے انتقام لیں گے۔﴾

آیت ہذا میں ایسے اشخاص کا تذکرہ ہے جن کو دینی مسائل میں آیات قرآن پیش کی گئیں۔ لیکن انہوں نے ان آیات کو نہ مانا اور وہ خلاف آیات کام کرتے رہے اور نتیجتاً عنداللہ گناہ گار اور مجرم قرار پائے اور قابل گرفت وتعزیر بنے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی اسی آیت کی زد میں آتا ہے اور قابل تعزیر مجرم بنتا ہے۔ کیونکہ جب وہ وفات مسیح اور اجرائے نبوت کا قائل ومعتقد بنا تو علمائے اسلام نے اس کے سامنے حیات مسیح اور ختم نبوت کی آیات رکھیں۔ لیکن اس نے ان آیات کی غلط تفسیریں وتاویلیں کر کے ان کے ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے غلط عقیدہ اور باطل نظریہ پر بشدت ڈٹا رہا اور عنداللہ مجرم وجارح قرار پایا۔ جیسا کہ وہ اعداد آیت بالا کے تحت میں آتا ہے اور معرض عن الآیات اور قابل انتقام مجرم بنتا ہے۔

"اعرض عنھا اباءً /۱۲۰۲" اور "انا من المجرمین منتقمون /۱۲۰۲" = "الغلام الھندی /۱۲۰۲" اور "غلام احمد ھندی بجد /۱۲۰۲" اور "خبیث الھند /۱۲۰۲" یعنی آیات قرآن سے اعراض کر کے قابل انتقام مجرم بننے والا غلام ہندی اور خبیث الہند آدمی ہے اور وہ غلام احمد ہندی ہے جیسا کہ بطور ذیل ہے:

"ان اللہ لا یھدی من ھو کذب کفار" بلاشبہ خدا تعالیٰ جھوٹے کافر کو مہدی نہیں بنائے گا۔ جاننا چاہئے کہ آیت ہذا مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ہے اور تائیدی وجوہات ذیل ہیں۔

اوّل...... یہ کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا مدعی ہے اور فعل (لایھدی) اس کے مہدی ہونے کی نفی کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نہ اس کو مہدی بنائے گا اور نہ اس کو ہدایت کی طرف آنے دے گا۔ کیونکہ

اس میں کذب وکفر کے دو خطرناک امر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اعداداً غیر المہدی، یا مہدی الغیر بنتا ہے۔ (غلام احمد قادیانی /۱۳۰۰)، غیر المہدی /۱۳۰۰ یا مہدی الغیر /۱۳۰۰ یعنی وہ غیر المہدی ہے یا مہدی الغیر ہے اور حکومت برطانیہ نے اس کو مہدی بنایا ہے۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی کے دو مسائل ہیں۔ ایک وفات مسیح ہے جس میں قرآن مجید نے اس کو کاذب کہا ہے اور دوسرا مسئلہ اجرائے نبوت ہے جس میں قرآن مجید کی طرف سے اس کو کافر کہا گیا ہے۔

سوم...... یہ کہ مرزا قادیانی اعداداً بھی کاذب وکافر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے۔ (غلام احمد /۱۱۲۴) ''من ھو کذب کفار /۱۱۲۴'' یعنی غلام احمد جھوٹا کافر ہے۔ کیونکہ وہ بجائے حیات مسیح اور ختم نبوت کے وفات مسیح اور اجرائے نبوت کا قائل ومعتقد ہے۔

ن...... ''قل ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کلّ افّاک اثیم''
﴿کہہ دیجئے کہ کیا میں تم کو بتا دوں کہ شیاطین کا نزول کس شخص پر ہوتا ہے۔ شیاطین کا نزول ہر جھوٹے بدکار آدمی پر ہوتا ہے۔﴾ واضح ہو جانا چاہئے کہ کسی صحابی نے آپ ﷺ سے جب نزول شیاطین کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ خاموش ہوگئے اور وحی آنے کا انتظار کی اور تھوڑی دیر بعد آیت بالا نازل ہوگئی جس میں بتایا گیا کہ نزول شیاطین پر کذاب وبدکار آدمی پر ہوتا ہے اور سچے ونیکوکار آدمی پر نہیں ہوتا۔ بنابرآں چونکہ فقرہ ''وتنزل علی افاک اثیم'' کے اعداد پورے تیرہ صد ہیں اور غلام احمد قادیانی کے بھی یہی اعداد ہیں۔ اس لئے معلوم ہوگیا کہ یہی شخص بروئے فقرہ ''ھذا افاک واثیم'' ہے اور اس پر بجائے وحی الٰہی کے نزول شیاطین ہوا ہے۔ چنانچہ وہ وفات مسیح کے مسئلہ میں افاک وکذاب ہے اور اجرائے نبوت کے سلسلہ میں بدکار واثیم ہے اور کذاب واثیم آدمی بھی راست باز، مہدی اور مسیح نہیں ہوسکتا۔

بنابرآں میں نے اس کے زیر بحث شعر کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے:

وقد جاء فی القران ذکر ضلاله ۔۔۔ فقرانا ھذا الغلام یکفر

قرآن مجید کے اندر اس کی گمراہی کا ذکر آ گیا ہے۔ پس ہمارا قرآن اسی غلام احمد کو کافر کہتا ہے۔

رأیناه حقاً مغرقاً بضلاله ۔۔۔ وھذا قضاء الله فیه مقدر

ہم نے سچ سچ اس کو گمراہی میں ڈوبا ہوا دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

القرآن تجنّی علی القران من غیر فطنة ۔۔۔ وقرانا یقضی علیه ویقبر

اس نے بلا فہم قرآن مجید پر نکتہ چینی کی ہے اور ہمارا قرآن اس کے خلاف فیصلہ دینے پر قادر ہے۔

فقر انا افتیٰ علیہ بکفرہ — فھذا لدیہ ملحد ومکفر

ہمارے قرآن مجید نے اس پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ پس یہ شخص قرآن کے نزدیک ملحد و کافر ہے۔

اور پھر اعداداً بھی یہ شخص انبیائے صادقین کا غیر ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

(مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) = "غیر النبی الصادق ابداً / ۱۵۴۸" وہ ہمیشہ سے سچے نبی کا غیر ہے۔ (مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲) "غیر النبیین بجد / ۱۳۷۲" وہ صحیح طور پر غیر الانبیاء ہے۔

نیز یہ بھی معلوم رہے کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی دوستی سے علی الاعلان منع کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان لوگوں سے دوستی و ہمدردی کا رابطہ مت رکھو اور ہر حالت میں ان سے بچ کر رہو۔ مگر مرزا قادیانی نے ہدایات قرآنیہ کو پس پشت ڈال کر حکومت برطانیہ کا ساتھ دیا اور اس سے ہمدردانہ تعاون کیا اور مسلمانوں سے بدخواہی اور غداری کا برتاؤ کیا۔

چنانچہ قرآن مجید کی ہدایات بحق اہل اسلام بطور ذیل ہیں:

"لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیآء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ فی شیئ" ﴿مؤمنین کو چاہئے کہ وہ مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بنائیں اور جس نے ایسا کرلیا وہ خدا تعالیٰ سے بے تعلق ہوگیا۔﴾

"یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالاً" ﴿اے ایمان والو! اپنوں کو چھوڑ کر کسی کو بھی اپنا قلبی دوست مت بناؤ۔ کیونکہ وہ تم کو دکھ دینے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔﴾

"یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیآء من دون المؤمنین" ﴿اے ایمان والو! تم مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ۔﴾

"بشر المنافقین بان لھم عذاباً الیماً الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین" ﴿اے پیغمبر اسلام! ان منافقین کو عذاب الیم کی خبر دے دو جو مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بنالیتے ہیں۔﴾

مذکورہ بالا چاروں آیات کے اندر مؤمنین و مسلمین کو عمومی کفار کی دوستی سے روکا گیا ہے۔ خواہ وہی کفار مشرکین عرب ہوں یا مرزا ہوں یا اہل مرزا ہوں یا یہود و نصاریٰ ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں سے بحق اہل اسلام کبھی بھی خیر خواہی و ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ لوگ ہر حالت میں مسلمانوں کے لئے بدخواہ اور شرپسند ثابت ہوں گے۔

اور پھر قرآن مجید نے خصوصی طور پر یہود و نصاریٰ کی دوستی سے اہل اسلام کو روکتے ہوئے فرمایا ہے: "یایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء بعضهم اولیآء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم ان الله لا یهدی القوم الظّٰلمین" ﴿اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (تمہارے دوست نہیں ہیں) اور تم میں سے جس نے ان کو اپنا دوست بنالیا تو وہ ان میں شامل رہے گا اور خدا تعالیٰ ایسے ظالم آدمی کو راہ یاب نہیں کرتا۔﴾

اور پھر قرآن مجید نے تاکیداً تمام اہل کتاب بمعنی یہود و نصاریٰ اور تمام کفار عرب و عجم کی دوستی سے اہل اسلام کو روکتے ہوئے صراحۃً فرمایا ہے: "یایها الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعباً من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا الله ان کنتم مؤمنین" ﴿اے ایمان والو! تم اپنے سے پہلے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اور کفار کو اپنا دوست مت بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ٹھٹھا مخول بنالیا اور تم ان کو دوست بنانے میں خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر تم اپنے اندر ایمان رکھتے ہو۔﴾

اب قرآن مجید نے مذکورہ بالا ممنوعہ دوستی کے انجام کی خبر دیتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور کفر و فسق کے احاطہ میں داخل ہو چکا ہے اور عند اللہ ظالم و کافر اور غیر مؤمن ہے۔

"ولو کانوا یؤمنون بالله والنبی وما انزل الیه ما اتخذوهم اولیآء ولکن کثیراً منهم فاسقون" ﴿اگر یہ لوگ خدا اور رسول اور منزل من اللہ قرآن پر ایمان رکھتے تو ان کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔﴾

بنابر آں مرزا قادیانی قرآن مجید کے فتویٰ پر کافر و فاسق ہے اور مؤمن و مسلم نہیں ہے۔

تیسری تعلّی: یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول خدا قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

وما انا الا مرسل عند فتنة　　　فرد قضاء الله ان کنت تقدر

میں بوقت فتنہ ایک رسول ہوں۔ اگر تو قدرت رکھتا ہے تو خدا کے فیصلہ کو رد کردے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

پھر تین اشعار کے بعد انبیائے سابقین کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے لکھتا ہے:

تکدر ماء السابقین وعیننا　　　　الی آخر الایام لا تتکدر

انبیائے سابقین کا پانی گدلا ہو گیا اور ہمارا چشمہ آخر ایام تک گدلا نہیں ہوگا۔

الجواب: یہ کہ یہ شخص نہ رسول ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے فیصلہ نے اس کو رسول بنایا ہے۔ بلکہ اس کو انگریزی حکومت نے رسول بنا کر کھڑا کردیا۔ تاکہ مسلمانان ہند میں افتراق وشقاق پیدا کر کے ان کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کردے اور اہل ہند عموماً اور اہل اسلام خصوصاً حکومت برطانیہ کے خلاف سر نہ اٹھا سکیں اور غلام کفار رہیں اور پھر اس نے اسی شعر میں رسول خدا کے پانی کو گدلا کہہ دیا ہے۔ دراصل رسول خدا وہ شخص ہو سکتا ہے جو اپنی رسالت کے بل بوتے پر اپنے لائے ہوئے دین کو مقتدر اور حاکم وقت بنادے۔ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے: ’’کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی‘‘ ﴿خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔﴾

’’وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللّٰہ‘‘ ﴿اور ہم نے ہر رسول کو باذن اللہ مطاع اور مقتدر بنایا ہے۔﴾

چنانچہ ہر دو آیات خدا کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کا ہر رسول باذن خدا ضرور بالضرور اپنے مخالفین پر اقتدار و تغلب پیدا کر لیتا ہے اور وہ ہر حالت میں آزادی پسند اور حریت نواز ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی عمر بھر انگریزی حکومت کا غلام اور بندۂ بے دام بنا رہا اور اپنی ساری زندگی ان کی کفش برداری میں بسر کی۔ (مرزا غلام احمد/۱۳۷۲) ’’ھو غیر المطاع/۱۳۷۲‘‘ وہ فہد مطاع اور غیر مقتدر رہا۔

بنا برآں میں نے اس کے ہر سہ اشعار بالا کو بطور ذیل تبدیل کردیا ہے۔

وما ھو الا ذو فساد وفتنۃ　　　　وھذا قضاء اللّٰہ فیہ مقدر

وہ صرف ایک فسادی اور فتنہ باز شخص ہے اور اس بارے میں خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ مقدر ہو چکا ہے۔

اتی زائغاً فی الدین فینا وفاتنا　　　　کما اللّٰہ یبدیہ لدا فینا ویظہر

وہ ہمارے اندر زائغ فی الدین اور فتنہ باز بن کر آیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ اس کو ہمارے پاس لا کر ظاہر کرتا ہے۔

تصفّی عیون الانبیآء وعینہ ۔۔۔ الیٰ ما بقت ایامنا لتکدر

انبیاء علیہم السلام کے چشمے صاف رہے اور اس کا چشمہ جب تک ہمارے ایام باقی ہیں گدلا رہے گا۔

اور اعداد آیوں ثابت ہے:

(مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸)''مغلوب الکافرین الیٰ الابد / ۱۵۴۸''

مرزا غلام احمد ہمیشہ کے لئے مغلوب کفار رہا۔''ھو غیر الرسول / ۱۵۴۸''اور''غیر مرسل ابداً / ۱۵۴۸''وہ ہمیشہ سے غیر مرسل ہے۔

چوتھی تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو حضرات حسنینؓ سے افضل و اعلیٰ سمجھ کر بطور ذیل کہا ہے:

وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ ۔۔۔ اقول نعم واللہ ربی سیظھر

انہوں نے کہا کہ یہ شخص اپنے کو حسنین سے افضل کہتا ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں! میرا خدا اس فضیلت کو ظاہر کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴)

جواب...... یہ ہے کہ یہ شخص اپنے قول میں بالکل کاذب و مفتری ہے۔ کیونکہ دونوں شہزادے عند القرآن نبی کے اہل بیت میں سے ہو کر حسباً ونسباً پاک وطاہر اور مطہر ومقدس ہیں۔ جیسا کہ ارشاد قرآن ہے:''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً''﴿اے اہل بیت! خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ تمہاری ناپاکی کو دور کردے اور تم کو طاہر و مطہر بنادے۔﴾

اگرچہ آیت ہذا کے سیاق وسباق کی بنیاد پر آیت ہذا کے اندر ازواج مطہرات رسول کا ذکر ہے اور انہی کی تطہیر وتقدیس کا بیان ہے۔ لیکن ضمناً آنحضرتﷺ کا تمام خاندان از قسم ازواج رسول اور بنات رسول اور اسباط رسول سب اسی میں شامل ہیں اور سب کے سب تطہیر وتقدیس کے مالک ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی اپنے ایک شعر میں جو شعر بالا سے اوپر واقع ہے اپنے آپ کو گوبر بمعنی خفیف اور ہلکی نجاست قرار دیتے ہوئے صاف طور پر کہتا ہے:

ارد الیک محامد ردت کلھا ۔۔۔ وما انا الامثل ذرق یعفر

میں اپنی سب خوبیوں کو جن کا میں خواہاں ہوں تیری طرف لوٹاتا ہوں۔ کیونکہ میں تو ایک گوبر ہوں جو مٹی میں ملایا جاتا ہے۔ (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴)

بنابرآں یہ شخص بقول خود ایک گوبر و سرگین ہو کر حضرات حسنینؓ سے کسی طرح پر بھی افضل و بالاتر نہیں ہوسکتا۔ جن سے قرآن حکیم نے نجاست و گندگی کو دور کر دیا ہے اور ان کو ہمیشہ کے لئے طاہر و مطہر بنا دیا ہے۔ سچ ہے کہ: ”الانسان یؤخذ باقرارہ“ ﴿انسان اپنے قول واقرار سے پکڑا جاتا ہے۔﴾

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ بالا غیر محمود تعلّی کو خود اپنے شاعرانہ قول سے رد کر دیا ہے اور ہمیں اس کی تردید و تعطیل کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ بقول خود گوبر بننے والا شخص کبھی بھی طاہر و مطہر سادات کرام سے افضل و برتر نہیں ہوسکتا۔ دراصل یہ حضرات حسنین کریمینؓ کی زندہ کرامت ہے کہ اس شقی ناصاف نے ان کا دامن خود اپنے شعر بالا سے دھوڈالا اور ہمیں اس کے دھونے کی ضرورت نہ رہی۔

بنابرآں جو شخص بقول خود گوبر و سرگین ہے وہ کسی طرح بھی حضرات حسنینؓ سے بالاتر اور مطہر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ اس کا یہ دعویٰ اعداد احماقت بنتا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

”فضل نفسه علیٰ حسنین بحمقه / ۱۵۴۸“ (غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸)

مرزا قادیانی نے خود کو اپنی حماقت سے حضرات حسنینؓ سے برتر کیا۔

اور زیر بحث مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کیا گیا ہے:

وقلنا لدی الحسنین هذا کذرقة　　کما شعره الفشی وشعری یظهر

ہم نے کہہ دیا ہے کہ یہ شخص حضرات حسنین کے آگے گوبر کی مانند ہے۔ جیسا کہ اس کے شعر نے ظاہر کیا اور میرا شعر ظاہر کرتا ہے:

رددنا مساویه علیه بعجلة　　فهذا لدینا مثل ذرق یعفر

ہم نے جلدی سے اس کی برائیوں کو اسی پر لوٹا دیا ہے۔ بنابرآں یہ شخص ہمارے نزدیک ایک خاک آلود گوبر ہے۔

پانچویں تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی جہاد سیفی کا منکر ہو کر صرف دلائل و برہان کی جنگ کا قائل ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

مضیٰ وقت ضرب المرهفات ودلوها　　وانا ببرهان من الله ننحر

تلواروں کے چلانے واستعمال کرنے کا وقت گذر گیا اور ہم خدائی دلائل سے ذبح کرتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۷۳، خزائن ج۱۹ ص۱۸۶)

الجواب اوّلاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی بقول خود اپنی اسی تعلّی میں کاذب وبطال ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے قصیدہ میں تسلیم کر چکا ہے کہ قرآنی حقائق تاقیامت غیر متبدل ہو کر ہر قسم کے تغیر وتصرف سے مامون ومحفوظ ہیں تو پھر وہ قرآن مجید کے فریضہ جہاد اور سلسلۂ غزوات کو منسوخ وباطل قرار نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ اس نے صراحۃً بطور ذیل لکھا ہے:

وواللّٰہ فی القران کل حقیقۃ — وایاتہ مقطوعۃ لا تغیر

خدا کی قسم! قرآن مجید کے اندر سب حقیقت ہے اور اس کی آیات قطعی ہو کر غیر متغیر ہیں۔ (اعجاز احمدی ص ۵۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۷)

الجواب ثانیاً: یہ ہے کہ جب مذکورہ بالا زیر بحث شعر قرآن واحادیث کی مخالفت میں جاتا ہے اور اسلام کے ایک قطعی ومشروع حکم کی تنسیخ کرتا ہے تو پھر یہی شعر صراحۃً ایک واضح اور غیر مشتبہ گمراہی کا حامل ہے اور قابل رد ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید فریضہ جہاد کو ایک ایسی دینی تجارت قرار دیتا ہے۔ جس میں متعدد مفادات مستور ومضمر ہیں۔ جیسا کہ ارشاد قرآن ہے:

”یایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم • تؤمنون باللّٰہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون (الصف)“ ﴿اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت کی راہنمائی کر دوں جو تم کو عذاب الیم سے بچائے گی۔ وہ تجارت یہ ہے کہ تم خدا ورسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو اسی میں تمہاری خیر بہت ہے۔﴾

قرآن حکیم نے آیت ہذا کے اندر ایمان باللّٰہ وبالرسول اور جہاد اسلام کو ایک دینی تجارت قرار دیا ہے۔ دراصل دینی تجارت صرف جہاد اسلام ہے اور یہاں پر ایمان باللّٰہ وبالرسول کو صرف تبرکاً ونقدساً لایا گیا ہے۔ کیونکہ تجارت کے اندر سامان اور سرمایہ کو لانا پڑتا ہے اور جہاد اسلام کے اندر بھی مجاہدین کے اموال کے ساتھ ساتھ ان کی جانیں بھی کام آتی ہیں اور ایمان باللّٰہ وبالرسول کے اندر صرف اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر آیت ہذا میں مؤمنین کو خطاب ہے جو ایمان باللّٰہ وبالرسول کے پہلے سے قائل ہیں۔ بہرحال قرآن مجید نے جہاد اسلام کو ایک دینی تجارت قرار دیا ہے جو تا قیام قیامت نافذ العمل اور جاری رہے گا اور اس کو منسوخ وحرام کہنے والا کاذب وبطال ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا صاف ارشاد ہے: ”الجھاد ماض الیٰ یوم القیامۃ“ ﴿جہاد قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔﴾

کیونکہ کہا جاتا ہے: "مضیٰ علی الامر اذا دوامه وفعله علی الدوام" لہٰذا بروئے حدیث شریف جہاد اسلام ہمیشہ رہنے والا عمل ہے۔

اور پھر جہاد کو تجارت کہنے میں یہ مفہوم مراد قرآن ہے کہ مالی تجارت کی مانند جانی تجارت (جہاد) بھی قیامت تک جاری رہے گی اور اسی جانی تجارت کو حرام کہنے والا غلام احمد قادیانی خود حرامی ہے۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے:

(غلام احمد /۱۱۲۴)= "حرامی اوّل و آخر بابیه /۱۱۲۴" یعنی غلام احمد اپنے باپ کے ساتھ اوّل و آخر کا حرامی ہے۔

بحالات بالا میں نے زیر بحث مرزائی شعر کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے:

اتیٰ وقت برهان وسیف کلیهما — فانا ببرهان وسیف نبارز

دلیل اور تلوار دونوں کا وقت آ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دلیل اور تلوار دونوں کی مدد سے جنگ کرتے ہیں۔

مضیٰ وقت برهان ولا سیف بعده — فانا بسیف بعد برهاننا لنحر

اس برہان کا وقت گذر گیا۔ جس کے بعد تلوار نہ ہوا اور ہم اپنے برہان کے بعد تلوار سے ذبح کرتے ہیں۔

نحرنا ببرهان غلاما وکفره — فبرهاننا للکفر سیف مشهر

ہم نے برہان کی مدد سے غلام احمد اور اس کے کفر کو ذبح کر دیا ہے اور ہمارا برہان کفر کے لئے ایک تیز تلوار ہے۔

پند تو بر کافراں ناید درست — تانه پیش شان نهی سیف ازنخست

تیری نصیحت کافروں پر درست نہیں رہے گی۔ جب تک تو پہلے سے ان کے آگے تلوار نہیں رکھے گا۔

بر سر کافر بیاور پند وسیف — تانیاید بر سرت زوبار حیف

تو کافر کے سر پر نصیحت اور تلوار دونوں کو لے آ، تاکہ اس کی طرف سے تیرے سر پر افسوس کا بوجھ نہ آ جائے۔

اوّلاً اورا بپندت رام کن — ورنہ تو شمیر را در کام کن

تو پہلے پہل اس کو اپنی نصیحت سے مطیع کر لے، ورنہ تو اپنی تلوار کو استعمال کر۔

پـنـدو سـيـفـے از نبیٔ مـا رسـيـد　　　سیف بے پندے ھست کار آں یزید
نصیحت اور تلوار دونوں چیزیں ہمیں نبی علیہ السلام سے ملی ہیں اور نصیحت کے بغیر تلوار چلانا اسی یزید کا کام ہے۔

از یـزیـد شـام پـند او نـرفـت　　　رفت سیف او فقط در وسط دشت
یزید شامی کی نصیحت روانہ نہ ہوئی۔ صرف اس کی تلوار دشت کربلا میں چلی گئی۔

گـرازو پـنـدے رسـیـدے بر حسین　　　نـامـدے ازوے گـزنـدے بر حسین
اگر امام حسینؓ کے پاس اس کی نصیحت چلی جاتی تو اس کی طرف سے امام حسین پر کوئی تکلیف نہ آتی۔

شـد حـسـین مـا بشمشیرش شهید　　　لیک نـامـد هیچ پـندے از یزید
ہمارا حسین اس کی تلوار سے شہید ہو گیا۔ لیکن یزید کی طرف سے کسی قسم کی نصیحت نہ آئی۔

اے یـزیـد قـادیـاں یک رو مـرو　　　هـر دو را در کـار کـن از مـن شنو
اے یزید قادیان تو یک رخہ مت چل۔ بلکہ مجھ سے سن کر دونوں کو استعمال کر۔

اب بحالات بالا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا قادیانی اور اہل مرزا جہاد اسلام اور فوجی کارروائی کو حرام کہتے ہیں تو پھر اہل مرزا نے محکمہ جہاد اور ادارۂ افواج میں سرکاری ملازمتیں حاصل کر کے حرام خوری کو کیوں اپنا رکھا ہے اور بزعم خود حرام محکمہ (جہاد) کے ملازمین کیوں بنے ہوئے ہیں اور پھر پاکستان کا محکمہ افواج و جہاد بھی یہ نہیں سمجھتا کہ جو فوجی ملازم اسی محکمہ کو حرامی محکمہ کہتا ہے اس سے اسی محکمہ کے لئے کسی قسم کی بھلائی کی امید نہیں ہو سکتی اور وہ جہادی ضرورت پڑنے پر یقیناً اپنے محکمہ سے غداری کرے گا۔

بنا بر آں اسی مرزائی فوجی پر میرا یہ فتویٰ ہے کہ جہاد و فوجیت کو حرام کہنے والا مرزا اور اہل مرزا دونوں حرامی ہیں اور حرام خور ہیں۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے:

(میرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) "هو حرامی ظاهراً و باطناً بالجد و الله / ۱۵۴۸" یعنی بخدا یہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے باپ کے ساتھ ظاہر و باطن کا حرامی ہے اور حرام خور ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

(غلام احمد / ۱۱۲۴) = "هو حرامی اوّل و آخر بابیه / ۱۱۲۴" یعنی یہی آدمی اپنے باپ کے ساتھ اوّل و آخر کا حرامی ہے اور حرام خور ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

(مرزائی /۲۵۹)= "حرامی /۲۵۹" یعنی ہر مرزائی حرامی آدمی ہے۔ کیونکہ وہ محکمۂ جہاد وافواج میں ملازم بن کر حرام روزی کماتا ہے اور حرام خور بنا ہوا ہے اور پھر جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

(المرزائی)= "حرامی بـابـاء ابداً" یعنی مرزائی اپنے آباواجداد کے ساتھ ایک ابدی حرامی شخص ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

"المیرزائی بابیه /۳۳۱" = "اکل الحرام /۳۳۱" یعنی آبائی مرزائی حرام خور ہے اور اس کے بالمقابل سنی آدمی حلال خور ہے۔

"السنّی /۱۵۱" = "اکل الحلال /۱۵۱" یعنی سنی آدمی حلال خور ہے۔

بنابرآں ہر مرزائی فوجی پر لازم ہے کہ وہ یا تو جہاد اسلام کو صحیح مان لے اور مرزا قادیانی پر حرامی ہونے کا فتویٰ صادر کرے تاکہ اس کی یہی ملازمت جائز رہے اور اس کی یہی روزی حق بجانب قرار پائے اور یا وہ اسی فوجی ملازمت کو فوراً ترک کر دے اور حرام خور نہ بنے۔ "واللہ علیٰ ما نقول وکیل"

چھٹی تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی مدعی وحی بن کر کہتا ہے کہ:

اذا القوم قالوا ایدعی الوحی عامداً عـجبـت فـانـی ظـل بـدر بـنـور

جب قوم نے کہا کہ یہ شخص جان بوجھ کر مدعی وحی ہے تو میں نے تعجب کیا کیونکہ میں روشن بدر کا ظل ہوں۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

جواب...... یہ ہے کہ بروئے قرآن واحادیث آنحضرت ﷺ کے بعد نزول وحی کا عقیدہ رکھنا کفر وضلالت ہے اور ختم نبوت کے انکار پر منتج ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد قرآن ہے کہ:

"وان الشیٰطین لیوحون الیٰ اولیآء ہم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون" ﴿بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کی طرف اس لئے وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم سے جدال ونزاع کریں۔ اب اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو تم مشرک وکافر بن جاؤ گے۔﴾

آیت ہذا بتاتی ہے کہ وحی شیاطین اہل اسلام کی وحی سے جو قرآن مجید ہے۔ صراحۃً ٹکراتی ہے اور شرک بن کر سامنے آتی ہے۔

"ولقد اوحی الیک والیٰ الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکوننّ من الخسرین" ﴿بلاشبہ تیری طرف اور تجھ سے قبل انبیاء کی طرف وحی بھیجی گئی ہے اگر تو نے شرک فی الوحی کیا تو تیرا بھی کام ضائع ہوگا اور تو خاسرین میں سے ہو جائے گا۔﴾

آیت ہذا بھی صراحۃً وضاحت کرتی ہے کہ بطور تعریض کے آنحضرت ﷺ کو بظاہر مخاطب کر کے بباطن امت محمدیہ کو کہا گیا ہے کہ تم آنحضرت ﷺ کے بعد کی وحی کا عقیدہ مت رکھو۔ ورنہ تمہارے اعمال صالحہ خاکستر بن جائیں گے اور تم خاسرین میں ہو جاؤ گے۔ بہر حال آیت ہذا میں وحی محمدی اور وحی اسرائیلی کے علاوہ وحی کو جو آنحضرت ﷺ سے بعد کی وحی ہو سکتی ہے۔ شرک وکفر کہا گیا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی وحی محمدی کے بعد مدعی وحی بن کر کافر ومشرک بن گیا ہے اور حابطین اعمال اور خاسرین حسنات میں شامل ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ شخص قطعاً ظل بدر نہیں ہے۔ بلکہ ظل شیطان ہے۔ جیسا کہ مساوات ذیل سے ثابت ہے۔

(غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰)=''ظل شیطان/۱۳۰۰'' ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بدر منیر کا قطعاً سایہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سایہ سیاہ ہوتا ہے اور بدر منیر میں روشنی ہوتی ہے اور سیاہی نہیں ہوتی اور پھر مرزا قادیانی اور شیطان میں یوں یکسانیت ہے کہ مرزا خود کو بدر منیر اور اپنے مخالفین علماء وسادات کو شب سیاہ کہتا ہے اور شیطان خود کو روشن آگ اور سیدنا آدم کو خاک سیاہ کہتا ہے۔

''انا خیر منه خلقتنی من نارٍ وخلقته من طین'' یعنی میں آدم سے بہتر ہوں۔ کیونکہ میں آگ سے اور وہ خاک سیاہ سے مخلوق ہوا۔ ''قلت جواباً لشعره''

وقلنا غلام یدعی الوحی کاذباً　　ویفری علی القرآن بغیاً ویجسر

اور ہم نے کہہ دیا ہے کہ غلام احمد جھوٹا مدعی وحی ہے، اور وہ بغاوۃً قرآن مجید پر افتراء کی جسارت کرتا ہے۔

ومع کل شیٔ ظل شیٔ ملازم　　وفی قادیان ظل شیطانه حاضر

اور ہر چیز کے ساتھ اس کا سایہ چمٹا رہتا ہے اور قادیان کے اندر ظل شیطان حاضر ہے۔

اتیٰ ظل شیطان الینا بوحیه　　فقلنا له ادفع وانت مکفر

ظل شیطان (غلام احمد قادیانی) ہمارے پاس وحی لے کر آ گیا۔ پس ہم نے اس کو کہا کہ دور ہو جا جب کہ تو کفر رسیدہ ہے۔

وانی لمغل ان یفارق کفره　　فکفر علیٰ مغلٍ یلوح ویبهر

اس مغل سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کفر سے الگ رہے۔ پس اسی مغل پر کفر چمکتا دمکتا رہتا ہے۔

ساتویں تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے وقت کا طاعون اس کی آرزو اور اس کے بلانے پر آیا ہے۔ جیسا کہ اس نے کہا ہے:

ولما طغی الفسق المبید بسیله　　　　تمنیت لو کان الوباء المتبر

جب ہلاک کنندہ فسق کا سیلاب حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ ہلاک کنندہ طاعون آ جائے۔

فان ھلاک الناس عند اولی النہیٰ　　　　احب واولیٰ من ضلال یدمر

کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک ہلاک کنندہ گمراہی سے لوگوں کا ہلاک ہونا پسندیدہ تر اور بہتر ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۶۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۴)

جواب...... یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی اسی تمنا کی وجہ سے دجال لعنت وزحمت تو ہوسکتا ہے لیکن رسول رحمت وشفقت قطعاً نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ملک کے اندر ہلاکت وبربادی کی تمنا کرنا اور مہلک طاعون کو نوع انسانی پر لانا ایک ملعون دجال کا کام ہے اور ایک مہربان اور شفیق رسول کے فرائض ہدایت سے نہیں ہے۔

دراصل ملک کے اندر طاعون ووبا کا آنا بروئے احادیث ایک دجال کی واضح علامت ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ کے فضائل میں وارد ہے کہ: ''علیٰ انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یدخلھا الدجال ولا الطاعون'' ﴿مدینہ شریف کے پھاٹکوں پر فرشتگان ہوں گے جس سے دجال اور طاعون کو مدینہ کا داخلہ نہیں ملے گا۔﴾

حدیث ہذا کے اندر لفظ ''الدجال'' سے خود مرزا قادیانی اور لفظ ''الطاعون'' سے اس کا مطلوبہ طاعون مراد ہے۔ چنانچہ نہ مرزا قادیانی مدینہ منورہ کے اندر جاسکا ہے اور نہ اس کے مطلوبہ طاعون کو حرم نبوی میں داخلہ کی سعادت ملی ہے۔ کیونکہ اسی زمانہ میں مدینہ منورہ کے اندر کوئی طاعونی موت واقع نہیں ہوئی اور نہ مرزا قادیانی اپنی زندگی میں زیارت حرمین شریفین کی زیارت وعزت حاصل کرسکا اور پھر وہ اعداد ادبی طور پر دجال عظیم ہے۔

(غلام احمد/۱۱۲۴) = ''دجال عظیم دیانا/۱۱۲۴''

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی یافتہ عمر بروئے تحریرات خود ۶۸ سال یا ۶۹ سال ہے۔ چنانچہ اس کی ۶۹ سال عمر لفظ ''الدجال'' کے اعداد ۶۹ کے برابر بنتی ہے اور پھر ''الدجال'' کے اندر مستور مصدر ''الدجل'' کے اعداد (۶۸) کے ساتھ اس کی عمر ۶۸ سال سے یکساں ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ پکا طاعونی دجال قرار پاتا ہے۔ بنابر آں ہمارے استدلال کے مطابق حدیث کے اندر مذکور ''الدجال'' سے مراد خود مرزا قادیانی اور ''الطاعون'' سے مراد مرزا قادیانی کا مطلوبہ طاعون ہے۔ میں نے مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے:

وبــاء ودجــال لــذى الهــنــد ولــدة ۔ وهــذا مــن الله الــعــلــيــم مــقــدر

وبااور دجال اسی ہندوستان کے بچے ہیں اور یہی بات خدائے علیم کی طرف سے فیصلہ شدہ امر ہے۔

هــمــا تــوء مــا هــنــدٍ وهــنــد كــهــنــدة ۔ فهــنــد مــن ابــنــيــه كــريــب مــضــرر

وہ دونوں ہندوستان کے جڑواں بچے ہیں اور ہندوستان ان کی ماں ہندہ ہے اور ہندوستان اپنے دونوں بیٹوں سے آفت رسیدہ ہے۔

قلت جوابا لوجاءه وتمناه علیٰ وزن قصیدتی

اتــیٰ طــاعــون دجــال الــيــنــا ۔ فــاوذيــنــا بــهــنــد مــن مــعــال

ہمارے پاس ایک دجال کا طاعون آ گیا۔ پس ہم ہندوستان کے اندر مغلوں کی طرف سے ستائے گئے۔

ومــن فــيــنــا دعــا طــاعــون مــوتٍ ۔ فــايــقــنــاه فــيــنــا ذا دجــال

جس شخص نے ہمارے اندر موت کی وبا کو دعوت دی تو ہم نے اپنے اندر اس کو ایک دجال یقین کرلیا۔

وعــنــدی لــيــس ذا حــقــاً مــســيــحــاً ۔ ولــكــن ذا مــســيــح ذو غــلال

میرے نزدیک یہ شخص سچا مسیح نہیں ہے، بلکہ یہ شخص ایک کھوٹا مسیح ہے۔

اتــیٰ فــيــنــا بــطــاعــون مــبــيــدٍ ۔ فــطــاعــون اشــر مــن الــضــلال

وہ ہمارے اندر ہلاک کنندہ طاعون کو لے آیا۔ پس طاعون گمراہ سے زیادہ بدتر ہے۔

لان هــدايــة الــضــلال خــيــر ۔ واحــســن عــنــد ربــی مــن ديــال

کیونکہ گمراہ لوگوں کا راہ یاب ہونا عند اللہ ہلاکت و بربادی سے بہتر اور خوبتر ہے۔

ولــكــن عــنــد دجــالٍ لــئــيــم ۔ هــلاک الــنــاس خــيــر مــن ضــلال

لیکن ایک فرومایہ دجال کے نزدیک لوگوں کا ہلاک ہونا گمراہی سے بہتر ہے۔

آٹھویں تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے زمانہ کے اندر چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں کا مدعی ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں صرف چاند گرہن کو مانتا ہے اور سورج گرہن کو نہیں مانتا۔ جیسا کہ کہتا ہے:

والــا ورلــنــا مــثــل ولــد مــتــاعــه ۔ فــای ثــبــوت بــعــد ذلــک يــحــضــر

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی ہے۔اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت پیش کیا جاوے۔

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا کیا تو انکار کر سکتا ہے؟ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

الجواب اوّلاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی متاع صداقت صرف خسوف قمر (چاند گرہن) بتائی ہے اور اپنی متاع صداقت چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں کو بتایا ہے۔ بنابرآں یہ شخص آنحضرت ﷺ کا صحیح اور جائز وارث نہیں ہے۔ ورنہ اس کے پاس بھی صرف خسوف قمر ہوتا اور کسوف شمس نہ ہوتا۔ کیونکہ وارث کو اپنے مورث سے وہی جائیداد ملتی ہے جو اس کی متروکہ جائیداد ہوتی ہے۔ بنابرآں یہ شخص آنحضرت ﷺ کا وارث نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص کا وارث ہے جس نے اس کو دونوں گرہن دیئے ہیں۔ ہاں! اگر اس کے پاس صرف چاند گرہن ہوتا تو اس کا وارث النبی ہونے کا دعویٰ درست رہتا۔

ثانیاً: یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں ہوئے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی ازراہ خیانت عہد نبوی کے سورج گرہن سے اس لئے انکار کرتا ہے کہ ذات نبوی پر اس کے تفوق وتفضل میں کسی قسم کا رکاوٹ پیدا نہ ہونے پائے۔ چنانچہ طبرانی میں جہاں مہدی علیہ السلام کے لئے خسوف قمر اور کسوف شمس کا ذکر ہے۔ وہاں پر درج ذیل حدیث بھی موجود ہے:

”عن عائشة ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یصلی فی کسوف الشمس والقمر اربع رکعات واربع سجدات“ ﴿حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت میں چار رکعات اور چار سجدے پڑھا کرتے تھے۔﴾

چونکہ رکعت کا معنی رکوع الصلوٰۃ اور رکعۃ الصلوٰۃ دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث میں چار رکعات سے مراد دو رکوع والی دو رکعات ہیں اور مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت میں دو رکوع والی دو رکعت نماز نفل پڑھی جس میں دو رکوع اور چار سجدے تھے۔ جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت میں صراحۃً مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں گرہنوں کے وقت میں باقی نمازوں کی طرح دو رکعت نماز پڑھی جس میں دو رکوع اور چار سجدے تھے اور یہی احناف کرام کا مسلک ہے۔ لیکن مرزا قادیانی سے ان حسنی نمازوں کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ میں نے مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے:

وذا لم يرله مثل ولد متاعه　　ولكنه غصاب شخص وغادر

یہ شخص اولاد کی مانند آنحضرت ﷺ کا وارث نہیں بنا۔ بلکہ وہ ایک غاصب وغدار شخص ہے۔

له كسفت شمس وقمر كلاهما　　ولكن ذا من كسف شمس له ينكر

آپ کے لئے سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں ہوئے ہیں۔ لیکن یہ شخص آپ ﷺ کے سورج گرہن سے انکار کرتا ہے۔

ثالثاً: یہ کہ یہی شخص خود کو آنحضرت ﷺ سے افضل قرار دیتا ہے اور آپ ﷺ کو مفضول بناتا ہے۔

نویں تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو آل النبی بنا کر خود کو وارث النبی قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

واني ورثت المال مال محمد　　فما انا الا آله المتخير

میں محمدؐ کے مال کا وارث بن گیا ہوں، پس میں ہی اس کی برگزیدہ اولاد ہوں۔

وكيف ورثت ولست من ابناءه　　ففكر وهل في حزبكم متفكروا

میں کس طرح اس کا وارث بن گیا۔ حالانکہ میں اس کا بیٹا نہیں ہوں۔ پس اس کو سوچ لے کیا تم میں کوئی سوچنے والا ہے؟　　(اعجاز احمدی ص۷۰، خزائن ج۱۹ ص۱۸۲)

جاننا چاہئے کہ دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ کا وزن صحیح نہیں ہے۔ بنابرآں صحیح اور موزوں شعر بطور ذیل ہے:

وكيف ورثناه ولسنا بنيه　　ففكرو هل في حزبكم متفكروا

الجواب اوّلاً: یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کا بیٹا نہیں ہے تو پھر وہ آل النبی کس طرح بن سکتا ہے؟ جب کہ ایک بیٹا ہی اپنے باپ کی آل واولاد بنتا ہے اور اپنے باپ کی متروکہ جائیداد پاتا ہے۔ بنابرآں یہ شخص نہ آل نبی ہے اور نہ نبی کی متروکہ جائیداد حاصل کر سکتا ہے۔ اگر فی الواقع اس کے پاس نبوی جائیداد موجود ہے تو پھر وہ غاصب جائیداد ہے وارث جائیداد نہیں۔

ثانیاً: یہ ہے کہ اگر بفرض محال یہ شخص آل نبی اور اولاد نبی ہے اور روحانی طور پر آپ کا بیٹا بنتا ہے تو پھر یہ شخص اپنی روحانی ماں کا ناکح ثابت ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نسبی اولاد کی طرح روحانی اولاد بھی روحانی ماں باپ سے بنتی ہے اور اپنے کو روحانی اولاد ودینی آل کہلاتی ہے۔ بنابرآں آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کے روحانی باپ اور آپ کی نبوت اس کی روحانی ماں بنی اور وہ خود ان دونوں کا روحانی بیٹا بنا اور مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا روحانی وجود اور دینی جثہ وبدن آنحضرت ﷺ اور آپ کی نبوت کی تصدیق وتوثیق سے تیار ہوا۔ چنانچہ آپ کا ہر امتی آپ کی

روحانی اولاد ہے اور آپ اور آپ کی نبوت اس کے روحانی ماں باپ ہیں۔ اس قدر معلوم ہو جانے کے بعد یہ بھی جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ نبوت محمدیہ کا عین اور وجود واحد ہے۔ اب مطلب یہ رہا کہ نبوت محمدیہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس تھی وہ مرزا قادیانی کی روحانی ماں تھی اور یہ شخص اسی ماں کا روحانی بیٹا بن کر ایک امتی قرار پاتا تھا۔ لیکن جب اس نے اپنی مستدعویہ نبوت کو نبوت محمدیہ کا عین اور وجود واحد قرار دے دیا اور اسی سے فرقہ مرزائیہ کو پیدا کیا تو واضح طور پر یہ شخص اپنی روحانی ماں سے نکاح وزنا کرنے کا مرتکب ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شخص اپنے کو امتی نبی کہتا ہے۔ یعنی جب اس نے نبوت محمدیہ کی تصدیق کی تو امتی بنا اور جب اس نے اسی نبوت محمدیہ کو اپنے اوپر چسپاں کیا تو نبی بن گیا اور وہ روحانی طور پر آدھا امتی اور آدھا نبی بن کر شتر مرغ بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہی شخص اعداداً کمینہ پرندہ ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ: (غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰) = (مرغ دون/۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی کمینہ پرندہ ہے اور پھر اس نے نبوت محمدیہ کو بطور روحانی بیوی کے اپنے گھر میں آباد کیا اور سے فرقۂ مرزائیہ پیدا کیا تو یہ شخص اپنی روحانی ماں کا ناکح وزانی قرار پایا اور فرقہ مرزائیہ اس کی حرامی اولاد ثابت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اعداد الفظ ”مرزائی/۲۵۹“ اور لفظ ”حرامی/۲۵۹“ برابر ہیں اور پھر اعداد اً مرزا اپنی اڑسٹھ سال عمر کے اعتبار سے ”زانی/۶۸“ اور اپنی انتر سال عمر کے لحاظ سے ”زانی/۶۹“ ثابت ہوتا ہے اور پھر خود ”میرزا/۲۵۸“ اعدادی طور پر ”مادر چود/۲۵۸“ بن کر سامنے آتا ہے جب کہ دونوں کے اعداد ۲۵۸ ہیں اور آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔ اب میں نے زیر بحث مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے اور مرزا بزبان خود کہتا ہے:

وانی غضبت المال مال محمد   فما انا الاغاصب متنحتر

میں نے محمد ﷺ کا مال غصب کر لیا ہے۔ پس میں ہی غاصب اور فریب کار ہوں۔

ولمّا غصبت المال منه بغدرةٍ   اتیٰ غاصب فیکم ومغل مغادر

جب میں نے غداری سے آپ کا مال غصب کر لیا تو تمہارے اندر ایک غاصب اور غدار مغل آ گیا۔

نیز چونکہ مرزا قادیانی نبوت محمدیہ کو اغوا کر کے اپنے گھر میں لے آیا ہے اور اس سے فرقہ مرزائیہ پیدا کیا ہے۔ اس لئے ”غلام احمد قادیانی“ اعدادی طور پر ”فرد غوی/۱۳۰۰“ اور ”مرید مغو/۱۳۰۰“ بن کر سامنے آتا ہے اور نبوت محمدیہ کے اغوا کرنے کا اقرار کر لیتا ہے۔

چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے اشعار بالا میں وارث النبی بن کر ہمیں اسی معاملہ میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس لئے میں نے کافی غور وفکر کے بعد ایک بات پہلے ذکر کر دی اور دوسری بات بطور ذیل ذکر کی جاتی ہے۔ تا کہ مرزائیت کے خدوخال نمایاں ہو کر موجب عبرت ونصیحت بن جائیں۔ چنانچہ دوسری بات مجھے یوں معلوم ہوئی ہے:

کہ چونکہ اہل مرزا ایک ہی وقت میں آنحضرت ﷺ اور مرزا قادیانی دونوں کو نبی مانتے ہیں اور دونوں کی اطاعت وتقلید کے مدعی ہیں۔ اس لئے یہ لوگ روحانی طور پر اور دینی اعتبار سے دو پدرے قرار پاتے ہیں جو ایک معیوب ومذموم عمل ہے۔ کیونکہ جب نسب وخاندانیت میں ایک شخص کا دو پدرہ ہونا معیوب اور قابل مذمت امر ہے تو دین وروحانیات میں بھی اہل مرزا کا دو پدرہ ہونا ضرور بالضرور مذموم اور قابل نفرت وحقارت رہے گا۔ لہٰذا ان سے میرا ناصحانہ مشورہ یہی ہے کہ وہ فوراً مرزائیت سے تائب ہو کر دیناً ومذہباً یک پدرہ بن جائیں اور آنحضرت ﷺ کے واحد دینی باپ ہونے پر اکتفا کرلیں۔ ورنہ ہر ایک مرزائی بطور ذیل میرا مخاطب ہے:

دو پدر مر خویش را در دیں مکن ورنہ دینت اوفتاد از بیخ و بن

تو دین کے اندر اپنے لئے دو باپ نہ بنا۔ ورنہ تیرا دین جڑ اور تنہ سمیت گر گیا۔

گر تو خودرا دو پدر دردیں دہی مرتراؤ دین را ناید بہی

اگر تو دین کے اندر اپنے کو دو باپ دے گا تو تیرے میں اور تیرے دین میں کوئی خوبی نہیں آئے گی۔

دین تو آز دو پدر گردو لعین گرندانی پرس از مولائے دین

تیرا دین دو باپوں سے ملعون بن جائے گا۔ اگر تو نہیں جانتا تو آقائے دین سے دریافت کرلے۔

مصطفیٰ در دین من پدر وحید ہست ملعون آنکہ زیں پدرم دوید

میرے دین کے اندر حضرت مصطفیٰ ہی اکیلا باپ ہے جو شخص میرے اسی باپ سے بھاگا وہ ملعون ہے۔

اے برادر یک پدر دین رابدہ بر محمدؐ پدر دیگر رامنہ

اے بھائی جان! اپنے دین کو ایک باپ دے اور محمد ﷺ کے علاوہ دوسرا باپ نہ ڈال۔

پدر دیگر بر محمد گر نہی دربدی ہا اوفتادی از بہی

اگر تو محمد ﷺ پر دوسرا باپ رکھے گا تو تو نیکی کو چھوڑ کر برائیوں میں گر پڑا۔

خواہش پدر دگر در تو چراست جز محمد لائق پدری کجاست
تیرے اندر دوسرے باپ کی خواہش کیوں ہے، حضرت محمد ﷺ کے ماسوا باپ بننے والا کہاں ہے۔

بہر من در دین پدرم مصطفاست کہ بجز او پدر دینم ناروا ست
میرے لئے میرا دینی باپ حضرت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ کیونکہ اس کے سوا میرا دینی باپ ناجائز ہے۔

درنسب چوں یک پدر داری بہ پیش دین راہم یک پدر کن بہر خویش
جب تو نسب کے اندر اپنے آگے ایک باپ رکھتا ہے تو اپنے دین کو بھی ایک باپ دے۔

دردین خودرا دو پدر گردادۂ ایں چنیں درنسب خود آمادۂ
اگر تو نے اپنے دین کو دو باپ دے دیئے ہیں تو نسب کے اندر بھی تو اسی بات پر آمادہ ہے۔

گر پدر در نسب بہر تو یکیست ازچرا دردین پدر تو دو کیست
اگر نسب کے اندر تیرا ایک باپ ہے تو تیرے دین کے دو باپ کیوں ہیں۔

دین را از دو پدر رسوا مکن ہرچہ خواہی کن ولے ایں رامکن
تو اپنے دین کو دو باپوں سے رسوا نہ کر، جو کچھ چاہتا ہے کرلے لیکن یہی کام نہ کر۔

خویش را از دو پدر بد خومکن وزہمیں خو تیرہ آب رو مکن
تو اپنے آپ کو دو باپوں سے بری عادت والا نہ بنا، اور اسی عادت سے اپنی آبرو کو کالا نہ کر۔

مصطفیٰ راہر کہ نا کافی شمرد رفت اندر کفر وچوں کافر بمرد
جس شخص نے حضرت مصطفیٰ کو ناکافی سمجھا، وہ کفر میں چلا گیا اور کافر کی مانند مر چلا۔

ہر کہ درویں دو پدر بہرش گرفت ہست دیوث وحمیت را بہشت
جس شخص نے دین کے اندر اپنے لئے دو باپ بنالئے وہ بے غیرت آدمی ہے اور اپنی غیرت کو چھوڑ گیا۔

ایں دیاثت بدین خود مبند ورنہ دین خویش را دادی گزند
تو اسی بے غیرتی کو اپنے دین کے ساتھ نہ باندھ، ورنہ تو نے اپنے دین کو ایک دکھ دے دیا۔

تو مشودیوث اندر دین خویش ورنہ دینت از دیاثت گشت ریش
تو اپنے دین کے اندر بے غیرت نہ بن، ورنہ تیرا دین بے غیرتی سے زخمی ہو گیا۔

دین مارا از دیاثت لوث نیست کہ بدینم جز محمد غوث نیست

ہمارے دین کے لئے بے غیرتی کا دھبہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے دین میں حضرت محمد ﷺ کے بغیر کوئی فریادرس نہیں ہے۔

دسویں تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ عیسائیت کے مقابلہ میں کاسر الصلیب بمعنی صلیب کو توڑنے والا بن کر آیا ہے اور صلیب پرستی کو پاش پاش کرنا اس کا عظیم مشن ہے جیسا کہ کہتا ہے:

وابغی من المولیٰ نعیماً یسرنی ۔۔۔ وما ھو الا فی صلیب یکسر

میں خداتعالیٰ سے خوش کرنے والی نعمت چاہتا ہوں اور وہ خواہش صرف صلیب کو توڑنا ہے۔

وذلک فردوسی وخلدی وجنتی ۔۔۔ فادخلن ربی جنتی انا اضجر

یہ خواہش میرا فردوس میری بہشت اور میری جنت ہے۔ اے خدا مجھے اسی جنت میں داخل کر میں بے قرار ہوں۔ (اعجاز احمدی ص۷۰، خزائن ج۱۹ ص۱۸۲)

الجواب: یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی یہی تعلّی خلاف واقعہ ہے اور چھوٹے منہ سے بڑی بات کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ اس نے صلیب کے واقعہ کی تغلیط وتبطیل نہیں کی۔ بلکہ یہود ونصاریٰ کی موافقت میں اس کی تصحیح وتوقیع میں اپنا پورا زور قلم دکھایا ہے اور کہا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکایا گیا ہے اور اس کو یہود نے اتنی دیر تک لٹکائے رکھا کہ ان کو پوری طرح یقین ہوگیا کہ مسیح صلیب پر مرچکا ہے اور بدن سے اس کی جان پرواز کرگئی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں تھا۔ بلکہ بے ہوش ہوکر کالمیت بن گیا تھا اور نیچے اتارے جانے پر وہ ہوش میں آگیا اور کشمیر کی طرف بھاگ نکلا۔ بنابرآں اس رائے خبیث کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی اور یہود فلسطین میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ بلکہ دونوں ہی مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکاتے ہیں۔ لیکن اوّل الذکر اس کو صلیب سے بحالت بیہوشی اتارتا ہے اور ثانی الذکر اس کو موت دے کر اتارتا ہے۔ ان حالات میں اگر مرزا قادیانی خوش قسمتی سے مکمل اور پورا یہودی نہیں ہے تو نصف یہودی ضرور بالضرور ہے۔ کیونکہ مسیح کو صلیب پر لٹکانے اور اس پر صلیبی کارروائی کرنے میں دونوں یکساں طور پر مجرم ہیں اور صرف صلیب سے اتار کر بعد کی کارروائی میں دونوں فریق مختلف راہ پر قدم مارتے ہیں۔ مرزا قادیانی اس کو کشمیر کی طرف دوڑاتا ہے اور یہود اس کو وہیں پر دفن کردیتے ہیں۔ حالانکہ بروئے قرآن مجید حضرت مسیح نہ صلیب پر لٹکایا گیا ہے اور نہ مقتول ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد قرآن ہے: ''وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم'' ﴿یہود نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر لٹکایا۔ لیکن انہیں اس بارے میں شبہ ہوگیا۔﴾

چونکہ لفظ ''قتل'' قتل بالاسلحہ اور قتل بالصلیب دونوں کو شامل ہے اور لفظ ''ما قتلوه'' نے دونوں ذرائع قتل کی نفی کردی ہے اور مفہوم یہ رہا کہ یہود بے بہبود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تلوار اور صلیب دونوں سے قتل نہیں کیا اور اب مسیح کا سولی پر لٹکانا باقی رہ گیا۔ اس لئے لفظ ''ما صلبوه'' نے اس کی بھی نفی کر کے کہہ دیا کہ یہود نے مسیح کو صلیب پر بھی نہیں لٹکایا۔ لیکن مرزا قادیانی یہود و نصاریٰ کی تائید میں کہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکایا گیا ہے۔ بنابر آں مرزا قادیانی قرآن مجید کی مخالفت کرنے پر آدھا یہودی اور آدھا نصرانی بن کر سامنے آتا ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ حضرت مسیح کو صلیب پر مردہ قرار دے کر نیچے اتارتے ہیں اور مرزا و اہل مرزا اس کو بے ہوشی و نیم مردگی کی حالت میں نیچے اتارتے ہیں اور پھر اسے کشمیر کی طرف بھگاتے ہیں اور اسے صلیب پر لٹکانے میں سارے بے ایمان برابر ہیں۔

اب میں نے مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے:

ویبغی صلیباً للمسیح لانہ حفیظ بہ قلباً بہ یتسرر

اور وہ مسیح علیہ السلام کے لئے صلیب کو چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ تہہ دل سے محفوظ اور اس سے مسرور ہوتا ہے۔

فهذا لعین ملحد من بلوغہ وقلمات ملعوناً لذاهو اجدر

پس یہی شخص اپنے بالغ ہونے سے ملعون اور ملحد ہے اور وہ ملعون ہو کر مرا اور وہ اسی کا اہل ہے۔

ولم یقتل ولم یصلب مسیح کما قراننا افشیٰ وخبر یظهر

اور مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوا اور نہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ جیسا کہ ہمارے قرآن و حدیث نے ظاہر کیا ہے۔

گیارھویں تعلّی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے اندر دعویٰ کیا ہے کہ مولوی محمد حسینؒ بٹالوی مجھ پر ایمان لا کر صدق دل سے میری تصدیق کرے گا اور میرے ماننے والوں میں شامل ہو جائے گا اور پھر اس کی یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہؒ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے اور حلفاً کہا گیا ہے:

اتحسبہ حیّاً وتاللہ اننی اراه کمن یدفیٰ ویفنی ویقبر

کیا تو اس کو زندہ خیال کرتا ہے اور قسم بخدا میں اس کو مرنے والے اور قبر میں جانے والے کی طرح دیکھتا ہوں۔

وان کلامی صادق قول خالقی ومن عاش منکم برهۃً فسینظر

اور میرا کلام سچا ہے اور میرے خالق کا قول ہے اور تم میں جو شخص کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ ضرور دیکھ لے گا۔

وما قلتہ من عند نفسی کراجم ۔۔۔ اریت ومن امر القضا التحیر

اور میں نے اپنے دل کی اٹکل سے بات نہیں کی۔ بلکہ کشفاً مجھے دکھلایا گیا ہے اور میں تقدیر کے فیصلہ سے حیران ہوں۔ (اعجاز احمدی ص۵۰، خزائن ج۱۹ص۱۶۲)

الجواب: اینکہ مرزا قادیانی کی یہی متکبرانہ تعلّی اور متکبرانہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ وفات مرزا کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہا اور اس کی تغلیط وتعطیل کرتا رہا۔ لیکن اس کے برعکس میری وہ پیش گوئی جو جلال الدین شمس کے متعلق کی گئی تھی، بالکل قلیل عرصہ میں پوری ہوگئی اور میرے لئے نشان صداقت بن گئی۔ اب میں نے مرزائی اشعار بالا کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے:

ولم یؤمن بہذا المرزا حسین ۔۔۔ ولم یعدده من خیر الرجال

مولوی محمد حسین نہ مرزا پر ایمان لایا، اور نہ اس کو اچھے لوگوں سے شمار کیا۔

وھذا لم یصدقہ یقیناً ۔۔۔ ولم یحضرہ یوماً فی مغال

اور اس نے اس کی یقیناً تصدیق نہیں کی اور وہ کسی دن اس کے پاس اس کی غول گاہ میں حاضر نہیں ہوا۔

تحیٰ کل عمر من عداہ ۔۔۔ ولم یؤمن بہ وقتاً ببال

وہ اپنی ساری زندگی میں اس کے اعداء میں سے رہا اور کسی وقت بھی اس کو دل سے نہیں مانا۔

بل افتیٰ ان ذا حقاً کذوب ۔۔۔ وحقاً ان ذا شر المغال

بلکہ اس نے فتویٰ دے دیا کہ یہ شخص سچ مچ کذاب ہے اور وہ درست طور پر مغلوں میں سے ایک شریر شخص ہے۔

حسین عاش من بعد المریزا ۔۔۔ زماناً ذا عراض ذا طوال

مولوی محمد حسین مرزا قادیانی کے بعد ایک عریض وطویل زمانہ تک زندہ رہا۔

تحیٰ بعد ذا اخیراً سلیماً ۔۔۔ ولم یعلم الا ذا دجال

وہ اس کے بعد باخیریت وسلامتی زندہ رہا اور اس نے اس کو دجال ہی یقین کیا۔

وسمّاہ غراب الزمن دیناً ۔۔۔ یواغی الدین زاغاً بالحیال

اور دینی طور پر اس نے اس کا نام غراب زمن رکھا، جو باحیلہ زاغ بن کر دین سے لڑتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ میں نے یہاں پر مرزا قادیانی کی صرف گیارہ تعلیاں مع جوابات ذکر کی ہیں۔ ورنہ زیر جواب قصیدہ ان سے زیادہ تعلیات پر حاوی ہے اور پھر طرفہ تربات یہ ہے کہ مذکورہ تعلیات کے باوجود مرزا قادیانی نے حلفاً لکھ دیا کہ میں نے اپنے قصیدہ کے اندر کسی قسم کی تعلی کو استعمال نہیں کیا۔ جیسا کہ صاف لکھا گیا ہے:

واللہ انی ما ادعیت تعلیاً　　　وابغی حیاتاً ما یلیھا التکبر

اور بخدا میں نے کسی کی تعلی کا دعویٰ نہیں کیا اور میں ایسی زندگی چاہتا ہوں جس کے پیچھے تکبر و غرور نہ ہو۔ (اعجاز احمدی ص ۵۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

بنابرآں! اب قارئین کرام خود فیصلہ کر لیں کہ تعلیات کر لینے کے بعد مرزا قادیانی کا حلفاً کہہ دینا کہ میں نے کسی قسم کی تعلی کو اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔ ایک سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور پھر اس قسم کی جھوٹی قسم اس پر لعنت بھیجتی ہے اور اس کو خلاف کاذب ثابت کرتی ہے۔

مرزائی قصیدہ کے عیوب ونقائص

مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے بارہ میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ قصیدہ مع اردو مضمون کے صرف پانچ ایام میں خداتعالیٰ کی تائید وتوفیق اور روح القدس کی مدد وعنایت سے لکھا گیا ہے۔ اگر فی الواقع مرزائی دعویٰ صحیح ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا عیب ونقص نہ ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ انسان تو خطاء ونسیان کا پتلا ہے۔ اس سے اغلاط ونقائص کا ہونا از قسم ممکنات ہے۔ لیکن خدا اور روح القدس سے اغلاط ونقائص کا ہونا از قبیل محالات ہے۔ جیسا کہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ بایں ہمہ مرزائی قصیدہ کے اندر بہت سے غیر موزوں اور غیر معقول عیوب ونقائص موجود ہیں جو قصیدہ کے منجانب اللہ ومن جانب القدس ہونے کی تغلیط وتضحیک کرتے ہیں اور علی الاعلان بتاتے ہیں کہ یہ قصیدہ شیطان لعین یا کسی خبیث روح کے اشارات پر لکھا گیا ہے۔ ورنہ اس میں عیوب ونقائص کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ انہی حالات کے پیش نظر مرزائی قصیدہ کے چند عیوب ونقائص کو صرف قصیدہ اعجازیہ کے پہلے ابتدائی اشعار سے منتخب کر کے تحریر کرتا ہوں اور صحت وسقم کا فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں اور باقی ماندہ اشعار کے عیوب ونقائص کو بخوف طوالت کتاب ترک کرتا ہوں۔

قصیدہ ہذا کے عیوب ونقائص کو سمجھانے اور سمجھنے کے لئے چند تمہیدی امور کو بطور مقدمۃ الجیش کے ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ میرا نظریہ بلاکسی اشکال ودقت کے سمجھا جاسکے اور میری کہی ہوئی بات قارئین کرام کے اذہان میں بیٹھ جائے اور وہ اس سے محظوظ ومسرور ہوسکیں۔

جاننا چاہئے کہ ایک قصیدہ یا نظم چند اشعار سے مرتب ہوتی ہے اور پھر ہر ایک شعر کے دو برابر مصرعے یا دو برابر حصے ہوتے ہیں اور پھر ہر شعر کے پہلے مصرعہ کو صدر اور دوسرے مصرعہ کو عجز کہا جاتا ہے اور پھر پہلے مصرعہ کی آخری جزو کو عروض اور دوسرے مصرعہ کی آخری جزو کو ضرب اور باقی اجزاء کو حشویات کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ زیر جواب قصیدہ کا پہلا شعر بطور ذیل ہے:

ایا ارض مد قد دفاک مدمر   وار داک ضلیل واغراک موغو

یہی قصیدہ اپنے عروض وضرب میں تھوڑے سے تغیر کے بعد بحر طویل کے وزن پر آیا ہے اور بحر طویل کا وزن بطور ذیل ہے:

فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن   فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

اور تغیر صرف یہ ہے کہ ہر شعر کا عروض وضرب بجائے مفاعیلن کے مفاعلن کے وزن پر آیا ہے۔ چنانچہ شعر بالا کا عروض لفظ "مدمر" بروزن "مفاعلن" ہے اور اس کی ضرب لفظ "کموغو" بھی اسی وزن "مفاعلن" پر ہے اور باقی اجزاء بنام حشویات موسوم ہیں۔

نیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عروض وضرب کا یہی وزن "مفاعلن" لازمی طور پر شروع قصیدہ سے تا آخر قصیدہ جائے گا اور اس میں دیگر تغیر نہیں آسکے گا۔ ورنہ قصیدہ داغدار اور معیوب قرار پائے گا۔ لیکن اجزائے حشویہ کا ہر تغیر غیر لازمی ہو کر یکے بعد دیگرے کبھی آئے گا اور کبھی نہیں آئے گا۔

نیز ہر قصیدہ کا ایک قافیہ ہوتا ہے جو اس کے ہر شعر کی آخری جزو میں ہوتا ہے اور وہ بالالتزام آخر قصیدہ تک جاتا ہے۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا قافیہ پہلے شعر کے اندر لفظ "موغو" ہے۔ کیونکہ قافیہ ہر شعر کے آخری حرف ساکن سے شروع ہو کر اس قریبی متحرک تک جاتا ہے جس کے بعد حرف ساکن موجود ہو۔ جیسے لفظ "موغو" میں قافیہ واو اشباعیہ سے شروع ہو کر حرف "م" تک جاتا ہے جس کے بعد واو ساکنہ موجود ہے۔ یہی قافیہ قصیدہ کے آخر تک جائے گا اور پھر قافیہ کا آخری حرف روی حرف "ر" ہے اور قصیدہ کو قصیدہ رائیہ کہا جائے گا۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا حرف روی حرف "ر" ہے اور قصیدہ کو قصیدہ رائیہ کہا جائے گا اور قصیدہ ہذا کا حرف روی مضموم ہے اور اس کا ضمہ آخر قصیدہ تک جائے گا۔ اگر اس کے کسی شعر میں حرف روی کا ضمہ کسرہ یا فتحہ یا جزم سے تبدیل ہوگا اور یہ عیب قصیدہ ہے اور قافیہ داغدار ہے۔ جیسا کہ ص ۵۲ پر لفظ "واحــلــر" لکھا اور پڑھا گیا ہے اور جزم کو ضمہ سے بدلا گیا ہے اور اگر حرف روی کسی دوسرے حرف سے بدل جائے تو یہ بھی عیب قافیہ ہے۔ جیسا کہ ص ۶۲ پر لفظ "صحیح" ہے جس کی روی بجائے حرف "ر" کے حرف "ح" آگئی

ہے جو عیب قصیدہ کا نام پاتی ہے اور پھر قافیہ کا آخری حرف جس پر قصیدہ مبنی ہوتا ہے حرف روی کہلاتا ہے۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا حرف روی حرف را ہے اور قصیدہ کو قصیدہ رائیہ کہا جائے گا۔

مرزائی قصیدہ کے چند ابتدائی اشعار کی تصحیح

جاننا چاہئے کہ مرزائی قصیدہ کے بیشتر اشعار میں غلط بیانی اور بدگمانی سے کام لیا گیا ہے اور پھر واقعیت اور حقیقت سے عمداً گریز و احتراز کو اپنایا گیا ہے اور بالخصوص مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کو بازاری الفاظ و القاب سے دل کھول کر مضروب و مجروح کیا گیا ہے۔ بنابرآں میں نے ضروری سمجھا ہے کہ نمونۃً مرزائی قصیدہ کے ابتدائی اور درمیانی اشعار کی تصحیح کر دی تا کہ قارئین کو مرزائی خرافات و ذمائم کا اندازہ ہو سکے اور وہ دیگر اشعار پر میرے نمونہ کے مطابق خود تنقیح و تصحیح کر سکیں۔ میرا نمونہ تصحیح بطور ذیل ہے:

۱...... پہلے شعر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہلاک شدہ اور گمراہ اور کینہ ور کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک صحت مند اور حق پرست اور صاف دل آدمی تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

ایا ارض مد قد اتاک معمر وارضاک علیم وحیاک خیروا

اے زمین مدّ! تیرے پاس ایک آبادکار آ گیا اور تجھے ایک علامہ نے خوش اور ایک باخیر آدمی نے زندہ کر دیا۔

۲...... دوسرے شعر میں مولوی صاحب کو کاذب و مفسد اور پکڑا جانے والا کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک محقق اور صلح کن آدمی تھا اور کسی کے قابو میں آنے والا نہیں تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

دعوت لنا غلامة متبحراً وذاحوت بحر اخذہ متعذر

اے زمین مدّ! تو نے ہمارے لئے ایک متبحر علامہ کو بلا لیا ہے اور یہ سمندر کی مچھلی ہے جس کا پکڑنا مشکل ہے۔

۳...... تیسرے شعر میں یہ غلط بیانی ہے کہ مرزائی نمائندے برادر ناصح بن کر آئے تھے۔ حالانکہ وہ بحث و مناظرہ کرنے کے لئے فریق مخالف بن کر مقام مدّ میں وارد ہوئے تھے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

اجاءک منہ صاحباہ بعجلۃ وقالاک لانبغی فسادا ونصبر

اور تیرے پاس اس کی طرف سے بجلد اس کے دو ساتھی آئے، اور تجھ کو کہا کہ ہم فساد نہیں چاہتے اور صبر کرتے ہیں۔

۴...... چوتھے شعر میں اہل مدّ کو قیدی اور متعصب کہا گیا ہے اور مولوی صاحب کو دغاباز بھیڑیا کا نام دیا گیا ہے۔ حالانکہ اہل مدّ احرار اور قید و بند سے آزاد تھے اور مولوی صاحب ایک بے شر علامہ تھے اور اونچے مناظر اسلام تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وکان اھالیک اھالی حقیقۃ دعوا لیث فنجاب لھم ھو حیلر

تیرے باشندگان اہل حقیقت ہیں اور انہوں نے اپنے لئے شیر پنجاب کو دعوت دی جو ایک بہادر آدمی تھا۔

۵...... پانچویں شعر میں مولوی صاحب کو بھیڑیا کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیر پنجاب اور اہل علم تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وجئنا بلیث بعد جھد اذاننا وھذا ثناء اللہ حقاً غضنفر

اور ہم بہت کوشش کے بعد ایک شیر کو لے آئے اور یہی شیر حقیقتاً مولوی ثناء اللہؒ ہی ہے۔

۶...... چھٹے شعر میں مولوی صاحب کو لاف زن اور بکواسی کہہ کر اس کی جیت اور کامیابی پر استہزاء کیا گیا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

فلما اتاھم سرھم بعلومہ وقال بفضل اللہ انی مظفر

جب مولوی صاحب ان کے پاس آیا تو ان کو اپنے علوم سے خوش کر دیا اور کہا کہ میں بفضل خدا کامیاب ہوں۔

۷...... ساتویں شعر میں یہ غلط بیانی ہے کہ مولوی صاحب چھپ کر بیٹھنے کے لئے نہیں آئے گے۔ بلکہ مجلس مناظرہ میں کھل کر بحث کرنے کو تشریف لائے تھے اور مجلس مناظرہ سے بھاگ جانے کے لئے نہیں آئے تھے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وقال لھم لا تستروني واعلنوا وقولوا لاعدائی جمیعاً تحضروا

اور اس نے ان سے کہہ دیا کہ مجھے مت چھپاؤ اور اعلان کر کے میرے سب دشمنوں کو کہہ دو کہ حاضر ہو جاؤ۔

۸...... آٹھویں شعر میں اہل مدّ کو کمینہ اور شریر کہا گیا ہے اور انہیں دوزخی بتا کر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ شریف اور باوقار لوگ تھے اور بہشتی کردار کے مالک تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وارضیٰ اھالی مدنا بمجیئہ وقال لھم نصر من اللہ حاضر

اور اس نے اپنے آنے سے اہل مدّ کو خوش کر دیا اور ان سے کہا کہ خدا کی مدد حاضر ہو چکی ہے۔

۹...... نویں شعر میں مولوی صاحب کو کمینہ اور بیوقوف کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ فہیم و عقیل اور باشعور انسان تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

تکلم کالاشراف فهماً وفطنةً　　　　کما قد اتانا بحثه المتشهر

اور اس نے شرفاء کی مانند فہم و فراست سے بات کی۔ جیسا کہ ہم کو اس کی مشہور بحث آچکی ہے۔

۱۰...... دسویں شعر میں ہر خواندہ قصیدہ کو کہا گیا ہے کہ اگر تجھے مولوی صاحب کی ناکامی میں شک ہے تو اہل مدّ سے پوچھ لے۔ جنہوں نے اس کو اپنا مناظر بتایا ہے۔ حالانکہ مناظرہ میں مرزائی مناظرہ سرور شاہ ناکام رہا تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وان کنت فی شکٍ بعظمة علمه　　　　فسل من رأی هذا بمدٍ یناظر

اور اگر تو اس کے علم کی عظمت میں شک کرتا ہے تو اس شخص سے پوچھ لے جس نے اس کو مدّ میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے۔

۱۱...... گیارھویں شعر میں شرط موجود ہے۔ لیکن اس کی جزا غائب ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

فلما التقی الجمعان للبحث فی مبحثٍ　　　　اجازا وقالا ایها الناس احضروا

جب دونوں جماعتیں بحث کے لئے میدان جنگ میں جمع ہوئیں تو انہوں نے اجازت دے کر کہا کہ لوگو! حاضر ہو جاؤ۔

۱۲...... بارھویں شعر میں اہل مدّ کو درندہ قوم اور ان کی مجلس مناظرہ کو کارخباثت کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ صلح پسند افراد تھے اور ان کی مجلس مناظرہ باہمی مصالحت کی کوشش تھی۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

علا علمه فوق المرازی جمیعهم　　　　ومن خاف من ذا عالمٍ هو سرور

اس کا علم سب مرزائیوں پر غالب آگیا اور جو شخص اسی عالم سے ڈر گیا وہ سرور شاہ تھا۔

۱۳...... تیرھویں شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے نمائندہ سرور شاہ کو مطمئن اور باسکون کہا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی کمزوری سے پریشان تھا اور مولوی صاحب اپنے دلائل پر پرسکون اور مطمئن تھا اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

فانزل من رب السماء سکینة　　　　علیٰ اسدنا والله ایاه ینصر

پس ہمارے شیر پر رب آسمان کی طرف سے سکون اتر آیا اور خدا تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

۱۴...... چودھویں شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے نمائندہ کو قوت مناظرہ دے کر اس کو مؤید بروح اللہ کہا ہے۔ حالانکہ دوران مناظرہ اس کے دلائل کمزور تھے اور مولوی صاحب کے براہین قاطعہ غالب رہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

واعطاہ رحمان لہ قوۃ الوغیٰ وایدہ روح امین مطہر

اور اسے اس کے رحمٰن نے لڑائی کی قوت دے دی اور ہا امن پاک روح نے اس کی تائید کردی۔

۱۵...... پندرھویں شعر میں صرف ایک گروہ کو مشورہ دہندہ کہا گیا ہے۔ حالانکہ سب گروہوں نے میدان مناظرہ کو متعین کیا تھا۔ بنابرآں شعر ہذا کا آخری لفظ بجائے ''المعشر'' کے ''المعاشر'' ہونا چاہئے اور اس طرح پر ضرب کا وزن مفاعل بھی پورا رہتا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وکان جدال طرد القوم بالضحیٰ الیٰ خطۃ اویٰ الیہا المعاشر

لڑائی قوم کو بوقت چاشت ایسے علاقہ کی طرف لے گئی جس کی طرف سب گروہوں نے اشارہ کیا تھا۔

۱۶...... سولہویں شعر کی تصحیح بطور ذیل ہے اور دھوپ سے بچنے کے لئے سایہ دار میدان کو اختیار کیا گیا تھا۔

تحروا الھذا البحث ارضاً شجیرۃً لکیے یا منوا من حر شمس تحرر

انہوں نے اسی بحث کے لئے سایہ دار میدان کو سوچ لیا تا کہ وہ گرم کنندہ سورج کی گرمی سے امن میں رہیں۔

۱۷...... سترھویں شعر میں بحث کرنے والے دونوں فریقین کو نامزد کیا گیا ہے اور صاف عبارت بطور ذیل ہے:

وکان ثناء اللہ من اہل سنۃ ومن اہل مرزا للتخاصم سرور

اور بحث کے لئے مولوی ثناء اللہ اہل سنت کی طرف سے اور اہل مرزا کی طرف سے سرور شاہ تھا۔

۱۸...... اٹھارویں شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے نمائندہ کو شیر اور مولوی ثناء اللہ کو بھیڑیا قرار دیا ہے۔ حالانکہ اصل معاملہ برعکس تھا۔ کیونکہ مولوی صاحب شیر پنجاب کے لقب سے مشہور تھا اور اس کے نمائندہ کا یہ لقب نہ تھا اور پھر لفظ ''اجمۃ'' لفظاً مؤنث ہے اور اس کی طرف مذکر ضمیر بہ لوٹائی گئی ہے۔ جو غلط ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

کان مقام البحث کان کاجمۃٍ بہا ذئبہ یعوی واسدی یزاء ر

گویا کہ مقام بحث ایک جھاڑی کی مانند تھا جس میں ان کا بھیڑیا چیختا تھا اور میرا شیر دھاڑتا تھا۔

۱۹...... انیسویں شعر میں یہ غلط بیانی ہے کہ مولوی صاحب اپنی جماعت کا مغوی اور مضل بن گیا۔ حالانکہ اس نے اپنی جماعت کی صحیح رہنمائی کی تھی اور پھر اہل السنۃ والجماعۃ کے لوگوں کو کمینہ کہا گیا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وقام لثناء اللہ یدعو مرزایاً الی الحق لکن کلھم منہ انکروا

مولوی ثناءاللہ کھڑا ہو کر مرزائیوں کو حق کی طرف بلاتا ہے۔ لیکن وہ سب حق کے منکر ہو گئے۔

۲۰...... بیسویں شعر میں مولوی صاحب کو کینہ ور اور حاسد اور بکواسی کہا گیا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب صاف دل اور حق گو آدمی تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وکان ثناء اللہ قلباً مصافیاً وراد صراط الحق والحق ینصر

اور ثناءاللہ قلبی طور پر صاف آدمی تھا اور اس نے راہ حق کو اختیار کیا اور حق ضرور مدد کر جاتا ہے۔

۲۱...... اکیسویں شعر میں مولوی صاحب کو فتنہ باز اور مکار کہا گیا ہے۔ لیکن مولوی صاحب کی بجائے خود مرزا قادیانی نمائندہ مکار شاہ مکار اور فتان آدمی تھا اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

سعیٰ سعی حق فی ھدایۃ سرور ولکن لھذا فی الضلال تحجر

مولوی صاحب نے سرور شاہ کو حق دکھانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن گمراہی میں وہ پھنسا ہوا ہے۔

۲۲...... بائیسویں شعر میں مولوی صاحب کو بحث کے لمبا کھینے پر ناخوش بتایا گیا ہے جو درست ہے اور درست بات کہنے والے کو مکار حیلہ جو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی بجائے مولوی صاحب کو مکار کہا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

واظھر حقاً بالوضاح لسرور وقال طوال البحث للحق مستر

مولوی صاحب نے سرور شاہ کو حق بات وضاحت سے کہہ کر کے کہا کہ بحث کی طوالت حق کو چھپا دیتی ہے۔

۲۳...... تیئسویں شعر میں مولوی صاحب کا پیش کردہ مشورہ اہل مرزا کو شاق گزرا۔ کیونکہ یہ لوگ طوالت پسند ہوتے ہیں اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

فشق علیٰ صحب لمرزا اختصارۃ لبحث وطول البحث فیھم محتشم

پس اصحاب مرزا پر اختصار بحث شاق گزرا اور ان میں بحث کی طوالت باخیر و برکت ہوتی ہے۔

۲۴...... چوبیسویں شعر میں مولوی صاحب کو بددعا دی گئی ہے۔ حالانکہ اس بددعا کا مستحق خود مرزائی نمائندہ تھا اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

اتیٰ سرور بالبحث عند غضنفر　　فقال حاک اللہ یا متسرور

سرورشاہ شیر پنجاب کے پاس غلط بات لایا۔ پس اس نے کہا اے سرور شاہ بننے والے! تجھ پر خدا کی پھٹکار ہو۔

۲۵...... پچیسویں شعر میں مولوی صاحب اور اس کے ساتھیوں کو بیوقوف کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ سب اہل فہم وفراست تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

اقل زھات البحث مقدار ساعۃ　　فلم یرضھا لیث وصحب تحضروا

بحث کا کم تر وقت بقدر ایک گھنٹہ ہے۔ پس اس کو شیر پنجاب اور حاضر ساتھیوں نے قبول نہ کیا۔

۲۶...... چھبیسویں شعر میں تہائی گھنٹہ کی رضامندی کے بعد دلوں اور سینوں میں بغض وعداوت اور سیف وخنجر کو باقی رکھا گیا ہے۔ حالانکہ رضامندی کے تمام خدشات وخطرات کو دور کر دیتی ہے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

رضوا بعد تکرار بثلث ساعۃ　　فامن اتیٰ فیھم دفرت خناجر

وہ بحث وتکرار کے بعد تہائی گھنٹہ پر راضی ہو گئے اور ان میں امن آ گیا اور خنجریں بھاگ گئیں۔

درمیان قصیدہ سے چار اشعار کی تصحیح

۱...... قصیدہ کے پانچویں صفحہ کے ایک شعر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق یہ پیش گوئی کی گئی کہ وہ مناظرہ مد کے ایک سال بعد ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن یہ پیش گوئی غلط رہی۔ کیونکہ مولوی صاحب مناظرہ مد کے بعد تقریباً چالیس سال تک بخیر وعافیت زندہ رہا اور خود مرزا قادیانی اسی مناظرہ کے بعد سال ششم میں ہلاک ہو گیا۔ اصل شعر بطور ذیل ہے:

اری الموت یعتام المکفر بعدہ　　بما ظھرت ای السماء وتظھر

میں موت کو دیکھتا ہوں کہ وہ مناظرہ کے ایک سال بعد میرے مکفر کو ہلاک کرے گی۔ کیونکہ نشانات آسمان ظاہر ہیں اور ظاہر ہوں گے۔

وجہ یہ ہے کہ لغۃً کہا جاتا ہے: ''اعتامہ الموت'' ''موت نے اس کو ایک سال میں ہلاک کر دیا اور مولوی صاحب اسی پیش گوئی کے مطابق ایک سال میں مناظرہ مد کے بعد ہلاک نہ ہوا۔ بلکہ مدت دراز تک زندہ رہا اور خود مرزا قادیانی چھ سال کے بعد ہلاک ہو گیا اور میں نے جواباً بطور ذیل کہا ہے:

رأیت الموت اھلک ذا غلاماً　　بعام سادس بعد النزاع

میں نے موت کو دیکھا ہے کہ اس نے اسی غلام کو مناظرہ مد کے بعد چھٹے سال میں ہلاک کر دیا۔

وھـذا کــان مــن عبــاد کـفـر   وعـبـد الـکـفـر مـن سـقـط الـمـتـاع

اور یہ شخص کفر پرستوں میں سے ایک تھا اور کفر کا غلام ردی سامان میں شمار ہوتا ہے۔

۲...... اور قصیدہ کے چھٹے صفحہ کا پانچواں شعر بطور ذیل ہے جو لفظاً غلط ہے:

وقیـل لا مـلا الـکـتـاب کـمـثـلـو   فـقـال کاھل العجب انی ساسطروا

اور اسے ثناء اللہ کہا گیا کہ اعجاز المسیح جیسی کتاب لکھ، اس نے مغروروں کی طرح کہہ دیا کہ میں بالضرور لکھ لوں گا۔ جاننا چاہئے کہ یہی شعر چند وجوہ سے غلط اور معیوب ہے۔

اوّل...... یہ کہ لفظ ''لا مــلا'' امر حاضر واحد کا صیغہ ہے اور امر حاضر پر لام تاکید نہیں آتی بلکہ صرف امر غائب و متکلم پر آتا ہے۔

دوم...... یہ کہ ''املا'' مصدر ''املاء'' مہموز اللام سے بنایا گیا ہے اور معنی پر کرنا اور بھرنا ہے اور تحریر کرنا اور لکھنا نہیں ہے۔ بلکہ لکھنا اور تحریر کرنے کا معنی صرف ''امــلاء'' معتل اللام کا ہے اور وہ بشکل ''امل'' لکھا جاتا ہے۔

سوم...... یہ کہ امر حاضر واحد کا صیغہ مصدر معتل اللام سے بلفظ ''امـل'' آتا ہے اور بلفظ ''املأ'' نہیں آتا۔ صحیح شعر بطور ذیل ہے:

وقیـل لـه امـل الـکـتـب کـمـثـلـه   فـقـال کـاھـل العجب انی ساسطر

۳...... قصیدہ کے ساتویں صفحہ کا پہلا الہامی شعر بطور ذیل ہے:

فـقـد سرنی فی ھذہ الصورۃ صورۃ   لیـدفـع ربـی کـلـمـا کـان یحشـر

مجھے ان صورتوں میں ایک صورت نے خوش کر دیا تا کہ رب تعالیٰ اس کے اٹھائے ہوئے بہتان کو دور کر دے۔

جاننا چاہئے کہ یہی شعر باوجود الہامی ہونے کے چند وجوہ سے معیوب اور قابل اصلاح ہے۔

اوّل...... یہ کہ شعر ہذا میں اسم اشارہ موجود ہے اور سابقاً اس کا مشار الیہ موجود نہیں ہے۔

دوم...... یہ کہ کلمہ فی کی بجائے کلمہ من ہونا چاہئے۔ تا کہ چند صورتوں میں سے ایک صورت کا انتخاب کیا جا سکے۔

سوم...... یہ کہ ''صُوَرٌ'' کو ''صُوْرٌ'' پڑھنا پڑتا ہے۔ صحیح شعر بطور ذیل ہے:

لـقـد سـرنـی ربـی بـایـحـاء صـورۃ   دفـعـنـا بـھـا مـاذا عـلـی یسـطـر

خدا تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی صورت بتا کر خوش کر دیا کہ جس سے ہم نے اس کے لکھے جانے والے بہتان کو دور کر دیا۔

۴...... قصیدہ کے چودھویں صفحہ کا ایک صحیح شعر بطور ذیل ہے:

ارضعت من سعلی الفلا یا ابو الوفاء فما لک لا تخشیٰ ولا تتفکر

اے ابوالوفاء! کیا تجھے غول کا دودھ پلایا گیا ہے۔ تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو نہ ڈرتا ہے اور نہ فکر کرتا ہے۔

اور اصل شعر میں یہ غلطی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے شعر میں لفظ ''غول'' استعمال کیا ہے اور غول بمعنی دیو اور شیطان مذکر ہوتا ہے اور دودھ نہیں دیتا اور دودھ اس کی مؤنث سعلی دیتی ہے۔ جب کہ وہ حاملہ بنتی ہے اور بچہ جنتی ہے اور دودھ دیتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی چونکہ خنثیٰ مشکل تھا اور مردانہ و زنانہ آلات تناسل رکھتا تھا اور اس کے دونوں پستان سے دودھ نکلتا تھا۔ اسلئے اس نے غول کو اپنے اوپر قیاس کر لیا اور اسے دودھ دینے والا بنا دیا اور سعلی کو چھوڑ کر غول لکھ دیا۔

مرزائی قصیدہ کے چند مشہور نقائص

اوّل...... یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے مجزوم حرف روی کو مضموم لکھا ہے جس کو اصطلاح نظم میں اکفاء کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے چھٹے صفحہ کا لفظ ''لم یتحسر'' ہے اور مجزوم الراء ہے۔ لیکن اس کو مرفوع الراء لکھا گیا ہے۔ حالانکہ لفظ: ''لا یتحسر'' (نہیں تھکتا) لکھا جا سکتا تھا اور یہی عیب و نقص بہت سے مقامات پر موجود ہے۔ چنانچہ قصیدہ کا آخری شعر بھی اسی عیب و نقص سے معیوب ہے اور ''انصر'' کو ''انصرو'' لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

ویارب ان ارسلتنی بعنایۃ فاید وکمل کل ماقلت وانصروا

اے اللہ! اگر تو نے مجھ کو اپنی عنایت سے رسول بنایا ہے تو میری تائید و مدد کر اور میری کہی ہوئی بات کو کامل کر۔

دوم...... یہ کہ اگر قافیہ کے آخری حرف کو جو روی کہلاتا ہے۔ دوسرے حرف سے بدل دیا جائے تو یہ بھی عیب قصیدہ اور نقص نظم ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے اٹھارویں صفحہ پر بجائے ''تسحر'' کے ''تصبح'' لکھا گیا ہے اور ''ر'' کو ''ح'' سے بدلا گیا ہے۔

سوم...... یہ کہ اگر روی کی حرکت ضمہ کو فتحہ سے بدلا جائے تو یہ بھی عیب قصیدہ ہے جس کو اقواء کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے آخری صفحہ کے قبل صفحہ میں ''لیظھر'' کو ''لیظھر'' لکھا اور پڑھا گیا ہے اور فتحہ کو ضمہ سے بدلا گیا ہے۔

چہارم...... یہ کہ اگر قافیہ یا آخری سالم مصرعہ دو متصل شعروں میں لفظاً و معناً ایک ہو تو یہ بھی عیب قصیدہ ہے جو ایطاء کہلاتا ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے ساتویں صفحہ پر دو متصل شعر بطور ذیل ہیں:

قطعنا بهذا داہر القوم کلھم　　وغادرھم ربی کغصن تجلر
اریٰ ارض مدٍ قد ارید تبارھا　　وغادرھم ربی کغصن تجلر

جاننا چاہئے کہ مندرجہ بالا دونوں اشعار میں ایک غلطی تو یہ ہے کہ دونوں کا آخری مصرعہ یا دونوں کا قافیہ ایک ہے جو عیب قصیدہ ہے اور ابطاء کہلاتا ہے اور دوسری غلطی یہ ہے کہ: ''غصنٍ تجلر'' میں موصوف مذکر اور صفت مؤنث ہے۔ حالانکہ موصوف وصفت تذکیر وتانیث میں برابر ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی بالہام خود خنثیٰ مشکل تھا اور دونوں آلات تناسل رکھتا تھا۔ اس لئے یہاں پر اس نے موصوف وصفت کو بھی اپنی مانند خنثیٰ مشکل بنادیا۔ حالانکہ اصل لفظ ''غصنٍ یجلر'' ہوتا تھا۔

میری آخری گذارش

جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی کا اعجازی قصیدہ تقریباً پانچ سوبتیس اشعار پر مشتمل ہے اور میں نے شروع قصیدہ سے ۱۲۶ اشعار کی اور درمیان سے چار اشعار کی تصحیح کی ہے اور باقی اشعار کی تصحیح قارئین کتاب پر چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ قصیدہ کے اشعار کی اکثریت کسی نہ کسی عیب ونقص میں ضرور بالضرور مبتلا ہے اور میں اسی بارگراں کا متحمل نہیں ہوں۔ لیکن میرے قصیدہ کے اندر اس قدر فاحش اور غیر معقول عیوب ونقائص نہیں ملیں گے اور اگر ملیں گے تو ان کے اندر معقولیت بالکل کم درجہ کی ہوگی اور میں نے اپنے قصیدہ کو بحر رمل کے وزن پر ترتیب دیا ہے اور بحر رمل کا اصل وزن بطور ذیل ہے:

فاعلان فاعلات فاعلات　　فاعلات فاعلات فاعلات

لیکن میرے قصیدہ کے اندر ہر مصرعہ کی پہلی جزو ''فعولن'' کے وزن پر آئی ہے اور میرا قصیدہ لامیہ ہے اور میں نے اپنے قصیدہ کو چند عناوین پر تقسیم کر دیا ہے تاکہ ہر عنوان کے تحت آنے والے اشعار کے سمجھنے میں وقت مشقت کا سامنا نہ ہو اور خلط مبحث کی شکایت نہ ہو۔ جیسا کہ مرزائی قصیدہ میں خلط مبحث کی شکایت بکثرت موجود ہے اور قارئین حضرات کو پریشان اور بے ذوق کرنے والی ثابت ہوئی ہے اور پھر مناظرۂ مدّ کے بارے میں صرف چند اشعار ہیں اور باقی اشعار ادھر ادھر کی غیر متعلق باتوں کے بارے میں ہیں۔ لیکن میں نے اپنے عربی قصیدہ میں مرزا قادیانی اور مرزائیت سے غیر متعلق باتوں کا تذکرہ تا بحد امکان ہرگز نہیں کیا اور میرا قصیدہ از اوّل تا آخر مربوط اور باترتیب ہے اور ہر عنوان کے تحت غیر متعلق اشعار کو لانے سے گریز کیا گیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام کو بے ذوقی اور بدمزگی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور میرے قصید کے عنوانات بمعہ تعداد اشعار حسب ذیل ہیں:

تعداداشعار	عنوانات	نمبرشمار
۳۷	حمد خدا اور ثنائے مصطفےٰ کے بارے میں	۱
۲۷	آلؓ واصحابؓ کے بارے میں	۲
۷۲	مناظرہ ممدؔ کے بارے میں	۳
۹۰	ختم نبوت واجرائے نبوت کے بارے میں	۴
۳۶	غلام احمد اور جگنو کے بارے میں	۵
۲۳	دینی باپ اور دینی ماں کے بارے میں	۶
۳۹	خالص دین اور مغشوش دین کے بارے میں	۷
۲۴	ظلی نبوت اور اصلی نبوت کے بارے میں	۸
۳۵	جہاد اسلام کے بارے میں	۹
۱۰۰	اعداد حروف کے بارے میں	۱۰
۱۴	حکیم بھیروی کے بارے میں	۱۱
۲۱	یورپ کے بارے میں	۱۲
۳۰	اہل مرزا کے بارے میں	۱۳
۶۲	شیخ گولڑوی کے بارے میں	۱۴
۱۹	گرگٹ اور مرزا کے بارے میں	۱۵
۷	علی حائری کے بارے میں	۱۶
۲۱	موت مرزا کے بارے میں	۱۷

مرزائی شتمیات اور محمدی جوابات

مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے اندر بالخصوص اپنے عربی قصیدہ میں بزرگان دین، علمائے کرام اور سادات عظام کو بری طرح سب وشتم کیا ہے اور اپنی بازاری گالیوں کا نشانہ بنایا ہے۔ میں یہاں پر بطور نمونہ کے چند مرزائی مغلظات بمعہ محمدی جوابات کے درج کرتا ہوں۔ قارئین کرام ان کو پڑھ کر لطف اٹھائیں اور داد انصاف دیں۔

پہلی گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو گانڈو قرار دیتے ہوئے بطور ذیل لکھا ہے:

الا لائمی عار النسآء ابا الوفاء　　　الام کفتیان الوغا تتنمر

اے عورتوں کے عار (گانڈو) ثناء اللہ، تو کب تک مردان جنگ کی طرح پلنگی دکھائے گا۔ (اعجاز احمدی ص۸۳، خزائن ج۱۹ص۱۹۶)

اور مطلب یہ لیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ایک عار النساء بمعنی عورتوں کو شرمانے والا ایک شخص ہے۔ یعنی ثناء اللہ ایک ایسا گانڈو اور مفعول شخص ہے کہ قرب وجوار کی عورتیں اس کی بھی بدکاری سن کر شرماتی ہیں اور اسے نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔

الجواب: یہ ہے کہ مولوی صاحب کو گانڈو ومفعول کہنے والا مرزا بروئے الہام خود گانڈو اور مفعول ثابت ہوتا ہے اور اس کا ملہم خود اسی کو درج ذیل الہام کی وساطت سے اسی طور وطرز کا گانڈو آدمی ظاہر کرتا ہے اور بری طرح پر اس کی توہین وتذلیل کرتے ہوئے کہتا ہے:

''یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة'' ﴿اے مریم! تو اور تیرا شوہر دونوں بہشت میں رہائش رکھو۔﴾

وجہ یہ ہے کہ لفظ:''زوج'' جو ایک عربی لفظ ہے اور اضدادی الفاظ میں سے ایک مشہور ومعروف کلمہ ہے۔ بیوی اور شوہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر دو مفاہیم میں سے ایک مفہوم کی تعیین وتخصیص کے لئے قرینہ مخصصہ ہوتا ہے کہ اگر عورت کے ذکر کے بعد لفظ زوج کو لایا جائے تو اس کا معنی شوہر وخاوند کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرمایا ہے:

''لقد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها'' ﴿خداتعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے متعلق تجھ سے جھگڑا کرتی تھی۔﴾

بنابرآں آیت ہذا میں لفظ''زوج'' بمعنی شوہر اور خاوند ہے جو اپنے گھر کے اندر اپنی بیوی کے نزدیک موضوع نزاع تھا اور اس کی بیوی نے دربار نبوت میں اس کی بدسلوکی کے بارے میں شکایت پیش کی تھی اور اگر مرد کے ذکر کے بعد لفظ زوج کو لایا جائے تو اس سے اسی مرد کی بیوی کا مفہوم مراد ہوتا ہے جیسے:

''یاادم اسکن انت وزوجک الجنة'' ﴿اے آدم! تو اور تیری بیوی دونوں بہشت کے اندر سکونت رکھو۔﴾ یہاں پر لفظ زوج بمعنی بیوی ہے اور آدم علیہ السلام کی بیگم وخاتون مراد ہے۔ لہٰذا بحالات بالا مرزا قادیانی کے الہام میں لفظ''زوج'' سے مراد شوہر اور خاوند ہے۔ جس نے اسی مریم کو اپنی بیوی کے طور پر استعمال کیا۔ چونکہ یہی الہام مرزا قادیانی کو خود اپنے

بارے میں ہوا ہے۔ اس لئے مرزائی ملہم نے مرزا قادیانی کو مریم قرار دے کر اس کے لئے ایک شوہر ثابت کیا ہے جو اس کو بطور بیوی اور بیگم کے زیر استعمال رکھتا ہے یا اس کو مفعول اور گانڈو بنا کر چھوڑتا ہے۔ میرے خیال میں یہ الہام منجانب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ من جانب الشیطان ہے۔ جس نے آیت قرآن کے اندر لفظ آدم کو ہٹا کر بجائش لفظ مریم کو رکھ دیا اور مرزا کو کہہ دیا کہ یہ تیرا الہام ہے جس میں میں نے تجھ کو مریم بنا کر ایک موٹا اور لحیم وشحیم شوہر دے دیا ہے۔ دونوں مل جل کر رہو اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرو۔

میرے نزدیک مذکورہ بالا مرزائی الہام اس لئے شیطانی الہام ہے کہ اس میں لفظی طور پر ایک فاحش غلطی کا ارتکاب موجود ہے۔ کیونکہ مریم کے لئے بجائے ''اسکنی'' کے ''اسکن'' لایا گیا ہے جو ایک شیطانی لغزش ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کی لغزش از قسم ناممکنات ہے۔ بہرحال شیطان نے مرزا قادیانی کو مریم بنا کر اور پھر اس کو ایک شوہر دے کر مفعول وگانڈو ثابت کر دیا اور بری طرح پر اس کی تضحیک کر دی۔ قلت جواباً لشعرہ

غلام الهند عار ثم عار   لنسوات الرجال والرجال

ہندی غلام مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے عار در عار (گانڈو) بن گیا ہے۔

اتیٰ فینا کنسوات یقیناً   بزوج ذی فسادٍ ذی ضلال

وہ ہمارے اندر یقینی طور پر عورتوں کی مانند ایک فسادی اور گمراہ خاوند لے کر آ گیا۔

علمنا ان نور الدین زوج   لهٰذا المغل امثال البعال

ہمیں علم ہے کہ نورالدین اسی مغل کا شوہروں کی مانند ایک شوہر ہے (اور یہ گانڈو ہے)

فلمناه علیٰ بعلٍ وقلنا   لماذا انت ترضیٰ بالوصال

ہم نے اس کو خاوند رکھنے پر ملامت کی اور کہہ دیا کہ تو خاوند کے وصال پر کیوں راضی ہے۔

فقالت مریم هذی بواهٍ   رضینا بالبحال بالبوال

پس اس مریم نے خوشی سے کہہ دیا کہ ہم تہہ دل سے اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہیں۔

دعتنا مرةً اخریٰ لدیها   وقالتنا بعجلٍ وارتجال

اس مریم نے ہمیں دوسری دفعہ اپنے پاس بلایا اور جلد بازی وحاضر جوابی سے کہا۔

رضینا اننا زوجان حقاً   بروضات المغال بالمغال

سچ سچ ہم دونوں میاں بیوی بن کر غول گاہ کے اندر مغلوں کی جنت میں خوش ہیں۔

اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی مردانہ وزنانہ دونوں آلات تناسل رکھتا تھا۔ جیسا کہ اس کے اسی الہام سے عیاں ہے کہ اس کو مریم کہہ کر اس کے لئے زنانہ آلہ تناسل ثابت کیا گیا ہے اور جیسا کہ وہ اعداداً عورت بھی ثابت ہوتا ہے۔(مرزا/۲۴۸)=''امراۃ/۲۴۸'' یعنی مرزا قادیانی عورت ہے۔ کیونکہ زنانہ آلہ تناسل رکھتا ہے اور جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے:

(میرزا غلام احمد قادیانی/۱۵۵۸)=''خنثیٰ مشکل ابداً/۱۵۵۸'' یعنی مرزا قادیانی دونوں آلات تناسل کی وجہ سے خنثیٰ مشکل ہے اور خنثیٰ مشکل اس شخص کو کہا جاتا ہے۔ جو دونوں آلات تناسل رکھتا ہو۔ جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ غلام الهند بنابيه مفعول الرجال یعنی ہندی غلام اپنے باپ کے ساتھ مردوں کا مفعول ہے۔ کیونکہ وہ اور اس کا باپ دونوں گانڈو تھے۔

دوسری گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو زیر جواب قصیدہ کے اندر مغوی جیسے بدترین لفظ سے مخاطب کر کے کہا ہے:

فدع ايها المغوى حسيناً وذكره — الذكر ليلاً عند شمس لنور

اے اغوا کرنے والے (ثناء اللہ) محمد حسین کے ذکر کو چھوڑ دے کیا تو روشن سورج کے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرتا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۹)

الجواب: اینکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کبھی بھی اغوا جیسے بدترین جرم کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ اس قسم کے واقعات میں حصہ لینے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ بجائش خود مرزا قادیانی اغواء جیسے مذموم فعل کا مرتکب ثابت ہوا ہے اور اپنے اغوائی جرم کو چھپانے کے لئے بلاوجہ مولوی صاحب کو مغوی بمعنی اغوا کنندہ کہہ دیا ہے۔ دراصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے اغواء کرنے کی کوششیں اس وقت شروع کی تھیں جب کہ وہ بذریعہ گفتگو اس کے حاصل کرنے میں ناکام ہوگیا اور ذلت ورسوائی سے بدنام ہوا۔ چنانچہ جب مصالحانہ ذرائع سے محمدی بیگم کے والد احمد بیگ نے رشتہ دینے سے انکار کردیا اور دنیوی لالچ پیش کرنے پر بھی رضامند نہ ہوا تو مرزا قادیانی نے بذریعہ اغواء جو ایک اوباش شخص کا کام ہے محمدی بیگم کے اغواء کرنے کی تحریک شروع کردی۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو علم ہوگیا کہ مرزا قادیانی بذریعہ اغواء محمدی بیگم کو حاصل کر کے اپنی پیش گوئی متعلقہ محمدی بیگم کو سچا دکھانا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ محمدی بیگم کے اغواء سے اس کی پیش گوئی کامیاب ہو جائے گی اور وہ شہرت تامہ کا مالک بن جائے گا۔ ان حالات کے پیش نظر مولوی

صاحب نے فوراً مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم اور اس کے دیگر رشتہ داران سے رابطہ پیدا کر کے مرزا قادیانی کے عزائم مذمومہ سے ان کو بروقت آگاہ کر دیا۔ جس پر مرزائی تحریک اغواء ناکام ہوگئی اور مرزا قادیانی ذلیل و رسوا ہو کر سخت بدنام ہوگیا۔

یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو چھوڑ کر مولوی صاحب کو مغوی کہہ کر اس کی عزت و عظمت کو داغدار کرتا ہے۔ حالانکہ اعداداً یہی شخص ہی مغوی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ ''مرد مغوی'' اور غلام احمد قادیانی کے اعداد یکساں اور برابر ہو کر رونما ہوتے ہیں اور وہ پورے ۱۳۰۰ ہیں اور غلام احمد قادیانی کو مغوی ثابت کرتے ہیں۔ قلت جواباً لشعرہ

علمنا ان ذا مغو مرید ۔۔۔ یرید الفوز فیھا بالحیال

ہم کو علم ہے کہ یہ شخص مردود مغوی ہے۔ جو حیلوں سے اس عورت میں کامیابی چاہتا ہے۔

ولکن لم یفز فیھا یقیناً ۔۔۔ فنال الذل فیھا بالخجال

لیکن وہ یقیناً اس عورت میں کامیاب نہ ہوا، اور ذلت و خجالت کو پا گیا۔

ولما کان کذاباً لعیناً ۔۔۔ تحیّی فی الخجال والذلال

لیکن جب وہ کذاب و لعین تھا، تو خجالت و ذلت کے اندر زندہ رہا۔

سمعنا انہ ما فاز فیھا ۔۔۔ مضیٰ فی قبرہ فی ذالخیال

ہم نے سنا ہے کہ وہ اس عورت میں کامیاب نہ ہوا اور یہی خیال لے کر اپنی قبر میں چلا گیا۔

تیسری گالی: یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتا اور اس کے بیان و کلام کو کتے کا بھونکنا قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

اریٰ منطقاً ما ینبح الکلب مثلہ ۔۔۔ وفی قلبہ کان الھویٰ یتذخر

اس نے ایسی باتیں کیں کہ ایک کتا اس طرح کی آواز نہیں نکالے گا اور اس کے دل میں ہواء و ہوس جوش مار رہی تھی۔ (اعجاز احمدی ص ۴۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۳)

مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کی وہ تقریر جو اس نے مقام مدّ کے بحث میں کی ایک کتے کے بھونکنے کی آواز تھی۔

جواب...... یہ ہے کہ جب خشت بخشت کے طور پر ہمیں بھی جواز ملتا ہے کہ ہم بھی کسی مرزائی الہام کو سامنے رکھ کر مرزا قادیانی کو کلب ثابت کر دیں۔ کیونکہ: ''لا یفلح الحدید الا بالحدید'' لوہا صرف لوہے سے ہی کاٹا جاتا ہے۔

بنابرآں مرزا قادیانی کا ایک مشہور الہام اس کی مشہور کتاب ازالہ اوہام میں اس کی خود نوشت تشریح و تفصیل کے ساتھ بطور مذکور ہے: ”کلب یموت علیٰ کلبٍ “ایک کتا کلب کے اعداد پر مرے گا۔

”ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ ”کلب یموت علیٰ کلبٍ “یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو باون سال پر دلالت کررہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب وہ باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

میری تحقیق کے اندر یہی خبیث ورذیل الہام خود مرزا قادیانی کو اپنی ذات و شخصیت کے متعلق ہوا ہے اور مرزائی ملہم نے خود اسی کو کلب اور کلب کی موت مرنے والا کہا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا خود بیان ہے کہ: ”بسا اوقات انسان دوسرے کو دیکھتا ہے اور اس سے مراد خود اس کا اپنا ہی نفس ہوتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۷۷، خزائن ج ۳ ص ۵۷۸)

اور پھر لکھا ہے کہ: ”بلاغت کا مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۵۸، خزائن ج ۳ ص ۵۸)

میں اس وقت چاہتا ہوں کہ الہام مذکور کے مشمولہ لطیف استعارات کو واضح کر کے قارئین کرام کو بھی تحفظ وتلطف میں حصہ دار بناؤں۔ کیونکہ:

خوردہ ہماں بہ کہ بیاراں خوری حیف برآں خوردہ کہ تنہا خوری

اچھی خوراک وہ ہے جو دوستوں سے مل کر کھائی جائے۔ اس خوراک پر افسوس ہوتا ہے جو تنہا اور اکیلے کھائی جائے۔

آیئے! میری ذیلی تشریحات سنئے اور ان پر تحسین وتکبیر کے نعرہ جات بلند کیجئے:

الف...... مرزا قادیانی نے الہام مذکورہ بالا کو اپنی صداقت کے طور پر اپنی کتاب ازالہ اوہام میں درج کیا ہے اور یہی کتاب ۱۸۹۱ء کے اواخر میں طبع ہوئی اور ۱۸۹۲ء میں لوگوں کے اندر تقسیم ہوئی اور ساتھ ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ بقول مرزا قادیانی اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) لہٰذا بحالات بالا کتاب مذکور کی طباعت واشاعت کے وقت مرزا قادیانی کی عمر کلب کے اعداد پر باون سال تھی۔ جیسا کہ حسب ذیل ہے:

(۱۸۹۱-۱۸۳۹=۵۲) اور (۱۸۹۲-۱۸۴۰=۵۲) یعنی مرزا قادیانی ازالہ ادہام کی طباعت واشاعت کے وقت کلب اور کتا تھا۔

ب...... مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں اس کی عمر بلوغ ۱۶یا۱۷ سال تھی۔ (کتاب البریہ ص۱۴۶، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷) اب اگر اس کی خودنوشت یافتہ عمر ۶۸ سال سے ۱۶یا۶۹ سال سے ۱۷ تفریق کر لیں تو ہر حالت میں ۵۲ باقی رہ جاتے ہیں جو اعداد کلب ہیں۔ جس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ساری عمر بلوغ ایک کلب کی طرح ہاجی کرتے گذری ہے اور علمائے کرام اور سادات عظام کو سب وشتم کرتے بسر ہوئی ہے۔

ج...... الہام مذکور کے اندر لفظ کلب دو دفعہ آیا ہے۔ اب اگر کلب کے ۵۲ عدد کو ۲ پر تقسیم کر دیں تو ۲۶ کا عدد برآمد ہوتا ہے جس سے اس کے روز وفات ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء یا ہجری سال وفات ۱۳۲۶ھ کی طرف اشارہ ملتا ہے اور الہام ہذا خود اسی پر بیٹھتا ہے۔

د...... قادیان لاہور سے تقریباً ۵۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور بروئے الہام مذکور یہ اشارہ ملتا ہے کہ صاحب الہام کلب کے عدد کا فاصلہ طے کر کے ہلاک ہوگا اور پھر بھی فاصلہ طے کر کے اس کی میت کو دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ قادیان سے چل کر لاہور میں مرا اور لاہور سے اس کی لاش واپس قادیان میں دفن ہوئی۔

ر...... کتے پر جب دیوانگی اور جنون کا حملہ ہوتا ہے تو وہ عموماً اپنے مالک کے گھر سے نکل کر ہلاک ہوتا ہے۔ چنانچہ جب مرزا قادیانی پر عقیدۂ وفات مسیح اور عقیدۂ اجرائے نبوت کا جنون سوار ہوا اور وہ حد دیوانگی تک جا پہنچا تو وہ اس کی اشاعت کے لئے دیوانہ وار لاہور کے اندر جا دھمکا اور اپنے گھر قادیان سے دور ہلاک ہوگیا۔

س...... باؤلا کتا عموماً ۵۲ گھنٹوں کے اندر ہلاک ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کی ہلاکت کے لئے بھی یہی مدت برآمد ہوئی۔ کیونکہ وہ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں پہنچا اور بالکل تندرست اور باسلامت تھا اور پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو ایک لمبا چوڑا خط لکھا اور ۲۴؍مئی ۱۹۰۸ء کی شب کو اچانک بمرض ہیضہ بیمار ہوا اور پورے ۵۲ گھنٹوں کے اندر احمدیہ بلڈنگس کے مکان نمبر ۵۲ میں ہلاک ہوگیا۔

چنانچہ مرزا قادیانی اور اس کی ماں بیگم چراغ بی بی دونوں کلب اغیار ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ہے:

(غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰) ''کلب الاغیار ابناءٔ/۱۳۰۰'' وہ اپنے آباء سے اغیار (برطانیہ) کا کتا تھا اور علمائے اسلام کو بھونکتا تھا۔

(بیگم چراغ بی بی/ ۱۳۰۰) "کلبۃ الاغیار/ ۱۳۰۰" وہ اغیار (برطانیہ) کی کتیا تھی اور اپنے بیٹے کی ہم خیال تھی اور علمائے اسلام کو بھونکتی تھی۔

چوتھی گالی: یہ ہے کہ اس نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے متعلق اپنے بہت سے اشعار میں بالکل بازاری اور سوقیانہ الفاظ اور مغلظات استعمال کی ہیں۔ بطور نمونہ چند اشعار بطور ذیل ہیں:

اتانی کتاب من کذوب بزور کتاب خبیث کالعقارب یابر

مجھے ایک کذاب کی طرف سے کتاب پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔

فقلت لک الویلات یا ارض جولر لعنت بملعونٍ وانت تدمر

پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہے تو ایک ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی اور تو ہلاکت میں پڑے گی۔

تکلم ھذا لنکس کالزمع شاتماً وکل امرا عند التخاصم یسبر

اس فرومایہ نے کمینوں کی طرح گالی سے بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

نطقت بکذب ایھا الغول شقوۃً خف اللہ یا صید الردیٰ کیف تجسر

اے دیو تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا، اے موت کے شکار خدا سے ڈر۔ کیوں دلیری کرتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۷۵، ۷۶، ۷۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸، ۱۸۹)

الجواب اوّلاً: یہ ہے کہ چونکہ ان اشعار میں مرزا قادیانی نے ایک سید آل رسول اور شیخ وقت کو کاذب ملعون کمینہ غول اور شقی وغیرہ جیسے بدترین الفاظ سے مخاطب کیا ہے اور بروئے حدیث شریف ایک سچا مؤمن فحاشی اور لعان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس شخص نے اپنی بے ایمانی اور اپنے فسق و فجور سے خود پردہ اٹھادیا ہے اور ثابت کر کے دکھادیا ہے کہ غلام احمد قادیانی/ ۱۳۰۰، ایک اوباش شخص/ ۱۳۰۰ ہے۔ کیونکہ عددی طور پر دونوں یکساں اور برابر ہیں۔ جب کہ دونوں کے اعداد حروف پورے (۱۳۰۰) ہیں اور اسے اوباش بتاتے ہیں۔

ثانیاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی تادم آخر شاہ صاحب کی کتاب ''سیف چشتیائی'' کا جواب نہیں دے سکا اور گالیاں دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔

ثالثاً: یہ ہے کہ یہ شاہ صاحب کی زندہ کرامت ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنا دوسرا شعر غلط لکھ دیا ہے۔ کیونکہ لفظ ''ارض'' عربی زبان میں مؤنث سماعی ہے اور شعر ہذا میں اس کے لئے مذکر جملہ

''وانت تدمر'' استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہی جملہ دراصل ''وانت تدمرین'' ہونا چاہیے تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اور ان کے شہر گولڑہ شریف کا ملعون ہونا غلط اور مرزائی بکواس ہے۔ ہاں اگر ارض کی بجائے ''ہلد'' کا لفظ لکھا جاتا تو شعر ہذا لفظی غلطی سے بچ جاتا۔ لیکن شاہ صاحب کی کرامت وعظمت نے اسے اس طرف نہ آنے دیا اور صحیح شعر بطور ذیل تھا۔

فقلت لک الویلات یا بلد جولڑ لعنت بملعون وانت تدمر

رابعاً: یہ ہے کہ دراصل مرزا قادیانی اور اس کا شہر قادیان دونوں ہی ملعون اور راندۂ خدا ہیں۔ کیونکہ دونوں پر ایک کافر حکومت قائم ہے اور دار الحرب ان پر سایہ فگن ہے اور اس کے بالمقابل شاہ صاحب کا مزار شریف گولڑہ شریف میں واقع ہے جو دار الاسلام پاکستان کا ایک مقدس اور متبرک شہر مانا جاتا ہے۔

خامساً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے چوتھے شعر کے اندر حضرت شاہ صاحب کو ''صید الردیٰ'' کہہ کر اپنی زندگی میں ہلاک ہونے والا ظاہر کیا ہے۔ لیکن اس کی بددعا کے خلاف خود مرزا قادیانی چھ سال کے اندر ہلاک ہو گیا اور شاہ صاحبؒ ہلاکت مرزا کے بعد چالیس سال تک بخیر وعافیت زندہ رہے اور صداقت کا ایک عظیم نشان ثابت ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے اندر بالصراحت خود کہہ دیا ہے کہ:

وان تضربن علی الصلات زجاجة فلا الصخر بل ان الزجاجة تکسر

اگر تو پتھر پر شیشہ مارے گا تو پتھر نہیں بلکہ شیشہ ٹوٹے گا۔

(اعجاز احمدی ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۹)

ان حالات میں حضرت شاہ صاحبؒ اسلام کی ایک مضبوط چٹان تھے اور مرزا قادیانی بذریعہ مخالفت دروین ان پر گر کر ہلاک ہو گیا اور شاہ صاحبؒ عرصہ دراز تک زندہ رہے اور مرزائیت پر ضربات لگاتے رہے۔

سادساً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی بقول خود ''خنزیر الفلا'' (جنگل کا سور) اور اس کی والدہ ''کلبة الاغیار'' ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ اس نے اپنے مخالفین کے بارے میں عموماً اور شاہ صاحبؒ وغیرہ کے متعلق خصوصاً کہا ہے کہ:

ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا ونساء ھم من دونھن الاکلب

بلاشبہ میرے دشمن جنگل کے سور بن گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

مرزا قادیانی نے اس شعر میں بظاہر اپنے مخالفین کو جن میں حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی شامل ہیں ''خنازیر الفلا'' بمعنی جنگل کا سور کہا ہے۔ لیکن بباطن اور در پردہ وہ اپنے آپ کو بھی خنزیر الفلا کہہ گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ''صاروا خنازیر الفلا'' کا واحد جملہ ''صار خنزیر الفلا'' ہے جس کے اعداد حروف غلام احمد قادیانی کے اعداد کی طرح پورے ۱۳۰۰ ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ سادات عظام اور علمائے کرام کو خنازیر الفلا کہنے والا خود خنزیر الفلا ہے۔ جیسا کہ میں نے اسی حقیقت حال پر کہا ہے:

نفی حیاً علی مہر دین	الیٰ السنوات حقاً بالجلال
وماتت قبلہ لیلات کفر	واعنی ذالغلام من اللیال
ردیٔ ھذا غلام تحت کفرٍ	بالیات وسہلات طوال

اور ان بزرگان دین کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہنے والے کی ماں بیگم چراغ بی بی/۱۳۰۰، اعداداً ''کلبۃ الاغیار/۱۳۰۰'' بمعنی غیروں کی کتیا بن جاتی ہے۔ کیونکہ بیگم چراغ بی بی اور ''کلبۃ الاغیار'' دونوں کے اعداد پورے (۱۳۰۰) ہیں اور ساتھ ہی یہی بی بی اعداداً ''غدارۃ الھند/۱۳۰۰'' بھی ثابت ہو کر کے ظاہر کرتی ہے کہ ایک غدارۃ الہند/۱۳۰۰ عورت نے ''غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰'' جیسے ''غدار الدین/۱۳۰۰'' اور ''غدار بالنبی/۱۳۰۰'' شخص کو جنم دیا جس نے دین اسلام سے فریضۂ جہاد کو خارج کیا اور نبی اسلام کی کامل ختم نبوت کو ناقص و نا تمام بتایا۔

میں نے اگرچہ مرزا قادیانی اور اس کی والدہ کو اعدادی طور پر غیر مہذب اور توہین آمیز الفاظ سے منسوب کیا ہے۔ لیکن بروئے آیت ذیل: ''ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیھم من سبیلٍ'' ﴿جس نے اپنی مظلومیت کے بعد اپنا بدلہ لے لیا اس پر کوئی ملامت اور طعن نہیں ہے۔﴾ ہمیں ایسا کرنے کا جواز حاصل ہے۔ کیونکہ برا کہنے والے کو برا کہنے میں شرعاً و قانوناً کسی قسم کی گرفت نہیں ہے۔

نیز مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں یہ لکھ کر اپنی شرارت کا اظہار کیا ہے: ''کل مسلم یصدقنی ویقبل دعوتی الا ذریۃ البغایا سوائے حرامزادوں کے سب مسلمان میری تصدیق کریں گے اور میری دعوت کو قبول کریں گے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

وجہ یہ ہے کہ لفظ ''البغایا'' لفظ ''البغی'' کی جمع ہے اور بغی لغۃً ایک زانیہ و فاخرہ عورت کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت قرآن ہے: ''وما کانت امک بغیا'' ﴿اور تیری ماں زانیہ فاجرہ عورت نہ تھی۔﴾

اور جیسا کہ المنجد میں ہے: ''البغی المرأۃ الزانیۃ الفاجرۃ والجمع بغایا''
بنابرآں ذریۃ البغایا کا معنی زانیہ عورتوں کی اولاد اور حرامزادے لوگ بنتا ہے۔ دراصل مذکورہ بالا عبارت میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ اور علی حائری صاحب لاہوری کو اشارۃً و کنایۃً ذریۃ البغایا بمعنی حرامزادے کہا گیا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود بھی اعداداً اسی قسم کے الفاظ سے متصف ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ''ذریۃ الزانیہ والزانی /۱۱۲۴'' اور پھر ''الولید البغی /۱۱۲۴'' اور ''الولید الغبی /۱۱۲۴'' اور غلام احمد /۱۱۲۴ کے اعداد پورے ۱۱۲۴ برآمد ہوتے ہیں جن سے یہ شخص بھی جیسی کرنی ویسی بھرنی کا مصداق و مورد بن جاتا ہے اور اعداداً مذکورہ بالا گندے القاب حاصل کرتا ہے۔

پانچویں گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر دس لعنتیں ڈالی گئی ہیں اور اسے دس لعنتوں کا ملعون گردانا ہے اور پھر ان دس لعنتوں کو لمبا کر کے دس دفعہ بطور ذیل لکھا ہے: ''لعنت'' اور آخر میں آیت ''تلک عشرۃ کاملۃ'' لکھی ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

الجواب اوّلاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دس لعنتوں پر آیت قرآن کو استعمال کر کے اپنی گستاخی و شرارت کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس آیت کو دس روزوں پر استعمال کیا ہے جو ایک حاجی بعد ادائے حج رکھا کرتا ہے اور اس شخص نے اسی آیت قرآن کو دس لعنتوں پر استعمال کر کے اپنی بے راہ روی سے پردہ اٹھایا ہے اور خود کو بزبان خود اعداداً بے راہ رو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ ''مرزا قادیانی /۴۲۴'' اور لفظ ''بے راہ رو /۴۲۴'' کے اعداد برابر ہیں اور نتیجتاً وہ غلط راہ پر چلنے والا بنتا ہے۔

الجواب ثانیاً: یہ کہ مرزا قادیانی خود ہی اپنی دس لعنتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ لفظ ''لعنت'' ایک عربی لفظ ہے اور عربی رسم الخط میں اس کو بشکل ''لعنۃ'' لکھا جاتا ہے اور اس کے اعداد حروف ۱۵۵ بنتے ہیں اور دس لعنتوں کے اعداد (۱۵۵۰) ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کی دس لعنتوں کے اعداد بھی (۱۵۵۸) ہیں اور ''میرزا غلام احمد قادیانی'' کے اعداد بھی یہی ہیں۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

(لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت)=(میرزاغلام احمد قادیانی)

یعنی ہمیشہ کی دس لعنتوں کا مجموعہ (میرزاغلام احمد قادیانی) بنتا ہے اور مولوی ثناءاللہ امرتسری نہیں بنتا۔ علاوہ ازیں مرزاقادیانی نے اپنے اسی قصیدہ کے شعر مندرجہ ذیل میں خود کو بزبان خود ملعون ومردود ثابت کیا ہے۔

وما افلح العمران من ضرب لعنکم مثلی لهٰذا اللعن احریٰ واجدر

حضرات صدیق وعمر تمہاری لعنت کی چوٹ سے نہیں بچے اور مجھ جیسا آدمی اس لعنت کا زیادہ حقدار اور موزوں تر ہے۔

چنانچہ مرزاقادیانی نے اسی شعر میں علی حائری لاہوری شیعہ کو مخاطب کیا ہے اور عمرین پر ڈالی گئی لعنت کا خود کو مستحق گردانا ہے اور خود علی حائری کو ملعون ومردود نہیں کہا۔ بلکہ اس نے خود اپنے آپ کو ملعون ومردود کہا ہے۔ اس لئے کہ وہ خود ملعون تھا۔ حالانکہ دراصل علی حائری کی ڈالی گئی لعنت کا مستحق خود علی حائری تھا اور اسی کو ملعون کہنا تھا اور یہی شعر بطور ذیل ہونا چاہئے تھا تاکہ اس کی گرائی ہوئی لعنت خود اسی پر پڑتی اور وہی ملعون ہوتا۔

وما افلح العمران من ضرب لعنکم وانتم لهٰذا اللعن احریٰ واجدر

حضرات صدیق وعمر تمہاری لعنت کی چوٹ سے نہیں بچ سکے۔ حالانکہ تم ہی اس لعنت کے حقدار اور مستحق ہو۔

چھٹی گالی: یہ ہے کہ مرزاقادیانی نے اپنے بہت اشعار میں علی حائری شیعہ لاہوری کو اپنی بے شمار گالیوں کا نشانہ بنایا ہے۔ جیسا کہ دو اشعار بطور ذیل ہیں:

اذا ما رأینا حائراً اجهل الوریٰ طوینا کتاب البحث والأی اظهر

جب ہم نے لوگوں کے جاہل تر علی حائری کو دیکھا تو ہم نے بحث ونزاع کی کتاب کو لپیٹ دیا۔ کیونکہ نشانات ظاہر ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸۶)

تریٰ سقم نفسی ما تریٰ ای ربنا کانک غول فاقد العین اعور

تو میرا عیب دیکھتا ہے اور خدائی نشانات نہیں دیکھتا۔ گویا کہ تو کانا یک چشم شیطان ہے۔

الجواب: یہ ہے کہ علی حائری اگرچہ غالی اور سبی شیعہ تھا۔ لیکن اس میں یہ خوبی موجود تھی کہ وہ ختم نبوت اور حیات مسیح کا بشدت قائل وعامل تھا اور ہم اہل السنۃ والجماعۃ کے لوگ اس کی اس خوبی کی قدر کرتے ہیں اور وہ اپنے دیگر اعمال قبیحہ کا خود مسئول وکفیل ہے اور میں نے اس کے متعلق بطور ذیل کہا ہے:

علــی حــائری قــال حقــاً　　　رسول الله ختــام الــرســال

علی حائری نے درست کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم الرسالت ہیں۔

وایـضــاً قــالِ ذاختــام نبــاٍ　　　اصیــل ذی شــراع ذی ظــلال

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ ﷺ اصلی شرعی اور ظلی نبوت کے خاتم ہیں۔

وروح الله عیســانــا نبــی　　　وحــی فــی سمٰوٰت عــوال

اور ہمارا عیسیٰ روح اللہ نبی ہے اور اونچے آسمانوں میں زندہ موجود ہے۔

ویــأتــی مــن سـمــاءٍ ذی علاءٍ　　　عــلــیٰ ارض بشــان ذی جلال

اور وہ اونچے آسمان سے زمین پر بڑی شان سے آئے گا۔

فهـذا لــمــرأسنــی لــدیــنــا　　　بهــاتیــن فــقــط فــی کــل حــال

پس بہر حال یہی آدمی ہمارے نزدیک صرف ان دو مسائل (ختم نبوت اور حیات مسیح) میں سنی ہے۔

وان هــذا مــضــی سباب صحــبٍ　　　مــضــیٰ مــرأ مسی ذوضــلال

اور اگر یہ شخص صحابہ کو سب کرتے ہوئے مرا ہے تو ایک بدکار اور گمراہ آدمی مرا ہے۔

لــه مــنــا ومــن بــاریــه لعن　　　الــیٰ یــوم الــقــیــامة بــالتــوال

اس کے لئے ہماری طرف سے اور اس کے خالق کی طرف سے قیامت تک لگاتار لعنت ہے۔

الجواب ثالثاً: یہ کہ مرزائی دس لعنتوں کے جواب میں مرزا قادیانی کو مندرجہ ذیل اعدادی ضربات کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ تا کہ اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے اور وہ اہل دنیا کے لئے نشان عبرت ونفرت بن جائے۔

اعدادی ضربات برمرزاومرزائیات

۱...... (میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = "مخنث لعین ابداً" / ۱۵۵۸، وہ ہمیشہ کا ملعون ہے۔ ہیجڑا ہے۔ کیونکہ کفار برطانیہ کے نیچے مخنث بن کر رہا۔

(میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = "شیطان باباءہ ظاہراً وباطناً" / ۱۵۵۸، وہ اپنے آباء واجداد سے ظاہر وباطن کا شیطان ہے۔

(میرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۵۸=''ھو حرامی ظاھراً وباطناً بالجد واللہ''/ ۱۵۵۸، بخدا وہ صحیح طور پر ظاہر و باطن کا حرامی ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۲...... (میرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۵۸=''غدار بقران''/ ۱۵۵۸، وہ قرآن مجید کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کے آیات میں ہیرا پھیری کرتا رہا ہے۔

۳...... (میرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۵۸=''غدار محمد المسلمین''/ ۱۵۵۸، وہ اہل اسلام کے محمدؐ کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

۴...... (میرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۵۸=''خنثیٰ مشکل ابداً''/ ۱۵۵۸، وہ ہمیشہ کا خنثیٰ مشکل ہے۔ کیونکہ وہ مردانہ وزنانہ دونوں آلات رکھتا تھا۔ جیسا کہ اس کے الہام سے وضاحت ہو چکی ہے۔

(میرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۵۸=''شتوم اخیار''/ ۱۵۵۸، وہ نیک اشخاص کو گالیاں دینے والا ہے۔ جیسے کہ اس کا قصیدہ اسے سباب وشاتم بناتا ہے۔

۵...... (مرزاغلام احمد) /۱۵۴۸=''فتان زیغ''/ ۱۵۴۸، وہ کجی کا فتنہ باز ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کی بجائے اجرائے نبوت کو اپناتا ہے۔

۶...... (مرزاغلام احمد) /۱۵۴۸=''ستغلبون''/ ۱۵۴۸، تم مغلوب رہو گے یعنی اس قرآنی لفظ میں مرزا و اہل مرزا کو مغلوب کہا گیا ہے۔

۷...... (مرزاغلام احمد) /۱۵۴۸=''غدار لاسلام بالحمق''/ ۱۵۴۸، وہ اپنی حماقت سے اسلام کا غدار ہے۔ کیونکہ اسلام سے جہاد کو خارج کرتا ہے۔

۸...... (مرزاغلام احمد) /۱۵۴۸=''مثیل ضب قادیان''/ ۱۵۴۸، وہ قادیانی گوہ کا مثیل ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ مناظرات سے بھاگتا رہا ہے۔

۹...... (مرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۴۸=''غدار امام المسلمین''/ ۱۵۴۸، وہ امام المسلمین (مہدی) کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کا انکار کر کے خود مہدی بن گیا۔

۱۰...... (مرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۴۸=''ھو غیر الرسول''/ ۱۵۴۸، وہ غیر رسول ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث دونوں اس کو رسول خدا نہیں مانتے۔

۱۱...... (مرزاغلام احمد قادیانی) /۱۵۴۸= ''غیر مرسل ابداً''/ ۱۵۴۸، وہ ہمیشہ کا غیر رسول ہے۔ کیونکہ غلام کفار کبھی بھی رسول خدا نہیں بن سکتا۔

۱۲...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''خنزیر المشرق ''/ ۱۵۴۸، وہ مشرق کا چھوٹا خنزیر ہے۔ کیونکہ علمائے اسلام کو خنزیر کہتا ہے۔

۱۳...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''ھو غیر الانبیآء حقیقة ابداً''/ ۱۵۴۸، وہ حقیقتاً ہمیشہ کا غیر نبی ہے۔ کیونکہ غلام کفار رہا ہے۔

۱۴...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''ھو ضد خلیفة ابداً ''/ ۱۵۴۸، وہ ہمیشہ کا غیر خلیفہ ہے۔ کیونکہ غلام کفار بنا رہا۔

۱۵...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''ضد مقتدر ''/ ۱۵۴۸، وہ بااقتدار آدمی کی ضد ہے۔ کیونکہ ہمیشہ غلام کفار رہا۔

۱۶...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''خان بآیات القرآن الحمید ابداً''/ ۱۵۴۸، اس نے ہمیشہ آیات قرآن میں خیانت کی ہے اور ان کا غلط مفہوم لیا ہے۔

۱۷...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''خوان باحادیث الرسول دجلاً''/ ۱۵۴۸، وہ اپنی دجالیت کی وجہ سے احادیث رسول کا خائن ہے۔ کیونکہ ان کا غلط مفہوم لیتا ہے۔

۱۸...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''خان لبخبر النبی ''/ ۱۵۴۸، اس نے حدیث نبی میں خیانت کی ہے۔ کیونکہ ان کا غلط مفہوم لیتا ہے۔

۱۹...... (مرزاغلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸=''ھو غیر النبی الصادق ابداً ''/ ۱۵۴۸، وہ ہمیشہ سے سچے نبی کا غیر ہے۔ کیونکہ سچا نبی غلام کفار نہیں رہتا۔

۲۰...... (میرزاغلام احمد) /۱۳۸۲=''ھو متضاد مسیح ابداً ''/۱۳۸۲، وہ ہمیشہ سے مسیح علیہ السلام کی ضد ہے۔ کیونکہ مسیح بن باپ کے ہے اور یہ باپدر ہے۔

۲۱...... (میرزاغلام احمد) /۱۳۸۲=''غول البرطانیة بجد''/۱۳۸۲، وہ صحیح طور پر برطانیہ کا شیطان ہے۔ کیونکہ ان کے مفادات میں کام کرتا ہے۔

۲۲...... (میرزاغلام احمد) /۱۳۸۲=''مثیل ضب ''/۱۳۸۲، وہ گوہ کا مثیل ہے۔ کیونکہ وہ مناظرین اسلام سے گوہ کی مانند بھاگ جاتا ہے۔

۲۳...... (میرزاغلام احمد) /۱۳۸۲=''غدار القوم ''/۱۳۸۲، وہ اپنی قوم کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کی قوم ختم نبوت اور حیات مسیح کی قائل ہے اور یہ مخص نہیں ہے۔

۲۴...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''غیر النبیین بجد''/۱۳۷۲، وہ صحیح طور پر غیر انبیاء ہے۔ کیونکہ غلام کفار رہا، اور سچا نبی غلام کفار نہیں رہتا۔

۲۵...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''خالف بالاحادیث النبویة''/۱۳۷۲، اس نے احادیث نبویہ کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ اس نے احادیث کا غلط مفہوم لیا ہے۔

۲۶...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''غلام کفار''/۱۳۷۲، وہ کفار برطانیہ کا غلام رہا ہے اور آزادی کی کوشش نہ کی۔

۲۷...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''غلام کافر''/۱۳۷۲، وہ خود ہی کافر غلام ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۲۸...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''هو کافر عظیم بالجد''/۱۳۷۲، وہ صحیح طور پر بڑا کافر ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۲۹...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''هو غیر محمد و احمد''/۱۳۷۲، وہ محمد و احمد کا غیر ہے۔ کیونکہ آپ کی مانند آزادی پسند نہیں ہے۔

۳۰...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''بانی مسجدا ضرار''/۱۳۷۲، وہ مسجد ضرار کا بانی ہے۔ کیونکہ یہی مسجد انگریزی مفادات کا کام کرتی رہی ہے۔

۳۱...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''شد فی النار''/۱۳۷۲، وہ آگ میں گر گیا۔ کیونکہ اس کے عقائد باطلہ اس کو نار جہنم میں لے گئے۔

۳۲...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''غول الکفرة''/۱۳۷۲، وہ کفار برطانیہ کا شیطان ہے۔ کیونکہ انہی کے مفاد میں کام کرتا رہا ہے۔

۳۳...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''غراب الزمان بالجد''/۱۳۷۲، وہ صحیح طور پر زاغ زمان ہے۔ کیونکہ حرام خوری کا عادی ہے۔

۳۴...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''هو شیطان ضلیل باباله حقاً''/۱۳۷۲، وہ حقیقتاً اپنے آباؤ اجداد سے گمراہ شیطان ہے۔

۳۵...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''هوا شطن ارض''/۱۳۷۲، وہ زمین کا اشطن آدمی ہے۔

۳۶...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''هو غیر المطاع''/۱۳۷۲، وہ غیر مقتدر اور غیر مطاع ہے۔ کیونکہ ہمیشہ مطیع برطانیہ رہا۔

۳۷...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''غدار الرسول بالجد''/۱۳۷۲،وہ صحیح طور پر رسول خدا کا غدار ہے۔کیونکہ اس کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

۳۸...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''ھو متضاد انبیاء لنا''/۱۳۷۲،وہ ہمیشہ ہمارے انبیاء کا متضاد آدمی ہے۔کیونکہ اس نے ان کی مانند اقتدار پیدا نہیں کیا۔

۳۹...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''ظل شیطان و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!مرزاغلام احمد ظل شیطان ہے۔

۴۰...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''مخنث علی و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!مرزاغلام احمد اونچا مخنث اور نامرد ہے۔

۴۱...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''ذریۃ شیطانیۃ و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!مرزاغلام احمد شیطان کی اولاد ہے۔

۴۲...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''غیر المھدی و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!مرزاغلام احمد غیرالمهدی ہے۔

۴۳...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''مھدی الغیر و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!مرزاغلام احمد اغیار(برطانیہ) کا مہدی ہے۔

۴۴...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''غدار ملکہ و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!مرزاغلام احمد اپنے ملک کا غدار ہے۔

۴۵...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''ھو دجال کان من ثلثین و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!وہ تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

۴۶...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''فرد غوی و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!گمراہ آدمی ہے۔

۴۷...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''شخص اوباش و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!کمینہ شخص ہے۔

۴۸...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''مضلل لشیطان و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!شیطان کا گمراہ کردہ آدمی ہے۔

۴۹...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''وفاء اغیار و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!(اغیار) برطانیہ کا وفادار ہے۔

۵۰...... (مرزاغلام احمد)/۱۳۷۲=''اخبث القادیان و اللہ''/۱۳۷۲،بخدا!قادیان کا خبیث تر آدمی ہے۔

۵۱...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''متخالف المسیح و اللہ''/۱۳۷۲، بخدا! مسیح علیہ السلام کا متخالف آدمی ہے۔

۵۲...... (مرزاغلام احمد) /۱۳۷۲=''غول جسار و اللہ''/۱۳۷۲، بخدا! دلیر شیطان ہے۔

۵۳...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غدار الدین''/۱۳۰۰، وہ دین اسلام کا غدار ہے۔ کیونکہ خلاف اسلام کام کرتا ہے۔

۵۴...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غدار بالایمان''/۱۳۰۰، وہ ایمان کا غدار ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد کو اپناتا ہے۔

۵۵...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غدار بالنبی''/۱۳۰۰، وہ نبی علیہ السلام کا غدار ہے۔ کیونکہ فرامین نبویہ کے خلاف ہے۔

۵۶...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غدار ملکہ''/۱۳۰۰، وہ اپنے ملک کا غدار ہے۔ کیونکہ اس نے آزادئ ملک کی کوشش نہ کی۔

۵۷...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غدار الوطن''/۱۳۰۰، اس نے اپنے وطن سے غداری کی ہے۔ کیونکہ سے اپنی مانند غلام کفار رکھا۔

۵۸...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''ھو غدار الاحمد''/۱۳۰۰، وہ احمدؐ کا غدار ہے۔ کیونکہ وہ غلام احمد ہو کر خود احمد بن گیا۔

۵۹...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''صار خنزیر الفلا''/۱۳۰۰، وہ جنگل کا سور بن گیا۔ کیونکہ علمائے اسلام کو خنازیر کہتا ہے۔

۶۰...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''ھو دجال کان من ثلثین''/۱۳۰۰، وہ تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ کیونکہ ان کی مانند مدعی نبوت ہے۔

۶۱...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غراب الادیان''/۱۳۰۰، وہ سب ادیان کا زاغ ہے۔ کیونکہ سب ادیان کو ٹھونگتا ہے اور ان کے عیوب نکالتا ہے۔

۶۲...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غراب القوم بآباء ابداً''/۱۳۰۰، وہ اپنے آباء واجداد سے ہمیشہ کا زاغ قوم ہے۔

۶۳...... (غلام احمد قادیانی) /۱۳۰۰=''غیر المھدی''/۱۳۰۰، وہ غیر مہدی ہے۔ کیونکہ آنے والا مہدی مقتدر ہوگا اور یہ شخص ہمیشہ غلام برطانیہ رہا۔

۶۴...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''مهدی الغیر''/۱۳۰۰، وہ اغیار کا مہدی ہے۔ کیونکہ حکومت برطانیہ نے اسے مہدی بنا کر کھڑا کیا تھا۔

۶۵...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''کذاب شهیر بابناءه''/۱۳۰۰، وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ مشہور کذاب ہے۔

۶۶...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''متضاد باحمد''/۱۳۰۰، وہ احمد ﷺ کا متضاد آدمی ہے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کی مانند مقتدر نہ بنا اور غلام کفار رہا۔

۶۷...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''شخص اوباش''/۱۳۰۰، وہ اوباش آدمی ہے۔ کیونکہ اس کے عقائد خلاف اسلام ہو کر اوباشانہ ہیں۔

۶۸...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''خفیش رقی''/۱۳۰۰، وہ ترقی یافتہ خفاش ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت اور حیات المسیح سے اندھا رہا۔

۶۹...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''غراب زمن''/۱۳۰۰، وہ اپنے زمانہ کا زاغ ہے۔ کیونکہ اس کو حرام خوری کی عادت رہی ہے اور انگریز کا نمک خوار ہے۔

۷۰...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''مرغ دون''/۱۳۰۰، وہ کمینہ پردہ ہے۔ کیونکہ ہمیشہ حرام خوری کرتا رہا ہے۔

۷۱...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''فرد غوی''/۱۳۰۰، وہ گمراہ آدمی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کا منکر ہے اور اجرائے نبوت کا قائل ہے۔

۷۲...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''هو عظیم ابالیس دیناً''/۱۳۰۰، وہ دینی طور پر ابالیس میں سے بڑا ابلیس ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۷۳...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''مرید مغو''/۱۳۰۰، وہ مردود مغوی ہے۔ کیونکہ محمدی بیگم کے اغوا کی کوشش کرتا رہا اور ناکام رہا۔

۷۴...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''ذریة شیطانیة''/۱۳۰۰، وہ شیطان کی اولاد ہے۔ کیونکہ شیطان ابتدائے نبوت کا اور یہ ختم نبوت کا منکر رہا۔

۷۵...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''مخنث علی''/۱۳۰۰، وہ اونچا نامرد ہے۔ کیونکہ ہمیشہ غلام کفار رہا اور آزادی کی کوشش نہ کی۔

۷۶...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''ظل شیطن''/۱۳۰۰، وہ ظل شیطان ہے۔ کیونکہ شیطانی عقائد رکھتا ہے۔

۷۷...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''المسیح الخبیث ابداً''/۱۳۰۰، وہ ہمیشہ کا خبیث مسیح ہے۔ کیونکہ وہ سچے مسیح ابن مریم کا مخالف ہے۔

۷۸...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''اخبث القادیان''/۱۳۰۰، وہ قادیان کا خبیث تر آدمی ہے۔ کیونکہ مدعی نبوت ہو کر ختم نبوت کا منکر ہے۔

۷۹...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''ابیٰ واستکبر وکان من الکفرین بالجد''/۱۳۰۰، اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ صحیح طور پر کافر ہے۔

۸۰...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''ہو زائغ القلب حقاً ابداً''/۱۳۰۰، وہ حقیقتاً ہمیشہ کا زائغ القلب آدمی ہے۔

۸۱...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''مضلل الشیطٰن''/۱۳۰۰، وہ شیطان کا گمراہ کردہ آدمی ہے۔ کیونکہ شیطانی عقائد کو اپناتا ہے۔

۸۲...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''مخالف المسیح''/۱۳۰۰، وہ مسیح علیہ السلام سے مخلف ہے۔ کیونکہ کافر اقتدار کا حامی ہے اور نازل ہونے والا مسیح ایسا نہیں ہوگا۔

۸۳...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''جندی الغرب''/۱۳۰۰، وہ یورپ کا فوجی ہے۔ کیونکہ اسی کے مفاد میں کام کرتا ہے اور مفاد اسلام کا مخالف ہے۔

۸۴...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''غول جسار''/۱۳۰۰، وہ دلیر شیطان ہے۔ کیونکہ احادیث وآیات میں بے دھڑک ہیرا پھیری کرتا ہے۔

۸۵...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''سجاد لغرب''/۱۳۰۰، وہ یورپ کا ساجد ہے۔ کیونکہ اسی کو اپنا خدا مانتا ہے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

۸۶...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''غراب بطال اباائی بالجد''/۱۳۰۰، وہ صحیح طور پر آبائی زاغ بطال ہے۔ کیونکہ باطل عقائد کا موجد ہے۔

۸۷...... (غلام احمد قادیانی)/۱۳۰۰=''وفاء اغیار''/۱۳۰۰، وہ اغیار (برطانیہ) کا وفادار ہے اور اہل اسلام کا غدار ہے۔

۸۸...... (غلام قادیانی)/۱۲۴۷=''شیطٰن ضلیل ابداً''/۱۲۴۷، یعنی غلام قادیانی ہمیشہ کا گمراہ شیطان ہے۔

۸۹...... (غلام احمد)/۱۱۲۴=''قائد زیاغ''/۱۱۲۴، وہ کج رو رہنما ہے۔ کیونکہ قرآن واحادیث میں ٹیڑھی تاویلات کرتا ہے اور ان کو غلط لکھتا ہے۔

۹۰...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''ھو حرامی اوّل واخر بابہ''/۱۱۲۴، وہ اپنے باپ کے ساتھ اوّل وآخر کا حرامی آدمی ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۹۱...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''زاغ قوی''/۱۱۲۴، وہ قوی زاغ ہے۔ کیونکہ عقائد اسلام کو ٹھونگتا ہے اور ان کے عیوب نکالتا ہے۔

۹۲...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''ذریة الزانی و الزانیه''/۱۱۲۴، وہ زانی مرد اور زانیہ عورت کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کی داشتہ عورت چراغ بی بی کا بیٹا ہے۔

۹۳...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''ولید البغی''/۱۱۲۴، وہ حرامی بیٹا ہے۔ کیونکہ اپنے باپ کی داشتہ عورت چراغ بی بی کا فرزند ہے۔

۹۴...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''زیاغ الملة''/۱۱۲۴، وہ زائغ الدین آدمی ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۹۵...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''کذبہ قران دائم''/۱۱۲۴، دائمی قرآن نے۔

۹۶...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''خبیث بابائه''/۱۱۲۴، وہ اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ خبیث آدمی ہے۔ کیونکہ وہ سب عقائد خبیثہ کا موجد ہے۔

۹۷...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''نجیس ارض''/۱۱۲۴، وہ زمین کا ایک پلید آدمی ہے۔ کیونکہ علمائے اسلام کو پلید کہتا ہے۔

۹۸...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''قذر ابائی حقاً''/۱۱۲۴، وہ حقیقتاً آبائی نجاست ہے۔ کیونکہ پلید عقائد کا موجد ہے۔

۹۹...... (غلام احمد) /۱۱۲۴=''ضلیل مردود''/۱۱۲۴، وہ حقیقی گمراہ آدمی ہے۔ کیونکہ عقائد ضالہ کا موجد ہے۔

۱۰۰...... (میرزا قادیانی) /۴۳۴=''مسیح مردود''/۴۳۴، وہ مردود مسیح ہے۔ کیونکہ مردود عقائد کا موجد ہے۔

۱۰۱...... (مرزا قادیانی) /۴۲۴=''نائب شیطان''/۴۲۴، وہ نائب شیطان ہے۔ کیونکہ وہ اس کے اشارات پر چلتا ہے۔

۱۰۲...... (مرزا قادیانی) /۴۲۴=''ھو ابلیس رجیم لابدیا (ابلیس شداد بآباءہ)''/۴۲۴، وہ ہمیشہ کا ابلیس رجیم ہے یا اپنے آباء واجداد سے سخت تر ابلیس ہے۔

۱۰۳...... (مرزا قادیانی)/۴۴۴="بے راہ رو"/۴۴۴، ہے۔ کیونکہ صحیح راستہ سے ہٹ کر چلتا ہے۔

۱۰۴...... (مرزا قادیانی)/۴۲۴="مطی الافرنج"/۴۲۴، وہ یورپ کی سواری ہے اور یورپ اس پر سوار رہا ہے۔

۱۰۵...... (مرزا قادیانی)/۴۲۴="شیطان بآله واباته"/۴۲۴، وہ اپنی اولاد وآباء سے شیطان ہے۔

۱۰۶...... (مرزا قادیانی)/۴۲۴="مسیح کفور"/۴۲۴، وہ کافر مسیح ہے اور مسیح اسلام نہیں ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۱۰۷...... (میرزا)/۲۵۸="بروز بطلاء"/۲۵۸، وہ بطال لوگوں کا بروز ہے اور بروز نبی نہیں ہے۔

۱۰۸...... (میرزا)/۲۵۸="حمیر"/۲۵۸، وہ گدھا ہے۔ کیونکہ سادات اور علمائے اسلام کے خلاف ہینگتا ہے اور بکواس کرتا ہے۔

۱۰۹...... (میرزا)/۲۵۸="نار ابد"/۲۵۸، وہ ہمیشہ کی آگ ہے۔ کیونکہ ناری عقائد کا موجد ہے۔

۱۱۰...... (مرزائی)/۲۵۹="(حرامی)/۲۵۹ یا (حماری)/۲۵۹ یا (نار ابداً)/۲۵۹" یعنی مرزا کا پیروکار حرامی ہے یا حماری ہے یا ناری ابدی ہے۔

۱۱۱...... (میرزائی)/۲۶۹="ناری ابداً"/۲۶۹، یعنی مرزائی آدمی ہمیشہ کا ناری اور دوزخی آدمی ہے۔

۱۱۲...... (المرزائی)/۲۹۰="هو منافق ابداً"/۲۹۰ یعنی مرزائی آدمی ہمیشہ کا منافق ہے۔

۱۱۳...... (المرزائی)/۲۹۰="هو حرامی بابیه"/۲۹۰ یعنی مرزائی آدمی اپنے باپ کے ساتھ حرامی ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۱۱۴...... (المیرزائی)/۳۰۰="هو نار الابد"/۳۰۰ ہر مرزائی ہمیشہ کی آگ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی"

شہباز محمدی

قصیدۃ اللّام علیٰ عقیدۃ الغلام

غلام احمد قادیانی کے عقیدہ کے خلاف ایک لامیہ قصیدہ

"فی حمد اللہ تعالیٰ وثناء رسولہ المصطفےٰ"

خدائے اعلیٰ کی تعریف اور رسول مصطفےٰ کی مدح وثناء میں

نعلّی ربّنا ربّ الجلال ونعلی المصطفیٰ رُبّ الجمال

۱...... ہم اپنے رب جلال پروردگار کو بالاترین کہتے ہیں اور حسن وجمال کے خلاصہ، مصطفیٰ کو بالاتر مانتے ہیں۔

تعالیٰ اللہ من کل سواہ وبعد اللہ محمود معال

۲...... خدا تعالیٰ اپنے ماسوا ہر ایک چیز سے بالاتر ہے اور اللہ کے بعد حضرت محمود ہی بالاتر ہے۔

علیٰ ربنا فی کل وصف ومحمود[1] علی فی الرسال

۳...... ہمارا رب اپنی ہر ایک صفت میں اونچا ہے اور حضرت محمودؐ اپنی رسالت میں اونچے ہیں۔

ھو اللہ الملیک لکل خلقٍ وعلام الخفایا والجوال

۴...... وہی خدا اپنی سب مخلوق کا مالک ومختار ہے اور سب خفی وجلی اشیاء کا جاننے والا ہے۔

وحضار بربوات و وادٍ ونظار السوافل والعوال

۵...... وہ ہر اونچ اور نیچ میں حاضر ہے اور ہر نیچ واونچ کو دیکھنے والا ہے۔

ھو الخلّاق للمخلوق جمعاً ومنھم احمد المختار عال

۶...... وہی خدا اپنی ساری مخلوق کا خالق ہے اور ان میں سے برگزیدہ احمد بالاتر ہے۔

نبی حامد محمود رب ومحبوب السجایا والخصال

۷...... آپ نبی ہوکر اپنے پروردگار کے حامد ومحمود ہیں اور پیارے عادات وشمائل رکھنے والے ہیں۔

علا مخلوق رب فی جمالٍ وحسن ثم اوصاف الکمال

[1] محمودؐ آنحضرت ﷺ کا صفاتی نام اور پھر محمود ومحمد تقریباً مترادف المعنی ہیں۔

۸...... وہ اپنے حسن و جمال اور اوصاف کمال کے اندر خدا تعالیٰ کی سب مخلوق سے اونچے ہو گئے۔

لھدی قد اتانا نور رب   بایات براھین جوال

۹...... ہماری رہنمائی کے گئے روشن نشانات و دلائل کے ساتھ ہمارے پاس نور خدا آ گیا۔

ومحمود نبی الخلق جمعاً   ومرسول الیھم بالجلال

۱۰...... حضرت محمودؐ سب مخلوقات کے نبی ہیں اور شان و عظمت کے ساتھ ان کے پاس بھیجے گئے۔

اتاھم بعد فتر من نباءِ   بحسنات الاواخر والاوال

۱۱...... آپ ختم نبوت کے بعد اولین و آخرین کی خوبیاں لے کر ان کے پاس آ گئے۔

اتی من بعد نباءٍ جمیعاً   بختم النبأ من غیر مقال

۱۲...... بغیر کسی گفتگو کے آپ تمام انبیاء کے بعد ختم نبوت کے ساتھ تشریف لائے۔

رضاۃ النبا بختام نبا   ولکن ذا غلام فیہ قال

۱۳...... بلاشبہ ہم ختم نبوت پر راضی ہیں۔ لیکن یہی غلام احمد اس کا بدخواہ ہے۔

وما ھذا بختم النبأ قال   فقط بل قوم ھذا من قوال

۱۴...... صرف یہی شخص ختم نبوت کا بدخواہ نہیں ہے بلکہ اس کی قوم بھی بدخواہوں میں سے ہے۔

ومن الغیٰ ختام النبأ دیناً   فذا فی الدین اصحاب الضلال

۱۵...... جس شخص نے دین کے اندر ختم نبوت کو لغو قرار دیا تو یہی شخص دین کے اندر گمراہ لوگوں میں سے ایک ہے۔

فبادیھم مسیلمۃ کذوب   وتالیھم مغل من مغال

۱۶...... پس ان کا قائد مسیلمہ کذاب ہے اور ان کا پیروکار اقوال مغل کا ایک کھوٹا آدمی ہے۔

ولکن المسلیم مثل ال   وھذا مثل ابناءِ لآل

۱۷...... لیکن مسیلمہ کذاب اولاد کی مانند ہے اور یہ شخص اسی اولاد کے لئے باپ کی مانند ہے۔

نبی المصطفیٰ شمس لنبا   تجلت بالرفاع والمعال

۱۸...... ہمارے نبی مصطفیٰ ﷺ نبوت کے آفتاب ہیں جو رفعت و عظمت کے ساتھ چمک اٹھے ہیں۔

وغیر المصطفیٰ من انبیاء   نجوم للنباء والرسال

۱۹...... اور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر تمام انبیاء نبوت و رسالت کے ستارے ہیں۔

ونباء اضوا منہ جمیعاً   وفاتوا غیر عیسیٰ فی معال

۲۰...... اور آپ کی جانب سے سب انبیاء نبی بن کر چکے اور اوج میں رہنے والے عیسیٰ کے بغیر سب فوت ہو گئے۔

حدیث المصطفیٰ افشاہ حیاً والفشاہ بقیاً بالاصال

۲۱...... حدیث مصطفیٰ ﷺ نے اس کو زندہ ظاہر کیا ہے اور اس کو اصلیت کے ساتھ باقی رہنے والا ظاہر کیا ہے۔

بل انقاہ بقیاً ثم حیاً نفوخات لجبریل معال

۲۲...... بلکہ اسے بالاتر جبریل کی پھونکوں نے باقی رہنے والا اور پھر زندہ رکھا۔

ولما یأت نجماً بعد شمس یکن مرأ کامثال الرجال

۲۳...... اور جب وہ آفتاب نبوت کے بعد ستارہ بن کر آئے گا تو وہ مردوں کی طرح ایک مرد ہوگا۔

ضیاء الشمس یطفی نور نجم ونبأ المصطفیٰ مطفی الرسال

۲۴...... سورج کی روشنی ستارے کی روشنی کو بجھا دیتی ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی نبوت رسالت کو بجھانے والی ہے۔

تجلی بعد نباء جمعاً کشمس بعد انجام اللیال

۲۵...... آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد اس طرح روشن ہوئے جس طرح رات کے ستاروں کے بعد سورج چمکتا ہے۔

خفت انجامها من نور شمس وهم من نبا محمود المعال

۲۶...... راتوں کے ستارے سورج کے نور سے چھپ گئے اور وہ انبیاء حضرت محمود ﷺ کی بالاتر نبوت سے مستور ہوئے۔

لہ خلق عظیم من الٰہ ورحم رافة خیر الخلال

۲۷...... آپ ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلق عظیم رحم وشفقت جیسے بہترین عادات حاصل ہوئے۔

کسیف خلقہ قتال کفر ردیٔ من خلقہ کفر بال

۲۸...... آپ کا خلق تلوار کی مانند قاتل کفر ہے اور کفر اپنی آل سمیت اخلاق نبی سے ہلاک ہو گیا۔

نبی فاق نباء جمیعاً بعادات واخلاق جمال

۲۹...... آپ نبی بن کر تمام انبیاء سے اپنے حسین عادات واخلاق کی وجہ سے فائق رہے۔

علی التباع رحام رؤف الیٰ وقت تلا القرآن تال

۳۰...... جس وقت تک قرآن کا قاری قرآن پڑھے گا، آپ اپنے تابعین پر رحیم ورؤف رہیں گے۔

نبی یختم النباء جمعاً کما القران ختام الملالؔ
۳۱...... آپ نبی بن کر سب انبیاء کو ختم کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن سب ادیان کا خاتم ہے۔
ومحمود الالٰہ رسول رب الیٰ اہل الاسافل والاعال
۳۲...... خدا تعالیٰ کا محمود ﷺ نیچ واونچ کے رہنے والوں کی طرف رسول خدا بن کر آیا ہے۔
ومن فی ارضنا او فوق ارض من انسان وحیوان الجبال
۳۳...... اوران انسانوں اور پہاڑی حیوانوں کی طرف سے جو زمین میں یا زمین کے اوپر رہتے ہیں۔
ومن ہم تحت عرش فی سماء کعزریل وجبریل مکال
۳۴...... اور عزرائیل وجبریل اور میکائیل کی مانند جو فرشتگان عرش کے نیچے آسمان میں رہتے ہیں۔
علیٰ محمودنا منا صلوٰۃ سلام باللسان والبوالؔ
۳۵...... ہماری طرف سے حضرت محمود ﷺ پر زبان اور دل سے صلوٰۃ وسلام ہوتے رہیں۔
لہ من ربنا ایضاً صلوٰۃ سلام دائمان بالتوال
۳۶...... ہمارے رب کی طرف سے بھی آپ کے لئے لگاتار اور ہمیشہ کے لئے صلوٰۃ وسلام ہیں۔
وایضاً من ملاک ثم ناس صلوٰۃ مع سلامات زلالؔ
۳۷...... نیز آپ ﷺ پر! ملائکہ اور پھر لوگوں کی طرف سے صاف ستھرے درود وسلام ہیں۔

فی الاٰل والاصحاب

آل رسول اور اصحاب رسول کے بارے میں

ومن رب صلوٰۃ مع سلام علیٰ اٰل واصحاب کماؔل
۳۸...... آپ ﷺ کے باکمال آل واصحاب پر رب تعالیٰ کی طرف سے درود وسلام ہیں۔
ہمنا عینان للاسلام حقاً ونوران لدین ذی کمال
۳۹...... سچ سچ وہ دونوں آل واصحاب دین اسلام کی دو آنکھیں ہیں اور کامل دین کی دو روشنیاں ہیں۔
وفی الاسلام اٰل ثم صحب جناحان لدین فی الاصال

۱؎ ملال دراصل ملل بضرورت شعر الف زیادہ کیا گیا ہے۔
۲؎ بوال جمع بال بمعنی دل ہے۔
۳؎ زلال جمع زلیل بمعنی صاف۔
۴؎ کمال جمع کمیل بمعنی کامل۔

۴۰...... اور اسلام کے اندر آل و اصحاب دراصل ایک دین کے لئے دو پر ہیں۔

فاسلام بهذين طير باجلال على رأس الملال

۴۱...... پس اسلام ان دونوں پروں سے شان و شوکت کے ساتھ دیگر ادیان کے سر پر اڑنے والا ہے۔

وان كسرتم منه جناحاً جعلتم دينكم دين العطال

۴۲...... اگر تم نے اس کا ایک پر توڑ دیا ہے تو تم نے اپنے دین کو بیکاری کا دین بنا دیا ہے۔

فديني ذو جناحين يقيناً ودين الشيع هاوٍ في الوبال

۴۳...... پس میرا دین یقیناً دو پروں والا ہے اور شیعہ کا دین ہلاکت میں گرنے والا ہے۔

ومن من مسلم عادىٰ صحاباً هوىٰ في نار غي والضلال

۴۴...... اور جس مسلمان نے صحابہ سے عداوت رکھی، ضلال اور گمراہی کی آگ میں گر گیا۔

فآل ثم اصحاب جميعاً عدول في وفاء في عمال

۴۵...... پس آل و اصحاب سب ہی اپنی وفاداری اور کردار میں راست باز ہیں۔

فمن ال حسين ذو معال وبوبكر من الاصحاب عال

۴۶...... پھر آل نبی سے حسینؓ اور اصحاب میں سے ابوبکرؓ بالاتر ہیں۔

فعمر ثم عثمان على كما فازوا بدرجات الدوال

۴۷...... پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ۔ جیسا کہ حکومت کے درجات سے فائز ہوئے۔

وقد افشىٰ نبي ان قرني خيار من قرون[1] من جبال

۴۸...... نبی علیہ السلام نے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا زمانہ تمام زمانوں اور صدیوں سے بہتر ہے۔

علمنا ان قرني قد اشارت الىٰ الخلفاء من بعد الرسال

۴۹...... ہمیں علم ہے کہ کلمہ قرنی نے رسالت کے بعد خلفاء اسلام کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

ففي قرني هنا قاف وراء ونون ثم ياء بالزلال

۵۰...... پس یہاں پر لفظ "قرنی" میں "ق" اور "ر" اور "ن" اور "ی" صفائی کے ساتھ آ گئی ہے۔

فمن صديقنا قاف هناكم ومن عمر هنا راء الجلال

۵۱...... پس یہاں پر ہمارے صدیقؓ میں سے قاف آئی ہے اور عمر میں سے یہاں شاندار را آئی ہے۔

ومن عثمان نون وسط قرني وياء من على ذى معال

۵۲...... اور قرنی کے درمیان عثمانؓ میں سے "نون" آیا ہے اور ذی شان علیؓ سے "ی" آئی ہے۔

---

[1] یہ شعر ایک حدیث نبی سے لیا گیا ہے۔ خیر القرون قرنی۔ الخ!

فمن قرنی تجلی امر حق وامر الحق حق للقبال

۵۳...... اب قرنی سے حق بات روشن ہوگئی اور حق بات قبولیت کا حق رکھتی ہے۔

فمن من بعد قرنی ضل عمداً ردیٰ فی نار کذب بالسهال

۵۴...... پس جو شخص قرنی کے بعد عمداً گمراہ ہوگیا وہ آسانی سے جھوٹ کی آگ میں ہلاک ہوگیا۔

فبایع قاف صدیق بصدقٍ وبایع راء ذا عمر بهال

۵۵...... اب تو صداقت کے ساتھ قاف صدیقؓ سے بیعت کر لے اور دل سے اس عمرؓ کی راہ کو بالیقین بن جا۔

وبایع نون عثمان غنی وبیاء من علی ذی کمال

۵۶...... اور عثمان غنیؓ کے نون سے اور باکمال علیؓ کی یاء سے بیعت کر لے۔

علی خاتم الخلفاء حقاً وبادیهم ابوبکر معال

۵۷...... حضرت علیؓ سچ مچ خاتم الخلفاء ہیں اور ان کے شروع کرنے والے بالاتر ابوبکر ہیں۔

فحب الآل والاصحاب جمعاً لنا دین من الادیان عال

۵۸...... پس آل واصحاب کی اجتماعی محبت۔ ادیان میں سے ہمارا ایک اونچا دین ہے۔

ومن منا خلا عن حب آلٍ مضیٰ فی تیه غی بالکمال

۵۹...... ہم میں سے جو شخص حب آل سے خالی ہے وہ مکمل طور پر گمراہی کے بیاباں میں چلا گیا۔

ومن منا تنحّی عن صحبٍ صلیٰ فی نارِ غی والغلال

۶۰...... اور ہم میں سے جو شخص صحابہ کرام سے ہٹ گیا وہ گمراہی اور کھوٹا پن کی آگ میں جل گیا۔

لهذا حب آل حب صحب لنا نوراً عیون کل حال

۶۱...... اسی لئے آل واصحاب کی محبت ہر حالت میں ہماری دو آنکھوں کی دو روشنیاں ہیں۔

لاسلام هما عینان حقا فاسلام بصیر بالجلال

۶۲...... سچ مچ یہی دونوں محبتیں اسلام کی دو آنکھیں ہیں اور پھر اسلام شان وشوکت کے ساتھ بینا ہے۔

فمن من مسلم عادیٰ صحاباً فهم عوران دین فی الاصال

۶۳...... پس جو مسلمان صحابہ کرام سے عداوت رکھتا ہے وہ لوگ دراصل کانا دین رکھتے ہیں۔

ایا اعداء اصحاب کرام بصحب فواجعاً بالبوال

۶۴...... اے صحابہ کرام کے دشمنو! تم سب اپنے دلوں سے صحابہ کرام کے وفادار بن جاؤ!

ام العجلان للاسلام عرناً بلا عجلیه ذا آل العطال

۶۵...... یا بطور گاڑی کے اسلام کے دو پہیے ہیں، دو پہیوں کے بغیر یہی گاڑی بیکاری کا آلہ ہے۔

فی الغلام الھندی والمبحث المدّی

ہندی غلام احمد اور موضع مد کی بحث گاہ کے بارے میں

سمعنا المدمدت للجدال — علیٰ رفعات عیسیٰ بالجلال

۶۶...... ہم نے قصبہ مد کے بارے میں سنا کہ وہ عیسیٰ کے شاندار رفع پر مناظرہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔

اتیٰ فیھا ثناء اللہ منا — وضلیلان جاء من بطال

۶۷...... اس میں ہماری طرف سے مولوی ثناء اللہ آیا اور باطل کی طرف سے دو گمراہ آدمی آ گئے۔

فریق قد رأی قالیہ فیھا — بنظرات وابصار قوال

۶۸...... اس میں ایک فریق نے اپنے دشمنوں کو دشمن نظروں اور آنکھوں سے دیکھا۔

اتیٰ فیھا فریقان بکتب — وقرطاس واقلام طوال

۶۹...... اس میں دونوں فریق اپنی کتابیں کاغذات اور لمبی قلمیں لے کر کے آ گئے۔

تمنّی کل نفس فوز نفسٍ — ببرھانات عقل او نقال

۷۰...... ہر شخص نے عقلی یا نقلی دلائل کے ساتھ اپنی کامیابی کی تمنا کر لی۔

تمنا ان یکون ظفیر ثانٍ — وثانٍ عندہ غاوٍ وقال

۷۱...... ہر ایک نے تمنا کی کہ وہ دوسرے سے کامیاب ہو جائے اور دوسرا اس کے نزدیک گمراہ اور بدخواہ رہا۔

اتوا فی ساحۃٍ منھا ببعد — علیھا ظل شجرات ظلال

۷۲...... وہ سب آدمی مد سے دور ایک میدان میں آ گئے۔ جس پر سایہ دار درختوں کا سایہ تھا۔

اتیٰ فی ساحۃ خلق کثیر — لسمع البحث من صحب المقال

۷۳...... میدان کے اندر بہت سے لوگ گفتگو کرنے والوں سے بحث سننے کے لئے آ گئے۔

جریٰ بحث الی الیومین فیھا — بسئلات واجوبۃ سوال

۷۴...... تسلی بخش سوالات و جوابات کے ساتھ اس میں دو دنوں تک بحث جاری رہی۔

ثناء اللہ اھویٰ جادلیہ — ببرھانات علم او عقالٍ

۷۵...... ثناء اللہ نے اپنے دونوں جھگڑالوؤں کو علمی یا عقلی دلائل سے گرا دیا۔

تجلّی فتح حق من ثناءٍ — وھزم قد ھویٰ فوق البطال

۷۶...... ثناء اللہ کی طرف سے حق کی فتح چمک اٹھی اور باطل پر شکست گر گئی۔

فقاما ثم فرا بعد هزم الیٰ المرزا بندم والذلال

۷۷...... پس شکست کے بعد دونوں شخص ندامت وذلت کے ساتھ مرزا کی طرف اٹھ کر بھاگ گئے۔

مشیٰ فی خلفهم خلق کثیر بصفقاتٍ ومکات عوال

۷۸...... ان کے پیچھے اونچی تالیوں اور سیٹیوں کے ساتھ بڑی مخلوق چل پڑی۔

علت فی خلفهم نعرات هزم وسعلات واصوات السعال

۷۹...... ان کے پیچھے شکست کے نعرے، کھنگورے اور کھانسنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

ولما عایناه من قریب تحنا للسلام والمقال

۸۰...... جب ان دونوں نے قریب سے اس کو دیکھا تو سلام اور گفتگو کے لئے جھک گئے۔

بکوا فی حضره غما وهماً وافشوا هزمهم فی ذا الجدال

۸۱...... اس کے سامنے غم وہم سے روئے اور اسی مناظرہ میں اپنی شکست کا اظہار کیا۔

فباتوا حیراً من ذل هزم وما قالوا نهاراً من خجال

۸۲...... پس انہوں نے ہزیمت کی ذلت سے حیران رہ کر رات گذاری اور شرمندگی سے دن کو آرام نہ کیا۔

ولاناموا علی الافراش لیلاً ولا اراتاحوا بزوجات وآل

۸۳...... وہ نہ رات کو بستروں پر سوئے اور نہ بیوی بچوں کے ساتھ سکون پایا۔

وایاهم رأو غرقیٰ بندم وحرقیٰ وسط نیران الخال

۸۴...... انہوں نے اپنے آپ کو ندامت میں غرق اور شرمندگی کی آگ میں جلنے والا دیکھا۔

فلما انجلت شمس بصبح افاقوا ثم خاضوا فی الحیال

۸۵...... جب صبح کو سورج روشن ہوا تو ان کو افاقہ ملا اور پھر وہ حیلہ جوئی میں لگ گئے۔

افاقوا بعد ما باتوا کمیت علیٰ افراشهم من غیر قال

۸۶...... بلاکلام ان کو اپنے بستروں پر ایک مردہ کی مانند رات گذارنے کے بعد افاقہ ہوا۔

الیٰ المرزا بمفکره سریعاً لفکر المکر او فکر الغلال

۸۷...... مرزا قادیانی فریب ومکر یا کھوٹ سوچنے کے لئے اپنے دارالمطالعہ میں آ گیا۔

تحریٰ مخلصاً من ذا ندام بوقت عاجل لاذی عجال

۸۸...... اس نے بعید وقت کو چھوڑ کر قریبی وقت کے اندر اسی ندامت سے بچاؤ کو سوچ لیا۔

وھذا الیوم اضحیٰ مثل عامٍ ۔۔۔ علیہ او کجبل من جبال

۸۹...... یہ دن اس پر ایک سال یا ایک پہاڑ کی مانند بن گیا۔

فکان الغم یلقیہ لوجہ ۔۔۔ ویمطوہ کرکبان البغال

۹۰...... پس غم اسے منہ کے بل گراتا تھا اور خچر سواروں کی طرح اس پر سوار ہوتا تھا۔

ویمشیہ الیٰ غرب وشرقٍ ۔۔۔ ویعدیہ بجنب او شمال

۹۱...... اور غم اسے مغرب و مشرق کی طرف چلاتا تھا اور اسے جنوب یا شمال کی طرف دوڑاتا تھا۔

ویرقیہ کقردٍ او کدبٍ ۔۔۔ ویلقیہ بترب اورمال

۹۲...... اور اس کو بندر یا ریچھ کی مانند اٹھاتا تھا اور اس کو مٹی یا ریت میں گراتا تھا۔

ویقعیہ بوقت ثم وقتا ۔۔۔ یرقیہ کعاص من طفال

۹۳...... کسی وقت اسے بے فرمان لڑکے کی طرح بٹھاتا تھا اور کسی وقت اٹھاتا تھا۔

ویلھیہ بوقت فی کتاب ۔۔۔ وفی وقت بطفل او عیال

۹۴...... اور اسے ایک وقت میں کتاب کے اندر اور ایک وقت میں بچوں اور بیوی میں شاغل رکھتا تھا۔

ووقتاً فی سباب ابی وفاءٍ ۔۔۔ ووقتاً فی حسین ذی کمال

۹۵...... اور ایک وقت میں ابوالوفاء کو گالی دینے میں اور ایک وقت میں باکمال محمد حسین میں الجھاتا تھا۔

ووقتا فی علی جولریٍ ۔۔۔ فقیہ عالم اھل العمال

۹۶...... اور ایک وقت میں مہر علی شاہ گولڑوی میں جو باعمل اور فقیہ ہے دست بدامن رکھتا تھا۔

ووقتاً فی علی حائریٍ ۔۔۔ فقیہ جعفری بالملال

۹۷...... اور ایک وقت میں علی حائری کے اندر جو ملول فقیہ جعفری تھا لڑاتا تھا۔

ووقتاً فی نذیرٍ دھلوی ۔۔۔ شھیر فی احادیث الرسال

۹۸...... اور ایک وقت میں نذیر حسین دہلوی کے اندر جو احادیث رسالت میں مشہور ہے ڈالتا تھا۔

ووقتاً سب ظفر الدین حمقاً ۔۔۔ ووقتاً سب روحی الفعال

۹۹...... اور ایک وقت میں حماقتہً ظفر الدین کو گالیاں دیں اور ایک وقت میں کردار کے علی روحی کو سب وشتم کیا۔

ولما مل من سب وشتم ۔۔۔ امال النفس فی محو الخجال

۱۰۰...... جب وہ سب وشتم سے اکتا گیا تو اپنے آپ کو خجالت مٹانے میں مائل کر لیا۔

فبل القلم فی حبرٍ غصوباً ۔۔۔ وقال المدمدت للخیال

۱۰۱...... پھر غضبناک ہو کر قلم کو سیاہی میں ڈبو دیا اور کہا کہ قصبہ مد کو فساد کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

ولا مد کما ھذا وغاھا باشعار وانثار صلال

۱۰۲...... اور قصبہ مد ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس شخص نے اپنے سانپ نما اشعار ونثر سے اس کے ساتھ جنگ کی ہے۔

بل المدلنا حصن حصین یحامینا یوالینا یوالی

۱۰۳...... بلکہ قصبہ مد ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے جو ہمارا حامی ووفادار اور دوست ہے۔

اتی فیھا کذوباہ صباحاً بکذب او خداع او دجال

۱۰۴...... اس میں صبح سویرے اس کے دو کذاب جھوٹ یا فریب ومکاری لے کر کے آگئے۔

فکانا عندنا حوتی غدیر وصار المد حوضا للبطال

۱۰۵...... پس وہ دونوں ہمارے نزدیک حوض کی دو مچھلیاں بن گئیں اور قصبہ مد بطالوں کے لئے حوض بن گیا۔

فصیدا من لثناء الله حقا بضربات البراھین الثقال

۱۰۶...... سچ سچ وہ دونوں ثناء اللہ کی طرف سے ہماری دلائل کی چوٹوں سے شکار ہو گئے۔

لثناء الله سماک بمد بشبکات الدلائل والشکال

۱۰۷...... مولوی ثناء اللہ دلائل کے جال اور رسیوں کے ساتھ مد کے اندر ایک مچھلی گیر ہے۔

فکذابان فی مد اصیدا بآیات احادیث جوال

۱۰۸...... دونوں کذاب مد کے اندر روشن آیات واحادیث سے شکار کر لئے گئے۔

ھزام فیھما قتل لحوت وحوت میت فی القدر غال

۱۰۹...... ان دونوں کی شکست ایک مچھلی کا قتل ہے اور مردہ مچھلی ہانڈی میں ابلنے والی بنتی ہے۔

ھما قد اغلیا فی قدر ھزم وفی ذا القدر ھذا من غوال

۱۱۰...... وہ دونوں ہزیمت کی ہانڈی میں ابالے گئے اور اسی ہانڈی میں یہ بھی ابلنے والوں سے بن گئے۔

ھوی مغل بقدر الھزم ذلا وذل الھزم قتل للمغال

۱۱۱...... ایک مغل ذلت کے ساتھ شکست کی ہانڈی میں گر گیا اور شکست کی ذلت مغلوں کا قتل بنتا ہے۔

غلی فی قدر ھزم ثم غم الی موت الھم بالدمال

۱۱۲...... یہ شخص شکست کے غم سے اپنی ہیضہ والی دردناک موت تک ابلتا رہا۔

لہ قد صارھم ثم ھزم کثوبی کفنہ عند الغسال

۱۱۳...... شکست اور غم نہلاتے وقت اس کے کفن کے دو کپڑے بن گئے۔

مضیٰ فی قبرہ بھما سریعاً وھذا فیھما فی القبر صال

۱۱۴...... وہ جلد تر ان دونوں کو لے کر اپنی قبر میں چلا گیا اور یہ شخص ان دونوں کے اندر قبر میں جلنے والا بن گیا۔

غلام ھازم فی القبر بال وھزم فوق قبر غیر بال

۱۱۵...... شکست کھانے والا غلام قبر میں بوسیدہ ہو گیا اور اس کی شکست قبر کے اوپر بوسیدہ نہیں ہے۔

ثناء اللہ فی مد کاسدٍ وغولا المیرزا مثل الشغال

۱۱۶...... موضع مد کے اندر ثناء اللہ شیر کی مانند ہے اور میرزا کے دو غول گیدڑوں کی مانند ہیں۔

اتیٰ فی مدنا غولا غلام الیٰ صراع غولٍ فی الجدال

۱۱۷...... غلام احمد کے دو غول ہمارے مد میں بحث کے اندر غول گرانے والے آدمی (ثناء اللہ) کے پاس آ گئے۔

ھویٰ ھذان فی بحث بمدٍ واسد المدعال فی مقال

۱۱۸...... موضع مد کی بحث کے اندر یہ دو غول گر گئے اور مد کا شیر مقام گفتگو میں اونچا رہا۔

ھما نالا ھزاماً فی مقال ونال الفوز اسد بالسھال

۱۱۹...... ان دو غولوں نے مقام گفتگو کے اندر شکست کو حاصل کیا اور شیر نے آسانی سے کامیابی کو پالیا۔

مطاعم الھزام علیٰ غلام کما یمطوا لرکوب علی البغال

۱۲۰...... ہزیمت غلام احمد پر اس طرح سوار ہو گئی، جیسا کہ شہسوار خچروں پر سوار ہوتا ہے۔

غلام احمد بالھزم مثرٍ وفی بحث من الفوزات خال

۱۲۱...... غلام احمد ہزیمت سے مالدار بن گیا اور بحث کے اندر کامیابی سے خالی رہا۔

ھزام فیہ قبل الموت حی وھذا فیہ بعد الموت صال

۱۲۲...... مرنے سے پہلے شکست اس کے اندر زندہ رہی اور یہ شخص بعد الموت اس میں جلنے والا ہے۔

وما ھذا فقط فیہ بصال بل الامغال فیہ من صوال

۱۲۳...... فقط یہی شخص ہزیمت میں جلنے والا نہیں ہے۔ بلکہ تمام مغل اس میں جلنے والے ہیں۔

علا ھذا الثناء بلا خلاف علیٰ غولیہ فی کسر البطال

۱۲۴...... بلا خوف یہی ثناء اللہ باطل کے توڑنے میں اس کے دونوں غولوں پر غالب آ گیا۔

ففراھا زمین الیٰ مغالٍ بندمات وخجلاتٍ ثقال

۱۲۵...... پس دونوں غول بھاری ندامتوں وخجالتوں کے ساتھ، غول گاہ (قادیان) کی طرف بھاگ نکلے۔

الم تعلم بان الغول عادٍ　　لولدان واطفال علال

۱۲۶...... کیا تو نہیں جانتا کہ غول بیمار بچوں اور لڑکوں کا دشمن اور بدخواہ ہے۔

سمعنا ان غولاً من فلاة　　بليل صاد طفلاً باغتيال

۱۲۷...... ہم نے سنا ہے کہ جنگل کے ایک غول نے رات کے وقت دھوکے سے ایک بچے کو شکار کرلیا۔

اتىٰ فى غيلة ليلاً بطفلٍ　　فارداه بسعلىٰ والشبال

۱۲۸...... وہ بوقت شب اپنے بچے بن میں لایا اور اپنی بیوی وبچوں کی مدد سے اس کو ہلاک کردیا۔

الم تعلم بان جهاد دين　　لاسلام كما ولاد وآل

۱۲۹...... کیا تو نہیں جانتا کہ دینی جہاد دین اسلام کے لئے آل واولاد کی مانند ہے۔

اتىٰ من قاديان غول كفرٍ　　فاردىٰ ذاجهاداً بالدجال

۱۳۰...... قادیان سے کفر کا ایک غول آیا اور اس نے اپنی دجالیت سے اس جہاد کو ہلاک کردیا۔

دجال فيه قبل الموت حى　　وبعد الموت فى اهل وآل

۱۳۱...... مرنے سے قبل اس میں دجالیت زندہ رہی اور بعد الموت اس کے اہل واولاد میں رہی۔

ثناء الله من فوز محلّى　　وهذا من فواز غير حال

۱۳۲...... مولوی ثناء اللہ کامیابی سے آراستہ ہوا اور یہ شخص کامیابی سے آراستہ نہیں ہوا۔

وفى مد ثناء الله اسد　　وغولاه بمد كالشغال

۱۳۳...... قصبہ مد کے اندر ثناء اللہ شیر ثابت ہوا اور اس کے دونوں غول گیدڑ کی مانند رہے۔

دعا اسد شغاليه لبحثٍ　　علىٰ رفع بعيسىٰ ذى معالٍ

۱۳۴...... شیر نے اس کے دونوں گیدڑوں کو اونچ میں رہنے والے عیسیٰ کے رفع پر بحث کرنے کے لئے دعوت دی۔

جرىٰ فى مدنا بحث ووعظ　　من اصباح الىٰ ختم الاصال

۱۳۵...... ہمارے مد میں صبح سے شام کے ختم تک، بحث ووعظ جاری رہا۔

مضىٰ يومان فى بحث وجدلٍ　　وما فى بحثه اسد بنال

۱۳۶...... بحث ومناظرہ میں دو دن جاری رہے اور شیر (ثناء اللہ) اپنی بحث میں قاصر نہ رہا۔

الا غولا غلام عند اسدٍ　　كما الو طفيل من رجال

۱۳۷...... شیر کے سامنے غلام احمد کے دونوں غول عاجز رہے۔ جیسا کہ جوانمردوں سے چھوٹا بچہ عاجز رہتا ہے۔

تسوّیٰ غول فلو مع غلام وهذا قادیان مع مغال

۱۳۸...... جنگل کا غول غلام احمد کے برابر ہے اور یہی قادیان غول گاہ کے برابر رہا۔

فی ختم النبوة واجرائها

ختم نبوت اور اجرائے نبوت کے بارے میں

وان المصطفیٰ شمس لنبأ اخافت کل نبات جوال

۱۳۹...... بلاشبہ حضرت مصطفیٰ نبوت کا سورج ہے جس نے تمام چمکدار نبوتوں کو چھپا دیا۔

واما غیره من انبیاء کانجام ضوبات اللیالی

۱۴۰...... اور اس کے بغیر دیگر انبیاء کرام راتوں کے چمکدار ستاروں کی مانند ہیں۔

فلمّا شمس نبات تجلت خفت انجام نبأ بالکمال

۱۴۱...... جب نبوتوں کا سورج چمکا تو نبوت کے ستارے مکمل طور پر چھپ گئے۔

ولما نبا نبات تجلّی خفت نبأتهم تحت الخمال

۱۴۲...... اور جب نبوتوں کی نبوت چمک اٹھی تو ان کی نبوتیں گمنامی کے تحت چھپ گئیں۔

فنباء خفوا منه جمیعاً فما من بعده احد بجال

۱۴۳...... آپ ﷺ کے آنے سے تمام انبیاء چھپ گئے۔ پس آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبوت میں چمکدار نہ رہا۔

واما بعده عیسیٰ فمرء فیأتی بعده مثل الرجال

۱۴۴...... لیکن آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک مرد ہے۔ پس وہ آپ کے بعد مردوں کی مانند آئے گا۔

ولا یأتی نبیاً او رسولاً الیٰ ارض لنا بعد النزال

۱۴۵...... وہ نزول کے بعد ہماری زمین کی طرف، نبی یا رسول بن کر نہیں آئے گا۔

ویأتی تابعاً قران حق ولا توراة موسیٰ لا انال

۱۴۶...... وہ سچے قرآن کا تابعدار بن کر آئے گا اور تورات وانا جیل کا متبع نہیں ہوگا۔

نبی المصطفیٰ ختام نبأ کما القراٰن ختام الملال

۱۴۷...... نبی مصطفیٰ نبوت کے خاتم ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید ادیان کا خاتم ہے۔

وفی القرآن ذاختام نبأ   وماذا فیہ ختام الرجال

۱۴۸...... آپ قرآن مجید میں خاتم النبوت ہیں اور اس میں خاتم الرجال نہیں ہیں۔

فعیسیٰ بعدہ یأتی کمرأ   ولا یأتی کنبأء عوال

۱۴۹...... پس عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد ایک مرد کی مانند آئے گا اور بالاتر انبیاء کی مانند نہیں آئے گا۔

قرأنا ھکذا فی دین حقٍ   وقران حدیث ذی معال

۱۵۰...... ہم نے دین حق اور قرآن مجید اور مرفوع حدیث میں اسی طرح پڑھا ہے۔

فعیسیٰ نازل فینا کعیسیٰ   ولا لا مثل عیسیٰ ذی رسال

۱۵۱...... پس عیسیٰ علیہ السلام ہم میں ایک عیسیٰ کی مانند اترنے والا ہے اور عیسیٰ رسول کی مانند نہیں ہوگا۔

الم تعلم بان رسول حقٍ   بحقٍ قال فی عیسیٰ معال

۱۵۲...... کیا تو نہیں جانتا کہ سچے رسول نے اونچا رہنے والے عیسیٰ کے متعلق بالکل سچ کہا ہے۔

نبی قال حلفاً ثم حقاً   وفیکم نازل عیسیٰ کوال

۱۵۳...... میرے نبی نے قسم کھا کر سچ کہا ہے کہ عیسیٰ تمہارے اندر ایک والی وحاکم کی مانند نازل ہوگا۔

واما ذا غلام عند حق   فدجال الثلاثین الدجال

۱۵۴...... لیکن خداتعالیٰ کے نزدیک یہی غلام تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

اتیٰ فینا بدل من فرنج   والفرنج شروا ھذا بمال

۱۵۵...... وہ فرنگیوں سے فریب لے کر کے ہم میں آ گیا اور فرنگیوں نے اس کو مال وزر کے ساتھ خرید لیا۔

فھذا مشتری منھم بنقد   وفی رجلیہ نقد کا العقال

۱۵۶...... یہ شخص نقدی کے ساتھ خریدا ہوا مال ہے، اور نقدی اس کے دونوں پاؤں میں لگی ہوئی ایک رسی ہے۔

اتیٰ فینا لتفریق شدید   لآبآءٍ من ابناءٍ وآل

۱۵۷...... وہ ہم میں باپوں کو بیٹوں اور اولاد سے جدا کرنے کے لئے آ گیا۔

عویٰ فینا کذئبٍ او ککلبٍ   علیٰ ختام نبأٍ والرسال

۱۵۸...... وہ ہم میں آ کر بھیڑیے یا کتے کی مانند نبوت ورسالت کے خاتم پر چیخا چلایا۔

ختام النبأ عندی مع رسالٍ   ولیدان لاسلام معال

۱۵۹...... میرے نزدیک ختم نبوت بمعہ ختم رسالت کے، بالاتر اسلام کے دو بچے ہیں۔

همـا قـد اوذيا من ناب ذئب　　　كـنـاب عـنـدنـا قلم المغال

۱۶۰...... وہ دونوں ایک بھیڑیے کی کچلی سے ستائے گئے۔ کیونکہ مغلوں کا قلم ہمارے نزدیک ایک کچلی ہے۔

اذيـان هـمـا فـى قـاديـانٍ　　　وهـذا قـاديـان كـالـمـغـال

۱۶۱...... وہ دونوں قادیان میں ستم رسیدہ ہیں اور یہی قادیان غول گاہ کی مانند ہے۔

غـلام كـافـر مـا كـان عيسىٰ　　　وعيسـىٰ ذوجهـادٍ ذوقتـال

۱۶۲...... کافر غلام عیسیٰ نہیں ہوسکتا اور عیسیٰ صاحب جہاد اور قائل جہاد ہے۔

غـلام قـد نهـانـا عـن جهـادٍ　　　بـفـقـد العقل او ذوق الجهال

۱۶۳...... غلام احمد نے فقدان عقل یا ذوق جہالت سے ہم کو جہاد کرنے سے روک دیا ہے۔

وعيسـىٰ قـائـل بـجـهـاد ديـن　　　وقـتـال لا صـحـاب الـدجـال

۱۶۴...... اور عیسیٰ دینی جہاد کا قائل ہے اور دجال و کذاب اشخاص کا قاتل ہے۔

وعيسـىٰ قـائـل بـخـتـام نبـأٍ　　　وهـذا عـن ختـام النبـأ خـال

۱۶۵...... عیسیٰ علیہ السلام ختم نبوت کا قائل ہے اور یہ شخص ختم نبوت سے خالی ہے۔

وهـذا فـى ختـام الـنـبـأ مـوذ　　　وعـادٍ ثـم بـاغ ثـم قـال

۱۶۶...... اور یہ شخص ختم نبوت کا موذی ہے اور دشمن ہے، پھر باغی ہے پھر بدخواہ ہے۔

وعيسـىٰ فـى ختـام النبـأ وافٍ　　　وصـافٍ ثـم واقٍ ثـم وال

۱۶۷...... عیسیٰ علیہ السلام ہیں ختم نبوت کا وفادار، مخلص، پھر نگہبان، پھر محافظ ہے۔

سيـأتـى والـيـاً بـخـتـام نبـأٍ　　　ووقـاءً لـه فـى كـل حـال

۱۶۸...... وہ ختم نبوت کا ہر حالت میں وفادار اور محافظ بن کر آئے گا۔

يـعـادى كـل مـن يـجـرى نبـاءً　　　ويـقـلـيـه بـقـالٍ ثـم بـال

۱۶۹...... وہ نبوت کے جاری کرنے والے ہر شخص کا دشمن ہوگا اور اپنے قول و قلب سے اس کا بدخواہ ہوگا۔

ويـاتـى عـنـدنـا حـكـمـاً وعـدلاً　　　وفـصـال الـمـجـادل بـالـعـدال

۱۷۰...... وہ ہمارے نزدیک فیصل، عادل اور انصاف سے جھگڑوں کا فیصلہ کن بن کر آئے گا۔

وقـسـام الـغـنـائـم بـعـد حـرب　　　بـعـدل فـى غـزاةٍ بـالـبـسـال

۱۷۱...... وہ جنگ کے بعد بہادر غازیوں میں عدل و انصاف کے ساتھ مال غنیمت کو تقسیم کرنے والا بن کر آئے گا۔

وکسّاراً لاِعلام صلاب　　کما اذا داب غزاء الجدال

۱۷۲...... اور سخت ترین جھنڈوں کو توڑنے والا بن کر آئے گا۔ جیسا کہ اصحاب قتال وجہاد کی عادت ہوتی ہے۔

وقتالاً لخنزیر عویرٍ　　کما اذا داب غزاء الجدال

۱۷۳...... اور وہ خنزیر اعور کا قاتل بن کر آئے گا۔ جیسا کہ جہاد وقتال کے غازیوں کا کام ہوتا ہے۔

ووضاع الجزا یا عن رقاب　　وقبالاً لدین ذی کمال

۱۷۴...... اور وہ ٹیکس وجزیہ کو گردنوں سے اتارنے والا اور کامل دین کو قبول کرنے والا بن کر آئے گا۔

ولکن ذا غلام عبد کفر　　وماشٍ تحت کفرٍ کالنعال

۱۷۵...... لیکن یہ غلام احمد کفر کا بندہ ہے اور کفر کے نیچے جوتوں کی مانند چلنے والا ہے۔

مشیٰ یوماً ولیلاً تحت کفرٍ　　کنعل تحت رجلات الرجال

۱۷۶...... یہ شخص دن رات کفر کے نیچے اس طرح چلتا رہا جیسا کہ مردوں کے زیر پا جوتا چلتا رہتا ہے۔

علیہ قد علا حکام کفرٍ　　کسواسٍ علا متن الخیال

۱۷۷...... اس پر کافر حکام یوں سوار ہوئے، جیسا کہ ایک سائس گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے۔

فمشوہ کخیل او حمارٍ　　بقھر القول او نھر الجلال

۱۷۸...... انہوں نے اس کو بات کی سختی اور جلال کی دھمکی کے ساتھ گھوڑے یا گدھے کی طرح چلایا۔

کعیسیٰ لم یکن ھذا وعیسیٰ　　سیاتی من سمٰوٰتٍ عوال

۱۷۹...... یہ شخص عیسیٰ کی مانند نہیں ہے اور عیسیٰ او نچے آسمانوں سے آئے گا۔

وھذا جاء نا مرکوب کفر　　الیٰ ان مات موتاً بالبعال

۱۸۰...... یہ شخص ہیضہ کی موت مرنے تک کفر کی سواری بن کر ہمارے پاس آیا۔

اھذا مثل عیسیٰ او مسیح　　او المھدی لا بل من دجال

۱۸۱...... کیا یہ شخص مثیل عیسیٰ یا مسیح یا مہدی ہے؟ نہیں بلکہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

علمنا انہ غاو ومغوٍ　　وھارٍ فی دجالٍ او ضلال

۱۸۲...... ہمیں یقین ہے کہ یہ شخص گمراہ اور گمراہ ساز اور مکروفریب یا گمراہی میں گرنے والا ہے۔

علمنا ختم نبا ختم دین　　ونقض الختم وقع فی الوبال

۱۸۳...... ہم نے ختم نبوت کو دین کی مہر سمجھا ہے اور مہر کو توڑنا تباہی میں گرنا ہے۔

ختام النبا راس الدین حقّا　　وقطع الراس جرم کالقتال

۱۸۴...... سچ سچ ختم نبوت دین کا سر ہے اور سر کا کاٹنا قتل کی مانند ایک جرم ہے۔

الم تعلم بان غلام هند ازال الرأس عن دين الكمال

۱۸۵...... کیا تو نہیں جانتا کہ ہندی غلام نے کامل دین سے اس کے سر کو جدا کر دیا ہے۔

فهذا دينه من غير رأس وذا في دينه ميت المآل

۱۸۶...... پر اس شخص کا دین بے سر ہے اور یہ شخص اپنے دین کے اندر مردہ انجام ہے۔

لما ذا خار ذا ديناً موتاً ودين ميت دين العطال

۱۸۷...... اس شخص نے مردہ دین کو کیوں اختیار کیا۔ حالانکہ مردہ دین بیکاروں کا دین ہوتا ہے۔

واخبرنا بان ختم نبأ كعقد الذهب في جيد الغزال

۱۸۸...... اور ہم اس بات سے باخبر ہیں کہ ختم نبوت اس طلائی ہار کی مانند ہے جو ہرن کی گردن میں ہوتا ہے۔

ازال العقد عن دين بدجل فهذا سارق في الدين عال

۱۸۹...... اس نے اپنی دجالیت سے دین کا ہار اڑا لیا، پس یہ شخص دین کا اونچا سارق ہے۔

جزاء السرق في الاسلام قطع وذا في الدين مقطوع القعال

۱۹۰...... اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے اور یہ شخص دین کے اندر مقطوع العقل ہے۔

ختام النبا عندی بدر تم وعند الغير بدر كالهلال

۱۹۱...... میرے نزدیک ختم نبوت پورا چاند ہے، اور غیر کے نزدیک پورا چاند ناقص چاند ہے۔

بل الفشو خبث نفس ثم قالوا بدين ختم نبأ كالثفال

۱۹۲...... بلکہ انہوں نے اپنی خباثت ظاہر کی اور کہا کہ ختم نبوت دین کے اندر میل کچیل کی مانند ہے۔

تحلّى ديننا بختام نبأ ودين الغير من ذا غير حال

۱۹۳...... ہمارا دین ختم نبوت سے آراستہ ہے اور غیر کا دین اس سے آراستہ نہیں ہے۔

ختام النبأ من حليات دين ودين الغير دين ذو عطال

۱۹۴...... ختم نبوت دین کے زیورات میں سے ایک زیور ہے اور غیر کا دین ایک بے زیور دین ہے۔

ختام النبأ عندی نور شمس ومن عاداه خفاش المقال

۱۹۵...... میرے نزدیک ختم نبوت نور آفتاب ہے اور جو شخص اس کا دشمن ہے وہ آنکھوں کا خفاش ہے۔

ختام النبأ ماء ذو شفاء وهذا عند اغيار كآل

۱۹۶...... ختم نبوت ایک شافی پانی ہے اور اغیار کے نزدیک یہی پانی سراب کی مانند ہے۔

وعند الغیر ختم النبأ آل وعندی مثل ماءٍ ذی زلال

۱۹۷...... اغیار کے نزدیک ختم سراب ہے اور میرے نزدیک یہی پانی سراب کی مانند ہے۔

وان الآل دجال لعطشیٰ واذافی ختم نبأ ذو دجال

۱۹۸...... بلاشبہ سراب پیاسوں کو فریب دیتی ہے اور یہ شخص ختم نبوت کے متعلق فریب کرتا ہے۔

کما انا بامواہٍ حیینا کذا دینی بختم النبأ جال

۱۹۹...... جیسا کہ ہم پانی سے زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح پر میرا دامن بھی ختم نبوت سے روشن ہے۔

فمن منا خلا عن ختم نبأ فذا حقاً عن الاسلام خال

۲۰۰...... پس جو شخص ختم نبوت سے خالی ہے تو ایسا شخص سچ سچ اسلام سے خالی ہے۔

ختام النبأ لی مال عزیز وھذا سارق عالٍ لمالی

۲۰۱...... ختم نبوت میرا مال عزیز ہے اور یہ شخص میرے مال کا اونچا چور ہے۔

ختام النبأ للکفار نار وذافی النار غالٍ ثم صال

۲۰۲...... ختم نبوت کافروں کے لئے ایک آگ ہے اور یہ شخص آگ میں ابلنے اور جلنے والا ہے۔

ختام النبأ لی دین جلی وھذا ملحد فیہ معال

۲۰۳...... ختم نبوت میرا روشن دین ہے اور یہ شخص اس میں اونچا ملحد ہے۔

وللاسلام ختم النبأ عین ودین دونہ میت المقال

۲۰۴...... ختم نبوت اسلام کی آنکھ ہے اور اس کے بغیر دین ایک مردہ چشم دین ہے۔

لدین ختم نبأ عین یمنیٰ ویسریٰ عینہ ختم الرسال

۲۰۵...... ختم نبوت دین کی دایاں آنکھ ہے اور ختم رسالت اس کی بایاں آنکھ ہے۔

فبا لعینین اسلام بصیر ودین الغیر اعمیٰ کل حال

۲۰۶...... پس اسلام دو آنکھوں سے بینا ہے اور اغیار کا دین ہر حالت میں نابینا ہے۔

رأیناہ بعینیہ بصیراً ودین المیرزا عن ذین خال

۲۰۷...... ہم نے اسلام کو اس کی دو آنکھوں کے ساتھ بینا دیکھا ہے اور مرزا کا دین ان دونوں سے خالی ہے۔

ھویٰ عن ذین فی حفرات کفر کھاوٍ فی حفار من جبال

۲۰۸...... یہ شخص ان دونوں کو چھوڑ کر گڑھوں میں اس طرح گرا جیسے ایک شخص پہاڑ سے گڑھوں میں گرتا ہے۔

الم تعلم بانّ غلام کفرٍ لختم النبا عادٍ لم قال

۲۰۹...... کیا تو نہیں جانتا کہ کفر کا غلام ختم نبوت دشمن اور بدخواہ ہے۔

نہانا الدین عن اجرأ نبا کنہی الشرک فی رب التعال

۲۱۰...... دین نے ہم کو اجرائے نبوت سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ رب تعالیٰ میں شرک کرنا منع ہے۔

ومن فی دیننا اجریٰ نباءً مضیٰ منہ بعباد العجال

۲۱۱...... جس نے ہمارے دین میں نبوت کو جاری کیا وہ دین کو چھوڑ کر گوسالہ پرستوں میں چلا گیا۔

غلام احمد زاغ قوی بغی فی ختم نبا بالمقال

۲۱۲...... غلام احمد زاغ قوی ہے جو اپنی باتوں کے ساتھ ختم نبوت سے جنگ کرتا ہے۔

باقوال وغاہ ثم قلم الیٰ ان صید من ایدی الوبال

۲۱۳...... اس نے ختم نبوت کے ساتھ اپنے قول و قلم سے جنگ کی، یہاں تک کہ وہ ہلاکت کے ہاتھوں شکار ہوا۔

وان فکرت فی ھذا بعدد الیٰ زاغ قوی بالحیال

۲۱۴...... اگر تو اعداد کے ساتھ اس شخص میں فکر کرے گا تو پھر حیلوں کے ساتھ ایک زاغ قوی آ گیا۔

وھذا قلمہ منقار زاغ بمنقار یواغی بالتوال

۲۱۵...... اس شخص کا قلم ایک کوے کی چونچ ہے جو اپنی چونچ سے لگاتار لڑائی کرتا ہے۔

ویو ذی ختم نبات کنملٍ ویعسوب وزنبور العسال

۲۱۶...... یہ شخص ختم نبوت کو چیونٹے اور شہد کے مکھے کی طرح ایذاء دیتا ہے۔

ختام النبا معضوض شدید وذالی عضہ فوق المنال

۲۱۷...... ختم نبوت شدت سے مجروح اور دندان رسیدہ ہے اور یہ شخص دانتوں سے کاٹنے میں چیونٹیوں سے اوپر ہے۔

لافرنج لسوّی مثل عسلٍ وفی ختام نبا کالنحال

۲۱۸...... یہ شخص فرنگیوں کے لئے مثال شہد ہے اور خاتم النبیین کے بارے میں شہد کے مکھے کی مانند ہے۔

الیٰ فیھم ببالٍ ذی صفاءٍ وفینا بالغشاش والغلال

۲۱۹...... یہ شخص ان کے بارے میں صاف دل لے آیا اور ہمارے بارے میں دھوکہ اور فریب لایا۔

الم تعلم بان ختام نبا حسین قد تاذّی فی مغال

۲۲۰...... کیا تو نہیں جانتا کہ ختم نبوت ایک حسین ہے جس نے غول گاہ میں دکھ پایا۔

غلام قد دوغی فی ختم نبا ۔۔۔ بقلم ذی دجال ذی بطال

۲۲۱...... غلام احمد نے اپنے دجال و بطال قلم کے ساتھ ختم نبوت سے جنگ وجدال کیا۔

غلام احمد فیہ یزید ۔۔۔ یواغیہ بقلم او مقال

۲۲۲...... ختم نبوت کے بارے میں غلام احمد ایک یزید ہے جو اپنے قول یا قلم سے اس سے جنگ کرتا ہے۔

ومنی عن ختام النبا دفع ۔۔۔ باشعار احد من النصال

۲۲۳...... میری طرف سے تلواروں سے تیز تر اشعار کے ساتھ ختم نبوت کا دفاع ہو رہا ہے۔

لسانی ثم قلمی سیف حق ۔۔۔ یواغی فی مغال بالمغال

۲۲۴...... میری زبان اور پھر میرا قلم خدا کی تلوار ہے جو غول گاہ کے اندر مغلوں سے جنگ کرتا ہے۔

ساجزی فی غزاء الحق یوماً ۔۔۔ بخیرات مع اباء وال

۲۲۵...... میں ایک دن اپنے آباؤ آل کے ساتھ حق کے جہاد میں نیکیوں کی جزاء دیا جاؤں گا۔

لانی فی غزاء الکفر غاز ۔۔۔ وفی ختم النباء مثل وال

۲۲۶...... کیونکہ میں کفر کی جنگ میں ایک غازی ہوں اور ختم نبوت کے بارے میں محافظ کی مانند ہوں۔

غزاء الکفر عندی فرض عین ۔۔۔ وانی فی غزاء غیر ال

۲۲۷...... میرے نزدیک کفر سے جنگ کرنا فرض عین ہے اور میں جنگ کرنے میں عاجز و قاصر نہیں ہوں۔

کشہباز غزینا مع غلام ۔۔۔ فالقیناہ راساً فی المصال

۲۲۸...... ہم نے غلام احمد کے ساتھ شہباز کی طرف جنگ کی، پس ہم نے اس کو میدان میں سر کے بل گرا دیا۔

فی الغلام ویراعة الصحراء

غلام احمد اور صحرائی جگنو کے بارے میں

یراعات ضویات راینا ۔۔۔ بلیلات باجواء خوال

۲۲۹...... ہم نے راتوں کے اندر خالی فضاؤں میں چمکنے والے جگنوؤں کو دیکھ لیا۔

راینا ھا طوائر فی طیور ۔۔۔ فقلنا ھا الیٰ ارض تعالی

۲۳۰...... ہم نے ان کو پرندوں کے اندر اڑتے دیکھا تو ان سے کہا کہ زمین کی طرف آ جاؤ۔

لانـا فـی سـوالٍ ذی صـعـابٍ فهـلّـی ذا سـوالاً بـالعقـال

۲۳۱...... کیونکہ ہم ایک سخت سوال کے اندر مبتلا ہیں۔ پس تو اس سوال کو معقولیت سے حل کردے۔

قـفـی فـیـنـا الـیٰ وقـتٍ قـلیلٍ وقـولـیـنـا عـلـیٰ وفق السـوال

۲۳۲...... تو تھوڑے وقت تک ہمارے اندر ٹھہر جا اور ہمارے ساتھ سوال کے مطابق بات چیت کر۔

فـاحـدیٰ من یراعـات تهـوّت الـیٰ ارض وقـامـت فـی مـسـال

۲۳۳...... پس جگنوؤں میں سے ایک جگنو زمین کی طرف گری اور سوال گاہ میں کھڑی ہوگئی۔

فـقـلـنـاهـا کسوالٍ بعجزٍ اجـیـبـیـنـیـهـا عـن سـوال

۲۳۴...... ہم نے سائلین کی طرح نیازمندی سے اس کو کہا۔ اے جگنو! ہمیں سوال کا جواب دے۔

لـمـاذا لا نـراک فـی نهـارٍ وفـی لیـلٍ نـراک مـن جـوال

۲۳۵...... کیا وجہ ہے کہ ہم تجھ کو دن کے اندر نہیں دیکھتے اور تجھے رات کو چمکداروں کے اندر دیکھتے ہیں۔

نـراک فـی لیـالٍ ذات ضـوءٍ وفی اضواء شـمـسٍ فی حجال

۲۳۶...... ہم تجھ کو راتوں کے اندر چمکتا دیکھتے ہیں اور سورج کی روشنی کے اندر پردوں میں دیکھتے ہیں۔

علی الرجلین قامت فی حجاب وقـالـتـنـا بـعـجـل وارتـجـال

۲۳۷...... وہ جواب گاہ کے اندر دونوں پاؤں پر کھڑی ہوگئی اور اس نے بعجلت اور حاضر جوابی کے ساتھ ہم سے کہا۔

نـعـم انـی ضـوی فـی لیـالٍ ولـکـن فـی نهـارٍ لا اجـالـی

۲۳۸...... ہاں! میں راتوں کے اندر چمکتی ہوں۔ لیکن میں دن کو نہیں چمکتی۔

لان الشـمـس یشرفی بضوءی ونـوری فـی نهـارٍ غیر جـالـی

۲۳۹...... کیونکہ سورج میری روشنی کو فنا کر دیتا ہے اور میری روشنی دن کے اندر نہیں چمکتی۔

ایـا اهـل الـمـریـزا انظروهـا اجـابـتـنـا بـضـوءاتٍ عـقـال

۲۴۰...... اے مرزائیو! اسے دیکھو کہ اس نے اپنی عقلمند روشنیوں سے ہم کو جواب دیا ہے۔

وافـشـانـا غـلام ذو کـفـارٍ بـعـجـب ثـم غـرٍ واختـیـال

۲۴۱...... اور کافر غلام احمد نے عجب وغرور اور تکبر سے ہم پر ظاہر کر دیا ہے کہ۔

بـانـی مـرسـل ایـضـاً نبـی لـدیٰ شـمـس النباء والرسال

۲۴۲...... میں آفتاب نبوت و رسالت کے پاس رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔

ضیاء الشمس لایطفی ضیائی	وانی عندھا ضیاء وجال

۲۴۳...... آفتاب نبوت حضرت محمد کی روشنی کو نہیں بجھاتی اور میں اسی آفتاب کے پاس روشن اور چمکدار ہوں۔

ختام النبا یعطینی نباءً	وانی بعدہ نابی الظلال

۲۴۴...... ختم نبوت مجھے نبوت عطاء کرتی ہے اور میں ختم نبوت کے بعد ظلی نبی ہوں۔

وھذا منہ بھتان عظیم	وسخرات علیٰ شمس الکمال

۲۴۵...... اس کی طرف سے کامل آفتاب نبوت پر بہتان عظیم ہے اور ٹھٹھا مخول ہے۔

لان ختام نبائک قوی	علیٰ اطفاء الباء محال

۲۴۶...... کیونکہ ختم نبوت جھوٹی نبوتوں کے بجھانے کی قوت وطاقت رکھتی ہے۔

فھذا والمسیلم کاذبان	بدعوات وانباءِ جعال

۲۴۷...... پس یہ شخص اور مسیلمہ دونوں اپنی جعلی دعوت ونبوت میں جھوٹے ہیں۔

ھما کانا کذبین فغابا	بظلمات اللعان والبھال

۲۴۸...... وہ دونوں جھوٹے تھے اور لعنت وپھٹکار کی تاریکیوں میں گم ہوگئے۔

ھما ماتا وغابا فی ھلاک	بسیفاتٍ وموتات الدمال

۲۴۹...... وہ دونوں مر گئے اور تلوار وہیضہ کی موت سے ہلاکت کے اندر چلے گئے۔

غلام الکفر ادنیٰ من یریع	بتجویبِ وتحلیل السوال

۲۵۰...... کفر کا غلام جواب دینے اور حل سوالات میں چھوٹے جگنو سے بھی کم تر ہے۔

یریع من غلام کان اوعیٰ	بتردید المسائل بالدلال

۲۵۱...... چھوٹا جگنو دلائل کے ساتھ مسائل کے حل کرنے میں زیادہ سمجھدار ہے۔

وھذا دودۃ نتناء دین	واعنی من خنا فس الدجال

۲۵۲...... یہ شخص دین کا بدبودار کیڑا ہے اور میری مراد یہ ہے کہ وہ گوبری کیڑوں میں سے ہے۔

وفی الاسلام ھذا دود قذرٍ	داد الدین من قلم المغال

۲۵۳...... یہ شخص اسلام کے اندر نجاست کا کیڑا ہے۔ کیونکہ مغلوں کے قلم سے دین میں کیڑے آجاتے ہیں۔

وفی تخریب دین ذا کدود	واعنیہ کدودات الضلال

۲۵۴...... یہ شخص دین کی تخریب میں ایک کیڑے کی مانند ہے اور میری مراد یہ ہے کہ وہ گمراہی کے کیڑوں میں سے ایک ہے۔

مضل لم ضلال یقیناً ودجال باقوال دغال

۲۵۵...... یہ شخص یقیناً گمراہ کن اور پھر خود اپنے فریبی اقوال میں گمراہ اور دجال ہے۔

وعندی ذا کخفاش عمی یری ختم النباء بالحوال

۲۵۶...... میرے نزدیک یہ شخص نابینا خفاش ہے جو ختم نبوت کو بھینگا پن سے دیکھتا ہے۔

وفی اجراء نبا ذاغویٌ یغویٌ الناس عن ختم الرسال

۲۵۷...... اور یہ شخص اجرائے نبوت کے اندر گمراہ ہے جو لوگوں کو ختم رسالت سے گمراہ کرتا ہے۔

یری اجراء نبات جویزًا بمنظرات وابصار حوال

۲۵۸...... وہ اجرائے نبوت کو بھینگی نگاہوں اور آنکھوں سے جائز دیکھتا ہے۔

ولکن لایری ختام نبا بختمات النباء ذا کمال

۲۵۹...... لیکن وہ خاتم النّبیین کو ختم نبوت میں کامل نہیں دیکھتا۔

یراہ ناقصاً فی ختم نبا بنقص العقل او فسق الخیال

۲۶۰...... وہ اپنے نقص عقل یا فسق خیال کی وجہ سے خاتم النّبیین کو ختم نبوت میں ناقص دیکھتا ہے۔

یراعات رأت انوار شمس لانوارٍ ختوماً بالکمال

۲۶۱...... جگنوؤں نے آفتاب کے انوار کو مکمل طور پر سب انوار کا خاتم دیکھ لیا ہے۔

ولکن عند ھذا شمس نبا بختم النبا قصار وال

۲۶۲...... لیکن اس شخص کے نزدیک نبوت کا سورج ختم نبوت کے اندر قاصر اور عاجز ہے۔

غلام احمد خفاش دہن ووطواط المغال بالمغال

۲۶۳...... غلام احمد دین کا خفاش ہے اور غول گاہ کے اندر مغلوں کا چمگادڑ ہے۔

کخفاش یری من عین عمی نھار النبا ظلمات اللیال

۲۶۴...... یہ شخص خفاش کی مانند اپنی اندھی آنکھ سے نبوت کے دن کو راتوں کی تاریکی دیکھتا ہے۔

فی ابوۃ النبی روحاً وامومۃ نبوتہ دیناً

نبی کے روحانی باپ ہونے اور اس کی نبوت کے دینی ماں ہونے کے بارے میں

ابونا احمد فی الدین حقاً وارسالتہ ام تعالی

۲۶۵...... سچ سچ ہمارا دینی باپ حضرت احمد ہے اور اس کی رسالت ہماری بالاتر ماں ہے۔

رضینا ہ ابا دین بحق فصرنا ہ کا ولا دو ال

۲۶۶...... ہم سچ سچ اس کے دینی باپ ہونے پر راضی ہیں اور ہم اس کی آل واولاد کی مانند بن گئے۔

وانا آلہ المختار دیناً وھٰذا والد دینا موال

۲۶۷...... ہم دینی طور پر اس کی برگزیدہ اولاد ہیں اور یہ ہمارا مہربان دینی باپ ہے۔

فامنا بہ حقاً وصدقاً وصرناہ کابناء الحلال

۲۶۸...... ہم راستی اور صداقت سے اس پر ایمان لائے اور اس کے حلالی بیٹے بن گئے۔

فھٰذان لنا ابوان دیناً ولاہوین انا کالطفال

۲۶۹...... پس یہی دونوں (نبی و نبوت) ہمارے دینی ماں باپ ہیں اور ہم یقیناً ماں باپ کے لئے بچوں کی مانند ہیں۔

ابونا واحد فی دین حق وما من مسلم عنہ بوال

۲۷۰...... سچے دین کے اندر ہمارا ایک باپ ہے اور کوئی مسلمان اس باپ سے منحرف نہیں ہے۔

کذاک الام ووحدیٰ وسط دین لنا حتی الممات والاجال

۲۷۱...... اسی طرح پر دین کے اندر مرتے دم تک ہمارے صرف ایک ماں ہے۔

کفی فینا اب ام بدین ولکن دینھم عن ذین خال

۲۷۲...... ہمارے اندر دینی طور پر ایک باپ اور ایک ماں کافی ہے۔ لیکن ان لوگوں کا دین ان دونوں سے خالی ہے۔

لھم ابوان والامان دیناً ھو واھم فی حرام من حلال

۲۷۳...... دین میں ان کے دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ حلال کو چھوڑ حرام میں گر گئے۔

لھم ابوان محمود و مرزا ونبا اذین اماھم ولالی

۲۷۴...... حضرت محمودؐ اور مرزا ان کے دو دینی باپ ہیں اور ان کی دو نبوتیں میرے بغیر ان کی دو مائیں ہیں۔

فلذا لاہوین مرزائی ومرزا لذا ھذا لعین ذوالھال

۲۷۵...... پس مرزا اور مرزائی دو باپوں والا ہے۔ اسی لئے یہی مرزائی ملعون ومردود ہے۔

علمنا احمد المحمود فینا ابا فی دیننا لا فی النسال

۲۷۶...... ہمیں علم ہے کہ ستودہ احمدؐ ہمارے اندر دینی باپ ہے اور نسل ونسب کا باپ نہیں ہے۔

رسالات لمحمود کام فاغواھا غلام بالغھال

۲۷۷...... حضرت محمودؐ کی رسالت دینی ماں کی مانند ہے جسے غلام احمد نے دغا سے اغوا کرلیا۔

علمنا ان ذا زناء ام وزانی الام خعام الرذال

۲۷۸...... ہمیں علم ہے کہ یہ شخص اپنی دینی ماں کا زانی ہے اور ماں کا زانی رذیل اشخاص کا غلام ہے۔

ومن یأت بخبث ام دین یکن فی الدین خباث الازال

۲۷۹...... اور جو شخص اپنی خباثت سے اپنی دینی ماں کا فاعل بنتا ہے تو وہ دین کے اندر روز ازل کا خبیث ہے۔

اتی ھذا بخبث ام دین کما قد جاء نا خبر معال

۲۸۰...... یہ شخص اپنی خباثت سے دینی ماں کا فاعل بنا، جیسا کہ ہمارے پاس ایک بالاتر حدیث آئی ہے۔

وھم قد زوجوہ ام دین وھذا منھم شر الخصال

۲۸۱...... ان لوگوں (مرزائیوں) نے دینی ماں سے اس کی شادی کردی اور یہی بات ان کی طرف سے ایک شریر عادت ہے۔

غلام کافر زواج ام ومنھا مولد ولد البطال

۲۸۲...... وہ کافر غلام دینی ماں سے شادی رچانے والا ہے اور اس ماں سے حرام اولاد کو جنم دینے والا ہے۔

غلام ھندی مغو مرید وزواج بام بالضلال

۲۸۳...... ہندو غلام مردود مغوی ہے اور اپنی گمراہی کی وجہ سے اپنی دینی ماں سے شادی کرنے والا ہے۔

فان ھم صدقوا زناء ام زنوا ھم مثلہ ام المLال

۲۸۴...... پس اگر ان لوگوں نے ماں کے زانی کی تصدیق کردی ہے تو انہوں نے بھی اس کی مانند اپنی دینی ماں سے زنا کیا ہے۔

علیکم اھل مرزا ان تعوبوا بصدق عن غلام من مغال

۲۸۵...... اے مرزائیو! تم پر لازم ہے کہ تم صداقت کے ساتھ مُغلوں کے غلام سے توبہ کرلو۔

والا انتم من اھل کفر وقعتم من سلام فی وبال

۲۸۶...... ورنہ تم اہل کفر میں سے ہو اور سلامتی کو چھوڑ کر ہلاکت میں گر چکے ہو۔

ھویتم قعر نار من جنان ومن دین صفی فی ضلال

۲۸۷...... تم بہشت کو چھوڑ کر آگ کی تہہ میں گرے ہو اور ستھرے دین کو چھوڑ کر گمراہی میں پڑے ہو۔

فی خلوص الاسلام وغشاشة دین الغلام

اسلام کے خالص ہونے اور دین غلام کے کھوٹا پن کے بارے میں

ودینی خالص اصلاً وفرعاً ودین الغیر مغشوش الاصال

۲۸۸...... میرا دین اصول وفروع میں خالص ہے اور دین اغیار کے اصول کھوٹے اور ملاوٹ دار ہیں۔

غلام الهند مهدی ومسیح وهذا غش سهل بالمحال

۲۸۹...... ہندی غلام مہدی اور مسیح ہے اور یہ آسان کو مشکل میں ملاتا ہے۔

اباه قد نفی هذا مسیحاً ومهدی من آباءٍ کآل

۲۹۰...... اس نے مسیح بن کر اپنے باپ کی نفی کر دی ہے اور مہدی آباؤ اجداد سے اولاد کی مانند ہوا ہے۔

وللمهدیّ ام بعد ابوٍ کما للناس خلقًا او کمالی

۲۹۱...... مہدی کے لئے باپ کے بعد ماں ہے۔ جیسا کہ پیدائش میں لوگوں کے لئے اور میرے لئے ہے۔

وعیسیٰ قد اتی فینا بامٍّ بلا ابوٍ بلا طور النسال

۲۹۲...... اور عیسیٰ طریق نسل کے خلاف بن باپ صرف ماں کے ساتھ ہمارے اندر آیا۔

وهذا غشّ دین فی غلام بجهلٍ او حماقٍ او غفال

۲۹۳...... اور اس شخص نے ان دونوں کو جہالت، حماقت اور غفلت کی وجہ سے غلام احمد میں ملا دیا۔

غلام الهند غشاش صریحاً بمهدیّ وعیسانا المعال

۲۹۴...... ہندی غلام صراحۃً مہدی اور اونچے عیسیٰ میں ملاوٹ کرنے والا ہے۔

وایقنّا هما مرأین حقاً بلاریب وتشکیک ببال

۲۹۵...... ہم نے ان دونوں کو سچ مچ اور قلبی شک وشبہ کے بغیر دو آدمی یقین کر لئے ہیں۔

فمهدیّ امیرٌ لی بحقٍ وعیسیٰ خلف مهدی کتال

۲۹۶...... پس سچ مچ مہدی میرا امیر ہے اور عیسیٰ مہدی کے پیچھے ایک پیروکار کی مانند ہے۔

متیٰ ینزل یطع مهدی دین بحالٍ ثم قالٍ کل حال

۲۹۷...... جب وہ نازل ہوگا تو ہر حالت میں دین کے مہدی کی اپنے قول وقلب سے اطاعت کرے گا۔

یصلی خلف مهدی یقیناً ویقفوا اثره مثل التوال

۲۹۸...... وہ یقیناً مہدی کے پیچھے نماز پڑھے گا اور تابعین کی طرح اس کے نقش قدم پر چلے گا۔

هما مرآن فینا فی حدیثٍ رویناه باسنادٍ ثقال

۲۹۹...... ایک حدیث کی وجہ سے جو زنی اسناد سے مروی ہے۔ ہمارے اندر وہ دونوں مردہ ہوں گے۔

ولکن عند ذا مران مرء وعندی ظنہ ظن الخبال

۳۰۰...... لیکن اس شخص کے نزدیک دو آدمی ایک آدمی بن جاتا ہے اور میرے نزدیک اس کا گمان گمان فساد ہے۔

فیعلوا بعد نزل فی دمشق علیٰ دجال ھودٍ بالقتال

۳۰۱...... پس وہ دمشق میں نازل ہونے کے بعد بذریعہ جہاد وقتال یہودی دجال پر غالب آئے گا۔

فیفنیہ بباب اللدّ قھراً بسھمٍ اوبا سیافٍ سلال

۳۰۲...... پس عیسیٰ اُسے باب لد پر تیر یا بے نیام تلواروں سے جبراً ہلاک کرے گا۔

لعیسیٰ معجزات من الٰہٍ وھذا ظنھا عمل الرمال

۳۰۳...... خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ کو معجزات ملے ہیں اور اس شخص نے ان کو عمل رمال گمان کیا ہے۔

ااحیاء لمیت عمل رملٍ وقد کانت عظامات بوال

۳۰۴...... کیا ایک مردہ کو زندہ کرنا رمالی کا کام ہے؟ حالانکہ ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں۔

علمنا ان عیسیٰ فی سماءٍ سیاتی من سماءٍ بالجلال

۳۰۵...... ہمیں علم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان کے اندر ہے۔ جو شان وعظمت کے ساتھ آسمان سے آئے گا۔

ولمّا کان ھذا روح حقٍ تاوّیٰ فی سمٰوٰت عوال

۳۰۶...... جب عیسیٰ روح اللہ ہے تو اس نے اونچے آسمانوں میں پناہ لے لی ہے۔

وروح اللہ آوٰی فی سماءٍ وقالوا انہ فی القبر بال

۳۰۷...... روح اللہ آسمان میں مقیم ہے اور انہوں نے کہہ دیا کہ وہ قبر میں گل سڑ گیا۔

وغشوا فی نبیٍ امتی کما غشوا حلیباً بالزلال

۳۰۸...... انہوں نے نبی اور امتی میں اس طرح پر ملاوٹ کر دی۔ جیسا کہ انہوں نے دودھ اور صاف پانی میں ملاوٹ کر دی ہو۔

نبیّاً امتیّاً ان اتاھم اتیٰ فیھم ظلیمٌ بالدلال

۳۰۹...... اگر وہ شخص ان کے پاس امتی نبی بن کر آ گیا ہے تو ان کے اندر ناز وادا سے ایک شترمرغ آ گیا۔

وان هم قد قوافیہ رقاءً   اتیٰ بغل لدیهم من بغال
۳۱۰...... اگر انہوں نے اس شخص میں ترقی کر لی ہے تو تمہارے ان کے پاس ایک خچر آ گیا ہے۔
غلام قد تسوی مع ظلیم   کما هقل تسوّی مع هقال
۳۱۱...... غلام احمد شتر مرغ کے ساتھ برابر ہو گیا ہے۔ جیسا کہ شتر مرغ شتر مرغوں کے ساتھ برابر ہو گیا۔
هما سیان فی المفهوم حقاً   وهذا القول قول للقبال
۳۱۲...... وہ دونوں سچ مچ اپنے مفہوم میں برابر ہیں اور یہی بات قبول کر لینے کی بات ہے۔
وهذا من نبی امعی   وبغل من اتان والخیال
۳۱۳...... غلام احمد نبی اور احمق سے مل کر بنا، اور خچر، گدھی اور گھوڑوں سے مل کر بنتا ہے۔
له فی دینه شبها ظلیم   فذا اصل وهذا کالنقال
۳۱۴...... اس کے لئے دین کے اندر شتر مرغ کی دو نسبتیں ہیں۔ پس یہ اصل ہے اور وہ نقل ہے۔
وان النقل طباق لاصلٍ   ونقل مثل اصلٍ فی الشکال
۳۱۵...... بلا شبہ نقل اصل کے مطابق ہے اور نقل شکل وصورت میں اصل کی مانند ہوتی ہے۔
فذا حقاً سویّ مع ظلیم   کما نقل سویّ مع اصال
۳۱۶...... پس یہ شخص سچ مچ شتر مرغ کے برابر ہے۔ جیسا کہ نقل اپنے اصل کے برابر ہوتی ہے۔
وجدناه ظلیم الدین حقا   وتالوه لدیه کالرئال
۳۱۷...... ہم نے حقیقتاً اسے دین کا شتر مرغ پایا ہے اور اس کے تابعین اس کے ارد گرد شتر مرغ بچے ہیں۔
ولما جاء کم هذا ظلیماً   فقیّده بقفص او شکال
۳۱۸...... اور جب یہ شخص تمہارے پاس شتر مرغ بن کر آیا ہے تو تو اس کو پنجرے میں یا رسی سے باندھ لے۔
وان هذا اتاکم مثل بغلٍ   فربّطه برسن او عقال
۳۱۹...... اور اگر یہ شخص تمہارے پاس خچر کی مانند آیا ہے تو تو اس کو رسی یا عقال سے پابند کر لے۔
والّا طار منکم مثل زاغ   ام الصلاة فرت من حبال
۳۲۰...... ورنہ وہ تم سے کوے کی مانند اڑ گیا۔ یا ایک غول رسیوں سے بھاگ گئی۔
علمنا انه غشاش دهن   وغش الدهن من شر الفعال
۳۲۱...... ہمیں علم ہے کہ یہ شخص دین میں ملاوٹ کرنے والا ہے اور دین میں ملاوٹ کرنا ایک برا فعل ہے۔

وان الغشّ فی الاسلام الم — وهذا الغشّ من خبث الخصال

۳۲۲...... بلاشبہ اسلام کے اندر ملاوٹ کرنا ایک گناہ ہے اور یہی ملاوٹ ایک خبیث عادت ہے۔

وان الغشّ فی دین الام — عظیم عند عظام الرجال

۳۲۳...... معظم مردوں کے نزدیک دین میں ملاوٹ کرنا ایک عظیم گناہ ہے۔

فمرزا کم فلیج النصف دیناً — وانتم خلف مفلوج المغال

۳۲۴...... پس تمہارا مرزا دینی طور پر آدھے حصہ کا مفلوج ہے اور تم لوگ ایک مفلوج مغل کے پیچھے چل رہے ہو۔

دعوا مفلوج دین واحذروہ — وعودونا باھلیکم وال

۳۲۵...... تم دین کے مفلوج کو چھوڑ کر اس سے بچ کر رہو اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہمارے پاس آجاؤ۔

فی الغلام ونبوته الظلّیّة

غلام احمد اور اس کی ظلی نبوت کے بارے میں

وهذا ادّعیٰ ظلی نبا — وما ذا ظل محمود المعال

۳۲۶...... اس شخص نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ شخص بالاتر محمودؐ کا ظل نہیں ہے۔

ولکن ظل شیطان /۱۳۰۰ لعین — لذا هذا بهیل من بهال

۳۲۷...... لیکن یہ شخص شیطان لعین کا ظل ہے۔ اسی لئے ملعونوں میں سے ایک ملعون ہے۔

وهذا ظل شیطان /۱۳۰۰ عداداً — کما قد قال عداد المعال

۳۲۸...... یہ شخص اعداداً ظل شیطان ہے۔ جیسا کہ عظمتوں والے ایک عدد شناس نے کہا ہے۔

فشیطان تسرّی فیه ظلاً — فافشاه نبیا ذا ظلال

۳۲۹...... ظلی طور پر شیطان اس میں سرایت کر گیا۔ پھر اسے ظلی نبی بنا کر ظاہر کر دیا۔

تسوّی ظل شیطان غلاماً — لذا هذا نفیٰ ختم الرسال

۳۳۰...... شیطان کا ظل غلام احمد بن گیا۔ اسی لئے اس شخص نے ختم رسالت کی نفی کر دی ہے۔

نفیٰ ایضاً ختام النبا جزواً — وهذا منه تنقیص الکمال

۳۳۱...... نیز جزوی طور پر ختم نبوت کی بھی نفی کر دی ہے اور یہی بات اس کی طرف سے ایک کمال کی تنقیص ہے۔

وایضاً قد نفیٰ من دین حقٍ — جهاد الدین فی شوق الضلال

۳۳۲...... اور نیز گمراہی کے شوق میں اس نے دین حق سے جہاد دین کی نفی کردی ہے۔

نفی الابلیس بدأ النبا حمقاً وھٰذا عن ختام النبا خال

۳۳۳...... شیطان نے اپنی حماقت سے ابتدائے نبوت کی نفی کردی اور یہ شخص ختم نبوت سے خالی ہوگیا۔

فابلیس لبدأ النبا نافٍ وذا فی ختم نبا غیر سال

۳۳۴...... پس ابلیس ابتدا کا منکر ہے اور یہ شخص ختم نبوت کے اندر غیر مطمئن ہے۔

وابلیس بآدم فی غزاءٍ وفی المحمود ھٰذا فی قتال

۳۳۵...... ابلیس آدم علیہ السلام سے لڑتا ہے اور یہ شخص ختم نبوت سے جنگ کرتا ہے۔

وخلفی آدم شقت علیہ وختم النبا مشق للمغال

۳۳۶...... خلافت آدم اس (ابلیس) پر ناگوار رہی اور ختم نبوت مغلوں کو شقی بناتی ہے۔

وابلیس بادم فی شقآء واوباش بختم النبا قال

۳۳۷...... ابلیس بوجہ آدم علیہ السلام کے شقی بنا اور اوباش شخص ختم نبوت کا بدخواہ ہے۔

شقی ھٰذان فی امر وحیدٍ وذا بدأ وختم للرسال

۳۳۸...... یہی دونوں شخص ایک ہی بات میں بدبخت ہوئے اور یہ چیز رسالت کی ابتدا وانتہاء ہے۔

فابلیس ببدأ النبا قالٍ وذا فی ختم نبا من قوال

۳۳۹...... پس ابلیس ابتدائے نبوت کا بدخواہ ہے اور یہ شخص ختم نبوت کے بدخواہوں سے ہے۔

بداء النبا مع اختتام نبا کنورین من انوار عوال

۳۴۰...... ابتدائے نبوت مع ختم نبوت کے انوار عالیہ میں سے دو نور ہیں۔

فابلیس ومرزا من خفاش وخفاش عن الانوار جال

۳۴۱...... پس ابلیس اور مرزا چمگادڑوں میں سے ہیں اور چمگادڑ انوار سے جلاوطن ہونے والا ہے۔

وعندی ان ذان من وطاطٍ ووطواط عن الانظار خال

۳۴۲...... میرے نزدیک یہی دونوں چمگادڑ ہیں اور چمگادڑ دیکھنے سے خالی ہوتا ہے۔

ختام نبا شاک من غلام وبدأ النبا من شیط البھال

۳۴۳...... ختم نبوت غلام احمد سے شاکی ہے اور ابتدائے نبوت مردود شیطان سے۔

اردنا ان نحلّی ذا غلاماً لجاماً مثل فرس اوبغال

۳۴۴...... ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس غلام کو گھوڑے یا خچروں کی طرح لگام لگادیں۔

وایضاً قد اتیناہ بمخلی بخلی ذا علی فیہ المخال

۳۴۵...... اور نیز ہم اس کے پاس ایک توبرا لائے ہیں جس کو ہم اس کے گھاس چرنے والے منہ پر لگائیں گے۔

لعلّ الله ینهاه بذین عن الافساد فی ختم الرسال

۳۴۶...... شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں ذریعوں سے، اس کو ختم رسالت کے بگاڑنے سے روک لے گا۔

بانف المغل انا قد زممنا زمامین کازمام الجمال

۳۴۷...... ہم نے مغل کی ناک میں اونٹ کی مہاروں کی طرح دو مہاریں لگادی ہیں۔

علمنا ان ذین منها عن التخریب فی دین الکمال

۳۴۸...... ہمیں علم ہے کہ یہ دونوں مہاریں اس کو تخریب دین سے روک لیں گی۔

علیه لعنة من دین حق الیٰ یوم القیامة فی مغال

۳۴۹...... دین حق کی طرف سے غول گاہ (قادیان) کے اندر اس پر روز قیامت تک لعنت رہے گی۔

فی الغلام وجهاد الاسلام

غلام احمد اور جہاد اسلام کے بارے میں

جهاد الدین مقتول بهند واهل الهند قتال القتال

۳۵۰...... دینی جہاد ہندوستان کے اندر مقتول ہوگیا اور اہل ہند جہاد وقتال کے قاتل ہیں۔

واعنی قد اتی هذا قتیلاً بقلم ذی ضلال من مغال

۳۵۱...... میری مراد یہ ہے کہ مغلوں کے ایک گمراہ قلم سے یہی جہاد مقتول ہوگیا۔

غلام الهند غول من مغال فاردی ذا جهادًا باغتیال

۳۵۲...... ہندی غلام مغلوں میں سے ایک غول ہے۔ جس نے دھوکے سے اسی جہاد کو قتل کردیا۔

مضیٰ هذا جهاد بعد قتل الیٰ رب مغیث کلّ حال

۳۵۳...... یہی جہاد اپنے قتل کے بعد ہمیشہ کے فریادرس خداتعالیٰ کے پاس چلا گیا۔

فلمّا انتهی فی عرش رب بکیٰ فیه باصوات عوال

۳۵۴...... جب وہ خداتعالیٰ کے عرش میں پہنچا تو وہ اس میں اونچی آوازوں کے ساتھ رودیا۔

بکیٰ فیه لدیٰ رب رحیم وادوام علیه فی السیال

۳۵۵...... وہ رب رحیم کے آگے آسمان کے اندر رویا اور خون اس پر بہہ رہا تھا۔

فقال الرب من انتم بعرش وما عرش لدون الله خال

۳۵۶...... اس پر خداتعالیٰ نے کہا کہ عرش کے اندر تم کون لوگ ہو، حالانکہ عرش خدا غیر خدا کے

لئے خالی نہیں ہے۔

لـمـا ذا قـد الـتـم عـرش رب — انـا الله بـعـرش الله جـال

۳۵۷...... تم لوگ خدا کے عرش پر کیوں آ گئے ہو۔ میں خدا عرش خدا پر جلوہ نما ہوں۔

فھـذا مستغیـث قـد تـبـکـی — بـلا راسٍ لـدیٰ رب الـجـلال

۳۵۸...... اس پر یہ فریادی بغیر سر کے رب جلال کے آگے رو پڑا۔

فـقـال الله لا تـبـکـی وقـل لـی — وعـنـد الله مـن بـعـد تـعـال

۳۵۹...... اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ رو اور مجھ سے بات کر اور دوری کو چھوڑ کر خدا کے پاس آ جا۔

فـلـمـا انتھی فـی قـرب رب — تـبـکـی عـرشُ ربٍ بـالـعـوال

۳۶۰...... جب وہی جہاد قرب خدا میں پہنچا تو خدا کا عرش دھاڑیں مار کر رو دیا۔

تـبـکـی ذا جـھـاد ثـم بـکـی — مـلاکـاً فـی سـمٰـوٰتِ عـوال

۳۶۱...... یہ جہاد خود رویا پھر اس نے اونچے آسمانوں کے فرشتوں کو رلا دیا۔

فـقـال الله صـبـراً فـی الـبـلایـا — وصـبـر فـی الـبـلایـا کـالـخـلال

۳۶۲...... اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ مصیبتوں کے اندر صبر کرو۔ کیونکہ مصائب میں صبر کرنا حل مشکلات ہے۔

قتـیـل الـغـول الـشـیٔ عـنـد رب — صـبـرنـا ربـنـا صـبـر الـجـمـال

۳۶۳...... غول کے مقتول نے خدا تعالیٰ کے سامنے ظاہر کیا کہ اے خدا ہم نے صبر جمیل کو اپنا لیا ہے۔

ولـکـن انـتـقـم مـن ذا غـلام — ومـوّتـه بـمـوتٍ فـی الـدجـال

۳۶۴...... لیکن اسی غلام احمد سے انتقام لے اور اسے گوبر میں مرنے کی دعوت دے۔

بـلاحـقٍ قـتـلـنـا انـا قـتـلـنـا مـن غـلام — ربـنـا انـا قـتـلـنـا فـی الـمـغـال

۳۶۵...... ہم بلا جواز غلام احمد سے مقتول ہو گئے۔ ہمیں دیکھ لے کہ ہم غول گاہ کے اندر قتل ہو گئے۔

غـلام الـھـنـد قـطـاع لـراسـی — وراسـی فـی کـتـابـات الـمـغـال

۳۶۶...... ہندی غلام میرے سر کا کاٹنے والا ہے اور میرا سر مغلوں کی کتابوں کے اندر موجود ہے۔

فـقـال الله انـا قـد رأیـنـا — قـتـلـتـم یـا جـھـادی بـالـغـیـال

۳۶۷...... اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اے میرے جہاد! تم دغا و فریب سے مقتول ہوئے ہو۔

قـتـلـتـم یـا جـھـادی مـن غـلام — بـلا حـق وقـتـلٍ بـالـقـتـال

۳۶۸...... اور میرے جہاد! تم غلام احمد کی جانب سے بلاوجہ اور بغیر قتل بالقتل کے مقتول ہوئے ہو۔

فماذا سائل منی جہادی سلوا العطوا جواباً للسوال

۳۶۹...... اے میرے جہاد! تم مجھ سے کیا مانگتے ہو۔ سوال کرو تم کو سوال کا جواب مل جائے گا۔

فالفشیٰ ذا جہاد عند ربٍ امعہ فی مغاط او مبال

۳۷۰...... اسی جہاد نے خدا تعالیٰ کے سامنے ظاہر کیا کہ اسے ٹٹی گاہ میں یا پیشاب گاہ میں موت دے۔

فاعطی ربہ ما سال منہ بنعجلات بلا وعدِ المہال

۳۷۱...... اس پر خدا تعالیٰ نے اس کو بلا مہلت جلدی سے دے دیا جو کچھ اس نے خدا سے مانگا تھا۔

تہوّیٰ ذا غلام فی ہلاک بلاہورٍ بقیءٍ والسہال

۳۷۲...... یہی غلام احمد لاہور کے اندر قے اور اسہال کے ساتھ ہلاکت میں گر گیا۔

مضیٰ ہذا شقی فی ہلاک وواراہ مغال فی مغال

۳۷۳...... یہی بدبخت ہلاکت میں چلا گیا اور مغلوں نے اسے غول گاہ میں دفن کر دیا۔

وما لاہور ناطابت بنعش فالقتہ الیٰ ارض البطال

۳۷۴...... جب ہمارا لاہور اس لاش سے خوش نہ ہوا تو اس کو ارض کا ذبین کی طرف پھینک دیا۔

فدار الحرب وارت نعش غولٍ بقبرٍ عند شجراتِ ظلال

۳۷۵...... اس پر دار الحرب نے غول کی لاش کو، سایہ دار درختوں کے پاس ایک قبر میں چھپا دیا۔

مضیٰ روح خبیث تحت ارض بکذباتٍ وامکار الضلال

۳۷۶...... خبیث روح اپنی گمراہی کے اکاذیب وفریبات کو لے کر زمین کے نیچے چلی گئی۔

ولما ارضعتہ دار کفرٍ دعتہ بعد موتٍ للوصال

۳۷۷...... جب دار الکفر نے اسے دودھ پلایا تھا تو مرنے کے بعد ملاقات کے لئے اسے بلا لیا۔

وکانت دار حرب امّ ہذا رثت امّ علیٰ ولدٍ وال

۳۷۸...... جب دار الحرب اس شخص کی ماں تھی تو ماں نے اپنی آل واولاد پر ماتم کیا۔

جلت عن ہندہ ام بغمٍّ وجاءت ام اخریٰ للظلال

۳۷۹...... ایک ماں غم کے ساتھ اس کے ہندوستان سے چلی گئی اور اس پر سایہ کرنے کے لئے دوسری ماں آ گئی۔

مضت الفرنج ہندٍ عن مغولٍ فضلتہم ہنود بالدوال

۳۸۰...... جب ہندوستان کے فرنگی مغلوں کو چھوڑ کر چلے گئے تو ہندوؤں نے ان پر اپنی حکومت کا

سایہ ڈال دیا۔

مضیٰ کفر اتیٰ کفر علیھم رضوا فی الکفر جمعاً بالبوال

۳۸۱...... ایک کفر چلا گیا تو دوسرا کفران پر آ گیا۔ وہ سب کے سب اپنے کفر میں دل سے رضامند ہو گئے۔

غلام کفر راضٍ بکفر وفی المثوی بہ راضٍ وسال

۳۸۲...... کافر غلام اپنے کفر کے ساتھ خوش ہے اور اپنی قبر کے درمیان اسی کفر سے راضی اور خوش ہے۔

اتیٰ کفر علیہ مثل رکبٍ وھذا تحت کفرٍ کالبغال

۳۸۳...... کفر سواروں کی طرح اس پر سوار ہو گیا اور یہ شخص کفر کے نیچے خچروں کی طرح بن گیا۔

اتیٰ ھذا کمرکوب لکفر ورکب فوقہ مثل الجلال

۳۸۴...... یہ شخص کفر کی سواری بن کر آ گیا اور سوار اس پر جل کی مانند بیٹھ گئے۔

فی الغلام واعداد الحروف

غلام احمد اور اعداد حروف کے بارے میں

غلام الھند ھنادٍ بکفرٍ وکفرہ ھندۃ ذات الجمال

۳۸۵...... ہندی غلام کفر کا عاشق ہے اور کفر اس کے نزدیک ایک حسین ہندہ عورت ہے۔

فرنج قد مضوا فیہ بمالٍ وھذا قد مضیٰ فیھم ببال

۳۸۶...... فرنگی لوگ اس میں مال کی مدد سے اثر کر گئے اور یہ شخص ان میں تہہ دل سے اثر کر گیا۔

الت الفرنج ھند مثل ھندٍ فالفرنج وذا ام وال

۳۸۷...... ہندوستان کے فرنگی ہندہ عورت بن گئے۔ اس پر فرنگی اور یہ شخص ماں بیٹا قرار پائے۔

ھم ربّوہ فیھم مثل الٍ وال بعدھم وآل لمال

۳۸۸...... انہوں نے اس شخص کو اپنے اندر اولاد کی مانند پالا اور ان کی یہی اولاد ان کے بعد مال کی مالک بنی۔

مضیٰ عن ھند ھم الفرنج ھندٍ وذا من مالھا المتروک مال

۳۸۹...... ہندوستان کے فرنگی اپنی ہند سے چلے گئے اور یہ شخص اسی ہند کے متروک مال سے پر ہو گیا۔

مضوا عن مال ھند مثل جالٍ ومن اموالھم ذا غیر جال

۳۹۰...... یہ لوگ ایک جلاوطن آدمی کی طرح ہندوستانی دولت کو چھوڑ گئے اور یہ شخص ان کے اموال سے جلاوطن نہیں رہا۔

ولـمّـا كـان ذا فيهم كـالٍ — الـى آل لامـوال كـموالِ

۳۹۱...... اور جب یہ شخص ان کے اندر اولاد کی مانند تھا تو یہی اولاد ان کے اموال کی مالک بن گئی۔

الـى هـذا لهم والٍ لـمـالٍ — ومـن اموالهم ذا غير خـال

۳۹۲...... یہ شخص ان کے مال کا مالک بن گیا اور یہ شخص ان کے اموال سے خالی نہیں رہا۔

غـلام كـافـر آل لـكـفـرٍ — وآل الكفر تحت الكفر سال

۳۹۳...... کافر غلام کفر کی اولاد ہے اور کفر کی اولاد کفر کے نیچے خوش رہتی ہے۔

بقى آل لكفـر فى حيوةٍ — مضى آلا لـه بعد الـرجـال

۳۹۴...... وہ اپنی زندگی میں کفر کی اولاد بنا رہا اور اپنی رحلت کے بعد ال کفر بن کر چل بسا۔

وهـذا ظـل شيطان /۱۳۰۰ بديـن — وفـى هـذيـن انـى فـى جـدال

۳۹۵...... یہ شخص دین کے اندر ظل شیطان ہے اور بلا شبہ میں ان دونوں کے اندر جھگڑا رکھتا ہوں۔

وانـى خـائـف مـن ذيـن حـقـاً — بـلاريـب وشـبـهـات بـبـال

۳۹۶...... سچ مچ بغیر قلبی شک وشبہ کے میں ان دونوں سے خائف ہوں۔

اذا لشيطـن مـع ظـل بـلاءٌ — لابـائـى واخـوانـى وآلـى

۳۹۷...... کیونکہ شیطان اپنے ظل کے ساتھ میرے آباؤ اجداد اور میرے بھائیوں اور میری اولاد کے لئے ایک مصیبت ہے۔

عـلـمـنـا ان ظلاً مثل ميتٍ — ومـا ظـل لشيطـان بـآل

۳۹۸...... ہمیں علم ہے کہ سایہ ایک مردہ کی طرح ہوتا ہے اور ظل شیطان عاجز و قاصر نہیں ہے۔

وهـذا الـظـل فى دينى كحيٍ — يـعـاديـنـى ودينـى كـل حـال

۳۹۹...... اور یہی ظل میرے دین کے اندر ایک زندہ کی مانند ہے جو ہر حالت میں مجھ سے اور میرے دین سے عداوت رکھتا ہے۔

رأيـنـا كـل ظـلٍ غير قـالٍ — وهـذا الـظـل كـالاعـداء قـال

۴۰۰...... ہم نے ہر ظل کو بدخواہ کا غیر دیکھا ہے اور یہی ظل دشمنوں کی مانند بدخواہ ہے۔

ولـكـن ظـل شيطـانٍ عدوى — وفـى دينـى بـنـار الحقد صال

۴۰۱...... لیکن ظل شیطان میرا دشمن ہے اور میرے دین کے بارے میں آتش کینہ میں جلتا ہے۔

علـمـنـا ظـل شيطان كمغلٍ — مـغـلٍ فـى كـلام الله عـال

۴۰۲...... ہم نے ظل شیطان کو ایک ایسے مغل کی طرح سمجھا جو کلام خدا کے بارے میں ایک اونچا

فریب کار ہے۔

اتی ذا ظل شیطان المنا وشیطان لہ حام وال

۴۰۳...... یہی ظل شیطان ہمارے پاس آ گیا اور شیطان اس کا حامی و محافظ ہے۔

اتی فینا ولید للبغایا لہ ذا قادیان کالمجال

۴۰۴...... ہمارے اندر ایک حرامزادہ آ گیا اور یہی قادیان اس کی حیلہ گاہ ہے۔

وھذا قد اتی خیلا لکفرٍ وھذا قادیان کالمخال

۴۰۵...... یہ شخص کفر کا گھوڑا بن کر آ گیا اور یہ قادیان اسپ گاہ کی مانند ہے۔

فخلاہ فرنج مثل خیل واغزوہ باسلامی المعال

۴۰۶...... فرنگیوں نے گھوڑے کی مانند اسے گھاس کھلائی اور اس کو میرے بالا تر اسلام کے ساتھ لڑایا۔

غزا ھذا بدین اللہ خیلا ووطی منہ ختمات الرسال

۴۰۷...... اس شخص نے گھوڑا بن کر دین خدا سے جنگ کی اور دین میں سے ختم رسالت کو روند ڈالا۔

وھم ربّوہ فیھم مثل ابنٍ فافشوہ نبیاً ذا ظلال

۴۰۸...... اور انہوں نے اس کو اپنے اندر ایک بیٹے کی مانند پالا پوسا پھر اسے ظلی نبی بنا کر ظاہر کر دیا۔

تربّی فیھم ابناً عزیزاً فھم اباءٌ ذا ھذا کال

۴۰۹...... اس شخص نے ان کے اندر بطور عزیز بیٹا کے تربیت پائی، پس وہ لوگ اس کے باپ ہیں اور یہ شخص اولاد کی مانند ہے۔

وذا اوباش شخص عند دینی ودینی فیہ من اھل الجدال

۴۱۰...... یہ شخص میرے دین کے نزدیک ایک اوباش شخص ؍۱۳۰۰ ہے اور میرا دین اس کے اندر جھگڑا رکھتا ہے۔

اتی فی دیننا اوباش شخص ؍۱۳۰۰ یواغیہ بقلمات صلال

۴۱۱...... ہمارے دین کے اندر ایک اوباش شخص آ گیا جو اپنی تیز قلموں کے ساتھ دین سے لڑتا ہے۔

بتاویل واحیال یواغی فمفکرہ مکاد او محال

۴۱۲...... وہ تاویلوں اور حیلوں سے لڑائی کرتا ہے۔ پس اس کی فکر گاہ ایک فریب گاہ یا حیلہ گاہ ہے۔

رأیناہ یواغی ختم نبا بقلمات کحیات صلال

۴۱۳...... ہم نے دیکھا ہے کہ وہ زہریلے سانپوں جیسی قلموں کی مدد سے ختم نبوت کے ساتھ لڑتا ہے۔

یواغی ختم نباتٍ یقیناً بامکارٍ واحیالٍ محال

۴۱۴...... یہ شخص یقیناً جھوٹے فریبوں اور حیلوں کے ساتھ ختم نبوت سے جنگ وجدال کرتا ہے۔

ولما یات عیسانا الینا — بواغ اھل کفر مع دجال

۴۱۵...... اور جب ہمارا عیسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس آئے گا تو اہل کفر و دجل کے ساتھ جہاد کرے گا۔

فیفنی سیفہ خنزیر دجل — نھاراً فی شعابات الجبال

۴۱۶...... پس اس کی تلوار دجالیت کے خنزیر کو پہاڑیوں کی گھاٹیوں کے اندر زبردستی سے ہلاک کردے گی۔

ویفشی ختم حرب فی مصال — ویاتی من جبال فی سھال

۴۱۷...... اور وہ میدان جنگ کے اندر جنگ کے خاتمہ کا اظہار کرے گا اور وہ پہاڑوں کو چھوڑ کر میدانوں میں آجائے گا۔

ویقسم فی غزاۃ مال غنم — بعجل بعد اختتام القتال

۴۱۸...... وہ جنگ کرنے کے فوراً بعد مال غنیمت کو غازیان جنگ میں تقسیم کرے گا۔

ولکن ذا وبش القوم لما — اتیٰ فینا بدغل مع غلال

۴۱۹...... لیکن جب یہی اوباش قوم اپنے مکروفریب کے ساتھ ہمارے اندر آیا۔

تظنّی دین حق دار حرب — بخبث النفس او ذوق الجھال

۴۲۰...... تو اس نے خبث نفس یا ذوق جہالت کی وجہ سے دین حق (اسلام) کو دارالحرب گمان کرلیا۔

وغیٰ فیہ جہاد الدین حمقاً — باقلام واقوالٍ ضلال

۴۲۱...... اس نے اپنی حماقت سے دین کے اندر گمراہ قلموں اور گمراہ اقوال کے ساتھ جہاد دین سے جنگ کی۔

فاردیٰ ذا غلام ذا جھاداً — والقاہ کمیّتٍ فی مغال

۴۲۲...... پس اسی غلام احمد نے اسی جہاد کو ہلاک کردیا اور اسے غول گاہ کے اندر مردہ کی طرح گرادیا۔

ولما ظنّہ من اھل حرب — لذا القاہ میتاً فی المصال

۴۲۳...... اور جب اس نے جہاد کو اہل حرب میں سے گمان کرلیا تو اسی لئے اسے میدان جنگ میں مار کر گرادیا۔

جھاد الدین عند الغول صید — وقتل الصید من عمل الحلال

۴۲۴...... دینی جہاد غول کے نزدیک ایک شکار ہے اور شکار کا قتل کرنا ایک جائز کام ہے۔

غلام عندنا زاغ قوی/۱۱۲۴ — لنقور ختم نبا باحتیال

۴۲۵...... ہمارے نزدیک غلام احمد زاغ قوی ہے جو حیلہ بازی سے ختم نبوت کو ٹھونگتا ہے۔

اتی زاغاً قویاً من فرنج وھم للزاغ استاذ الحیال

۴۲۶...... وہ فرنگی کی طرف سے زاغ قوی بن کر آ گیا اور وہ اسی کوے کے استاد حیلہ ہیں۔

فربّوہ علیٰ قذرات دجلٍ وقوّوہ بجیفات الدغال

۴۲۷...... پس انہوں نے فریب کی غلاظت پر اس کی تربیت کی اور اسے دغا کے مردار سے طاقتور بنادیا۔

مشیٰ ھذا کزاغ فی مزاغ بغنجاتِ غروراتِ دلال

۴۲۸...... یہ شخص زاغ گاہ کے اندر ناز و ادا اور غرور و تکبر سے چلنے لگا۔

اتیٰ ھذا علیٰ ختمات نبا بمنقارٍ حدیدٍ للجدال

۴۲۹...... یہ شخص لڑنے کے لئے ختم نبوت پر اپنی تیز چونچ لے کر کے آ گیا۔

فقلم الغول منقار لزاغ بذا زاغ اتاہ للقتال

۴۳۰...... پس غول کا قلم ایک زاغ کی چونچ ہے اور کوا یہی چونچ لے کر لڑائی کرنے کے لئے ختم نبوت کے پاس آ دھمکا۔

وغیٰ ختم النبوۃ مثل زاغ بمنقارٍ حدید والمغال

۴۳۱...... یہ شخص کوے کی طرح اپنی تیز چونچ اور تیز پنجوں کے ساتھ ختم نبوت سے لڑ پڑا۔

وانّی مثل شھبازٍ لزاغ وغازٍ فی مغالٍ بالمغال

۴۳۲...... یقیناً میں اسی کوے کے لئے ایک شہباز کی مانند ہوں اور غول گاہ کے اندر مغلوں سے لڑنے والا ہوں۔

وھذا غادرالدین /۱۳۰۰ بحقٍ وغدار لانبا باآل

۴۳۳...... اور یہ شخص سچ مچ دین کا غدار ہے اور اپنی آل و اولاد کے ساتھ تمام نبوتوں کا غدار ہے۔

وایقناہ غدارُ الدین /۱۳۰۰ وملک ثم قومٍ ذی معال

۴۳۴...... ہم نے اس کو دین اور ملک کا اور پھر بالاتر قوم (مسلمانوں) کا غدار یقین کرلیا ہے۔

وذا بالآل والاھلین جمعاً مغلّ فی ختام النبا عال

۴۳۵...... اور یہ شخص اپنے سب اہل و عیال کے ساتھ ختم نبوت کے بارے میں ایک اونچا کھوٹا آدمی ہے۔

قلیٰ ختم النبوۃ فی کمالٍ وتنقیص الکمال کالضلال

۴۳۶...... اس نے ختم نبوت کے کمال سے بدخواہی کی ہے اور کمال کی تنقیص کرنا گمراہی کی مانند ہے۔

غلام الھند ھنّاد بنقصٍ ونقص الکاملین کالمحال

۴۳۷...... ہندی غلام نقصان کا عاشق ہے اور کاملین کا ناقص ہونا محال ہے۔

وما هذا براضٍ من كمالٍ ولا سالٍ باوصاف كمال

۴۳۸...... یہ شخص کسی کمال پر رضامند نہیں ہے اور نہ کمال اوصاف پر مطمئن ہے۔

ولمّا كان نقاصاً بدين تسلّى فى نقاصٍ او اوال

۴۳۹...... اور جب یہ شخص دین کے اندر ناقص تھا تو ناقصین یا عاجزین کے اندر مطمئن رہا۔

فابقى دينه عبداً لكفرٍ وانّاه كحمرٍ او بغال

۴۴۰...... یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے دین کو کفر کا غلام اور اپنے آپ کو گدھوں یا خچروں کی مانند باقی رکھا۔

ولم يجهد على تحرير نفسٍ ولا تحريرِ دين ذى كمال

۴۴۱...... اور اس نے نہ اپنی ذات کی آزادی اور نہ کامل دین اسلام کی آزادی کی کوشش کی۔

ولكن قد سلا عبدًا لكفرٍ وعبادًا لافرنج وغال

۴۴۲...... لیکن یہ شخص کفر کا غلام اور دغاباز انگریز کا پرستار بن کر مطمئن رہا۔

اتى غدار قومٍ ثم ملكٍ بلوق الغدر اوفقد العقال

۴۴۳...... وہ غداریت کے چسکا یا فقدان عقل کی وجہ سے اپنی قوم پھر اپنے ملک کا غدار بنا رہا۔

غلام غادر فى الدين حقاً ودين الله للغدار قال

۴۴۴...... صحیح طور پر غلام احمد دین کا غدار ہے اور خدا تعالیٰ کا دین غدار کا بدخواہ ہے۔

ومن منا وفى غدار دين وفى دجال دين بالعمال

۴۴۵...... اور ہم میں سے جو شخص غدار دین کا وفادار بنا وہ عملاً دجال دین کا وفادار بن گیا۔

ومن امسى وفياً فى غلام تردى من سلامٍ فى وبال

۴۴۶...... اور جو شخص غلام احمد کا وفادار بن گیا وہ سلامتی کو چھوڑ کر تباہی میں ہلاک ہوا۔

وفاء الغادرين غدر دين وغدر فى وفىّ من مقال

۴۴۷...... غداروں سے وفاداری کرنا دین سے غداری ہے اور وفاداروں سے غداری کرنا بری بات ہے۔

وفاء فى غلام من اثام وبعد عنه من خير الخلال

۴۴۸...... غلام احمد سے وفاداری کرنا گناہ ہے اور اس سے دور رہنا ایک اچھی بات ہے۔

غلام الهند هناد بغدرٍ وغدر الدين مهنود المغال

۴۴۹...... ہندی غلام غداری کا عاشق ہے اور دین سے غداری کرنا مغلوں کا معشوق ہے۔

بقى غدار اسلام على الى ما كان حيّاً فى مغال

۴۵۰...... وہ جب تک اپنی غول گاہ میں زندہ رہا تو بالاتر اسلام کا غدار رہا۔

ولٰکن قدوفی افرنج ھندٍ بقولٍ ثم فعلٍ ثم بال

۴۵۱...... لیکن وہ اپنے قول و فعل اور اپنے دل سے ہندی فرنگی کا وفادار رہا۔

غلام ھندی عشق غلٍ ولٰکن فی فرنج منہ خال

۴۵۲...... ہندی غلام کھوٹ کا عاشق ہے۔ لیکن فرنگی کے متعلق کھوٹ سے خالی ہے۔

وذا فرد غوی /۱۳۰۰ عند دینٍ ردئی من دین حقٍ فی ضلال

۴۵۳...... اور یہ شخص دین کے نزدیک ایک گمراہ آدمی ہے جو دین حق کو چھوڑ کر گمراہی میں ہلاک ہوا۔

اتیٰ فرداً غویاً من غولۃٍ واردی ختم نبا کالغوال

۴۵۴...... یہ شخص گمراہوں میں سے ایک گمراہ آدمی بن کر آ گیا اور ختم نبوت کو غولوں کی مانند ہلاک کر دیا۔

وایضاً ذاھنا مغوٍ مرید /۱۳۰۰ فاغویٰ امّ دین ذی معال

۴۵۵...... اور نیز یہ شخص یہاں پر ایک مردود مغوی ہے۔ پس اس نے بالاتر دین کی ماں (نبوت) کو اغوا کر لیا۔

نبوّات لمحمودٍ کامٍّ وانا مثل ولدان الحلال

۴۵۶...... حضرت محمودؑ کی نبوت ماں کی مانند ہے اور ہم حلالی بیٹوں کی مانند ہیں۔

وان ذا بعد محمود تنبّی بنبا ذی بروز ذی ظلال

۴۵۷...... اور اگر اس شخص نے حضرت محمودؑ کے بعد ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

یکن زوّاج ام ذات اصلٍ لان الظل نقش للاصال

۴۵۸...... تو اپنی اصلی ماں سے شادی رچانے والا ہے۔ کیونکہ ظل اپنے اصل کا نقش ہوتا ہے۔

فزوج الظل زواج باصلٍ وزوج الاصل زواج الظلال

۴۵۹...... پس ظل کا شوہر اصل کے ساتھ شادی کرنے والا ہے اور اصل کا شوہر اپنے ظل سے بھی شادی کرنے والا ہے۔

ولمّا کان ذا من غیر شرعٍ یلج فی عکس شراعٍ معال

۴۶۰...... جب یہ شخص شریعت سے خالی ہے تو بالاتر شارع کے عکس میں داخل ہو جاتا ہے۔

وان کان لنفّاء جھاداً یصر عکساً لنبّاء جلال

۴۶۱...... اور جب یہ شخص جہاد کی نفی کرنے والا ہے تو وہ جلیل القدر انبیاء کا عکس بن جاتا ہے۔

وھم کانوا ذوی جھد وّغزو وذا ناف جھاداً بالعمال

۴۶۲...... وہ جہاد و جنگ کرنے والے تھے اور یہ شخص اپنے عمل و کردار سے جہاد کی نفی کرتا ہے۔

لذا انّا علمنا ان ھذا　　　　اتیٰ عکساً لمولانا المعال

۴۶۳...... اسی لئے ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ شخص ہمارے بالاتر آقا کا عکس بن کر آ گیا۔

غلام احمد فتّان زیغ /۱۵۴۸　　　　وزیغ الذین فیہ بالکمال

۴۶۴...... غلام احمد کجی کا فتنہ ساز ہے اور دین کی کجی اس میں بالکمال موجود ہے۔

اتیٰ فتّان دین من فرنج　　　　فھم قوّادہ ذا کالتّوال

۴۶۵...... وہ فرنگی کی طرف سے دین کا فتنہ باز ہو کر آیا۔ پس وہ اس کے قائد ہیں اور یہ تابعداروں کی مانند ہے۔

کزاغ قد اتیٰ فتّان دین　　　　فھٰذا مثل زاغ ذو حیال

۴۶۶...... یہ شخص کوے کی مانند دین کا فتنہ باز بن کر آیا۔ پس یہ شخص کوے کی طرح حیلہ باز ہے۔

وایضاً عندنا مقوال غولٍ　　　　کمقوال الغراب فی البطال

۴۶۷...... اور نیز ہمارے نزدیک جھوٹ کے اندر ایک غول کی زبان کوے کی زبان کی طرح ہے۔

غراب الزمن /۱۳۰۰ ھذا قد اتانا　　　　بلا الف ولام من مغال

۴۶۸...... یہ شخص غول گاہ کی طرف سے بغیر الف ولام کے غراب زمن بن کر آ گیا۔

وھذا بالنبی غادر /۱۳۰۰ من　　　　فساد الفھم او ذوق الجھال

۴۶۹...... یہ شخص اپنے فساد فہم یا جہالت کے جس کے سے غادر بالنبی ہو گیا ہے۔

نفیٰ من ختم نبا ذی علاء　　　　کمال الختم من شوق الضلال

۴۷۰...... اس نے بالاتر نبوت کی خاتمیت سے بوجہ اپنے شوق ضلال کے خاتمیت کے کامل ہونے کی نفی کر دی۔

فقالوا ختم نبا ختم شرع　　　　بلا شرع جریٰ نبا الظلال

۴۷۱...... اس پر انہوں نے کہہ دیا کہ ختم نبوت سے مراد ختم شریعت ہے۔ بغیر شریعت کے ظلی نبوت جاری ہے۔

وھذا منھم تغلیط قوم　　　　وتبطیل لنبا ذی کمال

۴۷۲...... ان کی جانب سے یہی بات قوم کی تغلیط اور کامل نبوت کی تکذیب ہے۔

الم تعلم بان الاصل فینا　　　　بظلّ واحد عند العقال

۴۷۳...... کیا تو نہیں جانتا کہ اصل اپنے ظل کے ساتھ ہمارے اندر عقلمندوں کے ہاں ایک چیز ہوتا ہے۔

فلا اصل بلا ظلّ ولا اذا بلا اصلٍ ابا اهل الدغال

۴۷۴...... اے دغابازو! اسی لئے نہ اصل بغیر ظل کے اور نہ ظل بغیر اصل کے موجود ہوتا ہے۔

اذا ختمتم نبات اصلٍ معاً ختمتم نبا الظلال

۴۷۵...... جب تم نے اصلی نبوتوں کو ختم کر دیا ہے تو اس کے ساتھ نبائے ظلیت تم نے ختم کر دی۔

وان اختمتم نبات شرعٍ ختمتم نبا بروزات ضلال

۴۷۶...... اگر تم نے شرعی نبوت کو ختم کر دیا ہے تو بروزی اور ظلی نبوت کو ختم کر دیا ہے۔

لان الظل جوّال باصلٍ بلا اصلٍ كميتٍ فی مجال

۴۷۷...... کیونکہ ظل اپنے اصل کے ساتھ دوڑتا ہے اور اپنے اصل کے بغیر وہ مردہ کی مانند ہوتا ہے۔

مضى من بعد محمود نبا بشرعاتٍ بروزات ظلال

۴۷۸...... حضرت محمودؐ کے بعد شرعی بروزی اور ظلی نبوت گذر گئی۔

مطیّ الكفر مخلیّ بكفرٍ ومخلیّ بكفرٍ لایعالی

۴۷۹...... کفر کی سواری کو کفر کا چارہ کھلایا گیا ہے اور چارہ خوردہ سواری بالا تر نہیں ہو سکتی۔

فاخلوه بفضاتٍ وذهبٍ وربوه كبغلٍ بالمخال

۴۸۰...... پس انہوں نے اسے چاندی اور سونے کی گھاس کھلائی اور اسے خچر کی طرح پالا پوسا۔

اتانا قائد زیّاغ دین وذا فی ذیغه بطل معال

۴۸۱...... ہمارے پاس دین کا ایک کجرو قائد آ گیا اور یہ شخص اپنی کجی میں ایک اونچا بہادر ہے۔

دجال الكهربا يردی طیوراً وذا اردی جهاداً ذاجلال

۴۸۲...... کیمیائی کھاد پرندوں کو ہلاک کرتی ہے اور اس شخص نے باعظمت جہاد کو ہلاک کر دیا۔

دجال الكهربا من غير جرمٍ وهٰذا مجرم فی الدين عال

۴۸۳...... کیمیائی کھاد کا کوئی جرم نہیں ہے اور یہ شخص دین کے اندر ایک اونچا مجرم ہے۔

جزی الله لنا فی ذا جهادٍ بفضلٍ ثم رحمٍ والنوال

۴۸۴...... خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحم اور بخشش کے ساتھ اس جہاد میں جزائے خیر دے۔ (آمین)

فی الغلام والحكيم البيروی

غلام احمد اور حکیم بھیروی کے بارے میں

وهٰذا مريم رعناء وحياً ونور الدين زوج للوصال

۴۸۵...... یہ شخص اپنی وحی کے اندر خوبصورت مریم ہے اور نور الدین وصال و جماع کا شوہر ہے۔

غلام احمد زوج لنورٍ ونور الدین زوّاج الرجال

۴۸۶...... غلام احمد نورالدین کی بیوی ہے اور نورالدین مردوں کا شوہر ہے۔

اتیٰ فی قادیان قوم لوطٍ فجآؤا بالذمائم للمعال

۴۸۷...... قادیان کے اندر قوم لوط آ گئی۔ پس وہ مفلوں کے لئے روحانی برائیاں لے آئی۔

وھذا بعلة حسناء وحیاً ونور الدین بعل من بعال

۴۸۸...... اور یہ شخص اپنی وحی میں خوبصورت بیوی ہے اور نورالدین اس کے شوہروں میں سے ایک شوہر ہے۔

ھما زوجان الالھام حقاً وحق القول ممروز المقال

۴۸۹...... وہ دونوں اپنے الہام کے اندر سچ مچ میاں بیوی ہیں اور حق بات کہنے میں کڑوی ہوتی ہے۔

دعت ذی مریم نوراً لحملٍ ونورالدین بعل من بعال

۴۹۰...... اسی مریم نے نورالدین کو حمل کے لئے بلا لیا اور نورالدین اسی کا نطفہ دینے والا بن گیا۔

بقت حملیٰ شھوراً ثم صارت ولیداً ماشیاً فوق السھال

۴۹۱...... وہ چند ماہ حاملہ رہی پھر وہ میدانوں پر چلنے والا بچہ بن گئی۔

وکانت ھذہ وحیاً سجاح ونورالدین مقطار الحبال

۴۹۲...... یہی عورت اپنی وحی میں سجاح بن گئی اور نورالدین حمل کا قطرہ افگن بن گیا۔

وفی الھام ھذا قد رأینا نسآء ات یقمن علی الرجال

۴۹۳...... ہم نے اس شخص کے الہام کے اندر عورتوں کو دیکھا جو مردوں پر کنٹرول رکھتی ہیں۔

نبی کائن مرءً دواماً وھذا من نسآء من رجال

۴۹۴...... نبی ہمیشہ ایک مرد ہوتا ہے اور یہ شخص عورتوں اور مردوں کا معجون مرکب ہے۔

لہ نصف من الرات وحیاً ونصف امرأ فی کل حال

۴۹۵...... بطور وحی کے اس کا نصف حصہ عورت ہے اور ہر حالت میں اس کا نصف حصہ مرد ہے۔

اتیٰ خنثیٰ بدین اللہ حقا لہ عضو النساءِ وّالرجال

۴۹۶...... یہ شخص دین خدا کے اندر سچ مچ خنثیٰ بن کر آیا۔ کیونکہ وہ عورت و مرد دونوں کے عضو رکھتا تھا۔

لھذا ذا کمرات لکفرٍ وللاسلام مرء للجدال

۴۹۷...... اسی لئے یہ شخص کفر کے لئے ایک عورت ہے اور اسلام کے ساتھ لڑنے میں ایک مرد ہے۔

کمراتٍ مشیٰ ذاتحت کفرٍ وللاسلام مرء للقتال

۴۹۸...... یہ شخص کفر کے نیچے عورتوں کی طرح چلتا رہا اور اسلام کے ساتھ مرد بن کر جنگ کرتا رہا۔

فذا حقاً کمرات لکفرٍ　　　　ولـلاسلام مرأ ذو البطال

۴۹۹...... بنا بر آں یہ شخص حقیقتاً کفر کے لئے عورت ہے اور اسلام کے لئے بطال مرد ہے۔

فی الغلام والافرنج

وذا قد قال الفرنج دجال　　　　فذا حمّال احمال الدجال

۵۰۰...... اس نے کہا کہ فرنگی لوگ دجال ہیں، پس یہ شخص دجالوں کی گٹھڑیاں اٹھانے والا قلی ہے۔

علیہ قد مطیٰ الفرنج هندٍ　　　　کجمّالٍ مطامتن الجمال

۵۰۱...... اس پر ہندوستان کے فرنگی یوں سوار ہوئے، جیسے ایک شتربان اونٹوں کی پیٹھ پر سوار ہوا۔

والفرنج مطوا هذا مطیّا　　　　وذا فیهم کخیل من مخال

۵۰۲...... اور فرنگی لوگ اسے سوار بنا کر کے سوار ہوئے اور یہ شخص ان کے اندر استھان کی گھوڑے کی مانند ہے۔

وهذا تحتهم مثل المطایا　　　　بهم یمطو مطیٌّ بالرقال

۵۰۳...... یہ شخص ان کے نیچے سواریوں کی مانند رہا اور یہی ایک سواری ان کو لے کر تیزی سے چلتی ہے۔

والفرنج علیه مثل رکبٍ　　　　وذا مرکوب الفرنج دجال

۵۰۴...... فرنگی لوگ اس کے اوپر سواروں کی مانند تھے اور یہ شخص دجال فرنگیوں کی سواری تھا۔

مشیٰ ذا تحتهم من غیر تعب　　　　ولم یلحقه شیٔ من کلال

۵۰۵...... وہ بغیر تھکان کے ان کے نیچے چلتا رہا اور کچھ تھکان بھی اس سے نہ چمٹی۔

مطایا الکفر طاوعة لکفرٍ　　　　وهذا کالمطایا تحتهم سال

۵۰۶...... کفر کی سواریاں کفر کی فرمانبردار ہیں اور یہ شخص ان کے نیچے سواریوں کی مانند مطمئن رہا۔

لهم هذا مطی کالمطایا　　　　بهم یمطوا بترب او رمال

۵۰۷...... یہ شخص ان کے لئے سواریوں کی طرح ایک سواری ہے جو ان کو لے کر مٹی یا ریت میں چلتی ہے۔

یوالی کافراً ینفی جهاداً　　　　ویصلی من سیوفاتٍ سلال

۵۰۸...... وہ کافروں کا دوست بن کر جہاد کی نفی کرتا ہے اور بے نیام تلواروں سے جلتا ہے۔

غلاماً قد اتیٰ ویقیٰ غلاماً　　　　غلاماً قد مضیٰ ذا بالدمال

۵۰۹...... غلام بن کر آیا غلام بن کر زندہ رہا اور غلام بن کر ہیضہ کی وجہ سے چل بسا۔

فوارته غلاماً دار حربٍ　　　　بقبرٍ بین الفار ضلال

۵۱۰...... اس پر دارالحرب نے اسے بصورت غلام، گمراہ قبروں کے درمیان ایک قبر میں چھپا دیا۔

مطیع الکفر کفار یقیناً وطوع الکفر دین للمغال

۵۱۱...... کفر کا فرمانبردار یقیناً ایک کافر ہے اور کفر کی اطاعت کرنا مغلوں کا دین وایمان ہے۔

تولی اہل کفر مّن شقاء تولی الکفر کفر بالاصال

۵۱۲...... یہ شخص اپنی شقاوت سے کفار کا یار غار بن گیا۔ دراصل کفر کی دوستی بھی ایک کفر ہے۔

وقلناھم تنحوا عن فرنج والّا صرتم صید الدجال

۵۱۳...... ہم نے اس سے کہا کہ فرنگیوں سے دور ہو جاؤ، ورنہ تم دجالوں کا شکار بن گئے۔

وھذا ما تنھّی عن فرنج وایضاً لم یفارقھم ببال

۵۱۴...... اور یہ شخص فرنگیوں سے باز نہ آیا اور نیز دل سے ان کو نہ چھوڑا۔

فصادوہ بفضاتٍ وّذھبٍ وکالوہ بھا صیع الکمال

۵۱۵...... پس انہوں نے اس کو سیم وزر سے شکار کر لیا اور یہی دولت اسے بھرتی کے پیمانوں سے بھر کر دے دی۔

علمنا انہ صید لکفرٍ وفی رجلیہ نقد کالعقال

۵۱۶...... ہمیں علم ہے کہ وہ کفر کا شکار بن گیا اور نقدی اس کے پاؤں کی رسی بن گئی۔

ولما صید من کفرٍ حیالاً اتیٰ تخلیصلہ عقد الشکال

۵۱۷...... اور جب وہ کفر کے حیلوں سے شکار ہو گیا تو اس کی آزادی رسی کی گانٹھ بن گئی۔

بقی فی قفصھم ابداً اسیراً وظن القفص قصراً مّن لآل

۵۱۸...... وہ ہمیشہ کے لئے ان کے پنجرے میں قید رہا اور پنجرے کو موتیوں کا محل سمجھ لیا۔

ولما جاءہ ملک لموت تمنی موتہ فی ذا الظلال

۵۱۹...... اور جب موت کا فرشتہ اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسی سایہ کے اندر اپنے مرنے کی تمنا کی۔

فعزریل لہ قد قال جھراً سریعاً مت ورح بین الصوال

۵۲۰...... اس پر عزرائیل نے زور سے اسے کہا کہ جلدتر مرجا اور جلنے والوں میں چلا جا۔

فی الغلام واتباعہ اللئام

غلام احمد اور اس کے بڑے مریدوں کے بارے میں

رضیتم بالغلام غلام کفر وخلتم انہ مولی الموالی

۵۲۱...... تم لوگ کفر کے غلام پر راضی ہو گئے ہو اور اسے آقاؤں کا آقا خیال کر لیا ہے۔

غلام الکفر میت تحت کفرٍ ویلقی مثل ھذا فی المبال

۵۲۲...... کفر کا غلام کفر کے نیچے ایک مردہ آدمی ہے اور اس جیسا آدمی پیشاب گاہ میں گرایا جاتا ہے۔

غلاماً قد اتیٰ ومضیٰ غلاماً وتحت الکفر ماش کالنعال

۵۲۳...... وہ غلام بن کر آیا اور غلام بن کر چلا گیا اور کفر کے نیچے جوتوں کی طرح چلتا رہا۔

الم تعلم بان غلام کفرٍ کزوج تحت فخذات البعال

۵۲۴...... کیا تجھے علم ہے کہ کفر کا غلام اس کی بیوی کی مانند ہے جو اپنی شوہر کے رانوں کے نیچے ہو جاتی ہے۔

یکون النعل تحت الرجل نعلاً وقلتم انہ تاج الجلال

۵۲۵...... ایک جوتا پاؤں کے نیچے جوتا رہتا ہے اور تم نے کہہ دیا کہ یہی جوتا تاج عظمت ہے۔

مشیٰ کالنعل تحت الکفر نعلاً ولم یمسسہ شیئ من ذلال

۵۲٦...... وہ کفر کے نیچے جوتا بن کر جوتے کی طرح چلتا رہا اور اسے کچھ ذلت نہ پہنچی۔

تسوّی ذوقکم مرّاً وّحلوا فلقتم مرکم امثال حال

۵۲۷...... بطور کڑوا اور میٹھا ہونے تمہارا چسکا برابر ہو گیا ہے۔ اس پر تم نے کڑوے کو میٹھا کی طرح چکھا ہے۔

غلام عندکم حرّا صیلّ وحر الاصل فیکم کالذثال

۵۲۸...... اصلی آزاد شخص تمہارے نزدیک ایک غلام ہے اور تمہارے اندر اصل کا آزاد آدمی گوبر کی مانند ہے۔

غلام ھندی فیکم مریض بمرضین المراق والبوال

۵۲۹...... تمہارے اندر غلام احمد مراق و بول کی دو بیماریوں کا مریض ہے۔

علیکم ان تنحّوا عن مریضٍ والا قد ھویتم فی مبال

۵۳۰...... تم پر لازم ہے کہ اس مریض سے ہٹ جاؤ، ورنہ تم ایک پیشاب گاہ میں گر گئے ہو۔

مسیح المرض لایأتی مریضاً ولا مرض یداوی بالعلال

۵۳۱...... بیماری کا مسیح مریض بن کر نہیں آتا اور نہ بیماری کا بیماری سے علاج کیا جاتا ہے۔

راینا فی کتاب ان ھذا مراقی ومکثار البوال

۵۳۲...... ہم نے ایک کتاب کے اندر دیکھا ہے کہ یہ شخص مراقی اور کثرت بول کا بیمار ہے۔

مراق فیہ من کثرات بولٍ وکثر البول من مرق العقال

۵۳۳...... اس کا مراق کثرت بول کی وجہ سے ہے اور کثرت بول کا بیمار ہے۔

وفی حلات نبا بالاعلاً　　　وعل البوال من عل الخیال

۵۳۴...... اس نے نبوت کے حلوں میں بوجہ بیماری کے پیشاب کر دیا اور پیشاب کی بیماری خیال کی بیماری سے پیدا ہوئی ہے۔

جری اللہ فی حلات نبا　　　فعلاً بال فی تلک الحلال

۵۳۵...... وہ نبوت کے حلوں میں پہننے والا آدمی ہے۔ پس بیماری کی وجہ سے اس نے ان حلوں میں پیشاب کر دیا۔

ومن ابوالہ بلّت حلال　　　حسسنا فوقھا اثر البلال

۵۳۶...... اس کے پیشاب سے یہ حلے تر ہیں۔ ہم نے ان کے اوپر تری کا اثر محسوس کر لیا ہے۔

جری اللہ من جریان بولٍ　　　ولا من اثر شجعٍ والبسال

۵۳۷...... وہ اپنے بول کے بہاؤ سے جری اللہ بن گیا، شجاعت اور بہادری کے اثر سے نہیں بنا۔

علمناہ جریَّ اللہ بولاً　　　لان البول منہ فی السیال

۵۳۸...... ہم نے اسے جریان بول کی وجہ سے جری اللہ سمجھا ہے۔ کیونکہ اس کا پیشاب بہاؤ میں رہتا ہے۔

کثیر البول علّال دواماً　　　لذا ھذا بدعواہ کال

۵۳۹...... کثیر البول آدمی ہمیشہ کا بیمار ہے۔ اسی لئے یہی شخص اپنے دعویٰ میں ایک عاجز کی مانند ہے۔

مریض الجسم لایاتی مسیحاً　　　وما ھذا بمھدیٍ معال

۵۴۰...... جسم کا مریض مسیح بن کر نہیں آتا، اور یہ شخص بالاتر مہدی نہیں ہے۔

وھذا عندنا مفلوج دین　　　وانتم خلف مفلوج الملال

۵۴۱...... یہ شخص ہمارے نزدیک دین کا مفلوج آدمی ہے اور تم ایک مفلوج الدین آدمی کے پیچھے ہو۔

ترکتم دین اسلام صحیح　　　وخرتم دین فتّار الخیال

۵۴۲...... تم نے صحت مند دین اسلام چھوڑ دیا ہے اور ایک فاتر الخیال آدمی کے دین کو اختیار کر لیا ہے۔

دعوا مفلوج دین واحذروہ　　　وعودونا بوقت ذی عجال

۵۴۳...... تم مفلوج دین کو چھوڑ دو اور اس سے بچ کر رہو اور جلد تر آنے والے وقت میں ہمارے پاس آجاؤ۔

وان انتم ابیتم من دعالی　　　فعندی انتم شرّ المعال

۵۴۴...... اور اگر تم نے میری دعوت سے انکار کر دیا ہے تو تم میرے نزدیک بدانجام ہو۔

غلام الهند فی دین کضب | وانتم خلف ضب کالحسال

۵۴۵...... ہندی غلام دین کے اندر ایک گوہ کی مانند ہے اور تم گوہ کے پیچھے اس کے بچوں کی مانند ہو۔

وھذا قادیان جحر ضب | وضب فیہ مکثار الجوال

۵۴٦...... یہ قادیان ایک گوہ کا بل ہے اور گوہ اس کے اندر کثرت سے دوڑتی بھاگتی ہے۔

وانتم اھل مرزا خلف ضب | وضب عندکم مرأ الکمال

۵۴۷...... اے اہل مرزا! تم ایک گوہ کے پیچھے رہتے ہو اور ایک گوہ تمہارے نزدیک ایک کامل مرد ہے۔

علمنا انہ مرأ بجسم | وروحاً مرأۃ تحت الرجال

۵۴۷...... ہمیں علم ہے کہ یہ شخص اپنے جسم میں مرد ہے اور روحانی طور پر مردوں کے نیچے چلنے والی عورت ہے۔

وذا فی فنہ حیّال شخص | فذا فی الدین ضب ذوحیال

۵۴۹...... یہ شخص اپنے فن میں ایک حیلہ باز شخص ہے۔ پس یہ شخص دین کے اندر ایک حیلہ باز گوہ ہے۔

غلام الھند احیل من ضباب | واقوی من ضباب فی دجال

۵۵۰...... ہندی غلام گوہوں سے زیادہ حیلہ باز ہے اور وہ مکر و فریب میں گوہوں سے زیادہ طاقتور ہے۔

فذا المرزا مثیل الضب حقاً | وھذا القول حق للقبال

۵۵۱...... بنابرآں یہی مرزا حقیقتاً گوہ کا مثیل ہے اور یہی بات قبولیت کا حق رکھتی ہے۔

لان مثیل ضب ذا غلام | کما قد قال عداد معال

۵۵۲...... کیونکہ یہی غلام مثیل گوہ ہے۔ جیسا کہ ایک اونچے عداد نے کہا ہے۔

غلام ذامثیل الضب عندی | اذا اللفت الفاً بالکمال

۵۵۳...... یہی غلام میرے نزدیک مثیل گوہ ہے جب کہ میں اس کے الف کو مکمل طور پر مٹا دوں۔

غلام احمد مرزا یقیناً | مثیل لغب بالسراع والعجال

۵۵۴...... یقیناً مرزا غلام احمد جلدتر مثیل گوہ بن جاتا ہے۔

فی الغلام الھندی والشیخ الجولری

ہندی غلام اور شیخ گولڑوی کے بارے میں

دعاہ شیخنا مھر لبحث | علیٰ محیا مسیح ذی معال

۵۵۵...... ہمارے شیخ مہر علی شاہ نے اس کو اونچا رہنے والے مسیح کی حیات پر بحث کرنے کے لئے بلایا۔

بلاھور اتیٰ مھر علی | ولکن فرعن شمس لمال

۵۵۶...... مہر علی شاہ لاہور کے اندر آ گیا، لیکن سورج سے راتیں بھاگ گئیں۔

وھذا فر من مھر علی ولکن فر عن شمس لیال

۵۵۷...... یہ شخص مہر علی شاہ سے بھاگ گیا۔ جیسے سورج سے راتیں بھاگ گئیں۔

ازال الموت عن عیسیٰ علی ببرھان واجوبۃ سوال

۵۵۸...... مہر علی شاہ نے حضرت عیسیٰ سے موت کو تسلی بخش دلائل و جوابات سے ہٹا دیا۔

ومھر قام فی لاھور شھراً وھذا غاب منہ کالشغال

۵۵۹...... مہر علی شاہ لاہور کے اندر ایک ماہ رہا اور یہ شخص گیدڑ کی طرح اس سے غائب ہو گیا۔

علی قد علا دجال ھند کطیرات علت صحب الفیال

۵۶۰...... مہر علی شاہ ہندی دجال پر اس طرح غالب رہا، جیسا کہ پرندے اصحاب فیل پر غالب رہے۔

لھذا مات ھذا قبل مھر ومھر بعدہ حی وجال

۵۶۱...... اسی لئے یہ شخص مہر علی شاہ سے پہلے مر گیا اور سورج (مہر علی شاہ) اس کے بعد زندہ اور روشن رہا۔

اھذا عندکم مھدیٌ ربٌ تواری من علیٍّ کالثّعال

۵۶۲...... کیا تمہارے نزدیک یہی مہدیؑ خدا ہے جو مہر علی شاہ سے لومڑی کی طرح چھپ گیا۔

لہ ضرط وریح من دبار ومن فیہ زفیرات عوال

۵۶۳...... اس کے پیچھے سے پاد اور ریح نکل رہی تھی اور اس کے منہ سے اونچی دھاڑیں تھیں۔

بکیٰ قدام الفرنج ضریعاً کما یبکی ولید من سعال

۵۶۴...... وہ فرنگی کے آگے زار و زار رویا، جیسا کہ چھوٹا بچہ بھوتنیوں سے ڈر کر روتا ہے۔

فآووہ بفوز من علیٍ ولیدِ من علیٍ ذی معال

۵۶۵...... اس پر انہوں نے اس کو فوراً مہر علی شاہ سے پناہ دی جو بالاتر علی مرتضیٰ کا بیٹا ہے۔

بقوا فی عونہ امثال حصنٍ وھذا فیہ مامون بآل

۵۶۶...... وہ ایک قلعہ کی مانند اس کے مددگار رہے اور یہ شخص اپنی آل و اولاد کے ساتھ اس میں محفوظ رہا۔

غلام ما غزا کفار ھندِ وما غزوًا نویٰ یوماً ببال

۵۶۷...... غلام احمد نے ہندی کافروں سے جہاد نہیں کیا اور نہ دل سے کسی دن جہاد کا ارادہ کیا۔

وقد افتیٰ حدیث ان ھذا لدیہ ذو نفاق بالفعال

۵۶۸...... ایک حدیث نے فتویٰ دے دیا ہے کہ یہ شخص اس حدیث کے نزدیک اپنے کردار سے منافق ہے۔

ومھدی یغازی اھل کفرِ ومھدی لھم وافِ بال

۵۶۹...... ایک مہدی اہل کفر سے جہاد کرے گا اور ایک مہدی اپنے آل کے ساتھ ان کا وفادار ہے۔

فمہدی لکم عبّاد کفرٍ | ومہدی لنا للکفر قال

۵۷۰...... پس تمہارا مہدی کفر کا پرستار ہے اور ہمارا مہدی کفر کا دشمن ہے۔

یعادی ابن مریم فی حیاةٍ | فواراہ بکشمیر الطلال

۵۷۱...... یہ شخص زندگی کے بارے میں ابن مریم کا دشمن ہے۔ پس اس نے اس کو بارشوں والے کشمیر میں دفن کر دیا۔

ومن واراہ فی الکشمیر موتاً | حرامی الاواخر والاوال

۵۷۲...... اور جس شخص نے اسے مار کر کشمیر میں دفن کیا ہے، وہ اوّل و آخر کا حرامی شخص ہے۔

وعندی بین مہدیّین فرق | باحوال واقوالٍ جوال

۵۷۳...... اور میرے نزدیک روشن حالات واقوال سے دونوں مہدیوں کے درمیان فرق ہے۔

فمہدی لدین زوجہادٍ | ومہدی بدین ذوقتال

۵۷۴...... پس ایک مہدی دین کے لئے جہاد کرتا ہے اور ایک مہدی دین کے ساتھ قتال کرتا ہے۔

غلام فی جہادٍ ذو قتال | وفی ختم النبا ذو جدال

۵۷۵...... غلام احمد جہاد کا قاتل ہے اور ختم نبوت کے اندر جھگڑا کرتا ہے۔

واہداہ علی سیف جشتٍ | جدوع الف اسفار المغال

۵۷۶...... مہر علی شاہ نے اسے کتاب سیف چشتیائی بطور ہدیہ کے دی، جو مغلوں کی کتابوں کی ناک کاٹنے والی ہے۔

وہذا من علی سیف جشتٍ | اتاہ جادعاً الف البطال

۵۷۷...... مہر علی شاہ کی طرف سے اس کے پاس سیف چشتیائی آ گئی جو جھوٹ کی ناک کاٹنے والی ہے۔

ولما کان ہذا ذا دجال | صلیٰ من سیف جشتٍ مثل صال

۵۷۸...... اور جب یہ شخص دجال آدمی تھا تو جلنے والے کی طرح سیف چشتیائی سے جل گیا۔

وعندی سیف جشت مثل مقلیٰ | قلی فیہ کلحم اوبقال

۵۷۹...... میرے نزدیک سیف چشتیائی ایک کڑاہی کی مانند ہے جس میں یہ شخص گوشت یا سبزی کی طرح بھن گیا۔

علمنا ان نظمی ثم شعری | کسیف الجشت اہاہ مقال

۵۸۰...... ہمیں علم ہے کہ میری نظم اور پھر میرا شعر، سیف چشتیائی کی طرح اس کو بھوننے والا ہے۔

وشعری مثل سیف الجشت حقاً
کمقلاۃ وذا فیھا کقال

۵۸۱...... سچ سچ میرا شعر سیف چشتیائی کی طرح ایک کڑچھی کی مانند ہے اور اس میں یہ شخص بھننے والے کی طرح ہے۔

وان ھٰذا قلیٰ فی سیف جشتٍ
ولٰکن ان قلبی فیہ سال

۵۸۲...... اور اگر یہ شخص سیف چشتیائی میں بھن چکا ہے لیکن میرا دل اس میں مطمئن ہے۔

وذا فی سیف جشت غیر سال
بقلبٍ بل بقلبٍ فیہ صال

۵۸۳...... یہ شخص سیف چشتیائی میں دل سے مطمئن نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے دل کے ساتھ اس میں جلنے والا ہے۔

وعندی جولر للشیخ وطن
بقیٰ من بعدہ فیہ بال

۵۸۴...... میرے نزدیک گولڑہ شریف شیخ کا وطن ہے جس میں یہی شیخ اس مرزا کے بعد اپنی آل واولاد کے ساتھ زندہ رہا۔

ولٰکن قبل مھر مات مرزا
بقیناتٍ وّمسھلات طوال

۵۸۵...... لیکن مرزا مہر علی شاہ سے پہلے لمبی قے اور لمبے دستوں سے مر گیا۔

بقی من بعدہ شیخ علیٍ
باھلیہ وولدان عوال

۵۸۶...... اسی مرزا کے بعد شیخ علی اپنی بالاتر آل واولاد میں باقی رہا۔

وھٰذا الشیخ فینا شمس علمٍ
اضوت فینا بنھر و اللیال

۵۸۷...... ہمارے اندر یہ شیخ آفتاب علم ہے جو رات دن ہمارے اندر چمکتا رہا۔

غلام الھند وطواط لشمسٍ
عمی مثل عمیان البوال

۵۸۸...... ہندی غلام دل کے اندھوں کی طرح سورج کے آگے ایک اندھا خفاش ہے۔

کخفاش سعیٰ عن نور شمسٍ
الیٰ اھلٍ والٍ فی مغال

۵۸۹...... وہ نور آفتاب کو چھوڑ کر خفاش کی طرح غول گاہ کے اندر اپنے اہل وعیال کے پاس بھاگ نکلا۔

سعیٰ فی خلفہ اصوات ھزمٍ
ونعرات واصوات السعال

۵۹۰...... اس کے پیچھے شکست کی آوازیں اور نعرے اور کھنگورے دوڑ پڑے۔

عدیٰ من خوف مھرٍ ذی علاءٍ
الیٰ اھلیہ فی دار العیال

۵۹۱...... وہ مہر علی شاہ کے خوف سے اپنے غریب خانہ کے اندر اپنے اہل خانہ کے پاس بھاگ گیا۔

بکیٰ فی اھلہ من نور مھرٍ
بدمعاتٍ وزفراتٍ عوال

۵۹۲...... وہ اپنے گھر والوں میں آنسوؤں اور اونچی چیخوں کے ساتھ نور آفتاب سے رو پڑا۔

علاہ نور مهرٍ ذی علاءٍ   وذا من نوره عام وّال

۵۹۳...... بالاتر آفتاب کا نور اس پر غالب آ گیا، اور یہ شخص اس کی روشنی سے نابینا اور عاجز رہا۔

کنکس او کزمعٍ قد اتانا   بعادات واخلاقٍ رذال

۵۹۴...... یہ شخص رذیل عادات واخلاق سے، ایک رذیل دونی آدمی کی طرح ہم میں آ گیا۔

وما ذا نائب الله الینا   بل الذئب بناب ذی قتال

۵۹۵...... یہ شخص ہماری طرف نائب خدا نہیں ہے۔ بلکہ قتل کرنے والی کچلی کے ساتھ ایک بھیڑیا ہے۔

کما نابٌ لذئب وسط فیه   کذا قلم بکفات المغال

۵۹۶...... جیسا کہ بھیڑیے کے منہ میں کچلی ہوتی ہے اسی طرح پر مغلوں کی ہتھیلیوں میں قلم ہوتا ہے۔

فقلم مثل ناب فی یدیه   وختم النبا معز فی الجدال

۵۹۷...... پس لڑائی کے اندر اس کے دو ہاتھوں میں ایک قلم کچلی کی مانند اور ختم نبوت ایک بھیڑ ہے۔

علیٰ معز کذئب صال هذا   فالقاه جریحاً فی مصال

۵۹۸...... اسی شخص نے بھیڑیے کی طرح بھیڑ پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر کے حملہ گاہ کے اندر گرا دیا۔

تاسفنا علیٰ معزٍ وقلنا   لذئب لعن رب ذی جلال

۵۹۹...... ہم نے بھیڑ پر افسوس کیا اور کہا کہ بھیڑیے کے لئے رب جلیل کی لعنت مقدر ہے۔

رأیناه کذئب الدین فینا   وذئب الدین ملعون بال

۶۰۰...... ہم نے اسے دین کے اندر ایک بھیڑیا دیکھا ہے اور دین کا بھیڑیا اپنی آل کے ساتھ ملعون ہے۔

اتیٰ فی دیننا هذا کذئبٍ   یعادی ختم نبأ ذی معال

۶۰۱...... یہ شخص ہمارے دین کے اندر ایسے بھیڑیا کی مانند آ گیا جو بالاتر ختم نبوت کو بھونکتا ہے۔

جهاد الله من ذئبٍ قتیل   وفی القران ذا ضاءٍ وجال

۶۰۲...... خدا تعالیٰ کا جہاد ایک بھیڑیے کی طرف سے مقتول ہو گیا۔ حالانکہ قران مجید میں یہی جہاد روشن اور چمکدار ہے۔

رأیناه کذئب فی دین الاسلام   کذئبٍ فی صعیزا وغزال

۶۰۳...... ہم نے سے دین اسلام کے اندر ایک ایسے بھیڑیے کی طرح دیکھا جو بھیڑوں یا ہرنوں کے اندر آتا ہے۔

رأیناه کذئب او ککلب   عوی عماً بالقمار اللیال

۶۰۴...... ہم نے اسے ایک بھیڑیے یا ایک کتے کی مانند دیکھا جو رات کے چاندوں پر بھونکنے لگا۔

عوىٰ هٰذا علىٰ مهرِ علّيٍ كعاوٍ فوق قمراتٍ جوال

۶۰۵...... یہ شخص مہر علی شاہ کو اس طرح پر بھونکا جیسے کہ روشن چاندوں پر کوئی کتا بھونکتا ہے۔

وذاشتام شيخ جولريّ علىٍّ ذى علاءٍ ذى كمال

۶۰۶...... اور یہ شخص شیخ گولڑوی کو گالیاں دیتا ہے جو بالاتر اور باکمال علی ہے۔

اياشيخ الضلالة دع ضلالاً وكن من تابعى شيخ مُعال

۶۰۷...... اے شیخ ضلالت! تو گمراہی کو چھوڑ دے اور بالاتر شیخ کے تابعداروں میں سے بن جا۔

وهٰذا شيخنا شيخ علىٌّ فكن فيه كتالٍ لاكوال

۶۰۸...... ہمارا یہی شیخ شیخ علی ہے۔ پس تو اس کا تابعدار بن آقا و حاکم نہ بن۔

وانا كلنا اخدام شيخ باقوال وتصديق الهوال

۶۰۹...... ہم سب لوگ اپنے قول و قلب کی تصدیق سے شیخ کے خادم ہیں۔

وهٰذا شيخنا فينا امام وانا خلف شيخ من توال

۶۱۰...... ہمارے اندر ہمارا یہی شیخ ہمارا امام ہے اور ہم شیخ کے پیچھے چلنے والے ہیں۔

علىٌّ مثل قمرٍ ذى معالٍ وهٰذا دون قمرٍ كالليال

۶۱۱...... مہر علی شاہ بالاتر چاند کی مانند ہے اور یہ شخص بے چاند راتوں کی مانند ہے۔

علىٌّ سيّد اصلاً وفرعاً وذا مغل مغلىٌّ فى الاصال

۶۱۲...... کیونکہ مہر علی شاہ اپنے اصل و فرع میں سید ہے اور یہ شخص اصلیت میں کھوٹا اور میلا مغل ہے۔

غلام تحت الفرنج مطى ومهر قد مطاهم بالجلال

۶۱۳...... غلام احمد فرنگیوں کے نیچے ایک سواری بنا رہا اور مہر علی شاہ عظمت کے ساتھ ان پر سوار ہو گیا۔

وفى هٰذين فى دينٍ فراق كارض مع سمٰوٰتٍ عوال

۶۱۴...... دین کے اندر ان دونوں میں اس طرح کا فرق ہے جیسا کہ زمین کا بالاتر آسمانوں کے ساتھ فرق ہے۔

على فوقنا مهر منير وهٰذا تحت كفرٍ كالبغال

۶۱۵...... مہر علی شاہ ہمارے اندر ایک روشن سورج ہے اور یہ شخص کفر کے نیچے خچروں کی مانند ہے۔

علىٌّ مثل جمالٍ لكفرٍ وهٰذا تحت كفرٍ كالجمال

۶۱۶...... مہر علی شاہ کفر کے لئے شتربان کی مانند ہے اور یہ شخص کفر کے نیچے اونٹوں کی مانند ہے۔

والتم اهل مرزا قد رضيتم بعبد تحت احمالٍ ثقال

۶۱۷...... اوراے اہل مرزا! تم لوگ ایک ایسے غلام پر رضامند ہوگئے ہو جو بھاری بوجھوں کے نیچے ہے۔

دعوا عبدًا وخيروا شيخ حقٍ ينجّيكم من اخطارٍ هوال

۶۱۸...... غلام کو چھوڑ دو اور شیخ حق کو اختیار کرو۔ یہی شیخ تمہیں ہولناک خطرات سے بچالے گا۔

والا انتم متم بكفرٍ وكفر فيكم مرض معال

۶۱۹...... ورنہ تم کفر کے ساتھ مر گئے اور کفر تمہارے اندر ایک اونچی بیماری ہے۔

فمتم كافرين بهذا غلام كماذا كافر والله عال

۶۲۰...... پس تم اسی غلام کی وجہ سے کافر ہو کر مرے، جیسا کہ وہ عند اللہ اونچا کافر ہے۔

فی الغلام والحرباء

غلام احمد اور گرگٹ کے بارے میں

حرابیّ الصحاری قد رأينا بصحراءٍ علیٰ تلّ الرّمال

۶۲۱...... ہم نے ریتوں کے ٹیلے پر اور صحراء کے اندر، صحرائی گرگٹوں کو دیکھا۔

رأينا هاز حالف تحت شمسٍ علیٰ ابطانها فوق التلال

۶۲۲...... ہم نے ان کو ٹیلوں کے اوپر سورج کے نیچے پیٹ کے سہارے چلتے دیکھا۔

فمن احدیٰ حرابی سألنا لماذا فيک الوان الدجال

۶۲۳...... اس پر ہم نے ایک گرگٹ سے پوچھا، کہ تمہارے اندر فریب کے کئی رنگ کیوں ہیں۔

فوقتاً انت فی لون حمير ووقتاً فی صفارٍ بالكمال

۶۲۴...... پس تو ایک وقت سرخ رنگ میں ہوتی ہے اور تو ایک وقت مکمل زردی میں ہوتی ہے۔

ووقتاً فی خضارٍ اوسوادٍ ووقتاً انت بيضاء بال

۶۲۵...... اور ایک وقت تو سبزی میں یا سیاہی میں اور ایک وقت تو اپنے بچوں سمیت سفید ہوتی ہے۔

فهذا منک دجلٌ فی صحارٍ وخدع منک فی اهل الرمال

۶۲۶...... پس یہی بات اہل صحراء میں صحراؤں کے اندر تیرا ایک مکر وفریب ہے۔

علی الرجلين قامت ثم قالت نعم انی دجيل من دجال

۶۲۷...... وہ اپنے دو پاؤں پر کھڑی ہوگئی اور کہا ہاں! میں یقیناً فریب کاروں میں سے ایک فریبی ہوں۔

بالوان فرينا اهل رملٍ ومرزا كم بالقابٍ جعال

۶۲۸...... ہم نے اہل صحراء کو اپنے رنگوں سے اور تمہارے مرزا نے اپنے جعلی القاب سے فریب دیا ہے۔

اتیٰ فیکم کمھدیٍ بوقت ... وو قتاً مثل عیسیٰ ذی معال

۶۲۹ ...... وہ تمہارے اندر ایک وقت مہدی کی طرح اور ایک وقت بالاتر عیسیٰ کا مثیل بن کر آیا۔

ووقتاً امّتیّ مع نبی ... ووقتاً مرسلٌ للّٰہ عال

۶۳۰ ...... وہ ایک وقت میں امتی نبی ہے، اور ایک وقت میں خدا تعالیٰ کا بالاتر رسول ہے۔

ووقتاً مع سرائیل ووقتاً ... علیٌّ ذو معالٍ ذو جمال

۶۳۱ ...... اور وہ ایک وقت میں اسرائیل ہے اور ایک وقت میں بالاتر و با جمال علیؓ ہے۔

ووقتاً ذا حسین ثم حسن ... ووقتاً احمد المختار عال

۶۳۲ ...... اور وہ شخص ایک وقت میں حضرت حسینؓ و حسنؓ ہے اور ایک وقت میں وہ بالاتر احمد مختار ہے۔

ووقتاً کرشن من قوم ھندٍ ... ووقتاً ابن مریم بالمثال

۶۳۳ ...... اور وہ ایک وقت میں ہندی قوم میں سے کرشن ہے اور وہ ایک وقت میں مثال کے طور پر ابن مریم ہے۔

ووقتاً بعلۃ حسناء وقتاً ... کبعلٍ فوقھا مثل البعال

۶۳۴ ...... اور وہ ایک وقت میں خوبصورت عورت ہے اور ایک وقت میں اس پر شوہروں کی طرح شوہر سوار ہے۔

ووقتاً مریم بھواء وقتاً ... لھا ابن حسین فی الشکال

۶۳۵ ...... اور وہ ایک وقت میں خوبصورت مریم ہے اور ایک وقت میں اس کا حسین الشکل بیٹا ہے۔

ووقتاً مثل موسیٰ ذی جلال ... ووقتاً ذا ھراھیم معال

۶۳۶ ...... اور ایک وقت میں وہ با جلال موسیٰ کی مانند ہے اور ایک وقت میں یہ شخص بالاتر ابراہیم ہے۔

علمتم ان مرزاکم والا ... سویان بدجلٍ والدغال

۶۳۷ ...... تم نے جان لیا کہ تمہارا مرزا اور ہم فریب و دغا کے اندر دونوں برابر ہیں۔

لانا من دجاجل الصحاری ... وھذا من دجاجل السھال

۶۳۸ ...... کیونکہ ہم صحراؤں کے دجال ہیں اور یہ شخص میدانوں کا دجال ہے۔

فقولوہ وقولونا جمعاً ... کدجالین فی سھل وّآل

۶۳۹ ...... اس پر تم ہمیں اور اسے ملا کر میدان اور سراب کے اندر دو دجالوں کی مانند کہو۔

فی تلخیص الکلام وموت الغلام

غلام الھند عبادٌ لکفر ... وکفار الٰہ للمغال

۶۴۰ ...... ہندی غلام کفر پرست ہے اور کافر لوگ مغلوں کے معبود بنے ہوئے ہیں۔

الیٰ فینا مطیاً تحت کفرٍ وکفر قد مطاہ کالجلال

۶۴۱ ...... وہ کفر کے نیچے سواری بن کر ہمارے اندر آ گیا اور کفر جلوں کی مانند اس پر سوار ہو گیا۔

مطیّ الکفر لایاتی مسیحاً ولا مھدی قومٍ ذی جلال

۶۴۲ ...... کفر کی سواری بننے والا شخص باعزت قوم کا نہ مسیح بن سکتا ہے اور نہ مہدی۔

ومن یمش مطیاً تحت کفرٍ یکن عندی کعبد ذی ذلال

۶۴۳ ...... اور جو شخص کفر کے نیچے سواری بن کر چلتا ہے وہ میرے نزدیک ذلیل نوکر کی مانند ہے۔

اتانا طائعاً افرنج ھندٍ فھم آباءہ ھذا کآل

۶۴۴ ...... وہ ہندوستان کے فرنگی کا اطاعت گذار بن کر ہمارے پاس آیا۔ پس وہ لوگ اس کے آباؤ اجداد ہیں اور یہ شخص ان کی اولاد ہے۔

وھم فیہ اولو امرٍ یقیناً وذا مامور افرنج دغال

۶۴۵ ...... وہ لوگ اس کے بارے میں یقیناً صاحب الامر حاکم ہیں اور یہ شخص دغاباز فرنگیوں کا محکوم ہے۔

وعند المغل طوع الکفر دین ودین المغل مشروب الضلال

۶۴۶ ...... کفر کی اطاعت میں رہنا ایک مغل کا دین ہے اور مغل کا دین گمراہی کا ایک شربت ہے۔

الیٰ فی دینہ مطواع کفرٍ وکفر فوقہ تاج الحلال

۶۴۷ ...... وہ اپنے دین کے اندر کفر کا مطیع بن کر آیا اور کفر اس کے اوپر بزرگی کا تاج ہے۔

مضیٰ کفرٌ اتیٰ کفرٌ علیہ فذا فی قبرہ سال بھال

۶۴۸ ...... ایک کفر گیا اور اس پر دوسرا کفر آ گیا۔ پس یہ شخص بجان ودل اپنی قبر کے اندر مطمئن ہے۔

الیٰ غدار قومٍ ثم دین ووفاء الا فرنج بطال

۶۴۹ ...... وہ قوم ودین کا غدار اور جھوٹے فرنگی کا وفادار بن کر آ گیا۔

اتیٰ مغروس افرنج بحقٍ فمروہ بنقدات ومال

۶۵۰ ...... وہ حقیقت میں فرنگی کا کاشتہ پودا بن کر آیا۔ پس انہوں نے اس کو نقدی اور مال کا پانی دے دیا۔

علیہ امطروا امطار نقد فھم فیہ کاسحاب ھطال

۶۵۱ ...... انہوں نے اس پر نقدی کی بارشیں برسادیں اور وہ لوگ اس کے حق میں برسنے والے بادل بن گئے۔

دعا ھذا لنساء اللہ یوماً لفصلٍ اخرویٍ لا الھال

۶۵۲...... اس شخص نے مباہلہ کو چھوڑ کر ثناء اللہ کو ایک دن آخری فیصلہ کرنے کے لئے بلالیا۔

فلم یقبل ثناء اللہ ھذا ولم یحضرہ یوماً للفصال

۶۵۳...... اس پر ثناء اللہ نے اس تجویز کو قبول نہ کیا اور کسی دن اس کے پاس فیصلہ کے لئے حاضر نہ ہوا۔

ولما صار مایوساً ثناءً اتیٰ فی باب ربٍ ذی جلال

۶۵۴...... اور جب وہ ثناء اللہ سے مایوس ہو گیا تو رب جلال کے دروازہ پر آ گیا۔

دعا من ربہ یا رب انی فقیر عاجز من قوۃٍ خال

۶۵۵...... اپنے رب سے دعا مانگتے ہوئے کہا اے میرے رب میں ایک فقیر و عاجز اور طاقت سے خالی انسان ہوں۔

ثناء اللہ ظلام علینا وانی منہ قصّار وآل

۶۵۶...... ثناء اللہ ہم پر بے حد ظلم کرنے والا ہے اور میں اس سے قاصر و عاجز ہوں۔

امت یا ربنا من کان منا کذوباً ذا فسادٍ ذا دجال

۶۵۷...... اے خدا ہم پر میں سے جو شخص کذاب، فسادی اور فریب کار ہے اس کو موت دے دے۔

امتہ قبل صدیق بفور ولا تمھلہ امداً ذا طوال

۶۵۸...... اس کو فوراً راست باز سے پہلے موت دے دے اور اس کو لمبی مدت تک مہلت نہ دے۔

تحیٰ ابو وفاءٍ مات ھذا وھذا فصل ربٍ بالعدال

۶۵۹...... ابوالوفاء زندہ رہا اور یہ شخص مر گیا اور یہ خدا تعالیٰ کا با انصاف فیصلہ ہے۔

وفی روحٍ خبیثٍ موت وھذا الموت من سوء المآل

۶۶۰...... روح خبیث کے اندر اس کی موت مستور ہے اور یہی موت برے انجام سے ہوئی ہے۔

ردیٰ ھذا بلاھورٍ فجاءةً بقیئاتٍ واسھال المال

۶۶۱...... اور یہ شخص اچانک لاہور کے اندر ہیضہ کی قے اور دستوں سے ہلاک ہوا۔

دس ہزاری اشتہار اور جواب اشعار با اشعار

خدا کا کام ہی ہر جا عیاں ہے مگر کافر کی آنکھوں سے نہاں ہے
ہوا کافر کا بیڑا غرق اپنا مگر سمجھا کہ یہ اس کا نشان ہے
رہا زندہ ثناء اللہ یہاں پر گئی کھا اس کو خاک قادیاں ہے
پڑی اس پر خدا کی مار ایسی کہ اب ہندو ہی اس پر حکمراں ہے

رہا کافر کے نیچے زندگی میں — مرا تو کفر اس پہ سائباں ہے
ثناء اللہ مسلمان تھا خدا کا — ملا ملک مسلماں اس کو یاں ہے
ملی کافر کو کافر کی زمیں ہے — یہی خود فیصلہ از آسماں ہے
رہا صادق مرا کاذب یہاں پر — یہی اس کی زباں کا ہی بیاں ہے

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے اپنی کتاب ''اعجاز احمدی'' پانچ ایام میں لکھی ہے اور تین دنوں کے اندر مطبع ضیاء الاسلام سے چھپوا کر شائع کر دی ہے۔ حالانکہ اس شخص کا یہی دعویٰ سراسر باطل اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ کتاب ہذا کے اندر مباحثہ مد کے متعلق صرف گنتی کے چند اشعار ہیں اور کچھ قدر اردو عبارت ہے اور باقی اشعار وعبارت میں یا تو اس نے میاں مٹھو بن کر اپنی مدح وثناء کی ہے یا غیر متعلق وغیر موجود علماء وفضلاء کو اپنی سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے یا مسیح علیہ السلام کے بارے میں ناشائستہ اور غیر موزوں باتیں درج کی ہیں اور ضروری باتوں سے صرف نظر کر کے غیر ضروری امور پر اپنا بیشتر وقت ضائع کیا ہے۔ ان حالات میں اس پر لازم یہ تھا کہ وہ صرف دو دن کے مباحثہ میں زیر بحث آنے والے دلائل وبراہین کا ذکر کرتا تا کہ پتہ چل جاتا کہ بروئے دلائل میدان مناظرہ کس فریق کے ہاتھ رہا اور کون سا فریق اس میدان میں ہزیمت کا شکار ہوا۔ ایسا نہ کرنے سے دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔

میں نے ہمت کر کے بحمدہ تعالیٰ مرزائی کتاب کا جواب بنام ''شہباز محمدی'' ترتیب دیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ قابل قدر وقابل اعتماد تحریر ثابت ہوگا۔ میں نے مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے بالمقابل بطور جواب کے ایک عربی قصیدہ لکھا ہے جو تقریباً (۶۰۰) چھ صد اشعار پر مشتمل ہے اور اس کی تعلیات کا دندان شکن اور مسکت جواب ہے۔ میرے عربی قصیدہ کے اندر چند اہم مضامین پر بحث کی گئی ہے اور ہر مضامین کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا عربی قصیدہ اس کے پراگندہ خیالات کا مجموعہ ہے۔ کسی خاص خاص مضمون پر مستقل تنقید وتبصرہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ قصیدہ کے اکثر اشعار یا خود ستائی کا شکار ہیں یا سب وشتم اور گالی گلوچ سے ملوث ہیں۔

اب میں بحالات بالا اپنی کتاب کو خلیفہ آف ربوہ کے سامنے پیش کر کے خواہش رکھتا ہوں کہ اگر ان کا کوئی فاضل عربی ایک ماہ کے اندر میری کتاب کا جواب اردو عبارت کا اردو عبارت میں، اردو نظم کا اردو نظم میں اور عربی قصیدہ کا عربی قصیدہ میں پیش کر دے اور ایک ثالث کمیٹی اس جوابی کتاب کو صحیح قرار دے دے تو میں اس مصنف کو دس ہزار روپیہ نقد بطور انعام کے پیش کر دوں گا اور اس کی علمی قابلیت کا اقرار کر لوں گا اور اگر اس نے میرے اس علمی مطالبہ کو پورا نہ کیا اور تعطلہ

تعالیٰ پورا نہیں کرے گا تو مرزا قادیانی کی دس لعنتیں جو اس نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر ڈالی ہیں واپس مرزا و اہل مرزا پر ڈالی جائیں گی جو انہیں باطیب خاطر گوارا ہوں گی اور اپنے منحوس سرمایہ کو واپس لینے پر بخوشی رضامند ہوں گے اور کسی کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

میرزاغ

مرزا قادیانی نے اپنے دس ہزاری اشتہار کے آخر میں اپنا نام ''میرزا غلام احمد'' بھی لکھا ہے۔ اگر اس نام کو بطور ترخیم کے جو علم النحو کا ایک مشہور طریق اختصار ہے مختصر کیا جاوے تو یہ نام ''میرزاغ'' بن جاتا ہے اور میرزاغ کا معنی بڑا کوا ہے۔ جیسا کہ بڑے منشی کو میر منشی بمعنی ہیڈ کلرک کہا جاتا ہے جو اپنے دفتر کے تمام منشیوں اور کلرکوں کا افسر ہوتا ہے۔ بنا بر آں ''میرزاغ'' کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ بہت سے کوؤں اور زاغوں کا امیر و قائد ہے اور اس کے ماتحت زاغوں کی ایک بڑی جماعت کام کرتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے مخالف علماء و فضلاء اس کو کہا کرتے تھے کہ یہ شخص بڑا کائیاں آدمی ہے اور یہی مفہوم لفظ ''میرزاغ'' کا ہے جو اسے بڑا کائیاں ثابت کر رہا ہے اور اس کا نام اس کے کائیاں ہونے پر دلیل بن رہا ہے۔ سچ ہے۔

زاغ دین آمد دلیل زاغ دیں گر ندانی نام مرزا را ببیں

دین کا کوا دین کے کوے کی دلیل ہے۔ اگر تو نہیں جانتا تو مرزا قادیانی کے نام کو دیکھ لے۔

نام او آمد دلیل میرزاغ مے کند در نام خود او کاغ کاغ

اس کا نام اس کے زاغ اکبر ہونے کی دلیل ہے اور وہ اپنے نام کے اندر کائیں کائیں کرتا ہے۔

زاغ دین را در دیار زاغ کن ورنہ دینت او فتاد از بیخ و بن

دین کے زاغ کو ملک زاغ کے اندر بھیج دے، ورنہ تیرا دین جڑ اور تنے سے اکھڑ کر گر گیا۔

می کند ایں زاغ کار زاغہا مے دہد ایں زاغ دیں را داغہا

یہ کوا کوؤں کا کام کرتا ہے اور یہ کوا دین کو بہت سے داغ دیتا ہے۔

عرصہ کی بات ہے کہ مجھے ایک عالم دین سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس نے دوران گفتگو مجھے درج ذیل عربی شعر سنایا:

اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکینا

جب کوا کسی قوم کا رہبر بن جاتا ہے تو وہ کوا ان کو مرنے والوں کی راہ دکھاتا ہے۔

اور ملاقات ختم ہونے کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا اور سوچتا رہا کہ کیا ایک کوا کسی قوم کا

قائد وہادی بن سکتا ہے ہرگز نہیں، لیکن جب میں نے کسی وجہ سے مرزا قادیانی کے نام ''میرزا غلام احمد'' کا تجزیہ کیا اور اس پر بطور مذکورہ بالا عمل ترخیم جاری کیا تو میرا الجھا عقدہ فوراً حل ہوگیا اور میں سمجھ گیا کہ مرزائی جماعت زاغوں کا ایک ٹولہ ہے جس کی قیادت ''میرزاغ'' صاحب انجام دے رہے ہیں اور اپنی جماعت کو ہلاکت کی راہ پر لے جارہے ہیں۔ گویا کہ یہی شعر کہنے والے شاعر کی طرف سے ایک قسم کی قبل از وقت پیش گوئی ہے جو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت پر حرف بحرف منطبق ہوجاتی ہے اور پھر یہی وجہ ہے کہ ''غلام احمد قادیانی'' اور ''غراب زمن'' اور ''مرغ دون'' کے اعداد حروف برابر ہوجاتے ہیں جو پورے ۱۳۰۰ ہیں اور اسے زاغ دین ثابت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے نام ''غلام احمد'' اور ''زاغ قوی'' کے اعداد بھی برابر ہیں جو ۱۱۲۴ بنتے ہیں اور اسے زاغ قوی بنادیتے ہیں۔ (ہومیو ڈاکٹر میر محمد ربانی)

حامداً ومصلیاً

مرزائی محاکمہ پر محمدی محاکمہ

مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مذہبی خیالات اور دینی رجحانات پر اظہار الرائے کرتے ہوئے اوّل الذکر کو مریض افراط اور ثانی الذکر کو مبتلائے تفریط بتایا۔ یعنی پہلا آدمی احادیث نبویہ کو قرآن عزیز پر حاکم وقاضی سمجھتا ہے اور دوسرا آدمی احادیث کا منکر ہوکر گستاخ ہے۔ گویا کہ ایک غالی ہے جو حد اعتدال کو گرا کر آگے نکل گیا ہے اور دوسرا گستاخ وبے ادب ہے جو اپنے رسول کے فرامین کو قابل عمل نہیں سمجھتا۔

اب ہم نے یہاں پر یہ فیصلہ دینا ہے کہ مرزا قادیانی بذات خود اور بخیال خود کس فریق کی حمایت کا دم بھرتا ہے اور کس فریق سے پہلو تہی کرتا ہے یا ان دونوں نظریات کے علاوہ کسی تیسری راہ پر قدم مارتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ میں نے اس کی زیر جواب کتاب کو پڑھ کر جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ شخص اندرونی طور پر مولوی عبداللہ چکڑالوی کا ہم خیال ہے اور منکر احادیث ہے۔ جیسا کہ وہ صریحاً رقم طراز ہے۔

وقد مزق الاخبار کل ممزق   فکل بما ھو عندہ یستبشر

اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں اور ہر گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہورہا ہے۔

(اعجاز احمدی ص۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۸)

ولا تذکروا الاخبار عندی فانھا   کجلدۃ بیت العنکبوت تکسر

میرے پاس حدیثوں کا ذکر مت کرو، کیونکہ وہ عنکبوت کے گھر کی طرح توڑی جاسکتی ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۷)

یہی دونوں اشعار اس کے منکر الاحادیث ہونے کو بصراحت بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کے نزدیک احادیث نبویہ کی قدر و قیمت مکڑی کے جالا سے بیشتر اور بالاتر نہیں ہے اور پھر وہ احادیث سننے پر بھی آمادہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ احادیث الرسول اس کے نزدیک ردی کاغذ کی مانند چاک کر کے پھینک دی گئیں اور اب ان سے کسی قسم کا استدلال نہیں ہوسکتا۔ اس شخص نے اس پر بس نہیں کی بلکہ مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ دیا کہ:

ذکرت بمد عند بحثک بالهوی ۔۔۔ احادیث والقرآن تلغی وتهجر

تو نے مقام مد میں بوقت بحث کہا تھا کہ ہمارے پاس احادیث ہیں اور تو قرآن کو لغو و باطل ٹھہراتا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۵۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۶)

اس شخص نے اس شعر میں بھی احادیث نبویہ سے اپنی حقارت و نفرت کا اظہار کیا ہے اور مولوی صاحب پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ احادیث کو پیش کر کے قرآن مجید کا منکر بنتا ہے۔ ان حالات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی احادیث سے منحرف ہے یا کم از کم احادیث نبویہ کو قابل اعتماد و قابل استدلال نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کا نظریہ ہے۔ بنا برآں مولوی عبداللہ چکڑالوی اور مرزا قادیانی دونوں ایک ہی تعلیم کی برآمدات ہیں اور انکار احادیث کے معاملہ میں ایک ہی ماں کے دو جڑواں بچے ہیں۔ یا مرزا قادیانی عبداللہ چکڑالوی کا ظل و بروز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعدادی طور پر "مرزا قدنی/ ۴۱۲" اور عبداللہ چکڑالوی/ ۴۱۲ وجود واحد بن جاتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی/ ۱۵۴۸) = "خوان باحادیث الرسول دجلاً/ ۱۵۴۸" وہ اپنی دجالیت سے احادیث رسول کا خائن ہے۔

(مرزا غلام احمد/ ۱۳۷۲) = "خالف بالاحادیث النبویۃ/ ۱۳۷۲" اس نے احادیث نبی کی مخالفت کی ہے۔

میں نے مذکورہ بالا تینوں اشعار کو بطور ذیل ترمیم کر دیا ہے:

وقد عظم الاخبار کل عظامۃ ۔۔۔ فانا بها فی کل بحث نذاکر

احادیث کو کامل عظمت دی گئی ہے۔ اسی بناء پر ہم ہر بحث کے اندر ان سے مذاکرہ کرتے ہیں۔

علمنا احادیث الرسول کحصنۃٍ ۔۔۔ ودینی بها حقاً بحصنٍ مخفر

ہم نے احادیث رسول کو ایک قلعہ کی مانند جان لیا ہے اور میرا دین ان کی وجہ سے قلعہ بند بن گیا ہے۔

ومن قالها بیت العنا کبھ انہ　　　جھول ودجال کذوب وکافر

جس شخص نے ان کو مکڑی کا گھر کہا، وہ یقیناً جاہل، دجال، کاذب اور کافر ہے۔

قلت جواباً لاشعارہ

احادیث وایات لدیننا　　　کابوین لدین ذی کمال

ہمارے نزدیک احادیث وآیات کامل دین کے ماں باپ کی مانند ہیں۔

فاسلام لدین مثل ابن　　　حسین بالشمائل والشکال

پس اسلام ان دونوں کے لیے شکل وسیرت کے خوبصورت بیٹے کی مانند ہے۔

فمن منکم تنحی عن حدیث　　　حرامی وشیطان الضلال

پس تم میں سے جو شخص حدیث سے ہٹ گیا وہ حرامی اور ظلی شیطان ہے۔

ودینی دونها من غیر شک　　　یتیم الام دیناً فی الاصال

بلاشبہ اور دراصل میرا دین حدیث کے بغیر دینی طور پر ماں کا یتیم ہے۔

علیکم ان تعودوا فی حدیث　　　وقولوه بقال لم حال

تم پر لازم ہے کہ حدیث کی طرف لوٹ آؤ اور حال وقال سے اس کے قائل بن جاؤ۔

والا انتم اشرار قوم　　　هویتم من سلام فی وبال

ورنہ تم ایک شریر قوم ہو اور سلامتی کو چھوڑ کر ہلاکت میں گر چکے ہو۔

احادیث وایات لدین　　　کعینیه بلا قیل وقال

بلا قیل وقال احادیث وآیات دین کے لئے اس کی دو آنکھوں کی مانند ہیں۔

فیسریٰ عینه فیه حدیث　　　ویمنیٰ عینه آیٔ عوال

حدیث شریف دین اسلام کی بایاں آنکھ ہے اور بالاتر آیات اس کی دایاں آنکھ ہیں۔

فاسلام بلا غیر حدیث　　　کعوران النساء والرجال

اسی بناء پر دین اسلام احادیث کے بغیر کانی عورتوں اور کانے مردوں کی مانند ہے۔

وان انتم مضیتم عن حدیث　　　جعلتم دینکم عور المقال

اور اگر تم لوگ حدیث کو چھوڑ کر چل دیئے ہو تو تم نے اپنے دین کو کانا بنا لیا ہے۔

بآیات احادیث رضینا　　　الیٰ یوم القیامة بالهوال

ہم قیامت تک تہہ دل سے آیات واحادیث پر راضی ہو چکے ہیں۔

مرزا قادیانی کی دورنگی دیکھئے کہ اس نے اپنے قصیدہ کے اندر احادیث نبویہ پر اپنی نفرت وحقارت کا اظہار کیا ہے اور ان کو مکڑی کا جالا قرار دیا ہے اور پھر ان کو ظنیات کا انبار سمجھا ہے۔ لیکن اس نے اپنے اسی محاکمہ کے اندر قدرے نرم رویہ اختیار کیا ہے اور اپنی جماعت کو تلقین ونصیحت کی ہے کہ وہ اہل حدیث فرقہ کے قریب رہ کر مولوی عبداللہ چکڑالوی سے اجتناب کریں اور ان کے عقائد واعمال سے محترز رہیں۔ ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی احادیث نبویہ کی اکثریت کا منکر ہے اور انکار حدیث کے بارے میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کے بعد دوسرے نمبر پر آتا ہے اور اس کا ظل وبروز قرار پاتا ہے۔

حدیث وسنت کا مفہوم

اب باقی تصفیہ طلب بات صرف یہ رہ جاتی ہے کہ کیا حدیث وسنت دونوں کا مفہوم ایک ہے یا ان میں وہ فرق صحیح ہے جو مرزا قادیانی نے اختیار کر کے بیان کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ فقہائے اسلام کی ایک اصطلاح میں لفظ سنت آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال اور سکوت پر اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نورالانوار کے اندر اقسام سنت کے تحت میں مذکور ہے اور محدثین کے نزدیک لفظ حدیث مذکورہ تین امور پر مستعمل ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمۃ المشکوٰۃ کے شروع میں تحریر کیا ہے۔ اس طرح واضح ہو گیا کہ لفظ حدیث وسنت تقریباً مترادف المفہوم ہیں، یا کم از کم لازم وملزوم یا ملزوم ولازم ہیں۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے مترشح ہوتا ہے۔

’’ترکت فیکم امرین کتاب اللّٰہ وسنتی ماان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی‘‘ ﴿میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک کتاب اللہ اور دوسرے اپنی سنت، تم جب تک ان سے چمٹے رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔﴾

آپ ﷺ کی یہی نصیحت دوران مرض الموت میں فرمائی گئی ہے۔ یہاں پر لفظ سنت سے آپ ﷺ کے اقوال وافعال اور سکوت تینوں امور مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ تم کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ میرے افعال واقوال اور میرے ماعلیہ السکوت کے بھی پابند رہو اور یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ تم صرف میرے کئے ہوئے کاموں پر عمل کرو اور میرے اقوال وفرامین پر عمل کرنا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے۔ بنابرآں واضح ہو گیا کہ لفظ حدیث وسنت باہم مترادف المفہوم اور ہم معنی ہیں اور مرزائی تفریق سراسر باطل ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے زیر بحث محاکمہ کے اندر

مسئلہ ختم نبوت اور مسئلہ احادیث کو ملتا جلتا اور باہم متشابہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح بعض احادیث قابل قبول اور قابل عمل ہیں اور بعض دیگر احادیث قابل رد اور قابل انکار ہیں۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کے پیش نظر بعض نبوتیں قابل قبول اور قابل اتباع ہیں ور بعض دیگر نبوتیں قابل انکار اور قابل رد ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین مانتے ہوئے آپ کے بعد نبوت ظلیہ ونبوت بروزیہ ونبوت غیر شرعیہ کا دعویٰ کرنا درست اور صحیح ہے اور صرف نبوت شرعیہ اور نبوت غیر امتیہ کا دعویٰ کرنا باطل وغلط ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی امتی نبوت اور غیر شرعی نبوت کا مدعی ہے۔ اس لئے وہ ایسی نبوتوں کے ادعاء کو قابل قبول گردانتا ہے۔ لیکن اس شخص کا یہی خیال ایک قسم کی گمراہی وبطالت ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے خیال بالا کی تائید میں آیت خاتم النّبیین کو پیش کر کے اس کا غلط مفہوم لیا ہے اور اہل اسلام کو غلط اور غیر صحیح راہ پر لے جانے کی کوشش کی ہے۔ آیت ہذا کا صحیح اور اسلامی مفہوم مجھ سے سنئے اور اپنایئے۔

قال تعالیٰ: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما (احزاب:۴۰)'' ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا عالم ہے۔﴾

آیت ہذا سے مندرجہ ذیل باتیں بالصراحت مترشح ہوتی ہیں اور ہر قسم کی نبوت کو کلی طور پر منقطع ظاہر کرتی ہیں:

۱…… یہاں پر لفظ ''خاتم'' بفتحۃ التاء مذکور ہے اور دیگر قرأت میں بکسرۃ التاء بھی آیا ہے۔ اوّل الذکر کا معنی انگوٹھی یا مہر ہے اور ثانی الذکر کا معنی ختم کرنے والا ہے یا سب کے آخر میں آنے والا ہے۔ جیسے: ''زید خاتم الاولاد او خاتمھم لا بویہ'' ﴿زید اپنے ماں باپ کی اولاد کی مہر ہے یا اولاد کا خاتم ہے۔﴾

اور مطلب یہ ہے کہ زید اپنے ماں باپ کی اولاد کا آخری بیٹا ہے۔ زید کے بعد اس کے ماں باپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی اور خود مرزا قادیانی نے بھی خاتم الاولاد کا یہی مفہوم لیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا آخری بیٹا ہے اور اس کی ولادت کے بعد اس کے ماں باپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ بنابرآں آیت زیر بحث کے اندر لفظ ''خاتم النّبیین'' کا بھی یہی مفہوم ہے کہ آنحضرت ﷺ مادر فطرت کی آخری اولاد ہے اور سلسلۂ انبیاء کی آخری کڑی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بھی تیس دجال والی حدیث میں لفظ ''خاتم النّبیین'' کا معنی بلفظ ''لا نبی

بعدی ’’میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی شخص نبوی مفہوم ومعنی کو چھوڑ کر اس لفظ کا معنی نبی تراش یا نبی ساز کر دے تو وہ یقیناً شیطان لعین کا فریب خوردہ ہے۔

۲...... مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ ’’حرف لکن‘‘ برائے استدراک اور تدارک مافات کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ’’جاء نی زید ولکن لم یجیٔ عمرو‘‘ ﴿میرے پاس زید آ گیا لیکن عمرو نہیں آیا۔﴾

چنانچہ حرف ’’لکن‘‘ کے ماقبل فقرہ سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ زید کے ساتھ عمرو بھی متکلم کے پاس آ گیا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں اکٹھے رہتے ہیں اور سفر وحضر میں اکٹھے چلتے ہیں۔ حالانکہ وہ متکلم کے پاس نہیں آیا تھا اور اپنے گھر پر مقیم تھا۔ اسی محتمل وہم کے دفعیہ کے لئے ’’لکن‘‘ کے بعد کا فقرہ لا کر بتایا گیا کہ عمرو متکلم کے پاس نہیں آیا۔ صرف زید آیا ہے۔ بنابرآں آیت بالا میں بھی یہی کیفیت موجود ہے کہ فقرہ ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم‘‘ سے یکے بعد دیگرے ترتیب وار دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل...... یہ کہ جب حضرت محمد ﷺ رجال امت میں سے کسی ایک مرد کے نسبی باپ نہیں ہیں تو اس کے روحانی باپ بھی نہیں بن سکتے۔ حالانکہ آپ بحیثیت رسول اللہ ﷺ ہونے کے رجال امت کے روحانی باپ ہیں اور رجال امت آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور اس کی امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور بظاہر ومتبادر یہ بات درست اور حق بجانب معلوم ہوتی ہے کہ جیسے آپ اپنی امت کے رجال امت کے نسبی باپ نہیں ہیں۔ اسی طرح ان کے روحانی باپ بھی نہیں بن سکتے۔

دوم...... یہ ہے کہ جیسے سابقہ امتوں میں سلسلۂ نبوت ورسالت جاری اور رواں دواں رہا ہے اور یکے بعد دیگرے اصلی وظلی انبیاء اور شرعی وغیر شرعی انبیاء اور بروزی وغیر بروزی انبیاء ہوتے اور آتے رہے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت ورسالت جاری وساری ہونا چاہئے اور امت محمدیہ کے رجال امت کو یہ جواز ملنا چاہئے کہ وہ آپ ﷺ کے بعد بلا روک ٹوک ہر قسم کی نبوت رسالت کا دعویٰ کر سکیں اور شرعاً ان پر کسی قسم کی تعزیر وگرفت نہ ڈالی جاسکے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور غلام پنجاب نے متفرق اقسام کی نبوتوں کے دعاوی کئے اور عوام الناس کو گمراہ کیا۔

ان دونوں محتمل سوالوں کے جواب میں لفظ ’’رسول اللہ‘‘ اور لفظ ’’خاتم النبیین‘‘ کو لایا گیا ہے۔ لفظ اوّل سوال اوّل کا اور لفظ ثانی سوال ثانی کا جواب ہے۔ لفظ رسول اللہ سے سوال اوّل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگرچہ آپ ﷺ اپنے رجال امت کے نسبی باپ نہیں ہیں اور وہ آپ

کی نسبی اولاد نہیں ہیں۔ لیکن آپ ان کے روحانی باپ ضرور بالضرور ہیں۔ کیونکہ ہر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور اس کی امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور لفظ ''خاتم النبیین'' سے سوال دوم کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ تمام مستقل انبیاء ورسل کے خاتم ہیں۔ کیونکہ کامل رسول اللہ کے آنے کے بعد رسالت ونبوت کے جاری رکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہٰذا رجال امت میں سے کوئی شخص بھی دعویٰ رسالت ونبوت نہیں کر سکتا۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ العیاذ باللہ رسول اللہ ﷺ ایک ناقص رسول ہے۔ جس کے بعد دیگر رسولوں کے آنے کی ضرورت وحاجت باقی ہے۔

۳...... آیت زیر بحث کے اندر لفظ ''رسول اللہ'' کے بعد لفظ ''خاتم المرسلین'' کو لانا چاہئے تھا۔ لیکن اس لفظ کو چھوڑ کر لفظ ''خاتم النبیین'' لایا گیا ہے جو بظاہر اور بادی النظر میں غیر موزوں اور بے ربط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ رسول اللہ سے جس دعویٰ کا اثبات مطلوب ہے اسی کو مختوم ومسدود بتایا جاتا۔ تاکہ آئندہ کے لئے کوئی شخص مدعی رسالت نہ بن سکتا۔ جیسا کہ بہاء اللہ ایرانی نے دعویٰ رسالت کر کے یہ دلیل پیش کی ہے کہ آیت زیر بحث کے اندر لفظ خاتم المرسلین نہیں ہے اور صرف خاتم النبیین ہے۔ لہٰذا دعویٰ رسالت کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے اور نبوت کا دعویٰ کرنے میں یہ لفظ ایک عظیم وشدید رکاوٹ ہے۔

جواب...... یہ ہے کہ لفظ ''خاتم النبیین'' ہی نبوت ورسالت دونوں کے دعویٰ کرنے میں مزاحم ہے۔ کیونکہ لفظ رسول لفظ خاص ہو کر صاحب کتاب پیغمبر کو کہا جاتا ہے اور کتاب ایک جدید شریعت پر مشتمل ہوتی ہے یا سابقہ شریعت کا ایک ضمیمہ ہو کر اس کی مؤید ہوتی ہے اور لفظ نبی لفظ عام ہو کر صاحب کتاب یا بے کتاب پیغمبر دونوں پر بولا جاتا ہے اور پھر خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔ لیکن عام کی نفی سے خاص بالضرور منفی ہو جاتا ہے۔ جیسا فرضاً کہا جاوے۔

''زید انسان وخاتم الاناس'' ﴿زید انسان ہے اور انسانوں کو ختم کرنے والا ہے۔﴾

مطلب یہ ہے کہ زید انسان ہو کر تمام انسانوں کا خاتم ہے۔ یعنی وہ نوع انسانی کا آخری فرد ہے اور اس کے بعد کسی انسان نے وجود میں نہیں آنا ہے اور اسی جملہ کو بطور ذیل کہا جائے کہ:

''زید انسان وخاتم الحیوانات'' ﴿زید انسان ہے اور تمام جانداروں کا خاتم ہے۔﴾

تو مطلب یہ ہوگا کہ زید انسان ہو کر تمام جانداروں کا ایک آخری فرد ہے اور اس کے بعد کوئی جاندار بھی وجود میں نہیں آئے گا۔ بنابرآں پہلے جملہ میں صرف انسانیت کی ختمیت ثابت ہوگی اور دیگر قسم کے جاندار آتے رہیں گے اور دوسرے جملہ میں تمام جانداروں کی ختمیت برآمد ہوگی۔ خواہ وہ انسان ہوں یا غیر انسان ہوں۔ چنانچہ آیت زیر بحث کے اندر بھی یہی کیفیت ہے کہ آپ ﷺ کو

رسول اللہ کہہ کر خاتم النّبیین بتایا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ آپ رسول خدا بننے کے بعد تمام صاحب کتاب اور بے کتاب اور صاحب شریعت اور بے شریعت انبیاء ورسل کے خاتم ہیں۔ یعنی آپ ﷺ تمام شرعی اور غیر شرعی اصلی اور فرعی، بروزی وغیر بروزی سب انبیاء ومرسلین کے آخری فرد ہیں۔ گویا کہ آپ کے بعد کسی شخص نے بحیثیت ایک نبی ورسول کے مبعوث نہیں ہونا ہے۔

۴...... مرزا قادیانی نے لفظ ''خاتم النّبیین'' کا معنی نبی تراش، یا نبی ساز بھی کیا ہے جو سراپا غلط اور دجالانہ تاویل وتفسیر ہے۔ کیونکہ اگر خاتم کا معنی مہر لگانے والا کیا جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ آپ انبیاء کو مہر لگانے والے ہیں۔ یعنی ان کے مصدق ہیں اور یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آپ انبیاء تراش یا انبیاء ساز ہیں۔ کیونکہ وہ مہر لگانے سے قبل انبیاء بن چکے تھے اور محمدی مہر ان پر بعد میں لگی۔ جس نے ان کی تصدیق وتائید کا فریضہ انجام دیا اور اگر بفرض محال یہاں پر مرزائی مفہوم مراد ہوتا تو پھر یہ لفظ بجائے ''خاتم النّبیین'' کے ''صانع النّبیین'' (انبیاء ساز) یا ''خارق النّبیین'' (انبیاء تراش) ہوتا۔

۵...... چونکہ آپ ﷺ کو آیت زیر بحث میں ''خاتم النّبیین'' کہا گیا ہے۔ لیکن ''خاتم الرجال'' نہیں کہا گیا۔ اس لئے آپ کے بعد انبیاء ورسل کا آنا ممنوع ہے۔ لیکن رجال صالحین کا آنا ممنوع نہیں ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد مرد صالح کے طور پر آئیں گے اور بحیثیت نبی ورسول کے نہیں آئیں گے۔ کیونکہ نبوت محمدیہ کے سامنے اس کی نبوت ورسالت اس طرح مستور ومحجوب رہے گی۔ جیسا کہ آفتاب کا طلوع ستاروں اور سیاروں کو محجوب ومستور کر دیتا ہے۔

۶...... آپ ﷺ کو آیت زیر بحث میں ''خاتم النّبیین'' کہا گیا ہے اور ''خاتم الصدیقین'' اور ''خاتم الشہداء'' اور ''خاتم الصالحین'' نہیں کہا گیا۔ اس لئے ثابت وواضح ہوگیا کہ آپ کے بعد نبوت کی ہمہ اقسام ختم اور بند ہیں اور صرف صداقت وشہادت وصلاحت ساری وجاری ہیں۔ یعنی نبوت ورسالت کے علاوہ امت محمدیہ پر تمام انعامات وفضائل کشادہ اور قابل عطاء ہیں۔ بلکہ عطاء ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ لیکن حصول نبوت ورسالت ممتنع رہے گا۔ ورنہ انعامات اربعہ (نبوت وصداقت وشہادت وصلاحت) میں سے صرف ختم نبوت کی تخصیص الذکر بیکار اور بے محل قرار پائے گی۔

۷...... لفظ (خاتم النّبیین) کے اندر لفظ ''خاتم بفتحة التاء'' ہوکر بمعنی انگوٹھی ومہر ہے جب کہ انگوٹھی ایک حلقہ اور ایک نگینہ پر مشتمل ہوتی ہے اور مطلب یہ ہے کہ جیسے انگوٹھی کا حلقہ لابس انگلی کو محیط ہوتا ہے اور انگلی اس میں محاط ومحصور ہوتی ہے اسی طرح آپ ﷺ پر بھی تمام انبیاء ورسل کو

محیط ہیں اور انبیاء و رسل سب کے سب اسی احاطہ و دائرہ میں محاط و محصور ہیں۔ کیونکہ آپ خلقت روحی کی بناء پر اوّل الانبیاء ہیں اور خلقت جسمانی و بعثت نبوی کی بنیاد پر آخر الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے: ''انا اوّل الانبیاء خلقاً و اٰخرھم بعثاً'' ﴿میں خلقت میں اوّل الانبیاء اور بعثت میں آخر الانبیاء ہوں۔﴾

اور اگر اس لفظ کو بمعنی مہر مانا جائے تو پھر خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے تمام انبیاء کے آخر میں آ کر مہر کا فریضہ انجام دیا۔ کیونکہ جس طرح مضمون کے ختم ہو جانے کے بعد مضمون کے آخر میں تصدیقی مہر لگائی جاتی ہے۔ تا کہ نوشتہ مضمون میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کی جاسکے۔ اسی طرح پر آپ نے بھی تمام انبیاء و رسل کے آخر میں مبعوث ہو کر سلسلۂ نبوت و رسالت کے اندر کسی دیگر نبی و رسول کے اضافہ یا کم کرنے کو روک دیا اور اسی سلسلہ کی مہر ثابت ہو کر اسے سربمہر کر دیا تا کہ مسیلمہ کذاب اور غلام پنجاب اور بہاء اللہ ایرانی جیسے جعلی اور شیطان کاشتہ متنبیان باہر رہیں۔ نیز مہر کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے انگوٹھی کے حلقہ کی نقرئی یا طلائی تار کے دونوں سروں کو ملا کر اس پر نگینہ فٹ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے بھی سلسلۂ نبوت و رسالت کی ابتداء و انتہاء کو ملا کر اس کے اوپر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر لگا دی تا کہ اس سلسلہ میں نہ کوئی جعلی نبی داخل ہو سکے اور نہ کسی راست باز اور سچے نبی کو باہر نکالا جا سکے۔

8...... قرآن عزیز نے آیت زیر بحث کے آخری فقرہ ''و کان اللہ بکل شیئ علیماً'' کے اندر ایک وعیدی اور انذاری پیش گوئی کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ امت محمدیہ کے اندر بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کامل خاتم النبیین نہیں مانیں گے اور آپ کی ختم نبوت کے اندر طرح طرح کی تاویلیں اور غیر موزوں تعبیریں و تغیریں پیدا کریں گے اور خدا تعالیٰ ان کی بکواسوں کو جاننے والا ہے اور ان کا ذب و بطال متنبیان کا علم رکھتا ہے۔ ان کو ان کے خلاف اسلام کردار پر ضرور بالضرور سزا دے گا۔

جاننا چاہئے کہ لفظ ''خاتم النبیین'' کے بعد فقرہ بالا کو لانے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک صالح اور شریف باپ کا عاق و بے فرمان بیٹا جب اپنے باپ کے سامنے سے گذرتا ہے تو باپ اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں اور یہی فقرہ وہ اونچی آواز سے کہتا ہے تا کہ بیٹا اسے سن لے اور اس طور بیان سے باپ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں تیری عیاشی و بدمعاشی کو بخوبی جانتا ہوں اور مناسب موقعہ ملنے پر میں تمہیں ضرور اور لامحالہ سزا دوں گا۔ بنا بر آں فقرہ بالا کے اندر قرآن عزیز کا بھی یہی انداز بیان ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی جانب سے اظہار کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ

منکرین ختم نبوت اور مدعیان نبوت کا ذرہ کو بخوبی جانتا ہے اور مکمل طور پر ان کا علم رکھتا ہے۔ ان لوگوں کو ان کی بکواسوں پر یقیناً سزا دے گا اور ان پر ان کا انجام بد ضرور لائے گا۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب مجاہدین اسلام کی بے نیام تلواروں سے مقتول ہوا اور مرزا قادیانی لاہور کے احمدیہ بلڈنگس کے دو مہمان میں مرض ہیضہ کا شکار بنا اور قے و دست کرتا ہوا ہلاک ہوا اور پسماندگان کے لئے اس کی ہلاکت نے ایک عبرتناک نقشہ پیش کیا۔

مرزا قادیانی نے یہاں پر اپنے فٹ نوٹ کے اندر تیس دجال والی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے بطور استہزاء و تمسخر کے آنحضرت ﷺ کے وعید و انذار کو بلفظ تبشیر و خوشخبری ذکر کیا اور خود کو تیس دجالوں میں سے نکالنا چاہا۔ مگر وہ نہ نکل سکا۔ کیونکہ محولہ حدیث کے اندر تیس دجالوں کی یہ علامت مذکور ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر ایزدی کو توڑ کر اپنے کو نبی اللہ قرار دے دیں گے اور یہی چیز مرزا قادیانی کے اندر نمایاں طور پر موجود ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے کو نبی اللہ کہہ کر عملاً آنحضرت ﷺ کی کامل ختم نبوت سے منحرف ہے اور پھر وہ اعداداً بھی تیس دجالوں کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ جیسے: "<u>ھو دجال کان من ثلثین</u> /۱۳۰۰" ﴿وہ تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔﴾

جب کہ "<u>غلام احمد قادیانی</u> /۱۳۰۰" کے اعداد بھی اسی قدر برآمد ہوتے ہیں اور اس کو آسانی سے تیس دجالوں کی قطار میں لے آتے ہیں۔

پھر مرزا قادیانی نے بالتحریر خود ۶۸ سال یا ۶۹ سال عمر پائی ہے جو اعداداً بالترتیب لفظ "<u>الدجل</u> /۶۸" اور لفظ "<u>الدجال</u> /۶۹" سے برآمد ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں۔ بہرحال مرزا قادیانی اپنے آپ کو دجال ہونے سے نہیں بچا سکتا۔ علاوہ ازیں اہل مرزا نے عموماً اور مرزا بشیر احمد ابن المرزا نے خصوصاً پوری تحقیق و تدقیق سے مرزا کی عمر تقریباً ۷۶ سال ثابت کی ہے جو مرزا قادیانی کو ڈبل دجال بنا کر چھوڑتی ہے۔ کیونکہ <u>دجال</u> /۳۸+<u>دجال</u> /۳۸ کے اعداد حروف پورے ۷۶ سال بنتے ہیں۔ بنا برآں یہ شخص بتائید فرزند خود سنگل دجال نہیں۔ بلکہ ڈبل دجال ہے۔

۹...... آیت زیر بحث کے فقرۂ اوّل "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" کے اندر رجال امت کے ساتھ ساتھ اطفال امت اور نساء امت سے آنحضرت ﷺ کے نسبی باپ ہونے کی کلیتاً نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ اپنی امت کے کسی مرد، کسی بچہ اور کسی عورت کے باپ نہیں ہیں۔ کیونکہ زنان و اطفال اپنے رجال و مردان کے ماتحت ہوتے ہیں اور رہتے ہیں۔

اور فقرہ دوم "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے اندر آپ ﷺ کو رسول اللہ کہہ کر آپ کو تمام امت کا روحانی باپ ثابت کیا گیا ہے اور "خاتم النبیین" کہہ کر آپ کو ہر

قسم کے روحانی آباء بمعنی انبیاء ورسل کا خاتم گردانا گیا ہے۔ یعنی جس طرح آپ ﷺ تمام افراد امت کے نسبی باپ نہیں ہیں اور تمام افراد امت آپ کی نسبی اولاد نہیں ہے۔ اسی طرح پر آپ ﷺ کے رسول اللہ بن جانے پر بھی کوئی شخص امت محمدیہ کا روحانی باپ بمعنی نبی ورسول نہیں بن سکتا۔ چونکہ آیت ہذا کے دونوں فقرے باہم متقابل واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے صراحۃً واضح ہوتا ہے کہ جب آپ اپنی امت کے کسی بڑے چھوٹے فرد کے نسبی باپ نہیں ہیں تو آپ کے بعد بھی کوئی چھوٹا بڑا اور شرعی وغیر شرعی اور امتی وغیر امتی نبی نہیں ہوسکتا۔ ورنہ تقابل نہیں رہے گا جو منشائے قرآن ہے۔ بہرحال قرآن عزیز کا منشا یہ ہے کہ نہ آپ اپنی امت کے نسبی باپ ہیں اور نہ آپ کی امت کا کوئی شخص روحانی باپ بمعنی نبی ورسول بن سکتا ہے۔ یعنی جب نسباً ایک شخص کے دو باپ نہیں ہوسکتے تو روحاً دو بنا بھی اس کے دو روحانی باپ ثابت کرنا جرم عظیم ہے۔ ورنہ اس قانون کے خلاف چلنے والا ایک دیوث اور بے غیرت آدمی ہے۔ جیسا کہ مرزا اول مرزا ہیں۔

۱۰...... آیت زیر بحث کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ آنحضرت ﷺ کا متبنیٰ بمعنی پروردہ بیٹا تھا اور اہل مکہ کی اکثریت اسے ابن محمد اور فرزند احمد کہہ کر پکارتی تھی۔ حالانکہ وہ دراصل ابن حارث تھا اور آنحضرت ﷺ کا صرف ربیب اور پروردہ تھا۔ بنابرآں آیت ہذا نے خطاب عام اور مفہوم خاص کے طور پر بتادیا کہ حضرت محمد ﷺ نہ زید کے نسبی باپ ہیں اور نہ زید آپ کا نسبی بیٹا ہے۔ بلکہ آپ صرف اس کے روحانی باپ بمعنی رسول اللہ ہیں اور وہ آپ کا پیارا اور عزیز امتی ہے اور پھر لفظ ''خاتم النبیین'' کو لا کر بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بغیر زید بن حارث کا کوئی شخص روحانی باپ نہیں۔ کیونکہ امت محمدیہ کے لئے روحانی آباء (بمعنی انبیاء) کے برپا ہونے کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ چنانچہ جب مسیلمہ کذاب نے دربار نبوت میں آکر شریک فی النبوۃ المحمدیہ ہونے کی درخواست کی تو اس پر آپ نے اس کی درخواست کو مسترد کردیا اور زیدؓ بن حارث کو حکم دیا کہ اس کو میرے سامنے سے الگ کردو۔ حضرت زیدؓ نے فوراً تعمیل کی اور خوشنودی کا اظہار کیا اور کہا کہ مصغر نام کا آدمی کبھی بھی روحانی باپ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ میں ایسے آدمی کو امت محمدیہ کا روحانی باپ تسلیم کرسکتا ہوں۔

خلاصہ

یہ ہے کہ آیت زیر بحث کے فقرہ اوّل میں آنحضرت ﷺ سے ابوت نسبیہ وابوت روحانیہ دونوں کی نفی کر کے کہا گیا کہ آپ اپنی امت کے کسی فرد کے نسبی باپ اور روحانی باپ نہیں بن سکتے اور پھر فقرہ دوم میں آپ کے لئے صرف ابوت روحانیہ بلفظ رسول اللہ ثابت کر کے آئندہ

کے بلفظ خاتم النبیین ابوت روحانیہ بمعنی اجرائے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ آئندہ کے لئے نوع انسانی کے روحانی باپ بمعنی رسول اللہ صرف آپ ہی رہیں گے۔ کیونکہ ایک کامل روحانی باپ کی موجودگی میں ایک ناقص روحانی باپ کو لے آنا بڑی حماقت ہے۔ ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد غیر شرعی اور ظلی و بروزی انبیاء اور امتی پیغمبران آسکتے ہیں۔ باطل اور غلط ہے کیونکہ یہی عقیدہ آیت زیر بحث کے کسی لفظ سے مستنبط نہیں ہوسکتا۔ ورنہ اس کو اپنے شرعی نسبی باپ غلام مرتضیٰ کے بالمقابل اپنا ایک غیر شرعی نبی باپ بھی بنانا پڑے گا۔ کیونکہ جب ابوت روحانیہ کی چند اقسام جو اس نے تجویز کر رکھی ہیں بنائی جاسکتی ہیں تو پھر ابوت نسبیہ کی بھی یہی اقسام وضع کی جاسکتی ہیں اور اس کو حرامزادہ بنایا جاسکتا ہے۔

مرزا قادیانی نے حاشیہ پر اپنا ایک الہام بطور ذیل لکھا ہے: ''خسف القمر والشمس فی رمضان فبای آلآء ربکما تکذبان '' رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہے۔ پس تم خدا کی نعمتوں کی کیوں تکذیب کرتے ہو۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۹ حاشیہ)

اور پھر کہا ہے کہ الہام ہذا کے اندر ''آلآء'' بمعنی نعمت سے مراد خود میں ہی ہوں۔

الجواب اوّلاً

یہ ہے کہ الہام ہذا کا پہلا فقرہ مرزا قادیانی کا خود ساختہ ہے اور دوسرا فقرہ ایک آیت قرآن ہے۔ لیکن مرزائی ملہم نے ان دونوں فقروں کو ملا کر اپنی ناسمجھی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ جب چاند اور سورج کا گرہن زوال نعمت ہے اور ان دونوں کا روشن رہنا ایک بہت بڑی نعمت ہے تو پھر آیت قرآن سے ان کو نعمت قرار دینا ایک بین حماقت ہے۔ دراصل احادیث میں سورج گرہن اور چاند گرہن کو نشانات عبرت اور آیات قدرت کہا گیا ہے۔ بنابرآں اگر الہام مذکور بطور ذیل ہوتا تو قدرے صحت میں رہتا۔ لیکن اس کی موجودہ صورت بالکل غیر مربوط اور بے جوڑ ہے اور قائل کی حماقت پر دال ہے کہ وہ زوال نعمت کو عطائے نعمت کہتا ہے۔

''خسف القمر والشمس فی رمضان، فبای آلآء ربکما تکذبان''

﴿رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہے۔ پس تم دونوں خدا تعالیٰ کے کس نشان کی تکذیب کروگے۔﴾

الجوب ثانیاً

یہ ہے کہ بقول مرزا خود مرزا کو نعمت قرار دینا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس نے عمر بھر اسلام کو

غلام فرنگ رکھنے کی پوری کوشش جاری رکھی اور کبھی بھی آزادی اور حریت کے لئے کام نہ کیا۔ بنابرآں اس شخص کا وجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے بجائے نعمت کے ایک لعنت وزحمت بنارہا اور برعکس نہند نام زنگی کافور والا معاملہ ہے۔

الجواب ثالثاً

یہ کہ بنظر مرزا دونوں فقروں کا قرآن مجید میں ہو کر وہاں سے نقل ہونا بھی الہام مذکور کو مخدوش ومجہول قرار دیتا ہے جب کہ فقرہ اوّل قرآن مجید میں نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ہر پیغمبر خدا کے الہامات کا اپنی قوم کی زبان میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ غلط ہے اور اس کے نبی ورسول ہونے کی تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کے الہامات غیر قومی زبان میں ہوں گے تو وہ اپنی قوم کے آگے اپنے الہامات کو پوری ذہن نشین وضاحت سے پیش نہیں کر سکے گا اور نہ اس کی قوم ان الہامات سے پوری طرح پر مستفید ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے سچے رسول کی یہ علامت بتائی ہے کہ اس کے الہامات اس کی قومی اور مادری زبان میں ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:''**وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم (۱۴:۵)**'' ﴿ہم نے ہر رسول کو اس کی قومی زبان میں رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ ان کو اپنا مقصد سمجھا سکے۔﴾

مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر رسول اپنی قومی زبان میں پیغامات خدا لایا ہے تاکہ وہ اپنی قوم کے آگے پیغامات خدا کی صحیح اور دل نشین وضاحت کر سکے۔ ان حالات میں جس نبی ورسول کے الہامات اس کی مادری وقومی زبان میں نہیں ہوں گے وہ سچا رسول نہیں ہے۔ بلکہ کاذب وبطال ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے تمام الہامات غیر مادری اور غیر قومی زبانوں میں ہیں اور پنجابی زبان میں اس کا کوئی الہام نہیں ہے۔ اس لئے یہ شخص نبی ورسول نہیں ہے بلکہ بطال ودجال ہے۔

جاننا چاہئے کہ آیت ہالا میں بلاغت وفصاحت کے اعتبار سے ''**قصر الموصوف فی الصفة**'' ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر رسول رسالت پانے میں اپنی قومی زبان کا پابند ہے اور اس کی قومی زبان رسول میں پابند نہیں ہے۔ بلکہ وہ زبان رسول اور اس کی قوم اور دیگر افراد میں بھی پائی جائے گی۔ لیکن سچا رسول الہامات خدا لینے میں اپنی قومی زبان کا پابند رہے گا۔ یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ رسول سمجھ سکے کہ اس کو ملنے والے الہامات رحمانی ہیں، یا یہ الہامات شیطانی سازش کا نتیجہ ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی آیت ہذا کے معیار صداقت پر پورا نہیں اترا۔ اس لئے یہ شخص شیطان کا فریب خوردہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''غلام احمد قادیانی/ ۱۳۰۰'' اور ''ذریۃ شیطانیۃ/ ۱۳۰۰'' کے اعداد حروف برابر ہیں۔ جس سے وہ فرزند ابلیس بنتا ہے۔

اور پھر مرزا قادیانی کا خود کو امتی نبی بنانا قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ وہ اس طرح ایک شتر مرغ یا تیتر اور بٹیر کا ایک مرکب بن کر سامنے آتا ہے۔ یعنی جس طرح شتر مرغ آدھا مرغ اور آدھا اونٹ ہوتا ہے یا بصورت پرندہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ شخص بھی آدھا امتی اور آدھا جعلی نبی ہے اور روحانی طور پر ایک مکمل شتر مرغ ہے یا صحیح طور پر ایک ناقص مرکب ہے۔ کیونکہ یہ شخص نہ پورا اور مکمل نبی ہے اور نہ مکمل اور پورا امتی ہے۔ بلکہ اس کے روحانی وجود کا بالائی حصہ امتی اور زیریں حصہ مزعومہ نبی ہے اور وہ اس طرح ایک روحانی شتر مرغ بن کر نمودار ہو گیا ہے۔

چوں شتر مرغ است مرزا نزد من	که نبی و امتی گردد بفن

میرے نزدیک مرزا ایک شتر مرغ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی فریب کاری سے امتی نبی بن جاتا ہے۔

نصف ادہم چوں نبی مقتداست	نصف دیگر امتی در اقتداست

اس کا آدھا حصہ نبی متبوع کی مانند ہے اور دوسرا حصہ امتی بن کر اس کی اتباع کرتا ہے۔

تابع و متبوع اندر دین باند	بعد ازیں او کلمۂ افرنگ خواند

یہ شخص دین کے اندر ماموروآ مر بنا رہا اور اس کے بعد اس نے یورپ کا کلمہ پڑھ لیا۔

چوں شتر مرغیست ناقص ایں غلام	که غلام آمد ہمیشہ ناتمام

یہی غلام شتر مرغ کی طرح ناقص ہے۔ کیونکہ غلام ہمیشہ ناقص و ناتمام رہتا ہے۔

مرد بینا از چنیں کس نافراست	زانکه یار کافراں ہم کافراست

آنکھوں والا آدمی ایسے شخص سے متنفر ہوتا ہے۔ کیونکہ کافروں کا یار بھی کافر ہوتا ہے۔

کافر افرنگ اورا رنگ کرد	زیں سبب با جنگ دیں او جنگ کرد

یورپ کے کافر نے اس کو رنگین کیا۔ اسی وجہ سے اس نے جہاد دین سے جنگ کی (اور حرام کہا)

او جہاد دین را گوید حرام	که حرامی شد چوں کافرایں غلام

وہ شخص جہاد دین کو حرام کہتا ہے۔ کیونکہ کافر کی طرح یہی غلام احمد حرامی ہے۔

حکیم میر محمد ربانی، مولوی فاضل، منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی

علامہ، عباسیہ یونیورسٹی بہاول پور، پاکستان